ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور ۔ کراچی ۔ پاکستان

Marfat.com

1A

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ

تفسیر الحسنات

جلد ششم

علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

پارہ

۲۶ تا ۲۸

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور۔ کراچی۔ پاکستان

Marfat.com

تفسیر الحسنات کے جملہ حقوقِ اشاعت بحق جامعہ حسنات العلوم محفوظ ہیں

نام کتاب — تفسیر الحسنات (جلد ششم)
مفسر — علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ
ناشر — ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
اشاعت — بار پنجم
تاریخ اشاعت — اکتوبر 2008ء
تعداد — ایک ہزار
کمپیوٹر کوڈ — QT26

۲۹۷۶۱۶
۱۳۵۱ تف
۹۰۹۷
جلد ششم ۶

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 7221953 فیکس:۔ 042-7238010
9۔الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7225085-7247350
14۔انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی
فون:۔ 021-2210212-2212011-2630411
e-mail:- sales@zia-ul-quran.com
Website:- www.ziaulquran.com

جامعہ حسنات العلوم کے تمام اراکین تہہ دل سے محترم سلیم شاہد صاحب، محترم وسیم حمید، محترم کاشف حمید، شاہد حمید مرحوم، والدین وعزیز واقارب (مبشر الیکٹرک سٹور نشتر روڈ لاہور) کے مشکور ہیں کہ انہوں نے تفسیر الحسنات کے سلسلہ میں جامعہ حسنات العلوم کے ساتھ تعاون کیا اللہ تعالیٰ عزوجل اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقہ میں ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین۔ دعا گو

ناظم اعلیٰ جامع حسنات العلوم وخلیفہ مجاز
صوفی محمد تنویر حسین قادری نقشبندی اشرفی
و
الحاج عبدالقیوم قادری اشرفی

Marfat.com

فہرست مضامین

سورۂ احقاف 23
سورۂ احقاف بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع پ ۲۶ 23
حل لغات 24
حل لغات نادرہ 26
مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورۂ احقاف پ ۲۶ 26
حم پر مفصل بحث 26
ایک وقت معہود کیلئے آسمان زمین کی تخلیق کی گئی
جب وقت آئے گا اس دن لپیٹ لئے جائیں گے 26
مفصل بحث 26
امام اعظم رحمہ اللہ کا مناظرہ ایک دہریہ سے 26
کفار مشرکین کا حال ان کے عقائد کی تردید 28
نبی کا کوئی فیصلہ درایتاً اٹکل وقیاس سے نہیں ہوتا بلکہ قطعی یقینی ہوتا ہے 29
روایت پر مفصل بحث 29
آیت کا مفہوم حدیث کی روشنی میں 29
حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی قرآن کریم میں فضیلت 30
بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۂ احقاف پ ۲۶ 30
حل لغات 32
حل لغات نادرہ 34
مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع سورۂ احقاف پ ۲۶ 35
مشرکین مکہ کا حضرت بلال، عمار بن یاسر، صہیب رومی علیہم الرضوان کے اسلام لانے پر اعتراض 35
علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی ایک روایت 35
قرآن کریم نیکیوں کی بشارت دیتا ہے اور بدوں کو ڈرسناتا ہے ارشاد باری عزوجل ہے 35
جن لوگوں نے کہا اللہ ہمارا رب ہے اس پر ثابت قدم رہے 36
خوف کی تعریف، حزن کی تعریف 36
استقامت کے ساتھ ربنا اللہ کہنے والے اللہ عزوجل کے ولی ہیں 36
والدین سے حسن سلوک کرنے کا حکم مفصل بحث 37
رضاعت کی تفصیل 37
جنت والدین کے قدموں تلے ہے 87
نیکوں کاروں پر پرہیزگاروں کے صغائر اللہ تعالیٰ معاف فرمائے گا 37
جنتیوں سے اللہ کا سچا وعدہ 37
منکرین کا مرنے کے بعد زندہ ہونے سے انکار 37
جہنم میں جانے کے بعد دنیا میں جانے کی خواہش حدیث پاک 38
مومن آخرت کو دنیا پر ترجیح دیتا ہے 38
بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۂ احقاف پ ۲۶ 38
حل لغات 39
حل لغات نادرہ 40
مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع سورۂ احقاف پ ۲۶ 41
احقاف کی تعریف 41

Marfat.com

سورۂ مبارکہ کا نام احقاف رکھنے کی وجہ	41
حضرت ہود علیہ السلام کی قوم کی سرکشی	42
قوم ہود پر عذاب اور ان کی ہلاکت	42
تشریح احقاف	42
بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۂ احقاف پ۲۶	43
حل لغات	44
حل لغات نادرہ	45
مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع سورۂ احقاف پ۲۶	46
حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کو شرک کی وجہ سے ہلاک کر دیا گیا	46
اولیاء کرام رحمہم اللہ کے متعلق اہل سنت کا عقیدہ	46
سجدہ تعظیمی اور عبودی کی بحث	46
شرک کی تعریف	46
امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں سمع لا باذن بصیر لا بالاعین مفصل بحث	46
علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں	46
بتوں کے ساتھ مشرکین کا عقیدہ مفصل بحث	46
ایک نومسلم صحابی رضی اللہ عنہ نے حالت شرک کا واقعہ بیان کیا	47
ستو کا بت	48
جنوں کا شرف اسلام سے مشرف ہونا	48
جنوں کا اسلام کی اپنی قوم میں تبلیغ کرنا	48
شان نزول	48
کافر مرنے کے بعد عذاب وثواب جنت اور دوزخ کے سب منکر تھے	49
سورۂ محمد	50
سورۂ محمد بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع	50
حل لغات	51
حل لغات نادرہ	53
مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورۂ محمد ﷺ پ۲۶	53
شان نزول	53
ایمان کے ساتھ نیکیوں کا بدلہ ہے	53
ایمان لانے کے بعد زمانہ کفر کی خطائیں تمام معاف ہوجاتی ہیں	54
کفار پر تشدد کا حکم	54
مفصل بحث	54
بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۂ محمد ﷺ پ۲۶	55
حل لغات	57
حل لغات نادرہ	58
مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع سورۂ محمد ﷺ پ۲۶	58
مومنین کے لئے جنت کی بشارت	58
کافروں کو عذاب شدید کی خبر دی گئی	58
شان نزول آیات	59
مومن کافر کا مقام	60
مومن کی جنت کا بیان	60
مخالفین کا حال	60
مشرکین کے تمسخر کا ذکر	60
حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی	60
قیامت کے حالات	61
آثار قیامت کا بیان	61
مفصل حدیث پاک	61
تمام فرقے مسلمانوں کے درپے آزار ہوں گے	61
مسلمان ایسے ہوں گے جیسے موری کا بہتا ہوا بھوسہ	61
واستغفر لذنبک کی تشریح	62

Marfat.com

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۂ محمد ﷺ پ ۲۶	62
حل لغات	63
حل لغات نادرہ	64
مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع سورۂ محمد ﷺ پ ۲۶	65
مسلمانوں کی جہاد کے حکم کی خواہش	65
منافقین کے نفاق کا ذکر اور ان کا حال	65
منافقین پر اللہ عزوجل کی لعنت	65
منافقین کے اخروی عذاب کا ذکر	66
بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۂ محمد ﷺ پ ۲۶	66
حل لغات	68
حل لغات نادرہ	69
منافقین کے نفاق کے اظہار کا وعدہ	69
مسجد نبوی سے ستر منافقین حضور علیہ السلام نے	
نکالے	70
تفصیلی واقعہ	70
ایک منافق کا واقعہ	70
خدا عزوجل رسول ﷺ کی مخالفت کر کے اپنے	70
اعمال برباد نہ کرو	71
مشرکین سے بے نیاز رہنے کی تعلیم	71
مسلمانوں کو غالب رہنے کی بشارت	71
مسلمانوں کو خود پیام دے کر دشمنوں کو صلح کی طرف	
نہ بلاؤ	71
صدقہ خیرات دینے کو قرض حسنہ سے تعبیر فرمایا	72
اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم	72
سورۂ فتح	73
بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۂ فتح پ ۲۶	73
حل لغات	74
حل لغات نادرہ	75
مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورۂ فتح	75
روشن فتح کی بشارت	76
لام سببی معنی ہوئے	76
تا کہ آپ کے سبب بخش دے آپ کے غلاموں	
کے پہلے پچھلے گناہ	76
شان نزول	76
سرور عالم ﷺ نے خواب دیکھا	76
ایک ہزار چار سو اصحاب علیہم رضوان کے ساتھ یکم	
ذوقعدہ ۲ھ تھے	76
عمرہ کے لئے قصد فرمایا	76
راستہ میں پانی ختم ہوگیا معجزہ کا ظہور کلی دست	
مبارک وغیرہ سے چشمہ جاری ہونا	76
مقام حدیبیہ پر دوسرا معجزہ	76
کفار قریش کا مقام حدیبیہ میں حضور علیہ السلام	76
سے گفتگو کرنا مفصل واقعہ	
صحابہ کرام کا احترام اور جانثاری	77
وضو کا غسالہ زمین پر نہ گرنے دیا	77
عروہ بن مسعود ثقفی کی گفتگو	77
عروہ کا متاثر ہونا اور شرف اسلام سے مشرف ہونا	77
بیعت رضوان	77
کفار خوفزدہ ہوئے اور صلح کی پیشکش کی	77
صلح نامہ پر دستخط ہوگئے	77
یہ صلح مسلمانوں کے حق میں بہت نافع رہی اور فتح	
ثابت ہوئی	77
آیات کریمہ میں مومنوں کیلئے جنت کی بشارت	77
منافق ومشرکین کے لئے وعید عذاب	77

Marfat.com

جناب مصطفیٰ ﷺ کو کائنات کا ناظر و حاضر بتا کر بشارت دینے والا اور ڈر سنانے والا ظاہر کیا 77
شاہد کے معنی حاضر کے ہیں جو حاضر ہوتا ہے اس کا ناظر ہونا لازمی ہے 78
حاضر و ناظر اللہ تعالیٰ کے لئے کہنا جہالت ہے مفصل دلائل 78
حضور علیہ السلام کی تعظیم وتوقیر کی ہدایت 78
صبح سے شام تک تسبیح وتہلیل کا حکم 78
پردہ نبی میں خدائی قوت کا مظاہرہ 79
خدائی ہاتھ پر بیعت 79
بامحاورہ ترجمہ اردو دوسرا رکوع سورہ فتح پ۲۶ 79
حل لغات 80
حل لغات نادرہ 82
مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع سورہ فتح پ۲۶ 82
اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے 82
قبیلہ بنی غفار مزینہ وجہینہ واشجع واسلم حوالی مدینہ کے رہنے والے تھے انہیں بادیہ نشین دیہاتی کہتے ہیں یہ لوگ موت کے خوف سے حضور علیہ السلام کے ساتھ نہ گئے۔ جب صحابہ علیہم الرضوان واپس صلح نامہ کے بعد آئے تو ان لوگوں نے معذرت کرنی چاہی قرآن کریم نے مفصل واقعہ بیان فرمایا 82
آیہ کریمہ میں ان کے ظنون قلبی کو ظاہر فرمانے کے لئے ان کا حال بھی ظاہر کر دیا 83
جو سرتابی حکم کرتے اس کے لئے عذاب شدید کی وعید ہے 83
علم اللہ عزوجل میں ہر خفیہ تدابیر اور مکاریاں روشن ہیں 83
آیت کریمہ میں ان کی دلی بدعہدی ظاہر فرمائی 84
اطاعت کرنے والا مستحق اجر ہے اور انحراف کرنے والا مستوجب زجر 84
بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورہ فتح پ۲۶ 84
حل لغات 86
حل لغات نادرہ 87
مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع سورہ فتح پ۲۶ 88
جب مسلمان کیکر کے درخت کے نیچے تمہارے ہاتھ پر لڑنے کی بیعت کر رہے تھے۔ 88
رضوان الٰہی عزوجل کی بشارت اور بیعت رضوان کی وجہ تسمیہ 88
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی افواہ 88
مشرکین بیعت کا حال منکر خائف ہوئے اور حضرت عثمان کو واپس بھیج دیا 89
حدیث مسلم شریف ایک غلط فہمی کا ازالہ 89
مشرکین نے شرائط پیش کئے حضور علیہ السلام نے دستخط فرمادیئے 89
صحابہ علیہم رضوان پر یہ معاہدہ شاق گزرا 89
آیت کریمہ میں مغانم کثیرہ کا وعدہ اور ایک مقابلہ کی بشارت دی 89
کافروں کی شکست کی بشارت 90
گرفتار شدگان پر مسلمان فتحیاب تھے 90
اللہ تعالیٰ کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا 90
کلمہ تقویٰ سے مراد کلمہ توحید ہے 91
بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورہ فتح پ۲۶ 91
حل لغات 92
حل لغات نادرہ 93

Marfat.com

مختصر تفسیر چوتھا رکوع سورۂ فتح پ ۲۶ 93
سچا خواب رسول کا 93
شان نزول 93
نبی ﷺ کے خواب کی تصدیق ہوئی 93
نعمت من جانب اللہ عزوجل اسلام کو ملی کہ تمام ادیان پر یہ غالب ہو 94
وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا 94
سلطنت کے تاجدار محمد ﷺ ہیں 94
پہلے وزیر صدیق اکبر ہیں دوسرے فاروق اعظم ہیں تیسرے عثمان غنی ہیں چوتھے حضرت علی المرتضٰی رضوان اللہ علیہم اجمعین 94
سورۃ الحجرات 96
بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۂ حجرات پ ۲۶ 96
حل لغات 97
مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورۂ حجرات پ ۲۶ 99
اے ایمان والو! رسول کے آگے مت چلو نہ اپنی اونچی آواز نبی کی آواز پر کرو 99
تعلیم ادب ہے عام اس سے کہ آگے بڑھنا ہو یا کچھ اور شان نزول 99
آیت مذکورہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اجلال واکرام ادب واحترام تعلیم فرمایا گیا 99
علامہ اسمٰعیل رحمۃ اللہ اندلسی فرماتے ہیں 99
یا محمد کہہ کر پکارنے کو منع کیا گیا یہ عظمت رسالت ہے 100
ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ بعد وفات سرور عالم ﷺ ایک بدوی مسجد نبوی میں بلند آواز سے باتیں کر رہے تھے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کنکریاں پھینک کر اسے بلالیا مفصل واقعہ 100
جو آوازیں ہلکی رکھتے ہیں ان کے دل تقویٰ اور پرہیزگاری سے بھرے ہوئے ہیں 100
وہ جو آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں 100
شان نزول 100
اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو 101
اگر مسلمانوں کے دو گروہ لڑیں تو ان میں صلح کرا دو مفصل حکم 101
حضرت امیر معاویہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے درمیان جو جنگ ہوئی اس میں بھی فاصلحو بینهما آتا ہے 102
قبل فتح مکہ جہاد کرنے والوں اور خرچ کرنے والوں کی فضیلت 102
بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۂ حجرات پ ۲۶ 102
حل لغات 104
حل لغات نادرہ 106
مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع سورۂ حجرات پ ۲۶ 106
مرد مردوں پر عورتیں عورتوں پر نہ ہنسیں 106
آیہ کریمہ میں کردار اخلاق کی بلندی کی تعلیم دی گئی 107
چھ چیزوں کا ذکر جو اپنے مرے بھائی کا گوشت کھانے والا ہے 107
تفاخر بالنسب مومن کی شان نہیں 108
بنی اسد بن خزیمہ کی ایک جماعت کے حق میں نازل ہوئی 108
اللہ تعالیٰ نے ان کا راز فاش کر دیا 108

Marfat.com

ایمان والے وہی ہیں جو اللہ اس کے رسول پر ایمان لائیں 109
سورۂ ق 110
بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۂ ق پ۲۶ 110
حل لغات 111
حل لغات نادرہ 112
مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورۂ ق پ۲۶ 113
مرکر دوبارہ زندہ ہونے پر کافروں منکروں کا اچنبا 113
آیات کریمہ میں اس امر کو واضح کیا گیا کہ گٹھلی اور بیج کو جسے خاک میں ملا دیا جاتا ہے اس سے سبز کونپلیں نکلتی ہیں حتیٰ کہ پھل پھول بھی 114
دوسری نظیر دی 114
ہم بلندی سے برکت والا پانی برساتے ہیں 114
سما بلندی کو کہتے ہیں بنجر اور مردہ زمین پر جب برسایا گیا 114
تو اس سے باغ سرسبز شاداب ہوئے 114
لوگوں کی غذا کے لئے غلہ پیدا کیا 114
مفردات میں راغب اصفہانی رحمہ اللہ نے پانچ موقعوں پر لفظ موت کے پیش کئے 115
کافر جو حسد وعناد کی آگ میں جل رہے ہیں ان کو مردہ کہا گیا حالانکہ وہ زندہ ہیں 115
قرآن کریم نے دلیل عقلی کے ساتھ مٹی میں مل کر زندہ ہونا ثابت کیا 115
نوح علیہ السلام کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا 115
خندق والوں نے قوم لوط نے ثمود عاد فرعون بن تبع کے لوگوں نے بھی اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا 115
جھٹلانے والے جھٹلاتے رہے مگر قادر علی الاطلاق اپنی قدرت کاملہ کا مظاہرہ کرتا رہا اور اہل ایمان اس پر یقین کرتے رہے 115
بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۂ ق پ۲۶ 115
حل لغات 116
حل لغات نادرہ 118
مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع سورۂ ق پ۲۶ 118
بے شک ہم نے انسان کو [illegible] کیا اور ہم اس کی شہ رگ سے قریب ہیں 118
ورید وہ رگ ہے جو انسان کے گلے میں ہے جس سے خون تمام جسم میں پھیلتا ہے کی مکمل تصریح 118
دو فرشتے داہنے والے بائیں والے 118
داہنی طرف والا فرشتہ نیکیاں لکھتا ہے بائیں طرف والا برائیاں 118
فرشتوں کی کتابت حسب اقتضاء حکمت ہے 118
حضرت کی آخری تحریر کے الفاظ
آیت کا مفہوم منطوق واضح ہے مزید وضاحت کی حاجت نہیں 119
وصال

Marfat.com

نوٹ

حضرت مفسر قرآن امام اہلسنت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی نے چھبیسواں پارہ سورۂ ق کے دوسرے رکوع کی تفسیر مکمل کی دوسرے دن ۲ رشعبان ۱۳۸۰ھ بروز جمعۃ المبارک بارگاہِ رب العزت سے سفر آخرت کا بلاوا آگیا اور آپ کا وصال ہو گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کے وصال سے دل و دماغ اس قدر مجروح ہوئے کہ غم واندوہ سے ہوش وحواس باختہ ہو گئے اور تفسیر کا کام تعطل میں پڑ گیا۔ پندرہ سال گزر گئے آخر خیال آیا کہ یہ ایک علمی خزانہ ہے اور امانت ہے جو اہل علم اور صاحب ذوق حضرات تک پہنچنا چاہئے لیکن حالات اور صدمات کی وجہ سے ہمت نہیں ہوتی تھی۔ ایک روز میرے پیارے چچا حضرت مفتی اعظم استاد العلماء علامہ ابوالبرکات سید احمد القادری اشرفی تشریف لائے اور تفسیر اور دیگر کتب کے بارے میں دریافت فرمایا حضرت نے میری حوصلہ افزائی فرمائی اور اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی تاکید فرمائی۔

سفر حجاز مقدس مدینہ شریف میں حاضر ہوا تو حضرت مولانا مفتی ضیاء الدین صاحب قادری مدنی جو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے خلفاء میں سے تھے نے تفسیر کے بارے میں دریافت کیا اور مکمل کرنے کی تاکید فرمائی میرے مربی شفیق بزرگ استاد غزالی دوران حضرت علامہ سید احمد سعید صاحب کاظمی نے بھی حکم فرمایا اور تکمیل کے لئے دعا فرمائی۔ ان بزرگوں کے فیضان نظر اور دعاؤں سے تفسیر کے کام کو جاری رکھنے کا عزم صمیم کیا لیکن یہ کام آسان نہ تھا۔

مرتب شدہ مسودہ کی نظر ثانی اور کتابت، طباعت، مسودہ کے مضامین میں اضافت، کتابت کی تصحیح و ترتیب، آخری پانچ پاروں کی تفسیر کا کام آسان نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ان بزرگوں کی دعاؤں سے عزیز القادر فاضل جلیل حضرت علامہ پروفیسر قاری محمد مشتاق احمد صاحب ایم اے نقشبندی قادری نے تحریری کام میں پر خلوص تعاون فرمایا اور چھٹی جلد میں اٹھائیس پارے مکمل ہو گئے۔ انشاء اللہ بقایا بھی پایہ تکمیل کو پہنچ جائیں گے۔

کتابت کے اخراجات میں میرے کرم فرما محترم الحاج میاں عبداللطیف صاحب، محترم الحاج محمد افضال صاحب، محترم الحاج محمد ارشد صاحب نعیم، محترم الحاج محمد نعیم سلیمی، محترم الحاج ملک محمد خلیل احمد اشرفی، الحاج میاں محمد فاروق، (نرالا سویٹ والے)، الحاج تیمور رشید اشرفی نے حصہ لیا۔

حضرت علامہ مفتی عبدالغنی صاحب عثمانی اور حافظ محمد شریف صاحب نے تصحیح کی خدمات انجام دیں۔

الحاج صاحبزادہ حفیظ البرکات شاہ صاحب چشتی مکتبہ ضیاء القرآن، گنج بخش روڈ، لاہور نے حضرت کی تمام تصانیف بالخصوص تفسیر کی چھ جلدوں کی طباعت و اشاعت کی ذمہ داری قبول کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام معاونین، محسبین، مخلصین کی پر خلوص خدمات کو قبول فرمائے۔ دین دنیا کی نعمتوں سے مالا مال کرے اور قرآن پاک کو سمجھنے، سمجھانے کی توفیق عطا فرمائے

Marfat.com

اور آخرت کا سرمایہ بنائے۔ آمین

فقیر قادری امین الحسنات سید محمد خلیل احمد قادری اشرفی

امیر جامعہ حسنات العلوم خطیب مسجد وزیر خان، لاہور

(۲۸/اکتوبر ۱۹۹۱ء)

با محاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورہ ق	119
حل لغات	121
مختصر تفسیر تیسرا رکوع سورہ ق	122
نفخ صور اور یوم الوعید کی تشریح	122
جہنم سے سوال ہوگا علامہ آلوسی اور بیضاوی رحمہما اللہ شریعت کی تصریح	122
نفخ صور کی بابت علامہ آلوسی بیضاوی کی وضاحت	122
صحیح بخاری مسلم کی جہنم میں مخلوق کے بابت روایت	123
جہنم کے بھر جانے کی بابت احادیث	123
مومنین کے حال کا بیان	123
علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی اواب کے بارے میں تشریح	124
ضحاک رحمہ اللہ نے اواب کی تصریح کی	124
حضرت زید بن ارقم رحمہ اللہ سے مسلم شریف کی روایت	124
ذالک یوم الخلود کی تشریح	125
حضرت امام بخاری رحمہ اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت	125
اہل جنت کے متعلق حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت	125
یوم المزید کی تشریح	126
حضور پرنور ﷺ نے قیامت کے متعلق فرمایا	126
پہلی امتوں کے ہلاک ہونے کا بیان	126
تنقیب سے مراد سیر و سیاحت ہے	127
قوم عاد قوم فرعون کے حالات	127
ہلاک شدہ اقوام کے کھنڈرات	127
علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے شہید کی تصریح کی	128
زمین و آسمان چھ دن میں پیدا ہوئے	128
شان نزول	128
آسمانوں، زمین، پہاڑوں، آدم، چوپاؤں کی تخلیق کے متعلق احادیث	128
یہودیوں کے سوالات اور اس کے جواب	129
یہود کے اعتراض پر آیت تسکین کا شان نزول	129
علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی تشریح	129
تسبیحات و تحمیدات کا بیان	130
نماز عصر کے بارے میں حدیث	130
یہود کے ایذا پر حضور علیہ السلام کو تسکین صبر کی تلقین	
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا نماز ظہر و عصر کے بابت قول	130
نماز عصر کے فوت ہونے پر تنبیہ	130
رات تسبیح و تحمید کے فضائل	130
امام مجاہد رحمہ اللہ کا قول	130
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول	130
سبحان اللہ وبحمدہ کے فضائل احادیث کی روشنی میں	131
نفخ صور کے بارے میں علامہ آلوسی اور دیگر مفسرین رحمہم اللہ کے قول	131
من مکان قریب کی تصریح	131

Marfat.com

لوگوں کی قبروں سے اٹھنے کی کیفیات	132
حضور پرنور ﷺ نے مقتولین بدر کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا	132
حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مردہ اجسام کے بارے میں سوال کا جواب	132
اسرافیل علیہ السلام کا خطاب ہڈیوں اور کھالوں سے ہوگا	132
انا نحن نحی و یمیت کی تشریح	132
مردوں کا قبروں سے اٹھنا مفصل بحث	132
ابن منذر مجاہد کے اقوال	133
مردوں کا زندہ ہو کر جمع ہونا	133
الحمدللہ سورۂ ق کی تفسیر مکمل ہوئی	134
سورۂ ذاریات	135
بامحاورہ ترجمہ رکوع اول سورۂ ذاریات پ ۲۶	135
حل لغات	136
مختصر تفسیر اردو رکوع اول سورۂ ذاریات	137
سورۂ مبارکہ ابن عباس ابن زبیر علیہم الرضوان کی روایات	137
دار قطنی ابن مردویہ ابن عساکر رحمہم اللہ سعید بن میتب کی روایات	138
قیامت کا وعدہ سچا ہے	139
اللہ تعالیٰ ہر امر پر قادر ہے	139
آرائش والے آسمان کی قسم مفصل بحث	139
فرشتوں کے چلنے کے راستے	139
کفار مکہ سے خطاب	139
قتل سے مراد لعنت ہے	141
کفار کے سوال کا جواب	141
نیکوں کار باغات اور چشموں میں ہیں	142
حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ	143
حضرت انس بن مالک کی رات میں مختصر آرام کرنے کی تفسیر	143
رات میں عبادت کا مفصل ذکر	143
سحر کے وقت ذکر عبادت کی بحث	143
ارشاد نبوی ﷺ رات کے آخری حصہ میں عبادت کرنا پہلے حصہ سے زیادہ پسند تھا	143
بخاری و مسلم کی روایات	144
دعا کی مقبولیت کا وقت	144
آسمان دنیا کی طرف نزول اجلال	144
زکوٰۃ کی فرضیت پر جمہور کا قول	144
زمین میں نشانیاں یقین والوں کے لئے ہیں	144
زمین میں نشانیوں کا مفہوم	144
علماء تفسیر رحمہم اللہ کا قول	145
آسمان میں تمہارا رزق ہے	146
بیضاوی نے السماء سے مراد بادل رزق لکھا ہے مفصل بحث	146
ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ماتوعدوں سے مراد جنت اور دوزخ ہے۔ مفصل بحث	146
بے شک یہ قرآن حق ہے	146
بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۂ ذاریات	147
حل لغات	147
مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع سورۂ ذاریات	148
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معزز مہمان مہمانوں کی تواضع کرنا	148
کھانا کھلانا سلام کا رواج	149
اہل سے مراد گھر والے ہیں	149
علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی وضاحت	149

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فربہ بچھڑا ذبح کر کے بھون کر مہمانوں کے آگے رکھا	149
تو ابراہیم علیہ السلام ان سے ڈرنے لگے وہ بولے ڈریئے نہیں	150
علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی مفصل بحث	150
جب سیدہ سارہ سلام اللہ علیہا نے خوشخبری سنی	151
عقیم بانجھ کی بحث	151
بامحاورہ ترجمہ رکوع دوم سورۂ ذاریات پ ۲۷	152
حل لغات	153
مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع سورۂ ذاریات پ ۲۷	154
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرشتوں سے آنے کا قصد دریافت کیا	154
مجرم قوم کو عذاب دیں	154
قوم لوط گندے افعال میں مبتلا تھی	154
قوم لوط پر پتھروں کا عذاب	154
فاخرجنا کی تفصیلی بحث	155
ان بستیوں میں صرف ایک مسلمان کا گھر تھا	156
حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معجزہ دے کر بھیجا وہ ید بیضاء تھا	156
فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر کہا	157
فرعون اور اس کا لشکر دریا میں غرق ہوا	158
قوم عاد کی ہلاکت	158
قوم ثمود کی ہلاکت	159
پس انہوں نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی	159
حضرت صالح علیہ السلام کی تکذیب	160
اچانک کڑک نے آلیا	160
ان کو تین دن کی مہلت دی گئی	161
بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۂ ذاریات	161
حل لغات	163
مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع سورۂ ذاریات	164
والسماء آسمان کو بنایا	164
فرشنھا ہم نے اسے فرش کیا	164
ہم نے ہر چیز کے دو جوڑے بنائے	164
علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی مفصل بحث	165
مردوں کو زندہ کرنے پر قادر ہے	165
انی لکم منه نذیر مبین کی تصریح	166
ساحر مجنون کی بحث	167
سرور عالم ﷺ کے لئے تسکین و تسلی کا پیغام	168
عذاب کا خوف	168
ابن جریر ابن حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا	168
تخلیق انسانی و جن کا مفصل بیان	169
حق معرفت ادا کرنا مجاہد رحمہ اللہ کے نزدیک	169
بے شک اللہ عزوجل ہی بڑا رزق دینے والا قوت، قدرت والا ہے	170
ذنوباً عذاب کی باری	171
کافروں کے لئے خرابی ہے	171
آخرت کا عذاب تو بہت بڑا ہے	172
سورۂ ذاریات بحمدہٖ مکمل ہوئی	172
بامحاورہ ترجمہ رکوع اول سورۂ طور پ ۲۷	173
حل لغات	174
مختصر تفسیر اردو رکوع اول سورۂ طور پ ۲۷	176
بیت المعمور	177
حدیث معراج	178
مشرکین سرکشوں کا عذاب نہیں ٹالا جائے گا	179
جبیر بن مطعم کی بارگاہِ رسالت پناہ ﷺ میں	

Marfat.com

حاضری	179
جس دن آسمان ہلنا سا ہلیں گے مفصل بحث	180
روز قیامت آسمان تھر تھرائے گا	180
پہاڑ غبار کی طرح حرکت کریں گے	180
مکذبین کی تشریح	180
مشغلہ میں کھیل رہے تھے	181
عذاب قیامت کے منکرین	181
جس دن جہنم کی طرف دھکا دے کر دھکیلے جائیں گے	181
مشرکین سرکشوں کا قیامت کے دن انجام	181
مومنین اور پرہیزگار جنت میں چین سے ہیں	183
جنت میں نعیم کی تعریف	183
مومنین اور متقین کو بشارت	183
اعمال فضل الٰہی عزوجل کے حصول کا ذریعہ ہیں	184
متکئین علی سرور	184
معصوفۃ کی تصریح	184
ایمان والوں سے ان کی اولاد کے ملنے کی بشارت	184
اہل جنت کا بیان	184
جنت میں والدین	184
اعزہ کے بارے میں سوال	185
جنت میں والدین دیگر اعزہ کے اکٹھے کرنے کا حکم	185
متقی جنت میں نعمتوں سے نوازے جائیں گے	186
کاسا کی تصریح	186
ولا تاثیم کی تصریح	187
حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت	187
مخدوم کی فضیلت میں ارشاد نبوی ﷺ	187
جنتی باہم ایک دوسرے سے سوال کریں گے	188
فمن اللہ علینا کی تصریح	189
بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۂ طور پ ۲۷	189
حل لغات	191
مختصر تفسیر دوسرا رکوع سورۂ طور پ ۲۷	192
مشرکین کی بکواس کا جواب حضور علیہ السلام کو تسکین دی گئی۔	192
کاہن کی تعریف	193
مجنوں کی تعریف	193
کفار مکہ اللہ عزوجل کے رسول ﷺ کی مخالفت غار میں حدود سے پھلانگ گئے	195
کفار مشرکین کے ناپاک اعتراضات کا جواب	195
ابن عطیہ رحمہ اللہ کا قول	197
علامہ آلوسی رحمہ اللہ کا قول	199
کفار مشرکین کی سازش کا ذکر	200
کفار مشرکین کو ان کے حال پر چھوڑنے کا حکم	202
فسبح بحمد ربک حین تقوم کی تشریح	204
من اللیل	204
بامحاورہ ترجمہ رکوع اول سورۂ نجم پ ۲۷	205
حل لغات	206
مختصر تفسیر اردو رکوع اول سورۂ نجم پ ۲۷	207
نجم کی تعریف مفصل بحث	208
وما ینطق عن الھوی کی مفصل تشریح	209
شدید القویٰ کی تشریح	210
ذومرہ کی تشریح	211
وھو بالافق الاعلیٰ کی تشریح	211
کان قاب قوسین او ادنیٰ کی تشریح	212
فاوحی کی تشریح	213
معراج کا بیان	214
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت	214

Marfat.com

لات عزیٰ بتوں کی تشریح	218
یہ تینوں بت کعبہ میں تھے	219
بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۂ نجم پ ۲۷	222
حل لغات	223
مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع سورۂ نجم پ ۲۷	224
بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۂ نجم پ ۲۷	231
حل لغات	232
مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع سورۂ نجم	234
ولید بن مغیرہ کا مال کے لالچ میں شرک کی طرف واپس لوٹنا	234
حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیل احکام میں منتہی پر تھے	235
کوئی شخص کسی دوسرے کے گناہ میں نہیں پکڑا جائے گا	235
خوشی وغمی کی تخلیق	238
دنیا میں موت آخرت میں زندگی عطا کی	238
اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان سے نر مادہ پیدا کیا	239
شعریٰ ایک ستارے کا نام ہے	239
نوح علیہ السلام آدم ثانی تھے ان کی قوم سرکشی ظلم بغاوت میں حد درجہ بڑھی ہوئی تھی	240
الٹنے والی بستیوں کو نیچے گرایا قوم لوط کی بستیاں	240
قیامت کی گھڑی قریب آ گئی	241
مختصر تعارف سورۃ القمر	244
سورۂ قمر بامحاورہ ترجمہ رکوع اول	245
حل لغات	246
مختصر تفسیر رکوع اول سورۂ قمر پ ۲۷	248
قیامت بہت ہی نزدیک آ گئی	248
چاند شق ہو گیا	248
حضرت ابن مسعود اور حضرت انس رضی اللہ عنہما کی چاند کے شق ہونے کی روایت	248
کفار کا انکار جاری رکھنا	248
استقرار کے معانی	249
حضرت اسرافیل علیہ السلام صخرہ بیت المقدس پر کھڑے ہو کر بلائیں گے	250
قبروں سے نکلنے کا بیان	251
کفار خوف سے نیچے نظریں کیے نکلیں گے	251
قریش سے پہلے قوم نوح علیہ السلام نے پیغمبر کی تکذیب کی	252
قوم نوح پر پانی بارش کا عذاب	253
زمین چشمے کر کے بہادی۔ آسمان اور زمین کا عذاب	253
ہم نے نوح کو سوار کیا تختوں اور کیلوں والی پر	254
کشتی نوح علیہ السلام کا ذکر	254
بے شک ہم نے ان پر سخت آندھی بھیجی مفصل واقعہ	256
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت	256
بامحاورہ ترجمہ رکوع دوم سورۂ قمر پ ۲۷	258
حل لغات	259
مختصر تفسیر اردو رکوع دوم سورۂ القمر پ ۲۷	260
ہم نے قرآن کریم کو یاد کرنے میں آسان کر دیا	264
بامحاورہ ترجمہ رکوع سوم سورۂ قمر پ ۲۷	267
حل لغات رکوع سوم سورۂ قمر پ ۲۷	268
مختصر تفسیر اردو رکوع سوم سورۃ القمر	269
بدر کے روز کفار مکہ کی جماعت منتشر ہو گئی کفار شکست کھا کر بھاگے	271
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما لوح محفوظ میں ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے	275

مختصر تعارف سورۃ الرحمٰن	277
بامحاورہ ترجمہ رکوع اول سورۂ رحمٰن پ ۲۷	278
حل لغات	279
مختصر تفسیر اردو رکوع اول سورۂ رحمٰن پ ۲۷	280
انسانیت کی جان محمد ﷺ کو پیدا کیا	280
اللہ عزوجل کی نعمتوں کی یاد دہانی بطور تنبیہ توبیخ کفران نعمت کی	280
سبزہ درخت سجدہ کرتے ہیں	282
کم مت تولو	283
انسان کو مٹی سے پیدا کیا	285
جنوں کو خالص آگ کے شعلہ سے پیدا کیا	286
مشرقین مغربین سے مراد	286
سمندر سے مونگا اور موتی نکلتا ہے	287
الجوار کشتیاں چلنے والی	288
بامحاورہ ترجمہ رکوع دوم سورۂ رحمٰن پ ۲۷	289
حل لغات	290
مختصر تفسیر اردو رکوع دوم سورۂ رحمٰن پ ۲۷	291
کل من علیہا فان	291
جن انسان کو خطاب	293
آسمان کا پھٹنا پھر آسمان کے فرشتوں کا اترنا	296
مجرم اپنے چہرے سے پہچانے جائیں گے	297
مومنوں اور کافروں کا مختلف صورتوں میں نکلنا	297
بامحاورہ ترجمہ رکوع سوم سورۂ رحمٰن پ ۲۷	298
حل لغات	300
مختصر تفسیر اردو رکوع سوم سورۂ رحمٰن پ ۲۷	301
جنت کی نعمتوں کا ذکر	301
جنتیوں کی نعمتوں کا ذکر	303
سورۃ الواقعہ	312
بامحاورہ ترجمہ رکوع اول سورۂ واقعہ پ ۲۷	313
حل لغات	314
مختصر تفسیر اردو رکوع اول سورۂ واقعہ پ ۲۷	316
جب زمین تھرتھرا کر کانپنے لگی۔ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے	317
اصحاب المیمنۃ کون لوگ ہوں گے	318
بائیں جانب والے لوگ کون ہوں گے	318
ایمان والوں کا ذکر	319
حضرت علی المرتضیٰ اور ابن عباس، ابو نعیم علیہم الرضوان کے اقوال	319
ایک گروہ اول لوگوں کا صحابہ علیہم الرضوان کی پیروی کرنے والوں کا ہوگا	320
ام المومنین عائشہ صدیقہ نے بارگاہِ رسالت پناہ میں کفار کے بچوں کے بارے میں دریافت کیا	322
باکواب واباریق	323
ایسے برتن کی تشریح	323
جنت کی ہر نعمت لافانی ہے	323
حوروں کا بیان	324
اہل جنت ایک دوسرے کو سلام کہیں گے	325
داہنے ہاتھ والے متقی اپنے پروردگار عزوجل کے حضور پر معزز و مکرم ہیں	325
پھل شہد سے زیادہ شیریں ہوں گے	326
بخاری و مسلم کی ایک حدیث	326
عربا کی تشریح	328
فرش مرفوعۃ کی تشریح	328
بامحاورہ ترجمہ رکوع دوم سورۂ واقعہ پ ۲۷	328
حل لغات	330

Marfat.com

مختصر تفسیر اردو رکوع دوم سورۂ واقعہ پ ۲۷	332
اصحاب الشمال ما اصحاب الشمال کی تشریح	332
سرکش نافرمان لوگوں کا انجام	333
حیات بعد الموت کا یقین نہیں رکھتے تھے	334
تھوہر کے درخت کا بیان	336
میٹھا پانی اور اس وصف کے ساتھ خصوصی تذکرہ	340
بامحاورہ ترجمہ رکوع سوم سورۂ واقعہ پ ۲۷	342
حل لغات	343
مختصر تفسیر اردو رکوع سوم سورۂ واقعہ پ ۲۷	344
ان جگہوں کا ذکر جہاں ستارے ڈوبتے ہیں	344
قسم فرمانا اظہار عظمت کے لئے ہے	344
بخاری ومسلم شریف میں ہر رات آسمان دنیا پر جبکہ رات کا آخری حصہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ تجلی فرماتا ہے	344
قرآن پاک کے چھونے پڑھنے کے احکام	346
بے وضو مصحف کو چھونا جائز نہیں	346
کچھ لوگ ایمان رکھتے ہیں اور کچھ لوگ کفر کرتے ہیں	347
روح کا گلے تک پہنچنا	347
موت کا وقت مفصل بحث	348
مقربین کی تعریف اور ان کا مرتبہ	349
جنت نعیم کی تعریف	349
اصحاب یمین کی تعریف اور ان کا انعام	349
اصحاب الشمال کا ذکر	350
سورۃ الحدید	352
بامحاورہ ترجمہ رکوع اول سورۂ حدید پ ۲۷	353
حل لغات	354
مختصر تفسیر اردو رکوع اول سورۂ حدید پ ۲۷	356
تسبیح وتحمید کے فضائل ومعانی	356
موت وزندگی اللہ عزوجل کے ہاتھ ہے	356
دن رات کی بحث	358
راہ خدا عزوجل میں انفاق کا حکم	360
ارشادات رسول اکرم ﷺ	362
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت	363
بامحاورہ ترجمہ رکوع دوم سورۃ الحدید پ ۲۷	365
حل لغات	367
مختصر تفسیر اردو سورۃ الحدید رکوع دوم پ ۲۷	368
انفاق با اخلاص کی دس صورتیں	369
مہاجرین مدینہ منورہ کی سستی کاہلی پر عتاب	375
ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت	375
بامحاورہ ترجمہ رکوع سوم سورۃ الحدید پ ۲۷	379
حل لغات	380
مختصر تفسیر اردو سورۃ الحدید رکوع سوم پ ۲۷	381
دنیا کی زندگی کھیل ہے	381
لعب کے معنی	382
رسول کا انکار کفر ہے	384
بے شک ہم نے اپنے رسولوں کو دلیلوں کے ساتھ بھیجا	388
بامحاورہ ترجمہ رکوع چہارم سورۃ الحدید پ ۲۷	389
حل لغات	390
مختصر تفسیر اردو سورۃ الحدید رکوع چہارم پ ۲۷	391
ہم نے یکے بعد دیگرے رسول بھیجے	392
آج کل جو انجیل نصاریٰ کے پاس ہے وہ اصل نہیں بلکہ من گھڑت ہے نصاریٰ نے تحریف کردی	393
رہبانیت کی تعریف	393
سورۂ مجادلہ پ ۲۸	398

Marfat.com

2A

بامحاورہ ترجمہ رکوع اول سورۂ مجادلہ پ ۲۸	399
حل لغات	400
مختصر تفسیر اردو سورۃ المجادلہ رکوع اول پ ۲۸	401
شان نزول	401
اللہ عزوجل کی صفتیں غیر فانی ہیں	401
ظہار کی تعریف اور تشریح	403
ظہار کے احکام	403
حدود اللہ عزوجل توڑنے کی سزا	409
بامحاورہ ترجمہ رکوع دوم سورۂ مجادلہ پ ۲۸	412
حل لغات	413
مختصر تفسیر اردو سورۂ مجادلہ رکوع دوم پ ۲۸	415
شان نزول	421
ارشاد نبوی ﷺ	421
حدیث، اہل علم اور جاہل برابر نہیں	423
بارگاہ رسالت پناہ ﷺ میں عرض کرنے سے پہلے صدقہ کا حکم	424
حضور پرنور ﷺ کی تعظیم و توقیر اور فقراء کی منفعت کا ذکر	424
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قول	425
بامحاورہ ترجمہ رکوع سوم سورۂ مجادلہ پ ۲۸	426
حل لغات	427
مختصر تفسیر اردو سورۂ مجادلہ رکوع سوم	429
امام احمد رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کی تخریج کی ہے	429
شان نزول	429
منافقین کا حال زار	430
منافقین یہود کے دوست تھے	430
جھوٹی قسمیں کھانا منافقین کا شعار ہے	432
جس دن اللہ عزوجل ان سب کو اٹھائے گا	432
دوسری وعید	433
غالب آنے کی صورتیں	433
حق کا غلبہ امر قطعی ہے	433
خدا اور رسول کے دشمنوں سے دوستی کی ممانعت	435
امام احمد رحمہ اللہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت	436
غزوۂ بدر میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے اپنے والد کو قتل کیا	436
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو دعوت مبارز دی	437
ایمان والوں کی فضیلت	437
مختصر تفسیر سورۃ الحشر پارہ ۲۸	439
بامحاورہ ترجمہ رکوع اول سورۃ الحشر پ ۲۸	440
حل لغات	442
مختصر تفسیر اردو رکوع اول پ ۲۸	444
آسمان و زمین میں جاندار اور بے جان مخلوق اللہ عزوجل کا ذکر کرتے ہیں	444
بنونضیر سے یہودیوں کے تعلقات مفصل بحث	445
بنونضیر کا نواح مدینہ سے جلاوطن ہونا	445
حشر کے معنی اکٹھا کرنا	445
بنونضیر کا گمان	445
بنونضیر سے جہاد ان کے جلاوطن کرنے کا حکم	446
مختلف معجزات کا ظہور	446
بے شک اللہ عزوجل کا عذاب سخت ہے	448
شان نزول	448
کافروں کے درخت کٹوا دینا ان کی عمارتوں کو ڈھا دینا جائز ہے	449
اللہ نے بنونضیر کی ملکیت سلب کر کے حضور علیہ	

Marfat.com

السلام کو مالک فرمایا 450
جیف کے معنی تیز رفتار ہے 450
بنونضیر کا متروکہ مال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
مہاجرین میں تقسیم فرمادیا 451
حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ابن الحقیق کی
تلوار عطا کی 451
مال کا پانچواں حصہ اور اس کی تقسیم 452
قرابت داروں سے مراد مکمل تفصیل 453
مہاجرین کی فضیلت 456
صحیح بخاری میں روایت 458
حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی مہمان نوازی 458
انتہائی حرص کنجوسی کا بیان 458
جنت عدن کا بیان 459
دینی رشتے نسبی رشتوں سے کہیں بڑھ کر ہیں 460
بامحاورہ ترجمہ رکوع دوم سورۃ الحشر 461
حل لغات 462
مختصر تفسیر اردو سورۃ الحشر رکوع دوم پ ۲۸ 463
شان نزول 463
عبداللہ بن ابی کا بنونضیر کو مشورہ 464
بامحاورہ ترجمہ رکوع سوم سورۂ حشر پ ۲۸ 470
حل لغات 470
مختصر تفسیر اردو سورۃ الحشر رکوع سوم پ ۲۸ 471
دنیا ایک دن کے مانند ہے 472
جنت والے اور دوزخ والے برابر نہیں 473
اگر ہم یہ قرآن پہاڑ پر اتارتے تو ضرور تو اسے دیکھتا
کہ پاش پاش ہوتا اللہ عزوجل کے خوف سے یہ
تمثیل عظمت قرآن کے لئے ہے 473
علم غیب پر مفصل بحث 475

سورۂ حشر کی آیات کی تشریح 476
سورۃ الممتحنہ 480
شان نزول 480
کفار کے نام حاطب بن بلتعہ کا خط 480
بامحاورہ ترجمہ رکوع اول سورۃ الممتحنہ پ ۲۸ 481
حل لغات 482
مختصر تفسیر اردو سورۃ الممتحنہ رکوع اول پ ۲۸ 484
کافروں سے دشمنی ضروری ہے خواہ قرابتدار ہوں 484
حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کے
اسوہ (قول وعمل) کی پیروی لازم ہے 488
بامحاورہ ترجمہ رکوع دوم سورہ ممتحنہ پ ۲۸ 492
حل لغات 493
مختصر تفسیر اردو سورہ ممتحنہ رکوع دوم پ ۲۸ 495
قرآن پاک کی پیشینگوئی 495
شان نزول 495
حضرت اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت 497
جو کافر مسلمان سے نہ لڑیں ان سے حسن سلوک
جائز ہے 497
مہاجر عورتوں کی جانچ کر لینے کا حکم 498
صلح حدیبیہ میں مشرکین کی شرائط 500
کافر مرد مومن عورت کے لئے حلال نہیں 500
مہاجرہ مومنہ عورتوں سے نکاح کرنے میں گناہ نہیں
اگرچہ ان کے کافر شوہر دارالحرب میں ہوں 500
کافرہ مرتد عورتوں کے مہر کا بیان 502
عورتوں کی بیعت کا بیان 504
اللہ نے مردوں وعورتوں پر ماؤں کی نافرمانی اور
لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا حرام فرمایا ہے 505
تہمت طرازی سے ممانعت 505

Marfat.com

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عورتوں سے بیعت لی	507
امیمہ بنت رقیہ سے روایت	507
سورۃ الصف	510
بامحاورہ ترجمہ رکوع اول سورہ صف پ ۲۸	510
حل لغات	511
مختصر تفسیر سورۃ الصف رکوع اول پ ۲۸	511
اللہ کی تسبیح تحمید کرتی ہے جو کچھ آسمانوں زمینوں میں ہے	513
مجاہد اللہ عزوجل کو محبوب ہے	513
ان لوگوں کا ذکر فرمایا جو راہ خدا عزوجل میں جم کر لڑتے ہیں	514
پہلی صف کی فضیلت	514
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قوم سے خطاب	516
نبی معصوم ہے	516
نسب باپ سے متعین ہوتا ہے	517
حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضور علیہ السلام کی بشارت دی	518
رسول معظم ﷺ کی بشارت توریت میں موجود ہے	518
فاران مکہ میں بنو ہاشم کے پہاڑوں کا نام ہے	518
جبیر بن معظم رضی اللہ عنہ سے روایت	519
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام	519
یوحنا کی انجیل میں حضور پرنور ﷺ کی بشارت	519
فارقلیط کے معنی	520
اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ عزوجل پر جھوٹ باندھے	520
نور اللہ عزوجل سے مراد دین حق ہے	521
دین حق سب دینوں پر غالب کیا	522
بامحاورہ ترجمہ رکوع دوم سورہ صف پ ۲۸	523
حل لغات	524
مختصر تفسیر سورۃ الصف رکوع دوم	524
اخروی تجارت دردناک عذاب سے نجات دینے والی ہے	525
مال و جان سے جہاد کا حکم	525
کل جنتیں آٹھ ہیں	526
حواری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مخلصین ہیں جو بارہ ہیں	528
عیسائیوں کا حضرت عیسیٰ کے بارے میں عقیدہ	529
سورۂ جمعہ	530
سورۂ جمعہ کی فضیلت	530
بامحاورہ ترجمہ رکوع اول سورۂ جمعہ	530
حل لغات	532
مختصر تفسیر اردو رکوع اول سورۂ جمعہ	533
ہر شئی کی تسبیح سے اس ذات کی عظمت ربوبیت کا اظہار ہے	533
عرب میں اللہ تعالیٰ نے رسول بھیجا جن کی اکثریت لکھنے پڑھنے والی نہ تھی	533
مسلم ابوداؤد کی روایت	533
منہم میں رسول کی عظمت کا اظہار ہے	534
یتلوا علیھم ایتہ کی تشریح	534
آپ کی مثل ونظیر کوئی پیدا ہی نہیں ہوا	534
حکمت سے مراد	535
امی میں علم کا ہونا معجزہ ہے	535
آپ کی تشریف آوری سے قبل اہل عرب شرک کفر باطل عقائد میں گرفتار تھے	535
صحابہ کی فضیلت۔ ارشاد نبوی ﷺ	536

Marfat.com

تمام فضائل کمالات، حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم پر پورے کردیئے گئے	536	جمعہ واجب نہیں	552
یہود کا حال زار	537	جمعہ کے دن کا سفر	553
گدھے کی مثال	537	کیا جمعہ ایک جگہ ہونا چاہیے	553
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے علم سے پناہ مانگی جو نفع نہ دے	538	جمعہ کی سنتوں کا بیان	553
بامحاورہ ترجمہ رکوع دوم سورۂ جمعہ پ ۲۸	542	جمعہ میں قرأت مسنون فضائل	554
حل لغات	543	ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں	554
مختصر تفسیر اردو سورۂ جمعہ رکوع دوم پ ۲۸	543	نماز جمعہ کے بعد تجارت کا حکم	555
لغت میں جمعہ کا معنی مفہوم	544	اللہ عزوجل کا ذکر کرو	556
جمعہ کا قدیمی نام تحقیق	545	سورۃ المنافقون	559
ہجرت نبوی سے قبل صحابہ علیہم الرضوان کا جمعہ پڑھنا اس کی تفصیل	545	بامحاورہ ترجمہ رکوع اول سورۃ منافقون پ ۲۸	559
سب سے اول کس نے جمعہ قائم کیا	545	حل لغات	560
حضور کا ہجرت کے بعد جمعہ قائم کرنا	547	تفسیر اردو سورۃ المنافقون رکوع اول پ ۲۸	562
جمعہ کی فضیلت	547	عبداللہ بن ابی اس کا ٹولہ	562
صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت	547	زبانی ایمان لائے دل سے کافر ہوئے	563
فضائل نماز جمعہ	548	بامحاورہ ترجمہ رکوع دوم سورۂ منافقون پ ۲۸	572
ترک جمعہ پر وعید	548	حل لغات	572
جمعہ کے دن نماز کے لئے غسل وتیاری کی فضیلت	549	مختصر تفسیر سورۃ المنافقون رکوع دوم پ ۲۸	573
ساعت جمعہ کا تعین	549	مال اولاد دنیاوی زندگی کی زینت ہے	574
شرائط جمعہ	550	ہمارے دیئے میں سے ہماری راہ میں خرچ کرو	574
مصر یا فنائے مصر	550	سورۂ تغابن پ ۲۸	576
بادشاہ یا نائب جمعہ قائم کرے یا حکم دے	550	بامحاورہ ترجمہ رکوع اول سورۂ تغابن پ ۲۸	576
ظہر کا وقت ہونا	551	حل لغات	577
اذن عام	551	تفسیر اردو سورۂ تغابن رکوع اول پ ۲۸	579
خطبہ	551	بادشاہت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے	579
مسائل جماعت	552	وہی ذات جس نے تم کو پیدا کیا تو تم میں کچھ کافر ہوئے کچھ مومن	580
جمعہ کی شرائط	552	ماں کے رحم میں نطفہ چالیس روز تک جمع کیا	580
		چالیس روز بعد فرشتہ آتا ہے	580

Marfat.com

تم کو بہترین خلق پیدا کیا	581
تمہارے اندر ایک بہت بڑا جہاں پوشیدہ ہے	581
تخلیق وجود صانع وخالق پر دلالت کرتی ہے	582
ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا	582
بشر کیونکر رسول ہوسکتا ہے کفار کا اعتراض	584
یوم تغابن سے مراد قیامت ہے	586
با محاورہ ترجمہ رکوع دوم سورۂ تغابن	588
حل لغات	588
مختصر تفسیر اردو سورۂ تغابن رکوع دوم	589
اللہ اور رسول کا حکم مانو	590
ایمان والے اللہ عزوجل پر بھروسہ کریں	591
شان نزول	591
حضور علیہ السلام نے دوران خطبہ شہزادگان کو گود میں لے لیا	594
اللہ کی راہ میں جو خرچ کرے گا اللہ اس کو دگنا دے گا	595
سورۂ طلاق	597
با محاورہ ترجمہ رکوع اول سورۂ طلاق	597
حل لغات	598
مختصر تفسیر سورۂ طلاق رکوع اول پ ۲۸	600
حیض کی حالت میں طلاق دینی حرام ہے	601
عورت کے لئے حیض کے یوم معتبر طہر کے نہیں	601
جس عورت سے وطی نہ ہوئی اس پر عدت نہیں	602
عدت کے لئے تین حیض کا گزرنا شرط ہے	602
عدت کے دوران عورت کا بلا عذر شوہر کے گھر سے نکلنا جائز نہیں	602
حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک انتہائی مجبوری میں نکلنا جائز ہے	602
اگر شوہر بدچلن ہے اور مطلقہ بائنہ کے لئے کوئی تحفظ نہیں۔ ایسی صورت میں عورت کا رہائش تبدیل کرنا جائز ہے	603
یہ اللہ کی حدیں ہیں	603
طلاق رجعی کے احکام	604
ذوثقہ گواہ کا حکم	605
حسن سلوک اور شرافت سے علیحدہ کرنے کا حکم	605
لاحول ولا قوۃ الا باللہ کی کثرت سے قیدی آزاد ہوجائے گا	606
سزا سے محفوظ رہنے کا عمل	606
تقویٰ سعادت دارین ہے	606
اللہ پر توکل بھروسہ کرنے کا صلہ ترقی رزق ہے	606
حمل کی صورت میں عدت کا حکم	607
ابی بن کعب خلاد بن النعمان کا بارگاہ رسالت پناہ میں سوال کرنا	608
شوہر کے فوت ہونے کی صورت میں عدت کا حکم	608
نیکیاں گناہوں کو محو کر دیتی ہیں	609
مطلقہ کے لئے سکونت نان نفقہ دینا واجب ہے	610
دودھ پلانے کی اجرت کے احکام	611
اپنی حیثیت کے مطابق نفقہ دے	612
با محاورہ ترجمہ رکوع دوم سورۂ طلاق	613
حل لغات	614
مختصر تفسیر اردو رکوع دوم سورۂ طلاق	615
ذکر کے معنی فضیلت	617
تم پر اللہ عزوجل کی روشن آیتیں پڑھتے ہیں	617
آسمانوں اور زمینوں کی تعداد کیا ہے	618
ان کا باہم فاصلہ کتنا ہے	618
سورۂ تحریم	621
با محاورہ ترجمہ رکوع اول سورۂ تحریم پ ۲۸	621

Marfat.com

حل لغات	622
مختصر تفسیر سورۃ تحریم رکوع اول پ ۲۸	623
شان نزول	624
حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لئے شہد حرام کرلیا تھا	
تفصیلات	624
حضرت ماریہ قبطیہ کا واقعہ	625
حلال کو اپنے لئے حرام کرلینا قسم ہے یا نہیں	626
کیا وہ راز اسرار خافت سے متعلق کوئی بات تھی	627
کیا حضرت حفصہ کو بطور سزا طلاق رجعی دی تھی	628
حضرت حفصہ اور حضرت عائشہ کو خطاب	629
احمد اور ابن حبان سے روایت	629
مجھے اس بات کی عرصہ سے خواہش تھی کہ حضرت عمر	
رضی اللہ عنہ سے دریافت کروں	629
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تفصیلی جواب	629
صالح اور مومنین کا خطاب	630
حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت	631
رسل بشری کو رسل ملائکہ پر فضیلت ہے	631
اطاعت والیاں ایمان والیاں	632
بکرۃ کی تعریف	633
عذاب سے نجات اللہ عزوجل کے فضل سے ہے	633
الحجارہ سے مراد بت ہیں	634
بامحاورہ ترجمہ رکوع دوم سورۃ تحریم پ ۲۸	635
حل لغات	636
مختصر تفسیر سورۃ تحریم رکوع دوم پ ۲۸	637
توبۃ النصوح کی تعریف	
توبہ قبول کرنا اس کے فضل پر ہے	640
پل صراط	641
جب منافقوں کا نور بجھا دیا جائے گا	641
کافروں اور منافقوں سے جہاد کا حکم	642
حضرت نوح اور حضرت لوط علیہم السلام کی کافر	
بیبیوں کا ذکر	642
دونوں عورتوں نے دغا دیا	642
کسی نبی کی عورت نے بدکاری نہ کی	644
دونوں عورتیں کافرہ منافق تھیں	644
مومن عورت کو کسی کافرہ کا کفر ضرر نہ پہنچا سکے گا	644
حضرت آسیہ کا امتحان اور دعا	645
حضرت آسیہ کی فضیلت	645
جس نے اپنی پارسائی کی حفاظت کی	646
حضرت مریم کا امید سے ہونا	647
یکلمت ربھا کی تشریح	
یکلمت ربھا کی تشریح	
الحمدللہ احسانہ اٹھائیسواں پارہ کی تکمیل ہوئی	

۹۰۹۷۲

پارہ نمبر ۲۶

سورۂ احقاف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع -سورۃ احقاف -پ۲۶

حٰمٓ ①

اے حامد ومحمود

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ②

اتارنا کتاب کا اللہ کی طرف سے ہے جو غالب حکمت والا ہے

مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَاۤ اِلَّا
بِالْحَقِّ وَ اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّاۤ
اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ③

نہیں پیدا فرمایا ہم نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان دونوں میں ہے مگر حق کے ساتھ اور ایک مقررہ مُدت کے لئے اور کافروں کو جس چیز سے ڈرایا جاتا ہے (قیامت وغیرہ) وہ تو اس کی پرواہی نہیں کرتے

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ
مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي
السَّمٰوٰتِ ؕ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَاۤ اَوْ
اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ④

فرمائیے بھلا بتاؤ جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو دکھاؤ مجھے کہ انہوں نے زمین کا کون سا ذرہ پیدا کیا ہے یا آسمانوں میں ان کا کوئی حصہ ہے۔ لاؤ تم اس سے پہلے کی کوئی کتاب یا کوئی علمی روایت اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو

وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا
يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَ هُمْ عَنْ
دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ⑤

اور کون گمراہ تر ہے اس سے جو پوجتا ہے اللہ کے سوا غیر کو جو قیامت تک اس کی نہ سن سکیں اور (جواب دینا تو درکنار) وہ ان کی پرستش سے بالکل بے خبر ہیں

وَ اِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّ كَانُوْا
بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ⑥

اور جب قیامت کے دن لوگ حساب کے لئے اکٹھے کئے جائیں تو یہ معبود (بت) ان کے دشمن ہو جائیں گے اور وہ ان کی پرستش سے انکار کریں گے

وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ؕ ⑦

اور جب ہماری آیتیں روشن ان پر پڑھی گئیں تو بولے کافر قرآن برحق کیلئے جب آیا ان میں یہ تو کھلا ہوا جادو ہے

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا
تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا
تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَ

کیا یہ کافر کہتے ہیں یہ قرآن اپنے دل سے گھڑ لیا ہے آپ فرمائیے اگر میں نے اس کو دل سے گھڑ لیا ہے تو تم خدا کے سامنے میرے کچھ کام نہیں آسکو گے وہ خوب جانتا

بَيْنَكُمْ ۖ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝٨

ہے تو تم باتیں بناتے ہو کافی ہے اس قرآن پر میرے اور تمہارے درمیان گواہ اور وہی بخشنے رحم فرمانے والا ہے

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ ۖ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝٩

آپ فرما دیجئے کہ نہیں ہوں میں انوکھا رسولوں میں سے اور میں خود نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور نہ تمہارے ساتھ، میں تو اسی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھے وحی کی جاتی ہے اور میں نہیں ہوں مگر صاف ڈرسنانے والا

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ۖ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝١٠

فرمایئے بھلا بتاؤ تو اگر ہے قرآن کریم اللہ کے پاس سے اور تم نے اس کا انکار کیا اور بنی اسرائیل کے ایک شخص نے ایسی شہادت دی اور ایمان بھی لے آیا اور تم نے تکبر کیا بے شک اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں فرماتا

حل لغات پہلا رکوع - سورۃ احقاف - پ ۲۶

حٰمٓ - اے حامد و محمود	تَنْزِيْلُ - اتاری گئی ہے	الْكِتٰبِ - کتاب	مِنَ اللّٰهِ - اللہ
الْعَزِيْزِ - غالب	الْحَكِيْمِ - حکمت والے سے	مَا - نہیں	خَلَقْنَا - پیدا کیا ہم نے
السَّمٰوٰتِ - آسمانوں	وَ - اور	الْاَرْضَ - زمین کو	وَ - اور
مَا - جو	بَيْنَهُمَآ - ان کے درمیان ہے	اِلَّا - مگر	بِالْحَقِّ - حق کے ساتھ
وَ - اور	اَجَلٍ - مدت	مُّسَمًّى - مقرر تک	وَ - اور
الَّذِيْنَ - وہ جو	كَفَرُوْا - کافر ہوئے	عَمَّآ - اس سے جو	اُنْذِرُوْا - ڈرائے گئے
مُعْرِضُوْنَ - منہ پھیرنے والے ہیں		قُلْ - فرمایئے	اَ - کیا
رَءَيْتُمْ - دیکھا تم نے	مَّا - جو	تَدْعُوْنَ - پکارتے ہو	مِنْ دُوْنِ - سوا
اللّٰهِ - اللہ کے	اَرُوْنِيْ - دکھاؤ	نِيْ - مجھ کو	مَاذَا - کیا
خَلَقُوْا - پیدا کیا انہوں نے	مِنَ الْاَرْضِ - زمین سے	اَمْ - یا	لَهُمْ - ان کا
شِرْكٌ - حصہ ہے	فِي السَّمٰوٰتِ - آسمانوں میں	اِيْتُوْ - لاؤ	نِيْ - میرے پاس
بِكِتٰبٍ - کتاب	مِّنْ قَبْلِ - پہلے	هٰذَآ - اس سے	اَوْ - یا
اَثٰرَةٍ - کوئی روایت	مِّنْ عِلْمٍ - علمی	اِنْ - اگر	كُنْتُمْ - ہو تم
صٰدِقِيْنَ - سچے	وَ - اور	مَنْ - کون	اَضَلُّ - زیادہ گمراہ ہے
مِمَّنْ - اس سے جو	يَّدْعُوْا - پکارے	مِنْ دُوْنِ - سوا	اللّٰهِ - اللہ کے
مَنْ - اس کو جو	لَّا - نہ	يَسْتَجِيْبُ - سنے	لَهٗٓ - اس کی

Marfat.com

اِلٰی۔طرف	یَوْمِ۔دن	الْقِیٰمَةِ۔قیامت	وَ۔اور
هُمْ۔وہ	عَنْ دُعَآىِٕهِمْ۔ان کے پکارنے سے		غٰفِلُوْنَ۔بے خبر ہیں
وَ۔اور	اِذَا۔جب	حُشِرَ۔اکٹھے کئے جائیں گے	النَّاسُ۔لوگ
كَانُوْا۔تو ہو جائیں گے	لَهُمْ۔ان کے	اَعْدَآءً۔دشمن	وَّ۔اور
كَانُوْا۔ہو جائیں گے	بِعِبَادَتِهِمْ۔ان کے پکارنے سے		كٰفِرِیْنَ۔انکار کرنے والے
وَ۔اور	اِذَا۔جب	تُتْلٰى۔پڑھی جاتی ہیں	عَلَیْهِمْ۔ان پر
اٰیٰتُنَا۔ہماری آیتیں	بَیِّنٰتٍ۔ظاہر	قَالَ۔کہتے ہیں	الَّذِیْنَ۔وہ جو
كَفَرُوْا۔کافر ہیں	لِلْحَقِّ۔حق کو	لَمَّا۔جبکہ	جَآءَ۔آیا
هُمْ۔ان کے پاس	هٰذَا۔یہ ہے	سِحْرٌ۔جادو	مُّبِیْنٌ۔کھلا ہوا
اَمْ۔کیا	یَقُوْلُوْنَ۔کہتے ہیں	افْتَرٰىهُ۔بنالیا ہے اس کو	قُلْ۔کہہ دیں
اِنِ۔اگر	افْتَرَیْتُهٗ۔اس نے بنایا ہے اس کو		فَلَا۔تو نہیں
تَمْلِكُوْنَ۔اختیار رکھتے تم	لِیْ۔میرے لئے	مِنَ اللّٰهِ۔اللہ سے	شَیْــٴًـا۔کچھ
هُوَ۔وہ	اَعْلَمُ۔خوب جانتا ہے	بِمَا۔جو	تُفِیْضُوْنَ۔تم باتیں بناتے ہو
فِیْهِ۔اس میں	كَفٰى۔کافی ہے	بِهٖ۔وہ	شَهِیْدًۢا۔گواہ
بَیْنِیْ۔میرے درمیان	وَ۔اور	بَیْنَكُمْ۔تمہارے درمیان	وَ۔اور
هُوَ۔وہ ہے	الْغَفُوْرُ۔بخشنے والا	الرَّحِیْمُ۔مہربان	قُلْ۔کہہ دیں
مَا۔نہیں	كُنْتُ۔ہوں میں	بِدْعًا۔کوئی انوکھا	مِّنَ الرُّسُلِ۔رسول
وَ۔اور	مَآ۔نہیں	اَدْرِیْ۔جانتا میں	مَا۔کیا
یُفْعَلُ۔کیا جائے گا	بِیْ۔میرے ساتھ	وَ۔اور	لَا۔نہ
بِكُمْ۔تمہارے ساتھ	اِنْ۔نہیں	اَتَّبِعُ۔پیروی کرتا میں	اِلَّا۔مگر
مَا۔اس کی جو	یُوْحٰٓى۔وحی کی جاتی ہے	اِلَیَّ۔میری طرف	وَ۔اور
مَآ۔نہیں	اَنَا۔میں	اِلَّا۔مگر	نَذِیْرٌ۔ڈرانے والا
مُّبِیْنٌ۔ظاہر	قُلْ۔کہہ دیں	اَ۔کیا	رَءَیْتُمْ۔دیکھا تم نے
اِنْ۔اگر	كَانَ۔ہو	مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ۔اللہ کی طرف سے	
وَ۔اور	كَفَرْتُمْ۔کفر کیا تم نے	بِهٖ۔اس کے ساتھ	وَ۔اور
شَهِدَ۔گواہی دی	شَاهِدٌ۔ایک گواہ نے	مِّنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ۔بنی اسرائیل میں سے	
عَلٰى۔اوپر	مِثْلِهٖ۔اس کی مثل کے	فَاٰمَنَ۔تو ایمان لایا وہ	وَ۔اور
اسْتَكْبَرْتُمْ۔تکبر کیا تم نے	اِنَّ۔بے شک	اللّٰهَ۔اللہ	لَا۔نہیں

Marfat.com

يَهْدِي۔ہدایت دیتا الْقَوْمَ۔قوم الظّٰلِمِيْنَ۔ظالموں کو

حل لغات نادرہ

اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ۔ اثارہ ماخوذ ہے اثر سے جس کے معنی روایت کے آتے ہیں کہا جاتا ہے: جَاءَ فِي الْاَثَرِ كَذَا وَ كَذَا۔آثار کہنے کی یہی وجہ ہے کہ لوگ اسے روایت کرتے ہیں۔

اِفْتَرٰىهُ۔ کہتے ہیں بات کو غلط طریقہ سے دوسرے کی جانب نسبت کرنا۔

بِدْعًا۔ ماخوذ از بدیع بمعنی ایک جدید اور انوکھی چیز۔

مختصر تفسیر پہلا رکوع-سورۃ احقاف-پ ۲۶

حٰمٓ ① تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ②

یہ کتاب اتارنا ہے اللہ عزت وحکمت والے کی طرف سے۔

حٰمٓ ①۔حروف مقطعات سے ہے۔ مفسرین الله اعلم بمراده فرماتے ہیں۔مگر معنی تاویلی کے اعتبار سے ہم نے اس کے معنی حاء سے حامد اور میم سے محمود لئے ہیں۔آیت کریمہ میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ قرآن کریم کسی کی گھڑی ہوئی کتاب نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔

مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّاۤ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ③

ہم نے آسمانوں اور زمین کو ایک وقت معہود کے لئے تخلیق کیا جب وہ وقت آئے گا تو فرمایا: يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ۔اس دن آسمان تہ کر لئے جائیں گے جیسے کاغذ کے جزو لپیٹ لئے جاتے ہیں۔دوسری جگہ فرمایا: يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَ السَّمٰوٰتُ۔اس دن زمین بھی بدل دی جائے گی اور آسمان لپیٹ لئے جائیں گے۔ اس سے مراد روز قیامت ہے اسی لئے یہاں بھی فرمایا: وَ اَجَلٍ مُّسَمًّى یعنی ایک مقررہ مدت تک کے لئے یہ ہم نے پیدا کئے اور ان کی پیدائش کی حکمت ہم سورۃ جاثیہ میں بیان کر چکے ہیں۔

اور کفر وحسد کی بنا پر ڈرسنانے والے حقائق سے بے خبر ہیں۔ ورنہ دل میں یہ سمجھتے تھے کہ ان چیزوں کو پیدا کرنے والا ضرور ہے اور وہ ایسا یکتا ہے کہ اس کے مقابل کوئی نہیں آسکتا۔ چنانچہ امام اعظم رحمہ اللہ کا ایک مناظرہ دہریہ سے ہوا۔ اس میں بھی اس کو اعتراف کرنا پڑا کہ خالق کل ایک ہی ہے چنانچہ واقعہ یوں ہے اس نے تین سوال رکھے اور اعلان کیا کہ ان کا جواب ہو جائے تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ پہلا سوال یہ تھا کہ خداعزوجل کا رخ کس طرف ہے؟ دوسرا یہ کہ خداعزوجل کے وجود کی کیا دلیل ہے؟ تیسرا یہ کہ اس وقت خداعزوجل کیا کر رہا ہے؟ چنانچہ آپ نے خادم کو حکم دیا کہ شمع اور دودھ لے چلے۔

مناظرہ گاہ پر پہنچ گئے اس نے جب پوچھا کہ خدا کا رخ کس طرف ہے؟ تو آپ نے شمع روشن کرادی اور فرمایا کہ یہ اس کی ایک مخلوق ہے اس کا رخ بتاؤ تو اس نے کہا اس کا کوئی رخ نہیں یہ تو ہر طرف ہے تو آپ نے فرمایا کہ اس کے خالق کا رخ کیسے ایک طرف متعین ہوسکتا ہے۔ تو جواب تسلیم کر لیا۔

دوسرا سوال شروع ہوا کہ وجود الٰہی عزوجل کی کیا دلیل ہے؟ تو آپ نے دودھ سامنے کیا اور کہا کہ اس میں گھی ہونے کی کیا دلیل ہے؟ اس نے جواب میں کہا کہ اس کے تر ورے اور دسومت اس کا پتا دیتی ہے کہ اس میں گھی ہے تو آپ نے فرمایا کہ یہ زمین وآسمان چاند سورج کا طلوع وغروب اس سے تجھے پتا نہیں چلتا کہ کوئی ہے جو ان سب چیزوں کو حرکت میں لا رہا ہے۔ یہ جواب بھی مان لیا۔

تو تیسرا سوال آیا کہ اس وقت خداعزوجل کیا کر رہا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ تیرے دو سوالوں کا میں جواب دے چکا ہوں اب تو کرسی خالی کر نیچے آ اور مجھے کرسی دے اس نے مان لیا آپ خالی کرسی پر تشریف فرما ہو گئے اور فرمایا کہ اس وقت خدا یہ کر رہا ہے کہ تجھے کرسی سے اتار دیا اور مجھے تیری جگہ متمکن کر دیا۔ تینوں جواب سن کر وہ مسلمان ہو گیا۔

ایسے ہی غزالی رحمہ اللہ کا واقعہ ہے کہ مناظرہ کے ٹائم سے آپ لیٹ پہنچے۔ مناظر نے اعتراض کیا کہ آپ ذمہ دار ہو کر اس قدر دیر سے کیوں آئے۔ آپ نے فرمایا آ تو رہا تھا میں وقت پر ہی مگر راستہ میں ایک محیر العقل واقعہ کا ظہور ہوا اس کے دیکھنے میں مجھے دیر لگ گئی۔ اس نے واقعہ دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے زمین سے ایک درخت نکلتے دیکھا اور وہ بہت بلند ہو کر اپنے آپ کٹا اس میں سے تختے بنے اور وہ تختے آپس میں جڑے کھڑکیاں بنیں اور ایک مکان کی صورت اختیار کر لی۔

تو دہریہ کہنے لگا کہ آپ ایک قوم کے ذمہ دار فرد ہو کر ایسا مشاہدہ بیان کر رہے ہیں جس کو عقل تسلیم ہی نہیں کرتی۔

تو آپ نے فرمایا کس چیز کو عقل نہیں مانتی؟

دہریے نے کہا کہ تختے اپنے آپ درخت سے بغیر کاٹنے والے کے نہیں کٹ سکتے۔ پھر ان کا جڑنا یہ بھی بغیر جوڑنے والے کے ناممکن ہے لہٰذا یہ بیان آپ کا صحیح نہیں ہے۔

پھر آپ نے فرمایا کہ پھر مناظرہ کی چنداں ضرورت نہیں ہے تیرے سوال کا جواب خود ہی ہو گیا اور بس۔ اور واضح کر دیا کہ جب ایک مکان بغیر بنانے والے کے نہیں بن سکتا اور اس کا وجود بغیر صانع ناممکن ہے تو یہ زمین وآسمان، یہ چاند سورج ستارے ان کا وجود بغیر صانع مطلق کیونکر ممکن ہے تو ثابت ہوا کہ اس کا بھی خالق ہے کسی نے خوب کہا ہے:

فلک کوکب ہے سلیقہ ستم شعاری میں کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں

اس لئے یہاں فرمایا: خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ آسمان اور زمین اور ان کے درمیان جو کچھ ہے ہم نے پیدا فرمایا ہے اور ان کی پیداوار ایک حقیقت پر مبنی اور ایک مدت کے لئے ہے مگر کافروں کو جس چیز سے ڈرایا جائے اسی سے اعراض کرتے ہیں بے پرواہی برتتے ہیں۔ آگے ارشاد ہے:

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۖ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

آپ فرمائیں بھلا بتاؤ تو جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو مجھے دکھاؤ کہ کیا پیدا کیا انہوں نے زمین میں یا ان کا حصہ ہے آسمانوں میں۔ میرے پاس اس سے پہلے کا لکھا ہوا لاؤ یا کوئی روایت علمی اگر تم سچے ہو۔

بتوں کے پوجنے والے اور غیر خداعزوجل کے پرستار اس میں مخاطب ہیں۔ یہاں تَدْعُوْنَ کے معنی تَعْبُدُوْنَ کے ہیں یعنی جنہیں اللہ کے سوا پوجتے ہو ان میں کسی کو بتاؤ کہ انہوں نے زمین میں سے کیا پیدا کیا ہے؟ اور آسمان کے کارخانہ میں

Marfat.com

ان کی کتنی شرکت ہے۔ اگر یہ نہیں تو قرآن پاک سے پہلے کا لکھا ہوا کوئی نوشتہ (مضمون) دکھلا دیا کوئی روایت علمی پیش کرو اور جب سب کچھ ہی پیش نہیں کر سکتے تو تمہارا یہ عقیدہ باطل اور کاسد و فاسد ہے جسے اسلام شرک کہتا ہے اور تمہارا جھوٹا ہونا یقینی ہے آگے ارشاد ہے:

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝

اور اس سے زیادہ کون گمراہ ہے جو اللہ کے علاوہ اوروں کی پوجا کرتا ہے جو اسے قیامت تک جواب نہیں دے سکتے اور وہ ان کی عبادت سے بے خبر ہیں۔

اس آیت میں بتوں کے پجاریوں کا رد کیا گیا اور بتایا گیا کہ وہ اپنی مکھی نہیں اڑا سکتے تو تم ان کی پوجا پاٹ کر کے ان سے کیا حاصل کر سکتے ہو وہ تو جماد محض ہیں ان کو تو تمہاری پوجا پاٹ کی بھی خبر نہیں اس سے مراد بت ہیں جن کو وہ اپنے ہاتھوں سے گھڑ کر پوجا کرتے تھے۔ آگے ارشاد ہے:

وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝

اور جب لوگوں کو حشر کے دن جمع کیا جائے گا (اور ان بتوں کو بولنے کی قوت دی جائے گی) تو وہ ان کے دشمن ہوں گے اور وہ ان کی پوجا پاٹ سے انکاری ہوں گے۔

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بتوں کے علاوہ اکثر ذی روح جن کی یہ پوجا کرتے ہیں وہ ان سے سخت دل ہو کر ان کی پوجا پاٹ سے انکار کریں گے۔ آگے ارشاد ہے

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ؕ

تو جب ان پر ہماری روشن آیتیں پڑھی جائیں تو کافر لوگ قرآن بر حق کے لئے کہتے ہیں کہ یہ کھلا جادو ہے۔

یہ اس لئے کہ فصاحت و بلاغت قرآنی کے آگے عرب کے بڑے بڑے فصحاء و بلغاء جو میدان فصاحت میں کوس لِمَنِ الْمُلْكُ بجانے والے تھے اس کے مقابلہ سے عاجز آ گئے تو اور کچھ نہ بن پڑی تو کہہ دیا: هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ یہ ایک کھلا جادو ہے اور جادو اس لئے کہا کہ دماغ انسانی پر جادو کے منتر اور افسوں مستولی ہو جاتے ہیں تو وہ فاتر العقل ہو جاتا ہے انہوں نے گویا یوں کہا کہ اس کی فصاحت و بلاغت کے آگے ہماری عقل عاجز ہے تو اس کے جادو ہونے میں شک ہی کیا ہے۔ آگے ارشاد ہے:

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

کیا وہ کہتے ہیں کہ یہ قرآن گھڑ کر بنا لیا ہے۔ آپ فرمائیے اگر میں نے اسے گھڑ لیا ہے تو اللہ کے سامنے میرا کچھ اختیار نہیں رکھتے اور وہی بطور گواہ میرے اور تمہارے درمیان اس پر کافی ہے اور وہی ہے بخشش فرمانے والے رحم کرنے والا۔

مشرکین کا یہ بھی خیال تھا کہ معاذ اللہ حضور ﷺ پر کوئی جن آتا ہے اور وہ آ کر جو کچھ کہہ جاتا ہے اس کا نام قرآن رکھ دیا گیا اس کا جواب دیا کہ یہ جو افتراء کا الزام تم رکھتے ہو اس کا جواب قرآن کریم نے دے دیا ہے کہ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ

Marfat.com

اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ بنا بریں یہ تو ہم تمہارا باطل ہے اور اس معاملہ میں میرے اور تمہارے مابین اللہ ہی گواہ ہے۔ آگے ارشاد ہے:

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِىْ مَا يُفْعَلُ بِىْ وَلَا بِكُمْ ؕ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَىَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۹﴾

آپ فرما دیجئے کہ میں رسولوں میں من حیث الرسول کوئی انوکھا رسول نہیں ہوں اور میں خود نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا ہوگا اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا۔ میں تو پیروی نہیں کرتا مگر اسی کی جو مجھے وحی ہو میں نہیں مگر ڈر سنانے والا۔

یہاں اس امر کا ذہن نشین رکھنا ضروری ہے کہ عربی زبان میں اَدْرِیْ۔ درایت اور اَعْلَمُ علم سے ہے درایت کہتے ہیں اٹکل اور قیاس و قرائن سے کسی بات کو سمجھنا اور علم کہتے ہیں جاننے کو یہاں مَآ اَدْرِىْ فرمایا مَا اَعْلَمُ نہیں فرمایا تاکہ ذہین فیصلہ کرلے کہ نبی کا کوئی فیصلہ درایتاً اٹکل و قیاس سے نہیں ہوتا بلکہ قطعی یقینی حتمی اذعانی ہوتا ہے۔ اب آیت کا مفہوم ایک حدیث سے اور واضح ہو جاتا ہے جو حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے متعلق ہے کہ جب ان کا انتقال ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی، غسل دیا، پیشانی چومی اور خود ہی قبر میں لٹایا تو آپ کی بیوی حضرت ام علی رضی اللہ عنہا بہت خوش ہوئیں اور آپ نے فرمایا کہ وہ تو جنت کی چڑیا بن گئے۔

یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا کہ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ سلوک فرمایا کہ غسل دیا، پیشانی چومی، نماز جنازہ پڑھائی اور قبر میں خود ہی لٹایا ان تمام قرائن کے ساتھ آپ کی بیوی نے فرمایا: صَارَ عُصْفُوْرًا مِّنْ عَصَافِيْرِ الْجَنَّةِ۔ عثمان جنت کی چڑیوں میں سے ایک چڑیا ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قرینے اور اٹکل قیاس سے ام علی نے کہہ دیا مگر میں جو کچھ بھی کہوں گا وہ یقینی حتمی ہوگا چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ لفظ ہیں: وَاللّٰهِ لَا اَدْرِیْ وَاللّٰهِ لَا اَدْرِیْ وَ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا يُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِكُمْ۔ قسم خدا کی میں اٹکل اور قیاس سے نہیں جانتا قسم خدا کی میں اٹکل اور قیاس سے نہیں جانتا حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں جو کچھ میرے ساتھ کیا جائے گا اور جو کچھ تمہارے ساتھ کیا جائے گا۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو خبر دیں گے وہ قطعی ہوگی یقینی ہوگی اذعانی اور حتمی ہوگی اور ہم جو خبر دیتے ہیں وہ اٹکل اور قیاس سے دیتے ہیں اس لئے اس کا غلط ہونا بھی ممکن ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہمارے عقیدہ میں عشرہ مبشرہ کو جو جنت کی بشارت دی گئی وہ قطعی تھی نہ کہ قرائن سے فرمائی گئی تو مَآ اَدْرِىْ میں بعض جاہل یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنی ذات سے علم کی نفی فرما دی یہ غلط ہے بلکہ شطن وفطن اور قیاس کا رد کیا کہ میری خبروں میں شطن وفطن و قیاس نہیں بلکہ وہ قطعی و حتمی ہے میں اگر صدیق و فاروق و عثمان و علی وغیرہ کو جنتی کہتا ہوں تو اپنی قطعی معلومات کی بناء پر اگر میں حشر کے واقعات سناتا ہوں تو وہ اذعانی اور حتمی ہیں۔ اس تقریر کے بعد مسئلہ واضح ہو گیا جو بد اعتقاد علم مصطفی ﷺ میں مَآ اَدْرِىْ کہہ کر زور دیتے ہیں وہ جاہل ہیں۔ اس لئے کہ اَدْرِیْ استعمال ہی اس جگہ ہوگا جہاں غیر یقینی بات ہو اور اَعْلَمُ وہاں استعمال ہوگا جہاں یقین کا درجہ پورا ہو اور کیوں نہ ہو جبکہ خود ہی فرما دیا: اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَىَّ۔ میں کسی خیال و قیاس کا اتباع نہیں کرتا مگر اسی کا جو میری طرف وحی ہو اور وحی چونکہ قطعی ہوتی ہے اس بنا پر اس میں واہمہ اور شائبہ شبہ اور غلطی کا نہیں ہوتا۔ اس لئے فرمایا:

Marfat.com

وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ⑨

میں نہیں مگر کھلا ڈر سنانے والا۔ جو اللہ تعالیٰ کی اطلاع اور خبر کے ماتحت ہے آگے ارشاد ہے:

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ⑩

آپ فرما دیجئے بھلا دیکھو تو اگر قرآن کریم اللہ کے پاس سے ہو اور تم اس کا انکار کرتے ہو۔ حالانکہ گواہی دی ایک گواہ نے بنی اسرائیل میں سے اسی طرح کی ایک کتاب کے نازل ہونے کی اور وہ ایمان لے آیا اور تم نے تکبر کیا بے شک اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں فرماتا۔

اس آیت کریمہ میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جو حافظ تورات اور یہود کے بہت بڑے عالم تھے، کی فضیلت بیان کی گئی اور بتایا کہ وہ تورات کو سن کر اور قرآن پاک کی حقانیت سمجھ کر ایمان لے آئے اور انہوں نے بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کیا کہ یہودیوں میں میرا وقار اتنا بڑھا ہوا ہے کہ اگر میرے اسلام کی انہیں خبر پہنچ گئی تو ممکن ہے ان میں سے کچھ ایمان لے آئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہود کے سرداروں کو بلایا اور فرمایا عبداللہ بن سلام کو تم کیا سمجھتے ہو انہوں نے کہا: هُوَ سَيِّدُنَا وَ سَيِّدُ اَسْيَادِنَا۔ وہ ہمارے سردار اور سرداروں کے سردار ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر وہ اسلام قبول کرلیں تو پھر تمہیں مسلمان ہونے میں کیا عذر ہوگا۔ انہوں نے کہا ایسا ہو ہی نہیں سکتا اور اگر ایسا ہو جائے تو پھر ہمیں مسلمان ہونے میں کیا انکار ہو سکتا ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابن سلام رضی اللہ عنہ کو بلایا وہ سامنے تشریف لائے اور کلمہ پڑھ کر تصدیق اسلام فرمائی تو ان کی ہٹ دھرمی کا یہ عالم تھا کہ اپنا منہ کا اگلا نگل گئے اور برہم ہو کر بگڑ کر کہنے لگے: هُوَ اَرْذَلُنَا وَ اَرْذَلُ اَرَاذِلِنَا یہ ہماری قوم کے ایک ذلیل ترین آدمی ہیں ہم ان کے اسلام لانے کو کیا سمجھتے ہیں تو قرآن کریم نے فرمایا: وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ۔ تو ان کے اسلام کو سن کر بجائے اس کے کہ اتباع کرتے تم نے استکبار کیا اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں فرماتا۔ جن کو ایمان ملنا تھا وہ مومن ہو گئے جو ظالم گمراہ تھے وہ اپنے ظلم اور گمراہی کی دلدل میں پھنسے رہے۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع۔ سورۃ احقاف۔ پ ۲۶

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ۭ وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ⑪

اور کافروں نے مسلمانوں کو کہا اگر اسلام بہتر ہوتا تو عوام جاہل ہم سے پہلے اس طرف نہ جاتے اور جب انہیں اس کی ہدایت نہ ہوئی تو اب سوائے اس کے اور کیا کہیں گے کہ یہ پرانا جھوٹ ہے

وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ۭ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ڰ وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ⑫

حالانکہ قرآن سے پہلے موسیٰ (علیہ السلام) کی کتاب (تورات) کہ وہ بجائے خود دین کی پیشوا اور خدا کی رحمت ہے اور یہ قرآن بھی اسی طرح کی کتاب الٰہی ہے

Marfat.com

توراۃ کی تصدیق کرتی ہے اور عربی زبان میں ہے تاکہ سرکش لوگوں کو عذاب سے ڈرائے اور نیکوکاروں کو خوشخبری سنائے

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿١٣﴾

بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر آخر تک اس عقیدہ پر جمے رہے نہ ان پر کسی قسم کا خوف اور نہ وہ آزردہ خاطر ہوں گے

أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِينَ فِيهَا ۚ جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٤﴾

یہی جنت والے ہیں کہ ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے یہ ان کے عملوں کا بدلہ ہے جو وہ دنیا میں کرتے رہے ہیں۔

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسٰنًا ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۖ وَحَمْلُهُ وَفِصٰلُهُ ثَلٰثُونَ شَهْرًا ۖ حَتّٰٓى إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِيٓ أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيٓ أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِيٓ ۚ إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿١٥﴾

اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے مشکل (تکلیف) سے اس کی ماں نے اس کو پیٹ میں رکھا اور انتہائی تکلیف سے اس کو جنا اس کا پیٹ میں رہنا اور دودھ چھوٹنا کم از کم تیس مہینوں میں جا کر پورا ہوتا ہے یہاں تک کہ جب آدمی اپنی پوری قوت کو پہنچتا ہے یعنی چالیس برس کی عمر کو پہنچ جاتا ہے تو کہتا ہے کہ اے خداوند تعالیٰ مجھے توفیق دے کہ تیری نعمت کا شکر بجالاؤں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی اور میں وہ کام کروں جس سے تو راضی ہو اور میرے لئے میری اولاد میں صلاحیت پیدا فرما میں تیری طرف ہی جھکتا ہوں اور میں مسلمانوں (فرمانبردار بندوں) سے ہوں

أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ فِيٓ أَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ۖ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿١٦﴾

یہی ہیں وہ لوگ جن کی نیکیاں ہم قبول فرمائیں گے اور ان کی تقصیروں سے درگزر فرمائیں گے جنت والوں میں یہ وہ سچا وعدہ ہے جس کا ان سے اقرار کیا گیا تھا دنیا میں

وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَآ أَتَعِدَانِنِيٓ أَنْ أُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُونُ مِنْ قَبْلِي ۚ وَهُمَا يَسْتَغِيثٰنِ اللّٰهَ وَيْلَكَ اٰمِنْ ۖ إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَيَقُولُ مَا هٰذَآ إِلَّآ أَسٰطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿١٧﴾

اور وہ جس نے اپنے والدین سے کہا اف مجھے تم سے دل پک گیا مجھے وعدہ دیتے ہو کہ پھر میں زندہ کیا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے کئی امتیں گزر چکیں اور وہ دونوں اللہ سے فریاد کرتے ہیں (اور بیٹے سے کہتے ہیں) تیری خرابی ہو ایمان لا بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو وہ یہ کہتا ہے یہ کچھ نہیں مگر اگلوں کی کہانیاں

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ حَقَّ عَلَیْھِمُ الْقَوْلُ فِیْٓ اُمَمٍ
قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِھِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ؕ
اِنَّھُمْ کَانُوْا خٰسِرِیْنَ ﴿١٨﴾

یہ وہ ہیں جن پر بات ثابت ہو چکی ان گروہوں میں جو ان سے پہلے گزرے ہیں جن اور آدمیوں سے بے شک وہ برباد ہونے والے ہی تھے

وَ لِکُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ وَ لِیُوَفِّیَھُمْ
اَعْمَالَھُمْ وَھُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿١٩﴾

اور ہر ایک کے لئے اس کے عمل کے مطابق درجے ہیں تا کہ خداوند کریم ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے اور ان پر ظلم نہیں ہو گا۔

وَ یَوْمَ یُعْرَضُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا عَلَی النَّارِ ؕ
اَذْھَبْتُمْ طَیِّبٰتِکُمْ فِیْ حَیَاتِکُمُ الدُّنْیَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ
بِھَا ۚ فَالْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْھُوْنِ بِمَا کُنْتُمْ
تَسْتَکْبِرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَ بِمَا کُنْتُمْ
تَفْسُقُوْنَ ﴿٢٠﴾

اور جس دن کافر آگ پر پیش کئے جائیں گے تم اپنے حصہ کی پاک چیزیں دنیا میں فنا کر چکے اور انہیں برت چکے تو آج تمہیں بدلے میں ذلت کا عذاب ہے بوجہ اس کے کہ تھے تم تکبر کرتے زمین میں ناحق اور بدلہ اس کا کہ تم بے راہ روی کرتے تھے

حل لغات دوسرا رکوع - سورۃ احقاف - پ ٢٦

وَ-اور	قَالَ-بولے	الَّذِیْنَ-وہ جو	کَفَرُوْا-کافر تھے
لِلَّذِیْنَ-ان سے	اٰمَنُوْا-جو مومن تھے	لَوْ-اگر	کَانَ-ہوتا
خَیْرًا-اچھا تو	مَّا-نہ	سَبَقُوْ-آگے بڑھتے	نَآ-ہم سے
اِلَیْہِ-اس کی طرف	وَ-اور	اِذْ-جب	لَمْ-نہ
یَھْتَدُوْا-ہدایت پائی	بِہٖ-اس کی	فَسَیَقُوْلُوْنَ-تو عنقریب کہیں گے	
ھٰذَآ-یہ ہے	اِفْکٌ-جھوٹ	قَدِیْمٌ-پرانا	وَ-اور
مِنْ قَبْلِہٖ-اس سے پہلے	کِتٰبُ-کتاب تھی	مُوْسٰی-موسیٰ کی	اِمَامًا-پیشوا
وَّ-اور	رَحْمَۃً-رحمت	وَ-اور	ھٰذَا-یہ
کِتٰبٌ-کتاب ہے	مُّصَدِّقٌ-تصدیق کرنے والی		لِّسَانًا-زبان
عَرَبِیًّا-عربی میں	لِّیُنْذِرَ-تا کہ ڈرائے	الَّذِیْنَ-ان کو جو	ظَلَمُوْا-ظالم ہیں
وَ-اور	بُشْرٰی-خوشخبری ہے	لِلْمُحْسِنِیْنَ-نیکوں کے لئے	
اِنَّ-بے شک	الَّذِیْنَ-وہ جنہوں نے	قَالُوْا-کہا	رَبُّنَا-ہمارا رب
اللّٰہُ-اللہ ہے	ثُمَّ-پھر	اسْتَقَامُوْا-اس پر جمے رہے	فَلَا-تو نہیں
خَوْفٌ-خوف	عَلَیْھِمْ-ان پر	وَ-اور	لَا-نہ
ھُمْ-وہ	یَحْزَنُوْنَ-غم کھائیں گے	اُولٰٓئِکَ-یہ ہیں	اَصْحٰبُ-صاحب

Marfat.com

الْجَنَّةِ۔ جنت	خٰلِدِيْنَ۔ ہمیشہ رہنے والے	فِيْهَا۔ اس میں	جَزَآءًۢ۔ بدلہ
بِمَا۔ اس کا جو	كَانُوْا۔ تھے	يَعْمَلُوْنَ۔ وہ کماتے	وَ۔ اور
وَصَّيْنَا۔ ہم نے حکم دیا	الْاِنْسَانَ۔ انسان کو	بِوَالِدَيْهِ۔ اس کے ماں باپ سے	
اِحْسٰنًا۔ نیکی کرنے کا	حَمَلَتْهُ۔ اٹھایا اس کو	اُمُّهٗ۔ اس کی ماں نے	كُرْهًا۔ مشکل سے
وَّ۔ اور	وَضَعَتْهُ۔ جنا اس کو	كُرْهًا۔ مشکل سے	وَ۔ اور
حَمْلُهٗ۔ اس کا اٹھانا	وَ۔ اور	فِصٰلُهٗ۔ دودھ چھوٹنا	ثَلٰثُوْنَ۔ تیس
شَهْرًا۔ مہینے ہے	حَتّٰى۔ یہاں تک کہ	اِذَا۔ جب	بَلَغَ۔ پہنچا
اَشُدَّهٗ۔ اپنی جوانی کو	وَ۔ اور	بَلَغَ۔ پہنچا	اَرْبَعِيْنَ۔ چالیس
سَنَةً۔ سال کو	قَالَ۔ کہا	رَبِّ۔ اے میرے رب	اَوْزِعْنِيْۤ۔ مجھے توفیق دے
اَنْ۔ یہ کہ	اَشْكُرَ۔ میں شکر کروں	نِعْمَتَكَ۔ تیری نعمت کا	الَّتِيْۤ۔ جو
اَنْعَمْتَ۔ تو نے احسان کیا	عَلَيَّ۔ مجھ پر	وَ۔ اور	عَلٰى۔ اوپر
وَالِدَيَّ۔ میرے ماں باپ کے		وَ۔ اور	اَنْ۔ یہ کہ
اَعْمَلَ۔ میں عمل کروں	صَالِحًا۔ نیک	تَرْضٰىهُ۔ جسے تو پسند کرے	وَ۔ اور
اَصْلِحْ۔ درستی کر دے	لِيْ۔ میرے لئے	فِيْ۔ بیچ	ذُرِّيَّتِيْ۔ میری اولاد کے
اِنِّيْ۔ بے شک میں نے	تُبْتُ۔ توبہ کی	اِلَيْكَ۔ تیری طرف	وَ۔ اور
اِنِّيْ۔ بے شک میں	مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ فرمانبرداروں سے ہوں		اُولٰٓئِكَ۔ یہ
الَّذِيْنَ۔ وہ ہیں کہ	نَتَقَبَّلُ۔ ہم قبول کریں گے	عَنْهُمْ۔ اس سے	اَحْسَنَ۔ اچھے
مَا۔ جو	عَمِلُوْا۔ کام کئے	وَ۔ اور	نَتَجَاوَزُ۔ درگزر کریں گے
عَنْ۔ سے	سَيِّاٰتِهِمْ۔ برائیاں ان کی	فِيْۤ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ۔ جنت والوں میں	
وَعْدَ۔ وعدہ ہے	الصِّدْقِ۔ سچا	الَّذِيْ۔ وہ جو	كَانُوْا۔ تھے
يُوْعَدُوْنَ۔ وعدہ دیئے جاتے	وَ۔ اور	الَّذِيْ۔ وہ جس نے	قَالَ۔ کہا
لِوَالِدَيْهِ۔ اپنے ماں باپ سے		اُفٍّ۔ افسوس	لَّكُمَاۤ۔ تم پر
اَتَعِدٰنِنِيْۤ۔ کیا تم مجھے وعدے دیتے ہو		اَنْ۔ یہ کہ	اُخْرَجَ۔ میں اٹھایا جاؤں گا
وَ۔ اور	قَدْ۔ بے شک	خَلَتِ۔ گزر چکے	الْقُرُوْنُ۔ کئی زمانے
مِنْ قَبْلِيْ۔ مجھ سے پہلے	وَ۔ اور	هُمَا۔ وہ دونوں	يَسْتَغِيْثٰنِ۔ فریاد کرتے
اللّٰهَ۔ اللہ سے	وَيْلَكَ۔ تجھ پر افسوس	اٰمِنْ۔ ایمان لا	اِنَّ۔ بے شک
وَعْدَ۔ وعدہ	اللّٰهِ۔ اللہ کا	حَقٌّ۔ سچا ہے	فَيَقُوْلُ۔ تو وہ کہتا
مَا۔ نہیں	هٰذَاۤ۔ یہ	اِلَّاۤ۔ مگر	اَسَاطِيْرُ۔ کہانیاں

الْاَوَّلِيْنَ۔ پہلوں کی	اُولٰٓئِكَ۔ یہ	الَّذِيْنَ۔ وہ ہیں کہ	حَقَّ۔ حق ہوئی
عَلَيْهِمُ۔ ان پر	الْقَوْلُ۔ بات	فِيْٓ۔ بیچ	اُمَمٍ۔ امتوں کے
قَدْ۔ بے شک	خَلَتْ۔ گزر گئے	مِنْ قَبْلِهِمْ۔ ان سے پہلے	مِّنَ الْجِنِّ۔ جنوں
وَ۔ اور	الْاِنْسِ۔ انسانوں سے	اِنَّهُمْ۔ بے شک وہ	كَانُوْا۔ تھے
خٰسِرِيْنَ۔ خسارہ والے	وَ۔ اور	لِكُلٍّ۔ ہر ایک کے	دَرَجٰتٌ۔ درجے ہیں
مِّمَّا۔ اس سے	عَمِلُوْا۔ جو عمل کئے	وَ۔ اور	لِيُوَفِّيَهُمْ۔ تاکہ پورا کر
دے ان کو	اَعْمَالَهُمْ۔ ان کے عمل	وَ۔ اور	هُمْ۔ وہ
لَا۔ نہ	يُظْلَمُوْنَ۔ ظلم کئے جائیں گے		وَ۔ اور
يَوْمَ۔ جس دن	يُعْرَضُ۔ پیش کئے جائیں گے		الَّذِيْنَ۔ وہ جو
كَفَرُوْا۔ کافر ہیں	عَلَى۔ اوپر	النَّارِ۔ آگ کے	اَذْهَبْتُمْ۔ لے چکے تم
طَيِّبٰتِكُمْ۔ پاک چیزیں اپنی	فِيْ۔ بیچ	حَيَاتِكُمُ۔ زندگی اپنی	الدُّنْيَا۔ دنیا کی میں
وَ۔ اور	اسْتَمْتَعْتُمْ۔ فائدہ اٹھایا تم نے		بِهَا۔ ان سے
فَالْيَوْمَ۔ تو آج	تُجْزَوْنَ۔ بدلہ پاؤ گے	عَذَابَ۔ عذاب	الْهُوْنِ۔ ذلت کا
بِمَا۔ بہ سبب اس کے جو	كُنْتُمْ۔ تھے تم	تَسْتَكْبِرُوْنَ۔ تکبر کرتے	فِي۔ بیچ
الْاَرْضِ۔ زمین کے	بِغَيْرِ۔ بغیر	الْحَقِّ۔ حق کے	وَ۔ اور
بِمَا۔ بہ سبب اس کے جو	كُنْتُمْ۔ تھے تم	تَفْسُقُوْنَ۔ گناہ کرتے	

حل لغات نادرہ

اِفْكٌ قَدِيْمٌ۔ قدیمی جھوٹ۔

اِمَامًا۔ پیشوا۔ رہنما۔

كُرْهًا۔ بمعنی مشقت۔ تکلیف۔

فِصٰلُهٗ۔ فصال اور فصل دونوں کے معنی دودھ چھڑانے کے ہیں۔

اَشُدَّهٗ۔ پوری قوت۔

اَوْزِعْنِيْٓ۔ توفیق دے مجھے۔

اُفٍّ۔ اف ایک آواز ہے جو اس وقت نکلتی ہے جب وہ کسی کو جھڑکتا ہے۔

وَيْلَكَ۔ ویل ایک ایسا حکم ہے جو بددعا کے موقع پر تباہی و ہلاکت کے لئے بولا جاتا ہے۔

حَقٌّ۔ پختہ اور ثابت ہونے کے معنی دیتا ہے۔

عَذَابَ الْهُوْنِ۔ ہوان سے ہے جس کے معنی حقارت و ذلت کے آتے ہیں۔

Marfat.com

مختصر تفسیر دوسرا رکوع - سورۃ احقاف - پ ۲۶

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُونَا إِلَيْهِ ۚ وَإِذْ لَمْ يَهْتَدُوا بِهِ فَسَيَقُولُونَ هَٰذَا إِفْكٌ قَدِيمٌ ﴿١١﴾

اور منکر مسلمانوں کی نسبت کہتے ہیں کہ اگر دین اسلام بہتر ہوتا تو یہ عوام الناس ہم سے پہلے اس کی طرف نہ دوڑ پڑتے تو جب قرآن کے ذریعے ان کو ہدایت نہ ہوئی تو اب سوائے اس کے اور کیا کہیں گے کہ یہ (تو ایک) قدیمی جھوٹ ہے۔

دعوت اسلام کے بعد عمار بن یاسر، صہیب رومی، بلال حبشی وغیرہ علیہم رضوان جب اسلام لائے تو مشرکین مکہ نے اسی کو وجہ اعتراض بنالیا اور کہا: لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُونَا إِلَيْهِ اگر تعلیم مصطفیٰ اور قرآن میں بھلائیاں ہوتیں تو ہم سے پہلے یہ غرباء مکہ اسلام نہ لاتے۔ مگر چونکہ بھلائی نہیں اس لئے یہ ضعفاء و فقراء عرب مسلمان ہو گئے اور ہم چونکہ جانتے ہیں کہ یہ قدیمی جھوٹ ہے اس لئے ہم نے اسے قبول نہیں کیا۔ علامہ آلوسی رحمہ اللہ ایک روایت نقل کرتے ہیں۔

وَ اَخْرَجَ ابْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ عَوْنِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ كَانَتْ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَمَةٌ اَسْلَمَتْ قَبْلَهٗ يُقَالُ لَهَا زَنِيْرَةُ فَكَانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَضْرِبُهَا عَلٰى اِسْلَامِهَا وَ كَانَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ خَيْرًا مَا سَبَقَتْنَا اِلَيْهِ زَنِيْرَةُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ شَاْنِهَا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک لونڈی تھی جس کا نام زنیرہ تھا وہ اسلام لے آئیں اور حضرت فاروق اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے تو آپ نے اس کو مارا اور کفار مکہ نے کہا کہ اگر اس اسلام میں بہتری ہوتی تو ہم سے پہلے زنیرہ اسلام نہ لاتی۔ مگر یہ ضعفاء قوم کا ایک گروہ ہے جس میں یہ سب شریک ہو گئے ہیں تو قرآن کریم نے اس پر فرمایا:

کہ جب یہ اسلام نہیں لائے تو یہی کہیں گے کہ یہ پرانا جھوٹ ہے۔ غرضکہ مشرکین نے اسلام کی مخالفت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا لیکن اسلام کو اپنی حقانیت کی روشنی میں پروان چڑھنا تھا چڑھا اور اکناف عالم میں اپنی نور ریزی کی۔ اسی پر ان کی بیدینی کا اظہار فرمانے کو ارشاد ہوا کہ یہ اسی کے خلاف نہیں ہیں۔ اس سے پہلی کتابوں کے بھی منکر رہے چنانچہ ارشاد ہے:

وَمِن قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَىٰ إِمَامًا وَرَحْمَةً ۚ وَهَٰذَا كِتَابٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنذِرَ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَبُشْرَىٰ لِلْمُحْسِنِينَ ﴿١٢﴾

اور قرآن سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب یعنی تورات نازل ہو چکی کہ وہ بجائے خود دین کی پیشوا اور خدا کی رحمت ہے اور یہ قرآن بھی اسی طرح کی کتاب الٰہی ہے تورات کا مصدق عربی زبان میں تاکہ جو بڑے لوگ سرکش ہیں ان کو عذاب خدا سے ڈرائے۔ یعنی تورات جب موسیٰ علیہ السلام پر آئی تب بھی یہ خلاف ہی رہے اور قرآن آیا تو بھی یہ مخالف رہے۔ حالانکہ یہ مبارک کتاب عربی زبان میں اسی لئے آئی تھی کہ قوم کو ڈرسنائے اور راہ راست پر لائے چنانچہ جو منصف مزاج تھے اور حق نوش و حق نیوش تھے مثل عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے، انہوں نے علی الفور اسلام قبول کر لیا اور جو حسد ورز اور عاند تھے وہ جب بھی خلاف رہے اور اب بھی خلاف۔ اسی لئے یہ قرآن کریم نیکوں کو بشارت دیتا اور بدوں کو ڈرسناتا ہے۔ چنانچہ آگے صاف لفظوں میں ارشاد باری ہے:

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿١٣﴾

بے شک جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر آخری وقت تک اس عقیدہ پر ثابت قدم رہے تو آخرت میں نہ تو ان پر کسی قسم کا خوف طاری ہوگا اور نہ وہ کسی طرح سے آرزدہ خاطر ہوں گے۔

أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٤﴾

یہی لوگ تو اہل جنت ہیں اور اس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہ ان کے اعمال کا بدلہ ہے جو وہ دنیا میں کرتے رہے ہیں۔

آیہ کریمہ میں بتایا گیا کہ جو صدق نیت اور حسن عقیدت سے اللہ تبارک وتعالیٰ کو رب مان لے اور اس پر ہمیشہ کے لئے ثابت قدم رہے تو اسے کوئی خوف وغم نہیں۔ خوف کہتے ہیں اس کیفیت کو جو انسان پر اس سے زبردست کی طرف سے حائل ہو اور حزن اس کیفیت کا نام ہے جس کے حاصل کرنے میں انسان سعی کرے اور ناکام رہے تو یہ دونوں باتیں رَبُّنَا اللّٰهُ کہنے والے کے لئے نہیں ہیں نہ اسے اپنے سے اعلیٰ وبالا کا خوف اور نہ اسے کسی چیز کے حاصل نہ ہونے کا ملال۔ چنانچہ دوسری جگہ اس کو بالوضاحت فرمایا جو پارہ چوبیس میں مذکور ہے:

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿٣٠﴾ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۖ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴿٣١﴾ نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ ﴿٣٢﴾

اس سے واضح ہوگیا کہ رَبُّنَا اللّٰهُ بالاستقامت کہنے والے پر ملائکہ علیہم السلام نازل ہوتے ہیں اور اس کے حوصلے بڑھاتے ہیں۔ آخرت کی طرف سے اس کو بے فکر کر دیتے ہیں (اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ کہہ کر) اور دنیا میں دنیاوی زندگی اور اخروی زندگی دونوں میں خدائی مدد کا وعدہ کیا گیا اور اسی زندگی کی طرف ضمیر کو لوٹا کر خواہ وہ دنیاوی ہو یا اخروی، فرمایا کہ جو کچھ تم چاہو اور جو تم مانگو وہ تمہارے لئے اس زندگی میں ہے۔ یہ کیوں بتادیا کہ یہ مہمانی ہے غفور رحیم کی طرف سے؟ چنانچہ استقامت کے ساتھ رَبُّنَا اللّٰهُ کہنے والے اللہ کے ولی ہیں اور انہیں دنیا وآخرت دونوں زندگیوں میں جو وہ مانگیں ملتا ہے۔ اسی لئے ارشا ہوا کہ یہ جنت والے ہیں یہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے یہ بدلہ ہے ان کے نیک عملوں کا۔ آگے ارشاد ہے جس میں والدین سے حسن سلوک اور اطاعت کی تعلیم ہے۔

وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۖ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا ۚ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي ۖ إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿١٥﴾۔

اور ہم نے انسان کو اپنے والدین سے نیک سلوک کرنے کا حکم دیا کہ سخت مشقت سے اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا اور مشکل ہی میں اس کو جنا اس کا پیٹ میں رہنا اور دودھ کا چھوٹنا کم از کم تیس ماہ میں پورا ہوتا ہے، یہاں تک کہ جب وہ اپنی پوری قوت یعنی چالیس برس کی عمر کو پہنچ جاتا ہے تو خدا سے دعا کرتا ہے کہ اے میرے رب مجھ کو اس بات کی توفیق دے کہ تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر جو احسانات کئے ہیں ان احسانات کا شکریہ ادا کرتا رہوں اور میں ایسے نیک عمل کروں جن سے تو راضی ہو۔ میری اولاد میں نیک بختی پیدا فرما جو میرے لئے موجب راحت ہو، میں اپنی تمام حاجتوں میں تیری طرف جھکتا

ہوں اور میں تیرے فرمانبردار بندوں میں سے ہوں۔

آیت کریمہ میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دے کر اس کی وجہ بتائی کہ اس نے نو ماہ مشقتوں سے تجھے پیٹ میں رکھا، پھر دودھ پلانے میں مشقتیں برداشت کیں، یہ مدت ساری تیس ماہ بتائی۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اقل مدت حمل چھ ماہ ہے کیونکہ جب دودھ چھڑانے کی مدت دو سال ہوئی جیسا کہ اللہ نے فرمایا: حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ تو حمل کے لئے چھ ماہ باقی رہے یہی قول ہے امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کا اور حضرت امام صاحب رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس آیت سے رضاع کی مدت اڑھائی سال ثابت ہوتی ہے۔ مسئلہ کی تفصیل مع دلائل کتب اصول میں مذکور ہے۔

بہر حال اس خدمت کو جو حمل و فصال میں والدین انجام دیتے ہیں، بڑی اہمیت دی گئی۔ اسی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاَبَوَيْنِ۔ جنت والدین کے قدموں تلے ہے اور قرآن کریم نے ان کی تعظیم و تکریم میں حکم فرمایا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ اپنے ذلت کے بازو ان کے آگے بچھائے رکھ اور دعا کر رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾۔ اے میرے رب دونوں پر رحم فرما جیسے انہوں نے میرے بچپن میں پرورش کرتے وقت مجھ پر رحم کیا اور دعا بھی تعلیم دی تو الٰہی مجھے توفیق دے کر تیری نعمتوں کا شکریہ بجالاؤں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر انعام فرمائیں اور صلاحیت پیدا فرما میری اولاد میں نیکیوں کی اور مجھے والدین کے ساتھ حسن سلوک کی استعداد دے تا کہ میں تازیست ان کا شکر گزار رہوں اور نیک عمل کروں۔ میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں تیرا فرمانبردار ہوں۔ اس پر باری تعالیٰ عزاسمہ کی طرف سے قبولیت کا وعدہ فرمایا گیا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ؕ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۱۶﴾

یہی وہ ہیں جن کی نیکیاں ہم قبول فرمائیں گے اور ان کی تقصیروں سے درگزر فرمادیں گے جنتیوں کے شمول میں، یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے جو ان سے کیا گیا تھا۔

آیت کا مفہوم منطوق واضح ہے کہ نیکوکاروں پرہیزگاروں کے صغائر اللہ تعالیٰ معاف فرمائے گا اور اس پر وعدہ حتمی ہے کہ یہ ہمارا سچا وعدہ ہے آگے باعتبار سیاق مضمون والدین ہی کے حقوق پر ارشاد ہے:

وَالَّذِيْ قَالَ لِوَالِدَيْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ اَتَعِدٰنِنِيْٓ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِيْ ۚ وَهُمَا يَسْتَغِيْثٰنِ اللّٰهَ وَيْلَكَ اٰمِنْ ۖ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَيَقُوْلُ مَا هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۷﴾

اور وہ جس نے اپنے ماں باپ سے کہا کہ تف ہے تم دونوں پر، کیا تم مجھے قبر سے نکل کر دوبارہ زندہ ہونے کا وعدہ دلاتے ہو حالانکہ مجھ سے پہلے بہت سی امتیں گزر چکی ہیں اور وہ دونوں اللہ سے فریاد کرتے ہیں اور اپنے بیٹے سے کہتے ہیں کہ تیرے لئے خرابی ہو ایمان لے آ بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو وہ یہ کہتا ہے کہ یہ فقط اگلوں کی کہانیاں ہیں (حقیقت نہیں) معاذ اللہ۔

یہ کسی خاص فرد کا مذاکرہ نہیں ہے بلکہ عام افراد کا حال بیان کیا گیا ہے کہ وہ اپنی اولاد کو نصیحت بھی کریں گے کہ وہ انکار کرتے ہوئے ان کو جواب دے دیتے ہیں کہ اتنے مر گئے ان میں سے کوئی زندہ نہ ہوا تو میں کیسے زندہ ہوسکوں گا۔ اس پر جنہیں ایمان کا نور عطا ہوا وہ اسے زجر کرتے ہوئے کہتے ہیں: وَيْلَكَ تیری خرابی اٰمِنْ ایمان لا اور ایسی باتیں نہ کر، اللہ کا

Marfat.com

وعدہ سچا ہے تو وہ جواب میں کہتے ہیں یہ کچھ نہیں یہ پرانے قصے کہانیاں ہیں۔ آگے ارشاد ہے:

أُولَٰٓئِكَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيٓ أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِم مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا خَٰسِرِينَ ﴿١٨﴾ وَلِكُلٍّ دَرَجَٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوا ۖ وَلِيُوَفِّيَهُمْ أَعْمَٰلَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١٩﴾

یہ وہ ہیں جن پر بات ثابت ہو چکی ان گروہوں میں جو ان سے پہلے ہو گزرے جن اور انسانوں میں سے، بے شک وہ زیاں کار تھے اور ہر ایک کے لئے اپنے اپنے عمل کے مطابق درجے ہیں اور خداوند کریم انہیں ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا مفہوم آیت واضح ہے آگے ارشاد ہے:

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَٰتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُم بِهَا ۖ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنتُمْ تَفْسُقُونَ ﴿٢٠﴾

اور قیامت کے دن جب کافر دوزخ پر پیش کئے جائیں گے تو ان سے فرمایا جائے گا کہ تم دنیا کی زندگی میں اپنے حصہ کی پاکیزہ چیزیں فنا کر چکے اور ان کو برت کر فائدہ حاصل کر چکے تو آج تمہیں ذلت کے عذاب کا بدلہ دیا جائے گا یہ اس کی سزا ہے کہ تم دنیا میں تکبر اور نافرمانی و حکم عدولی کرتے تھے۔

جب جہنم کی چیزیں جہنمیوں کو پیش کی جائیں گی تو وہ دنیا کی چیزوں کو یاد کریں گے تو ارشاد ہو گا وہ چیزیں تو تم دنیا میں کھا چکے اور دنیا میں لے چکے، اس سے تمتع حاصل کر چکے آج کے دن تمہیں ذلت کے عذاب میں مبتلا کیا گیا ہے لہٰذا وہی چیزیں جو عذاب والوں کے لئے ہیں تم بھی لو تم دنیا میں تکبر کرتے تھے اور بے حکمے تھے اس کا بدلہ آج تمہیں ملے گا۔ مزید تشریح یہ ہے کہ لذائذ دنیا اور عیش دنیا سے مراد تندرستی اور جوانی ہے جو انہوں نے فسق و فجور میں ضائع کی۔

بعض نے کہا کہ انعمہ واطعمہ لذیذہ اس سے مراد ہیں۔ چنانچہ حدیث میں ہے۔ باوجودیکہ آپ کا مقام و درجہ یہ ہے کہ

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں　　دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

خود ہی فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو تمام نعمتیں مہیا کر سکتا ہوں۔ مگر میں آخرت کو ترجیح دیتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دولت سرائے اقدس میں حدیث کے مندرجات کے مطابق پورا پورا مہینہ گزر جاتا کہ آگ نہ جلتی تھی چند کھجوروں اور پانی پر گزر ہو جاتی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں چاہتا تو تم سے اچھا کھانا کھاتا مگر میں اپنا عیش و راحت آخرت کے لئے باقی رکھنا چاہتا ہوں۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع - سورۃ احقاف - پ ۲۶

وَاذْكُرْ أَخَا عَادٍ ۖ إِذْ أَنذَرَ قَوْمَهُ بِالْأَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۖ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿٢١﴾	اور یاد کیجئے عاد کے ہم قوم کو جب اس نے سرزمین احقاف میں ڈرایا اور بے شک اس سے پہلے ڈر سنانے والے گزر چکے اور اس کے بعد (اور کہا) کہ خدا کے سوا مت پوجو بے شک مجھے تم پر بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے
قَالُوٓا أَجِئْتَنَا لِتَأْفِكَنَا عَنْ ءَالِهَتِنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ إِن كُنتَ مِنَ الصَّٰدِقِينَ ﴿٢٢﴾	وہ بولے کیا تم اس لئے آئے ہو کہ تم ہمارے معبودوں سے ہمیں پھیر دو تو لاؤ جس کا ہمیں وعدہ دیتے ہو اگر تم سچے ہو

Marfat.com

قَالَ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ وَأُبَلِّغُكُمْ مَّآ أُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّيْٓ أَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿٢٣﴾

اس نے فرمایا کہ اس کی خبر تو اللہ ہی کو ہے میں تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچاتا ہوں۔ ہاں میری دانست میں تم نرے جاہل لوگ ہو

فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ۚ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ۖ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ أَلِيْمٌ ﴿٢٤﴾ ۙ

پھر جب انہوں نے عذاب کو بادل کی طرح آسمان پر پھیلے ہوئے دیکھا تو کہا یہ بادل ہے جو ہم پر برسے گا بلکہ یہ تو وہ ہے جس کی تم جلدی کرتے تھے ایک آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے

تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ ۢ بِأَمْرِ رَبِّهَا فَأَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى إِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ۚ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٢٥﴾

ہر چیز کو تباہ کر ڈالتی ہے اپنے رب کے حکم سے تو انہوں نے اس حال میں صبح کی کہ نظر نہ آتے تھے مگر ان کے رہائشی مکان، ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں مجرموں کو

وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ إِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّأَبْصَارًا وَّأَفْئِدَةً ۖ فَمَآ أَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ أَبْصَارُهُمْ وَلَآ أَفْئِدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ إِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٢٦﴾

اور بے شک ہم نے انہیں وہ مقدور دیئے جو تمہیں نہ دیئے تھے اور ان کے لئے کان اور آنکھ اور دل بنائے تو کچھ کام نہ آئے ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے دل جبکہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے اور گھیر لیا انہیں اس عذاب نے جس کی وہ ہنسی بناتے تھے

حل لغات تیسرا رکوع - سورۃ احقاف - پ ۲۶

وَ۔ اور	اذْكُرْ۔ تذکرہ کرو	اَخَا۔ بھائی	عَادٍ۔ عاد کے
اِذْ۔ جب	اَنْذَرَ۔ ڈرایا اس نے	قَوْمَهٗ۔ اپنی قوم کو	بِالْاَحْقَافِ۔ احقاف کے علاقہ میں
وَ۔ اور	قَدْ۔ بے شک	خَلَتِ۔ گزر چکے	النُّذُرُ۔ ڈرانے والے
مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ۔ اس سے پہلے بھی		وَ۔ اور	مِنْ خَلْفِهٖ۔ اس کے بعد بھی
اَلَّا۔ یہ کہ نہ	تَعْبُدُوْٓا۔ پوجو	اِلَّا۔ مگر صرف	اللّٰهَ۔ اللہ کو
اِنِّيْٓ۔ بے شک میں	اَخَافُ۔ ڈرتا ہوں	عَلَيْكُمْ۔ تم پر	عَذَابَ۔ عذاب
يَوْمٍ۔ دن	عَظِيْمٍ۔ بڑے سے	قَالُوْٓا۔ بولے	اَ۔ کیا
جِئْتَنَا۔ تو آیا ہمارے پاس	لِتَاْفِكَنَا۔ کہ ہمیں پھیر دے	عَنْ اٰلِهَتِنَا۔ ہمارے معبودوں سے	
فَاْتِنَا۔ تو لا ہمارے پاس	بِمَا۔ جو	تَعِدُ۔ وعدہ دیتا ہے تو	نَآ۔ ہم کو
اِنْ۔ اگر	كُنْتَ۔ ہے تو	مِنَ الصّٰدِقِيْنَ۔ سچے لوگوں سے	

Marfat.com

قَالَ۔ فرمایا	اِنَّمَا۔ بات صرف یہ ہے کہ	الْعِلْمُ۔ علم	عِنْدَ۔ پاس
اللّٰهِ۔ اللہ کے ہے	وَ۔ اور	اُبَلِّغُكُمْ۔ میں پہنچاتا ہوں تم کو	
مَّآ۔ جو	اُرْسِلْتُ۔ بھیجا گیا ہوں میں		بِهٖ۔ ساتھ اس کے
وَ۔ اور	لٰكِنِّيْٓ۔ لیکن میں	اَرٰىكُمْ۔ دیکھتا ہوں تم کو	قَوْمًا۔ قوم
تَجْهَلُوْنَ۔ جاہلوں کی	فَلَمَّا۔ تو جب	رَاَوْهُ۔ دیکھا انہوں نے ایک	
عَارِضًا۔ بادل	مُّسْتَقْبِلَ۔ آتا ہوا	اَوْدِيَتِهِمْ۔ ان کے میدانوں میں	
قَالُوْا۔ تو بولے	هٰذَا۔ یہ	عَارِضٌ۔ بادل ہے	مُّمْطِرُ۔ بارش برسائے گا
نَا۔ ہم پر	بَلْ۔ بلکہ	هُوَ۔ وہ ہے	مَا۔ جو
اسْتَعْجَلْتُمْ۔ جلدی کی تم نے		بِهٖ۔ اس کی	رِيْحٌ۔ آندھی ہے
فِيْهَا۔ اس میں	عَذَابٌ۔ عذاب ہے	اَلِيْمٌ۔ دردناک	تُدَمِّرُ۔ توڑتی تھی
كُلَّ۔ ہر	شَيْءٍ۔ چیز کو	بِاَمْرِ۔ حکم سے	رَبِّهَا۔ اپنے رب کے
فَاَصْبَحُوْا۔ تو ہو گئے	لَا۔ نہیں	يُرٰٓى۔ نظر آتے تھے	اِلَّا۔ مگر
مَسٰكِنُهُمْ۔ ان کے گھر	كَذٰلِكَ۔ اسی طرح	نَجْزِي۔ بدلہ دیتے ہیں ہم	الْقَوْمَ۔ قوم
الْمُجْرِمِيْنَ۔ مجرم کو	وَ۔ اور	لَقَدْ۔ بے شک	مَكَّنّٰهُمْ۔ ہم نے ان کو
طاقت دی	فِيْمَآ۔ اتنی کہ	اِنْ۔ نہیں	مَّكَّنّٰكُمْ۔ طاقت دی تم کو
فِيْهِ۔ اس میں	وَ۔ اور	جَعَلْنَا۔ بنائے ہم نے	لَهُمْ۔ ان کے
سَمْعًا۔ کان	وَّ۔ اور	اَبْصَارًا۔ آنکھیں	وَّ۔ اور
اَفْـِٕدَةً۔ دل	فَمَآ۔ تو نہ	اَغْنٰى۔ کام آئے	عَنْهُمْ۔ ان کے
سَمْعُهُمْ۔ ان کے کان	وَلَآ۔ اور نہ	اَبْصَارُ۔ آنکھیں	هُمْ۔ ان کی
وَ۔ اور	لَآ۔ نہ	اَفْـِٕدَتُهُمْ۔ ان کے دل	مِّنْ شَيْءٍ۔ کچھ بھی
اِذْ۔ جبکہ	كَانُوْا۔ تھے	يَجْحَدُوْنَ۔ انکار کرتے	بِاٰيٰتِ۔ آیات
اللّٰهِ۔ الٰہی کا	وَ۔ اور	حَاقَ۔ گھیر لیا	بِهِمْ۔ ان کو
مَّا۔ اس نے کہ	كَانُوْا۔ تھے	بِهٖ۔ اس کا	يَسْتَهْزِءُوْنَ۔ مذاق اڑاتے

حل لغات نادرہ

اَحْقَاف۔ جمع حقف۔ اس ریت کے ٹیلے کو کہا جاتا ہے جس میں ایک طرح کا ٹیڑھا پن اور جھکاؤ ہو یہاں مراد وہ سر زمین ہے جس میں قوم عاد آباد تھی۔

النُّذُرُ۔ جمع نذیر بمعنی ڈرانے والا۔

لِتَاْفِكَنَا۔ افک کہتے ہیں پھیرنے کو۔ بولا کرتے ہیں: اَفَكَ عَنْ رَأْيِهٖ اَیْ صَرَفَهٗ۔

عَارِضٌ۔ اس ابر کو کہا جاتا ہے جو ابتداءً آسمان کے کناروں پر دیکھا جاتا ہے پھر پھیل کر سارے آسمان پر چھا جاتا ہے۔
مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ۔ مستقبل بمعنے متوجہ ہونے کے۔ اَوْدِيَة۔ جمع وادی۔ کھلے میدان کو کہا جاتا ہے۔
مُّمْطِرُنَا۔ برسنے والا ہم پر۔
تُدَمِّرُ۔ تدمیر سے ہے۔ اکھاڑ کر پھینکنے کے معنی میں مستعمل ہے۔

مختصر تفسیر تیسرا رکوع۔سورۃ احقاف۔پ ۲۶

وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ ۭ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖٓ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿٢١﴾۔

اور یاد کیجئے عاد کے ہم قوم کو جب اس نے اپنی قوم کو سرزمین احقاف میں ڈرایا اور بے شک اس سے پہلے ڈر سنانے والے گزر چکے اور اس کے بعد بھی آئے اور یہ کہا کہ اللہ کے سوا کسی کو مت پوجو بے شک مجھے تم پر۔ ے عذاب کا اندیشہ ہے۔

یہ قوم بدوی جنگل کی رہنے والی تھی اور جس جنگل میں رہتی تھی وہ نہایت ناہموار اور ٹیڑھا تھا اسی وجہ سے ہی اس جنگل کو احقاف کہتے تھے۔ عربی محاورہ میں احقاف ایسی سرزمین کو کہا جاتا ہے جو ناہموار اور کج ہو۔ یہاں حسب موقع اس امر کا بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ سورۃ مبارکہ کا نام احقاف رکھنے کی کیا وجہ ہے۔ ان کے متعلق یہ امر ذہن نشین رہنا چاہئے کہ سور قرآنیہ کے تمام نام بعد میں ہی رکھے گئے اور اس کے رکھنے کی صورت یہ رکھی کہ جس سورت میں جس کا ذکر اہمیت کے ساتھ بیان ہوا اسی نام کے ساتھ اس سورت کا نام ہو گیا مثلاً بقرہ اس میں چونکہ گائے کے ذبح کرنے کا ذکر خاص طور پر ہے اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً۔ اسی بنا پر اس کا نام سورہ بقرہ رکھ دیا گیا۔ اور الحمد شریف کا نام سورہ فاتحہ اس بنا پر رکھا گیا کہ رکعات نماز میں اسی سے افتتاح ہوتا ہے۔ آل عمران اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں زیادہ ذکر آل عمران کا ہے۔

وَ قِس عَلٰی هذا۔ تمام سور قرآنیہ کے نام اس سورت کے مضمون مہتم بالشان کے ماتحت ہی رکھا گیا ہے۔ تمام قرآن اس طرح سورتوں کے نام سے مزین ہے مگر یہ وحی کے ذریعہ نام نہیں ہے بلکہ بعد میں سمجھنے اور ذہن نشین کرنے کو یہ نام رکھوائے۔ سورہ احقاف میں چونکہ قوم عاد کا ذکر بڑے اہتمام سے کیا گیا اور وہ احقاف میں رہتے تھے تو سورۃ کا نام بھی احقاف ہو گیا۔

یہ قوم بدوی سرکش، ضدی اور ہٹیلی تھی اس پر عذاب بھی ایسی ہی شان کا آیا کہ رات کو یہ آرام سے سوئے اور صبح ایک بھی نہ بچا۔ صرف ان کے مکان ہی رہ گئے اسی کا تذکرہ فرمایا گیا۔ تو اس قوم کو حضرت ہود علیہ السلام نے ہدایت کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے یہ خطرہ ہے کہ کہیں تم عذاب الیم میں مبتلا نہ ہو جاؤ تو بجائے خوفزدہ ہونے اور آپ کی ہدایت قبول کرنے کے، بگڑ گئے اور کہا:

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٢٢﴾

بولے لائے ہیں آپ ہمارے پاس ایسی تعلیم جو ہمارے معبودوں سے ہمیں منحرف کر دے۔ ایسا ہرگز نہ ہوگا، آپ جس عذاب سے ڈرا رہے ہیں اسے پورا کیجئے اور اسے ہمارے اوپر آنے دیجئے اگر آپ سچے ہیں۔ تو حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا:

Marfat.com

إِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ ۖ وَأُبَلِّغُكُمْ مَا أُرْسِلْتُ بِهِ وَلَٰكِنِّي أَرَاكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُونَ ﴿٢٣﴾

اس کی خبر تو اللہ ہی کے پاس ہے میں تو تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچاتا ہوں۔ میری تو دانست میں تم نرے جاہل ہو۔

اور جہالت کا نتیجہ تمہاری تباہی ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ اپنی جہالت پر اڑے رہے اور حضرت ہود علیہ السلام کی نہ مانی تو انہوں نے ایک ابر دیکھا جو برسنے والا تھا مگر وہ ان کے اس مطالبہ کو پورا کرنے آیا تھا جو انہوں نے حضرت ہود علیہ السلام سے مانگا تھا کہ وہ عذاب ہم پر نازل کرا دیجئے اس ابر میں بجائے اس کے کہ پانی ہوتا اور ان پر برستا۔ ریح صرصر تند و تیز ہوا جو آگ میں دہکی ہوئی گرم چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے: رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ وہ ایک ہوا تھی جس میں دردناک عذاب تھا وہ چلنے لگی تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رات بھر وہ چلی اور سب کچھ ہلاک کر گئی چنانچہ اس کا تذکرہ فرمایا جاتا ہے:

تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا فَأَصْبَحُوا لَا يُرَىٰ إِلَّا مَسَاكِنُهُمْ ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ ﴿٢٥﴾

ہر چیز کو تباہ کر ڈالتی ہے اپنے رب کے حکم سے، تو انہوں نے اس حال میں صبح کی کہ ان کا ایک بھی فرد نظر نہ آتا تھا مگر ان کے گھر (تھے) ایسے ہی ہم مجرموں کو سزا دیتے ہیں۔

ایک پیغمبر کا انکار کرنے اور ہدایت سے منحرف ہونے کا یہ نتیجہ ان کو ملا اور اب ان کا قصہ اوراق قرآنی میں موجود ہے۔ چنانچہ مفسرین نے لکھا ہے کہ اس آندھی کے عذاب نے مردوں عورتوں چھوٹوں بڑوں سب کو ہلاک کر دیا ان کے اموال آسمان اور زمین کے درمیان اڑتے پھرتے تھے۔ چیزیں پارہ پارہ ہو کر فضاء ہوائیہ میں اڑتی تھیں اور حضرت ہود علیہ السلام نے اپنے اور اپنے اوپر ایمان لانے والوں کے گرد ایک خط کھینچ دیا تھا جب ہوا اس خط کے اندر آتی تو نہایت نرم پاکیزہ فرحت انگیز سرد ہوتی اور وہی ہوا نافرمانوں کے لئے موجب ہلاکت۔ یہ حضرت ہود علیہ السلام کا معجزۂ عظیم تھا۔ آگے ارشاد ہے:

وَلَقَدْ مَكَّنَّاهُمْ فِيمَا إِنْ مَكَّنَّاكُمْ فِيهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَأَبْصَارًا وَأَفْئِدَةً فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَا أَبْصَارُهُمْ وَلَا أَفْئِدَتُهُمْ مِنْ شَيْءٍ إِذْ كَانُوا يَجْحَدُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٢٦﴾

اور بے شک ہم نے انہیں وہ مقدور دیئے جو تمہیں نہ دیئے اور ان کے لئے کان ناک دل بنائے تو ان کے کان آنکھ اور دل ان کے کچھ کام نہ آئے جبکہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے اور انہیں گھیر لیا اس عذاب نے جس کی وہ ہنسی بناتے تھے۔ یعنی مکہ والوں سے عمر میں بھی بڑھے ہوئے تھے اور مال میں بھی فارغ البال تھے۔

تشریح احقاف

احقاف جمع حقف ہے اس ریت کے ٹیلے کو کہا جاتا ہے جس میں ایک طرح کا ٹیڑھا پن اور جھکاؤ ہو جب کوئی چیز ٹیڑھی ہو جاتی ہے تو اِحقَوقَفَ الشَّیْءُ بولا جاتا ہے۔ یہاں احقاف سے مراد وہ سرزمین ہے جس میں قوم عاد آباد تھی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کی نشاندہی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ جگہ عمان و مہرہ کے درمیان واقع ہے۔ حضرت ابن عطیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اِنَّ بِلَادَ عَادٍ كَانَتْ بِالْيَمَنِ وَ لَهُمْ كَانَتْ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ – وَ قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ مَسَاكِنُهُمْ مِنْ عُمَّانَ اِلٰى حَضْرَمَوْتَ۔ حضرت ابن عطیہ رحمہ اللہ قوم عاد کی بستیوں کو یمن میں ظاہر فرماتے ہیں اور یمن کی بھی ایک مخصوص بستی جسے ارم سے تعبیر کیا جاتا ہے جہاں بڑے قد آور لوگ آباد تھے۔ مگر ابن اسحاق رحمہ اللہ قوم عاد کی سکونت گاہ عمان اور حضر موت کے درمیان فرماتے ہیں۔ ماخوذ از روح المعانی۔

Marfat.com

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع -سورۃ احقاف -پ ٢٦

وَ لَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَ صَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٢٧﴾

اور بے شک ہم نے ہلاک کر ڈالیں تمہارے آس پاس کی بستیاں اور ہم طرح طرح کی نشانیاں لائے تا کہ وہ لوٹ آئیں

فَلَوْ لَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ؕ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَ ذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَ مَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٢٨﴾

تو کیوں نہ مدد کی انہوں نے جن کو اللہ کے سوا قرب حاصل کرنے کے لئے خدا ٹھہرا رکھا تھا بلکہ وہ ان سے گم ہو گئے اور یہ ان کا جھوٹ اور افتراء تھا

وَ اِذْ صَرَفْنَاۤ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْۤا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿٢٩﴾

اور جبکہ ہم نے تمہاری طرف کتنے جن پھیرے جو کان لگا کر قرآن سنتے پھر جب وہ وہاں حاضر ہوئے تو آپس میں بولے خاموش رہو۔ تو پھر جب تلاوت ہو چکی تو اپنی قوم کی طرف ڈر سناتے ہوئے پلٹے

قَالُوْا يٰقَوْمَنَاۤ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْۤ اِلَى الْحَقِّ وَ اِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٣٠﴾

وہ بولے اے ہماری قوم ایک کتاب ہم نے سنی جو موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد نازل کی گئی اگلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے جو حق اور سیدھی راہ دکھاتی ہے

يٰقَوْمَنَاۤ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَ اٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَ يُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٣١﴾

اے ہماری قوم اللہ کے منادی کی بات قبول کرو اور اس پر ایمان لاؤ وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں دردناک عذاب سے بچائے گا

وَ مَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَ لَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءُ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٣٢﴾

اور جو اللہ کے منادی کی بات نہ مانے وہ زمین میں اللہ کے قابو سے نکل کر جانے والا نہیں اور اللہ کے مقابل اس کا کوئی مددگار نہیں اور وہ کھلی گمراہی میں ہیں

اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ لَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يُّحْيِ َ الْمَوْتٰى ؕ بَلٰۤى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٣٣﴾

کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ وہ اللہ جس نے زمین و آسمان کو بنایا اور ان کے بنانے میں نہ تھکا، قادر ہے کہ مردے زندہ فرمائے۔ کیوں نہیں بلکہ وہ سب کچھ کر سکتا ہے

وَ يَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَ رَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿٣٤﴾

اور جس دن کافر آگ پر پیش کئے جائیں گے (ان سے پوچھا جائے گا) کیا یہ حق نہیں کیوں نہیں ہمارے رب کی قسم فرمایا جائے گا کہ چکھو عذاب اپنے کفر کا بدلہ

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَ لَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ؕ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا

تو آپ صبر فرمایئے جیسے ہمت والے رسولوں نے صبر کیا اور ان کے لئے جلدی نہ کیجئے، گویا وہ جس دن دیکھیں

Marfat.com

يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ۭ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۳۵﴾	گے جو انہیں وعدہ دیا گیا ہے دنیا میں نہ ٹھہرے تھے مگر ایک گھڑی بھر دن کی یہ پہنچانا ہے تو کون ہلاک کئے جائیں گے مگر بے حکمے لوگ

حل لغات چوتھا رکوع - سورۃ احقاف - پ ۲۶

وَ-اور	لَقَدْ-بے شک	اَهْلَكْنَا-ہلاک کیں ہم نے	مَا-جو
حَوْلَكُمْ-تمہارے اردگرد تھیں		مِّنَ الْقُرٰى-بستیاں	وَ-اور
صَرَّفْنَا-طرح طرح سے بیان کیں		الْاٰيٰتِ-آیتیں	لَعَلَّهُمْ-تاکہ وہ
يَرْجِعُوْنَ-لوٹیں	فَلَوْلَا-تو کیوں نہ	نَصَرَ-مدد کی	هُمُ-ان کی
الَّذِيْنَ-انہوں نے جن کو	اتَّخَذُوْا-بنایا	مِنْ دُوْنِ-سوا	اللّٰهِ-اللہ کے
قُرْبَانًا-قرب کا سبب	اٰلِهَةً-خدا بنا کر	بَلْ-بلکہ	ضَلُّوْا-گم ہو گئے
عَنْهُمْ-ان سے	وَ-اور	ذٰلِكَ-یہ ہے	اِفْكُهُمْ-ان کا جھوٹ
وَ-اور	مَا-جو	كَانُوْا-تھے وہ	يَفْتَرُوْنَ-افتراء کرتے
وَ-اور	اِذْ-جب	صَرَفْنَآ-ہم نے پھیرا	اِلَيْكَ-تیری طرف
نَفَرًا-ایک جماعت	مِّنَ الْجِنِّ-جنوں کی کو	يَسْتَمِعُوْنَ-وہ سنتے رہے	الْقُرْاٰنَ-قرآن
فَلَمَّا-تو جب	حَضَرُوْهُ-حاضر ہوئے اس کو		قَالُوْٓا-تو بولے
اَنْصِتُوْا-خاموش رہو	فَلَمَّا-پھر جب	قُضِيَ-پورا ہو گیا	وَلَّوْا-تو پھرے
اِلٰى-طرف	قَوْمِهِمْ-اپنی قوم کی	مُّنْذِرِيْنَ-ڈرانے والے	قَالُوْا-بولے
يٰقَوْمَنَآ-اے ہماری قوم		اِنَّا-بے شک ہم نے	سَمِعْنَا-سنی
كِتٰبًا-ایک کتاب	اُنْزِلَ-اتاری گئی	مِنْۢ بَعْدِ-بعد	مُوْسٰى-موسیٰ کے
مُصَدِّقًا-تصدیق کرتی ہے	لِّمَا-اس کی جو	بَيْنَ-پہلے	يَدَيْهِ-اس سے ہے
يَهْدِيْٓ-راہ دکھاتی ہے	اِلَى-طرف	الْحَقِّ-حق کی	وَ-اور
اِلٰى-طرف	طَرِيْقٍ-راہ	مُّسْتَقِيْمٍ-سیدھی کی	
يٰقَوْمَنَآ-اے ہماری قوم	اَجِيْبُوْا-قبول کرو	دَاعِيَ-منادی	اللّٰهِ-اللہ کے کو
وَ-اور	اٰمِنُوْا-ایمان لاؤ	بِهٖ-اس کے ساتھ	يَغْفِرْ-بخش دے گا
لَكُمْ-تم کو	مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ-تمہارے گناہ	وَ-اور	يُجِرْ-بچائے گا
كُمْ-تم کو	مِّنْ عَذَابٍ-عذاب	اَلِيْمٍ-دردناک سے	وَ-اور
مَنْ-جو	لَّا-نہ	يُجِبْ-قبول کرے گا	دَاعِيَ-منادی

اللّٰہِ-اللہ کے کو	فَلَیْسَ-تونہیں ہے وہ	بِمُعْجِزٍ-عاجز کرنے والا	فِی-بیچ
الْاَرْضِ-زمین کے	وَ-اور	لَیْسَ-نہیں ہے	لَہٗ-اس کے لئے
مِنْ دُوْنِہٖٓ-اس کے سوا	اَوْلِیَآءُ-دوست	اُولٰٓئِكَ-یہ لوگ	فِی-بیچ
ضَلٰلٍ-گمراہی	مُّبِیْنٍ-ظاہر کے ہیں	اَوَ-کیا	لَمْ-نہ
یَرَوْا-دیکھا انہوں نے	اَنَّ-کہ بے شک	اللّٰہَ-اللہ	الَّذِیْ-وہ جس نے
خَلَقَ-پیدا کیا	السَّمٰوٰتِ-آسمانوں	وَ-اور	الْاَرْضَ-زمین کو
وَ-اور	لَمْ-نہ	یَعْیَ-تھکا	بِخَلْقِهِنَّ-ان کی پیدائش
سے	بِقٰدِرٍ-قادر ہے	عَلٰٓی-اوپر	اَنْ-اس کے کہ
یُّحْیِۦَ-زندہ کرے	الْمَوْتٰی-مردوں کو	بَلٰٓی-کیوں نہیں	اِنَّہٗ-بے شک وہ
عَلٰی-اوپر	كُلِّ-ہر	شَیْءٍ-چیز کے	قَدِیْرٌ-قادر ہے
وَ-اور	یَوْمَ-جس دن	یُعْرَضُ-پیش کئے جائیں گے	الَّذِیْنَ-وہ جو
كَفَرُوْا-کافر ہیں	عَلَی-اوپر	النَّارِ-آگ کے	اَلَیْسَ-کیا نہیں
ھٰذَا-یہ	بِالْحَقِّ-حق	قَالُوْا-کہیں گے	بَلٰی-کیوں نہیں
وَ-قسم ہے	رَبِّنَا-ہمارے رب کی	قَالَ-کہے گا	فَذُوْقُوا-تو چکھو
الْعَذَابَ-عذاب	بِمَا-بدلہ اس کا کہ	كُنْتُمْ-تم تھے	تَكْفُرُوْنَ-کفر کرتے
فَاصْبِرْ-تو صبر کریں	كَمَا-جیسا	صَبَرَ-صبر کیا	اُولُوا الْعَزْمِ-ہمت والے
مِنَ الرُّسُلِ-رسولوں نے	وَ-اور	لَا-نہ	تَسْتَعْجِلْ-جلدی کریں
لَّهُمْ-ان کے لئے	كَاَنَّهُمْ-گویا کہ وہ	یَوْمَ-جس دن	یَرَوْنَ-دیکھیں گے
مَا-جو	یُوْعَدُوْنَ-وعدہ دیئے گئے	لَمْ-نہ	یَلْبَثُوْٓا-ٹھہرے وہ
اِلَّا-مگر	سَاعَةً-ایک گھڑی	مِّنْ نَّهَارٍ-دن کی	بَلٰغٌ-یہ پہنچانا ہے
فَهَلْ-تو نہ	یُهْلَكُ-ہلاک ہوں گے	اِلَّا-مگر	الْقَوْمُ-قوم
الْفٰسِقُوْنَ-بے حکمے			

حل لغات نادرہ

قُرْبَانًا-ثواب کے لئے۔

اِفْكُهُمْ-جھوٹ ان کا۔

یُجِرْكُمْ-تمہیں بچالے۔

لَمْ یَعْیَ-ازعی جس کے معنی تھکنے کے آتے ہیں۔

مختصر تفسیر چوتھا رکوع - سورۃ احقاف - پ ۲۶

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۷﴾

اور بے شک ہم نے ہلاک کر دیں تمہارے آس پاس کی بستیاں اور طرح طرح کی نشانیاں لائے کہ وہ باز آئیں۔

فَلَوْ لَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ؕ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَ ذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۸﴾

تو کیوں نہ مدد کی انہوں نے جن کو خدا کے سوا قرب حاصل کرنے کو خدا ٹھہرا رکھا ہے بلکہ وہ ان سے گم ہو گئے اور یہ ان کا بہتان وافتراء ہے۔

آیہ کریمہ میں قریش کو مخاطب کر کے فرمایا گیا کہ تمہارے ماحول میں جو بستیاں تھیں مثل حجر حضرت صالح علیہ السلام کی آبادی مدین حضرت شعیب علیہ السلام کی آبادی، ان کو ہلاک کر دیا گیا۔ اور ہلاکت کی وجہ ان کا شرک تھا۔ اس شرک میں بتوں کی پرستاری کرتے تھے اور یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ ان کے ذریعے خداعزوجل کا تقرب ہمیں حاصل ہوتا ہے اس سے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ غیر کو خداعزوجل ماننا ہی شرک نہیں ہے بلکہ غیر خدا کے ساتھ شریک ماننا بھی شرک ہے۔ یہ عقیدہ کرنا بھی شرک ہے کہ یہ خدا تو نہیں ہیں مگر خدا کے مشیر اور اس کے معاملات میں دخیل ہیں تو ان کا یہ شرک تھا کہ وہ قُرْبَانًا اٰلِهَةً کہتے تھے۔

اور ہم اہل سنت و جماعت اولیاء کرام رحمہم اللہ کے ساتھ جو عقیدہ رکھتے ہیں وہ اس لئے شرک نہیں کہ انہیں اور ان کی قبروں کو سجدہ کرنا حرام سمجھتے ہیں خواہ وہ سجدہ عبودیت ہو یا تعظیمی۔

دوسرے ان کو اللہ عزوجل کا بندہ مان کر مقرب خاص سمجھتے ہوئے ان کا توسل جائز سمجھتے ہیں اور مانگتے خداعزوجل سے ہیں نہ یہ کہ ہم اولیاء کرام رحمہم اللہ کو نظام عالم میں متصرف بالذات سمجھتے ہیں۔ تصرف ذاتی سوائے ذات واجب تعالیٰ شانہ کسی کو حاصل نہیں اور تصرف عطائی جو اللہ عزوجل کی طرف سے اس کے مقربوں کو ملے اس کے جائز ہونے میں کلام نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ مشرکین مکہ اور ان کے ماحول میں جو ہلاک کئے گئے ان کے اعتقاد اور ہمارے اعتقاد کے مابین بون بعید ہے۔ یہ بڑی جہالت ہے کہ کھینچ تان کر اچھے خاصے مسلمان کو کسی پہلو سے مشرک قرار دیا جائے حالانکہ شرک کی تعریف ہی یہ ہے کہ خدا عزوجل کی ذات یا صفات میں غیر خداعزوجل کو شریک ماننا اس میں نہ غیر خداعزوجل شریک اور نہ صفات الٰہیہ عزوجل کے ساتھ غیر خداعزوجل متصف۔ باقی رہا نسبت اسی یہ قطعاً شرک نہیں ہے جیسے ایک جگہ قرآن کریم میں فرمایا:

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ اور اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ اس کی مثل کوئی شے نہیں۔ حالانکہ وہ سمیع وبصیر ہے مگر یہ سماعت اور بصارت وہ سماعت وبصارت ہے جس پر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں: سَمِيْعٌ لَا بِالْاُذُنِ بَصِيْرٌ لَا بِالْاَعْيُنِ۔ نسبت اسی کے اعتبار سے ہم بھی سمیع وبصیر اور رب تعالیٰ شانہ بھی سمیع وبصیر مگر لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ ماننا ہمارے لئے لازمی ہے۔ اس لئے کہ ہماری سماعت محتاج عطا اور آلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ عطا فرمائے اور کان کا سماخ اور مطرقۃ الاذن کی صحت اس میں لازمی ہے اگر سماخ اذن خراب ہو جائے یا مطرقۃ الاذن بگڑ جائے تو ہم پھر سمیع نہیں رہتے بلکہ ثقیل السماعت ہو جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ وہ سمیع مطلق ہے کہ وہ نہ کان کا محتاج نہ اسے اس کی احتیاج، بلکہ یہ سب کچھ اس کا بنایا ہوا ہے، پیدا کیا ہوا ہے۔ یہی کیفیت بصارت کی ہے کہ ہم محتاج صحت چشم ہیں اگر ہماری مردمک صحیح

Marfat.com

ہے اس میں نزول یا غشا نہیں ہے تو پھر ہم بصیر ہیں ورنہ اعمٰی ہونے میں باوجود آنکھ ہونے کے کوئی شک نہیں۔ برخلاف ذات واجب تعالیٰ شانہ کے کہ وہ نہ مردمک کا محتاج اور نہ وہ زجاجۂ عنبیہ شکبیہ وغیرہ کا محتاج۔ یہ سب طبقات آنکھ میں اسی نے پیدا فرمائے۔ اسی لئے غزالی نے کہا: بَصِيرٌ لَا بِالْأَعْيُنِ۔ علاوہ بریں ہماری آنکھ تندرست ہوتے ہوئے بھی ایک حد سے دیکھتی ہے اور ایک حد تک دیکھتی ہے اس حد سے ورے غایب قرب کی وجہ سے استتار پیدا ہوتا ہے اور اس حد سے آگے غایت بعد موجب خفا واستتار ہو جاتا ہے۔

ذات واجب تعالیٰ شانہ کے لئے نہ قرب، قرب نہ بعد بعد۔ وہ جہاں چاہے جہاں تک چاہے جیسے چاہے جس طرح سب کچھ دیکھ سکتا ہے اور اس سے کائنات کا کوئی ذرہ مخفی و مستتر نہیں۔ معلوم ہوا کہ اشتراک صفت اسماء ہے نہ کہ حقیقۃً جیسے دوسری جگہ فرمایا: إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ أَمْشَاجٍ ۖ نَبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ② اس سے معلوم ہوا کہ اسمی صفات مستلزم شرک نہیں۔ اور صفات حقیقیہ میں کسی کو شریک ماننا، یہ شرک جلی ہے تو وہ چونکہ کارخانہ قدرت میں غیر خدا عزوجل کو شریک مانتے ہیں۔ اس بنا پر ہلاک کئے گئے۔

اور مَا حَوْلَكُمْ مِنَ الْقُرٰى سے مراد قوم ثمود اور قوم عاد اور قوم لوط اور قوم صالح کی بستیاں ہیں جو حجر وغیرہ میں تھیں۔ چنانچہ علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں فرماتے ہیں: كَحِجْرِ ثَمُوْدَ وَ قُرٰى قَوْمِ صَالِحٍ اور ان کو نشانیاں پھیر پھیر کر دکھائی گئیں تا کہ وہ پلٹ کر آ جائیں۔ مگر جب انہوں نے راہ راست قبول نہ کی تو ہلاک کر دیئے گئے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

فَلَوْ لَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ۚ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَ ذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَ مَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۲۸

تو کیوں نہ مدد کی انہوں نے ان کی جن کو انہوں نے اللہ کے سوا قرب حاصل کرنے کے لئے خدا ٹھہرا رکھا تھا بلکہ وہ ان سے گم ہو گئے اور یہ ان کا بہتان وافتراء ہے۔

یعنی بتوں کو جو جماد محض اور لا یعقل تھے انہیں تقرب الٰہی عزوجل کا ذریعہ سمجھنا یہ بہتان تھا اور افتراء خالص۔ جب ان کو مصیبت پڑی تو ضَلُّوْا عَنْهُمْ وہ ان سے گم ہو گئے اور گم ہونا ہی تھا۔ اس لئے کہ پتھر کسی جاندار کی کیا مدد کر سکتا ہے اور ان کا یہ افتراء خالص تھا کہ اللہ تعالیٰ کا تقرب ان کے ذریعے حاصل ہونے کے مدعی تھے جو محض افک اور دروغ تھا اور اسی افتراء کی دلدل میں وہ پھنسے ہوئے تھے اور عام مشرک جو بتوں کے لئے هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ کہتے ہیں یہ بھی تمام کے تمام مفتری کذاب اور جھوٹے ہیں۔ مندروں میں مہادیو اور گنیش اور پاربتی سیتا۔ بھیروں اور کالی کے بت جو پدھرائے ہوئے ہیں یہ سب کے سب پتھر کے ٹکڑے ہیں۔ ان پر اگر سندھور لگا دیا جائے تو جان نہیں آ سکتی اور کنیر کے پھول چڑھا دیئے جائیں تو وہ حرکت نہیں کر سکتے۔ پتھر تو پتھر ہی ہوتا ہے۔

اس پر ایک عجیب وغریب اور پر لطف واقعہ عہد رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ظہور پذیر ہوا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بتوں کے جماد محض ہونے پر تقریر فرما رہے تھے اور جو نئے مسلمان ہوئے تھے انہیں بتا رہے تھے کہ یہ تمہیں ذرہ برابر فائدہ نہیں پہنچا سکتے، تقرب الٰہی تو بہت بڑی چیز ہے یہ اپنی مکھیاں اڑانے پر بھی قادر نہیں، تو ایک نومسلم صحابی بولنے لگے کہ حضور میرے بت نے تو مجھے فائدہ پہنچایا۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ کیا؟

عرض کیا میرا بت ستو کا تھا، میں سفر میں تھا جب مجھے بھوک نے ستایا تو میں نے اسے پانی میں گھول کر پی لیا، میری بھوک جاتی رہی۔ اس پر تمام مجمع ہنس پڑا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی تبسم فرمایا حتیٰ کہ نواجذ علیا نظر آ گئے۔ تو بت سے یہی فائدہ پہنچ سکتا ہے اگر کسی کو مارنا چاہے تو اسے پھینک کر ضرب لگا دو یا وزن کرنا چاہو تو ترازو کے باٹ بنالو اس سے زیادہ اور کچھ نہیں۔ اسے قُرْبَانًا اٰلِهَةً کہنا افک بواح نہیں تو اور کیا ہے۔ آگے ارشاد ہے جس میں اس امر کا اظہار فرمایا جا رہا ہے کہ جنوں نے جب قرآن کریم سنا تو اپنی قوم میں جا کر انہوں نے اس کی حقانیت ظاہر کی اور اسلام قبول کرنے کی تحریک شروع کر دی حتیٰ کہ جنوں میں سے پوری جماعتیں شرف اسلام سے مشرف ہوئیں حیث قال:

وَ اِذْ صَرَفْنَاۤ اِلَیْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْۤا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِیَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِیْنَ ﴿۲۹﴾ قَالُوْا یٰقَوْمَنَاۤ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ یَهْدِیْۤ اِلَى الْحَقِّ وَ اِلٰى طَرِیْقٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۳۰﴾۔

اور جب کہ ہم نے آپ کی طرف ایک جماعت جنوں کی پھیری (اے محبوب!) جو قرآن کان لگا کر سنتے تھے پھر جب وہاں حاضر ہوئے آپس میں بولے خاموش رہو۔ پھر جب ختم کر دی گئی تلاوت تو واپس لوٹے اپنی قوم کی طرف ڈر سناتے ہوئے: اے ہماری قوم! ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو موسیٰ کے بعد اتاری گئی ہے اگلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے، سیدھا راستہ دکھاتی ہے اور مضبوط راہ کی طرف بلاتی ہے۔

آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بطن نخلہ میں رونق افروز تھے تو جنوں کی ایک جماعت جو سات یا نو افراد پر مشتمل تھی، حاضر ہوئی۔ اس وقت تلاوت قرآن ہو رہی تھی تو انہوں نے آپس میں اسے کان لگا کر سننے کے لئے کہا کہ خاموش رہو اور سنو جب وہ تلاوت ختم ہوگئی تو یہ یہاں سے اپنی قوم میں آئے اور آ کر کہا: اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ یَهْدِیْۤ اِلَى الْحَقِّ وَ اِلٰى طَرِیْقٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ آج ہم نے موسیٰ علیہ السلام کے بعد ایک کتاب سنی جو پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ہدایت حق کے ساتھ طریق مستقیم کی راہنمائی فرماتی ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہا:

یٰقَوْمَنَاۤ اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰهِ وَ اٰمِنُوْا بِهٖ یَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَ یُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۳۱﴾

اے ہماری قوم! اس داعی الی اللہ کی آواز پر ایمان لاؤ تا کہ تمہارے گناہ معاف ہوں اور عذاب الیم سے پناہ ملے۔

اور اگر ایمان نہ لائے اور اپنی جہالت پر اڑے رہے تو اسی کتاب مقدس میں ارشاد ہے:

وَ مَنْ لَّا یُجِبْ دَاعِیَ اللّٰهِ فَلَیْسَ بِمُعْجِزٍ فِی الْاَرْضِ وَ لَیْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءُ ؕ اُولٰٓىٕكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۳۲﴾

اور جو اللہ کے منادی کی بات نہ مانے تو وہ زمین میں اللہ کے قابو سے نکل کر جا نہیں سکتا اور اللہ کے مقابل اس کا کوئی مددگار نہیں، ایسے ہی لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔

آیہ کریمہ کا مفہوم منطوق واضح ہے کہ جو اللہ عزیز اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے وہ عذاب الیم سے نجات پا کر

Marfat.com

4A بخشش کا مستحق ہو اور جو ایمان نہ لائے وہ اللہ عزوجل کے قبضہ سے نکل نہیں سکتا۔ روئے زمین میں اس کا سہارا کہیں نہیں وہ جہاں بھی ہوگا پکڑا جائے گا اور مبتلائے عذاب عظیم ہوگا۔ اس لئے کہ نہ ماننے والے کھلی گمراہی میں ہیں اور کھلی گمراہی میں رہنے والا لازمی طور پر مستحق عذاب ہے۔ اس کا مفصل واقعہ انتیسویں پارہ کی سورۂ جن میں مذکور ہوگا آگے ارشاد ہے:

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ۭ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۳﴾

کیا نہ دیکھا انہوں نے کہ بے شک اللہ وہ ہے جس نے آسمان وزمین بنائے اور ان کے بنانے سے کچھ نہ تھکا۔ قادر ہے اس پر کہ مردے زندہ فرمائے۔ کیوں نہیں بے شک وہ سب کچھ کرنے پر قادر ہے۔

یعنی وہ جس کی قدرت کاملہ کتم عدم سے منصۂ شہود پر لانے کی قدرت رکھتی ہے، وہ مردوں کو جلانے میں بطریق اولیٰ قادر ہے۔ بالفاظ دیگر یوں سمجھئے کہ جو شے اپنے وجود میں معدوم ہے اس کو ظاہر فرمانے کی جو قدرت رکھتا ہے وہ اس مردے کو جس کا وجود ہے زندہ فرمانے کی قدرت نہ رکھے اسی لئے فرمایا بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى۔ پھر ارشاد ہوا: بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ کیوں نہیں وہ ذات تو وہ ہے کہ وہ اپنی قدرت مطلقہ سے سب کچھ کرنے پر قادر ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ۭ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۴﴾

اور جس دن کافر دوزخ پر پیش کئے جائیں گے (انہیں فرمایا جائے گا) کیا یہ حق نہیں، وہ عرض کریں گے: کیوں نہیں ہمیں اپنے رب کی قسم ہے۔ ارشاد ہوگا تو اب چکھو عذاب جس کا تم انکار کرتے تھے۔

یعنی کافر مرنے کے بعد عذاب وثواب اور جنت ودوزخ سب کے منکر تھے تو ارشاد ہوتا ہے کہ قیامت کے دن انہیں جہنم پر پیش کرکے ان کی زبان سے تصدیق کرائی جائے گی اور جب وہ اقرار کرلیں گے تو حجت قائم ہو جانے کے بعد ان کو فرمایا جائے گا کہ اب ہمیشہ یہ عذاب چکھتے رہو جس کا تم انکار کرتے تھے۔ اس کے بعد اپنے حبیب لبیب جناب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو تسلی دی جاتی ہے اور ارشاد ہوتا ہے:

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ۭ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ۭ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۳۵﴾

اے محبوب آپ صبر فرمائیے جیسے دیگر بلند ہمت رسولوں نے صبر کیا اور ان کے عذاب کے لئے عجلت نہ فرمائیے۔ گویا وہ جس دن دیکھیں گے جو انہیں وعدہ دیا گیا دنیا میں نہ ٹھہرے مگر دن کی ایک گھڑی۔ یہ پہنچانا ہے۔ تو کون ہلاک کئے جائیں گے مگر بے حکمے لوگ۔

اولوالعزم رسولوں میں حضرت موسیٰ وعیسیٰ وحضرت داؤد وسلیمان ونوح وغیرہم علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ ان کے ساتھ بھی قوم نے جو کچھ کیا انہوں نے صبر فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی صبر ہی کا ارشاد ہوا۔ اور انجام اس کا دکھلایا کہ جب وقت آئے گا تو وہ سمجھیں گے کہ ہم دن کی ایک گھڑی بھی دنیا میں نہ رہے، یہ احکام پہنچاتے رہے۔ ہلاک وہی کئے جائیں گے جو بے قانونے اور بے حکمے ہیں۔

4B

سُوْرَةُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مدنیہ ہے اس میں چار رکوع اڑتیس آیتیں پانچ سو کلمے اور دو ہزار چھ سو چھہتر حروف ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع - سورۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم - پ ۲۶

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝١

جن لوگوں نے دین حق کو نہ مانا اور اللہ کے راستہ سے لوگوں کو روکا خدا نے ان کے عمل برباد کر دیئے

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ۝٢

اور جو لوگ کہ ایمان لائے اور نیک عمل بھی کئے اور قرآن کریم جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا اس پر بھی ایمان لائے اور وہ حق ہے جو ان کے پروردگار ہی کی طرف سے نازل ہوا خدا نے ان کے گناہ ان سے اتار دیئے اور ان کی (دینی و دنیوی) حالت بھی درست کر دی

ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ۝٣

یہ (اختلاف حالت) اس لئے ہے کہ جن لوگوں نے دین حق سے انکار کیا وہ غلط راستے پر چلے اور جو ایمان لائے وہ اپنے پروردگار کے ٹھیک راستہ پر چلے یوں اللہ لوگوں کے سمجھنے کے لئے ان کے حالات بیان فرماتا ہے

فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ۭ حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۙ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاۗءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ۛ

تو (اے مسلمانو!) جب لڑائی میں کافروں سے مڈبھیڑ ہو تو (بے تامل ان کی) گردنیں مارے چلو یہاں تک کہ جب تم ان کا اچھی طرح زور توڑ ڈالو تو ان کی مشکیں کس لو (یعنی قید کر لو) پھر (قید کئے پیچھے) احسان رکھ کر چھوڑ دینا یا معاوضہ لے کر یہاں تک کہ دشمن لڑائی کے لئے ہتھیار چھوڑ دے، یہ (ہمارا ارشاد ہے جس کی تعمیل ضرور ہونی چاہئے) اور خدا چاہتا تو (لڑنے کی نوبت نہ آتی اور یوں ہی) ان سے بدلہ لے لیتا۔ مگر (اس کو یہ منظور ہوا کہ ایک کو ایک سے لڑوا کر تم سب کو) آزمائے اور جو لوگ خدا کی راہ میں مارے گئے ان کے عملوں کو خدا ہرگز رائیگاں نہیں ہونے دے گا۔

ذٰلِكَ ۛ وَلَوْ يَشَاۗءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا۟ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ۭ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝٤

سَیَہْدِیْہِمْ وَیُصْلِحُ بَالَہُمْ ﴿۵﴾

بلکہ انہیں منزل مقصود پر پہنچائے گا اور ان کو خوش حال کر دے گا

وَیُدْخِلُہُمُ الْجَنَّۃَ عَرَّفَہَا لَہُمْ ﴿۶﴾

یعنی ان کو جنت میں داخل فرمائے گا جس کا حال اس نے ان کو پہلے بتا رکھا ہے

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَ یُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ ﴿۷﴾

اے ایمان والو! اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد فرمائے گا اور دشمنوں کے مقابل تمہارے پاؤں جمائے رکھے گا۔

وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّہُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَہُمْ ﴿۸﴾

اور جو لوگ دین حق سے منکر ہیں ان کے پاؤں اکھڑ جائیں گے اور ان کے اعمال برباد کر دیئے جائیں گے۔

ذٰلِکَ بِاَنَّہُمْ کَرِہُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَہُمْ ﴿۹﴾

یہ اس سبب سے کہ خدا نے جو دین اتارا اسے انہوں نے پسند نہ کیا تو خدا نے ان کے عمل اکارت کر دیئے۔

اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہِمْ ؕ دَمَّرَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ ۫ وَ لِلْکٰفِرِیْنَ اَمْثَالُہَا ﴿۱۰﴾

کیا یہ لوگ اللہ کی زمین میں چلے پھرے نہیں تو دیکھتے اپنے سے پہلے لوگوں کا انجام، خدا نے انہیں تہس نہس کر دیا۔ ایسے ہی ان کافروں کو بھی پیش آیا ہے

ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ مَوْلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ اَنَّ الْکٰفِرِیْنَ لَا مَوْلٰی لَہُمْ ﴿۱۱﴾

یہ اس سبب سے کہ مسلمانوں کا حامی و مددگار تو اللہ ہے اور یقیناً کافروں کا کوئی حمایتی اور مددگار نہیں ہے

حل لغات پہلا رکوع۔سورۃ محمد ﷺ۔پ ۲۶

اَلَّذِیْنَ۔ وہ جو	کَفَرُوْا۔ کافر ہوئے	وَ۔ اور	صَدُّوْا۔ روکا
عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ خدا کی راہ سے		اَضَلَّ۔ ضائع کر دیئے	اَعْمَالَہُمْ۔ ان کے عمل
وَ۔ اور	الَّذِیْنَ۔ وہ جو	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے	وَ۔ اور
عَمِلُوْا۔ عمل کئے	الصّٰلِحٰتِ۔ اچھے	وَ۔ اور	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے
بِمَا۔ اس پر جو	نُزِّلَ۔ اتارا گیا	عَلٰی۔ اوپر	مُحَمَّدٍ۔ محمد (ﷺ) کے
وَّ۔ اور	ہُوَ۔ وہ	الْحَقُّ۔ حق ہے	مِنْ رَّبِّہِمْ ۔ ان کے رب
سے	کَفَّرَ۔ دور کر دیں	عَنْہُمْ۔ ان سے	سَیِّاٰتِہِمْ۔ ان کی برائیاں
وَ۔ اور	اَصْلَحَ۔ درست کر دیں	بَالَہُمْ۔ ان کی حالت	ذٰلِکَ۔ یہ
بِاَنَّ۔ اس لئے ہے کہ	الَّذِیْنَ۔ وہ جو	کَفَرُوْا۔ کافر ہیں	اتَّبَعُوْا۔ پیروی کرتے ہیں

Marfat.com

الْبَاطِلَ۔ باطل کی	وَ۔ اور	اَنَّ۔ بے شک	الَّذِیْنَ۔ وہ جو
اٰمَنُوا۔ ایمان لائے	اتَّبَعُوا۔ پیروی کرتے ہیں	الْحَقَّ۔ حق کی	مِنْ رَّبِّهِمْ۔ اپنے رب سے
كَذٰلِكَ۔ اسی طرح	يَضْرِبُ۔ بیان کرتا ہے	اللّٰهُ۔ اللہ	لِلنَّاسِ۔ لوگوں کے لئے
اَمْثَالَهُمْ۔ ان کی مثالیں	فَاِذَا۔ تو جب	لَقِيْتُمُ۔ ملو تم	الَّذِيْنَ۔ ان کو جو
كَفَرُوْا۔ کافر ہیں	فَضَرْبَ۔ تو مارو	الرِّقَابِ۔ گردنیں	حَتّٰى۔ یہاں تک کہ
اِذَآ۔ جب	اَثْخَنْتُمُوْ۔ زور توڑو	هُمْ۔ ان کا	فَشُدُّوا۔ تو سخت کرو
الْوَثَاقَ۔ ان کی مشکیں	فَاِمَّا۔ پھر یا تو	مَنًّا۔ احسان کرو	بَعْدُ۔ اس کے بعد
وَ۔ اور	اِمَّا۔ یا	فِدَآءً۔ فدیہ لو	حَتّٰى۔ یہاں تک کہ
تَضَعَ۔ رکھ دے	الْحَرْبُ۔ لڑائی	اَوْزَارَ۔ ہتھیار	هَا۔ اپنے
ذٰلِكَ۔ یہ ہے	وَ۔ اور	لَوْ۔ اگر	يَشَآءُ۔ چاہتا
اللّٰهُ۔ اللہ	لَانْتَصَرَ۔ تو بدلہ لیتا	مِنْهُمْ۔ ان سے	وَلٰكِنْ۔ اور لیکن
لِّيَبْلُوَا۔ تاکہ آزمائے	بَعْضَكُمْ۔ بعض تمہارے کو	بِبَعْضٍ۔ بعض سے	وَ۔ اور
الَّذِيْنَ۔ وہ جو	قُتِلُوْا۔ مارے گئے	فِيْ سَبِيْلِ۔ راہ میں	اللّٰهِ۔ خدا کی
	فَلَنْ۔ ہرگز نہ	يُّضِلَّ۔ ضائع کرے گا	اَعْمَالَهُمْ۔ ان کے عمل
سَيَهْدِيْهِمْ۔ عنقریب راہ دکھائے گا ان کو		وَ۔ اور	يُصْلِحُ۔ درست کرے گا
بَالَهُمْ۔ ان کی حالت	وَ۔ اور	يُدْخِلُهُمْ۔ داخل کرے گا ان کو	
الْجَنَّةَ۔ جنت میں	عَرَّفَهَا۔ جو بتادی ہے وہ	لَهُمْ۔ ان کو	يٰٓاَيُّهَا۔ اے
الَّذِيْنَ۔ وہ جو	اٰمَنُوْٓا۔ ایمان لائے ہو	اِنْ۔ اگر	تَنْصُرُوا۔ مدد کرو گے تم
اللّٰهَ۔ اللہ کی	يَنْصُرْ۔ تو وہ مدد کرے گا	كُمْ۔ تمہاری	وَ۔ اور
يُثَبِّتْ۔ ثابت رکھے گا	اَقْدَامَكُمْ۔ تمہارے قدم	وَ۔ اور	الَّذِيْنَ۔ وہ جو
كَفَرُوْا۔ کافر ہوئے	فَتَعْسًا۔ تو ہلاکت ہے	لَّهُمْ۔ ان کے لئے	وَ۔ اور
اَضَلَّ۔ ضائع کردیئے	اَعْمَالَهُمْ۔ ان کے عمل	ذٰلِكَ۔ یہ	بِاَنَّهُمْ۔ اس لئے کہ
كَرِهُوْا۔ ناپسند کیا انہوں نے		مَآ۔ جو	اَنْزَلَ۔ اتارا
اللّٰهُ۔ اللہ نے	فَاَحْبَطَ۔ تو ضائع کردیئے	اَعْمَالَهُمْ۔ ان کے عمل	اَفَلَمْ۔ کیا نہیں
يَسِيْرُوْا۔ پھرے وہ	فِي۔ بیچ	الْاَرْضِ۔ زمین کے	فَيَنْظُرُوْا۔ کہ دیکھتے
كَيْفَ۔ کیسا	كَانَ۔ ہوا	عَاقِبَةُ۔ انجام	الَّذِيْنَ۔ ان کا

Marfat.com

مِنْ قَبْلِهِمْ۔ جو ان سے پہلے تھے		دَمَّرَ۔ ہلاکت کر ڈالی	اللّٰہُ۔ اللہ نے
عَلَیْهِمْ۔ ان پر	وَ۔ اور	لِلْكٰفِرِیْنَ۔ کافروں کے لئے ہیں	
اَمْثَالُهَا۔ مثالیں	ذٰلِكَ۔ یہ	بِاَنَّ۔ اس لئے کہ	اللّٰهَ۔ اللہ
مَوْلَى۔ حمایتی ہے	الَّذِیْنَ۔ ان کا	اٰمَنُوْا۔ جو ایمان لائے	وَ۔ اور
اَنَّ۔ بے شک	الْكٰفِرِیْنَ۔ کافر	لَا۔ نہیں ہے	مَوْلٰى۔ کوئی حمایتی
لَهُمْ۔ ان کا			

حل لغات نادرہ

صَدُّوْا۔ اور روکا انہوں نے۔

بَالَهُمْ۔ بال کہتے ہیں حال کو۔

اَثْخَنْتُمُوْهُمْ۔ اَیْ اَغْلَظْتُمُوْهُمْ۔ یعنی ان پر خوب سختی کرو۔

فَشُدُّوا الْوَثَاقَ۔ وَثَاقَ۔ وہ چیز جس سے کسی چیز کو باندھا جائے، حاصل معنی مشکیں کسنا۔

تَعْسًا۔ پاؤں اکھڑنا۔ ہلاک ہونا۔

دَمَّرَ۔ تہس نہس کر دیا۔

مختصر تفسیر پہلا رکوع۔ سورۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ پ ۲۶

اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ①

وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کے راستہ سے روکا اللہ نے ان کے عمل برباد کر دیئے۔

اس کے شان نزول میں علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ چھ آدمی تھے ان کا سردار ابوجہل تھا اور اس کے ساتھ منبہ ابناء الحجاج، عتبہ، شیبہ ابناء ربیعہ، حرث ابناء ہشام۔ انہوں نے مسجد حرام کے زائرین کے لئے سقایت اور کھانے کا انتظام کیا تھا اور یہ بظاہر نہایت اچھا کام تھا مگر اس کے ساتھ یہ لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع سے روکتے تھے۔ تو کہا گیا: اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ان کی تمام نیکیاں رائیگاں ہیں اور بقول مقاتل رحمہ اللہ چھ اور بھی تھے۔ عامر بن نوفل، حکیم بن حزام، زمعہ بن اسود، عباس بن عبدالمطلب، صفوان بن امیہ، ابوسفیان بن حرب جو اللہ عزوجل کے راستہ سے روکنے میں پیش پیش تھے اور حجاج کی خدمت بھی کرتے تھے تو اس پر فرمایا ان کی تمام نیکیاں رائیگاں گئیں۔

بہر حال صورت مسئلہ یہ بنی کہ نیکی اور خیرات وصدقات اسی وقت مقبول ہیں جبکہ ایمان صحیح ہو اور اگر ایمان نہیں تو کتنی ہی نیکیاں کوئی کرے وہ سب رائیگاں اور فضول ہیں۔ اسی بناء پر بموجب اسلوب بیان قرآنی اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ کافروں کے حق میں فرما کر مومنوں کے حق میں ارشاد ہوا:

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَ اَصْلَحَ بَالَهُمْ ②

Marfat.com

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور جو کچھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا اس پر ایمان لائے اور وہی ان کے رب کے پاس سے حق ہے۔ اللہ نے ان کی برائیاں معاف کر دیں اور ان کے حالات سنوار دیئے۔

یعنی ایمان لانے کے بعد زمانۂ کفر کی خطائیں تمام معاف ہو جاتی ہیں۔ آگے ارشاد ہے جس میں کفار کے لئے تشدد کا حکم ہے اور اس کی وجہ بیان فرمائی کہ کافر باطل کی پیروی کرتا ہے اور ایمان والا حق کی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ③ فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ۭ حَتّٰٓي اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ڎ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاۗءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ڔ ذٰلِكَ ړ وَلَوْ يَشَاۗءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ۭ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ④ سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ⑤ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ⑥

یہ اس لئے کہ کافر غلط راستہ کے پیرو ہوئے اور ایمان والوں نے حق کی پیروی کی جو ان کے رب کی طرف سے ہے اور لوگوں سے ان کے احوال یونہی بیان فرماتا ہے۔

مفہوم منطوق آیت کا واضح ہے آگے فرمایا:

فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ۔ جب کافروں سے تمہاری مڈبھیڑ ہو تو ان کی گردنیں مارو یہاں تک کہ جب ان کا زور اچھی طرح توڑ ڈالو تو ان کی مشکیں کس لو یعنی قید کر لو۔ پھر قید کئے پیچھے یا تو احسان رکھ کر چھوڑ دینا یا معاوضہ لے کر، یہاں تک کہ دشمن لڑائی کے ہتھیار رکھ دے۔ یہ ہمارا ارشاد ہے جس کی تعمیل بہت ضروری ہے اور خدا چاہتا تو لڑنے کی نوبت نہ آتی اور یوں ہی ان سے بدلہ لے لیتا۔ مگر اس کو تو منظور ہوا کہ وہ ایک کو ایک سے لڑوا کر تم کو آزمائے اور جو لوگ خدا کی راہ میں مارے گئے ان کے اعمال کو خدا رائیگاں نہیں فرمائے گا۔

کافر کے ساتھ اتنے تشدد کا حکم ہے کہ اس کو مارا جائے اور اس کی مشکیں کس دی جائیں، یہاں تک کہ وہ لڑائی سے ہاتھ کھینچ لے۔ جب وہ اتنا مجبور ہو جائے تو اس کے بعد اختیار دیا گیا کہ خواہ احسان کر کے اسے آزاد کر دو یا فدیہ لے کر اسے چھوڑ دو۔ بہرحال اس سے ہتھیار رکھوانے ضروری ہیں اور ضرب کا طریقہ بھی بتا دیا کہ کافر کو جب مارو اس کی گردن پر مارو جیسے دوسری جگہ نویں پارہ میں بھی طریقہ ضرب تعلیم دیا اور فرمایا: فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ⑫ انہیں جب مارو تو گردنوں پر یا ان کے جوڑوں پر ضرب دو۔ یہ فن سپہ گری کے اصول ہیں جن کو قرآن کریم نے پیش کیا۔ اس کے بعد مجاہدین اسلام کو بشارت دی گئی کہ اگر تم مارے بھی گئے تو شہید کہلاؤ گے اور یہ عمل تمہارا رائیگاں نہیں جائے گا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ④ سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ⑤ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ⑥

اور جو خدا کی راہ میں شہید ہوں تو ہرگز ان کے عمل ضائع نہ ہوں گے اور انہیں منزل مقصود تک پہنچا دے گا اور انہیں خوشحال کر دے گا اور انہیں جنت میں داخل فرمائے گا جس کا حال ان پر پہلے ظاہر کر دیا گیا تھا۔

Marfat.com

اس میں اس امر کی بھی بشارت ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ کرنے والے اخروی مدارج حاصل ہونے کے ساتھ دنیا میں بھی خوشحال رہیں گے اور ان کے رزق میں فراخی ہوگی اور جنت کا وعدہ تو قطعی ہے آگے ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ ۝٧ وَالَّذِينَ كَفَرُوا فَتَعْسًا لَهُمْ وَأَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ ۝٨ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ۝٩

اے ایمان والو اگر اللہ کے دین کی تم مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد فرمائے گا اور وہ لوگ جو کافر ہوئے، ان کے پاؤں اکھڑ جائیں گے اور وہ تباہ ہو جائیں گے اور ان کی نیکیاں سب رائیگاں ہیں۔ یہ اس کی وجہ میں کہ وہ کراہت کرتے تھے اس سے جو اللہ نے نازل فرمایا تو ان کے تمام عمل برباد کر دیئے۔

آیہ کریمہ میں کافر مومن دونوں کا فرق دکھا کر ان کے عملوں کو مقبول دکھایا اور کافروں کے اعمال حبط اور رائیگاں ظاہر فرمائے اور اس کی وجہ صرف یہ دکھائی کہ یہ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ سے کراہت کرتے تھے۔ آگے ارشاد ہے:

أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ دَمَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ۖ وَلِلْكَافِرِينَ أَمْثَالُهَا ۝١٠ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَأَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَىٰ لَهُمْ ۝١١۔

کیا یہ لوگ ملک میں چلے پھرے نہیں (چلتے پھرتے) تو دیکھتے کہ جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں ان کا انجام کیسا ہوا کہ خدا نے انہیں تہس نہس کر دیا اور ایسا ہی کچھ ان کافروں کو بھی پیش آنا ہے۔ یہ اس سبب سے کہ مسلمانوں کا حامی و مددگار خدا ہے اور کافروں کا کوئی مددگار و حمایتی نہیں۔

پہلی امتیں انبیاء کرام علیہم السلام پر ایمان نہ لانے کی بنا پر تباہ و برباد ہوئیں جن کے کھنڈر اور عمارتیں آج تک ان کی مرثیہ خواں ہیں۔ ملک شام کی زمین اور قرب و نواح میں اس کے نظائر موجود ہیں۔ تو یہاں اس امر کو ظاہر فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے وہ کامیاب و کامران ہے اور جو مخالفت کرے وہ تباہ و برباد ہے۔ اس لئے کہ اللہ عزوجل کی حمایت و نصرت مومن کے لئے ہے اور کافر کے لئے کوئی حامی اور مددگار نہیں ہے۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع - سورۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم - پ ۲۶

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَهُمْ ۝١٢

بے شک اللہ تعالیٰ داخل فرمائے گا انہیں جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان باغیچوں میں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں اور وہ جو کافر ہوئے وہ دنیا میں فائدہ اٹھالیں اور کھالیں جیسے جانور کھاتے ہیں اور آخر ان کا ٹھکانہ جہنم ہے

وَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِنْ قَرْيَتِكَ الَّتِي أَخْرَجَتْكَ ۚ أَهْلَكْنَاهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ۝١٣

اور کتنی ہی بستیاں تھیں جو ان سے کہیں زیادہ سخت تھیں آپ کی بستی کے مقابلہ میں جس نے کہ آپ کو نکالا، ہم نے انہیں ہلاک کیا اور ان کا کوئی مددگار نہ تھا

Marfat.com

أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ كَمَن زُيِّنَ لَهُ سُوٓءُ عَمَلِهِ وَاتَّبَعُوٓا أَهْوَآءَهُم ﴿۱۴﴾

تو کیا جو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہو اس جیسا ہوگا کہ جس کے برے عمل اسے اچھے دکھائے گئے اور وہ اپنی خواہشوں کے پیرو رہے

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۖ فِيهَآ أَنْهَٰرٌ مِّن مَّآءٍ غَيْرِ ءَاسِنٍ وَأَنْهَٰرٌ مِّن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّٰرِبِينَ وَأَنْهَٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۖ وَلَهُمْ فِيهَا مِن كُلِّ الثَّمَرَٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ ۖ كَمَنْ هُوَ خَٰلِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوا مَآءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۵﴾

احوال اس جنت کا جس کا وعدہ پرہیزگاروں سے ہے اس میں ایسی نہریں ہیں پانی کی جو کبھی خراب نہ ہوگا اور دودھ کی نہریں جن کا ذائقہ کبھی نہ بدلے اور ایسی شراب کی نہریں جس میں پینے والوں کو لذت ہے اور اس میں شہد کی نہریں ہیں جو صاف ہے اور ان کے لئے ان باغیچوں میں ہر قسم کے پھل ہیں اور بخشش ہے ان کے رب کی طرف سے اسے کیا ایسے چین والے ان کے برابر ہو جائیں گے جو ہمیشہ آگ میں رہیں اور انہیں ایسا کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا کہ ان کی آنتیں ٹکڑے ٹکڑے کر دے

وَمِنْهُم مَّن يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ حَتَّىٰٓ إِذَا خَرَجُوا مِنْ عِندِكَ قَالُوا لِلَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ ءَانِفًا ۚ أُولَٰٓئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَاتَّبَعُوٓا أَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۶﴾

اور ان میں سے بعض آپ کے ارشاد سنتے ہیں یہاں تک کہ جب آپ کے پاس سے نکل کر جائیں تو علم والوں سے کہتے ہیں ابھی انہوں نے کیا فرمایا؟ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر مہر کر دی اللہ نے اور وہ اپنی ہی خواہشات کے پیرو ہو گئے

وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَءَاتَىٰهُمْ تَقْوَىٰهُمْ ﴿۱۷﴾

اور جنہوں نے راہ پائی اللہ نے ان کی ہدایت اور زیادہ فرمائی اور انہیں پرہیزگاری عطا کی

فَهَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً ۖ فَقَدْ جَآءَ أَشْرَاطُهَا ۚ فَأَنَّىٰ لَهُمْ إِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرَىٰهُمْ ﴿۱۸﴾

تو وہ کاہے کا انتظار کر رہے ہیں؟ مگر قیامت کا جو ان پر اچانک آئے گی اور بے شک اس کی علامتیں تو آ ہی چکی ہیں تو پھر جب وہ آ جائے گی تو پھر کہاں وہ اور کہاں ان کا سمجھنا

فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَٰتِ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوَىٰكُمْ ﴿۱۹﴾

تو جان لو کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔ اے محبوب معافی طلب فرمائیے (اپنے متبعین) مومن مرد اور عورتوں کے لئے اور اللہ جانتا ہے دن کو تمہارا پھرنا اور رات کو آرام کرنا

Marfat.com

حل لغات دوسرا رکوع۔سورۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔پ ۲۶

اِنَّ۔بے شک	اللہَ۔اللہ	یُدْخِلُ۔داخل کرے گا	الَّذِیْنَ۔ان کو
اٰمَنُوْا۔جو ایمان لائے	وَ۔اور	عَمِلُوْا۔کام کئے	الصّٰلِحٰتِ۔اچھے
جَنّٰتٍ۔باغوں میں کہ	تَجْرِیْ۔چلتی ہیں	مِنْ تَحْتِهَا۔ان کے نیچے	الْاَنْهٰرُ۔نہریں
وَ۔اور	الَّذِیْنَ۔وہ جو	كَفَرُوْا۔کافر ہیں وہ	یَتَمَتَّعُوْنَ۔فائدہ اٹھالیں
وَ۔اور	یَاْكُلُوْنَ۔کھالیں	كَمَا۔جیسے	تَاْكُلُ۔کھاتے ہیں
الْاَنْعَامُ۔جانور	وَ۔اور	النَّارُ۔آگ	مَثْوًى۔ٹھکانہ ہے
لَّهُمْ۔ان کا	وَ۔اور	كَاَیِّنْ۔کتنی ہی	مِّنْ قَرْیَةٍ۔بستیاں تھیں
هِیَ۔کہ وہ	اَشَدُّ۔زیادہ سخت تھیں	قُوَّةً۔طاقت میں	مِّنْ قَرْیَتِكَ۔تیری بستی
سے	الَّتِیْٓ۔وہ کہ جس نے	اَخْرَجَتْكَ۔آپ کو نکال دیا ہے	
اَهْلَكْنٰهُمْ۔ہم نے ان کو ہلاک کر دیا		فَلَا۔تو نہیں ہے	نَاصِرَ۔کوئی مددگار
لَهُمْ۔ان کا	اَفَمَنْ۔تو کیا جو	كَانَ۔ہے	عَلٰى۔اوپر
بَیِّنَةٍ۔دلیل کے	مِّنْ رَّبِّهٖ۔اپنے رب کی طرف سے		كَمَنْ۔وہ اس جیسا ہے کہ
زُیِّنَ۔خوشنما بنائے گئے	لَهٗ۔اس کے لئے	سُوْٓءُ۔برے	عَمَلِهٖ۔عمل اس کے
وَ۔اور	اتَّبَعُوْٓا۔پیروی کی انہوں نے	اَهْوَآءَ۔خواہشوں	هُمْ۔اپنی کی
مَثَلُ۔مثال	الْجَنَّةِ۔جنت کی	الَّتِیْ۔وہ جس کا	وُعِدَ۔وعدہ دیئے گئے
الْمُتَّقُوْنَ۔پرہیزگار	فِیْهَآ۔اس میں	اَنْهٰرٌ۔نہریں ہیں	مِّنْ مَّآءٍ۔پانی کی
غَیْرِ۔نہیں ہے	اٰسِنٍ۔خراب ہونے والا	وَ۔اور	اَنْهٰرٌ۔کچھ نہریں
مِّنْ لَّبَنٍ۔دودھ کی	لَّمْ۔کہ نہیں	یَتَغَیَّرْ۔متغیر ہوگا	طَعْمُهٗ۔اس کا مزہ
وَ۔اور	اَنْهٰرٌ۔نہریں	مِّنْ خَمْرٍ۔شراب کی	لَّذَّةٍ۔لذت
لِّلشّٰرِبِیْنَ۔پینے والوں کے لئے		وَ۔اور	اَنْهٰرٌ۔نہریں
مِّنْ عَسَلٍ۔شہد	مُّصَفًّى۔خالص کی	وَ۔اور	لَهُمْ۔ان کے لئے
فِیْهَا۔اس میں	مِنْ كُلِّ۔ہر طرح کے	الثَّمَرٰتِ۔پھل ہیں	وَ۔اور
مَغْفِرَةٌ۔بخشش	مِّنْ رَّبِّهِمْ۔ان کے رب سے		كَمَنْ۔کیا اس جیسا ہے کہ
هُوَ۔وہ	خَالِدٌ۔ہمیشہ رہنے والا ہے	فِی۔بیچ	النَّارِ۔آگ کے
وَ۔اور	سُقُوْا۔پلائے جائیں گے	مَآءً۔پانی	حَمِیْمًا۔گرم
فَقَطَّعَ۔تو وہ کاٹ دے گا	اَمْعَآءَ۔انتڑیاں	هُمْ۔ان کی	وَ۔اور
مِنْهُمْ۔بعض ان میں سے	مَّنْ۔وہ ہیں جو	یَّسْتَمِعُ۔کان رکھتے ہیں	اِلَیْكَ۔تیری طرف

Marfat.com

حَتّٰی۔ یہاں تک کہ	اِذَا۔ جب	خَرَجُوْا۔ نکلتے ہیں	مِنْ عِنْدِکَ۔ آپ کے
پاس سے تو	قَالُوْا۔ کہتے ہیں	لِلَّذِیْنَ۔ ان سے جو	اُوْتُوا۔ دیئے گئے
الْعِلْمَ۔ علم	مَاذَا۔ کیا	قَالَ۔ کہا ہے	اٰنِفًا۔ ابھی
اُولٰٓئِکَ۔ یہ	الَّذِیْنَ۔ وہ ہیں کہ	طَبَعَ۔ مہر کردی	اللّٰہُ۔ اللہ نے
عَلٰی۔ اوپر	قُلُوْبِھِمْ۔ ان کے دلوں کے۔	وَ۔ اور	اتَّبَعُوْٓا۔ پیروی کی انہوں نے
اَھْوَآءَ۔ خواہشوں	ھُمْ۔ اپنی کی	وَ۔ اور	الَّذِیْنَ۔ وہ جنہوں نے
اھْتَدَوْا۔ ہدایت پائی	زَادَ۔ زیادہ کی	ھُمْ۔ ان کو	ھُدًی۔ ہدایت
وَ۔ اور	اٰتٰھُمْ۔ دی ان کو	تَقْوٰھُمْ۔ ان کی پرہیزگاری	فَھَلْ۔ تو کیا
یَنْظُرُوْنَ۔ انتظار کرتے ہیں	اِلَّا۔ مگر	السَّاعَۃَ۔ قیامت کا	اَنْ۔ یہ کہ
تَاْتِیَھُمْ۔ آئے ان کے پاس		بَغْتَۃً۔ ناگہاں	فَقَدْ۔ تو بے شک
جَآءَ۔ آچکیں	اَشْرَاطُھَا۔ اس کی علامتیں	فَاَنّٰی۔ تو کہاں ہوگا	لَھُمْ۔ ان کے لئے
اِذَا۔ جب	جَآءَتْھُمْ۔ آئے گا ان کے پاس		ذِکْرٰىھُمْ۔ سمجھنا ان کا
	فَاعْلَمْ۔ تو جان لے	اَنَّہٗ۔ کہ بے شک	لَآ۔ نہیں
اِلٰہَ۔ کوئی معبود	اِلَّا۔ مگر	اللّٰہُ۔ اللہ	وَ۔ اور
اسْتَغْفِرْ۔ بخشش مانگ	لِذَنْۢبِکَ۔ اپنے خاصوں کے گناہ	وَ۔ اور	لِلْمُؤْمِنِیْنَ۔ مومن مردوں
کے لئے	وَ۔ اور	الْمُؤْمِنٰتِ۔ مومن عورتوں کے لئے	
وَ۔ اور	اللّٰہُ۔ اللہ	یَعْلَمُ۔ جانتا ہے	مُتَقَلَّبَکُمْ۔ تمہارا پھرنا
وَ۔ اور	مَثْوٰىکُمْ۔ تمہارا آرام کرنا		

حل لغات نادرہ

غَیْرِ اٰسِنٍ۔ جو متغیر نہ ہو۔

اٰنِفًا۔ ابھی۔

اَشْرَاطُ۔ اشراط جمع بمعنی علامت۔

مختصر تفسیر دوسرا رکوع۔ سورۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ پ ۲۶

اِنَّ اللّٰہَ یُدْخِلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ ؕ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَتَمَتَّعُوْنَ وَیَاْکُلُوْنَ کَمَا تَاْکُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًی لَّھُمْ ﴿۱۲﴾

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل بھی کئے۔ بلاشبہ اللہ انہیں بہشت کے ایسے باغوں میں داخل فرمائے گا کہ جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور جو کافر ہیں دنیا میں بے فکری سے رہتے بستے تھے اور جس طرح چارپائے کھاتے تھے ایسے ہی یہ

Marfat.com

بھی اناپ شناپ کھاتے تھے اور ان کا آخری ٹھکانہ دوزخ ہے۔

آیہ کریمہ میں مومنین کے لئے بشارت اس جنت کی دی گئی جس میں نہریں رواں ہوں گی اور اس کے بعد کافروں کو عذاب شدید کی خبر دی گئی اور بتایا گیا کہ دنیا میں ان کا کھانا پینا، رہنا بسنا یہ سب ایسے ہی ہے جیسے جانور کھاتا پیتا، رہتا بستا ہے۔ آخر ان کا ٹھکانہ جہنم بتایا گیا۔ آگے ارشاد ہے:

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ﴿۱۳﴾ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۴﴾

اور اے محبوب آپ کی بستی (مکہ) جس کے مکینوں نے آپ کو گھر سے نکال دیا تھا۔ کتنی ہی بستیاں جو طاقت کے بل بوتے پر بڑھی چڑھی تھیں کہ ہم نے ان کو ہلاک کر ڈالا تو کوئی بھی ان کی مدد کو نہ کھڑا ہوا تو کیا جو لوگ اپنے پروردگار کے سیدھے کھلے راستہ پر ہیں ان کی طرح گئے گزرے ہو سکتے ہیں جن کی بدکرداریاں ان کو بھلی کر دکھائی گئیں اور وہ اپنی نفسانی خواہشات پر چلتے ہیں۔

آیہ کریمہ میں مکہ والوں کو بطور عبرت فرمایا گیا کہ تم ان بستیوں کے مقابلہ میں طاقت نہیں رکھتے جو تم سے پہلے گزر چکی ہیں جیسے عاد ثمود وغیرہ۔

شان نزول آیت یہ ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے جانے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کعبہ کی طرف رخ فرما کر فرمایا کہ تو اللہ کو بہت پیارا ہے اور مجھے اللہ کی بستیوں میں سے تو بہت پیارا ہے اگر مشرکین مکہ مجھے نہ نکالتے تو میں کبھی نہ چھوڑتا۔ اس پر آیہ کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا کہ پہلی بستیاں مشرکین مکہ سے قوت میں کہیں زیادہ تھیں انہیں میں نے ہلاک کر دیا تو ان کا ہلاک کرنا میرے لئے کیا دشوار ہے لیکن حکمۃً ان کو ہلاک نہیں کیا جا رہا بلکہ ان کو جھکا کر آپ کے قدموں میں لانا ہے اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں بتایا کہ ان سے پہلی بستیاں جو طاقت میں شدید تر تھیں ہم نے انہیں ہلاک کر دیا تو یہ بستی جس سے آپ کو یہ نکال رہے ہیں ان کا کوئی مددگار نہیں ہے۔

تو جو اللہ عزوجل کے روشن راستے پر ہے وہ خواہشات نفسانی کے پیرو کے برابر کیسے ہو سکتا ہے وہ ہمیشہ جہنم میں رہنے والا اور یہ ہمیشہ جنت کے باغیچوں میں رہنے والے اور یہ خواہشات نفسانی کا پیرو، وہ اللہ تعالیٰ کا متبع۔ اس کو اپنے برے کام اچھے نظر آ رہے ہیں۔ یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ اس فرق کو اگلی آیتوں میں ظاہر فرمایا۔

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ؕ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۵﴾

جس بہشت کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ اس میں ایسے پانی کی نہریں ہیں جن میں بو کا نام نہیں اور ایسے دودھ کی نہریں کہ ذائقہ مطلقاً نہیں بدلا اور ایسی ہی پاک شراب کی نہریں جو پینے والوں کو بہت ہی خوش ذائقہ معلوم ہوں اور نیز صاف اور شفاف شہد کی نہریں اور ان کے لئے وہاں ہر طرح کے میوہ جات موجود ہوں گے اور ان کے پروردگار کی طرف سے گناہوں کی معافی، سوا الگ، کیا ایسے بہشت کے رہنے والے ان جیسے ہو سکتے ہیں جو ہمیشہ آگ میں

Marfat.com

پڑے جلتے ہوں گے اور پیاس لگے تو ان کو کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا اور وہ ان کی انتڑیاں ٹکڑے ٹکڑے کرڈالے گا۔

اس آیت کریمہ میں مومن اور کافر کا مقام دکھایا گیا ہے۔ مومن کے لئے فرمایا کہ ان کو جنت جو ملے گی اس میں چار قسم کی نہریں ہوں گی ایک مصفیٰ پانی کی نہر ہوگی، دوسری دودھ کی نہر ہوگی، تیسری پاک شراب کی اور چوتھی مصفیٰ شہد کی پھر وہاں کی جنتی نعمتیں بھی ہیں ان نعمتوں کو جتنا چاہیں استعمال کریں بدہضمی اور تخمہ اور کوئی مرض وہاں نہیں ہوگی پھر جو چیز بھی وہاں ہے خواہ دودھ کی نہر ہو یا شہد کی اس کا ذائقہ نہیں بدلے گا، ہمیشہ یکساں رہیں گی۔ جنتی جتنا چاہے اس میں سے استعمال کرے اس کے استعمال سے کوئی ثقل یا بدہضمی قطعی نہ ہوگی۔

اب رہے جہنمی ان کو فرمایا کہ ان کے لئے ابلتا پانی پینے کو ہوگا اور اس کے پینے کے ساتھ آنتوں کے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ مگر دوسرے مقام پر پانچویں پارہ میں فرمادیا گیا کہ آنتیں کٹ جائیں گی، منہ جھلس جائے گا، جلد جل جائے گی فوراً دوسری تمام چیزیں واپس ہو جائیں گی تاکہ وہ عذاب برابر چکھتے رہیں اگر آنتوں کے کٹ جانے اور منہ کے جھلس جانے سے ان کا پیچھا چھوٹ جائے تو بھی برا نہ تھا مگر فرمایا كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ جب کھال گل سڑ جائے۔ آنتوں کے ٹکڑے ہو جائیں۔ تو فوراً انہیں اور جلد نئی بدل دی جائے گی تاکہ عذاب برابر چکھتے رہیں یہ دونوں فرق دکھلا کر مشرکین کی بداعتقادی اور بے ایمانی کو ظاہر فرمایا گیا۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ حَتّٰۤى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ ﴿۱۷﴾

اور اے محبوب ان میں سے بعض ایسے ہیں جو قرآن سننے کے لئے بظاہر آپ کی طرف کان تو لگاتے ہیں مگر جب آپ کے پاس سے اٹھ کر باہر جاتے ہیں تو جن لوگوں کو دینی معلومات دی گئیں ان سے پوچھتے ہیں (کیوں جی) انہوں نے ابھی کیا فرمایا تھا۔ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ نے مہر کردی ہے اور وہ اپنی خواہشات پر چلتے ہیں اور جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں جب وہ قرآن پاک سنتے ہیں، ان کو خداوند کریم اس قرآن پاک کی برکت سے اور ہدایت دیتا ہے۔ نیز انہیں پرہیزگاری کی توفیق عطا فرماتا ہے۔

انہی مشرکوں میں سے ایسے بھی مسخرے مشرک تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آکر قرآن پاک سنتے تھے جب وہاں سے نکلتے تو اہل علم حضرات عبداللہ بن مسعود اور سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آکر پوچھتے کہ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا فرمایا تھا اور یہ سوال ان کا منافقانہ ہوتا تھا۔ یہ سوال چونکہ استہزاءً ہوتا تھا۔ اس لئے قرآن پاک نے فرمایا کہ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ۔ فرمایا یہ ہیں وہ لوگ جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگادی اور وہ اپنی خواہشات نفسانی کے پیرو ہو گئے اور انہی خواہشات نفسانی کی پیروی میں سب کچھ سن کر سنی ان سنی کردیتے تھے برخلاف مومنین کے کہ انہوں نے جب قرآن پاک سنا تو اس سے ان کے لئے ہدایت کا راستہ ملا اور اللہ نے ان کی پرہیزگاری کو اور بڑھایا۔

اس سے معلوم ہوا کہ ایمان اور خوش اعتقادی کے ساتھ قرآن پاک سننے والے ہدایت پاتے ہیں اور استہزاءً سننے والے

Marfat.com

اور زیادہ گمراہ ہوتے ہیں۔ اسی لئے دوسری جگہ فرمایا: يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّ يَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ؕ وَ مَا يُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ۝۲۶ اس قرآن پاک کو سن کر بہت سے گمراہ ہوتے ہیں اور بہت سے ہدایت پر آتے ہیں اور گمراہ ہوتے ہیں تو وہ بے حکمے بے دین لوگ جن کی نیت قبول ہدایت نہیں ہوتی۔ آگے ارشاد ہے جس میں توبیخ ہے حیث قال:

فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ۝۱۸

تو کیا یہ لوگ قیامت ہی کے منتظر ہیں کہ ایک دم سے ان پر آ نازل ہو۔ سو اس کی نشانیاں تو آ ہی چکی ہیں۔ پھر جب قیامت ان کے سامنے آموجود ہوگی اس وقت ان کا سمجھنا کیا مفید ہوگا؟

یہ مشرکوں کا انتظار مبنی بر انکار تھا وہ چونکہ قیامت کے قائل ہی نہ تھے اس لئے بار بار کہتے کہ قیامت کب آوے گی؟ چنانچہ دوسرے مقام پر ارشاد ہے: يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا۔ اے حبیب آپ سے پوچھتے ہیں کہ قیامت کب آوے گی۔ اس کے متعلق اسی آیت میں جواب دے دیا گیا کہ اس کی کوئی تاریخ تمہیں نہیں معلوم ہو سکتی مگر یہی کہ اچانک آئے گی اور ایسے حال میں آئے گی۔

حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مذکور ہے کہ کاروباری لوگ اپنے کاموں میں مصروف ہوں گے کوئی دیواروں کو پوت رہا ہوگا اور کوئی تعمیر میں مصروف ہوگا کہ اچانک ایک ہیبت ناک آواز آئے گی جس کو فرمایا: اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ۔ اس آواز سے یہ بدحواس ہو جائیں گے اور اس روز انہیں کچھ کئے نہ بن پڑے گی تو یہاں ارشاد ہوا کہ یہ کاہے کا انتظار کر رہے ہیں؟ قیامت کا! جو ان پر اچانک آنے والی ہے۔ مگر اس کی علامتیں جن کو اشراط ساعت کہتے ہیں وہ تو ظاہر ہو رہی ہیں۔ چنانچہ حدیث جبریل علیہ السلام میں آیا کہ جب روح الامین نے پوچھا کہ قیامت کب ہوگی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا: مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّآئِلِ۔ سوال کیا گیا اتنا ہی جانتا ہے جتنا سائل جانتا ہے۔ یعنی تمہیں بھی تاریخ کی خبر نہیں اور مجھے بھی۔ تو روح الامین نے کہا تو کچھ علامات ہی بیان فرما دیجئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا وَاَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ يَتَطَاوَلُوْنَ فِي الْبُنْيَانِ۔ یعنی لڑکیاں ماں کی سردار ہوں گی ایسی سرکش ہوں گی کہ ماں کی کچھ نہ سنیں گی اور ننگے پیر ننگے سر پھرنے والے اونچی اونچی عمارتیں بنائیں گے۔

دوسری حدیث میں آیا: يَتَهَارَجُوْنَ كَمَا تَهَارَجَ الْحُمُرُ۔ عورت اور مرد ایسے بے حیاء ہو جائیں گے جیسے گدھا اور گدھی کہ سر راہ انہیں تمسخر اور مذاق سے عار نہ ہوگی۔ پھر ایک حدیث میں آیا کہ قرب قیامت میں تمام فرقے مسلمانوں کے درپے آزار ہوں گے اور وہ چاہیں گے کہ ایک بھی نہ بچے جیسے کھانے والے چاولوں کو رکابی سے ایسے صاف کرتے ہیں کہ پلیٹ میں ایک دانہ بھی باقی نہیں رہتا۔

صحابہ علیہم رضوان نے یہ سن عرض کیا کہ اِذًا تَكُوْنُ قَلِيْلًا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ حضور! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا اس وقت مسلمان بہت کم رہ جائیں گے؟

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بَلْ اَنْتُمْ كَثِيْرٌ وَ لٰكِنَّكُمْ غُثَآءٌ كَغُثَآءِ السَّيْلِ اس وقت نام کے مسلمان تو بہت زیادہ ہوں گے مگر ایسے ہوں گے جیسے موری کا بہتا ہوا بھوسا۔ یعنی نام مسلمان کا ہوگا اور ان کے کردار بے دینی کے ہوں گے غرضکہ بہت سی علامتیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائیں۔ علاوہ ازیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

بعثت اور شق قمر بھی علامات قیامت سے ہے آگے ارشاد ہے:

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَ مَثْوٰىكُمْ ﴿۱۹﴾

تو اے محبوب! اچھی طرح ظاہر فرما دیجئے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور معافی طلب فرمائیے اپنے متبعین کی مومن مرد اور عورتوں سے اور کام کاج کیلئے تم لوگوں کا چلنا پھرنا اور آرام کے لئے گھر ٹھہرنا سب اللہ کو معلوم ہے۔

قیام قیامت کے بعد مشرکین اگر سمجھ بھی جائیں تو ان کے لئے وہ سمجھنا مفید نہیں ہے اگر توبہ بھی کریں تو نامقبول، چنانچہ قرآن کریم ہی میں ارشاد ہے کہ اس وقت مشرکین کہیں گے قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ﴿۱۰۶﴾ رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ۔ الٰہی ہماری شقاوتیں ہم پر غالب آگئیں اور ہم گمراہ ہو گئے اے ہمارے رب اب ہمیں اس جہنم سے نکال اگر جہنم سے باہر آکر بھی ایسی گمراہی میں آئیں تو بے شک ہم ظالم ہیں۔

اس کا جواب دیا جائے گا: اِخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ فرمایا جائے گا اپنے نقصان و خسران میں پڑے رہو اور کوئی جواب نہیں ملے گا۔ اسی کو یہاں فرمایا: اَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ۔ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے: فَاعْلَمْ۔ جان لو اللہ وہ ہے کہ کوئی معبود نہیں سوائے اس کے اور پھر ارشاد ہوا:

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ۔ جس کا لفظی ترجمہ یہ بنتا ہے کہ اپنے گناہوں کی معافی مانگئے۔ بات یہ ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام بنایا اور یہ فقہ کا مسئلہ ہے کہ غلام ماذون کا ہر فعل آقا کی طرف منسوب ہوتا ہے تمام ترذمہ داری آقا پر آتی ہے تو چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے آقا ہیں اور ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام، تو اللہ تعالیٰ نے ہماری تمام خطاؤں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد کیا اور فرمایا: وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ آپ اپنے غلاموں کی خطاؤں کے لئے استغفار کریں اور ان کے لئے بھی جو مومن مرد اور عورتیں ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے مشاغل لیل ونہار ہماری معاش کے کردار سب کو جانتا ہے چنانچہ فرمایا: وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے چلنے پھرنے اور آرام کرنے کو خوب جانتا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع۔ سورۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ پ ۲۶

وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ لَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّ ذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ ۙ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ؕ فَاَوْلٰى لَهُمْ ۚ﴿۲۰﴾

اور سچے مسلمان تو یہ تمنا ظاہر کرتے ہیں کہ جہاد کے بارے میں کوئی سورت نازل ہو پھر جب کوئی سورۃ نازل ہو اور اس میں جہاد کا حکم اور لڑائی کا تذکرہ ہو تو جن کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے انہیں آپ دیکھیں گے کہ وہ آپ کی طرف ایسے دیکھ رہے ہوں گے جیسے کسی پر موت کی بے ہوشی طاری ہو تو ان کے حق میں بہتر یہ تھا

طَاعَةٌ وَّ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ ۫ فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ ۫ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ﴿۲۱﴾

کہ آپ کی اطاعت کرتے اور اچھی بات کہتے تو جب لڑائی ٹھن جائے تو اگر وہ خدا سے سچے رہیں تو یہ ان کے حق

Marfat.com

میں بہتر تھا

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ﴿٢٢﴾

تو کیا تم سے یہ بعید ہے اگر جہاد سے تم پیٹھ پھیر جاؤ یہ کہ زمین میں فساد کرنے لگ جاؤ اور قطع کر دو ناطوں کو

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَ اَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ﴿٢٣﴾

یہی وہ لوگ ہیں جن پر خدا نے لعنت کی حق بات سننے سے بہرا اور راہ راست کے دیکھنے سے اندھا کر دیا

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴿٢٤﴾

کیا یہ لوگ قرآن کے مطالب کو نہیں سوچتے کیا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں

اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ ؕ وَ اَمْلٰى لَهُمْ ﴿٢٥﴾

بے شک وہ لوگ جو پلٹ گئے اپنی ایڑیوں کے بل بعد اس کے کہ ظاہر ہو گئی تھی ان پر ہدایت، شیطان نے انہیں فریب دیا اور دنیا میں ان کو مدتوں رہنے کی امید دلائی

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ ۚ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ ﴿٢٦﴾

یہ اس سبب سے کہ قرآن کو جو خدا نے اتارا ہے ناپسند رکھتے ہیں یہ ان سے کہا کرتے ہیں کہ ہم بعض باتوں میں تمہاری اطاعت کریں گے اور اللہ ان کی سرگوشیوں کو خوب جانتا ہے

فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ﴿٢٧﴾

پھر ان کا کیا ہوگا جب ان کی روحوں کو فرشتے قبض کریں گے تو ان کے مونہوں اور کولہوں پر ماریں گے

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَ كَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ﴿٢٨﴾

یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے پیروی کی اس کی جس پر اللہ کا غضب ہوا اور نہ چاہی اس کی خوشنودی تو خدا نے ان کے عمل رائیگاں کر دیئے

حل لغات تیسرا رکوع - سورۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم - پ ۲۶

وَ-اور	يَقُوْلُ-کہتے ہیں	الَّذِيْنَ-وہ جو	اٰمَنُوْا-مومن ہیں
لَوْلَا-کیوں نہیں	نُزِّلَتْ-اتاری جاتی	سُوْرَةٌ-کوئی سورت	فَاِذَآ-تو جب
اُنْزِلَتْ-اتاری گئی	سُوْرَةٌ-سورة	مُّحْكَمَةٌ-مضبوط	وَّ-اور
ذُكِرَ-ذکر ہوا	فِيْهَا-اس میں	الْقِتَالُ-جہاد کا	رَاَيْتَ-تو دیکھتا ہے تو
الَّذِيْنَ-ان کو جن کے	فِيْ قُلُوْبِهِمْ-دلوں میں	مَّرَضٌ-بیماری ہے	يَّنْظُرُوْنَ-دیکھتے ہیں
اِلَيْكَ-تیری طرف	نَظَرَ-دیکھنا	الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ-جس پر غشی طاری ہو	
مِنَ الْمَوْتِ-موت کی	فَاَوْلٰى-تو افسوس ہے	لَهُمْ-ان پر	طَاعَةٌ-فرمانبرداری چاہیے

Marfat.com

وَّ۔اور   قَوْلٌ۔بات   مَّعْرُوْفٌ۔اچھی   فَاِذَا۔توجب

عَزَمَ۔فیصلہ ہوجائے   الْاَمْرُ۔کام کا   فَلَوْ۔تواگر   صَدَقُوا۔وہ سچ کردکھائیں

اللّٰہَ۔اللہ کو   لَکَانَ۔توہو   خَیْرًا۔بہتر   لَّھُمْ۔ان کے لئے

فَھَلْ۔توکیا   عَسَیْتُمْ۔بعید ہے   اِنْ۔اگر   تَوَلَّیْتُمْ۔پھرجاؤتم

اَنْ۔یہ کہ   تُفْسِدُوْا۔فساد کرو   فِی۔بیچ   الْاَرْضِ۔زمین کے

وَ۔اور   تُقَطِّعُوْا۔کاٹو   اَرْحَامَکُمْ۔اپنے ناطے   اُولٰٓئِکَ۔یہ

الَّذِیْنَ۔وہ ہیں جن پر   لَعَنَھُمُ۔لعنت کی   اللّٰہُ۔اللہ نے   فَاَصَمَّھُمْ۔توبہرا کیا ان کو

وَ۔اور   اَعْمٰی۔اندھا کیا   اَبْصَارَ۔آنکھوں   ھُمْ۔ان کی کو

اَفَلَا۔توکیا نہیں   یَتَدَبَّرُوْنَ۔غور کرتے   الْقُرْاٰنَ۔قرآن پر   اَمْ۔یا

عَلٰی۔اوپر   قُلُوْبٍ۔دلوں کے   اَقْفَالُھَا۔تالے پڑے ہیں   اِنَّ۔بے شک

الَّذِیْنَ۔وہ جو   ارْتَدُّوْا۔پھرگئے   عَلٰٓی۔اوپر   اَدْبَارِھِمْ۔اپنی ایڑیوں کے

مِّنْۢ بَعْدِ۔بعد اس کے   مَا۔جو   تَبَیَّنَ۔ظاہر ہوگئی   لَھُمُ۔ان کیلئے

الْھُدَی۔ہدایت   الشَّیْطٰنُ۔شیطان نے   سَوَّلَ۔فریب دیا   لَھُمْ۔ان کو

وَ۔اور   اَمْلٰی۔امید دلائی   لَھُمْ۔ان کو   ذٰلِکَ۔یہ

بِاَنَّھُمْ۔اس لئے کہ انہوں نے   قَالُوْا۔کہا   لِلَّذِیْنَ۔ان کو جنہوں نے   کَرِھُوْا۔ناپسند کیا

مَا۔اس کو جو   نَزَّلَ۔اتارا   اللّٰہُ۔اللہ نے   سَنُطِیْعُکُمْ۔ہم کہا مانیں

گے تمہارا   فِیْ بَعْضِ الْاَمْرِ۔بعض کاموں میں   وَ۔اور

اللّٰہُ۔اللہ   یَعْلَمُ۔جانتا ہے   اِسْرَارَ۔سرگوشیاں   ھُمْ۔ان کی

فَکَیْفَ۔توکیسے ہوگا   اِذَا۔جب   تَوَفَّتْھُمْ۔فوت کریں گے ان کو

الْمَلٰٓئِکَۃُ۔فرشتے   یَضْرِبُوْنَ۔ماریں گے   وُجُوْھَھُمْ۔ان کے مونہوں پر

وَ۔اور   اَدْبَارَھُمْ۔ان کی پیٹھوں پر   ذٰلِکَ۔یہ

بِاَنَّھُمُ۔اس لئے کہ   اتَّبَعُوْا۔پیروی کی انہوں نے   مَآ۔اس کی جو

اَسْخَطَ۔ناپسند کیا   اللّٰہَ۔اللہ نے   وَ۔اور   کَرِھُوْا۔انہوں نے ناپسند

کیا   رِضْوَانَہٗ۔اس کی رضامندی کو   فَاَحْبَطَ۔توضائع کردیئے

اَعْمَالَھُمْ۔ان کے عمل

حل لغات نادرہ

سَوَّلَ۔مذبذب کردیا۔

اَمْلٰی۔ازاملاء۔امہال اوراملاء مہلت دینا۔حاصل معنی درازی عمر۔

مختصر تفسیر تیسرا رکوع۔ سورۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ پ ۲۶

وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُورَةٌ ۖ فَإِذَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ ۙ رَأَيْتَ
الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَأَوْلَىٰ لَهُمْ ﴿۲۰﴾

اور سچے مسلمان تو یہ تمنا ظاہر کرتے ہیں اے کاش جہاد کے لئے کوئی سورت نازل ہو اور جب سورت نازل ہو اور اس میں واضح طور پر جہاد کا حکم ہو تو اے محبوب! جن لوگوں کے دل میں نفاق کی بیماری ہے۔ آپ ان کو دیکھیں گے کہ وہ آپ کی طرف خوفزدہ ہو کر دیکھ رہے ہیں۔ جیسے کسی پر موت کی بے ہوشی طاری ہو اور اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں۔

فَأَوْلَىٰ لَهُمْ ﴿۲۰﴾ طَاعَةٌ وَقَوْلٌ مَّعْرُوفٌ ۚ فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللَّهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ﴿۲۱﴾

تو ان کے حق میں بہتر یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری کرتے اور کچھ پوچھیں تو صاف اور اچھی طرح جواب عرض کریں اور اگر (لڑائی ٹھن جائے) تو یہ لوگ اس صورت میں خدا سے سچے رہیں تو یہ ان کے حق میں بہتر ہے۔

آیہ کریمہ میں مومنین کو جہاد کے شوق میں یہ عرض کرنا محسوس ہوا کہ جہاں اور احکام آرہے ہیں وہاں جہاد کے بھی احکام کیوں نہیں آتے۔ اس پر آیہ کریمہ نازل ہوئی کہ ایمان والے تو یہ چاہتے ہیں کہ احکام جہاد نازل ہوں مگر منافقین اسلام ان احکام کو سن کر ایسے غش ہوتے ہیں کہ گویا موت طاری ہو رہی ہے چنانچہ ارشاد ہوا: فَاَوْلٰى لَهُمْ کہ ایمان والوں کے لئے تو یہ بہتر ہے کہ وہ اطاعت کرتے ہوئے قول معروف کی پیروی کریں اور ان کے لئے یہ اجر بھی ہے کہ جب وہ جہاد کے لئے پختگی سے آگے بڑھیں تو ان کے لئے بھلائیاں ہی بھلائیاں ہیں۔ لیکن یہ بے دین ان کا تو حال ہے کہ

فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ﴿۲۲﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ ﴿۲۳﴾

تو منافقو! کیا تم سے یہ بعید ہے کہ جہاد کرنے سے تم پیٹھ پھیر بیٹھو تو اس صورت میں بھی ملک میں فساد کرنے لگ جاؤ اور اپنے رشتوں ناطوں کو توڑ ڈالو۔ یہی لوگ ہیں جن پر خدا نے لعنت کی اور ان کو حق سننے سے بہرا اور راہ راست کے دیکھنے سے ان کو اندھا کر دیا۔ ان کا ماحول ایسا ہے کہ جب احکام جہاد ان تک پہنچیں تو آپس میں بھی جھگڑ بیٹھتے ہیں اور رشتے ناطے توڑ دیتے ہیں۔ اسی لئے اللہ عزوجل نے ان پر لعنت فرمائی اور ان کے کان حق نوشی سے بہرے کر دیئے اور حق بات دیکھنے سے انہیں اندھا کر دیا۔ آگے توبیخاً فرمایا:

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ﴿۲۴﴾ إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ
الْهُدَى ۙ الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَىٰ لَهُمْ ﴿۲۵﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ
الْأَمْرِ ۖ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ ﴿۲۶﴾

کیا یہ لوگ قرآن کے مطالب کو نہیں سمجھتے یا دلوں پر تالے لگا رکھے ہیں۔ بے شک جن لوگوں کو دین کا سیدھا راستہ معلوم ہو گیا پھر وہ اپنے الٹے پاؤں پھر گئے شیطان نے ان کو دھوکے میں رکھا اور ان کی آرزوؤں کی رسیاں دراز کر دی ہیں اور یہ ان لوگوں کا پیٹھ پھیر بیٹھنا اس سبب سے ہے کہ جو لوگ قرآن کو جو خدا نے اتارا ہے، ناپسند کرتے ہیں۔ (مثلاً یہود) یہ منافق ان سے کہا کرتے ہیں کہ بعض باتوں میں ہم تمہاری ہی صلاح پر چلیں گے اور اللہ ان کی سرگوشیوں کو خوب جانتا ہے۔

Marfat.com

5B

یہ آیات منافقین کے لئے نازل ہوئیں کہ وہ کفر کو ترجیح دیتے تھے اور حق کو قبول کرنے میں انحراف کرتے تھے گویا یہ فرمایا کہ ان کے دلوں پر قفل لگے ہوئے ہیں کہ حق بات نہیں پہنچتی اور کفر کو قبول کرتے ہیں تو جو لوگ اسلام میں آکر مرتد ہو گئے اور حقانیت دیکھ کر منحرف ہوئے اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ شیطان نے ان کو پھسلا دیا اور ان کی دنیا میں رہنے کی آرزوؤں کو دراز کر دیا۔ اسی لئے ان کے منہ سے یہی لفظ نکلتے ہیں کہ ہم اسلام کے دشمن کی حمایت کریں گے اور جو اللہ عزوجل نے نازل فرمایا وہ ہمیں پسند نہیں اور ان کی یہ سرگوشیاں اور خفیہ راز اللہ عزوجل اچھی طرح جانتا ہے اور اپنے حبیب لبیب جناب مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء پر بھی منکشف فرما دیا۔ آگے تہدیداً ارشاد ہوا:

فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ﴿٢٧﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ﴿٢٨﴾

پھر اس وقت ان کا کیا حال ہوگا جب فرشتے ان کی روحیں قبض کریں گے اور ان کے مونہوں اور کولہوں پر مارتے ہوں گے اور ان کی یہ نوبت اس لئے ہوگی کہ جو چیز خدا کو بری لگتی ہے یہ اسی کے راستے پر چلے اور اس کی خوشی نہ چاہی تو خدا نے بھی ان کے عمل ملیا میٹ کر دیئے۔

آیہ کریمہ کا مفہوم واضح ہے کہ حیات دنیا میں یہ رنگ رلیاں منالیں، جب فرشتوں کے قبضہ میں جائیں گے تو ان کے چہروں پر کولہوں پر ضربیں پڑیں گی پھر پچھتائیں گے۔ اس کی وجہ بیان فرمائی کہ یہ اس لئے ایسا ہوگا کہ جس چیز سے اللہ عزوجل ناراض ہے اس کی طرف ان کا رجحان ہے اور جن باتوں کی اللہ تعالیٰ نے تعلیم دی اس سے نفرت کرتے ہیں اسی بنا پر فرمایا کہ اللہ عزوجل کی رضامندی سے کراہت کرنے والے وہ ہیں جن کے اچھے کام بھی سب رائیگاں اور بیکار ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع - سورۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم - پ ٢٦

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ﴿٢٩﴾

کیا وہ لوگ جن کے دلوں میں نفاق کا روگ ہے اس خیال میں ہیں کہ خدا ان کی دلی عداوتوں کو ظاہر نہیں فرمائے گا

وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ؕ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ﴿٣٠﴾

اور اے محبوب! ہم چاہتے تو تمہیں ان لوگوں کو ایسی اچھی طرح دکھا دیتے کہ آپ ان کو ان کی صورت ہی سے پہچان لیتے اور یوں بھی آپ ان کو ان کے طرز کلام سے ضرور پہچان لو گے اور اللہ تعالیٰ تم سب کے عملوں کو اچھی طرح جانتا ہے

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ ﴿٣١﴾

اور اے مسلمانو! تم سب کو ہم ضرور آزمائیں گے کہ تم میں جہاد کرنے والے افراد کو معلوم کر سکیں اور لڑائی کی تکلیفیں جو برداشت کرنے والے ہیں ان کو ٹھوک بجا کر (معلوم کر سکیں) تاکہ تمہارے اصلی حالات کو ہم جانچ لیں

Marfat.com

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَشَاقُّوا الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ لَنْ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا وَسَيُحْبِطُ أَعْمَالَهُمْ ﴿٣٢﴾

بے شک جن لوگوں نے انکار کیا اور اللہ کے راستہ سے روکا اور رسول کی مخالفت کی بعد اس کے کہ دین کا صاف راستہ ان پر ظاہر ہو گیا خدا کو یہ لوگ کسی طرح نقصان نہیں پہنچا سکیں گے بلکہ وہ انہی کے اعمال کو اکارت کردے گا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ ﴿٣٣﴾

اے ایمان والو! اللہ کے حکم پر چلو اور اللہ کے رسول کے حکم پر چلو اور رسول کی مخالفت کر کے اپنے عملوں کو برباد مت کرو

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ مَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ﴿٣٤﴾

بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور لوگوں کو خدا کے راستہ سے روکا پھر کفر کی حالت ہی میں مر گئے خدا انہیں ہرگز نہیں بخشے گا

فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلْمِ وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ وَاللَّهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَتِرَكُمْ أَعْمَالَكُمْ ﴿٣٥﴾

تو نہ سستی کرو اور آپس کی صلح کی طرف نہ بلاؤ (اور یہ جانے رہو کہ آخر کار) تم ہی غالب رہو گے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور تمہارے عملوں کے ثواب میں کسی طرح کی کمی نہیں کرے گا

إِنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَإِنْ تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا يُؤْتِكُمْ أُجُورَكُمْ وَلَا يَسْأَلْكُمْ أَمْوَالَكُمْ ﴿٣٦﴾

یہ دنیا کی زندگی بس نرا کھیل اور تماشہ ہے اور اگر خدا پر ایمان رکھو گے اور پرہیز گاری کرتے رہو گے تو وہ تم کو تمہارا اجر دے گا اور اپنے لئے تمہارے مال تم سے طلب نہیں کرے گا

إِنْ يَسْأَلْكُمُوهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوا وَيُخْرِجْ أَضْغَانَكُمْ ﴿٣٧﴾

اگر وہ تم سے اپنے لئے مال طلب کرے اور تم سے چمٹے (زیادہ طلب کرے) تو تم ضرور بخل کرو اور اس سے تمہاری دلی عداوتیں ظاہر ہوں

هَا أَنْتُمْ هَٰؤُلَاءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمِنْكُمْ مَنْ يَبْخَلُ وَمَنْ يَبْخَلْ فَإِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَفْسِهِ وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ ﴿٣٨﴾

تم لوگ (سن رکھو) کہ خدا کو تم کیا دو گے (تم تو ایسے دل کے تنگ ہو) کہ تم کو (اپنے قومی فائدے کے لئے) خرچ کرنے کے لئے بلایا جاتا ہے خدا کے راستہ میں اس پر بھی تم میں سے بہتیرے بخل سے کام لیتے ہیں تو جو بخل کرتا ہے حقیقت میں وہ اپنے سے بخل کرتا ہے ورنہ اللہ بے نیاز ہے اور تم اس کے محتاج ہو اور اگر تم خدا کے حکم

Marfat.com

منافق جو عداوتیں مومنین کے ساتھ رکھتے تھے اس پر ان کا یہ گمان تھا کہ ہمارا راز مسلمانوں پر ظاہر نہیں ہے فرمایا یہ گمان ان کا غلط ہے اللہ ان کی عداوتیں ظاہر فرما دے گا بلکہ اگر اللہ چاہے تو ان حاسد لوگوں کو بھی دکھا دے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَ لَوْ نَشَآءُ لَاَرَیْنٰکَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِیْمٰهُمْ ؕ وَ لَتَعْرِفَنَّهُمْ فِیْ لَحْنِ الْقَوْلِ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۰﴾ وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰی نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِیْنَ مِنْكُمْ وَ الصّٰبِرِیْنَ ۙ وَ نَبْلُوَاۡ اَخْبَارَكُمْ ﴿۳۱﴾

اور اے محبوب! ہم چاہیں تو آپ کو وہ لوگ اچھی طرح دکھا دیں کہ آپ ان کو صورت ہی سے پہچان لیں اور یقیناً آپ جانتے ہیں ان کی پیشانیوں سے اور یقیناً آپ پہچانتے ہیں ان کے طرز تکلم کو اور اللہ تمہارے عملوں کو جانتا ہے اور ہم آزمائیں گے تمہیں یہاں تک کہ جانیں ہم مجاہدین کو اور تم میں سے صبر کرنے والوں کو اور ہم جانچیں گے تمہارے حالات۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جب چاہا تو منافقین کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایسا ظاہر فرمایا کہ مسجد نبوی سے ستر منافق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکلوا دیئے اور قطعی فرمایا کہ اُخْرُجْ فَاِنَّکَ مُنَافِقٌ حالانکہ انہوں نے اپنا نفاق اتنا مخفی رکھا تھا کہ مسجد نبوی میں آ کر سنن و نوافل پڑھتے خطبہ سنتے ہوئے روتے مگر جب ارشاد ہوا: وَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ ۛؔ مَرَدُوْا عَلَی النِّفَاقِ ۫ لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ۔ اہل مدینہ میں بہت سے وہ ہیں جو نفاق پر اڑے ہوئے ہیں آپ انہیں جانتے ہوئے بھی نہیں جانتے ہم انہیں جانتے ہیں۔ گویا آپ چشم پوشی فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے اترے اور ستر بہتر کے قریب پکڑ کر مسجد سے باہر نکال دیئے اور فرمایا کہ اُخْرُجْ فَاِنَّکَ مُنَافِقٌ نکل تو منافق ہے۔ حالانکہ منافقانہ طریقہ اور نفاق کے طور پر ظاہر نہیں تھے مگر وہ جو فرمایا: وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَیْنٰکَهُمْ اگر ہم چاہیں تو یقیناً آپ کو دکھلا دیں تو اللہ تعالیٰ نے چاہا اور دکھا دیا اسی بنا پر آگے فرمایا: فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِیْمٰهُمْ۔ آپ ان کو ان کی پیشانیوں سے جانتے ہیں اور ان کے طرز تکلم سے آپ پہچانتے ہیں۔

آیۂ کریمہ سے واضح ہوا کہ نفاق منافقین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر روشن تھا مگر اپنے غایت خلق کی بناء پر انہیں ذلیل نہیں کیا جاتا تھا تو جب حکم آیا لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ تو بہ تعمیل حکم الٰہی عزوجل مسجد نبوی سے تمام کے تمام منافق نکال دیئے گئے اور اللہ تعالیٰ ان کے عملوں کو اور اس کی حقیقت کو خوب جانتا ہے کہ وہ سنتیں جمعہ میں آ کر کیوں پڑھتے تھے اور خطبہ میں گریہ وزاری کیوں کرتے تھے آگے ارشاد ہے کہ ہم آزمائیں گے تمہیں یہاں تک کہ سچے جانباز مجاہد واضح ہو جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مجاہدین اسلام میں کچھ منافقین بھی شامل ہو جاتے تھے۔

ایک منافق کا واقعہ ہے کہ اس نے خوب میدان کیا حتیٰ کہ اس کا ہاتھ کٹ گیا۔ صحابہ علیہم رضوان نے اس کی تعریف کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر وہ ایمان لے کر لڑا ہے تو اچھا ہے ورنہ جہنمی ہے۔ غرضکہ ایسا ہی ہوا کہ ہاتھ کی تکلیف سے مضطر ہوا اس نے اپنے کو ہلاک کر ڈالا اور جہنم میں گیا اور ایسے واقعات بہت سے ہیں جن کو بخوف طوالت نقل نہیں کیا جاتا۔ آگے ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ شَآقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمُ الْهُدٰی ۙ لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰهَ شَیْـًٔا ؕ وَ سَیُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ﴿۳۲﴾

بے شک جن لوگوں پر دین کا سیدھا راستہ صاف ظاہر ہو گیا اور ظاہر ہوئے پیچھے انہوں نے انکار کیا اور اللہ کے راستہ

سے لوگوں کو روکا رسول کی مخالفت کی خدا کو یہ لوگ کسی طرح کا نقصان نہیں پہنچا سکیں گے بلکہ وہ ان کے عملوں کو اکارت اور برباد کردے گا۔

آیہ کریمہ میں صاف بتلایا کہ جو کافر ہوئے ان پر ہدایت کے راستے روشن تھے مگر کفر وعناد پر ایسے جمے کہ انحراف کیا ان کے لئے ارشاد ہوا کہ وہ اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے البتہ اللہ ان کے عملوں کو حبط فرما کر رائیگاں کردے گا۔ اس لئے کہ اعمال صالحہ ہمیشہ ایمان کی شرط پر فائدہ مند ہیں۔ اگر ایمان نہیں تو کتنا ہی دان پن کیا جائے کتنی ہی خیرات کریں اس پر وعید شدید ہے: فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا اگر چہ وہ تمام روئے زمین سونے سے پر کر کے خیرات کر دیں تو ہرگز ہرگز قبول نہ کی جائے گی اسی بناء پر یہاں بھی اس کے عمل حبط ہو جائیں گے اب ارشاد ہے جس میں مومنین کو مخاطب کر کے فرمایا گیا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۳﴾

اے ایمان والو خدا کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور خدا اور رسول کی مخالفت کر کے اپنے اعمال کو برباد نہ کرو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ﴿۳۴﴾

بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور لوگوں کو خدا کے راستہ سے روکے رکھا پھر کفر کی حالت ہی میں مر گئے خدا انہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔

آیہ کریمہ میں بتایا گیا کہ اطاعت الٰہی واطاعت رسالت پناہی ﷺ عمل کی قبولیت میں شرط ہے اور جو بلا اطاعت عمل کرے اس کے تمام عمل رائیگاں ہیں۔ اس کے بعد ارشاد ہوا کہ جو کافر ہیں اور اللہ کے راستہ سے روکتے ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عناد رکھتے ہیں باوجودیکہ معجزات باہرہ ان کے سامنے روشن ہو چکے، حقانیت واضح ہوگئی اور اسی حالت میں وہ مرے ان کا کوئی عمل مقبول نہ ہوگا اب اس کے بعد تسلی دی جاتی ہے اور ارشاد ہوتا ہے:

فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْۤا اِلَى السَّلْمِ ۖ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۖ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۵﴾ اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْـَٔلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ ﴿۳۶﴾ اِنْ يَّسْـَٔلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ﴿۳۷﴾

اور اے مسلمانو! تم بودے نہ بنو اور (خود پیام دے کر دشمنوں کو) صلح کی طرف نہ بلاؤ اور (یہ جان لو کہ آخر کار) تم ہی غالب رہو گے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور تمہارے عملوں کے ثواب میں کسی طرح کی کمی نہ کرے گا۔ اور اگر (بالفرض) وہ تم سے (اپنے لئے) مال طلب کرے اور تم کو اصرار سے چمٹے تو تم ضرور بخل کرو اور اس سے تمہاری دلی عداوتیں ظاہر ہوں۔

بودے بن کر ان کو صلح کی دعوت مت دو تم ہمیشہ غالب رہو گے اور اللہ عزوجل تمہارے ساتھ ہے اور اعمال کے ثواب میں کمی نہ فرمائے گا۔ دنیا کی زندگی تو کھیل کود ہے اور اگر تم ایمان لاؤ اور پرہیزگاری اختیار کرو تو تمہیں تمہارے عملوں کا بدلہ دیا جائے گا اور وہ تمہارے مال طلب نہیں کرتا۔

غرضکہ مشرکین سے بے نیاز رہنے کی تعلیم اور مسلمانوں کو غالب رہنے کی بشارت ہے اور اپنی بے نیازی کا مظاہرہ ہے

کہ وہ تم سے اور تمہارے مالوں سے بے نیاز ہے اِنۡ تُقۡرِضُوا اللّٰہَ قَرۡضًا حَسَنًا جو فرمایا یہ بندوں پر کرم ہے کہ خیرات و صدقات کے دینے کو قرض حسن سے تعبیر فرمایا ورنہ وہ ذات نہ قرض حسن لینے کی محتاج اور نہ اسے احتیاج یہ کرم خاص ہے کہ بندوں کو خیرات وصدقات کی تعلیم میں اپنی طرف سے قرض سے تشبیہ دی اور بتا بھی دیا کہ اگر ہم تم سے لیتے اور اس پر اصرار فرماتے تو تم دل میں تنگ ہو جاتے اور تم بخیل بن جاتے اور تمہارے کینے ظاہر ہو جاتے۔ اب آگے ارشاد باری ہے:

هٰۤاَنۡتُمۡ هٰۤؤُلَآءِ تُدۡعَوۡنَ لِتُنۡفِقُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ‌ۚ فَمِنۡكُمۡ مَّنۡ يَّبۡخَلُ‌ۚ وَمَنۡ يَّبۡخَلۡ فَاِنَّمَا يَبۡخَلُ عَنۡ نَّـفۡسِهٖ‌ؕ وَ اللّٰهُ الۡغَنِىُّ وَاَنۡتُمُ الۡفُقَرَآءُ‌ۚ وَاِنۡ تَتَوَلَّوۡا يَسۡتَبۡدِلۡ قَوۡمًا غَيۡرَكُمۡۙ ثُمَّ لَا يَكُوۡنُوۡۤا اَمۡثَالَكُمۡ ۝۳۸

ہاں تم لوگ ایسے ہو کہ تمہیں بلایا جاتا ہے تاکہ تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو تو بعض تم میں سے وہ ہیں جو بخل کریں گے اور جو بخل کرے گا وہ اپنی ہی جان پر کرے گا اللہ تعالیٰ غنی ہے اور تم اس کے در کے فقیر اور اگر تم نے انحراف کیا تو بدل کر تمہاری قوم کو دوسری قوم لے آئے گا پھر وہ تمہاری طرح نہیں ہوگی۔

یعنی اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ کرنے سے بخل کرنا عتاب الٰہی عزوجل کا مستوجب ہے حتیٰ کہ اس پر یہ وعید شدید آیا کہ اگر مال کو محبت کی ترجیح دی تو ہم تم سب کو ہلاک کردیں گے اور تمہاری جگہ دوسرے لائیں گے جو ایسے نہ ہوں گے۔

تمت السورة محمد صلى الله عليه و آله وسلم

Marfat.com

سورة الفتح

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع - سورۂ فتح - پ ۲۶

اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا ۙ﴿۱﴾

اے محبوب (حدیبیہ کی صلح کیا ہوئی) حقیقت میں ہم نے کھلم کھلا تمہاری فتح کرادی

لِّیَغۡفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡۢبِکَ وَ مَا تَاَخَّرَ وَ یُتِمَّ نِعۡمَتَہٗ عَلَیۡکَ وَ یَہۡدِیَکَ صِرَاطًا مُّسۡتَقِیۡمًا ۙ﴿۲﴾

تاکہ اللہ آپ کے سبب سے گناہ بخشے اگلوں اور پچھلوں کے اور اپنی نعمتیں آپ پر تمام کردے اور آپ کو سیدھی راہ پر قائم رکھے

وَّ یَنۡصُرَکَ اللّٰہُ نَصۡرًا عَزِیۡزًا ﴿۳﴾

اور اللہ آپ کی زبردست مدد فرمائے

ہُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ السَّکِیۡنَۃَ فِیۡ قُلُوۡبِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ لِیَزۡدَادُوۡۤا اِیۡمَانًا مَّعَ اِیۡمَانِہِمۡ ؕ وَ لِلّٰہِ جُنُوۡدُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ عَلِیۡمًا حَکِیۡمًا ۙ﴿۴﴾

وہی ہے جس نے ایمان والوں کے دلوں میں اطمینان ڈالا تاکہ انہیں یقین پر یقین بڑھے اور اللہ ہی کے ملک تمام لشکر آسمانوں اور زمین کے ہیں اور اللہ علم و حکمت والا ہے

لِّیُدۡخِلَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا وَ یُکَفِّرَ عَنۡہُمۡ سَیِّاٰتِہِمۡ ؕ وَ کَانَ ذٰلِکَ عِنۡدَ اللّٰہِ فَوۡزًا عَظِیۡمًا ۙ﴿۵﴾

تاکہ ایمان والے مردوں اور عورتوں کو داخل فرمائے جنت کے باغوں میں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں ہمیشہ ان میں رہیں اور ان کے گناہوں کا کفارہ کردے اور یہ اللہ کے ہاں بڑی ہی کامیابی ہے

وَّ یُعَذِّبَ الۡمُنٰفِقِیۡنَ وَ الۡمُنٰفِقٰتِ وَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ وَ الۡمُشۡرِکٰتِ الظَّآنِّیۡنَ بِاللّٰہِ ظَنَّ السَّوۡءِ ؕ عَلَیۡہِمۡ دَآئِرَۃُ السَّوۡءِ ۚ وَ غَضِبَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ وَ لَعَنَہُمۡ وَ اَعَدَّ لَہُمۡ جَہَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتۡ مَصِیۡرًا ﴿۶﴾

اور عذاب دے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو جو اللہ پر گمان رکھتے ہیں برا گمان اب بھی مصیبت کے چکر میں آگئے اور خدا کا غضب ان پر نازل ہوا اور اس نے ان کو پھٹکار دیا اس کے علاوہ اس نے ان کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے

وَ لِلّٰہِ جُنُوۡدُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ عَزِیۡزًا حَکِیۡمًا ﴿۷﴾

اور آسمانوں اور زمین کی مخلوقات کے لشکر سب اللہ ہی کے ہیں اور اللہ زبردست حکمت والا ہے

اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ شَاہِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیۡرًا ۙ﴿۸﴾

اور اے محبوب! ہم نے آپ کو شاہد عالم اور خوش خبری دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا

Marfat.com

لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۹﴾

تاکہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم کرو اور ان کا وقار دل میں رکھو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۰﴾

وہ لوگ جو آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے تو جس نے عہد توڑا تو وہ عہد شکنی کا وبال اپنی جان پر لے رہا ہے اور جس نے پورا کیا وہ عہد جو اس نے اللہ سے کیا تھا تو بہت جلد اسے اللہ پورا ثواب دے گا

حل لغات پہلا رکوع-سورۃ فتح-پ ۲۶

اِنَّا-بے شک ہم نے	فَتَحْنَا-فتح دی	لَكَ-آپ کو	فَتْحًا-فتح
مُّبِيْنًا-کھلی کھلی	لِّيَغْفِرَ-تاکہ بخشے	لَكَ-آپ کو	اللّٰهُ-اللہ
مَا-جو	تَقَدَّمَ-پہلے ہو چکے	مِنْ ذَنْۢبِكَ-آپ پر الزام	وَ-اور
مَا-جو	تَاَخَّرَ-پیچھے ہیں	وَ-اور	يُتِمَّ-پوری کرے
نِعْمَتَهٗ-اپنی نعمت	عَلَيْكَ-آپ پر	وَ-اور	يَهْدِيَكَ-راہ دکھائے تجھ کو
صِرَاطًا-راہ	مُّسْتَقِيْمًا-سیدھی	وَّ-اور	يَنْصُرَكَ-مدد کرے آپ کی
اللّٰهُ-اللہ	نَصْرًا-مدد	عَزِيْزًا-زبردست	هُوَ-وہ
الَّذِيْۤ-اللہ وہ ہے جس نے	اَنْزَلَ-اتاری	السَّكِيْنَةَ-تسلی	فِيْ-بیچ
قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ-مومنوں کے دلوں کے		لِيَزْدَادُوْۤا-تاکہ زیادہ ہوں	اِيْمَانًا-ایمان میں
مَّعَ-ساتھ	اِيْمَانِهِمْ-اپنے ایمان کے	وَ-اور	لِلّٰهِ-اللہ ہی کے ہیں
جُنُوْدُ-لشکر	السَّمٰوٰتِ-آسمانوں	وَ-اور	الْاَرْضِ-زمین کے
وَ-اور	كَانَ-ہے	اللّٰهُ-اللہ	عَلِيْمًا-جاننے والا
حَكِيْمًا-حکمت والا	لِّيُدْخِلَ-تاکہ داخل کرے	الْمُؤْمِنِيْنَ-مومن مردوں	وَ-اور
الْمُؤْمِنٰتِ-مومن عورتوں کو	جَنّٰتٍ-باغوں میں کہ	تَجْرِيْ-چلتی ہیں	مِنْ تَحْتِهَا-ان کے نیچے
الْاَنْهٰرُ-نہریں	خٰلِدِيْنَ-ہمیشہ رہیں	فِيْهَا-اس میں	وَ-اور
يُكَفِّرَ-دور کرے	عَنْهُمْ-ان سے	سَيِّاٰتِهِمْ-ان کی برائیاں	وَ-اور
كَانَ-ہے	ذٰلِكَ-یہ	عِنْدَ-نزدیک	اللّٰهِ-اللہ کے
فَوْزًا-کامیابی	عَظِيْمًا-بڑی	وَّ-اور	يُعَذِّبَ-سزا دے

Marfat.com

اَلْمُنٰفِقِيْنَ۔منافق مردوں	وَ۔اور	اَلْمُنٰفِقٰتِ۔منافق عورتوں کو	وَ۔اور
اَلْمُشْرِكِيْنَ۔مشرک مردوں	وَ۔اور	اَلْمُشْرِكٰتِ۔مشرک عورتوں کو	الظَّآنِّيْنَ۔جوظن کرتے ہیں
بِاللّٰهِ۔اللہ کے متعلق	ظَنَّ۔ظن	السَّوْءِ۔برے	عَلَيْهِمْ۔انہی پر ہے
دَآئِرَةُ۔گردش	السَّوْءِ۔بری	وَ۔اور	غَضِبَ۔ناراض ہوا
اللّٰهُ۔اللہ	عَلَيْهِمْ۔ان پر	وَ۔اور	لَعَنَهُمْ۔لعنت کی ان پر
وَ۔اور	اَعَدَّ۔تیارکی	لَهُمْ۔ان کے لئے	جَهَنَّمَ۔دوزخ
وَ۔اور	سَآءَتْ۔بری ہے	مَصِيْرًا۔جگہ پھرنے کی	وَ۔اور
لِلّٰهِ۔اللہ کے لئے ہیں	جُنُوْدُ۔لشکر	السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں	وَ۔اور
الْاَرْضِ۔زمین کے	وَ۔اور	كَانَ۔ہے	اللّٰهُ۔اللہ
عَزِيْزًا۔غالب	حَكِيْمًا۔حکمت والا	اِنَّآ۔بے شک ہم نے	اَرْسَلْنٰكَ۔بھیجا تجھ کو
شَاهِدًا۔گواہی دینے والا	وَّ۔اور	مُبَشِّرًا۔خوشخبری دینے والا	وَّ۔اور
نَذِيْرًا۔ڈرانے والا	لِتُؤْمِنُوْا۔تاکہ تم ایمان لاؤ	بِاللّٰهِ۔اللہ پر	وَ۔اور
رَسُوْلِهٖ۔اس کے رسول پر	وَ۔اور	تُعَزِّرُوْهُ۔تعظیم کرواس کی	وَ۔اور
تُوَقِّرُوْهُ۔توقیر بجالاؤ	وَ۔اور	تُسَبِّحُوْهُ۔تسبیح بیان کرو	هُ۔اس کی
بُكْرَةً۔صبح	وَّ۔اور	اَصِيْلًا۔شام	اِنَّ۔بے شک
الَّذِيْنَ۔وہ جو	يُبَايِعُوْنَكَ۔بیعت کرتے ہیں آپ سے		اِنَّمَا۔اس کے سوانہیں
يُبَايِعُوْنَ۔وہ بیعت کرتے ہیں	اللّٰهَ۔اللہ سے	يَدُ۔ہاتھ	اللّٰهِ۔اللہ کا ہے
فَوْقَ۔اوپر	اَيْدِيْهِمْ۔ان کے ہاتھوں کے	فَمَنْ۔تو جس نے	نَّكَثَ۔توڑا
فَاِنَّمَا۔تو اس کے سوانہیں	يَنْكُثُ۔وہ توڑتا ہے	عَلٰى۔اوپر	نَفْسِهٖ۔اپنی جان کے
وَ۔اور	مَنْ۔جس نے	اَوْفٰى۔پورا کیا	بِمَا۔جو
عٰهَدَ۔عہد کیا تھا	عَلَيْهُ۔اس پر	اللّٰهَ۔اللہ سے	فَسَيُؤْتِيْهِ۔تو دے گا اس کو
اَجْرًا۔اجر	عَظِيْمًا۔بڑا		

حل لغات نادرہ

نَّكَثَ۔جس نے عہد شکنی کی۔

مختصر تفسیر پہلا رکوع۔سورۃ فتح۔پ ۲۶

یہ سورۃ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔اس میں چار رکوع ۲۹ آیتیں ۵۸۶ کلمات اور ۲۵۵۹ حروف ہیں۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۝ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ وَ يُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَ

Marfat.com

يَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ﴿۲﴾ وَيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيزًا ﴿۳﴾

بے شک ہم نے آپ کے لئے روشن فتح دی تا کہ اللہ آپ کے سبب سے آپ کے اگلوں اور آپ کے پچھلوں کے گناہ بخش دے اور اپنی نعمتیں آپ پر تمام کر دے اور آپ کو سیدھی راہ پر قائم رکھے اور اللہ آپ کی زبردست مدد فرمائے۔

آیت کریمہ میں اِنَّا فَتَحْنَا فرما کر لِّيَغْفِرَ لَكَ فرمایا ہے یہ لام جو لِّيَغْفِرَ پر ہے سببی ہے۔ خازن اور روح البیان میں اسے لام سببی ظاہر کیا گیا ہے تو اس کے معنی یہ بنے ''تا کہ بخش دے آپ کی ذات کے باعث آپ کے غلاموں کے پہلے پچھلے گناہ''۔ اور یہ وہی مضمون ہے جو سورۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہلے بیان ہو چکا ہے اور وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ پر ہم لکھ چکے۔ یہاں اور وضاحت سے فرمادیا کہ آپ کے سبب سے آپ کے پہلے اور پچھلے غلاموں کے گناہ معاف فرمائے اور اگر اس کے یہ معنی لئے جائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گناہ معاف ہوں تو پھر عصمت انبیاء علیہم السلام کا مسئلہ جو عقیدۂ اہل سنت ہے، لغو ہو جائے گا۔ بناء بریں لام سببی ہی ماننا پڑے گا اور گناہوں کی معافیاں غلامان مصطفیٰ ﷺ کی ہوں گی۔

شان نزول آیت کریمہ کا یہ ہے کہ سورۃ اِنَّا فَتَحْنَا حدیبیہ سے واپس ہوتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم رضوان نے اس کے نزول پر بہت بڑی خوشی منائی اور بخاری ومسلم و ترمذی کی روایات کے مطابق صحابہ علیہم رضوان نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبارک بادیں پیش کیں۔ حدیبیہ مکہ مکرمہ کے نزدیک ایک کنواں تھا۔ مختصر واقعہ یہ ہے کہ

سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع اپنے اصحاب علیہم رضوان کے امن کے ساتھ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ کعبہ کی کنجی عثمان بن طلحہ سے لی طواف فرمایا اور عمرہ کیا۔ جملہ اصحاب علیہم رضوان کو اس خواب کی خبر دی اور یہ بھی یہاں سمجھ لینا ضروری ہے کہ نبی کا خواب وحی کے درجہ پر ہوتا ہے وہ خیال یا اضغاث احلام نہیں ہو سکتا۔ اسی بناء پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی خبر صحابہ علیہم رضوان کو دی اور صحابہ علیہم رضوان کے اعتقاد میں چونکہ نبی ﷺ کا خواب وحی تھا اسی وجہ میں بہت خوش ہوئے اور سمجھ گئے کہ یہ بشارت عظمیٰ ہے۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہزار چار سو اصحاب علیہم رضوان کے ساتھ یکم ذی تعدہ ۶ھ کو عمرہ کا قصد فرمایا۔ مقام ذوالحلیفہ پہنچ کر مسجد میں دو رکعت ادا فرمائے (یہ وہ مقام ہے جو مدینہ والوں کا میقات ہے۔ مدینہ منورہ سے چل کر جب حاجی مکہ معظمہ آتا ہے تو اسی جگہ سے احرام باندھتا ہے اور بعض اصحاب علیہم رضوان نے مقام جحفہ سے احرام باندھا۔

راستہ میں پانی ختم ہو گیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آفتابہ کے سوا اور کسی کے پاس پانی نہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا تو آپ نے اپنا دست اقدس آفتابہ میں رکھا تو انگشت ہائے مبارکہ سے چشمے جاری ہو گئے یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ تھا۔ تمام لشکر سیراب ہوا۔ جب مقام عسفان پر پہنچے تو خبر موصول ہوئی کہ کفار قریش بڑے ساز و سامان کے ساتھ جنگ کے لئے تیار ہیں اور مقام حدیبیہ پر جب تشریف لے آئے تو پانی کی ضرورت پڑی۔ اب پانی بالکل ختم تھا صحابہ علیہم رضوان نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ کے کنویں میں کلی فرمائی۔ یہ دوسرا معجزہ ہوا کہ پانی کنویں کے اوپر ابل آیا سب نے پانی پیا اور اونٹوں کو پلایا۔

یہاں کفار قریش کی طرف سے کئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال دریافت کرنے کے لئے بھیجے گئے سب نے

Marfat.com

یہی کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمرہ کے ارادہ سے تشریف لائے ہیں مگر اہل مکہ کو یقین نہ آیا۔ آخر کار انہوں نے عروہ بن مسعود ثقفی جو سرداران طائف میں سے قبیلہ بنی ثقیف کے بڑے متمول اور معتمد تھے کو یہاں بھیجا گیا۔ یہاں آ کر انہوں نے جان نثاران صحابہ علیہم رضوان کا نقشہ دیکھا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس قدر والہانہ عقیدت رکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غسالۂ وضو زمین پر گرنے نہیں دیتے اور لعاب دہن ہاتھوں میں لے کر تبرکاً اپنے بدن پر مل لیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اتنے مؤدب ہیں کہ نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے۔ اس نے واپس ہو کر اہل مکہ کو کہا کہ وہ یقیناً عمرہ کو تشریف لائے ہیں لیکن اگر وہ جنگ وجدل بھی فرمائیں تو ان کے ساتھ وہ جانباز ہیں کہ تم ان پر فتح یاب نہیں ہو سکتے۔ میں نے شاہان فارس وروم کے یہاں یہ جلال وہیبت نہیں دیکھا۔

اس پر اہل مکہ نے کہا: ''ایسی بات مت کہو ہم اس سال انہیں واپس کر دیں گے۔ وہ اگلے سال آئیں۔''

عروہ نے کہا: ''مجھے اندیشہ ہے کہ تم پر کوئی مصیبت نہ آئے۔''

عروہ یہ کہہ کر واپس ہو گئے اور بعد میں مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

اس واقعہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ علیہم رضوان سے بیعت لی جسے بیعت رضوان کہا جاتا ہے۔ بیعت کی خبر سن کر کفار خوفزدہ ہوئے تو انہوں نے صلح کی پیشکش کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منظور فرمائی صلح نامہ پر دستخط ہو گئے سال آئندہ پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تشریف لانا قرار پایا۔ اور یہ صلح مسلمانوں کے حق میں بہت نافع ہوئی بلکہ نتائج کے اعتبار سے فتح ثابت ہوئی۔ اسی لئے قرآن کریم نے فرمایا اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِیْنًا۔ چنانچہ اس سے اکثر مفسرین نے فتح سے صلح حدیبیہ مراد لی ہے اور بعض نے تمام فتوحات اسلامیہ جو آئندہ ہونے والی تھیں ان کی بشارت مراد لی ہے آگے ارشاد ہے:

هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ لِیَزْدَادُوْۤا اِیْمَانًا مَّعَ اِیْمَانِهِمْ ؕ وَ لِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًاۙ ④ لِّیُدْخِلَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَ یُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِیْمًاۙ ⑤ وَّ یُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتِ
وَ الْمُشْرِكِیْنَ وَ الْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّیْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ؕ عَلَیْهِمْ دَآىِٕرَةُ السَّوْءِ ۚ وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَ لَعَنَهُمْ وَ
اَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِیْرًا ⑥ وَ لِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَكِیْمًا ⑦

وہی ہے جس نے ایمان والوں کے دلوں میں سکون نازل فرمایا تاکہ بڑھے ان کا ایمان ایمان کے ساتھ اور اللہ ہی کی ملک ہے لشکر آسمانوں اور زمین کے اور اللہ علم والا حکمت والا ہے تاکہ داخل فرمائے مومن مرد وعورتوں کو ان باغیچوں میں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں اور ان کی خطائیں درگزر فرمائے اور یہ اللہ کے نزدیک بہت بڑی کامیابی ہے اور منافق مرد اور منافق عورتوں اور مشرک مرد اور مشرک عورتوں پر عذاب فرمائے جو اللہ پر برا گمان رکھتے ہیں ان پر بری گردش ہے ان پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے اور ان کے لئے تیار ہے دوزخ جو بری جگہ ہے لوٹنے کی اور اللہ کے لئے ہیں لشکر آسمانوں اور زمین کے اور اللہ بڑا غالب اور حکمت والا ہے۔

آیات کریمہ میں مومنوں کے لئے بشارت جنت اور منافق ومشرکین کے لئے وعید عذاب فرمایا گیا۔ اس کے بعد ارشاد ہے جس میں اپنے حبیب جناب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کو کائنات کا ناظر وحاضر بنا کر بشارت دینے والا اور ڈر سنانے والا ظاہر

Marfat.com

کیا اور یہ حقیقت ہے کہ بشارت دینا اس وقت تک صحیح نہیں ہوسکتا جب تک بشیر خود مشاہدۂ نعمت نہ کر لے اسی طرح نذیر اس وقت تک نذیر نہیں ہوسکتا جب تک عذاب کے نقشے نہ دیکھ لے تو یہاں ضمناً اس بات کو دکھلایا گیا کہ ہمارے محبوب نے جنت و دوزخ ہی نہیں ملاحظہ کی بلکہ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا فرمایا جس پر تنوین تنکیر لائی گئی چنانچہ ارشاد ہے:

اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًاۙ۝۸ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُؕ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا۝۹

بے شک ہم نے آپ کو شاہد مطلق بنا کر بھیجا اور بشارت دیتا اور ڈر سناتا تاکہ تم ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور رسول کی تعظیم کرو اور ان کا وقار دل میں رکھو۔ اور اللہ کی تسبیح وتہلیل ہر صبح وشام کرو۔

آیۂ کریمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شاہداً فرما کر تنوین تنکیر کے ساتھ شاہد مطلق بنایا اور شاہد کے معنی حاضر کے ہیں تو گویا بالفاظ دیگر یوں ارشاد ہوا: اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ حَاضِرًا اور جو حاضر ہوتا ہے اس کا ناظر ہونا لازمی ہے۔ بعض کوتاہ اندیش حاضر وناظر کہہ کر اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ تساوی کا الزام دیتے ہیں۔ حالانکہ علامہ شامی رحمہ اللہ نے تصریح کی کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر کہنے والے پر کفر کا حکم نہ لگایا جائے اس لئے کہ لفظ حاضر وناظر کی تاویل یا عَالِمٌ یا مَنْ یَّرَاہُ ہوسکتی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ حاضر ہے نہ ناظر۔ اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں حاضر وناظر استعمال نہیں کیا گیا۔ ننانویں اسماء حسنیٰ جو لکھے گئے اس میں حاضر وناظر نہیں اس لئے کہ یہ صفت اس کی ہے جس میں غائب ہونے کی اہلیت اور ناظر اس کی صفت ہے جو مقلۂ چشم سے دیکھنے کا محتاج ہو اللہ تعالیٰ نہ مقلۂ چشم کا محتاج اور نہ کبھی غائب ومعدوم۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ حاضر وناظر بندے ہی کو کہہ سکتے ہیں نہ کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کو تو اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا کے معنی حاضراً بالکل صحیح ہیں اور جو حاضر ہے اس کو ناظر ماننا لازمی ہے تو شاہداً کے ماتحت حاضراً و ناظراً کہنا صحیح ہوگا۔

اور یہ جہالت خالص ہے کہ جو حاضر وناظر اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ لگاتے ہیں۔ وہ عالم ہے وہ کائنات کا دیکھنے والا ہے مگر کسی آلہ کا محتاج نہیں اور جب محتاج آلہ نہیں تو اس کو ناظر کہنا غلط ہے اس لئے کہ ناظر کی لغت ہی اس کے لئے ہے جو مقلۂ چشم کا محتاج ہو اللہ تعالیٰ نے مقلۂ چشم اور مردمک حتیٰ کہ عین جسے کہا جاتا ہے سب بنائیں اور وہ آنکھ کا محتاج نہ کان کا محتاج بلکہ وہ وہ ذات ہے جس کی صفت غزالی رحمہ اللہ نے احیاء العلوم میں کی کہ سَمِیْعٌ لَا بِالْاُذُنِ بَصِیْرٌ لَا بِالْاَعْیُنِ۔ یہ تنگ نظر افراد اس طرح کے لایعنی اعتراض پہلو میں ڈال کر ایک اچھے مسلمان کو مشرک بنا ڈالتے ہیں اللہ عزوجل ہدایت کرے اور اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت بیان فرما کر تعظیم وتوقیر کی ہدایت کی گئی اور اپنے لئے تُسَبِّحُوْهُ فرما کر صبح سے شام تک تسبیح وتہلیل کرنے کا حکم ہوا۔ آگے ارشاد ہے اور اس واقعہ کو ظاہر کیا جاتا ہے جو حدیبیہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ علیہم رضوان سے بیعت لی تھی چنانچہ فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَؕ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا یَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖۚ وَ مَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَیْهُ اللّٰهَ فَسَیُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا۝۱۰

بے شک وہ جنہوں نے آپ کی بیعت کی انہوں نے یقیناً اللہ ہی سے بیعت کی ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ تھا تو جس نے عہد شکنی کی تو اس نے اپنی جان پر عہد شکنی کا وبال لیا اور جس نے پورا کیا وہ عہد جو اللہ سے کیا تھا تو بہت جلد اللہ تعالیٰ اسے

Marfat.com

بڑا ثواب عطا فرمائے گا۔

یہ بیعت رضوان کہلاتی ہے اور مقام حدیبیہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ علیہم رضوان سے لی تھی اور ظاہر ہے کہ صحابہ علیہم رضوان کے ہاتھ پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ تھا مگر آیت کریمہ میں بتایا کہ وہ ہاتھ اللہ کا ہاتھ تھا۔ ایسے ہی دوسرے موقع پر جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مٹھی کنکریوں کی پھینکی تھی وہاں بھی یہی فرمایا کہ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔ اے محبوب آپ نے وہ کنکریاں نہیں پھینکیں جب آپ نے پھینکی تھیں لیکن اللہ نے انہیں پھینکا۔

اس سے ثابت ہوا کہ معجزانہ شانیں جتنی بھی انبیاء علیہم السلام سے ثابت ہوتی ہیں وہ پردۂ نبی میں خدائی قوت کے مظاہرے ہوتے ہیں اسی طرح وہ بیعت جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لی اس پر قطعی طور پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست اقدس صحابہ علیہم رضوان کے ہاتھوں پر تھا۔ مگر اس بات کو موثق فرمانے کے لئے ارشاد ہوا کہ وہ بیعت آپ سے نہیں ہم سے ہوئی اور وہ ہاتھ آپ کا نہ تھا بلکہ ان کے ہاتھوں پر ہمارا ہاتھ تھا تو جب خدائی ہاتھ پر بیعت ہو چکی ہو تو اس بیعت کو توڑنا اپنی جان پر وبال لینا ہے اور جو اس معاہدے کو پورا کرے اس کے لئے وعدۂ اجر عظیم ہے۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع۔ سورۃ فتح ۔پ ۲۶

سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ شَغَلَتْنَا أَمْوَالُنَا وَأَهْلُونَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُولُونَ بِأَلْسِنَتِهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۚ قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۚ بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿۱۱﴾

اب تم سے کہیں گے دیہاتی لوگ کہ ہمیں ہمارے مال اور گھر والوں نے جانے سے مشغول رکھا اب حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہماری مغفرت چاہیں اپنی زبانوں سے وہ بات کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہے آپ فرما دیجئے کہ اللہ کے سامنے کون مختار ہے تمہارے لئے کچھ اگر وہ تمہارا برا چاہے یا تمہاری بھلائی کا ارادہ فرمائے بلکہ اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے

بَلْ ظَنَنْتُمْ أَنْ لَنْ يَنْقَلِبَ الرَّسُولُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلٰى أَهْلِيهِمْ أَبَدًا وَزُيِّنَ ذٰلِكَ فِي قُلُوبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ۖ وَكُنْتُمْ قَوْمًا بُورًا ﴿۱۲﴾

بلکہ تم تو یہ سمجھے ہوئے تھے کہ رسول ہرگز واپس نہ آئیں گے اور مومن اپنے گھروں میں ہمیشہ کے لئے اور اسی کو اپنے دلوں میں بھلا سمجھے ہوئے تھے اور تم نے برا گمان کیا اور تم ہلاک ہونے والے لوگ تھے

وَمَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَعِيرًا ﴿۱۳﴾

اور جو ایمان نہ لائے اللہ اور اس کے رسول پر تو ہم نے تیار کر رکھی ہے کافروں کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿۱۴﴾

اور اللہ ہی کے لئے آسمانوں اور زمین کی سلطنت ہے جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ
لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ ۚ يُرِيْدُوْنَ اَنْ
يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ۗ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ
اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ۗ
بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۵﴾

اب کہیں گے پیچھے بیٹھ رہنے والے جب تم غنیمتیں لینے چلو کہ ہمیں اپنے پیچھے آنے دو وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا کلام بدل دیں۔ آپ فرما دیجئے کہ تم ہرگز ہمارے ساتھ نہ آؤ۔ یونہی اللہ نے پہلے فرما دیا ہے۔ تو اب کہیں گے بلکہ تم ہم سے جلتے ہو۔ بلکہ وہ بات نہ سمجھتے تھے مگر تھوڑی

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى
قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ
يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ
وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ
عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶﴾

ان پیچھے رہنے والے دیہاتیوں سے فرما دیجئے عنقریب ایک سخت لڑائی والی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے کہ ان سے لڑو یا وہ مسلمان ہو جائیں اگر تم فرمان مانو گے اللہ تمہیں اچھا بدلہ دے گا اور اگر پھر جاؤ گے جیسے پہلے پھر گئے تھے تو تمہیں تو دردناک عذاب دے گا

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ
وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ۗ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ
رَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۷﴾

کسی اندھے پر تنگی نہیں اور نہ لنگڑے پر مضائقہ اور نہ بیمار کو مواخذہ اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے اللہ اسے جنت کے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں اور جو پھر جائے گا اسے دردناک عذاب فرمائے گا

حل لغات دوسرا رکوع۔ سورۃ فتح۔ پ ۲۶

سَيَقُوْلُ۔ اب کہیں گے	لَكَ۔ آپ سے	اَلْمُخَلَّفُوْنَ۔ پیچھے رہنے والے	
مِنَ الْاَعْرَابِ۔ دیہاتی لوگ		شَغَلَتْنَآ۔ ہمیں مشغول رکھا	اَمْوَالُنَا۔ ہمارے مالوں
وَ۔ اور	اَهْلُوْنَا۔ ہمارے گھر والوں نے		فَاسْتَغْفِرْ۔ تو آپ بخشش
مانگیں	لَنَا۔ ہمارے لئے	يَقُوْلُوْنَ۔ کہتے ہیں	بِاَلْسِنَتِهِمْ۔ اپنی زبانوں سے
مَّا۔ جو	لَيْسَ۔ نہیں	فِيْ۔ بیچ	قُلُوْبِهِمْ۔ ان کے دلوں کے
قُلْ۔ کہہ دیں	فَمَنْ۔ تو کون	يَّمْلِكُ۔ مختار ہے	لَكُمْ۔ تمہارے لئے
مِّنَ اللّٰهِ۔ اللہ سے	شَيْئًا۔ کچھ بھی	اِنْ۔ اگر	اَرَادَ۔ ارادہ کرے
بِكُمْ۔ تمہارے متعلق	ضَرًّا۔ ضرر کا	اَوْ۔ یا	اَرَادَ۔ ارادہ کرے
بِكُمْ۔ تمہارے متعلق	نَفْعًا۔ نفع کا	بَلْ۔ بلکہ	كَانَ۔ ہے
اَللّٰهُ۔ اللہ	بِمَا۔ اس سے جو	تَعْمَلُوْنَ۔ تم عمل کرتے ہو	خَبِيْرًا۔ خبردار
بَلْ۔ بلکہ	ظَنَنْتُمْ۔ خیال کیا تم نے	اَنْ۔ یہ کہ	لَّنْ۔ ہرگز نہ

6A

يَنْقَلِبَ-واپس آئے گا   الرَّسُوْلُ-رسول   وَ-اور   الْمُؤْمِنُوْنَ-مومن

اِلٰٓى-طرف   اَهْلِيْهِمْ-اپنے گھر والوں کے   اَبَدًا-کبھی بھی   وَّ-اور

زُيِّنَ-اچھا سمجھے   ذٰلِكَ-اسی کو   فِيْ-بیچ   قُلُوْبِكُمْ-اپنے دلوں کے

وَ-اور   ظَنَنْتُمْ-خیال کیا تم نے   ظَنَّ-خیال   السَّوْءِ-برا

وَ-اور   كُنْتُمْ-تھے تم   قَوْمًا-قوم   بُوْرًا-ہلاک ہونے والی

وَ-اور   مَنْ-جو   لَّمْ-نہ   يُؤْمِنْ-ایمان لائے

بِاللّٰهِ-اللہ   وَ-اور   رَسُوْلِهٖ-اس کے رسول پر   فَاِنَّآ-تو ہم نے

اَعْتَدْنَا-تیار کی   لِلْكٰفِرِيْنَ-کافروں کے لئے   سَعِيْرًا-بھڑکتی آگ   وَ-اور

لِلّٰهِ-اللہ ہی کی   مُلْكُ-بادشاہی ہے   السَّمٰوٰتِ-آسمانوں   وَ-اور

الْاَرْضِ-زمین میں   يَغْفِرُ-بخشے   لِمَنْ-جسے   يَّشَآءُ-چاہے

وَ-اور   يُعَذِّبُ-سزا دے   مَنْ-جسے   يَّشَآءُ-چاہے

وَ-اور   كَانَ-ہے   اللّٰهُ-اللہ   غَفُوْرًا-بخشنے والا

رَّحِيْمًا-رحم کرنے والا   سَيَقُوْلُ-جلدی کہیں گے   الْمُخَلَّفُوْنَ-پیچھے رہنے والے

اِذَا-جب   انْطَلَقْتُمْ-تم چلو گے   اِلٰى-طرف   مَغَانِمَ-غنیمتوں کی

لِتَاْخُذُوْ-تاکہ لو   هَا-ان کو   ذَرُوْنَا-چھوڑو ہمیں   نَتَّبِعْكُمْ-ہم تمہارے پیچھے

آئیں   يُرِيْدُوْنَ-وہ چاہتے ہیں   اَنْ-یہ کہ   يُّبَدِّلُوْا-بدل دیں

كَلٰمَ-کلام   اللّٰهِ-اللہ کا   قُلْ-فرمادیں   لَّنْ-ہرگز نہ

تَتَّبِعُوْ-پیچھے آؤ گے   نَا-ہمارے   كَذٰلِكُمْ-اسی طرح   قَالَ-کہا ہے

اللّٰهُ-اللہ نے   مِنْ قَبْلُ-پہلے سے   فَسَيَقُوْلُوْنَ-تو اب کہیں گے

بَلْ-بلکہ   تَحْسُدُوْنَنَا-تم ہم سے حسد کرتے ہو   بَلْ-بلکہ

كَانُوْا-تھے وہ   لَا-نہ   يَفْقَهُوْنَ-سمجھتے   اِلَّا-مگر

قَلِيْلًا-تھوڑا   قُلْ-فرمادیں   لِّلْمُخَلَّفِيْنَ-پیچھے رہنے والوں سے

مِنَ الْاَعْرَابِ-دیہاتیوں میں سے   سَتُدْعَوْنَ-اب بلائے جاؤ گے تم

اِلٰى-طرف   قَوْمٍ-قوم   اُولِيْ بَاْسٍ-لڑائی   شَدِيْدٍ-سخت والی کے

تُقَاتِلُوْنَهُمْ-تم ان سے لڑو گے   اَوْ-یا   يُسْلِمُوْنَ-وہ اسلام لائیں

فَاِنْ-تو اگر   تُطِيْعُوْا-تم فرمانبرداری کرو   يُؤْتِكُمُ-تو دے گا تم کو   اللّٰهُ-اللہ

اَجْرًا-اجر   حَسَنًا-اچھا   وَ-اور   اِنْ-اگر

تَتَوَلَّوْا-تم پھر جاؤ   كَمَا-جیسے   تَوَلَّيْتُمْ-تم پھر گئے تھے   مِّنْ قَبْلُ-پہلے

Marfat.com

يُعَذِّبْكُمْ۔ سزادے گا تم کو	عَذَابًا۔ عذاب	اَلِيْمًا۔ دردناک کی	لَيْسَ۔ نہیں
عَلَى۔ اوپر	الْاَعْمٰى۔ اندھے کے	حَرَجٌ۔ تنگی	وَّ۔ اور
لَا۔ نہ	عَلَى۔ اوپر	الْاَعْرَجِ۔ لنگڑے کے	حَرَجٌ۔ تنگی
وَّ۔ اور	لَا۔ نہ	عَلَى۔ اوپر	الْمَرِيْضِ۔ بیمار کے
حَرَجٌ۔ تنگی	وَ۔ اور	مَنْ۔ جو	يُّطِعِ۔ فرمانبرداری کرے
اللّٰهَ۔ اللہ	وَ۔ اور	رَسُوْلَهٗ۔ اس کے رسول کی	يُدْخِلْهُ۔ تو داخل کرے گا
اس کو	جَنّٰتٍ۔ باغوں میں کہ	تَجْرِيْ۔ چلتی ہیں	مِنْ تَحْتِهَا۔ ان کے نیچے
الْاَنْهٰرُ۔ نہریں	وَ۔ اور	مَنْ۔ جو	يَّتَوَلَّ۔ منہ پھیرے تو
يُعَذِّبْهُ۔ عذاب کرے گا اس کو	عَذَابًا۔ عذاب	اَلِيْمًا۔ دردناک	

حل لغات نادرہ

الْمُخَلَّفُوْنَ۔ پیچھے رہ جانے والے۔

بُوْرًا۔ جمع بائر ہلاک ہونے والے۔

مختصر تفسیر دوسرا رکوع۔ سورۃ فتح۔ پ ۲۶

سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۭ بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ⑪

اب آپ سے پیچھے رہنے والے دیہاتی لوگ یہ کہیں گے کہ ہمارے مالوں اور گھر والوں نے ہمیں جانے سے مشغول رکھا۔ اب حضور! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری بخشش مانگیں اپنی زبانوں سے وہ بات کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہے تو آپ فرمادیجئے کہ اللہ کے مقابل تم میں کسے اختیار ہے اگر وہ تمہارا برا چاہے یا تمہاری بھلائی کا ارادہ فرمائے بلکہ اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

قبیلہ بنی غفار و مزینہ و جہینہ و اشجع و اسلم یہ حوالی مدینہ منورہ کے رہنے والے تھے انہیں بادیہ نشین دیہاتی کہا جاتا تھا ان کو ظاہر طور پر معلوم تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ نیت عمرہ قربانیاں ساتھ لے کر مکہ تشریف لے جارہے ہیں مگر انہیں یہ خطرہ ہوا کہ قریش بہت زیادہ طاقتور ہیں ان کو واپس نہ آنے دیں گے اور جو ان کے ساتھ جائیں گے وہ بھی ہلاک ہو جائیں گے اس خطرہ سے وہ گھروں میں بیٹھ گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نہ گئے۔ جب صحابہ کرام علیہم رضوان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ واپس آئے اور انہوں نے صلح کا قصہ سنا تو انہوں نے معذرت کرنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آنے کی ٹھانی تو قرآن کریم میں اس کی خبر دی گئی کہ اے محبوب اب یہ آپ کے پاس جھوٹا عذر لے کر آئیں گے اور جو کچھ کہیں گے یہ صرف ان کا زبانی بیان ہوگا۔ ان کے دلوں میں یہ بات نہ ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حاضر آکر انہوں نے عرض کیا کہ شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا ہمیں ہمارے مالوں اور اہل و عیال کی حفاظت نے مشغول رکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ روانگی سے روکا۔ اب ہم عرض کرنے آئے ہیں کہ اب ہماری معافی کرادی جائے تو اللہ رب العزت کی طرف سے ارشاد ہوا

انہیں فرما دیجئے: فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا کون ہے جو اللہ کے مقابلہ میں کچھ بھی طاقت رکھتا ہوا گر وہ چاہے تمہارا برا تو روک نہیں سکتا اور اگر وہ چاہے تمہارا بھلا تو حائل نہیں ہوسکتا اور جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اللہ تعالیٰ خبردار ہے اس کے بعد ارشاد ہوا:

بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰۤى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّزُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ۚۖ وَكُنْتُمْ قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿۱۲﴾ وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّاۤ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ﴿۱۳﴾۔

بلکہ تمہارا تو یہ گمان تھا کہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام مع صحابہ (علیہم رضوان) اپنے اہل وعیال میں اب کبھی نہیں آسکتے اور یہ خیال تمہارے دلوں میں بچ گیا تھا اور یہ تمہارا گمان بڑا برا گمان تھا اور تم ہلاک ہونے والی قوم میں سے تھے اور جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لائے تو ہم نے تیار کر رکھی ہے کافروں کے لئے دھکتی ہوئی آگ۔

آیہ کریمہ میں ان کے ظنون قلبی کو ظاہر فرمانے کے لئے ان کا حال بھی ظاہر کر دیا اور فرمادیا کہ عیال واموال کی محض حفاظت ہی تمہیں نہیں روک رہی تھی بلکہ وہ گمان باطل جو تمہیں یقین کے درجہ تک ہو گیا تھا اور قریش کے خوف نے تمہیں بزدل بنا دیا تھا وہی چیز تھی جس کی وجہ میں تم آج یہ عذر چھانٹ رہے ہو اور یہ تمہیں خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ وہ علیم وخبیر ہے کہ تمہارے خطرات قلبی کو بھی جانتا ہے اور اس گمان باطل کو جو قریش کی طرف سے تمہارے دل میں پیدا ہوا تھا جس نے تمہیں صحابہ علیہم رضوان کے ساتھ نکلنے سے روکا۔ وہ درحقیقت عدم اطاعت تھی نہ کہ مشغولیت اور عدم اطاعت پر جو اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی پیروی نہ کرے اس کے لئے ہمارے یہاں بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔ اس سے یہ مسئلہ بھی نکل آیا کہ حفاظت مال اور نگرانی عیال کی وجہ میں اگر کوئی نہ نکلے تو وہ معذور سمجھا جائے گا۔ اور محض بہانہ سازی کرنے کے لئے شَغَلَتْنَاۤ اَمْوَالُنَا الخ کہہ دے تو اس کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور جو سرتابی حکم کرے تو اس کے لئے عذاب شدید کا وعید ہے۔ آگے ارشاد ہے:

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۴﴾

اور اللہ ہی کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین میں، جسے چاہے بخشے اور جس پر چاہے عذاب کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس سے یہ امر واضح ہو گیا کہ علم اللہ عزوجل میں ہر خفیہ تدبیر اور مکاریاں روشن ہیں۔ باتیں بنانے اور عذر لا طائل کر کے اپنے کو بری ثابت کرنے سے علم الٰہی عزوجل میں اس کی براءت نہیں ہوسکتی۔ آگے ارشاد ہے جس میں ان کا حریص مال ہونا اور دنیا طلبی کی طرف جانا واضح کیا گیا اور توبیخ وتہدید سے انہیں بند کر دیا گیا۔

سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ ۚ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ؕ بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۵﴾ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶﴾

تو اب پیچھے بیٹھ رہنے والے یہ کہیں گے جب آپ غنائم لینے چلیں گے ہمیں اجازت دو کہ ہم بھی تمہارے پیچھے چلیں وہ چاہتے یہ ہیں کہ اللہ کے فرمان کو بدل دیں فرما دیجئے کہ ہرگز ہمارے پیچھے نہ آؤ ایسا ہی تمہارے معاملہ میں اللہ فرما چکا ہے تو اب

Marfat.com

وہ کہیں گے بلکہ تم ہم سے حسد کرتے ہو۔ بلکہ وہ بات نہ سمجھتے تھے مگر تھوڑی۔ فرما دیجئے پیچھے رہ جانے والے دیہاتیوں کو عنقریب وہ وقت آرہا ہے کہ تم بلائے جاؤ گے ایک ایسی قوم کی طرف جو انتہائی شدید لڑائی میں تم ان سے لڑو یا وہ مسلمان ہو جائیں اگر تم نے اس کی پیروی کی تو اللہ تعالیٰ تمہیں اچھا بدلہ دے گا اور اگر تم منحرف ہو گئے جیسے کہ پہلے ہو چکے ہو اللہ تمہیں دردناک عذاب دے گا۔

آیہ کریمہ میں ان کی دلی بدعہدی ظاہر فرمائی اور ارشاد ہوا کہ جب مسلمان غنائم لینے کے لئے جائیں گے اس وقت یہ کہیں گے کہ ہمیں بھی اپنے پیچھے لگا لو تا کہ ہم بھی مال غنیمت حاصل کریں اس سے ان کا منشا فرمان الٰہی عزوجل کا بدلنا ہے یعنی فرمان الٰہی عزوجل میں تو وہ دنیا و آخرت میں محروم تھے مگر اب یہ چاہ رہے تھے کہ اس محرومی کو ہم مال حاصل کر کے بدل دیں گویا ان کو اب بھی ساتھ نہ لیا جائے اگر چہ وہ یہ بھی کہیں گے کہ تم ہم سے جل کر حسد کر رہے ہو مگر وہ نہیں سمجھتے کہ علم الٰہی عزوجل کی اہمیت کیا ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ یہ پیچھے رہنے والے جنگلیوں کو آپ فرما دیں کہ اگر ایسا ہی ہے تو تیار رہو عنقریب تمہیں پھر دعوت دی جائے گی اور ایسی قوم سے مقابلہ کی ٹھہرے گی جو بڑے سخت اور شدید القویٰ ہیں، اگر واقع میں تم سچے ہو تو ان سے مقابلہ کرنا اگر اس وقت تم نے مقابلہ کر لیا اور جم کر مقاتلہ کیا تو تمہیں اچھا اجر ملے گا اور اگر اپنی بدباطنی کے ماتحت وقت پر پیٹھ دے گئے تو پھر تمہیں دردناک عذاب میں مبتلا کیا جاوے گا۔

یہ احکام سن کر انہوں نے کہا یہ تو بڑا سخت حکم ہے ہم میں لنگڑے بھی ہیں اور اندھے بھی ہیں اور بیمار بھی ہیں سب کیونکر جا سکیں گے تو ارشاد ہوا:

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا أَلِيْمًا ﴿۱۷﴾

نہیں اندھے پر کوئی سختی اور نہ لنگڑے پر جواب طلبی اور نہ بیمار سے کوئی مواخذہ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرے اللہ اسے داخل فرمائے گا ان باغیچوں میں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں اور جو انحراف کرے گا اسے دردناک عذاب دیا جائے گا۔

آیت کریمہ میں یہ امر واضح کیا کہ اطاعت کرنے والا مستحق اجر ہے اور انحراف کرنے والے مستوجب زجر۔ اب رہ گئے معذور تو ان کی تصریح فرما دی کہ اندھا لنگڑا بیمار اس کے اوپر حکم نافذ نہیں ہوتا وہ اگر میدان میں نہ جا سکے تو کوئی گرفت نہیں۔ مقصد صرف اطاعت حکم دیکھنا ہے اور حکم میں جو رخصت دی گئی وہ رخصت بحالہ قائم ہے مگر مریض نہ ہو کر مریض بننے والا اور عذر نہ ہوتے ہوئے عذر پیش کرنے والا وہ دردناک عذاب کا مستحق ہے۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع ۔ سورۃ فتح ۔ پ ۲۶

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۱۸﴾

بے شک راضی ہو گیا اللہ ان مومنین سے جنہوں نے آپ سے بیعت کی درخت کے نیچے تو جان لیا اللہ نے جو ان کے دلوں میں تو نازل فرمایا ان پر سکینہ (اطمینان) اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا

Marfat.com

وَّ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿١٩﴾

اور بہت سی غنیمتوں پر انہوں نے قبضہ کیا اور اللہ زبردست حکمت والا ہے

وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿٢٠﴾

اللہ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کیا کہ تم لوگے تو تمہیں بہت جلد عطا کردیں اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے اس لئے کہ ایمان والوں کے لئے نشانی ہو اور تمہیں سیدھی راہ دکھائے

وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿٢١﴾

اور ایک اور جو تمہارے بل کی نہ تھی وہ اللہ کے قبضہ میں ہے اور ہے اللہ ہر چیز پر قادر

وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿٢٢﴾

اور اگر کافر تم سے مقاتلہ کریں تو وہ ضرور ایڑیوں کے بل واپس ہو جائیں گے پھر کوئی حمایتی اور مددگار نہ پائیں گے

سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ښ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿٢٣﴾

اللہ کا دستور ہے کہ پہلے سے چلا رہا ہے اور ہرگز تم دستور الٰہی کو بدلتا نہ پاؤ گے

وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ﴿٢٤﴾

اور وہ وہ ہے جس نے ان کے ہاتھ تم سے روک لئے اور تمہارے ہاتھ ان سے وادی مکہ میں بعد اس کے کہ تم ان پر پوری طرح قابو پاچکے اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو دیکھتا ہے

هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ۭ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَاۗءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَــــُٔوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِـيْمًا ﴿٢٥﴾

وہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تمہیں مسجد حرام سے روکا اور قربانی کے جانور کے پڑے اپنی جگہ پہنچنے سے اور اگر نہ ہوتے ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں جن کی تمہیں خبر نہ تھی کہیں تم ہی ان کو روند ڈالو تو پہنچے تمہیں ان سے کوئی مکروہ بات انجانے میں اللہ اپنی رحمت میں جسے چاہے داخل فرماتا ہے اگر وہ جدا ہو جاتے تو ہم ان میں سے کافروں کو دردناک عذاب دیتے

اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَعَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ

جبکہ کافروں نے اپنے دل میں ضد رکھی زمانۂ جہالت کی تو اللہ نے اپنا سکینہ نازل فرمایا اپنے رسول اور مومنین پر اور ان پر پرہیزگاری کا حکم نازل فرمایا اور وہ اس کے زیادہ سزاوار اور اس کے اہل تھے اور اللہ

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿٢٦﴾ سب کچھ جانتا ہے

حل لغات تیسرا رکوع ۔سورۃ فتح ۔پ ۲۶

لَقَدْ۔ بے شک	رَضِيَ۔ راضی ہوا	اللّٰهُ۔ اللہ	عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ مومنوں
سے	اِذْ۔ جبکہ	يُبَايِعُوْنَكَ۔ وہ بیعت کرتے تھے آپ کی	
تَحْتَ۔ نیچے	الشَّجَرَةِ۔ درخت کے	فَعَلِمَ۔ تو جانا	مَا۔ جو
فِيْ۔ بیچ	قُلُوْبِهِمْ۔ ان کے دلوں کے ہے		فَاَنْزَلَ۔ تو اتارا
السَّكِيْنَةَ۔ سکون	عَلَيْهِمْ۔ ان پر	وَ۔ اور	اَثَابَهُمْ۔ دی ان کو
فَتْحًا۔ فتح	قَرِيْبًا۔ قریب کی	وَّ۔ اور	مَغَانِمَ۔ غنیمتیں
كَثِيْرَةً۔ بہت زیادہ	يَّاْخُذُوْنَهَا۔ قبضہ کیا انہوں نے اس پر		وَ۔ اور
كَانَ۔ ہے	اللّٰهُ۔ اللہ تعالیٰ	عَزِيْزًا۔ زبردست	حَكِيْمًا۔ حکمت والا
وَعَدَ۔ وعدہ کیا	كُمُ۔ تم سے	اللّٰهُ۔ اللہ نے	مَغَانِمَ۔ غنیمتوں
كَثِيْرَةً۔ بہت کا	تَاْخُذُوْنَهَا۔ کہ تم لوگے ان کو		فَعَجَّلَ۔ تو جلدی کی
لَكُمْ۔ تمہارے لئے	هٰذِهٖ۔ یہ	وَ۔ اور	كَفَّ۔ روکے
اَيْدِيَ۔ ہاتھ	النَّاسِ۔ لوگوں کے	عَنْكُمْ۔ تم سے	وَ۔ اور
لِتَكُوْنَ۔ تاکہ ہو	اٰيَةً۔ نشانی	لِّلْمُؤْمِنِيْنَ۔ ایمانداروں کے لئے	
وَ۔ اور	يَهْدِيَكُمْ۔ دکھائے تم کو	صِرَاطًا۔ رستہ	مُّسْتَقِيْمًا۔ سیدھا
وَّ۔ اور	اُخْرٰى۔ ایک اور	لَمْ۔ کہ نہیں	تَقْدِرُوْا۔ قادر ہوئے تم
عَلَيْهَا۔ اس پر	قَدْ۔ بے شک	اَحَاطَ۔ گھیر لیا	اللّٰهُ۔ اللہ نے
بِهَا۔ اس کو	وَ۔ اور	كَانَ۔ ہے	اللّٰهُ۔ اللہ
عَلٰى۔ اوپر	كُلِّ۔ ہر	شَيْءٍ۔ چیز کے	قَدِيْرًا۔ قادر
وَ۔ اور	لَوْ۔ اگر	قٰتَلَكُمُ۔ لڑتے تم سے	الَّذِيْنَ۔ وہ لوگ جو
كَفَرُوْا۔ کافر ہیں	لَوَلَّوُا۔ تو پھیرتے	الْاَدْبَارَ۔ پیٹھ	ثُمَّ۔ پھر
لَا۔ نہ	يَجِدُوْنَ۔ پاتے	وَلِيًّا۔ کوئی دوست	وَّ۔ اور
لَا۔ نہ	نَصِيْرًا۔ مددگار	سُنَّةَ۔ طریقہ ہے	اللّٰهِ۔ اللہ کا
الَّتِيْ۔ جو	قَدْ۔ بے شک	خَلَتْ۔ گزر چکا	مِنْ قَبْلُ۔ پہلے
وَ۔ اور	لَنْ۔ ہرگز نہ	تَجِدَ۔ پائے گا تو	لِسُنَّةِ۔ طریقے
اللّٰهِ۔ اللہ میں	تَبْدِيْلًا۔ تبدیلی	وَ۔ اور	هُوَ۔ وہ
الَّذِيْ۔ وہ ہے جس نے	كَفَّ۔ روکے	اَيْدِيَهُمْ۔ ان کے ہاتھ	عَنْكُمْ۔ تم سے

Marfat.com

وَ-اور	اَيْدِيَكُمْ-تمہارے ہاتھ	عَنْهُمْ-ان سے	بِبَطْنِ-وادی
مَكَّةَ-مکہ میں	مِنْۢ بَعْدِ-بعد	اَنْ-اس کے کہ	اَظْفَرَ-غالب کیا
كُمْ-تم کو	عَلَيْهِمْ-ان سے	وَ-اور	كَانَ-ہے
اللّٰهُ-اللہ	بِمَا-اس سے جو	تَعْمَلُوْنَ-عمل کرتے ہوتم	بَصِيْرًا-دیکھنے والا
هُمْ-وہ	الَّذِيْنَ-وہ ہیں جو	كَفَرُوْا-کافر ہوئے	وَ-اور
صَدُّوْ-روکا	كُمْ-تم کو	عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ-مسجد حرام سے	
وَ-اور	الْهَدْيَ-قربانی	مَعْكُوْفًا-رکی ہوئی	اَنْ-یہ کہ
يَّبْلُغَ-پہنچے	مَحِلَّهٗ-اپنے ٹھکانے پر	وَ-اور	لَوْلَا-اگر نہ ہوتے
رِجَالٌ-مرد	مُّؤْمِنُوْنَ-مومن	وَ-اور	نِسَآءٌ-عورتیں
مُّؤْمِنٰتٌ-ایمان والی	لَّمْ-کہ نہ	تَعْلَمُوْ-جاناتم نے	هُمْ-ان کو
اَنْ-یہ کہ	تَطَـُٔوْ-روند ڈالو	هُمْ-ان کو	فَتُصِيْبَكُمْ-تو پہنچے تم کو
مِّنْهُمْ-ان سے	مَّعَرَّةٌۢ-تکلیف	بِغَيْرِ-بغیر	عِلْمٍ-جانے بوجھے
لِيُدْخِلَ-تاکہ داخل کرے	اللّٰهُ-اللہ	فِيْ-بیچ	رَحْمَتِهٖ-اپنی رحمت کے
مَنْ-جسے	يَّشَآءُ-چاہے	لَوْ-اگر	تَزَيَّلُوْا-وہ نکل جاتے
لَعَذَّبْنَا-توہم سزادیتے	الَّذِيْنَ-ان کو جو	كَفَرُوْا-کافر ہیں	مِنْهُمْ-ان میں سے
عَذَابًا-عذاب	اَلِيْمًا-دردناک کی	اِذْ-جب	جَعَلَ-بنایا
الَّذِيْنَ-انہوں نے جو	كَفَرُوْا-کافر ہیں	فِيْ-بیچ	قُلُوْبِهِمُ-اپنے دلوں کے
الْحَمِيَّةَ-اڑ	حَمِيَّةَ-ضد	الْجَاهِلِيَّةِ-جاہلیت کی	فَاَنْزَلَ-تو اتاری
اللّٰهُ-اللہ نے	سَكِيْنَتَهٗ-اپنی تسلی	عَلٰى-اوپر	رَسُوْلِهٖ-اپنے رسول کے
وَ-اور	عَلَى-اوپر	الْمُؤْمِنِيْنَ-مومنوں کے	وَ-اور
اَلْزَمَهُمْ-لازم کیا ان پر	كَلِمَةَ-کلمہ	التَّقْوٰى-پرہیزگاری کا	وَ-اور
كَانُوْا-تھے وہ	اَحَقَّ-زیادہ حقدار	بِهَا-اس کے	وَ-اور
اَهْلَهَا-لائق اس کے	وَ-اور	كَانَ-ہے	اللّٰهُ-اللہ
بِكُلِّ-ہر	شَيْءٍ-چیز کو	عَلِيْمًا-جاننے والا	

حل لغات نادرہ

مَعْكُوْفًا-اَیْ مَحْبُوْسًا مَمْنُوْعًا-روکا ہوا۔

الْهَدْيَ-قربانی کا جانور۔

مَحِلَّهٗ-اپنی جگہ۔

Marfat.com

اَنۡ تَطَـُٔوۡهُمۡ۔ کہ تم انہیں پامال کر ڈالتے۔

مَّعَرَّۃٌۢ۔ کے معنی مشقت و مکروہ۔

لَوۡ تَزَیَّلُوۡا۔ وہ جدا ہو گئے۔

الۡحَمِیَّۃَ۔ ضد، تکبر، ہٹ، اڑ۔

سَکِیۡنَتَہٗ۔ اپنا اطمینان۔

مختصر تفسیر تیسرا رکوع۔سورۃ فتح۔پ ۲۶

لَقَدۡ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ یُبَایِعُوۡنَکَ تَحۡتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ فَاَنۡزَلَ السَّکِیۡنَۃَ عَلَیۡہِمۡ وَ اَثَابَہُمۡ فَتۡحًا قَرِیۡبًا ﴿۱۸﴾ وَّ مَغَانِمَ کَثِیۡرَۃً یَّاۡخُذُوۡنَہَا ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ عَزِیۡزًا حَکِیۡمًا ﴿۱۹﴾ وَعَدَکُمُ اللّٰہُ مَغَانِمَ کَثِیۡرَۃً تَاۡخُذُوۡنَہَا فَعَجَّلَ لَکُمۡ ہٰذِہٖ وَ کَفَّ اَیۡدِیَ النَّاسِ عَنۡکُمۡ ۚ وَ لِتَکُوۡنَ اٰیَۃً لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ یَہۡدِیَکُمۡ صِرَاطًا مُّسۡتَقِیۡمًا ﴿ۙ۲۰﴾ وَّ اُخۡرٰی لَمۡ تَقۡدِرُوۡا عَلَیۡہَا قَدۡ اَحَاطَ اللّٰہُ بِہَا ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرًا ﴿۲۱﴾

جب مسلمان کیکر کے درخت کے نیچے تمہارے ہاتھ پر لڑنے کی بیعت کر رہے تھے۔ خدا (یہ حال دیکھ کر ضرور) ان مسلمانوں سے خوش ہوا اور اس نے ان کی دلی عقیدت کو جان لیا اور ان کو اطمینان قلب عنایت کیا اور اس کے بدلے میں ان کو سردست خیبر کی فتح دی۔ اور فتح کے علاوہ بہت سی غنیمتیں جن پر ان لوگوں نے جا قبضہ کیا اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔ (مسلمانو!) اللہ تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ فرما چکا ہے کہ تم ان پر قابض ہو گئے تو یہ (خیبر کی غنیمت) تم کو سردست دلوا دی اور صلح حدیبیہ کی وجہ سے عرب کے لوگوں کے دست تعدی کو تم سے روکا (سوا لگ) اور (ایک) مقصود یہ بھی تھا کہ یہ واقعات تم مسلمانوں کے لئے پیغمبر کی صداقت کی ایک دلیل ہوں اور نیز یہ کہ خدا تم کو اسلام کے سیدھے راستے پر چلائے اور کوئی تمہارا مانع و مزاحم نہ ہو۔ اور اس کے سوا ایک اور فتح بھی ہونی ہے جس پر اس وقت تم نے قابو نہیں پایا مگر وہ خدا کے احاطہ قدرت میں ہے اور خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

رضوان الٰہی عزوجل کی بشارت اور بیعت رضوان کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ کے مقام پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اشراف قریش کے پاس مکہ مکرمہ بھیجا کہ انہیں خبر دیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت اللہ کی زیارت کے لئے بقصد عمرہ تشریف لائے ہیں آپ کا ارادہ جنگ کا نہیں ہے۔ اور یہ بھی فرما دیا تھا کہ جو کمزور مسلمان وہاں ہیں ان کو اطمینان دلا دیں کہ مکہ مکرمہ عنقریب فتح ہوگا اور اللہ تعالیٰ اپنے دین کو غالب فرمائے گا۔

قریش اس بات پر متفق رہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سال تو تشریف نہ لائیں اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ طواف کعبہ کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں بغیر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طواف کروں۔

یہاں مسلمانوں نے کہا کہ عثمان غنی بڑے خوش نصیب ہیں کہ کعبہ مکرمہ پہنچے اور طواف سے مشرف ہوئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عثمان ایسا ہرگز نہیں کریں گے۔ حسب حکم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فتح کی بشارت کمزور مسلمانوں کو دی پھر قریش نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو روک لیا۔ یہاں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ عثمان رضی اللہ عنہ

شہید کردیئے گئے۔ اس پر مسلمانوں کو بہت جوش آیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ علیہم رضوان سے کفار کے مقابل جہاد میں ثابت قدم رہنے کی بیعت کی اور یہ بیعت ایک بڑے خاردار درخت کے نیچے ہوئی جس کو عرب میں سمرہ کہتے ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ وہ درخت کیکر کا تھا جسے ام غیلان کہا جاتا ہے۔

اثنائے بیعت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا بایاں دست مبارک داہنے دست اقدس میں لیا اور فرمایا کہ یہ عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت ہے اور فرمایا یارب! عثمان تیرے اور تیرے رسول کے کام میں ہیں۔ یہ واقعہ صراحۃ اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نور نبوت سے معلوم تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید نہیں ہوئے اور صحابہ علیہم رضوان سے بیعت ان کے جوش کو ٹھنڈا کرنے کے لئے لی گئی۔ مشرکین بیعت کا حال سنکر خائف ہوئے۔ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا۔

حدیث مسلم شریف میں ہے کہ جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی ان میں سے کوئی بھی دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔

اس وقت صحابہ علیہم رضوان کا جوش ایسا تھا کہ وہ باواز یہ رجز پڑھ رہے تھے

نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدَا
عَلٰی الْجِهَادِ مَا بَقِیْنَا اَبَدًا

ہم وہ مسلمان ہیں جنہوں نے دست حق پرست مصطفیٰ پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہاد کی بیعت کی ہے۔

یہاں یہ امر بھی ذہن نشین رہے کہ بیت اللہ کی کنجی جس کے پاس تھی ان کا نام بھی عثمان تھا مگر ولدیت کے اعتبار سے دونوں علیحدہ ہیں۔ یہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں جو خلیفۂ رسول ﷺ ہیں اور وہ عثمان بن طلحہ ہیں جو ابھی تک مشرف باسلام نہیں ہوئے تھے تو جس وقت فتح مکہ کے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے اور بیت اللہ کی کنجی عثمان بن طلحہ سے منگوائی تو انہوں نے انکار کر دیا۔ آخر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حکم ہوا کہ وہ ان سے جبراً لے لیں۔ بہ تعمیل حکم حضرت شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم نے وہ کنجی حاصل کی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طواف فرما کر حکم دیا کہ جس سے یہ کنجی لی گئی اسے واپس کردو۔ اس فراخدلی سے متاثر ہوکر حضرت عثمان بن طلحہ بھی شرف اسلام سے مشرف ہوگئے۔

بعض ابنائے وطن عثمان کا نام لے کر حضرت ابن عفان رضی اللہ عنہ پر یہ الزام رکھتے ہیں کہ انہوں نے طواف بیت اللہ کے لئے کنجی نہیں دی حالانکہ یہ سراسر غلط ہے اور افک بین ہے یہ عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ ہیں اور وہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔ بہر حال واقعہ مطابق واقعہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سال واپس تشریف لے آئے اور عمرہ نہیں فرمایا۔ جو شرائط مشرکین نے پیش کیں ان پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دستخط فرما دیئے۔ صحابہ علیہم رضوان کو یہ بھی ناگوار گزرا چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے عرض کیا: کیا حضور ﷺ کے سچے رسول نہیں ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں۔ آپ نے عرض کیا: پھر یہ غیر منصفانہ شرط پر دستخط کرنے کے کیا معنی ہیں تو حضور ﷺ نے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کو جواب دیا: اِنِّی عَبْدٌ مَّامُوْرٌ میں اللہ کے حکم کا بندہ ہوں مجھے ایسا ہی حکم ہے اس پر ارشاد باری عزوجل ہوا:

وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِیْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ الایۃ اور وعدہ فرمایا تم سے اللہ نے بہت سے غنائم کا جو تم لو گے تو تمہیں یہ جلد عطا فرمادی اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے اس لئے کہ ایمان والوں کے لئے نشانی ہو اور تمہیں سیدھی

Marfat.com

راہ دکھائے اور ایک اور جو تمہارے بس کی نہ تھی وہ اللہ کے قبضہ میں ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

آیہ کریمہ میں مغانم کثیرہ کا وعدہ فرمانے کے ساتھ ایک اور مقابلہ کی بھی بشارت دی جس پر فتحیابی کو مسلمانوں کی قدرت نہ تھی۔ مغانم میں غنائم فارس وروم مراد ہیں یا خیبر کی غنیمتیں۔ جب مسلمان جنگ خیبر کو روانہ ہوئے تو اہل خیبر کے حلیف بنی اسد وغطفان نے چاہا کہ مدینہ بڑھ کر مسلمانوں کے اہل وعیال کو لوٹ لیں تو اللہ عزوجل نے ان کے ہاتھ روک دیے اور اس کے ساتھ بتایا کہ جن تک پہنچنا تمہاری قدرت سے باہر تھا وہ بھی تمہیں عطا فرمائے یعنی مغانم روم وفارس وغیرہ بے شک اللہ نے سب کا احاطہ فرما رکھا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ آگے ارشاد ہے:

وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۲۲﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۖ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ﴿۲۴﴾ هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ۭ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَاۗءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَــُٔـوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۲۵﴾

اور اگر کافر تم سے لڑیں تو ضرور تمہارے مقابلہ سے پیٹھ پھیر جائیں گے پھر وہ نہ کوئی حمایتی اور نہ ہی کوئی مددگار پائیں گے اللہ کا دستور ہے کہ پہلے سے چلا آرہا ہے اور ہرگز تم اللہ کا دستور بدلتا نہ پاؤ گے اور وہی ہے جس نے ان کے ہاتھ تم سے روک لئے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک لئے وادی مکہ میں بعد اس کے کہ تمہیں ان پر قابو نہ تھا اور اللہ تمہارے عمل دیکھتا ہے وہ وہ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تمہیں مسجد حرام سے روکا اور قربانی کے جانور رکے ہوئے اپنی جگہ پہنچنے سے اور اگر یہ نہ ہوتا تو کچھ مسلمان مرد اور کچھ مسلمان عورتیں جن کی تمہیں خبر نہیں کہیں تم انہیں روند نہ ڈالو تو تمہیں ان کی طرف سے انجانے میں کوئی مکروہ بات پہنچے تو ہم تمہیں ان کے قتال کی اجازت دیتے ان کا یہ بچاؤ اس لئے ہے کہ اللہ اپنی رحمت میں جسے چاہے داخل کرے اگر وہ جدا ہو جاتے تو ہم ان کافروں کو ضرور دردناک عذاب دیتے۔

اس میں پیشگوئی فرمائی گئی کہ بنی اسد وغطفان اہل خیبر یا مکہ والے اگر آپ کی طرف مقاتلہ کو آئیں گے تو وہ ایڑیوں کے بل پلٹا دیئے جائیں گے اور ان کا کوئی مددگار وناصر نہ ہوگا۔ یہ اللہ عزوجل کا دستور پہلے سے چلا آرہا ہے۔ اس میں اس امر کو بھی بتایا کہ نبی کا جو فعل ہے وہ مرضی الٰہی عزوجل پر موقوف ہے۔ چنانچہ رضائے الٰہی عزوجل یہی تھی کہ تنعیم کے گرفتار شدگان کہ ایسی نیت حملہ سے اسے موقع کی تلاش میں گرفتار بلا ہوئے جب بارگاہ رسالت ﷺ میں پیش ہوئے تو انہیں چھوڑ دیا جائے تو یہ چھوڑ دینا مشیت الٰہی عزوجل پر ہوا اور اس کی تصدیق آیت کریمہ نے فرما دی۔

وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ الآیۃ بطن مکہ اس اعتبار سے فرمایا گیا کہ جغرافیائی لحاظ سے تنعیم مکہ میں داخل ہے۔ گرفتار شدگان پر مسلمان فتحیاب تھے مگر حکمت الٰہی عزوجل میں ان کا چھوڑ دینا ہی بہتر تھا اسی لئے ارشاد ہوا: مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ بعد اس کے کہ تم ان پر مظفر ومنصور تھے مگر ہم نے ہاتھ روک دیئے اور یہ ہماری مرضی سے ہمارے حبیب نے انہیں رہا کیا۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں سارے انسانوں کے عمل ہیں۔

گویا اس امر کو واضح کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی فعل بھی حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ یہاں چونکہ مسلمان مرد وعورت اور

Marfat.com

کافروں کے تمام قبائل غیر ممتاز تھے تو اس میں لازمی طور پر مسلمانوں کے ہاتھوں سے مسلمان بھی قتل ہو سکتے تھے تو اپنی حکمت ظاہر فرمادی کہ یہاں ہم نے اس وبال عظیم سے تمہیں بچایا اور یہی ہماری حکمت تھی کہ تمہارے ہاتھوں سے تمہارے ہی آدمی نہ مارے جائیں۔ آگے ارشاد ہے:

اِذْ جَعَلَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِیَّةَ حَمِیَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَ كَانُوْۤا اَحَقَّ بِهَا وَ اَهْلَهَاؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۠ ﴿۲۶﴾

جب کہ کافروں نے اپنے دلوں میں اڑ رکھی وہی زمانہ جاہلیت کی اڑ تو اللہ نے اپنا اطمینان اپنے رسول اور ایمان والوں پر اتارا اور پرہیزگاری کا حکم ان پر لازم فرمایا اور وہ اس کے زیادہ سزاوار اور اس کے اہل تھے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

آیت کریمہ میں زمانہ جاہلیت کی اڑ یعنی ہٹ دھرمی اور انحراف عن الحق تھا کہ رسول کریم ﷺ اور ان کے اصحاب علیہم رضوان کو کعبہ معظمہ جانے سے روک دیا گیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مع صحابہ علیہم رضوان کے سکینہ نازل فرمائی گئی کہ وہ مائل بہ صلح ہو گئے ورنہ کافروں کی طرح ضد پر اڑنے سے ضرور جنگ ہو جاتی۔

کلمہ تقویٰ سے مراد اس مقام پر کلمہ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے یعنی کلمہ تقویٰ مومن کا خاص زیور ہے اور یہ ان کے لئے لازم ہے کہ پرہیزگار بن کر اقرار توحید کریں اور وہ اس کے حقدار اور لائق تھے اور اللہ عزوجل سب کے حالات بخوبی جانتا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع - سورۃ فتح - پ ۲۶

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْیَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ مُحَلِّقِیْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِیْنَ لَا تَخَافُوْنَؕ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِیْبًا ﴿۲۷﴾	بے شک اللہ نے سچ کر دیا اپنے رسول کا سچا خواب بے شک تم ضرور جلد داخل ہو گے مسجد حرام میں اگر اللہ نے چاہا امن کے ساتھ بال منڈواتے یا ترشواتے بے خوف تو اس نے جانا جو تمہیں معلوم نہیں تو اس سے پہلے ایک نزدیک آنے والی فتح رکھی
هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًاؕ ﴿۲۸﴾	وہ وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے سب دینوں پر غالب کرے اور اللہ کافی ہے گواہ
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِؕ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا٘ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ۛۖۚ وَ مَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۛ۫ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــٴَـهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى	محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں آپس میں نرم دل آپ انہیں دیکھیں گے رکوع کرتے سجدہ میں گرتے وہ اللہ کا فضل اور رضا چاہتے ہیں ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے یہ ان کی صفت تورات میں ہے اور انجیل میں جیسے ایک کھیتی اس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اسے طاقت دی پھر دبیز

سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾

ہوئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی کسانوں کو بھلی لگتی ہے تاکہ ان سے کافروں کے دل جلیں وعدہ کیا اللہ نے ان سے جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے بخشش اور بڑے ثواب کا

حل لغات چوتھا رکوع۔ سورۃ فتح۔ پ ۲۶

لَقَدْ۔ بے شک	صَدَقَ۔ سچا کر دیا	اللّٰهُ۔ اللہ نے	رَسُوْلَهُ۔ اپنے رسول سے
الرُّءْيَا۔ خواب	بِالْحَقِّ۔ سچا	لَتَدْخُلُنَّ۔ کہ داخل ہو گے تم	الْمَسْجِدَ۔ مسجد
الْحَرَامَ۔ حرام میں	اِنْ۔ اگر	شَآءَ۔ چاہا	اللّٰهُ۔ اللہ نے
اٰمِنِيْنَ۔ امن والے	مُحَلِّقِيْنَ۔ سر منڈاتے	رُءُوْسَكُمْ۔ اپنے سر	وَ۔ اور
مُقَصِّرِيْنَ۔ ترشواتے بال	لَا۔ نہ	تَخَافُوْنَ۔ ڈرو گے تم	فَعَلِمَ۔ تو جانا
مَا۔ جو	لَمْ۔ نہ	تَعْلَمُوْا۔ جانا تم نے	فَجَعَلَ۔ تو بنائی
مِنْ دُوْنِ۔ پہلے	ذٰلِكَ۔ اس سے	فَتْحًا۔ فتح	قَرِيْبًا۔ نزدیک
هُوَ۔ وہ	الَّذِيْٓ۔ وہ ہے جس نے	اَرْسَلَ۔ بھیجا	رَسُوْلَهُ۔ اپنا رسول
بِالْهُدٰى۔ ہدایت	وَ۔ اور	دِيْنِ۔ دین	الْحَقِّ۔ حق دے کر
لِيُظْهِرَهٗ۔ تاکہ غالب کرے اس کو		عَلَى۔ اوپر	الدِّيْنِ كُلِّهٖ۔ سارے
دینوں کے	وَ۔ اور	كَفٰى۔ کافی ہے	بِاللّٰهِ۔ اللہ
شَهِيْدًا۔ گواہ	مُحَمَّدٌ۔ محمد	رَّسُوْلُ۔ رسول ہیں	اللّٰهِ۔ اللہ کے
وَ۔ اور	الَّذِيْنَ۔ وہ جو	مَعَهٗٓ۔ اس کے ساتھ ہیں	اَشِدَّآءُ۔ سخت ہیں
عَلَى۔ اوپر	الْكُفَّارِ۔ کافروں کے	رُحَمَآءُ۔ رحمدل ہیں	بَيْنَهُمْ۔ آپس میں
تَرٰى۔ دیکھے گا تو	هُمْ۔ ان کو	رُكَّعًا۔ رکوع کرتے	سُجَّدًا۔ سجدہ کرتے
يَّبْتَغُوْنَ۔ ڈھونڈتے ہیں	فَضْلًا۔ فضل	مِّنَ اللّٰهِ۔ اللہ کا	وَ۔ اور
رِضْوَانًا۔ رضامندی	سِيْمَا۔ نشان	هُمْ۔ ان کا ہے	فِيْ۔ بیچ
وُجُوْهِهِمْ۔ ان کے چہروں کے	مِّنْ اَثَرِ۔ اثر	السُّجُوْدِ۔ سجدے سے	ذٰلِكَ۔ یہ
مَثَلُهُمْ۔ ان کی مثال ہے	فِي۔ بیچ	التَّوْرٰىةِ۔ تورات کے	وَ۔ اور
مَثَلُهُمْ۔ ان کی مثال	فِي۔ بیچ	الْاِنْجِيْلِ۔ انجیل کے ہے	كَزَرْعٍ۔ جیسے کھیتی کہ
اَخْرَجَ۔ نکالی	شَطْئَهٗ۔ اپنی سوئی	فَاٰزَرَهٗ۔ پھر مضبوط ہوئی	فَاسْتَغْلَظَ۔ پھر سخت ہوئی
فَاسْتَوٰى۔ تو کھڑی ہو گئی	عَلٰى۔ اوپر	سُوْقِهٖ۔ اپنے تنے کے	يُعْجِبُ۔ پسند آئی ہے
الزُّرَّاعَ۔ بونے والے کو	لِيَغِيْظَ۔ کہ غصہ دلائے	بِهِمُ۔ ان کے ساتھ	الْكُفَّارَ۔ کافروں کو

Marfat.com

وَعَدَ۔ وعدہ کیا	اللّٰہُ۔ اللہ نے	الَّذِیْنَ۔ ان سے جو	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے
وَ۔ اور	عَمِلُوا۔ عمل کئے	الصّٰلِحٰتِ۔ اچھے	مِنْهُمْ۔ ان میں سے
مَّغْفِرَةً۔ بخشش	وَّ۔ اور	اَجْرًا۔ اجر	عَظِيْمًا۔ بڑے کا

حل لغات نادرہ

شَطْئَهٗ۔ روئیدگی کے اس حصہ کو کہا جاتا ہے جو پہلے پہل زمین سے نکلتا ہے۔
اٰزَرَهٗ۔ اسے طاقت دی۔
سُوْقِهٖ۔ ساق پنڈلی کو کہتے ہیں یہاں مراد کھیتی کی نال ہے (تنا)
الزُّرَّاعَ۔ زراع بونے جوتنے والا۔

مختصر تفسیر چوتھا رکوع۔ سورۃ فتح۔ پ ۲۶

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۲۷﴾

بے شک اللہ نے سچا کر دیا اپنے رسول کا سچا خواب بے شک تم داخل ہو گے مسجد حرام میں امن کے ساتھ سر منڈاتے بال پست کرواتے بے خوف تو اس نے جانا جو تمہیں معلوم نہ تھا۔ تو اس سے پہلے ایک نزدیک ہونے والی فتح رکھی۔

آیۂ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حدیبیہ تشریف لے جانے سے قبل ایک خواب دیکھا کہ آپ مع صحابہ علیہم رضوان کے مکہ معظمہ میں داخل ہوئے اور وہاں حلق و قصر کرایا۔ اس خواب کو سن کر صحابہ علیہم رضوان بہت خوش ہوئے اور جب حضور ﷺ نے روانگی کا ارادہ فرمایا تو سب نے بصد مسرت وخوشی اس میں شرکت کی لیکن حدیبیہ سے مشرکوں کے مانع آنے پر واپسی ہوگئی جس کا واقعہ ہم پہلے رکوع میں بیان کر چکے ہیں تو منافقین جن کی جبلت میں اسلام کے خلاف کانٹ چھانٹ کی عادت تھی۔ انہوں نے یہاں بھی طعن وتشنیع شروع کیا اور کہا کہ حضور ﷺ نے تو خواب دیکھا تھا وہ کیا ہوا۔ آپ وہاں سے واپس کیوں آگئے اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اس میں اپنے نبی کے خواب کی تصدیق فرمائی اور بتایا کہ خواب میں جو کچھ دیکھا وہ صحیح اور ضرور ہو کر رہے گا۔ منافقین کا یہ کہنا کہ اب کے کیوں نہ گئے یہ محض حاسدانہ خواب وخیال ہے۔ ورنہ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کب فرمایا تھا کہ میں ابھی جارہا ہوں خواب کی تعبیر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئندہ سال تشریف لے گئے اس کے بعد جب اگلا سال آیا تو اللہ عزوجل نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خواب کا جلوہ دکھایا اور واقعات خواب کے مطابق رونما ہوئے اور مسلمان شان وشکوہ سے فاتحانہ انداز میں مکہ مکرمہ داخل ہوئے اور یہ جو فرمایا کہ اس کے علاوہ اس عہد سے پہلے عنقریب ایک فتح اور ہو گی۔ وہ فتح خیبر ہوئی اس سے مسلمانوں کے دل مضبوط ہوئے۔ اس میں منافقین کا رد کرنے کے لئے ارشاد ہوا اور فرمایا گیا کہ ان کا کام اعتراضی پہلو اٹھانا اور ذلیل ہونا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۲۸﴾

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے اور اللہ کافی ہے گواہ۔

یہ نعمت من جانب اللہ عزوجل اسلام کو ملی کہ تمام ادیان وملل پر یہ غالب ہو، عام اس سے کہ وہ کتابیوں کا دین ہو یا مشرکین کا۔ اس کے متعلق دوسری جگہ غیر مبہم الفاظ میں فرما بھی دیا: اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ اللہ کے نزدیک کوئی دین ہے تو وہ صرف اور صرف اسلام ہے۔ چنانچہ آخر میں یہاں بھی فرمایا: وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا۔ اس میں گواہی کیلئے اللہ کی ذات کافی ہے یعنی دین اسلام کی حقانیت پر اور اس کے غلبہ کی تصدیق اور تائید موجود ہے اور اسی کی گواہی اس کے حق ہونے کے لئے کافی ہے۔

اس دین کے مبلغ اعظم کون ہیں، اس کو آگے ظاہر فرمایا اور بتایا کہ یہ ایک سلطنت کا نظام ہے جس میں یہ دین پھیلے گا اس کے بڑے تاجدار جناب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ہیں اور اس سلطنت کے وزیر چار ہیں اور چاروں کی صفات علیحدہ علیحدہ ہیں ایک وہ ہیں جنہیں وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ کہا یعنی جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سایہ کی طرح رہے حتیٰ کہ قبر میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم پہلو سو رہے ہیں، انہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کہا جاتا ہے۔ دوسرے وزیر وہ ہیں جو دشمنان اسلام کے ساتھ ڈیفنس کا نظام کرتے ہیں یعنی وزیر جنگ، ان کا نام فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہے اور تیسرے وزیر وہ ہیں جن کا تعلق تعلقات عامہ میں نظام رکھنے کا ہے باہمی محبت ومودت کو عام کرنا، ان کا نام عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہے۔ چوتھے وزیر وہ ہیں جن کا تعلق اطاعت وعبادات سے ہے، ان کا نام مولائے کائنات علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہے۔

چنانچہ سلسلہ وار فرمایا کہ اس کی سلطنت کے تاجدار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور پہلے وزیر حضرت صدیق اکبر ہیں دوسرے فاروق اعظم ہیں۔ تیسرے عثمان غنی ہیں اور چوتھے حضرت علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ چنانچہ ان کے فرائض اور صفات بھی آیۂ کریمہ میں بتا دیئے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لئے فرمایا: وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے لئے فرمایا: اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ، عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لئے فرمایا: رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شان میں ارشاد ہوا: تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا جیسا کہ آیت کریمہ میں سلسلہ وار ارشاد ہے کما قال تعالیٰ۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا٘ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ۛۖ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۛ۫ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۲۹﴾

محمد اللہ کے رسول ہیں اور وہ جو ان کے ساتھ ہیں (صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) کافروں پر سختی فرمانے والے (فاروق اعظم رضی اللہ عنہ) آپس میں نرم دل (عثمان غنی رضی اللہ عنہ) آپ انہیں دیکھیں گے رکوع کرتے سجدہ کرتے ہوئے اللہ کا فضل اور رضا چاہتے ہیں (حضرت علی رضی اللہ عنہ) ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے یہ ان کی صفت تورات میں ہے اور انجیل میں ہے جیسے ایک کھیتی اس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اسے طاقت دی پھر وہ دبیز ہوئی پھر وہ اپنی

Marfat.com

ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی کسانوں کو بھلی لگتی ہے تا کہ ان سے کافروں کے دل جلیں اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہے جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے، بخشش اور بڑے ثواب کا۔

چنانچہ ہم میں سے ایک جماعت وہ ہے جو چوتھے وزیر کے سوا پہلے تین وزیروں کے خلاف ہے حالانکہ قرآن کریم مقتضائے بیان سے یہ بتا رہا ہے کہ چاروں کو ماننے والا اسلام میں ہے جو تین کو چھوڑ کر صرف چوتھے کو مانے وہ درحقیقت اسلام میں رخنہ ہے۔ وعدہ چاروں کے لئے ایک ہے مغفرت اور اجر عظیم کا تو جو ان میں سے ایک کے لئے مغفرت اور اجر عظیم مانے اور تین کے لئے نہ مانے وہ بیان منصوص کے خلاف اور اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کا مخالف ہے۔ اَعَاذَنَا اللّٰهُ تَعَالٰی مِنْهُ۔

Marfat.com

سُوْرَةُ الْحُجُرَاتِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع - سورۃ حجرات - پ ۲۶

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ①

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سنتا جانتا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ②

اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو نبی کی آواز سے اور ان کے حضور میں باتیں چلا کر نہ کرو جیسے ایک دوسرے سے کرتے ہو کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر تک نہ ہو

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ③

بے شک جو لوگ رسول اللہ کے پاس اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے دل خدا نے پرہیزگاری کے لئے اچھی طرح جانچ لئے ہیں ان کے گناہوں کی معافی اور بڑا اجر ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَاۗءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ④

(اے محبوب!) جو لوگ آپ کو (آپ کے رہنے کے) حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر ایسے ہیں جن کو عقل ہی نہیں

وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑤

اگر یہ لوگ اتنا صبر کرتے کہ آپ از خود نکل کر ان کے پاس تشریف لاتے تو وہ ان کے حق میں بہت بہتر ہوتا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَاۗءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰي مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ⑥

اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آوے تو خوب تحقیق کر لیا کرو کہ کہیں کسی قوم کو بے جا ایذا نہ دے بیٹھو پھر اپنے کیے پر پچھتاتے رہ جاؤ

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ⑦

جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول ہیں اگر بہت سے معاملات میں یہ تمہاری خوشی کریں تو تم ضرور ہی مشقت میں پڑ جاؤ لیکن اللہ نے تمہیں ایمان پیارا کر دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا ہے اور کفر خودسری اور نافرمانی سے تم کو نفرت دلا دی ہے ایسے ہی لوگ راہ پر ہیں

Marfat.com

7A

فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۸
وَ اِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَ اَقْسِطُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝۹

اللہ کے فضل و کرم سے اور اللہ علم و حکمت والا ہے
اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو تو پھر اگر ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے تو اگر وہ پلٹ آئے (اللہ کے حکم کی جانب) تو ان میں انصاف کے ساتھ صلح کرا دو اور انصاف کو ملحوظ رکھو بے شک اللہ انصاف والوں کو پسند کرتا ہے

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۱۰

مسلمان تو آپس میں بھائی بھائی ہیں دو بھائیوں میں میل جول کرا دیا کرو اور خدا کے غضب سے ڈرتے رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے

حل لغات پہلا رکوع۔سورۃ حجرات۔پ۲۶

یَاَیُّهَا۔اے	الَّذِیْنَ۔وہ جو	اٰمَنُوْا۔ایمان لائے ہو	لَا۔نہ
تُقَدِّمُوْا۔بڑھو	بَیْنَ یَدَیِ۔آگے	اللّٰهِ۔اللہ	وَ۔اور
رَسُوْلِهٖ۔اس کے رسول کے	وَ۔اور	اتَّقُوا۔ڈرو	اللّٰهَ۔اللہ سے
اِنَّ۔بے شک	اللّٰهَ۔اللہ	سَمِیْعٌ۔سننے والا	عَلِیْمٌ۔جاننے والا ہے
یَاَیُّهَا۔اے	الَّذِیْنَ۔وہ جو	اٰمَنُوْا۔ایمان لائے ہو	لَا۔نہ
تَرْفَعُوْٓا۔بلند کرو	اَصْوَاتَكُمْ۔اپنی آوازیں	فَوْقَ۔اوپر	صَوْتِ۔آواز
النَّبِیِّ۔نبی کے	وَ۔اور	لَا۔نہ	تَجْهَرُوْا۔چلاؤ
لَهٗ۔آپ کے سامنے	بِالْقَوْلِ۔بات میں	كَجَهْرِ۔جیسے چلاتا ہے	بَعْضِكُمْ۔بعض تمہارا
لِبَعْضٍ۔سامنے بعض کے	اَنْ۔یہ کہ	تَحْبَطَ۔ضائع ہو جائیں	اَعْمَالُكُمْ۔تمہارے عمل
وَ۔اور	اَنْتُمْ۔تم	لَا۔نہ	تَشْعُرُوْنَ۔سمجھتے ہو
اِنَّ۔بے شک	الَّذِیْنَ۔وہ جو	یَغُضُّوْنَ۔نیچی رکھتے ہیں	اَصْوَاتَهُمْ۔اپنی آوازیں
عِنْدَ۔نزدیک	رَسُوْلِ۔رسول	اللّٰهِ۔اللہ کے	اُولٰٓئِكَ۔یہی وہ ہیں
الَّذِیْنَ۔جن کو	امْتَحَنَ۔جانچ لیا	اللّٰهُ۔اللہ نے	قُلُوْبَهُمْ۔ان کے دلوں کو
لِلتَّقْوٰی۔پرہیزگاری کے لئے	لَهُمْ۔ان کے لئے	مَّغْفِرَةٌ۔بخشش ہے	وَّ۔اور
اَجْرٌ۔اجر	عَظِیْمٌ۔بڑا	اِنَّ۔بے شک	الَّذِیْنَ۔وہ جو
یُنَادُوْنَكَ۔پکارتے ہیں آپ کو		مِنْ وَّرَآءِ۔دور	الْحُجُرٰتِ۔حجروں سے

Marfat.com

7B

أَكْثَرُ۔ اکثر	هُمْ۔ ان کے	لَا۔ نہیں	يَعْقِلُوْنَ۔ عقل رکھتے
وَ۔ اور	لَوْ۔ اگر	أَنَّهُمْ۔ وہ	صَبَرُوْا۔ صبر کرتے
حَتّٰى۔ یہاں تک کہ	تَخْرُجَ۔ آپ نکلتے	إِلَيْهِمْ۔ ان کی طرف	لَكَانَ۔ تو ہوتا
خَيْرًا۔ بہتر	لَّهُمْ۔ ان کے لئے	وَ۔ اور	اللّٰهُ۔ اللہ
غَفُوْرٌ۔ بخشنے والا	رَّحِيْمٌ۔ مہربان ہے	يٰۤاَيُّهَا۔ اے وہ	الَّذِيْنَ۔ جو
اٰمَنُوْٓا۔ ایمان لائے ہو	إِنْ۔ اگر	جَآءَ۔ لائے	كُمْ۔ تمہارے پاس
فَاسِقٌۢ۔ فاسق آدمی	بِنَبَاٍ۔ کوئی خبر	فَتَبَيَّنُوْٓا۔ تو تحقیق کرلیا کرو	أَنْ۔ یہ کہ
تُصِيْبُوْا۔ پہنچو	قَوْمًا۔ کسی قوم پر	بِجَهَالَةٍ۔ بے علمی میں	فَتُصْبِحُوْا۔ تو ہوجاؤ
عَلٰى۔ اوپر	مَا۔ اس کے جو	فَعَلْتُمْ۔ کیا تم نے	نٰدِمِيْنَ۔ افسوس کرنے والے
وَ۔ اور	اعْلَمُوْٓا۔ جان لو	أَنَّ۔ بے شک	فِيْكُمْ۔ تم میں
رَسُوْلَ۔ رسول ہیں	اللّٰهِ۔ اللہ کے	لَوْ۔ اگر	يُطِيْعُكُمْ۔ کہا مانے تمہارا
فِيْ۔ بیچ	كَثِيْرٍ۔ بہت	مِّنَ الْاَمْرِ۔ باتوں کے	لَعَنِتُّمْ۔ تو تم مشقت میں پڑو
وَ۔ اور	لٰكِنَّ۔ لیکن	اللّٰهَ۔ اللہ تعالیٰ نے	حَبَّبَ۔ پسند کرایا
إِلَيْكُمُ۔ تمہیں	الْإِيْمَانَ۔ ایمان	وَ۔ اور	زَيَّنَهٗ۔ سجایا اس کو
فِيْ۔ بیچ	قُلُوْبِكُمْ۔ تمہارے دلوں کے	وَ۔ اور	كَرَّهَ۔ ناپسند کرایا
إِلَيْكُمُ۔ تمہیں	الْكُفْرَ۔ کفر	وَ۔ اور	الْفُسُوْقَ۔ فسق
وَ۔ اور	الْعِصْيَانَ۔ نافرمانی	أُولٰٓئِكَ۔ یہ ہی ہیں	هُمُ۔ وہ جو
الرّٰشِدُوْنَ۔ راہ پر ہیں	فَضْلًا۔ فضل ہے	مِّنَ اللّٰهِ۔ اللہ سے	وَ۔ اور
نِعْمَةً۔ رحمت	وَ۔ اور	اللّٰهُ۔ اللہ	عَلِيْمٌ۔ جاننے والا
حَكِيْمٌ۔ حکمت والا ہے	وَ۔ اور	إِنْ۔ اگر	طَآئِفَتٰنِ۔ دو جماعتیں
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ مسلمانوں کی آپس میں		اقْتَتَلُوْا۔ لڑ پڑیں	فَأَصْلِحُوْا۔ تو صلح کراؤ
بَيْنَهُمَا۔ ان میں	فَإِنْۢ۔ پھر اگر	بَغَتْ۔ زیادتی کرے	إِحْدٰىهُمَا۔ ایک ان میں سے
عَلَى۔ اوپر	الْاُخْرٰى۔ دوسری کے	فَقَاتِلُوا۔ تو لڑو	الَّتِيْ۔ اس سے
تَبْغِيْ۔ جو زیادتی کرتی ہے	حَتّٰى۔ یہاں تک کہ	تَفِيْٓءَ۔ لوٹ آئے	إِلٰٓى۔ طرف
أَمْرِ۔ حکم	اللّٰهِ۔ اللہ کے	فَإِنْ۔ پھر اگر	فَآءَتْ۔ لوٹ آئے
فَأَصْلِحُوْا۔ تو صلح کراؤ	بَيْنَهُمَا۔ ان میں	بِالْعَدْلِ۔ انصاف سے	وَ۔ اور
أَقْسِطُوْا۔ انصاف کرو	إِنَّ۔ بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ	يُحِبُّ۔ پسند کرتا ہے
الْمُقْسِطِيْنَ۔ انصاف والوں کو	إِنَّمَا۔ بیشک	الْمُؤْمِنُوْنَ۔ مسلمان	إِخْوَةٌ۔ بھائی بھائی ہیں

فَاَصْلِحُوْا۔ تو صلح کراؤ　بَیْنَ۔ درمیان　اَخَوَیْکُمْ۔ اپنے بھائیوں کے　وَ۔ اور
اتَّقُوا۔ ڈرو　اللّٰهَ۔ اللہ سے　/ لَعَلَّکُمْ۔ تاکہ تم　تُرْحَمُوْنَ۔ رحم کئے جاؤ

مختصر تفسیر پہلا رکوع۔ سورۃ حجرات۔ پ ۲۶

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝۱ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝۲

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سنتا جانتا ہے اے ایمان والو! نہ اونچی کرو اپنی آوازیں ہمارے نبی کی آواز پر اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

آیت کریمہ کے لفظی معنی کے اعتبار سے تو یہی معنی نکلتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آگے مت چلو اور یہ معنی ہی تعلیم ادب کے لئے مناسب ہیں۔ آیت کریمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تعلیم ادب ہے عام اس سے کہ وہ آگے بڑھنا ہو یا اور کچھ۔ شان نزول آیت یہ ہے کہ

چند اشخاص نے عید اضحیٰ کے دن سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے قربانی کر لی تو ان کو حکم دیا گیا کہ دوبارہ قربانی کریں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ بعض لوگ رمضان سے ایک دن پہلے ہی روزہ رکھنا شروع کر دیتے تھے تو ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور حکم ہوا کہ اپنے نبی سے پہلے روزے نہ رکھا کرو۔

نیز آیت بالا میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اجلال و اکرام اور ادب و احترام تعلیم فرمایا گیا اور حکم دیا گیا کہ ندا کرنے میں ادب کا پورا لحاظ رکھیں جیسے آپس میں ایک دوسرے کا نام لے کر پکارتے ہیں ایسے نہ پکاریں۔ بلکہ کلمات ادب و تعظیم و توصیف و تکریم و القاب و عظمت کے ساتھ عرض کرو جو عرض کرنا ہو۔ ترک ادب سے نیکیوں کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے۔

شان نزول آیت جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ آیت ثابت بن قیس بن شماس کے حق میں نازل ہوئی۔ انہیں ثقل سماعت تھا اور آواز ان کی اونچی تھی۔ بات کرنے میں آواز بلند ہو جایا کرتی تھی۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ثابت بن قیس اپنے گھر میں بیٹھ رہے اور کہنے لگے کہ میں اہل نار سے ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد سے ان کا حال دریافت فرمایا انہوں نے عرض کیا وہ میرے پڑوسی ہیں اور میرے علم میں ان کو کوئی بیماری نہیں ہے۔ پھر آ کر حضرت ثابت سے اس کا ذکر کیا اور ثابت نے کہا یہ آیت نازل ہوئی اور تم یہ جانتے ہو کہ میں تم سب سے زیادہ بلند آواز ہوں تو میں جہنمی ہو گیا حضرت سعد نے یہ حال خدمت اقدس میں بیان کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ اہل جنت سے ہیں۔

اسی بناء پر علامہ اسماعیل حقی اندلسی رحمہ اللہ روح البیان میں فرماتے ہیں کہ آواز بلند کرنا ہی نہیں بلکہ نام پاک لے کر پکارنا بھی حبط عمل کا موجب ہو سکتا ہے۔ چنانچہ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا پر فرماتے ہیں کہ یَا مُحَمَّد کہہ کر پکارنا بھی منع ہے فرماتے ہیں: بَلْ عَظِّمُوْهُ وَ وَقِّرُوْهُ مِثْلَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰهِ

Marfat.com

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ تعظیم وتوقیر ذات اقدس اتنے مبالغے سے ہو کہ نام پاک لینے کے بجائے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مناصب کے ساتھ ندا ہو جیسے یا نبی اللہ یا حبیب اللہ یا خیر خلق اللہ۔

یا محمد کہہ کر پکارنے کو بھی منع کیا گیا یہ عظمت شان رسالت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سارے قرآن کریم میں چار دفعہ محمد اور ایک دفعہ احمد نام پاک لیا گیا۔ جہاں ضرورت تھی کہ نام کے ساتھ ہی بیان ہو جیسے اٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ اور یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ – مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ ۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ باقی تمام قرآن میں کہیں طٰہٰ فرمایا کہیں یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ارشاد ہوا کہیں یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ کہہ کر ندا دی گئی۔ غرضکہ تمام قرآن میں جہاں بھی آپ دیکھیں گے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے القاب وآداب سے ہی مخاطبہ ملے گا اور پانچ جگہ نام لینا ضروری تھا کہ کوئی تاویل کر کے کسی اور کی طرف اسے منسوب نہ کر دے۔ تو جب اللہ تعالیٰ خود اپنے حبیب کی عظمت شان کو اس طرح ملحوظ رکھتا ہے تو پھر زید بکر عمرو کے اوپر ادب وآداب لازمی اور ضروری ہے۔ اس سلسلے کے ساتھ اگلی آیت میں بھی ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ (۳)۔

بے شک وہ لوگ جو اپنی آواز پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا ہے ان کے لئے بخشش اور بڑا اجر ہے۔ آیت یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ کے نازل ہونے کے بعد حضرت صدیق اکبر عمر فاروق رضی اللہ عنہما اور چند دیگر صحابہ علیہم رضوان بہت ہی پست آواز سے عرض معروض کرتے۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ بعد وفات سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بدوی مسجد نبوی میں بلند آواز سے باتیں کر رہا تھا۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کنکریاں پھینک کر اسے بلایا اور فرمایا تو کون ہے؟ اس نے عرض کی کہ میں بدوی دیہاتی ہوں۔ آپ نے اسے چھوڑ دیا۔ اور فرمایا کہ تیری بدویت کی وجہ سے میں تمہیں معاف کرتا ہوں ورنہ سزا دیتا اَتَجْهَرُ صَوْتَكَ عِنْدَ حُضُوْرِ النَّبِيِّ۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آواز بلند کرتا ہے۔ گویا آواز بلند سے کلام کرنا بھی بارگاہ رسالت ﷺ میں حین حیات ممنوع تھا اور بعد وفات بھی ممنوع رہا اور آج بھی ممنوع ہے۔

اسی لئے فرمایا کہ جو آوازیں ہلکی رکھتے ہیں ان کے دل تقویٰ اور پرہیزگاری سے بھرے ہوئے ہیں اور اس ادب کی وجہ سے ان کے واسطے مغفرت اور بھاری اجر ہے حتیٰ کہ عہد رسالت ﷺ میں جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حجرۂ اقدس کے پیچھے سے آواز دے لیتے تھے انہیں بے عقل فرمایا گیا جیسا کہ ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ (۴) وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۵)

بے شک وہ جو آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ از خود نکل کر باہر ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے حق میں بہت بہتر ہوتا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یہ آیت وفد بنی تمیم کے حق میں نازل ہوئی یہ دوپہر کو دولت سرائے عالی پر حاضر آئے اور انہوں نے پکارنا شروع کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف تو لے آئے مگر وہ قیلولہ میں حارج ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بھی پسند نہ آیا اور ارشاد ہوا کہ جو

Marfat.com

ہمارے حبیب کو حجرات کے باہر سے پکارتے ہیں وہ بے عقل ہیں اور اگر وہ صبر سے ادب کے ساتھ بیٹھے رہتے حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر خود تشریف لاتے تو ان کے لئے اچھا تھا اور یہ ادب کی تعلیم دے کر احترام بتا کر فرما دیا اور وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ناواقفی اور جہالت سے جو حرکت تم نے کی اسے اللہ بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ گویا یہ بتا دیا کہ بے ادبی بربنائے جہالت جو تم سے ہوئی اسے تو ہم معاف فرماتے ہیں آگے کو ادب ملحوظ رکھنا۔

اس کے بعد آیت کریمہ میں بتایا گیا ہے کہ فاسق کی خبر بغیر اصول بینہ ماننے کی ممانعت ہوئی۔ شان نزول آیت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو بنی مصطلق سے صدقات وزکوٰۃ وصول کرنے بھیجا تھا۔ انہوں نے جب معلوم کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرستادہ آیا ہے تو تعظیم وتکریم کے لئے اس کے استقبال کو آئے۔ ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ اور بنی مصطلق میں پرانی عداوت تھی یہ سمجھے کہ یہ میرے قتل کے لئے آئے ہیں وہاں سے کسی طرح واپس ہو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر پہنچائی حالانکہ اس کی اصلیت کچھ نہ تھی چنانچہ ارشاد ہوا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ ۝۶

اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اس کی خوب تحقیق کر لیا کرو کہ کہیں کسی قوم کو بے جا ایذا نہ دے بیٹھو پھر اپنے کئے پر پچھتاتے رہ جاؤ۔

آیت کریمہ سے یہ امر بھی مستفاد ہوا کہ کسی خبر کو اڑانا اور قرینۂ ماحول کے ماتحت اس کو برائی پر محمول کرنا یہ بھی فسق ہے۔

چنانچہ جب واقعہ معلوم ہوا تو ولید رضی اللہ عنہ شرمندہ ہوئے اور اظہار ندامت کیا آگے ارشاد ہے:

وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ فِیْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ؕ لَوْ یُطِیْعُكُمْ فِیْ كَثِیْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَیْكُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَهٗ فِیْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَیْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ ؕ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝۷ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ۝۸

اور جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول ہیں اگر وہ بہت سے معاملات میں تمہاری خوشی کیا کریں تو تم ضرور مشقت میں پڑ جاؤ لیکن اللہ نے پیارا کر دیا ہے ایمان تمہارے لئے اور اس سے تمہارے دلوں کو آراستہ کر دیا ہے اور ناگوار کر دیا ہے تمہارے لئے حکم عدولی اور نافرمانی کو، وہی لوگ راہ پر ہیں اللہ کے فضل واحسان سے اور اللہ تعالیٰ علم وحکمت والا ہے۔

وَاِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰۤى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ۝۹ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۱۰

اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو ان میں صلح کروا دو پھر اگر ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے کے ساتھ لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے پھر اگر وہ پلٹ آئے تو ان میں انصاف سے صلح کرا دو اور انصاف کرو بے شک اللہ انصاف والوں کو پسند کرتا ہے۔ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرا دیا کرو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

Marfat.com

مورد آیت کا خاص ہوتا ہے مگر اس کا حکم عام رہتا ہے جب تک مخصص نہ ہو تو آیت کریمہ کا مورد تو خاص ہے کہ ابن ابی نے ناک ڈھک لی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دراز گوش (خچر) کے پیشاب کی بو سے اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو پسند نہ کیا اور غایت محبت میں فرمایا کہ تیرے مشک وزعفران سے اس دراز گوش کا پیشاب بھی خوشبو رکھتا ہے اور آپس میں بات بڑھ جانے پر دونوں میں جھگڑا ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی صلح کرادی۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس کا مورد خاص تو ابن رواحہ اور ابن ابی کے معاملہ میں تھا لیکن حکم اس کا عام ہے ہر مسلمان کو جبکہ آپس میں جھگڑا ہو جائے: حکم ہے کہ صلح کرادو۔ اسی بناء پر حضرت امیر معاویہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی باہمی جنگ جو ہوئی اس میں بھی فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا آتا ہے چنانچہ وہ صلح اسی اصول کی بناء پر کی گئی۔ اور اس کے آگے جو ارشاد ہے فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى اور اگر اس صلح سے کوئی فریق راضی نہ ہو اور بغاوت حکم کرے تو اس کے لئے حکم ہے کہ اس سے مقاتلہ کیا جائے یہاں تک کہ وہ اطاعت کرے اور اس بغاوت کو ترک کردے۔ اسی بناء پر ہم حضرت معاویہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہما کے مقابلہ میں آنے کے بعد مصالحت کر لینے کی وجہ میں بے قصور قرار دیتے ہیں اور اہل سنت کا یہی مسلک ہے جو مقتضائے آیت کریمہ ہے۔

اور اسی کا فیصلہ قرآن کریم میں کیا گیا کہ فَاِنْ فَآءَتْ الخ جب پلٹ آئے باغی گروہ تو ان کے مابین صلح کرادو تو جب بحکم قرآن حضرت معاویہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی صلح ہوگئی تو جو اس صلح میں رخنے نکالتے ہیں وہ درحقیقت مقصد قرآن کے خلاف ہیں قرآن کریم دونوں کو بے قصور قرار دیتا ہے اس کے علاوہ دوسری جگہ بھی فیصلہ کیا گیا جیسا کہ ارشاد ہے:

لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۰﴾

تم میں سے دونوں برابر نہیں ہو سکتے جنہوں نے جان و مال قبل فتح مکہ خرچ کیا اور جہاد کیا یہ لوگ ان سے بڑے درجے والے ہیں جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا ہے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

ان میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ قبل فتح مکہ شریف اسلام سے مشرف ہو چکے تھے اور امیر معاویہ بعد فتح مکہ کے تو دونوں مرتبہ میں برابر تو نہیں رہے مگر وعدۂ حسنیٰ دونوں کے لئے ہوا اور جو وعدۂ حسنیٰ کے مقابلہ میں تاریخی جھگڑوں کو حائل کرے وہ قرآن کریم کے فیصلہ پر تاریخ کو ترجیح دیتا ہے اور یہ طریقہ غلط ہے۔ آگے ارشاد ہے کہ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں کے مابین (شکررنجی) کے موقع پر صلح کرادیا کرو اور اللہ کے غضب سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ آیت کریمہ کا مفہوم منطوق پہلی آیت کے مربوط ہے اس میں بھی اسی پر زور دیا گیا کہ مصالحت بہتر ہے اور مصالحت کے بعد کسی قسم کا تاریخی شاخسانہ نکالنا خلاف مقصد قرآن ہے۔ رحم کا مستحق وہی ہو سکتا ہے جو حکم قرآن مجید کے آگے نگونسار رہے۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع۔ سورۃ حجرات۔ پ ۲۶

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا

اے ایمان والو! مرد مردوں پر نہ ہنسیں عجب نہیں کہ جن پر ہنستے ہیں وہ خدا کے نزدیک ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں پر ہنسیں عجب نہیں کہ جن پر ہنستی ہیں وہ

Marfat.com

اَنۡفُسَكُمۡ وَلَا تَنَابَزُوۡا بِالۡاَلۡقَابِ ؕ بِئۡسَ الِاسۡمُ الۡفُسُوۡقُ بَعۡدَ الۡاِيۡمَانِ ۚ وَمَنۡ لَّمۡ يَتُبۡ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۱۱﴾

اللہ کے نزدیک ان سے بہتر ہوں اور آپس میں ایک دوسرے کو طعنے نہ دیا کرو اور نہ ایک دوسرے کے برے نام دھرو بہت برا نام ہے مسلمان کا فاسق کہلانا تو جوان حرکات سے باز نہ آئیں وہی اللہ کے نزدیک ظالم ہیں

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اجۡتَنِبُوۡا كَثِيۡرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعۡضَ الظَّنِّ اِثۡمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوۡا وَلَا يَغۡتَبْ بَّعۡضُكُمۡ بَعۡضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمۡ اَنۡ يَّاۡكُلَ لَحۡمَ اَخِيۡهِ مَيۡتًا فَكَرِهۡتُمُوۡهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۲﴾

اے ایمان والو! لوگوں کی نسبت بہت شک (برے گمان) کرنے سے بچتے رہو کیونکہ بعض شک (گمان بد) داخل گناہ ہیں اور ایک دوسرے کی ٹٹول میں نہ رہا کرو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرو بھلا تم میں سے کوئی گوارا کرے گا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے تو یقیناً تم گوارا نہ کرو گے (تو غیبت کیوں گوارا ہو یہ بھی ایک قسم کا مردار کھانا ہے) اور اللہ کے غضب سے ڈرتے رہو بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقۡنٰكُمۡ مِّنۡ ذَكَرٍ وَّاُنۡثٰى وَجَعَلۡنٰكُمۡ شُعُوۡبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوۡا ؕ اِنَّ اَكۡرَمَكُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ اَتۡقٰٮكُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌ خَبِيۡرٌ ﴿۱۳﴾

اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد (آدم) اور ایک عورت (حوا) سے پیدا کیا اور پھر تمہاری ذاتیں اور برادریاں بنائیں تا کہ تم ایک دوسرے کو شناخت کرسکو (ورنہ) اللہ کے نزدیک تم میں بڑا شریف وہی ہے جو تم میں بڑا پرہیزگار ہے بے شک اللہ جاننے والا باخبر ہے

قَالَتِ الۡاَعۡرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمۡ تُؤۡمِنُوۡا وَلٰـكِنۡ قُوۡلُوۡۤا اَسۡلَمۡنَا وَلَمَّا يَدۡخُلِ الۡاِيۡمَانُ فِىۡ قُلُوۡبِكُمۡ ؕ وَاِنۡ تُطِيۡعُوا اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ لَا يَلِتۡكُمۡ مِّنۡ اَعۡمَالِكُمۡ شَيۡـئًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۴﴾

عرب کے دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اے محبوب آپ فرما دیجئے کہ تم ایمان نہیں لائے ہاں یوں کہو کہ ہم مسلمان ہو چکے اور ایمان کا تو ہنوز تمہارے دل میں گزر تک نہیں ہوا اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی پیروی کرو گے تو اللہ تمہارے اعمال کے اجر میں کسی طرح کی کانٹ چھانٹ نہیں کرے گا بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ ثُمَّ لَمۡ يَرۡتَابُوۡا وَجٰهَدُوۡا بِاَمۡوَالِهِمۡ وَاَنۡفُسِهِمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓـئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوۡنَ ﴿۱۵﴾

بے شک مومن تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر کسی طرح کا شک وشبہ نہ کیا اور جہاد کیا اپنے مال اور اپنی جانوں سے اللہ کے راستہ میں وہی سچے ہیں

Marfat.com

قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِیْنِكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۱۶﴾

اے محبوب! ان لوگوں سے فرما دیجئے کیا تم اللہ کو اپنی دینداری جتاتے ہو حالانکہ اللہ تو آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب کو جانتا ہے اور اللہ تو ہر چیز کے حال سے بخوبی واقف ہے

یَمُنُّوْنَ عَلَیْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَیَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ یَمُنُّ عَلَیْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِیْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۷﴾

(اے محبوب!) یہ لوگ آپ پر اسلام لانے کا احسان رکھتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ مجھ پر یہ احسان نہ رکھو اپنے اسلام لانے کا بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے دین اسلام کا راستہ دکھایا بشرطیکہ تم دعوئ اسلام میں سچے ہو

اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾

بے شک اللہ آسمانوں اور زمین کی غیب کی باتوں کو جانتا ہے اور تم لوگ جیسے جیسے عمل کرتے ہو اللہ ان (سب کو) دیکھ رہا ہے

حل لغات دوسرا رکوع۔سورۃ حجرات۔پ ۲۶

یٰۤاَیُّهَا۔اے	الَّذِیْنَ۔ وہ جو	اٰمَنُوْا۔مومن ہو	لَا۔نہ
یَسْخَرْ۔ہنسی کرے	قَوْمٌ۔کوئی قوم	مِّنْ قَوْمٍ۔کسی قوم سے	عَسٰۤی۔قریب ہے
اَنْ۔یہ کہ	یَّكُوْنُوْا۔ہوں	خَیْرًا۔بہتر	مِّنْهُمْ۔ان سے
وَ۔اور	لَا۔نہ	نِسَآءٌ۔کوئی عورت	مِّنْ نِّسَآءٍ۔کسی عورت سے
عَسٰۤی۔قریب ہے	اَنْ۔یہ کہ	یَّكُنَّ۔ہوں	خَیْرًا۔بہتر
مِّنْهُنَّ۔ان سے	وَ۔اور	لَا۔نہ	تَلْمِزُوْۤا۔طعنہ دو
اَنْفُسَكُمْ۔اپنی جانوں کو	وَ۔اور	لَا۔نہ	تَنَابَزُوْا۔ڈالو
بِالْاَلْقَابِ۔برے لقب	بِئْسَ۔برا	الِاسْمُ۔نام	الْفُسُوْقُ۔فاسق ہے
بَعْدَ۔بعد	الْاِیْمَانِ۔ایمان کے	وَ۔اور	مَنْ۔جو
لَّمْ۔نہ	یَتُبْ۔توبہ کرے	فَاُولٰٓىٕكَ۔تو یہی	هُمُ۔وہ
الظّٰلِمُوْنَ۔ظالم ہیں	یٰۤاَیُّهَا۔اے	الَّذِیْنَ۔وہ جو	اٰمَنُوا۔ایمان لائے ہو
اجْتَنِبُوْا۔بچو	كَثِیْرًا۔اکثر	مِّنَ الظَّنِّ۔ظنوں سے	اِنَّ۔بے شک
بَعْضَ۔بعض	الظَّنِّ۔ظن	اِثْمٌ۔گناہ ہیں	وَّ۔اور
لَا۔نہ	تَجَسَّسُوْا۔ٹٹول کرو	وَ۔اور	لَا۔نہ
یَغْتَبْ۔غیبت کرے	بَّعْضُكُمْ۔بعض تمہارا	بَعْضًا۔بعض کی	اَ۔کیا

Marfat.com

یُحِبُّ۔پسند کرتا ہے	اَحَدُ۔کوئی	کُمۡ۔تم میں سے	اَنۡ۔یہ کہ
یَّاکُلَ۔کھائے	لَحۡمَ۔گوشت	اَخِیۡهِ۔اپنے بھائی	مَیۡتًا۔مردہ کا
فَکَرِهۡتُمُوۡ۔تو ناپسند کرو گے تم		هُ۔اس کو	وَ۔اور
اتَّقُوا۔ڈرو	اللّٰهَ۔اللہ سے	اِنَّ۔بے شک	اللّٰهَ۔اللہ
تَوَّابٌ۔توبہ قبول کرنے والا	رَّحِیۡمٌ۔مہربان ہے	یٰۤاَیُّهَا۔اے	النَّاسُ۔لوگو
اِنَّا۔بے شک ہم نے	خَلَقۡنٰکُمۡ۔پیدا کیا تم کو	مِّنۡ ذَکَرٍ۔ایک مرد سے	وَّ۔اور
اُنۡثٰی۔ایک عورت سے	وَ۔اور	جَعَلۡنَا۔بنایا ہم نے	کُمۡ۔تم کو
شُعُوۡبًا۔برادریاں	وَّ۔اور	قَبَآئِلَ۔قبیلے	لِتَعَارَفُوۡا۔تاکہ تم پہچانو
اِنَّ۔بے شک	اَکۡرَمَکُمۡ۔معزز تم میں سے	عِنۡدَ۔نزدیک	اللّٰهِ۔اللہ کے
اَتۡقٰکُمۡ۔زیادہ پرہیزگار	تمہارا ہے	اِنَّ۔بے شک	اللّٰهَ۔اللہ
عَلِیۡمٌ۔جاننے والا	خَبِیۡرٌ۔خبردار ہے	قَالَتِ۔کہا	الۡاَعۡرَابُ۔بدوؤں نے
اٰمَنَّا۔ہم مومن بن گئے	قُلۡ۔آپ کہیں	لَّمۡ۔نہیں	تُؤۡمِنُوۡا۔مومن ہوئے
وَ۔اور	لٰکِنۡ۔لیکن	قُوۡلُوۡۤا۔کہو	اَسۡلَمۡنَا۔ہم مسلمان ہوئے
وَ۔اور	لَمَّا۔ابھی نہیں	یَدۡخُلِ۔داخل ہوا	الۡاِیۡمَانُ۔ایمان
فِیۡ۔بیچ	قُلُوۡبِکُمۡ۔تمہارے دلوں کے	وَ۔اور	اِنۡ۔اگر
تُطِیۡعُوا۔اطاعت کرو گے	اللّٰهَ۔اللہ	وَ۔اور	رَسُوۡلَهٗ۔اس کے رسول
کی تو	لَا۔نہ	یَلِتۡکُمۡ۔کمی کرے گا	مِّنۡ اَعۡمَالِکُمۡ۔تمہارے
اعمال میں	شَیۡـًٔا۔کچھ بھی	اِنَّ۔بے شک	اللّٰهَ۔اللہ
غَفُوۡرٌ۔بخشنے والا	رَّحِیۡمٌ۔مہربان ہے	اِنَّمَا۔بے شک	الۡمُؤۡمِنُوۡنَ۔مومن تو
الَّذِیۡنَ۔وہ ہیں جو	اٰمَنُوۡا۔ایمان لائے	بِاللّٰهِ۔اللہ پر	وَ۔اور
رَسُوۡلِهٖ۔اس کے رسول پر	ثُمَّ۔پھر	لَمۡ۔نہ	یَرۡتَابُوۡا۔شک کیا
وَ۔اور	جٰهَدُوۡا۔جہاد کیا	بِاَمۡوَالِهِمۡ۔اپنے مالوں	وَ۔اور
اَنۡفُسِهِمۡ۔اپنی جانوں سے	فِیۡ۔بیچ	سَبِیۡلِ۔راہ	اللّٰهِ۔اللہ کے
اُولٰٓئِکَ۔یہی	هُمُ۔وہ ہیں	الصّٰدِقُوۡنَ۔سچے لوگ	قُلۡ۔فرمائیں
اَ۔کیا	تُعَلِّمُوۡنَ۔سکھاتے ہو	اللّٰهَ۔اللہ کو	بِدِیۡنِکُمۡ۔اپنا دین
وَ۔اور	اللّٰهُ۔اللہ	یَعۡلَمُ۔جانتا ہے	مَا۔جو
فِی۔بیچ	السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں	وَ۔اور	مَا۔جو
فِی۔بیچ	الۡاَرۡضِ۔زمین کے ہے	وَ۔اور	اللّٰهُ۔اللہ

Marfat.com

بِكُلِّ۔ ہر	شَيْءٍ۔ چیز کو	عَلِيْمٌ۔ جاننے والا ہے	يَمُنُّوْنَ۔ احسان رکھتے ہیں
عَلَيْكَ۔ آپ پر	اَنْ۔ یہ کہ	اَسْلَمُوْا۔ مسلمان ہوئے	قُلْ۔ آپ کہہ دیں
لَا۔ نہ	تَمُنُّوْا۔ احسان رکھو	عَلَيَّ۔ مجھ پر	اِسْلَامَكُمْ۔ اپنے اسلام کا
بَلِ۔ بلکہ	اللّٰهُ۔ اللہ	يَمُنُّ۔ احسان رکھتا ہے	عَلَيْكُمْ۔ تم پر
اَنْ۔ یہ کہ	هَدٰىكُمْ۔ ہدایت دی تم کو	لِلْاِيْمَانِ۔ ایمان کی	اِنْ۔ اگر
كُنْتُمْ۔ ہو تم	صٰدِقِيْنَ۔ سچے	اِنَّ۔ بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ
يَعْلَمُ۔ جانتا ہے	غَيْبَ۔ غیب	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں	وَ۔ اور
الْاَرْضِ۔ زمین کے	وَ۔ اور	اللّٰهُ۔ اللہ	بَصِيْرٌ۔ دیکھتا ہے
بِمَا۔ جو تم	تَعْمَلُوْنَ۔ عمل کرتے ہو		

حل لغات نادرہ

لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ۔ سخر یہ سے مراد ہے کہ آدمی کا اپنے بھائی کو وقعت کی آنکھ سے نہ دیکھنا اور اسے اس کے مرتبہ سے گرا دینا۔ قوم اسم جمع ہے اور اس کا اطلاق مردوں پر ہوتا ہے نہ عورتوں اور نہ بچوں پر کیونکہ یہ جمع ہے قائم کی جس طرح صوم صائم اور زائر کی۔

لَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ۔ لمز کہتے ہیں زبان سے طعنہ دینے کو۔

وَلَا تَنَابَزُوْا۔ نبز برے نام سے پکارنے کو کہتے ہیں۔

وَّلَا تَجَسَّسُوْا۔ ماخوذ از جس، جس کے معنی طلب کے آتے ہیں۔ تو تجسس کے معنی تفتیش کے ہوئے۔

لَا يَلِتْكُمْ۔ ماخوذ از لات کمی کرنے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا۔ ای لم یشکو۔ پھر شک نہ کیا انہوں نے۔

يَمُنُّوْنَ۔ منت سے لیا گیا ہے۔ احسان رکھنے کے معنی دیتا ہے اور منت ماخوذ ہے من سے جس کے معنی قطع کے آتے ہیں۔ چونکہ احسان جتانے سے قطع اجر ہوتا ہے اس لئے منت کو احسان جتانے سے تعبیر کرتے ہیں۔

مختصر تفسیر دوسرا رکوع۔ سورۃ حجرات۔ پ ۲۶

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ⑪

اے ایمان والو! مرد مردوں پر نہ ہنسیں عجب نہیں کہ جن پر ہنستے ہیں وہ خدا کے نزدیک ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں پر ہنسیں عجب نہیں کہ جن پر وہ ہنستی ہیں وہ ان سے بہتر ہوں۔ آپس میں ایک دوسرے کو طعنے نہ دو اور نہ ایک دوسرے کے برے نام دھرو، ایمان لائے پیچھے فاسق کہلانا کس قدر برا ہے، جو ان حرکات سے باز نہ آئیں وہی اللہ کے نزدیک ظالم ہیں۔

Marfat.com

آیہ کریمہ میں کردار واخلاق کی بلندی کی تعلیم دی گئی ہے یہ کام سفلہ خوش پوشاک لوگوں کا ہے کہ ہر ایک کے ساتھ تمسخر کرنا اور اپنے مقابلہ میں دوسرے کی تذلیل کے درپے ہونا اسلام اس کو پسند نہیں کرتا۔ اسی لئے ارشاد ہوا کہ ایمان والو تمہارا کام تمسخر اور کسی کو ذلیل نظر سے دیکھنے کا نہیں۔ اسی پر آیہ کریمہ ختم کی گئی۔ دوسرے مہذب قوموں کا بھی یہ طریقہ نہیں ہوتا کہ کسی کی برائی کسی کے آگے کریں جس کو غیبت کہا جاتا ہے۔ اور غیبت کی برائی قرآن پاک فرماتا ہے کہ کسی کی غیبت کرنا اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا ہے اگر تمہیں یہ پسند نہیں اور یقیناً پسند نہیں تو غیبت بھی پسند نہ کرو اور اپنے اخلاق کو بلند رکھو چنانچہ ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ ۖ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢﴾

اے ایمان والو! لوگوں کی نسبت بہت شک وگمان کرنے سے بچتے رہو کیونکہ بعض شک داخل گناہ ہیں اور ایک دوسرے کی ٹٹول میں نہ رہا کرو اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کرو، بھلا تم میں سے کوئی اس بات کو گوارا کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے یہ تو یقیناً تم کو گوارا نہیں (تو پھر غیبت کیوں گوارا ہے یہ بھی ایک قسم کا مردار ہے) اور اللہ کے غضب سے ڈرتے رہو بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

یہ تمام آیتیں اصلاح اخلاق میں ہیں ان کو ایک ہی جگہ سمجھ لینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ پہلا درجہ بازاری اخلاق کا یہ ہے کہ ہر ایک سے تمسخر کرنا اور اپنے کو بڑا سمجھنا۔ دوسرے طعن وتشنیع تیسرے ہر ایک کا نام بدل کر تذلیل کرنا جیسا کہ بازاری کرتے ہیں کہ فلاں فرعون ہے فلاں گدھا ہے ایسے ذلیل خطاب دوسرے کو دینا یہ بھی اخلاق رذیلہ کا ایک نمونہ ہے چوتھے ہر ایک کی غیبت کرتے رہنا پانچویں ہر ایک کے ساتھ سوء ظن رکھنا کہ فلاں ضرور میرے خلاف یوں یا ایسا ویسا کرے گا۔ چھٹے کسی کے تجسس اور تفحص میں رہنا یہ کہاں اور کیوں جا رہا ہے یہ بات کیوں اور کیا کر رہا تھا؟

یہ چھ چیزیں جس کے اندر ہو جائیں اس سے بڑا ظالم کون ہو سکتا ہے اور وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے والا ہی کہلائے گا۔ چنانچہ قرآن کریم نے ان آیتوں میں ان چیزوں کا رد فرمایا اور بتایا کہ یہ فسق وفجور اور ذلت اخلاق اور اکل حرام کے مرادف ہے چنانچہ آخری آیت میں إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ فرما کر واضح کر دیا کہ کسی کی طرف سے گمان بد رکھنا گناہ ہے۔ کسی کے پیچھے تجسس اور تفحص کرنا یہ مسلمان کا کام نہیں، کسی کی غیبت کرنا یہ مردہ خواری کے مترادف ہے اور تمسخر کرنا کسی کو ذلیل کرنے کے لئے القاب بدلنا یہ بازاریوں کے کام ہیں مومن ان صفات ستہ سے ہمیشہ علیحدہ ہی رہے گا۔ اس کے بعد ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴿١٣﴾

اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری ذاتیں اور قبیلے بنائے تا کہ تم ایک دوسرے کی شناخت کر سکو۔ ورنہ اللہ کے ہاں تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے بے شک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔

آیت کریمہ کا مفہوم منطوق بتا رہا ہے کہ تفاخر بالنسب یہ بھی مومن کی شان نہیں چنانچہ فرمادیا گیا کہ لوگو تمہیں ہم نے ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور مغل، پٹھان، شیخ، مرزا، ارائیں، کمبوہ وغیرہ یہ شاخیں تمہارے خاندانوں کی رکھیں تا کہ قبائل میں پہچانے جاسکو۔ رہا سید ہونا یہ محض بالنسبۃ الی الرسول موجب فخر ہے ورنہ یہ بھی قبائل کا ایک شعبہ ہے اسی لئے فیصلہ کیا کہ اللہ عزوجل کے نزدیک اکرم واشرف تم میں وہ ہے جو اللہ عزوجل کے حضور خوف وخشیت رکھے اور اللہ عزوجل خوب جانتا ہے کہ خوف وخشیت رکھنے والے کون ہیں اور نڈر بے خوف کون۔ آگے ارشاد ہے:

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَ لٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا وَ لَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَ اِنْ تُطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَا یَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَیْـٴًـا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۴﴾

گنوار بولے ہم ایمان لائے آپ فرمادیجئے کہ تم ایمان نہیں لائے لیکن یوں کہو کہ ہم مطیع ہو گئے اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں گزرا تک نہیں اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرو گے تو تمہارے اعمال کے اجر میں کسی قسم کا نقصان نہیں ہوگا بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یہ آیت بنی اسد بن خزیمہ کی ایک جماعت کے حق میں نازل ہوئی جو خشک سالی کے زمانہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے اسلام کا اظہار کیا حالانکہ وہ ایمان نہ لائے تھے ان لوگوں نے مدینہ کے رستہ میں گندگیاں کیں اور وہاں کے بھاؤ گراں کر دیئے۔ صبح وشام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آکر اپنے اسلام لانے کا احسان جتلاتے اور کہتے کہ ہمیں کچھ دیجئے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ گویا مشرکین ہی کا ایک گروہ تھا جو اپنے کو مسلمان جتا کر دھوکہ دینا چاہتا تھا ان کی بدباطنی کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے بازار کی اجناس مسلمانوں پر گراں کر دیں اور مدینہ منورہ کے راستہ میں گندگی پھیلائی اور حاضر خدمت عالی ہو کر اپنے اسلام لانے کا احسان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جتایا۔

اللہ تعالیٰ نے ان کا پردہ فاش کر دیا اور فرمایا کہ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا یہ بدوی جنگلی آکر عرض کرتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے۔ اے حبیب آپ فرمادیں: لَّمْ تُؤْمِنُوْا تم ایمان نہیں لائے بلکہ یوں کہو کہ زبانی ہم نے اسلام کا اعلان کیا۔ اسی بنا پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایمان کے لئے اقرار باللسان اور تصدیق بالجنان اور تعمیل بالارکان شرط ہے یعنی زبان سے اقرار کرے دل میں اس کی تصدیق ہو اور اعمال صالحہ کرتا رہے تو مومن اسی کو یہاں فرمایا گیا کہ لَّمْ تُؤْمِنُوْا تم ہرگز ہرگز ایمان نہیں لائے البتہ یہ کہہ سکتے ہو کہ ہم نے زبانی اقرار کیا پھر اس کے بعد دوسرا رویہ ان کی بے دینی کا یہ ظاہر ہوا کہ خدمت اقدس میں آئے اور ایسے وقت آئے جب کہ قحط سالی تھی تو عرض کیا کہ ہمیں اوروں کے مقابلہ میں زیادہ دیجئے کیونکہ ہم اول اسلام لائے ہیں اس پر ارشاد ہوا کہ تم مومن نہیں بلکہ محض زبانی اقرار کے مسلمان ہو جو تمہارے کردار اور اخلاق سے واضح ہو رہا ہے اسی لئے وَلَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ فرمایا کہ تمہارے دلوں میں ایمان کہاں سے آسکتا ہے؟ یاد رکھو جو اللہ اور اس کے رسول کا پیرو ہو جائے اس کے اجر عمل میں ہماری طرف سے کانٹ چھانٹ نہیں ہے۔ مگر ہم جانتے ہیں کہ تم کیسے مسلمان ہو اور کیا عمل کر رہے ہو چنانچہ آگے ارشاد ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿۱۵﴾ قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِیْنِكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١٦﴾ يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا ۖ قُلْ لَا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُمْ ۖ بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ
لِلْإِيمَانِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٧﴾ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٨﴾

بے شک ایمان والے وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر کسی قسم کا شک نہ کیا اور اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہی سچے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کیا تم اللہ کو اپنی دینداری جتلاتے ہو حالانکہ اللہ آسمان اور زمین میں کا سب کچھ جانتا ہے اور اللہ ہر چیز کے حال سے خوب واقف ہے۔ اے محبوب! وہ اپنے اسلام لانے کا احسان آپ پر جتلاتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ مجھ پر اسلام کا احسان نہ جتلاؤ بلکہ اللہ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تمہیں ایمان و اسلام کی ہدایت بخشی بشرطیکہ تم اپنے دعویٰ ایمان میں سچے ہو۔ بے شک اللہ آسمانوں اور زمین کے غیب جانتا ہے اور اللہ تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔

آیت کریمہ میں پہلے ایمان والوں کی صفت بیان فرمائی اور بتایا کہ ایمان لانے والوں کے دلوں میں شک وشبہہ کی گنجائش نہیں رہتی بلکہ وہ اپنے جان و مال سے اسلام پر فدا ہوتے ہیں۔ پھر انہی قبیلے والوں کا حال بتایا جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں احسان رکھنے کو آئے تھے یعنی قبیلہ بنی اسد بن خزیمہ فرمایا کہ یہ لوگ جو اسلام کا احسان آپ پر رکھتے ہیں انہیں فرما دیجئے کہ مومن ہمارے اوپر احسان نہیں رکھا کرتا بلکہ اللہ کا احسان مومن پر ہے کہ اس نے ہدایت دی اور اسلام کی توفیق بخشی اگر تم بھی سچے ہوتے تو ایسا احسان نہ رکھتے اور اخیر میں فرمایا کہ اللہ آسمانوں اور زمین کے تمام غیوب پر حاوی ہے اور جو کچھ تم عمل کر رہے ہو اسے بھی دیکھ رہا ہے۔ جس کے معنی واضح ہیں کہ تمہارا اسلام لانا اور دعویٰ اسلام کرنا محض دکھلاوا ہے جس کی حقیقت خداوند کریم پر روشن ہے۔

Marfat.com

سورۃ قٓ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع-سورۃ ق-پ ۲۶

قٓ ۚ

اے قمر اسلام شب کفر میں

وَ الۡقُرۡاٰنِ الۡمَجِیۡدِ ۚ﴿۱﴾

ہمیں قرآن مجید کی قسم ہے کہ آپ ہمارے بھیجے ہوئے پیغمبر ہیں

بَلۡ عَجِبُوۡۤا اَنۡ جَآءَہُمۡ مُّنۡذِرٌ مِّنۡہُمۡ فَقَالَ الۡکٰفِرُوۡنَ ہٰذَا شَیۡءٌ عَجِیۡبٌ ۚ﴿۲﴾

مگر ان کافروں کو ان سے تعجب ہوا کہ ان میں ایک ڈر سنانے والا ان کے پاس پیغمبر بن کر آیا تو یہ کافر کہنے لگے یہ تو عجیب بات ہے

ءَ اِذَا مِتۡنَا وَ کُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِکَ رَجۡعٌۢ بَعِیۡدٌ ﴿۳﴾

کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے تو لوٹنا بعید از عقل ہے

قَدۡ عَلِمۡنَا مَا تَنۡقُصُ الۡاَرۡضُ مِنۡہُمۡ ۚ وَ عِنۡدَنَا کِتٰبٌ حَفِیۡظٌ ﴿۴﴾

مردوں کے جن اجزا کو مٹی کھاتی اور کم کرتی ہے ہم کو تو معلوم ہی ہے اور ہمارے پاس کتاب (لوح محفوظ) بھی موجود ہے) اور اس میں ذرہ ذرہ لکھا ہوا ہے

بَلۡ کَذَّبُوۡا بِالۡحَقِّ لَمَّا جَآءَہُمۡ فَہُمۡ فِیۡۤ اَمۡرٍ مَّرِیۡجٍ ﴿۵﴾

مگر ان لوگوں کو ایک حق بات پہنچی تو اسے جھٹلا بیٹھے تو وہ ایسی بات میں الجھ رہے (مذبذب) ہیں جس کو قرار نہیں

اَفَلَمۡ یَنۡظُرُوۡۤا اِلَی السَّمَآءِ فَوۡقَہُمۡ کَیۡفَ بَنَیۡنٰہَا وَ زَیَّنّٰہَا وَ مَا لَہَا مِنۡ فُرُوۡجٍ ﴿۶﴾

کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان کو نظر بھر کر نہیں دیکھا کہ ہم نے اس کو کیسا بنایا ہے اور ستاروں سے اس کو سجایا اور اس میں کہیں درز کا نام نہیں

وَ الۡاَرۡضَ مَدَدۡنٰہَا وَ اَلۡقَیۡنَا فِیۡہَا رَوَاسِیَ وَ اَنۡۢبَتۡنَا فِیۡہَا مِنۡ کُلِّ زَوۡجٍۭ بَہِیۡجٍ ۙ﴿۷﴾

اور زمین کو ہم نے پھیلایا اور اس کے اندر بھاری بوجھ پہاڑ پہاڑ کے لنگر ڈال دیئے اور سب طرح کی خوشنما چیزیں (یعنی ہر بارونق جوڑا) اگایا

تَبۡصِرَۃً وَّ ذِکۡرٰی لِکُلِّ عَبۡدٍ مُّنِیۡبٍ ﴿۸﴾

تا کہ جتنے بندے ہماری طرف رجوع لانے والے ہیں وہ ہماری قدرت کا تماشہ دیکھیں اور عبرت پکڑیں

وَ نَزَّلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَکًا فَاَنۡۢبَتۡنَا بِہٖ جَنّٰتٍ وَّ حَبَّ الۡحَصِیۡدِ ۙ﴿۹﴾

اور ہم نے آسمان سے برکت کا پانی اتارا اور اس کے ذریعہ باغ اگائے اور کھیتی کا اناج

وَ النَّخۡلَ بٰسِقٰتٍ لَّہَا طَلۡعٌ نَّضِیۡدٌ ۙ﴿۱۰﴾

اور لمبی لمبی کھجوریں جن کی کھڑیں خوب گتھی ہوئی ہوتی ہیں

رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَ اَحْیَیْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا ؕ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ﴿۱۱﴾

بندوں کی روزی کے لئے اور ہم نے مینہ کے ذریعہ مری ہوئی بستی کو جلا اٹھایا اسی طرح قیامت کے دن لوگوں کو قبروں سے نکلنا ہوگا

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ اَصْحٰبُ الرَّسِّ وَ ثَمُوْدُ ﴿۱۲﴾ وَ عَادٌ وَّ فِرْعَوْنُ وَ اِخْوَانُ لُوْطٍ ﴿۱۳﴾ وَّ اَصْحٰبُ الْاَیْكَةِ وَ قَوْمُ تُبَّعٍ ؕ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِیْدِ ﴿۱۴﴾

ان لوگوں سے پہلے نوح (علیہ السلام) کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا اور کنویں والوں نے اور ثمود و عاد و فرعون اور قوم لوط نے اور بن کے رہنے والوں اور قوم تبع نے ان سب ہی نے اپنے اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا تو ہمارا وعدہ عذاب ان کے حق میں پورا ہوا

اَفَعَیِیْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ؕ بَلْ هُمْ فِیْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ﴿۱۵﴾

کیا ہم اول بار پیدا کرنے میں تھک گئے (کہ قیامت کو دوبارہ پیدا نہیں کرسکیں گے) نہیں بلکہ یہ لوگ از سر نو پیدا کرنے کی طرف سے شک میں پڑے ہوئے ہیں

حل لغات پہلا رکوع-سورۃ ق-پ۲۶

قٓ-اے قمر اسلام شب کفر میں	وَ-قسم ہے	الْقُرْاٰنِ-قرآن	الْمَجِیْدِ-بزرگ کی
بَلْ-بلکہ	عَجِبُوْٓا-تعجب کیا انہوں نے	اَنْ-یہ کہ	جَآءَ-آیا
هُمْ-ان کے پاس	مُّنْذِرٌ-ڈرانے والا	مِّنْهُمْ-انہی میں سے	فَقَالَ-تو کہا
الْكٰفِرُوْنَ-کافروں نے	هٰذَا-یہ	شَیْءٌ-چیز	عَجِیْبٌ-عجیب ہے
ءَ-کیا	اِذَا-جب	مِتْنَا-ہم مرجائیں گے	وَ-اور
كُنَّا-ہوجائیں گے	تُرَابًا-مٹی	ذٰلِكَ-یہ	رَجْعٌ-لوٹنا ہے
بَعِیْدٌ-دور کی بات	قَدْ-بے شک	عَلِمْنَا-ہم نے جانا	مَا-جو
تَنْقُصُ-کم کرتی ہے	الْاَرْضُ-زمین	مِنْهُمْ-ان میں سے	وَ-اور
عِنْدَنَا-ہمارے پاس	كِتٰبٌ-کتاب ہے	حَفِیْظٌ-نگہبان	بَلْ-بلکہ
كَذَّبُوْا-انہوں نے جھٹلایا	بِالْحَقِّ-حق کو	لَمَّا-جب	جَآءَ-آیا
هُمْ-ان کے پاس	فَهُمْ-تو وہ	فِیْٓ-بیچ	اَمْرٍ-کام کے
مَّرِیْجٍ-متردد ہیں	اَفَلَمْ-تو کیا نہیں	یَنْظُرُوْٓا-دیکھا انہوں نے	اِلَى-طرف
السَّمَآءِ-آسمان کی	فَوْقَهُمْ-اپنے اوپر	كَیْفَ-کس طرح	بَنَیْنٰهَا-ہم نے بنایا اس کو
وَ-اور	زَیَّنّٰهَا-زینت دی اس کو		وَ-اور
مَا-نہیں	لَهَا-اس میں	مِنْ فُرُوْجٍ-کوئی درز	وَ-اور
الْاَرْضَ-زمین کو	مَدَدْنٰهَا-پھیلایا ہم نے		وَ-اور

اَلْقَيْنَا۔ڈالے	فِيْهَا۔اس میں	رَوَاسِيَ۔لنگر	وَ۔اور
اَنْۢبَتْنَا۔اگائے ہم نے	فِيْهَا۔اس میں	مِنْ كُلِّ۔ہر طرح کے	زَوْجٍ۔جوڑے
بَهِيْجٍ۔بارونق	تَبْصِرَةً۔دیکھنے کے لئے	وَّ۔اور	ذِكْرٰى۔نصیحت ہے
لِكُلِّ۔واسطے ہر ایک	عَبْدٍ۔بندے	مُّنِيْبٍ۔رجوع کرنے والے کے لئے	
وَ۔اور	نَزَّلْنَا۔اتارا ہم نے	مِنَ السَّمَآءِ۔بلندی سے	مَآءً۔پانی
مُّبٰرَكًا۔برکت والا	فَاَنْۢبَتْنَا۔تو اگائے ہم نے	بِهٖ۔اس سے	جَنّٰتٍ۔باغ
وَّ۔اور	حَبَّ۔دانے	الْحَصِيْدِ۔کٹنے والے	وَ۔اور
النَّخْلَ۔کھجوریں	بٰسِقٰتٍ۔بلند	لَّهَا۔ان کے	طَلْعٌ۔خوشے ہیں
نَّضِيْدٌ۔تہ بہ تہ	رِّزْقًا۔رزق	لِّلْعِبَادِ۔بندوں کے لئے	وَ۔اور
اَحْيَيْنَا۔زندہ کیا ہم نے	بِهٖ۔اس سے	بَلْدَةً۔شہر	مَّيْتًا۔مردہ کو
كَذٰلِكَ۔اسی طرح	الْخُرُوْجُ۔نکلنا ہے	كَذَّبَتْ۔جھٹلایا	قَبْلَهُمْ۔اس سے پہلے
قَوْمُ۔قوم	نُوْحٍ۔نوح نے	وَّ۔اور	اَصْحٰبُ الرَّسِّ۔کنویں
والوں نے	وَ۔اور	ثَمُوْدُ۔ثمود نے	وَ۔اور
عَادٌ۔عاد	وَّ۔اور	فِرْعَوْنُ۔فرعون	وَ۔اور
اِخْوَانُ۔بھائیوں	لُوْطٍ۔لوط نے	وَّ۔اور	اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ۔بن کے
رہنے والوں نے	وَ۔اور	قَوْمُ۔قوم	تُبَّعٍ۔تبع نے
كُلٌّ۔سب نے	كَذَّبَ۔جھٹلایا	الرُّسُلَ۔پیغمبروں کو	فَحَقَّ۔تو حق ہوا
وَعِيْدِ۔میرے عذاب کا وعدہ		اَفَعَيِيْنَا۔کیا ہم تھک گئے	بِالْخَلْقِ۔پیدائش
الْاَوَّلِ۔پہلی سے	بَلْ۔بلکہ	هُمْ۔وہ	فِيْ۔بیچ
لَبْسٍ۔شک کے ہیں	مِّنْ خَلْقٍ۔پیدائش	جَدِيْدٍ۔نئی سے	

حل لغات نادرہ

رَجْعٌ۔لوٹ کر پیدا ہونا عقلاً بعید ہے۔

مَّرِيْجٍ۔کہتے ہیں مضطرب کو جسے قرار نہ ہو یعنی یہ کافر اس معاملہ میں مذبذب ہیں۔

فُرُوْجٍ۔جمع فرج کی جس کے معنی دراڑ (درز) کے ہیں۔

بَهِيْجٍ۔خوشگوار۔

حَبَّ الْحَصِيْدِ۔کھیتی کا اناج۔

بٰسِقٰتٍ۔جمع باسقہ ماخوذ از بسق۔اونچا اور لمبا ہونے کو کہتے ہیں۔

طَلْعٌ نَّضِيْدٌ۔طلع خوشہ۔نضید اوپر تلے ہونا۔حاصل معنی خوشہ بھرا ہوا۔

Marfat.com

اَفَعَیِینَا۔ عی کہتے ہیں تھکنے کو۔
لَبۡسٍ۔ بمعنی شک۔

مختصر تفسیر پہلا رکوع۔سورۃ ق۔پ ۲۶

قٓ ۚ وَالۡقُرۡاٰنِ الۡمَجِیۡدِ ۚ﴿۱﴾۔اے قمر اسلام۔قسم ہے قرآن مجید کی

یہاں قٓ حروف مقطعات سے ہے۔جس کے معنی مفسرین اَللّٰہُ اَعۡلَمُ بِمُرَادِہٖ کہہ کر آگے شروع ہو جاتے ہیں معنی حقیقی تو یقیناً اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی جانتا ہے مگر معنی تاویلی اس کے ہو سکتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے ظلمت شرک مٹی اور شب دیجور کفر میں روشنی اسلام آئی اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات تھی جس نے یہ روشنی پھیلائی تو آپ اسلام کے قمر لازما ہوئے۔اس اعتبار سے ہم نے اس کے معنی اے قمر اسلام کیے۔

وَالۡقُرۡاٰنِ الۡمَجِیۡدِ ۚ﴿۱﴾۔یہ قرآن کریم کو مقسم بہ بنایا گیا اور اس کی قسم یاد فرمائی پھر کفار کے اعتراضی پہلو کو دکھایا جو انہوں نے کیا کہ جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے تو یہ عجیب وغریب بات ہے کہ پھر زندہ کیے جائیں گے یہ عقلاً بعید ہے۔حالانکہ رجع بعید جب ہو سکتا تھا جبکہ اس پر نظائر نہ پیش کیے گئے ہوں۔آگے کی آیت میں بتایا گیا ہے کہ میت کے جسم سے جو چیز ضائع ہوتی ہے وہ مٹی میں مل جاتی ہے اس کا حساب ہمارے پاس کتاب حفیظ میں ہے جسے لوح محفوظ کہا جاتا ہے تو ذرہ ذرہ عالم کا علم اللہ عزوجل میں ہے اور جو شے علم اللہ عزوجل میں ہے اس کے لانے اور لوٹانے پر وہ قادر علی الاطلاق ہے پھر اس پر نظیر پیش کی جس میں یہ مذبذب تھے اور ارشاد ہوا:

بَلۡ عَجِبُوۡۤا اَنۡ جَآءَهُمۡ مُّنۡذِرٌ مِّنۡهُمۡ فَقَالَ الۡكٰفِرُوۡنَ هٰذَا شَیۡءٌ عَجِیۡبٌ ۚ﴿۲﴾ ءَاِذَا مِتۡنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ
رَجۡعٌۢ بَعِیۡدٌ ﴿۳﴾ قَدۡ عَلِمۡنَا مَا تَنۡقُصُ الۡاَرۡضُ مِنۡهُمۡ ۚ وَعِنۡدَنَا كِتٰبٌ حَفِیۡظٌ ﴿۴﴾ بَلۡ كَذَّبُوۡا بِالۡحَقِّ لَمَّا
جَآءَهُمۡ فَهُمۡ فِیۡۤ اَمۡرٍ مَّرِیۡجٍ ﴿۵﴾ اَفَلَمۡ یَنۡظُرُوۡۤا اِلَی السَّمَآءِ فَوۡقَهُمۡ كَیۡفَ بَنَیۡنٰهَا وَ زَیَّنّٰهَا وَ مَا لَهَا مِنۡ فُرُوۡجٍ ﴿۶﴾ وَ
الۡاَرۡضَ مَدَدۡنٰهَا وَ اَلۡقَیۡنَا فِیۡهَا رَوَاسِیَ وَ اَنۡۢبَتۡنَا فِیۡهَا مِنۡ كُلِّ زَوۡجٍۭ بَهِیۡجٍ ۙ﴿۷﴾ تَبۡصِرَةً وَّ ذِكۡرٰی لِكُلِّ عَبۡدٍ
مُّنِیۡبٍ ﴿۸﴾ وَ نَزَّلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنۡۢبَتۡنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّ حَبَّ الۡحَصِیۡدِ ۙ﴿۹﴾ وَ النَّخۡلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلۡعٌ نَّضِیۡدٌ ﴿۱۰﴾ۙ
رِّزۡقًا لِّلۡعِبَادِ ۙ وَ اَحۡیَیۡنَا بِهٖ بَلۡدَةً مَّیۡتًا ؕ كَذٰلِكَ الۡخُرُوۡجُ ﴿۱۱﴾

بلکہ انہیں اس کا اچنبا ہوا کہ ان کے پاس انہی میں سے ایک ڈر سنانے والا تشریف لایا تو کافر بولے یہ تو عجیب بات ہے کیا جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے پھر پلٹ کر خلاف عقل آئیں گے یہ پلٹنا عقل سے بعید ہے ہم جانتے ہیں جو کچھ زمین ان مردوں سے گھٹاتی ہے اور ہمارے پاس کتاب لوح محفوظ بھی موجود ہے اور اس میں ذرہ ذرہ لکھا ہوا ہے مگر ان لوگوں کو ایک حق بات پہنچی تو اسے جھٹلایا تو وہ ایسی بات میں متذبذب ہیں جس کو قرار نہیں۔کیا ان لوگوں نے اپنے اوپر آسمان کو نظر بھر کر نہیں دیکھا کہ ہم نے اس کو کیسا بنایا اور ستاروں سے اس کو سجایا اور اس میں درز کا کہیں نام تک نہیں اور زمین کو ہم نے پھیلایا اور اس کے بھاری بوجھل پہاڑوں کے لنگر ڈالے ہر قسم کے خوشگوار جوڑے اس میں اگائے اور ہم نے آسمان سے برکت کا پانی اتارا اور اپنے بندوں کو روزی دینے کے لئے اس پانی کے ذریعہ باغ اگائے اور کھیتی کا اناج اور لمبی لمبی کھجوریں جن کی کھڑیں خوب گتھی ہوئی ہیں اور ہم نے پانی کے ذریعہ مری ہوئی (یعنی بنجر زمین) بستی کو جلا اٹھایا اور اسی طرح قیامت کے دن لوگوں کو قبروں سے نکلنا ہوگا۔

Marfat.com

8B

آیات کریمہ کا مفہوم منطوق اس امر کو واضح کر رہا ہے کہ وہ گٹھلی اور بیج جسے خاک میں ملا دیا جاتا ہے اسی سے سبز کونپلیں نکلتی ہیں اور وہ چند دن میں سرسبز وشاداب درخت کی شکل اختیار کر لیتی ہیں حتیٰ کہ وہ درخت پھل پھول دینے لگتا ہے تو اگر یہ چیزیں مٹی میں ملا کر سرسبز وشاداب کرنے پر جو قادر ہے، وہ میت کو خاک میں ملا کر پھر دوبارہ زندہ کرنے پر کیوں نہ قادر ہوگا۔

اس سے ثابت ہوا کہ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا کہہ کر جو ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ اور استبعاد عقلی دوبارہ زندہ ہونے پر لاتے ہیں یہ ان کی جہالت ہے اس لئے کہ میت تو پھر بھی جاندار تھی اور گٹھلی تو اول ہی سے بے جان ہے تو جب بے جان کو خاک میں ملا کر سرسبز وشاداب کر دینا اور اس سے پھل پھول نکالنا اللہ عزوجل کے قبضہ قدرت میں ہوا تو میت کو نکالنا اور زندہ کر دینا کیوں خلاف عقل ہے؟

پھر اس کے ساتھ دوسری نظیر دی کہ ہم نے جو آسمان بنایا اس میں کوئی جوڑ ایسا نہیں جس میں کوئی شقاق ہو تو یہ خلاف عقل ہی ہے کہ منتہائے نظر سے بھی پرے عریض وطویل چھت بنا دینا اور اس میں کوئی درز نہ ہونا اور جوڑ کا نشان تک نہ ملنا یہ عقل کے کہاں مطابق ہے مگر ظاہر ہے کہ جو خالق عقل ہے اس کے کمال قدرت سے یہ چیز بھی بعید نہیں۔

پھر فرمایا کہ ہم بلندی سے برکت والا پانی برساتے ہیں عام اس سے کہ وہ آسمان سے ہو یا کسی اور طرح بہر حال سما بلندی کو کہتے ہیں تو بلندی سے پانی کا برسنا یہ مِنَ السَّمَآءِ ہو گیا اور اس کو برکت والا فرمانا قدرت کاملہ کا دخل دکھلانا ہے تو اسے بنجر اور مردہ زمین پر جب برسایا گیا تو اس سے باغ سرسبز وشاداب ہوئے اور لوگوں کی غذا کیلئے غلہ پیدا ہوا اور قدرتی حلوہ کھجور کی نازک تھیلیوں میں بھرا ہوا نکلا۔ یہ سب چیزیں مٹی میں سے آئیں اور برکت والے پانی نے اسے اگایا اور بندوں کے لئے رزق بنایا اور وہ زمین جو مردہ تھی جس پر سبزہ نہ تھا اس کو زندہ کیا اور سرسبز وشاداب فرما دیا۔ یہی وجہ ہے کہ ارباب لغت نے بلدۃ میتۃ کو زندہ کر دینے کے معنی میں موت کو عدم تخضر کے معنی میں بھی لیا اور بتایا کہ زمین کی موت عدم تخضر ہے اور اس کی زندگی اس کا سرسبز وشاداب ہونا ہے۔

راغب اصفہانی رحمہ اللہ نے مفردات میں موت کو متعدد معنی میں لیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں: اَنْوَاعُ الْمَوْتِ بِحَسْبِ اَنْوَاعِ الْحَيَاتِ۔

فَالْاَوَّلُ مَا هُوَ بِاِزَآءِ الْقُوَّةِ النَّامِيَةِ الْمَوْجُوْدَةِ فِي الْاِنْسَانِ وَالْحَيْوَانَاتِ وَالنَّبَاتِ نَحْوُ يُحْيِي الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا۔ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا۔

اَلثَّانِيْ زَوَالُ الْقُوَّةِ الْحَاسَّةِ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا۔

اَلثَّالِثُ زَوَالُ الْقُوَّةِ الْعَاقِلَةِ وَ هِيَ الْجِهَالَةُ نَحْوُ اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ - اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى۔

اَلرَّابِعُ الْحُزْنُ الْمُكَدِّرُ لِلْحَيَاةِ وَاِيَّاهُ قَصَدَ بِقَوْلِهٖ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ۔

اَلْخَامِسُ الْمَنَامُ فَقِيْلَ اَلنَّوْمُ مَوْتٌ خَفِيْفٌ وَالْمَوْتُ نَوْمٌ ثَقِيْلٌ وَ عَلٰى هٰذَا النَّحْوِ سَمَّاهَا اللّٰهُ تَوَفِّيًا فَقَالَ وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ - اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا وَ قَوْلُهٗ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا۔ الخ

Marfat.com

راغب رحمہ اللہ نے پانچ موقعوں پر لفظ موت کے معنی پیش کیے:

عدم تخضر، زوال عقل، زوال قوت حاسہ ایسا غم جو زندگی کو مکدر کر دینے والا ہو اور نیند تو معلوم ہوا کہ سبزہ نہ اگنا زمین کی موت ہے اور اس کا سرسبز و شاداب ہونا اس کی زندگی ہے بہرحال یُحۡیِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِہَا بنجر زمین کو سرسبز و شاداب کر دینے کے معنی میں استعمال کیا گیا اور وہ کافر جو حسد و عناد میں جل رہے تھے ان کو بھی مردہ کہہ کر اِنَّکَ لَا تُسۡمِعُ الۡمَوۡتٰی فرمایا گیا حالانکہ وہ زندہ تھے مگر حسد و عناد کی آگ میں وہ اتنے جل رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حق بات کو ماننے کے لئے تیار نہ تھے تو فرما دیا گیا کہ آپ اپنی آواز انہیں نہیں پہنچا سکتے۔ کیونکہ یہ بہرے گونگے ہیں اور ایک جگہ اندھا بھی فرمایا۔ بہرحال قرآن کریم نے دلیل عقلی کے ساتھ مٹی میں مل کر زندہ ہونا ثابت فرمایا اور جو اسے تسلیم نہ کرے اسے مردہ کہا۔ آگے ارشاد ہے:

کَذَّبَتۡ قَبۡلَہُمۡ قَوۡمُ نُوۡحٍ وَّ اَصۡحٰبُ الرَّسِّ وَ ثَمُوۡدُ ﴿۱۲﴾ وَ عَادٌ وَّ فِرۡعَوۡنُ وَ اِخۡوَانُ لُوۡطٍ ﴿۱۳﴾ وَّ اَصۡحٰبُ الۡاَیۡکَۃِ وَ قَوۡمُ تُبَّعٍ ؕ کُلٌّ کَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِیۡدِ ﴿۱۴﴾ اَفَعَیِیۡنَا بِالۡخَلۡقِ الۡاَوَّلِ ؕ بَلۡ ہُمۡ فِیۡ لَبۡسٍ مِّنۡ خَلۡقٍ جَدِیۡدٍ ﴿۱۵﴾

ان سے پہلے نوح کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا اور خندق والوں نے اور ثمود، عاد اور فرعون اور قوم لوط نے بن کے رہنے والے اور تبع کے لوگوں نے ان سب ہی نے اپنے اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا تو ہمارا وعدۂ عذاب ان کے حق میں پورا ہوا کیا ہم اول بار پیدا کرنے میں تھک گئے (کہ قیامت کو دوبارہ پیدا نہیں کر سکتے) نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ (خلاف عادت) از سر نو پیدا کرنے کی طرف سے شک میں پڑے ہوئے ہیں۔

تو جھٹلانے والے جھٹلاتے رہے مگر قادر علی الاطلاق اپنی قدرت کاملہ کا ظہور فرماتا رہا اور اہل ایمان اس پر یقین کرتے رہے۔ قوم نوح پر طوفان آیا۔ اصحاب رس، یہ ایک کنویں کے پاس رہتے تھے۔ بت پرستی کیا کرتے تھے یہ کنواں دھنسا اور ان کے اموال وعیال سب تباہ ہو گئے۔ قوم عاد وغیرہ کے تذکرے سورۃ فرقان حجر اور دخان میں تفصیل کے ساتھ گزر چکے ہیں۔

کُلٌّ کَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِیۡدِ ﴿۱۴﴾

میں فرمایا گیا کہ سب نے رسولوں کو جھٹلایا تو ہماری وعید عذاب ان پر پوری ہوئی اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے:

اَفَعَیِیۡنَا بِالۡخَلۡقِ الۡاَوَّلِ الخ۔ کہ اللہ تعالیٰ کو جو کسی تخلیق میں تھکا ہوا مانے وہ بے ایمان اور جو شبہہ میں رہے وہ بھی بے ایمان ہے۔ وہ خلق جدید اور خلق اول دونوں پر بلاشبہہ قادر ہے۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع - سورۃ ق - پ ۲۶

وَ لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ وَ نَعۡلَمُ مَا تُوَسۡوِسُ بِہٖ نَفۡسُہٗ ۚۖ وَ نَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡہِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡدِ ﴿۱۶﴾	اور بے شک ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں جو وسوسے اس کا نفس ڈالتا ہے اور ہم اس کی طرف قریب ہیں دل کی رگ سے بھی زیادہ
اِذۡ یَتَلَقَّی الۡمُتَلَقِّیٰنِ عَنِ الۡیَمِیۡنِ وَ عَنِ الشِّمَالِ قَعِیۡدٌ ﴿۱۷﴾	جب اس سے لیتے ہیں دو لینے والے ایک دائیں طرف دوسرا بائیں طرف بیٹھا ہوا ہے

Marfat.com

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴿۱۸﴾	کوئی بات وہ زبان سے نہیں کہتا مگر اس کے قریب ایک محافظ بیٹھا ہوا ہے
وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ﴿۱۹﴾	اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ یہ ہے جس سے وہ بھاگتا ہے
وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ﴿۲۰﴾	اور صور پھونکا گیا یہ ہے دن وعدے کا
وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ ﴿۲۱﴾	اور آئے گی ہر جان اس کے ساتھ ہانکنے والا اور گواہ ہوگا
لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ﴿۲۲﴾	بے شک تو غفلت میں تھا اس سے تو کھول دیا ہم نے تجھ پر تیرا پردہ تو آج کے دن تیری آنکھ تیز ہے
وَقَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ﴿۲۳﴾	اور کہے گا اس کا ہم نشین فرشتہ یہ ہے جو میرے پاس حاضر ہے
اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۲۴﴾	حکم ہوگا کہ دونوں کو جہنم میں ڈال دو سرکش اور ہٹ دھرم کو
مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبٍ ﴿۲۵﴾	جو بھلائی سے روکنے والا حد سے بڑھنے والا شک کرنے والا ہے
الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ﴿۲۶﴾	جس نے اللہ کے ساتھ دوسرا خدا مانا تو ڈال دیا اسے سخت عذاب میں
قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۲۷﴾	کہے گا اس کا ساتھی شیطان اے میرے رب میں نے اسے نافرمان نہیں کیا لیکن یہ خود ہی دور کی گمراہی میں تھا
قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ﴿۲۸﴾	فرمایا جائے گا مت جھگڑا کرو ہمارے حضور بے شک میں پہلے ہی تمہیں ڈرسنا چکا تھا
مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۲۹﴾	نہیں بدلا جاتا میرا فرمان اور نہیں میں ظلم کرنے والا اپنے بندوں پر

حل لغات دوسرا رکوع - سورۃ ق - پ ۲۶

وَ۔ اور	لَقَدْ۔ بے شک	خَلَقْنَا۔ پیدا کیا ہم نے	الْاِنْسَانَ۔ انسان کو
وَ۔ اور	نَعْلَمُ۔ ہم جانتے ہیں	مَا۔ جو	تُوَسْوِسُ۔ وسوسہ ڈالتا ہے
بِهٖ۔ اس کو	نَفْسُهٗ۔ اس کا نفس	وَ۔ اور	نَحْنُ۔ ہم
اَقْرَبُ۔ زیادہ قریب ہیں	اِلَيْهِ۔ اس کی طرف	مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ۔ شاہ رگ سے بھی	

Marfat.com

اِذْ۔جب	یَتَلَقَّی۔ ملتے ہیں	الْمُتَلَقِّیٰنِ۔دو ملنے والے	عَنِ الْیَمِیْنِ۔دائیں سے
وَ۔اور	عَنِ الشِّمَالِ۔بائیں سے	قَعِیْدٌ۔ بیٹھے ہوئے	مَا۔نہیں
یَلْفِظُ۔بولتا	مِنْ قَوْلٍ۔کوئی لفظ	اِلَّا۔مگر	لَدَیْهِ۔اس کے پاس
رَقِیْبٌ۔نگہبان ہیں	عَتِیْدٌ۔تیار	وَ۔اور	جَآءَتْ۔آئی
سَكْرَةُ۔بے ہوشی	الْمَوْتِ۔موت کی	بِالْحَقِّ۔ساتھ حق کے	ذٰلِكَ۔یہ
مَا۔وہ ہے جو	كُنْتَ۔تو تھا	مِنْهُ۔اس سے	تَحِیْدُ۔بھاگتا
وَ۔اور	نُفِخَ۔پھونکا گیا	فِی۔بیچ	الصُّوْرِ۔صور کے
ذٰلِكَ۔یہ	یَوْمُ۔دن ہے	الْوَعِیْدِ۔عذاب کے وعدے کا	
وَ۔اور	جَآءَتْ۔آئے گا	كُلُّ۔ہر	نَفْسٍ۔آدمی
مَّعَهَا۔اس کے ساتھ	سَآئِقٌ۔ہانکنے والا	وَّ۔اور	شَهِیْدٌ۔گواہ ہوگا
لَقَدْ۔بے شک	كُنْتَ۔تھا تو	فِیْ۔بیچ	غَفْلَةٍ۔غفلت کے
مِّنْ هٰذَا۔اس سے	فَكَشَفْنَا۔تو ہم نے کھولا	عَنْكَ۔تجھ سے	غِطَآءَ۔پردہ
كَ۔تیرا	فَبَصَرُ۔تو نظر	كَ۔تیری	الْیَوْمَ۔آج کے دن
حَدِیْدٌ۔تیز ہے	وَ۔اور	قَالَ۔کہے گا	قَرِیْنُهٗ۔اس کا ساتھی
هٰذَا۔یہ ہے	مَا۔جو	لَدَیَّ۔میرے پاس	عَتِیْدٌ۔تیار ہے
اَلْقِیَا۔ڈال دو	فِیْ۔بیچ	جَهَنَّمَ۔جہنم کے	كُلَّ۔ہر ایک
كَفَّارٍ۔کافر	عَنِیْدٍ۔ضدی کو جو	مَّنَّاعٍ۔منع کرنے والا ہے	لِّلْخَیْرِ۔بھلائی سے
مُعْتَدٍ۔حد سے بڑھنے والا	مُّرِیْبِ۔شک کرنے والا ہے	الَّذِیْ۔وہ جس نے	جَعَلَ۔بنایا
مَعَ۔ساتھ	اللّٰهِ۔اللہ کے	اِلٰهًا۔معبود	اٰخَرَ۔دوسرا
فَاَلْقِیٰهُ۔تو ڈالو اس کو	فِی۔بیچ	الْعَذَابِ۔عذاب	الشَّدِیْدِ۔سخت کے
قَالَ۔کہے گا	قَرِیْنُهٗ۔اس کا ساتھی	رَبَّنَا۔اے ہمارے رب	مَا۔نہیں
اَطْغَیْتُهٗ۔سرکش بنایا میں نے اس کو		وَ۔اور	لٰكِنْ۔لیکن
كَانَ۔تھا	فِیْ۔بیچ	ضَلٰلٍ۔گمراہی	بَعِیْدٍ۔دور کے
قَالَ۔کہے گا	لَا۔نہ	تَخْتَصِمُوْا۔جھگڑو	لَدَیَّ۔میرے پاس
وَ۔اور	قَدْ۔بے شک	قَدَّمْتُ۔آگے بھیجے میں نے	اِلَیْكُمْ۔تمہاری طرف
بِالْوَعِیْدِ۔عذاب کے وعدے	مَا۔نہیں	یُبَدَّلُ۔بدل جاتی	الْقَوْلُ۔بات
لَدَیَّ۔میرے پاس	وَ۔اور	مَا۔نہیں	اَنَا۔میں
بِظَلَّامٍ۔ظلم کرنے والا	لِّلْعَبِیْدِ۔بندوں پر		

حل لغات نادرہ

عَتِيْدٌ۔ آمادہ۔ تیار۔

كُنْتَ تَحِيْدُ۔ تو گریز کرتا تھا۔

حَدِيْدٌ۔ بہت تیز ہے۔

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع۔ سورۃ ق۔ پ ۲۶

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ﴿۱۶﴾

اور بے شک ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم اس کے دلی خیالات تک سے واقف ہیں۔ اور ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں مگر اس کی آنکھوں پر غفلت کا پردہ پڑا ہوا ہے۔

آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کو اپنی طرف منسوب فرما دیا اور بتایا کہ اس کے پیدا کرنے کے بعد جو کچھ توسوس اس کا نفس لاتا ہے اسے بھی ہم خوب جانتے ہیں اور اپنا قرب ورید سے بھی زیادہ قریب بتایا۔ ورید وہ رگ ہے جو انسان کے گلے میں ہے جس سے خون تمام جسم میں پھیلتا ہے تو معنی یہ ہوئے کہ انسان کے اعضاء واجزاء ایک دوسرے سے پردہ میں ہیں مگر اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز پردہ میں نہیں ہے۔ آگے ارشاد ہے:

اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ﴿۱۷﴾ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴿۱۸﴾۔

جب اس کی باتیں لیتے ہیں دو لینے والے ایک داہنے بیٹھا ہے اور ایک بائیں کوئی بات وہ زبان سے نہیں نکالتا کہ اس کے پاس ایک محافظ تیار نہ بیٹھا ہو۔

داہنی طرف والا فرشتہ نیکیاں لکھتا ہے اور بائیں طرف والا برائیاں اس میں اس امر کا بھی اظہار ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے لکھنے سے بھی مستغنی ہے وہ اخفی الخفیات کا جاننے والا اور خطرات نفس تک اس سے چھپے ہوئے نہیں ہیں فرشتوں کی کتابت حسب اقتضائے حکمت ہے کہ روز قیامت نامہ ہائے اعمال ہر شخص کے اس کے ہاتھ میں دے دیئے جائیں انسان خواہ کسی حال میں ہو سوائے قضائے حاجت اور وقت جماع کے یہ فرشتے آدمی کے ساتھ رہتے ہیں۔ قضائے حاجت اور جماع کے دوران میں آدمی کو بولنا جائز نہیں تاکہ فرشتوں کو اس حالت میں لکھنے سے تکلیف نہ ہو۔ یہ فرشتے آدمی کی ہر بات لکھتے ہیں۔ بیماری میں کراہنا تک بھی۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ صرف وہی چیزیں لکھتے ہیں جن میں اجر وثواب اور گرفت وعذاب ہو۔ امام بغوی رحمہ اللہ نے ایک حدیث روایت کی ہے کہ جب آدمی ایک نیکی کرتا ہے تو داہنی طرف والا فرشتہ دس نیکیاں لکھتا ہے تو جب بدی کرتا ہے تو داہنی طرف والا فرشتہ بائیں طرف والے سے کہتا ہے کہ ابھی توقف کر شاید یہ شخص استغفار کرلے۔

منکرین بعث کا رد فرمانے اور اپنی قدرت وعلم سے ان پر حجتیں قائم کرنے کے بعد انہیں بتایا جاتا ہے کہ وہ جس چیز کا انکار کررہے ہیں وہ عنقریب ان کی موت اور قیامت کے وقت پیش آنے والی ہے اور صیغہ ماضی سے اس کی آمد کی تعبیر فرما کر اس کے قرب کا اظہار کیا جاتا ہے اب آگے ارشاد ہے:

Marfat.com

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ⑲ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ⑳

اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔ اور صور پھونکا گیا یہ ہے وعدہ عذاب کا دن۔

وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّ شَهِيْدٌ ㉑ لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ㉒

اور ہر جان یوں حاضر ہوئی کہ اس کے ساتھ ایک ہانکنے والا اور ایک گواہ ہے بے شک تو اس سے غفلت میں تھا تو ہم نے تجھ سے پردہ اٹھایا تو آج تیری نگاہ تیز ہے۔

موت کی سختی یقیناً عقل وحواس کو مختل کر دیتی ہے اور یہی وہ چیز ہے جس سے انسان گھبراتا اور بھاگتا ہے مگر اس کا بھاگنا اور گھبرانا بے کار ہے یہ آتی ہے اور ضرور آتی ہے اور اس کے بعد بعث کو ظاہر فرمایا وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ اور جب نفخہ صور ہوگا تو اس میں زندہ ہو کر سب کو سامنے آنا ہے اور اسی کو فرمایا: ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ اور یہی وہ دن ہے جس دن وہ اٹھے اور اس کے ساتھ اس کا ایک ہانکنے والا اور ایک گواہ ہوگا اس کو فرمایا کہ تو اس سے غفلت میں تھا تو اس دن اس کی غفلت کا پردہ اٹھا دیا جائے گا اور اس کی نظر اتنی تیز ہو جائے گی کہ وہ ساری حقیقتیں دیکھ کر سمجھ لے گا۔

وَقَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ㉓ اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ㉔ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبِ ㉕ الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ㉖ قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ㉗ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ㉘ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ㉙

اور اس کا ہم نشین فرشتہ کہے گا اس کا نامۂ اعمال میرے پاس لکھا ہوا موجود ہے اس پر ہم اپنے فرشتوں کو حکم دیں گے کہ جتنے کافر نیکی سے روکنے والے، حد عبودیت سے بڑھے ہوئے ہیں، دین میں شکوک پیدا کرنے والے ہیں، جو اللہ کے ساتھ دوسرے معبود ٹھہراتے تھے ان سب کو جہنم میں جھونک دو اور اس مجرم کو بھی سخت عذاب میں لے جا کر ڈال دو۔ پھر اس کا ساتھی شیطان عرض کرے گا اے ہمارے پروردگار میں نے اس کو سرکش نہیں بنایا بلکہ یہ از خود پرلے درجہ کی گمراہی میں پڑا ہوا تھا۔ اس پر خداوند کریم فرمائیں گے کہ ہمارے حضور میں ایسے رگڑے جھگڑے کی باتیں نہ کرو اور ہم تو تم کو پہلے ہی سے اپنے عذاب کا ڈر سنوا چکے ہیں ہمارے ہاں جو ایک بات قرار پا چکی ہے پھر نہیں بدلا کرتی اور ہم تو بندوں پر ذرہ بھر بھی ظلم نہیں کرتے۔

آیت کا مفہوم منطوق واضح ہے مزید وضاحت کی حاجت نہیں۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع - سورۃ ق - پ ۲۶

يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ㉚	جس دن ہم جہنم سے فرمائیں گے کیا تو بھر گئی وہ عرض کرے گی کچھ اور زیادہ ہے
وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ㉛	اور پاس لائی جائے گی جنت پرہیزگاروں کے کہ ان سے دور نہ ہوگی

هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ۚ﴿۳۲﴾

یہ ہے وہ جس کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو ہر رجوع لانے والے نگہداشت والے کے لئے

مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَ جَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبِ ۙ﴿۳۳﴾

جو رحمٰن سے بے دیکھے ڈرتا ہے اور رجوع کرتا ہوا دل لایا

ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ﴿۳۴﴾

ان سے فرمایا جائے گا جنت میں جاؤ سلامتی کے ساتھ یہ ہمیشگی کا دن ہے

لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ﴿۳۵﴾

ان کے لئے ہے جو اس میں جو چاہیں اور ہمارے پاس ان سے بھی زیادہ ہے

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِى الْبِلَادِ ؕ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿۳۶﴾

اور ان سے پہلے ہم نے کتنی سنگتیں ہلاک فرمادیں کہ گرفت میں ان سے سخت تھیں تو شہروں میں کاوشیں کیں، ہے کہیں بھاگنے کی جگہ

اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ﴿۳۷﴾

بے شک اس میں نصیحت ہے اس کے لئے جو دل رکھتا ہو یا کان لگائے اور متوجہ ہو

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ﴿۳۸﴾

اور بے شک ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں بنایا اور تکان ہمارے پاس نہ آئی

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ۚ﴿۳۹﴾

تو ان کی باتوں پر صبر کرو اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو سورج چمکنے سے پہلے اور ڈوبنے سے پہلے

وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ﴿۴۰﴾

اور کچھ رات گئے اس کی تسبیح کرو اور نمازوں کے بعد

وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ۙ﴿۴۱﴾

اور کان لگا کر سنو جس دن پکارنے والا پکارے گا ایک پاس جگہ سے

يَّوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ ﴿۴۲﴾

جس دن چنگھاڑ سنیں گے حق کے ساتھ یہ دن ہے قبروں سے باہر آنے کا

اِنَّا نَحْنُ نُحْىٖ وَنُمِيْتُ وَاِلَيْنَا الْمَصِيْرُ ۙ﴿۴۳﴾

بے شک ہم جلائیں اور ہم ماریں اور ہماری طرف پھرنا ہے

يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ؕ ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ﴿۴۴﴾

جس دن زمین ان سے پھٹے گی تو جلدی کرتے ہوئے نکلیں گے یہ حشر ہے ہم کو آسان

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَ مَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۚ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ﴿۴۵﴾

ہم خوب جان رہے ہیں جو وہ کہہ رہے ہیں اور کچھ تم ان پر جبر کرنے والے نہیں تو قرآن سے نصیحت کرو اسے جو میری دھمکی سے ڈرے

حل لغات تیسرا رکوع۔سورۃ ق۔پ ۲۶

يَوْمَ۔جس دن	نَقُوْلُ۔ہم کہیں گے	لِجَهَنَّمَ۔دوزخ کو	هَلِ۔کیا
امْتَلَأْتِ۔تو بھر گئی	وَ۔اور	تَقُوْلُ۔کہے گی	هَلْ۔کیا
مِنْ۔کچھ	مَّزِيْدٍ۔اور بھی ہے	وَ۔اور	اُزْلِفَتِ۔قریب کی جائے گی
الْجَنَّةُ۔جنت	لِلْمُتَّقِيْنَ۔پرہیزگاروں کے لئے		غَيْرَ۔نہیں ہوگی
بَعِيْدٍ۔دور	هٰذَا۔یہ ہے	مَا۔جو	تُوْعَدُوْنَ۔وعدہ دیئے جاتے
ہو تم	لِكُلِّ۔واسطے ہر ایک	اَوَّابٍ۔رجوع کرنے والے	حَفِيْظٍ۔نگہداشت والے
کے لئے	مَنْ۔جو	خَشِيَ۔ڈرا	الرَّحْمٰنَ۔رحمٰن سے
بِالْغَيْبِ۔بن دیکھے	وَ۔اور	جَآءَ۔لایا	بِقَلْبٍ۔دل
مُّنِيْبٍ۔رجوع کرنے والا	ادْخُلُوْ۔داخل ہو جاؤ	هَا۔اس میں	بِسَلٰمٍ۔سلامتی سے
ذٰلِكَ۔یہ ہے	يَوْمُ۔دن	الْخُلُوْدِ۔ہمیشہ کا	لَهُمْ۔ان کے لئے ہے
مَّا۔جو	يَشَآءُوْنَ۔چاہیں	فِيْهَا۔اس میں	وَ۔اور
لَدَيْنَا۔ہمارے پاس	مَزِيْدٌ۔زیادہ بھی ہے	وَ۔اور	كَمْ۔کتنے ہی
اَهْلَكْنَا۔ہلاک کئے ہم نے	قَبْلَهُمْ۔ان سے پہلے	مِّنْ قَرْنٍ۔زمانے	هُمْ۔وہ
اَشَدُّ۔زیادہ سخت تھے	مِنْهُمْ۔ان سے	بَطْشًا۔پکڑ میں	فَنَقَّبُوْا۔پھر پھرے وہ
فِي۔بیچ	الْبِلَادِ۔شہروں کے	هَلْ۔کیا	مِنْ مَّحِيْصٍ۔پائی کوئی پناہ
کی جگہ	اِنَّ۔بے شک	فِيْ۔بیچ	ذٰلِكَ۔اس کے
لَذِكْرٰى۔نصیحت ہے	لِمَنْ۔اس کے لئے	كَانَ۔کہ ہو	لَهٗ۔اس کے لئے
قَلْبٌ۔دل	اَوْ۔یا	اَلْقَى۔ڈالے	السَّمْعَ۔کان
وَ۔اور	هُوَ۔وہ ہو	شَهِيْدٌ۔حاضر	وَ۔اور
لَقَدْ۔بے شک	خَلَقْنَا۔پیدا کیا ہم نے	السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں	وَ۔اور
الْاَرْضَ۔زمین کو	وَ۔اور	مَا۔جو	بَيْنَهُمَا۔ان کے درمیان ہے
فِيْ۔بیچ	سِتَّةِ۔چھ	اَيَّامٍ۔دن کے	وَّ۔اور
مَا۔نہ	مَسَّنَا۔پہنچی	مِنْ لُّغُوْبٍ۔کوئی تھکاوٹ	فَاصْبِرْ۔تو صبر کر
عَلٰى۔اوپر	مَا۔اس کے جو	يَقُوْلُوْنَ۔کہتے ہیں	وَ۔اور

سَبِّحْ۔ تسبیح بیان کر	بِحَمْدِ۔ ساتھ حمد	رَبِّكَ۔ رب اپنے کے	قَبْلَ۔ پہلے
طُلُوْعِ۔ طلوع ہونے	الشَّمْسِ۔ سورج کے	وَ۔ اور	قَبْلَ۔ پہلے
الْغُرُوْبِ۔ غروب ہونے کے		وَ۔ اور	مِنَ الَّيْلِ۔ رات کے کچھ
حصہ میں	فَسَبِّحْهُ۔ اس کی تسبیح کر	وَ۔ اور	اَدْبَارَ۔ پیچھے
السُّجُوْدِ۔ سجدوں کے	وَ۔ اور	اسْتَمِعْ۔ سن	يَوْمَ۔ جس دن
يُنَادِ۔ آواز دے گا	الْمُنَادِ۔ آواز دینے والا	مِنْ مَّكَانٍ۔ جگہ	قَرِيْبٍ۔ قریب سے
يَّوْمَ۔ جس دن	يَسْمَعُوْنَ۔ سنیں گے	الصَّيْحَةَ۔ آواز	بِالْحَقِّ۔ حق کے ساتھ
ذٰلِكَ۔ یہ ہے	يَوْمُ۔ دن	الْخُرُوْجِ۔ نکلنے کا	اِنَّا۔ بے شک ہم
نَحْنُ۔ ہم	نُحْيِ۔ زندہ کرتے ہیں	وَ۔ اور	نُمِيْتُ۔ مارتے ہیں
وَ۔ اور	اِلَيْنَا۔ ہماری طرف ہے	الْمَصِيْرُ۔ پھرنا	يَوْمَ۔ جس دن
تَشَقَّقُ۔ پھٹے گی	الْاَرْضُ۔ زمین	عَنْهُمْ۔ ان سے	سِرَاعًا۔ جلدی سے
ذٰلِكَ۔ یہ ہے	حَشْرٌ۔ حشر	عَلَيْنَا۔ اوپر ہمارے	يَسِيْرٌ۔ آسان
نَحْنُ۔ ہم	اَعْلَمُ۔ خوب جانتے ہیں	بِمَا۔ جو	يَقُوْلُوْنَ۔ کہتے ہیں
وَ۔ اور	مَآ۔ نہیں	اَنْتَ۔ تو	عَلَيْهِمْ۔ ان پر
بِجَبَّارٍ۔ جبر کرنے والا	فَذَكِّرْ۔ تو نصیحت کر	بِالْقُرْاٰنِ۔ ساتھ قرآن کے	مَنْ۔ اس کو جو
يَّخَافُ۔ ڈرے	وَعِيْدِ۔ میرے عذاب کے وعدے سے		

مختصر تفسیر تیسرا رکوع۔ سورۃ ق۔ پ ۲۶

يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ﴿۳۰﴾

جس دن ہم جہنم سے فرمائیں گے کیا تو بھر گئی وہ عرض کرے گی کچھ اور زیادہ ہے۔

یوم سے مراد وہ دن ہے جس میں صور پھونکا جائے گا اور اسی دن کو یوم الوعید کہا گیا ہے اور یہاں اس دن کے بعد جہنم سے کہا جائے گا۔ آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں کَاَنَّهٗ قِيْلَ وَ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ يَوْمَ وَ عَلَيْهِ يُشَارُ بِذٰلِكَ اِلٰى (يَوْمَ نَقُوْلُ)۔ جیسا کہ کہا گیا کہ اس دن میں صور پھونکا جائے گا اور اسی پر اشارہ ہے اس کے ساتھ کہ اس دن کہا جائے گا یعنی جہنم کو کہا جائے گا اس دن کہ کیا تو بھر گئی۔ یہ اللہ کریم فرمائے گا۔

امام بیضاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "خداوند قدوس اور جہنم کے درمیان سوال و جواب صورۃً وتخیلاً بیان کیا گیا ہے نہ کہ حقیقی طور پر۔"

یہ توجیہ اس صورت میں درست ہوسکتی ہے جب استفہام (ہل) کو انکاری مان لیں۔ لیکن اگر استفہام زیادتی چاہنے کے لئے قرار دیا جائے تو مطلب یوں ہوگا کہ دوزخ اس قدر وسیع ہوگی کہ سب کے داخل ہونے کے بعد بھی اس میں جگہ باقی رہے گی اور پر نہ ہوگی لیکن یہ محض تاویل ہے۔ حقیقی سوال و جواب آیت مذکورہ میں مراد لیا جائے تو کسی طرح مانع نہیں کیونکہ خداوند

Marfat.com

قدوس کا ارشاد ہے:

قَالُوۡۤا اَنۡطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِیۡۤ اَنۡطَقَ کُلَّ شَیۡءٍ۔ وہ کہیں گے ہمیں اللہ نے بلوایا جس نے ہر چیز کو گویائی بخشی۔تو جہنم کو بولنے والا اور جواب دینے والا بنا دیا کیونکر ممکن نہیں۔آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

وَ قَالَ الرُّمَّانِیُّ اَلْکَلَامُ عَلٰی حَذْفِ مُضَافٍ اَیْ نَقُوْلُ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ وَ لَیْسَ بِشَیْءٍ۔اور رمانی نے کہا اس کلام میں مضاف حذف ہے یعنی جہنم کے داروغہ سے کہا جائے گا اور اس میں کوئی شے قابل اعتراض نہیں۔لیکن درست یہی ہے کہ استفہام زیادتی کی طلب کو واضح کر رہا ہے۔

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جہنم میں مخلوق مسلسل ڈالی جاتی رہے گی اور جہنم کہتی رہے گی ہَلۡ مِنۡ مَّزِیۡدٍ آخر رب العزت اپنا قدم اس پر رکھیں گے۔قدم رکھتے ہی دوزخ سمٹنے لگے گی اس کے حصے باہم سکڑنے لگیں گے اور وہ کہے گی بس بس تیری عزت و کرم کی قسم میں بھر گئی۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ پہلے ہو چکا ہے لَاَمۡلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الۡجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجۡمَعِیۡنَ کہ میں ضرور جہنم کو بھر دوں گا ان جنوں اور انسانوں سب سے۔

جب قیامت کے روز اللہ عزوجل کے دشمنوں کو دوزخ کی طرف ہنکا کر لے جایا جائے گا اور انہیں دوزخ میں ڈال دیا جائے گا تو سب اندر چلے جائیں گے مگر دوزخ کسی چیز سے پر نہ ہوگی تو دوزخ عرض کرے گی: اے پروردگار! کیا تو نے مجھے پر کرنے کی قسم نہیں فرمائی تھی۔تو اللہ تعالیٰ اپنا قدم اس پر رکھ دے گا اور فرمائے گا کیا تو بھر گئی تو دوزخ کہے گی بس بس اب مزید گنجائش نہیں۔

یہاں آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہاں اشکال واقع ہوتا ہے کہ یہ ہَلۡ مِنۡ مَّزِیۡدٍ۔ لَاَمۡلَئَنَّ کے منافی ہے تو اس کا جواب یہ ہے: بانه لا منافاة لان الامتلاء قد يراد به انه لا يخلو طبقة عنها عمن يسكنها وان كان فيها فراغ كثير كما يقال ان البلدة ممتلئة باهلها ليس فيها دار خالية۔ کہ وہ اس کے منافی نہیں ہے کیونکہ بھر دینے سے مراد یہ ہوتی ہے کہ اس میں کوئی طبقہ خالی نہ رہے جو وہاں رہیں گے اگرچہ اس میں کافی جگہ خالی ہو۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ شہر لوگوں سے بھر گیا ہے اور اس میں کوئی گھر خالی نہیں ہے۔لہٰذا جہنم کا ایسا کہنا ہَلۡ مِنۡ مَّزِیۡدٍ استفہام انکاری نہیں ہے بلکہ طلب زیادتی پر محمول ہے۔

اور حدیث شریف میں ارشاد ہے لا تزال جهنم يُلْقٰى فِيهَا وَتَقُوْلُ هَلۡ مِنۡ مَّزِیۡدٍ اس پر فی نفسہ دلیل ہے۔اور خداوند قدوس کے قدم کے بارے میں علماء کہتے ہیں کہ اس سے مراد تسکین ہے جیسا کہ امر کے لئے کہا جاتا ہے اور بعض صوفیہ کا ارشاد ہے کہ قدم سے مراد صفت جلالی کا اظہار ہے۔

وَاُزۡلِفَتِ الۡجَنَّةُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ غَیۡرَ بَعِیۡدٍ ﴿۳۱﴾ هٰذَا مَا تُوۡعَدُوۡنَ لِکُلِّ اَوَّابٍ حَفِیۡظٍ ﴿۳۲﴾

اور جنت پاس لائی جائے گی پرہیزگاروں کے اور ان سے دور نہ ہوگی یہ ہے وہ جس کا تم وعدہ دیئے جاتے رہے ہو ہر اس شخص کے لئے جو رجوع لانے والا اور پابندی کرنے والا ہو۔

کفار کے بیان کے بعد مومنین کے حال کا بیان ہے کہ جنت مومنین کے قریب لائی جائے گی کیونکہ اُزۡلِفَتۡ کا لفظ

Marfat.com

قرب پر دلالت کرتا ہے اور ایسا کہنا محاورۃً ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ متقی جنت کے قریب کئے جائیں گے۔ غیر بعید میں موصوف محذوف ہے جو تاکید مزید ہے واضح مفہوم یہ ہے کہ اہل تقویٰ کی عزت افزائی یوں ہوگی کہ جنت ان کے نزدیک کر دی جائے گی اور اللہ تعالیٰ اس امر پر قادر ہے کہ جنت کو آسمانوں سے زمین پر منتقل کر دے۔ جب اہل ایمان جنت کو پائیں گے تو ان سے کہا جائے گا یہ ہے وہ جس کا تم کو وعدہ دیا گیا۔ یعنی هٰذَا کا اشارہ جنت کی طرف ہوگا اور تُوْعَدُوْنَ سے مراد دنیا میں وعدہ تھا کہ اگر تم نیکوکاری کرو گے تو خدا عزوجل تم کو جنت میں داخل کرے گا جیسا کہ ارشاد ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ۔ اللہ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے جنت کا وعدہ کیا جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔

اب اس وعدہ کے ایفا کا وقت ہو گیا اور مومنین سے کہا جائے گا کہ یہ وہی جنت ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا ہر اس مومن کے لئے جو اواب اور حفیظ ہو۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں اواب سے مراد اَیْ رَجَّاعٌ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والا اور حفیظ سے مراد حَفِظَ ذُنُوْبَهٗ حَتّٰی رَجَعَ عَنْهَا وہ شخص ہے جو اپنی نگہداشت کرے برائیوں سے یہاں تک کہ انہیں چھوڑ دے۔

امام مجاہد رحمہ اللہ نے کہا: اَلَا اُنَبِّئُکَ بِالْاَوَّابِ الْحَفِيْظِ ؟ هُوَ الرَّجُلُ يَذْكُرُ ذَنْبَهٗ اِذَا خَلَا فَيَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ تَعَالٰی مِنْهُ۔ کیا میں تمہیں اواب اور حفیظ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ اواب حفیظ وہ شخص ہوتا ہے جو تنہائی میں اپنے گناہوں کو یاد کرے اور پھر اپنے پروردگار سے معافی چاہے۔

ضحاک رحمہ اللہ نے اواب کے معنی تواب یعنی توبہ کی کثرت کرنے والا بیان کیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عطا رحمہ اللہ نے آیت کے معنی يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ سے استدلال کرتے ہوئے کہا اواب سے مراد خدا کی پاکی و تعریف بیان کرنے والا ہے۔

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اواب سے مراد نماز پڑھنے والا ہے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے صحیح مسلم میں روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اوابین کی نماز اس وقت ہوتی ہے جب اونٹوں کے بچے اونٹوں سے الگ کر دیئے جائیں۔ حفیظ سے مراد ہر وقت حضورِ قلب رکھنے والا اور اللہ سے غافل نہ ہونے والا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے: اپنے گناہوں کو پیش نظر رکھنے والا یہاں تک کہ توبہ کر لے۔

قتادہ رحمہ اللہ نے کہا: حقوق اللہ کی نگہداشت کرنے والا۔

اور سہیل بن عبداللہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ طاعت کا پابند، فرمانبردار۔ یعنی ہر اس شخص کے لئے جو ان دونوں صفات کا حامل ہو جنت کا وعدہ ہے اور قیامت کے دن اسی بات کا جنت کی طرف اشارہ کر کے یاد دلایا جائے گا۔ ھا کی ضمیر سے مراد جنت کی طرف اشارہ ہے۔ کس حال پر داخل ہو جاؤ ارشاد ہوگا:

(بِسَلٰمٍ) ای ادْخُلُوْهَا ملتبسین بسلامة من العذاب و زوال النعم او بتسلیم و تحیة من الله

تعالی و ملئکته۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یعنی خوف خدا اور خلوص سے متوجہ الی اللہ ہونے والو! جنت میں داخل ہو جاؤ تمہارے لئے عذاب اور زوال نعمت سے سلامتی ہے یا تم پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کی طرف سے تہنیت و مبارکبادی کے ساتھ جیسا کہ سورۂ زمر کے آخر میں داروغہ جنت کے حوالے سے کہا گیا۔

وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ۔ اور ان سے کہا جائے گا داروغہ جنت کی طرف سے سلام ہو تم پر تم خوب رہے۔

ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ۔ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: البقاء الذی لا انتهاء له ابداو اشارة الی وقت الدخول بتقدیر مضاف ای ذلک یوم ابتداء الخلود۔ یہ دن ہے ہمیشہ رہنے کا۔ یعنی اس دن کے لئے بقاء ہے کہ اس کی انتہاء نہیں۔ ہمیشہ رہے گا یا داخل ہونے کے وقت کا اشارہ ہے مضاف کی صورت میں یعنی یہ وہ دن ہے جس سے دائمی نعمت کی ابتداء ہے یہ جنت میں داخلہ کا دن ہے جس میں ہمیشہ جنت میں رہنے کا ارشاد ہوگا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً راوی ہیں کہ کہا جائے گا اے اہل جنت! تمہیں یہاں ہمیشہ رہنا ہے موت نہیں آئے گی اور اے اہل جہنم! تمہیں یہاں ہمیشہ رہنا ہے اب مرنا نہیں ہے۔

لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ﴿۳۵﴾

ان کو وہاں ملے گا جو وہ چاہیں گے اور ہمارے پاس اس سے بھی زیادہ ہے۔

لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا۔ یعنی اہل جنت کو وہ سب کچھ ملے گا جو وہ چاہیں گے۔ فِيْهَا متعلق بیشاءون۔ يَشَآءُوْنَ کے ساتھ متعلق ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جنت میں جو بھی چاہیں گے پائیں گے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ فرمائے گا میں نے اپنے بندوں سے یہ وعدہ کر لیا ہے کہ جس شخص کو جنت عطا کروں گا اس کے لئے وہ سب چیزیں مہیا کر دوں گا جس کی اسے خواہش ہوگی اور اتنی ہی اور بھی۔

وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ۔ اور ہمارے پاس اور بھی زیادہ ہے۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: هوما لا یخطر ببالهم و لا یندرج تحت مشیئتهم من معالی الکرامات التی لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر۔ یعنی وہ انعامات ایسے ہوں گے جن کا انہیں خیال بھی نہ آیا ہوگا اور نہ انہیں ان کی کبھی خواہش ہوئی ہوگی۔ نہ کسی آنکھ نے انہیں دیکھا ہوگا اور نہ کان نے سنا اور نہ قلب انسانی پر اس کا کبھی خیال آیا ہوگا۔ ابن ابی حاتم نے کثیر بن مرہ رحمہم اللہ سے روایت کیا۔

ان تمر السحابة بهم فتقول ما ذا تریدون فامطره علیکم فلا یریدون شیئا الا امطرت علیهم۔ ان پر سے ایک بادل گزرے گا پس کہا جائے گا تم جو کچھ بھی چاہتے ہو پس میں نے تم پر (انعامات کی) بارش کر دی پس وہ جو بھی چاہیں گے ان پر نعمت بارش ہو جائے گی۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے روایت میں اور دیلمی رحمہ اللہ مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یتجلی لهم الرب عزو جل۔ ان پر ان کا پروردگار بزرگ و برتر تجلی فرمائے گا۔

Marfat.com

مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جنت کے اندر تمہارا ادنیٰ مرتبہ یہ ہوگا کہ تمہیں رب کا حکم ہوگا اپنی خواہش کرلو۔ تم اپنی تمنا کرو گے حق تعالیٰ فرمائے گا تم نے اپنی آرزو کرلی تم کہو گے جی ہاں تو رب کریم فرمائے گا تمہارے لئے وہ سب کچھ دیا گیا جس کی تم نے خواہش کی اور اتنا ہی اور بھی تمہیں دیا جاتا ہے۔

واخرج ابن المنذر و جماعة عن انس انه قال في ذلك ايضا يتجلى لهم الرب تبارك و تعالى في كل جمعة و جاء في حديث اخرجه الشافعي في الام وغيره ان يوم الجمعة يدعى يوم المزيد و قيل المزيد ازواج من الحور العين عليهن تيجان ادنى لؤلؤة منها تضيء ما بين المشرق والمغرب و على كل سبعون حلة وان الناظر لينفذ بصره حتى يرى مخ ساقها من وراء ذلك۔

ابن المنذر راور ایک جماعت رحمہم اللہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے اس ضمن میں فرمایا ان پر ان کا پروردگار ہر جمعہ کو تجلی فرمائے گا۔ اور حدیث میں آیا ہے جسے امام شافعی رحمہ اللہ نے کتاب الام میں اوران کے علاوہ لوگوں نے روایت کیا کہ جمعہ کے دن کہ جسے یوم المزید کہتے ہیں اور کہا گیا ہے المزید (زیادہ) سے مراد حور عین میں سے بیبیاں ہوں گی جن پر قیمتی زیورات ہوں گے جن میں سے کمتر موتیوں کے ہوں گے جن کی چمک وصفائی سے شرق وغرب جگمگا اٹھے گا ان میں سے ہر ایک ستر جوڑے پہنے ہوگی اور دیکھنے والا اس لباس کے اندر سے ان کی پنڈلیوں کا مغز اس طرح دیکھے گا جس طرح شیشہ کی صراحی میں شراب سرخ نظر آتی ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روز قیامت اللہ ایک منادی کرنے والے کو ندا کرنے کا حکم دے گا جسے سب لوگ سنیں گے (وہ کہے گا) اے اہل جنت تمہارے رب نے تمہارے لئے بہتر جزا اور زیادہ کا وعدہ فرمایا تھا (جیسا کہ قرآن میں ہے لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ) تو اچھی جزاء بہشت ہے اور پروردگار کا دیدار مزید یعنی (زیادتی) ہے۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ ۭ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿٣٦﴾

اوران سے پہلے ہم نے کتنی امتیں ہلاک کیں جو قوت میں ان سے سخت تھیں تو شہروں کو چھانتے پھرتے تھے کہیں بھاگنے کی جگہ نہ ملی۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ۔ اى كثيرا اهلكنا قبل قومك۔ یعنی آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی قوم سے پہلے ہم نے بہتوں کو ہلاک کیا۔

مِّنْ قَرْنٍ۔ قوما مقترنين في زمن و احد انکار وبغاوت کرنے والے لوگ ایک ہی وقت میں۔

هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا۔ اى قوة كما قيل او اخذا شديدا في كل شيء كعاد و قوم فرعون یعنی قوت وطاقت میں جیسا کہ کہا گیا کہ ہر ایک چیز میں زیادہ شدت وگرفت والے جس طرح کہ عاد اور قوم فرعون کے لوگ۔ یہ لوگ قوت واسباب وتصرف میں بہت بڑھ کر تھے۔

Marfat.com

فَنَقَّبُوْا فِی الْبِلَادِ۔ ساروا فی الارض و طوفوا فیھا حذر الموت۔ انہوں نے زمین میں خوب سیر کی یعنی دوڑے بھاگے اور گھومتے پھرے موت کے ڈر سے۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں السیر قطع المسافۃ کما ذکرہ الراغب وغیرہ وانشدوا للحرث بن حلزۃ۔

نقبوا فی البلاد من حذر الموت و جالوا فی الارض کل مجال

تنقیب سے مراد سیر وسیاحت اور مسافتوں اور فاصلوں کا طے کرنا ہے جیسا کہ امام راغب رحمہ اللہ اور اس کے علاوہ نے ذکر کیا اور حرث بن حلزہ کا شعر ہے:

وہ موت سے ڈر کر شہروں میں بھاگتے پھرے اور وہ زمین میں جہاں بھی گھومے پھرے رہائی کو جگہ نہ ملی۔

یعنی وہ لوگ نفع وتصرف کے لئے جابجا مارے مارے پھرے مگر انہیں رہائی کا مقام میسر نہ آیا نقبوا میں باب تفعیل کام کی کثرت (جگہ جگہ گھومنے پھرنے) کو واضح کر رہا ہے۔ اور فا اس مفہوم پر تعقیب کے لئے ہے

هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ۔ ای قائلین ھل لنا مخلص من اللہ تعالی او من الموت۔ یعنی مارے مارے پھرنے والوں کو کیا خدا سے کوئی چھوٹ ملی۔ (بچ گئے) یا موت سے رہائی ملی؟

یہاں نقبوا کی ضمیر فاعلی ہے جس سے مراد اہل مکہ بھی ہو سکتے ہیں تو ان سے کہا جا رہا ہے کہ تم لوگوں نے ملکوں کی خوب سیر کی ہے اور پچھلی امتوں کے نشانات دیکھے ہیں ان کے تذکرے واحوال سنے ہیں تو کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کوئی شے بھی انہیں ہماری پکڑ سے نہ بچا سکی حالانکہ وہ قوت وشوکت، غلبہ ودبدبہ تصرف وقدرت۔ اسباب ووسائل میں اہل مکہ سے کہیں بڑھ کر تھے اور انہیں بچاؤ کی کوئی جگہ نہ مل سکی۔ تو کیا تم ان سے بڑھ کر ہو ہرگز نہیں تو تمہارا انکار وبغاوت کیوں ہے تم کیوں ہوش سے کام نہیں لیتے۔ جب تم یہ سب کچھ دیکھنے سننے سمجھنے کے باوجود انکار کرتے ہو تو کیا تم موت سے یا خدا عزوجل کی پکڑ سے بچ جاؤ گے یہ یہاں انداز موعظت وعبرت کے مفہوم میں ہے اور اہل مکہ کو دعوت فکر ہے۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ﴿۳۷﴾

بے شک اس میں نصیحت ہے اس کے لئے جو دل رکھتا ہے یا کان لگائے اور وہ متوجہ ہو۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ۔ اَیِ الْاِهْلَاكِ اَوْ مَا ذُكِرَ فِی السُّوْرَةِ۔ یعنی ہلاک شدہ اقوام کے کھنڈرات ونشانات میں یا پھر وہ جو اس سورۃ مبارکہ میں بیان کیا گیا۔

لَذِكْرٰى۔ لَتَذْكِرَةٌ وَ عِظَةٌ۔ البتہ نصیحت ہے اور سبق ہے۔

لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ۔ اَیْ قَلْبٌ وَاعٍ يُدْرِكُ الْحَقَائِقَ فَاِنَّ الَّذِیْ لَا يَعِیْ وَ لَا يَفْهَمُ بِمَنْزِلَةِ الْعَدَمِ۔

یعنی اس شخص کے لئے جس کا دل یاد رکھنے والا اور حقائق کا ادراک کرنے والا ہو پس وہ قلب ہے جو تھکنے والا نہیں یعنی سست رو نہیں اور نہ ہی سطحی وسرسری نظر دیکھنے والا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے قلب سے مراد عقل لیا ہے۔

اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد قلب حاضر ہے۔

Marfat.com

شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ قرآنی نصائح سے فیضان کے لئے قلب حاضر درکار ہے جو لحہ بھر کے لئے بھی غفلت پذیر نہ ہو۔

اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ۔ اَیْ اَصْغٰی اِلٰی مَا یُتْلٰی عَلَیْهِ مِنَ الْوَحْیِ۔ یعنی جو کچھ وحی سے بیان ہوا اس پر متوجہ ہو۔ اور بعض نے کہا قرآن ونصیحت پر متوجہ ہو۔

وَهُوَ شَهِيْدٌ۔ اور متوجہ ہو۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں شہید بمعنی شاہد ہے یعنی کانوں سے سن کر دل سے تصدیق کرے اور نصیحت پکڑے اور حضور قلب کی کیفیت طاری ہو خواہ خود بخود اور خواہ تکلف سے۔ واضح مفہوم یہ ہے کہ اس سورۃ مبارکہ میں جو کچھ بیان ہوا یا امم گزشتہ کے جو نشانات ملتے ہیں اس کے مشاہدہ وتذکرہ سے اس شخص کے لئے عبرت ونصیحت کا سامان ہے جو حضور قلب کے ساتھ بدوں غفلت وسستی کے قرآن کو سنتا ہے۔ حقائق کا ادراک کرتا ہے اور دل سے تصدیق بھی کرتا ہے اور نصیحت قبول کرتا ہے تو یہی وہ ہے جو حقیقۃً متوجہ اور فیض حاصل کرنے والا ہے۔ اگرچہ اس کا متوجہ ہونا تکلف ہی سے کیوں نہ ہو۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ﴿۳۸﴾

اور بے شک ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں بنایا اور تکان ہمارے پاس تک نہ آئی۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا۔ اور بلاشبہ ہم نے زمین اور آسمانوں کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے۔ ای من اصناف المخلوقات۔ خلق کیا۔

فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ۔ چھ دنوں میں۔ ای بدأ خلق العالم یوم الاحد و فرغ منه یوم الجمعة۔ یعنی اللہ عزوجل نے عالم کی پیدائش کی ابتداء اتوار کے دن سے کی اور تخلیق عالم کو پورا کیا جمعہ کے دن۔

وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ﴿۳۸﴾۔ وما اصابنا اور نہ پہنچی ہمیں مِنْ لُّغُوْبٍ تعب یعنی تھکاوٹ۔

و هذا كما قال قتادة وغيره رد على جهلة اليهود زعموا انه تعالى شانه بدا خلق العالم يوم الاحد و فرغ منه يوم الجمعة واستراح يوم السبت وا ستلقى على العرش سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس آیت کا شان نزول یہ ہے جیسا کہ قتادہ رضی اللہ عنہ اور دیگر مفسرین نے فرمایا کہ یہ آیت مبارکہ یہود کے رد میں نازل ہوئی جو یہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین اور ان کے درمیان کائنات کی پیدائش کا آغاز اتوار سے کیا اور جمعہ کے روز اس سے فارغ ہوا اور ہفتہ کے دن اس نے عرش پر لیٹ کر آرام کیا اور اللہ تعالیٰ اس امر سے پاک ہے جو وہ کہتے ہیں وہ بلند ہے عظمت والا۔ چاہے تو ایک آن میں سارا عالم بنادے ہر چیز کو حسب اقتضائے حکمت ہستی عطا کرتا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہود نے خدمت گرامی میں تخلیق عالم کے بارے میں سوال کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

۱- زمین کو اتوار کے دن۔
۲- سمندروں کو پیر کے دن۔
۳- پہاڑوں اور ان میں کی اشیاء کو منگل کے دن۔
۴- درختوں، پانی، آبادیوں، ویرانوں اور بستیوں کو بدھ کے دن۔
۵- آسمان، شمس وقمر اور نجوم وکواکب کو جمعرات کے دن۔
۶- فرشتوں کو جبکہ یوم جمعہ کی تین ساعتیں باقی تھیں اس وقت پیدا کیا۔

اور پہلی ساعت میں اوقات موت کو پیدا کیا جس میں مرنے والے مرتے ہیں اور دوسری ساعت میں ان مصائب کو جو انسان کے نفع کے لئے نازل ہوتے ہیں، پیدا فرمایا اور تیسری ساعت میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان کو جنت میں ساکن کیا اور ابلیس کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرے اور تیسری ساعت کے آخر میں اسے جنت سے نکال دیا۔

یہود نے پوچھا اے محمد! صلی اللہ علیک وآلک وسلم پھر کیا ہوا؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ فرمایا۔

یہودیوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پورا بیان نہیں کیا یعنی آپ کا بیان غیر مکمل ہے۔ اگر آپ بیان مکمل فرماتے تو صحیح ہوتا اس کے بعد اللہ نے آرام کیا۔

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناگوار ہوا اور شدت غضب سے چہرۂ انور پر سرخی نمودار ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسکین کے لئے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ﴿۳۹﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ﴿۴۰﴾

تو ان کی باتوں پر صبر کرو اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو سورج چمکنے سے پہلے اور ڈوبنے سے پہلے اور کچھ رات گئے اس کی تسبیح کرو اور نمازوں کے بعد۔

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ۔ ای ما یقول المشرکون فی شأن البعث من الاباطیل المبنیة علی الاستبعاد و الانکار فان من قدر علی خلق العالم تلک المدة الیسیرة بلا اعیاء قادر علی بعثهم والانتقام منهم او علی یقول الیهود من مقالة الکفر و التشبیه۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یعنی اس پر صبر کیجئے جو وہ کہتے ہیں یعنی یہودیوں کے اس قول پر کہ اللہ تعالیٰ تھک گیا پھر اس نے آرام کیا صبر کیجئے یعنی جو کچھ تخلیق عالم کے بارے میں مشرک لوگ جو لایعنی اور باطل تاویلات پر مبنی انکار کرتے ہیں اس پر صبر سے کام لیجئے کیونکہ وہ بغیر تھکے ہوئے اس مدت میں بآسانی آفرینش عالم پر قدرت رکھتا ہے اور ان کو دوبارہ زندہ کرنے اور ان سے انتقام لینے پر بھی قدرت رکھتا ہے یا اس پر صبر کیجئے جو کچھ کفر وتشبیہ کے طور پر یہود کہتے ہیں اس میں اشارہ ہے کہ یہود نامسعود کے ان اباطیل باطلہ اور اقوال فاسدہ پر صبر کیجئے اور ان کی بیہودگیوں کو خاطر اقدس میں جگہ نہ دیں اور اس ذات پاک کی طرف متوجہ ہوں جو تمام نقائص سے پاک ہے اس کے ذکر سے آسودگی حاصل کیجئے چنانچہ ارشاد ہے۔

Marfat.com

9B

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ۔ وَسَبِّحْ اور پاکی بیان کیجئے۔ نماز پڑھیے۔

قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ الْغُرُوْبِ۝۳۹۔ هما وقتا الفجر و العصر و فضیلتهما مشهورة۔ وہ دونوں اوقات ہیں اور فجر اور عصر کی نمازوں کے جن کی فضیلت مشہور ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا قبل الغروب سے مراد ظہر وعصر کی نمازیں ہیں۔

امام مالک رحمہ اللہ کا قول بھی یہی ہے اس لئے کہ دونوں نمازوں کا ضروری وقت ایک ہی ہے۔

حدیث شریف میں ہے: رکعتا الفجر خیر من الدنیا و ما فیها۔ فجر کی دو رکعتیں دنیا و مافیہا سے بڑھ کر ہیں۔

اور بخاری شریف میں ہے: الذی یفوته صلوة العصر فکانما وتر اهله و ماله جس کی نماز عصر فوت ہوگئی تو گویا اس کا اہل و مال جاتا رہا۔ واضح مفہوم یہ ہے کہ ان اوقات میں اپنے پروردگار کی بندگی کیجئے اس کی پاکی بیان کیجئے اور اس کی تعریف سے زبان کو تر رکھیے کہ یہ اوقات بڑی ہی برکتوں کے حامل اور تقرب الی اللہ کے مواقع ہیں۔

وَمِنَ الَّیْلِ فَسَبِّحْهُ۔ اور کچھ رات گئے اس کی تسبیح کیجئے ای و سبحه بعض اللیل (آلوسی) یعنی رات کے بعض حصہ میں تسبیح کیجئے۔ مغرب وعشا کی نماز پڑھیں اور تہجد کے نوافل بھی۔

امام مجاہد رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اس سے مراد تہجد ہے۔

وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ۝۴۰۔ اَدْبَارَ کے معنی پیچھے۔ جمع دبر بضم وسکون اَوْ دُبُر بضمتین۔ دبر کی جمع ہے پیش کے ساتھ یا دو پیش کے ساتھ دُبُرٌ کی جمع۔ معنی بعد یا پیچھے اور یہاں مراد ہے و اعقاب الصلوة اور نمازوں کے پیچھے۔

و قرأ ابن عباس و ابو جعفر و شیبة و عیسٰی والاعمش و طلحة و شبلی و الحرمیان (ادبار) بکسر الهمزة و هو مصدر تقول: ادبرت الصلوة اِدبارا انقضت و تمت والمعنی و وقت انقضاء السجود کقولهم۔ اور ابن عباس، ابوجعفر، شیبہ، عیسیٰ، طلحہ، شبلی اور اہل حرم نے ادبار کے لفظ کو ہمزہ کی زیر کے ساتھ پڑھا ہے یعنی ادبار اور وہ مصدر ہے تو کہیں گے کہ نماز ختم کرنے کے بعد جو نماز پوری ہو جائے اور مکمل ہو جائے اور معنی یہ ہوں گے جیسا کہ ان کا قول سجدوں سے فارغ ہونے کے بعد۔

و قال ابن عباس الصلوة قبل طلوع الفجر و قبل الغروب الظهر و العصر و من اللیل العشاء ان و ادبار السجود النوافل بعد الفرائض و فی روایة اخری عنه الوتر بعد العشاء۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ طلوع فجر سے پہلے مراد نماز فجر اور غروب سے پہلے مراد ظہر وعصر اور رات میں سے مراد نماز مغرب وعشاء اور سجود کے بعد سے مراد فرضوں کے بعد نوافل پڑھنا ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں ان ہی سے مروی ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد وتر پڑھنا۔

مقاتل رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: رکعتان بعد العشاء یقرأ فی الاول (قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ) فی الثانیة (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ)۔ عشا کے بعد کی دو رکعتیں جن میں سے پہلی رکعت میں سورہ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص پڑھے۔

Marfat.com

اور ایک قول یہ ہے: و فیه احتمال العموم لصلوة العشائین و الخصوص بالتهجد و هو الاظهر۔ اور اس میں نماز مغرب اور عشاء کا احتمال عموم ہے اور تہجد کا خصوص تو واضح ہے۔

بعض نے کہا یہ بھی درست ہے کہ اس جگہ فَسَبِّحْهُ سے مراد سبحان اللہ پڑھنا مراد ہو۔

بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جو شخص دن میں سو بار سبحان اللہ و بحمدہ پڑھتا ہے اس کے گناہ ساقط ہو جاتے ہیں خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

اور شیخین رحمہ اللہ انہی سے راوی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دو جملے ہیں جو زبان پر ہلکے پھلکے قیامت کے دن میزان کے پلڑے میں بھاری اور رحمٰن کو بڑے محبوب ہیں اور وہ جملے ہیں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔

اور شیخین رحمہ اللہ ان ہی سے راوی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص فرض نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر پڑھتا ہے اور پھر ان کی تکمیل کے لئے ایک بار پڑھتا ہے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ تو اس کے سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ﴿٤١﴾ يَّوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ ﴿٤٢﴾

اور کان لگا کر سنو جس دن پکارنے والا پکارے گا ایک پاس جگہ سے جس دن چنگھاڑ سنیں گے حق کے ساتھ۔ یہ دن ہے قبروں سے باہر آنے کا۔

وَاسْتَمِعْ۔ اور کان لگا کر سنو امر بالاستماع یعنی حقیقۃً توجہ سے سنو۔

يَوْمَ۔ جس دن بما دل علیه ذلک یوم الخروج ای یوم یناد المنادی یخرجون من القبور یعنی اس پر دال ہے کہ یہ وہ دن ہے جس دن لوگ قبروں سے نکلیں گے۔

يُنَادِ الْمُنَادِ۔ پکارنے والا پکارے گا والمنادی علی ما فی بعض الاثار جبرائیل علیه السلام ینفخ اسرافیل فی الصور و ینادی جبرائیل یا ایتها العظام النخرة والجلود المتمزقة والشعور المتقطعة ان الله یا مرک ان تجتمعی لفصل الحساب۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ اور ندا کرنے والے بعض آثار میں حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے اور جبرائیل علیہ السلام پکاریں گے: اے گلی ہوئی یا بوسیدہ ہڈیو! اور اے ریزہ ریزہ شدہ کھالو! اور اے پراگندہ و شکستہ بالو! بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم فرماتا ہے کہ تم فیصلہ و حساب کے لئے جمع ہو جاؤ۔

اور یزید بن جابر رحمہ اللہ سے روایت ہے: ان اسرافیل علیه السلام ینفخ فی الصور بے شک اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے اور وہی پکاریں گے جیسا کہ اوپر کی روایت میں گزرا۔ یعنی جبرائیل علیہ السلام نہیں بلکہ اسرافیل علیہ السلام ہی ندا کریں گے۔

مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ﴿٤١﴾۔ قریب کی جگہ سے۔

Marfat.com

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: هو صخرة بيت المقدس مکان سے مراد یہاں صخرہ بیت المقدس ہے۔
اور کعب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ زمین کا یہ ٹکڑا آسمان کے سب سے زیادہ قریب ہے۔
کلبی رحمہ اللہ نے کہا: زمین کے دوسرے حصے آسمان سے جتنے فاصلے پر ہیں ان سب سے اٹھارہ میل زائد صخرہ آسمان سے قریب ہے۔

يَّوۡمَ يَسۡمَعُوۡنَ الصَّيۡحَةَ بِالۡحَقِّ ؕ جس دن سنیں گے چنگھاڑ یقین کے ساتھ۔

اور یہ نفخہ ثانیہ ہوگا یعنی اس دن جس دن لوگ قبروں سے اٹھیں گے اور وہ یقین کے ساتھ سنیں گے اور یہاں بالحق میں باقسمیہ ہے یعنی مردوں کا سننا بالحق ہوگا۔

یعنی اس روز بحکم خداعزوجل مردے سنیں گے۔ مردے ہوں یا جمادات وغیرہ، سننے میں زندوں کی طرح ہیں۔ تمام موجودات خواہ بے حس، بے شعور اور بغیر نام کے ہوں یا نام والے، ان سب کو کسی نہ کسی طرح کی زندگی تو حاصل ہی ہے۔ اہل سنت کا یہ اجماعی مسئلہ ہے کہ عذاب روح اور جسم دونوں پر ہوتا ہے۔

بخاری ومسلم رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقتولین بدر کے پاس کھڑے ہوکر فرمایا جو وعدہ تم سے تمہارے پروردگار نے کیا تھا کیا تم نے اسے صحیح پالیا۔ ہم سے ہمارے پروردگار نے جو وعدہ کیا تھا ہم نے اسے خوب پالیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ بے جان اجسام کو کس طرح خطاب کررہے ہیں؟ فرمایا: میں جو کچھ کہہ رہا ہوں تم اس کو ان سے زیادہ نہیں سنتے لیکن وہ مجھے جواب نہیں دے سکتے۔

اسرافیل علیہ السلام کا خطاب ہڈیوں اور کھالوں سے ہوگا اور ارواح کا نہ یہاں محل ہے نہ ذکر اور نہ ہی ان کو سنانے کا فائدہ اور يَسۡمَعُوۡنَ میں سننے کی صراحت ہے اور حق سے مراد جزا اور سزا کے لئے قبروں سے نکلنا ہے اور یہی وہ دن ہے جس کی آگے توضیح کی گئی ہے: ذٰلِكَ يَوۡمُ الۡخُرُوۡجِ ﴿۴۲﴾

اِنَّا نَحۡنُ نُحۡىٖ وَنُمِيۡتُ وَاِلَيۡنَا الۡمَصِيۡرُۙ ﴿۴۳﴾ يَوۡمَ تَشَقَّقُ الۡاَرۡضُ عَنۡهُمۡ سِرَاعًا ؕ ذٰلِكَ حَشۡرٌ عَلَيۡنَا يَسِيۡرٌ ﴿۴۴﴾
بے شک ہم جلائیں اور ہم ماریں اور ہماری طرف پھرنا ہے جس دن زمین ان سے پھٹے گی تو جلدی کرتے ہوئے نکلیں گے، یہ حشر ہے ہم کو آسان۔

اِنَّا نَحۡنُ نُحۡىٖ وَنُمِيۡتُ۔ في الدنيا من غير ان يشاركنا في ذلك احد۔ ہم ہی اب بھی زندہ رکھتے ہیں اور ہم ہی موت دیتے ہیں یعنی دنیا میں یہ سب کچھ ہمارے ہی حکم سے ہے۔ اور اس امر موت وحیات میں کوئی بھی ہمارے ساتھ شریک نہیں۔ علی الاطلاق ہمارا ہی یہ حکم ہے جس کو جب چاہیں اور جب تک چاہیں زندہ رکھیں اور یونہی موت دیں اور کسی کو کسی طرح سے بھی ہمارے ساتھ اشتراک نہیں۔ ہم ہی محی اور ہم ہی ممیت ہیں اور یہ دونوں امر ہمارے افعال صفات کا مظہر ہیں۔

وَاِلَيۡنَا الۡمَصِيۡرُ ﴿۴۳﴾۔ الرجوع للجزاء في الاٰخرة۔ یعنی آخرت میں ہماری ہی طرف لوٹنا ہے۔ قیامت کے روز تمام مردے قبروں سے اٹھیں گے اور ہماری طرف لوٹیں گے اور یہ جزا کے لئے ہے ان اعمال کے بدلہ میں جو دنیا میں

کرتے رہے اور یہ لوٹنا ہمارے غیر کی طرف استقلالاً اور اشتراکاً نہیں ہوگا۔ بلکہ مطلقاً ہماری طرف ہوگا اور ہمارے لئے ہوگا۔ بے شک ہم موت وحیات اور بعث بعد الموت پر قادر ہیں۔

يَوْمَ تَشَقَّقُ الْأَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ۔ جس روز زمین مردوں پر پھٹ جائے گی یعنی کھل جائے گی اور وہ جلدی کرتے ہوئے نکلیں گے۔ یوم سے مراد حشر کا دن ہے جیسا کہ اگلے ٹکڑے میں واضح ہے۔

تَشَقَّقُ پھٹ جائے گی یا کھل جائے گی۔ الْأَرْضُ۔ زمین عَنْهُمْ ان پر یعنی مردوں پر۔ آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اخرج ابن المنذر عن مجاهد انه قال فی الاية:

تمطر السماء عليهم حتى تنشق الارض عنهم و جاء ان اول من تنشق عنه الارض رسول الله صلى الله عليه وسلم اخرج الترمذی و حسنه والطبرانی والحاكم و اللفظ له عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انا اول من تنشق عنه الارض ثم ابوبكر و عمر ثم اهل البقيع فيحشرون معی ثم انتظر اهل مكة و تلا ابن عمر (يَوْمَ تَشَقَّقُ الْأَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا)۔

ابن منذر رحمہ اللہ مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اس آیت کے بارے میں کہا۔ ان مردوں پر آسمان پر سے بارش ہوگی یہاں تک کہ زمین ان پر کھل جائے گی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ سب سے پہلا میں ہوں گا جس کے لئے زمین شق ہوگی اور اسے ترمذی نے روایت کیا اور اس کی تحسین کی اور طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے اور اس کے الفاظ یہ ہیں: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سب سے پہلا میں ہوں گا جس کے لئے زمین شق ہوگی۔ پھر ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما پھر اہل بقیع پس وہ سب میرے ساتھ اکٹھے ہوں گے پھر میں اہل مکہ کا انتظار کروں گا۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی:

يَوْمَ تَشَقَّقُ الْأَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا۔ جس دن زمین ان پر کھل جائے گی اور وہ جلدی سے نکلیں گے۔

ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيرٌ ﴿۴۴﴾ ۔ یہ حشر ہے بعث وجمع یہی قبروں سے مردوں کا جی اٹھنا اور جمع ہونا ہم پر آسان ہے۔

مردوں کا زندہ ہو کر جمع ہونا اس ذات کے لئے آسان ہو سکتا ہے جو بالذات عالم وقادر ہو اور یہ اللہ عزوجل ہی کی شان ہے۔ یعنی یہ امر خداوند قدوس کے لئے کوئی مشکل نہیں بلکہ آسان ہے، اس لئے کہ وہ بالذات علیم وقدیر ہے اور گمان کرنے والوں کے گمان سے پاک ہے۔ سبحان ہے ذی شان ہے اور جب کسی امر کا ارادہ فرماتا ہے تو فرماتا ہے ہو جا پس وہ ہو جاتا ہے اور معدوم کو موجود ہوئے بغیر چارہ نہیں۔

نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۖ فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَنْ يَخَافُ وَعِيدِ ﴿۴۵﴾

ہم خوب جان رہے ہیں جو وہ کہہ رہے ہیں اور کچھ تم ان پر جبر کرنے والے نہیں تو قرآن سے نصیحت کرو اسے جو میری دھمکی سے ڈرے۔

نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ۔ مِنْ نَفْيِ الْبَعْثِ وَ تَكْذِيبِ الْآيَاتِ النَّاطِقَةِ وَ غَيْرِ ذٰلِكَ مِمَّا لَا خَيْرَ فِيهِ وَ هٰذَا تَسْلِيَةٌ لِلرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ تَهْدِيدٌ لَهُمْ۔ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اللہ کریم اس سے بخوبی آگاہ ہے جو لوگ موت کے بعد زندگی اور اس پر ناطق آیات کا انکار کرتے ہیں اور اس کے علاوہ امور کی جن میں کوئی بھلائی

نہیں یعنی کفار کے اقوال فاسدہ اور تکذیب آیات کو بخوبی جانتا ہے۔اس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تسلی وتشفی اور منکروں کے لئے عذاب کی دھمکی ہے۔

وَمَآ اَنۡتَ عَلَيۡهِمۡ بِجَبَّارٍ ۗ ۔اور کچھ آپ ان پر جبر کرنے والے نہیں۔اَیْ مَا اَنْتَ مُسَلِّطٌ عَلَيْهِمْ تَفْسِيْرُهُمْ عَلَى الْإِيْمَانِ اَوْ مَا تَفْعَلُ بِهِمْ مَا تُرِيْدُ وَ اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ۔یعنی اس لئے نہیں بھیجے گئے کہ انہیں جبر کے ساتھ ایمان پر آمادہ کریں اور ان کے ساتھ وہ کریں جو چاہیں بلکہ آپ کا کام صرف ڈرانا، نصیحت کرنا ہے اور پیغام خدا پہنچانا ہے یعنی نرمی و ملائمت، حلم و بردباری سے کام لیں اور شدت و درشتی نہ چاہیں۔ اور علماء فرماتے ہیں کہ یہ ٹکڑا آیت جہاد سے منسوخ ہے۔

فَذَكِّرۡ بِالۡقُرۡاٰنِ مَنۡ يَّخَافُ وَعِيۡدِ ﴿۴۵﴾

وَ اَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ خَوَّفْتَنَا فَنَزَلَتْ فَذَكِّرۡ بِالۡقُرۡاٰنِ مَنۡ يَّخَافُ وَعِيۡدِ۔

ابن جریر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ناقل ہیں کہ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ اگر آپ ہمیں عذاب کا خوف دلاتے رہیں تو یہ بہتر ہوگا۔اس پر یہ آیت نازل ہوئی فَاِنَّهٗ لَا يَنْتَفِعُ بِهٖ غَيْرُهٗ اس لئے کہ قرآن کے بغیر یہ سودمند نہ ہوگا، یعنی لوگوں کو قرآن پاک کے ذریعہ دعوت دیں اور ڈرائیں کیونکہ نصیحت قرآن انہی لوگوں کے لئے فائدہ مند اور نتیجہ خیز ثابت ہوسکتی ہے جو میرے عذاب کی دھمکی سے ڈرتے ہوں۔اور یہ تذکیر و دعوت مسلمانوں ہی کے لئے باعث نفع ہے اور کفار کا طرز عمل تو عیاں ہے کہ وہ تہدید عذاب کے باوصف سرکشی و طغیانی میں پیش پیش ہیں اور اس سے غفلت میں ہیں جو ان کو پیش آنے والا ہے۔

سورۂ مبارکہ کا تذکیر قرآن سے اختتام اللہ جل شانہ کے قول قٓ ۚ وَالۡقُرۡاٰنِ الۡمَجِيۡدِ ﴿۱﴾ سے زیادہ تعلق رکھتا ہے اور یہی انسب ہے۔بحمدہ تعالیٰ سورۂ ق کی تفسیر مکمل ہوئی۔

۲۶/اکتوبر ۱۹۸۵ء

۱۱ صفر المظفر ۱۴۰۶ھ بروز ہفتہ

سُورة ذاریات مکیه

اس میں ساٹھ آیات اور تین رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع - سورۃ ذاریات - پ ۲۶

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۙ﴿۱﴾	قسم ان کی جو بکھیر کر اڑانے والیاں
فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۙ﴿۲﴾	پھر بوجھ اٹھانے والیاں
فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ۙ﴿۳﴾	پھر نرم چلنے والیاں
فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ۙ﴿۴﴾	پھر حکم سے بانٹنے والیاں
اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ۙ﴿۵﴾	بے شک جس بات کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے وہ ضرور سچ ہے
وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ؕ﴿۶﴾	اور بے شک انصاف ضرور ہونا ہے
وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ۙ﴿۷﴾	آرائش والے آسمان کی قسم
اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۙ﴿۸﴾	تمام مختلف بات میں ہو
يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ﴿۹﴾	اس قرآن سے وہی اوندھا کیا جاتا ہے جس کی قسمت ہی میں اوندھایا جانا ہو
قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ۙ﴿۱۰﴾	مارے جائیں دل سے تراشنے والے
الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ۙ﴿۱۱﴾	جو نشے میں بھولے ہوئے ہیں
يَسْـَٔلُوْنَ اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ ؕ﴿۱۲﴾	پوچھتے ہیں انصاف کا دن کب ہوگا
يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ﴿۱۳﴾	اس دن ہوگا جس دن وہ آگ پر تپائے جائیں گے
ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ؕ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۱۴﴾	اور فرمایا جائے گا چکھو اپنا تپنا یہ ہے وہ جس کی تمہیں جلدی تھی
اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۙ﴿۱۵﴾	بے شک پرہیزگار باغوں اور چشموں میں ہیں
اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ؕ﴿۱۶﴾	اپنے رب کی عطائیں لیتے ہوئے بے شک وہ اس سے پہلے نیکوکار تھے
كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾	وہ رات میں کم سویا کرتے
وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۱۸﴾	اور پچھلی رات استغفار کیا کرتے
وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۱۹﴾	اور ان کے مالوں میں حق تھا منگتے اور بے نصیب کا

Marfat.com

وَفِي الْأَرْضِ آيٰتٌ لِّلْمُوقِنِينَ ﴿٢٠﴾	اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین والوں کو
وَفِيٓ أَنْفُسِكُمْ ۚ أَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿٢١﴾	اور خود تم میں، تو کیا تمہیں سوجھتا نہیں
وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿٢٢﴾	اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے
فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ أَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ﴿٢٣﴾	تو آسمان اور زمین کے رب کی قسم بے شک یہ قرآن حق ہے ویسی ہی زبان میں جو تم بولتے ہو

حل لغات پہلا رکوع - سورۃ ذاریات - پ ٢٦

وَ۔ قسم ہے (ان ہواؤں کی جو)	الذّٰرِيٰتِ۔ بکھیرتی ہیں	ذَرْوًا۔ بکھیرنا	فَالْحٰمِلٰتِ۔ پھر اٹھاتی ہیں
وِقْرًا۔ بوجھ	فَالْجٰرِيٰتِ۔ پھر چلتی ہیں	يُسْرًا۔ نرمی سے	فَالْمُقَسِّمٰتِ۔ پھر تقسیم کرنے
والیاں	اَمْرًا۔ حکم سے	اِنَّمَا۔ اس کے سوا نہیں جو	تُوْعَدُوْنَ۔ تم وعدہ دیئے گئے
لَصَادِقٌ۔ سچا ہے	وَّ۔ اور	اِنَّ۔ بے شک	الدِّيْنَ۔ انصاف
لَوَاقِعٌ۔ ہونا ہے	وَ۔ قسم ہے	السَّمَآءِ۔ آسمان	ذَاتِ الْحُبُكِ۔ راستوں
والے کی	اِنَّكُمْ۔ بے شک تم	لَفِيْ۔ بیچ	قَوْلٍ۔ بات
مُّخْتَلِفٍ۔ مختلف میں ہو	يُّؤْفَكُ۔ پھیرا جاتا ہے	عَنْهُ۔ اس سے	مَنْ۔ جو
اُفِكَ۔ پھیرا گیا	قُتِلَ۔ مارے جائیں	الْخَرّٰصُوْنَ۔ اٹکل والے	الَّذِيْنَ۔ وہ کہ
هُمْ۔ وہ	فِيْ۔ بیچ	غَمْرَةٍ۔ مستی کے	سَاهُوْنَ۔ بھولے ہیں
يَسْـَٔلُوْنَ۔ پوچھتے ہیں	اَيَّانَ۔ کب ہوگا	يَوْمُ الدِّيْنِ۔ اٹھنا	يَوْمَ۔ جس دن
هُمْ۔ وہ	عَلَى۔ اوپر	النَّارِ۔ آگ کے	يُفْتَنُوْنَ۔ تپائے جائیں گے
ذُوْقُوْا۔ چکھو	فِتْنَتَكُمْ۔ اپنا تپنا	هٰذَا۔ یہ	الَّذِيْ۔ وہ ہے
كُنْتُمْ۔ کہ تھے تم	بِهٖ۔ اس کی	تَسْتَعْجِلُوْنَ۔ جلدی کرتے	اِنَّ۔ بے شک
الْمُتَّقِيْنَ۔ پرہیزگار	فِيْ۔ بیچ	جَنّٰتٍ۔ باغوں	وَّ۔ اور
عُيُوْنٍ۔ چشموں کے ہوں گے	اٰخِذِيْنَ۔ لیں گے	مَآ۔ جو	اٰتٰهُمْ۔ دے گا ان کو
رَبُّهُمْ۔ ان کا رب	اِنَّهُمْ۔ بے شک وہ	كَانُوْا۔ تھے	قَبْلَ۔ پہلے
ذٰلِكَ۔ اس سے	مُحْسِنِيْنَ۔ نیکوکار	كَانُوْا۔ تھے وہ	قَلِيْلًا۔ تھوڑا
مِّنَ الَّيْلِ۔ رات سے	مَا۔ جو	يَهْجَعُوْنَ۔ سوتے	وَ۔ اور
بِالْاَسْحَارِ۔ پچھلی رات	هُمْ۔ وہ	يَسْتَغْفِرُوْنَ۔ بخشش مانگتے	وَ۔ اور
فِيْٓ۔ بیچ	اَمْوَالِهِمْ۔ ان کے مالوں کے	حَقٌّ۔ حق ہے	لِّلسَّآئِلِ۔ منگتے
وَ۔ اور	الْمَحْرُوْمِ۔ بے نصیب کا	وَ۔ اور	فِيْ۔ بیچ

Marfat.com

الْاَرْضِ۔ زمین کے | اٰیٰتٌ۔ نشانیاں ہیں | لِّلْمُوْقِنِیْنَ۔ یقین والوں کے لئے
وَ۔ اور | فِیْٓ۔ بیچ | اَنْفُسِكُمْ۔ تمہاری جانوں کے
اَفَلَا۔ کیا نہیں | تُبْصِرُوْنَ۔ دیکھتے تم | وَ۔ اور | فِی۔ بیچ
السَّمَآءِ۔ آسمان کے | رِزْقُكُمْ۔ تمہارا رزق ہے | وَ۔ اور | مَا۔ جو
تُوْعَدُوْنَ۔ تم وعدہ دیئے جاتے ہو | فَوَ۔ تو قسم ہے | رَبِّ۔ رب
السَّمَآءِ۔ آسمانوں | وَ۔ اور | الْاَرْضِ۔ زمین کے کی | اِنَّهٗ۔ بے شک وہ
لَحَقٌّ۔ حق ہے | مِّثْلَ۔ مثل | مَآ۔ اس کی | اَنَّكُمْ۔ کہ تم
تَنْطِقُوْنَ۔ بولتے ہو

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع۔ سورۃ ذاریات۔ پ ۲۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا ۝۱ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۝۲ فَالْجٰرِیٰتِ یُسْرًا ۝۳ فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ۝۴ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ۝۵ وَّ
اِنَّ الدِّیْنَ لَوَاقِعٌ ۝۶

قسم ہے ان کی جو بکھیر کر اڑانے والیاں، پھر بوجھ اٹھانے والیاں، پھر نرم چلنے والیاں، پھر حکم سے بانٹنے والیاں ہیں، بے شک تمہیں جس بات کا وعدہ دیا جاتا ہے ضرور سچ ہے اور بے شک انصاف ضرور ہونا ہے۔

یہ سورۃ مبارکہ مکی ہے۔ جیسا کہ ابن عباس اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا گیا اور اس کے خلاف کوئی روایت نہیں اور اس میں بالاتفاق ساٹھ آیات اور اس کی سورۃ قٓ سے مناسبت ہے کہ سورۃ قٓ کا اختتام بعث کے ذکر پر ہوا اور اس میں جزا و سزا، جنت و دوزخ کے احوال شامل تھے اور سورۃ الذاریات کا افتتاح بھی انہی امور سے ہوا کہ جن کا ذکر گزرا وہ حق ہے اور قیامت کا وعدہ حق ہے اور اعمال کا بدلہ ملنے والا ہے۔

وَالذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا ۝۱۔ ای الریاح التی تذرو التراب وغیرہ من ذرا – المعتل بمعنی فرق و بدد ما رفعه عن مکانه۔ یعنی ہوائیں جو ایک جگہ سے دوسری جگہ تک خاک وغیرہ اڑاتی ہیں۔ ایک قول ہے ایسی عورتیں جو اولاد پھیلانے والی ہیں یا فرشتے اور دوسری زمینی و آسمانی اسباب جو مخلوق کو پھیلاتے ہیں، تاہم مستحق یہی ہے کہ اس سے مراد ہوائیں ہی ہیں جو خاک اڑانے والیاں ہیں۔

فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۝۲۔ ای حملا و ھی السحب الحاملة للمطر۔ یعنی وہ گھٹائیں اور بدلیاں جو بارش کا پانی اٹھاتی ہیں ایک قول ہے یا وہ عورتیں جو حمل کا بوجھ اٹھانے والیاں ہیں تاہم مراد ہوائیں ہی ہیں۔

فَالْجٰرِیٰتِ یُسْرًا ۝۳۔ ای جریا سھلا الی حیث سیرت و ھی سفن۔ یعنی وہ کشتیاں جو پانی میں آہستہ آہستہ چلتی ہیں، یا وہ ہوائیں جو سہولت روی کے ساتھ چلتی ہیں یا وہ عورتیں جو حاملہ ہونے کی وجہ سے اپنے خاوندوں کی خدمت میں سست چلنے والیاں ہیں یا وہ ستارے مراد ہیں جو اپنی منزلوں میں آہستہ آہستہ چلتے ہیں۔

فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ۝۴۔ ھی الملائکة الذین یقسمون الامور بین الخلق علی ما امروا به۔ یعنی

Marfat.com

فرشتوں کی وہ جماعتیں جو حکم الٰہی عزوجل کے موافق مخلوقات میں امور تقسیم کرتی ہیں یا وہ ہوائیں جو بادلوں کو پھیلا کر بارش کی تقسیم کرتی ہیں یا وہ تمام اسباب جو اشیاء کی تقسیم کرتے ہیں، بعض مفسرین کا ارشاد ہے کہ یہ تمام صفات ہواؤں کی ہیں کہ وہ مٹی بھی اڑاتی ہیں، بادلوں کو بھی اٹھائے پھرتی ہیں اور انہیں اٹھائے ہوئے بسہولت تمام چلتی ہیں پھر خداوند قدوس کے شہروں میں اس کے حکم کے موافق بارشیں تقسیم کرتی ہیں۔ قسم کا مقصود حقیقی اس چیز کی عظمت کا اظہار ہے جس کے ساتھ قسم فرمائی گئی ہے۔ کیونکہ یہ اشیاء کمال قدرت الٰہی عزوجل پر دلالت کرنے والی ہیں تا کہ سمجھ دار لوگ ان میں غور وفکر کر کے بعث و جزا پر دلیل پکڑیں کہ جب ان کا پروردگار امور عجیبہ پر قادر ہے تو وہ اپنی پیدا کردہ اشیاء کو فنا کرنے کے بعد دوبارہ پیدا کرنے پر کیوں کر قادر نہیں ہے۔ اگر ان آیات میں مختلف اشیاء الگ الگ مراد ہوں تو ہر آیت میں فاء ترتیب اقسام کو واضح کر رہی ہے اور اگر ایک ہی چیز مراد ہو تو فاء ترتیب افعال کے لئے ہے اور اس میں بھی کمال قدرت کا اظہار ہے۔ کیونکہ تمام اشیاء اظہار میں مختلف ہیں۔

اخرج البزار – والدار قطنی فی الافراد و ابن مردویه و ابن عساکر عن سعید بن المسیب قال جاء صبیغ التمیمی الی عمر بن الخطاب رضی الله عنه فقال اخبرنی عن وَالذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا قال هی الریاح و لولا انی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقوله ما قلته قال فاخبرنی عن فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا قال هی السحاب ولولا انی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقوله ما قلته قال فاخبرنی عن فَالْجٰرِیٰتِ یُسْرًا قال هی السفن ولولا انی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقوله ما قلته قال فاخبرنی عن فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا قال هی الملئكة و لولا انی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقوله ما قلته ثم امربه فضرب مائة الخ۔

البزار اور دار قطنی اور ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ انہوں نے کہا کہ صبیغ تمیمی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا مجھے وَالذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا کے بارے میں بتلایئے۔ آپ نے فرمایا یہ ہوائیں ہیں۔ اگر میں نے ایسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہ سنا ہوتا تو تم سے ایسا نہ کہتا۔ اس شخص نے کہا پس مجھے فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا کے بارے میں بتایئے آپ نے کہا یہ بادل ہیں اور اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا نہ سنا ہوتا تو تم سے نہ کہتا، اس نے کہا اب مجھے فَالْجٰرِیٰتِ یُسْرًا کے بارے میں پتا دیجئے آپ نے فرمایا یہ کشتیاں ہیں اور اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا نہ سنتا تو تم سے نہ کہتا اس نے کہا مجھے فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا کی خبر دیجئے آپ نے کہا یہ فرشتے ہیں۔ اور اگر میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا نہ سنتا تو تم سے نہ کہتا پھر اس شخص کو سو بید مارنے کا حکم دیا۔

اس روایت میں ہواؤں کے علاوہ امور کی تشریح بھی ہے اور سائل کو سزا دینے کی وجہ یہ تھی وہ طلب علم کے لئے نہیں پوچھتا بلکہ نامعقول تھا۔ تاہم یہ امر واضح ہے کہ اس سے مراد ہوائیں ہی ہیں اور ان کے افعال میں ترتیب و یکسانیت ہے جیسا کہ حرف فاء سے مستفاد ہے اور اگر الگ الگ اشیاء مراد ہیں تو فاء ترتیب اقسام کو ظاہر کر رہی ہے۔ اور جاننا چاہئے کہ کمال قدرت کے اظہار کے لئے سب کی حالت یکساں نہیں بلکہ بڑا فرق ہے۔ اور یہ عظمت و قدرت ربانی پر دلالت کرتا ہے اور یہ قول صاحب کشاف کا ہے، جیسا کہ آلوسی رحمہ اللہ نے روح المعانی میں ذکر کیا۔

اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ۙ﴿۵﴾ وَّ اِنَّ الدِّیْنَ لَوَاقِعٌ ؕ﴿۶﴾۔

تم سے جو قیامت کا وعدہ کیا جارہا ہے۔ وہ حق سچ ہے اور اعمال کا بدلہ بالضرور ملنے والا ہے۔

''جواب للقسم'' ما موصوله والعائد محذوف ای ان الذی توعدو نه و توعدون به یہ قسم کے جواب کے لئے ہے۔ اس آیت میں ما موصولہ ہے اور عائد محذوف ہے یعنی بے شک جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا اور جس چیز کے تم وعدہ کئے گئے یعنی قیامت وہ بالکل حق ہے۔ اور سورۂ قٓ کے آخری لفظ وعید سے بھی یہ بہت ہی مناسبت رکھتا ہے۔ اگر اوعد سے مضارع مراد ہو۔

یعنی قیامت کا وعدہ سچا ہے اور اعمال کا بدلہ یقینی ہے اور وہ تمام اشیاء جو کمال قدرت کو ظاہر کر رہی ہیں ان کی قسم فرما کر وضاحت کی جارہی ہے کہ یہ ہمارا استدلال ہے قدرت پر کہ ہم قیامت پر بالکلیہ قادر ہیں اور عقلمند لوگوں کے لئے اس میں بڑی نشانیاں ہیں اور دلائل بھی اور تُوْعَدُوْنَ میں کفار مکہ کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ وہ خدا عزوجل کے بعد بعث جزا کے بارے میں شک وشبہہ میں پڑ کر انکار کرتے تھے اور قدرت الٰہی عزوجل پر نظر نہیں کرتے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ ہر امر پر قادر ہے۔ اور ان اشیاء کی پیدائش وصنعت کو بطور دلیل کے پیش کیا ہے۔

(وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ۝٧ اِنَّكُمْ لَفِیْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۝٨ یُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ۝٩ قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ۝١٠ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ۝١١ یَسْــٴَـلُوْنَ اَیَّانَ یَوْمُ الدِّیْنِ ۝١٢ یَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ یُفْتَنُوْنَ ۝١٣ ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ؕ هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝١٤

آرائش والے آسمان کی قسم تم مختلف بات میں ہو۔ اس قرآن سے وہی اوندھا کیا جاتا ہے جس کی قسمت میں ہی اوندھایا جانا ہو۔ مارے جائیں دل سے تراشنے والے۔ جو نشے میں بھولے ہوئے ہیں پوچھتے ہیں۔ انصاف کا دن کب ہوگا۔ اس دن ہوگا جس دن وہ آگ پر تپائے جائیں گے۔ اور فرمایا جائے گا کہ چکھو اپنا تپنا یہ وہ ہے جس کی تمہیں جلدی تھی۔

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ۝٧۔ اور آرائش والے آسمان کی قسم ای الطرق جمع حبیکة کطریقة، او حباک کمثال و مثل و یقال حبک الماء للتکسر الجاری فیه اذا مرت علیه الریح۔

یعنی راہوں والا حبک حبیکة کی جمع ہے جیسے طرق طریقة کی جمع ہے یا جیسے مثال کی جمع مثل ہے اور کہا گیا ہے پانی میں نہریں جب ان پر سے ہوا کا گزر ہو صاحب قاموس رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

حبک الرمل۔ ریت کی دھاریاں حبک الشعر گھنگریالے بال حبک السماء ستاروں کی راہیں مراد ہیں۔ بیضاوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے، راستوں والا اور راہوں سے مراد محسوس راستے ہیں۔ یعنی عقلی راستے جن پر چل کر مقامات معرفت تک رسائی ہوتی ہے۔ مفہوم آیت یہ ہے کہ آسمان کی قسم جس میں فرشتوں کے چلنے کے راستے ہیں یا جس کو ستاروں سے مزین فرمایا ہے اور قسم کا یاد فرمانا اظہار قدرت وعظمت کے لئے ہے اور اس میں اہل بصیرت کے لئے راہیں ہیں۔

اِنَّكُمْ لَفِیْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۝٨۔ اِنَّكُمْ بے شک تم۔ کفار مکہ سے خطاب ہے یعنی اہل مکہ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن پاک کے بارے میں مختلف باتیں کرتے ہو۔

لَفِیْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۝٨۔ ای متخالف متناقض فی امر الله عزوجل حیث تقولون۔ انه جل شانه خلق السموات والارض و تقولون بصحة عبادة الاصنام معه سبحانه و فی امر الرسول صلی

اللہ علیہ وسلم فتقولون تارۃ انه مجنون و اخری انه ساحر ولا یکون الساحر الا عاقلا و فی امر الحشر فتقولون تارہ لاحشر ولا حیوۃ بعد الموت اصلا و تزعمون اخری ان اصنامکم شفعاؤکم عنداللہ یوم القیمۃ الی غیر ذلک من الاقوال المتخالفۃ فیما کلفوا بالایمان به۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے بارے میں تمہارے قول مختلف ومتناقض ہیں کبھی تم کہتے ہو بے شک اللہ تعالیٰ جل شانہٗ آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے اور کبھی تم بتوں کی بندگی کو اللہ کی بندگی میں شریک ٹھہراتے ہو اور اسے صحیح مانتے ہو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے تم کبھی کہتے ہو کہ وہ مجنون ہیں اور کبھی کہتے ہو کہ وہ ساحر ہیں اور جادوگر نہیں ہوتا مگر عقلمند۔ اور حشر کے بارے میں کہتے ہو کہ سرے سے نہ کوئی حشر ہوگا اور نہ ہی مرنے کے بعد زندگی اور تم یہ بھی گمان رکھتے ہو کہ تمہارے بت اللہ کے نزدیک تمہارے سفارشی ہیں قیامت کے دن اور اسی طرح کے مختلف اقوال میں جن میں وہ ایمان کے ساتھ تکلیف دیئے گئے ہیں۔

تاہم یہ واضح مفہوم ہے کہ کفار کے اقوال خدا عزوجل، رسول ﷺ، قرآن اور حشر کے بارے میں مختلف ومنافی ہیں، کبھی تو خدا عزوجل کو خالق مانتے ہیں مگر اس کی بندگی میں بتوں کو شریک ٹھہراتے ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کبھی دیوانہ اور کبھی شاعر کبھی جادوگر اور کبھی دیوانہ کہتے ہیں (معاذ اللہ) اور اسی طرح قرآن حکیم کو کبھی کہانت کبھی پرانے قصے کبھی شاعر بتاتے ہیں (معاذ اللہ) اور یونہی حشر کے انکاری ہیں کبھی کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد کس طرح زندہ ہوں اور کبھی سرے سے اس کا انکار کرتے ہیں، آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: فی ذلک القسم تشبیه اقوالهم فی اختلافها و تنافی اغراضها بطرائق السموات فی تباعدها و اختلاف هیآتها۔

اس قسمیہ جملہ میں کفار مکہ یا منکرین وکفار کے قولی اختلافات اور اغراض ومقاصد کی منافات کو آسمانی راہوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ کیونکہ سماوی راہیں بھی مختلف ہیں اور ان میں بڑی دوری ہے اور غایات کا اختلاف ہے۔

يُؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ أُفِكَ ۝٩۔ اس سے وہی پھیر دیا جاتا ہے جس کا پھرنا علم الٰہی میں مقدر ہو چکا ہے۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو شخص بھی اسلام قبول کرنا چاہتا اور رغبت ایمانی کا اظہار کرتا تو کفار مکہ اس شخص کے راستے میں رکاوٹیں ڈالتے اور اسے روک کر کہتے تم اسلام کیوں قبول کرتے ہو اور جس کو تم رسول سمجھ رہے ہو وہ تو پاگل ہے، دیوانہ ہے، ساحر ہے، کاہن ہے (معاذ اللہ) اور اسی قبیل کی باتیں کر کے اسے ایمان واسلام کی راہوں سے موڑنے کی کوشش کرتے۔ لیکن جس کے لئے اللہ عزوجل کی طرف سے ہدایت مقدر ہو چکی اور حقیقت واضح ہو چکی وہ ان کے ان اقوال مختلف کی پروا کئے بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ حبیبہ میں حاضر ہوتا اور شرف ایمان اور دولت اسلام سے مالا مال ہو جاتا اور جو شخص اللہ عزوجل کے علم ازلی میں محروم ہوتا ہے تو وہی محروم رہتا۔ یعنی جو محروم ازلی ہے اس سعادت سے محروم رہتا ہے اور بہکانے والوں کے بہکانے میں آتا ہے۔

قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ۝١٠ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ۝١١

مارے جائیں دل سے تراشنے والے جو نشے میں بھولے ہوئے ہیں۔

قُتِلَ۔ مارے جائیں آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: و فیه بحث و حقیقة القتل معروفة والمراد بقتل

الدعاء علیهم مع قطع النظر عن المعنی الحقیقی۔ اوراس میں بحث اور حقیقت ہے قتل یعنی مارا جانا معروف ہے اوراسی سے مراد بھی قتل ہی ہے۔ تاہم اس کے حقیقی معنوں سے قطع نظر یہ ان پر بددعا ہے۔ لیکن دعا کرنے والے کے عجز کو ظاہر کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ عجز سے پاک ہے تو اس جگہ دعا سے مراد لعنت ہے یعنی رحمت باری سے محرومی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہی منقول ہے۔

قال ابن الانباری و انما کان القتل بمعنی اللعن ھنا۔ اور ابن الانباری رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہاں قتل سے مراد فقط لعنت ہی ہے، تو واضح مفہوم یہ ہوا کہ مارے جائیں یا ہلاک ہوں، رحمت الٰہی عزوجل سے محروم ہیں۔

الْخَرّٰصُوْنَ۔ ای الکذابون من اصحاب القول المختلف یعنی بڑے چھوٹے یعنی وہ کفار جو خدا عزوجل، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن حکیم کے بارے میں مختلف باتیں کہتے ہیں۔ واصل الخرص الظن والتخمین ثم تجوز به عن الکذب۔ اور خرص کی اصل ظن اور اندازہ گمان ہے پھر جھوٹ کے ساتھ اس پر اضافہ ہے۔

امام راغب رحمہ اللہ کے نزدیک خرص کا معنی ہے کہ محض گمان و اندازہ پر کسی بات کو تراش لینا خواہ وہ اس کے مطابق ہو یا مخالف۔ ایک غلط سلط جھوٹا تصور بنا لینا اور جو بات صحیح دلیل پر مبنی ہو اس میں اختلاف کرنا۔

الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ۔ جو نشے میں بھولے ہوئے ہیں۔

الَّذِیْنَ۔ موصولہ ہے یعنی وہ لوگ جو دل سے تراشنے والے ہیں، مراد کفار ہیں۔

هُمْ فِیْ غَمْرَةٍ۔ وہ نشے میں ہیں۔

غَمْرَةٍ۔ فی جھل عظیم یعنی بہت بڑی غفلت و جہالت میں ہیں۔

سَاهُوْنَ۔ غافلون عما امروا به۔ یعنی اس سے غافل ہیں جس کے ساتھ انہیں حکم دیا گیا ہے۔ فالمراد بالسھو مطلق الغفلة تاہم اس سے مراد غفلت اور جہالت ہے۔

واضح مفہوم یہ ہوا کہ وہ لوگ جو بڑے جھوٹے ہیں اور خدا اور رسول عزوجل و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و قرآن کے بارے میں مختلف باتیں کرتے ہیں، اٹکل پچو باتوں پر یقین رکھتے ہیں، واضح امور کا انکار کرتے ہیں یا تمسخراً ایسا کہتے ہیں وہ رحمت الٰہی عزوجل سے محروم ہیں اور ہلاکت و بربادی ان کے لئے مقدر ہو چکی ہے جو اپنی جہالت کے نشے میں آخرت کو فراموش کئے ہوئے ہیں۔

درحقیقت وہ بڑی سخت جہالت میں پڑے ہوئے ہیں اور ان کی غفلت و جہالت، ان کا بغض و انکار، استہزاء و فساد انہیں ڈھانکے ہوئے ہے اور یہی امر ان کے قبول حق میں مانع ہے۔

یَسْـَٔلُوْنَ اَیَّانَ یَوْمُ الدِّیْنِ۔ پوچھتے ہیں انصاف کا دن کب ہوگا۔

یَسْـَٔلُوْنَ۔ ای بطریق الاستعجال استھزاءً۔ یعنی قیامت کے جلدی واقع ہونے کی بطور تمسخر و انکار حجت کرتے ہیں۔

اَیَّانَ یَوْمُ الدِّیْنِ۔ ای فیقولون متی وقوع یوم الجزاء۔ یعنی وہ کہتے ہیں کہ قیامت کب واقع ہوگی۔ مطلب یہ ہے کہ کفار کا گروہ بطور استہزاء و انکار پوچھتا ہے کہ قیامت جلد کیوں نہیں آجاتی اور یہ کہ اعمال کے بدلے کا دن کب ہوگا۔

Marfat.com

يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ⑬۔ یہ کفار کے سوال کا جواب ہے کہ اس دن ہوگا جس دن وہ آگ پر تپائے جائیں گے ای یحرقون یعنی جلائے جائیں گے یا پھر کفار کے سوال کا حصہ ہے۔ یعنی وہ کہتے ہیں کہ وہ دن کب آئے گا جب وہ آگ میں ڈالے جائیں گے اور اگر اول صورت ہے تو جواب ہے، جیسا کہ آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: لان التقدیر السوال فی ای وقت یقع و جوابه الاصلی فی یوم کذا۔ سوال کی صورت میں یعنی وہ جزا کا دن کب ہوگا تو اس کا حقیقی جواب یہ ہے کہ اس دن جبکہ وہ ایسا ہوگا کہ وہ لوگ آگ میں ڈالے جائیں گے اور اگر صورت ثانی ہے تو کفار کا ایسا کہنا بطور استہزاء کے ہے کیونکہ وہ حشر اور یوم جزاء کے منکر تھے۔

ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ۔ ای جزاء کفر کم۔ اس دن کہا جائے گا اپنے کفر کا بدلہ یعنی سزا کا مزہ چکھو۔ یعنی اس عذاب کو چکھو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ ای عذابکم المعد لکم۔

هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ⑭۔ ای هذا العذاب کنتم به تستعجلون به بطریق الاستهزاء۔ یعنی وہ عذاب ہے جس کا تم دنیا میں انکار کیا کرتے تھے۔ اور اس کے لئے جلدی چاہتے تھے تو آج کے دن یہ عذاب وہی ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا تھا اور جس کا تم تمسخر اڑایا کرتے تھے پس اپنے کفر کی سزا کا مزہ چکھو۔

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ⑮ اٰخِذِیْنَ مَاۤ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِیْنَ ⑯

بے شک پرہیزگار باغوں اور چشموں میں ہیں اپنے رب کی عطائیں لیتے ہوئے، بے شک وہ اس سے پہلے نیکوکار تھے۔

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ⑮۔ بے شک وہ نیکوکار لوگ باغات اور چشموں میں ہیں۔

پرہیزگار۔ نیک کام کرنے والے۔ جَنّٰتٍ۔ جنة کی جمع ہے۔ باغات۔ عُیُوْنٍ۔ عین کی جمع ہے۔ چشمے۔ یعنی مومنین متقین۔ بہشت کے اندر باغات اور چشموں میں ہیں۔ انواع و اقسام کی نعمتوں سے نوازے جائیں گے جن کا اس دنیا میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا اور نہ ان کی حقیقت تک پہنچنے کی قدرت و طاقت ہے۔

اٰخِذِیْنَ مَاۤ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۔ ای قابلین لکل ما اعطا هم عزوجل راضین به۔ یعنی جو اجر ثواب اور عزت و نعمت بھی انہیں ان کے پروردگار کی طرف سے عطا ہوگی وہ اس کو خوشی کے ساتھ قبول کریں گے۔ یعنی انہیں جو کچھ عطا کیا جائے گا وہ اس پر راضی ہوں گے بلکہ خوشی ان کے چہروں سے عیاں ہوں گی جس سے وہ راحتیں پائیں گے اور ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔ عطائے الٰہی عزوجل اعلیٰ و پسندیدہ ہوگی اور ان کی طرف سے حسن سلوک قبول ہوگا۔ اظہار فرحت و رضا ہوگا۔

كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ۔ وہ اس سے پہلے یعنی دنیا میں یا جنت میں داخل ہونے سے پہلے مُحْسِنِیْنَ جمع مُحْسِنٍ احسان کرنے والے، بھلائی کرنے والے۔ خالص اللہ عزوجل کے لئے عبادت کرنے والے رضائے الٰہی عزوجل کے طالب۔

یعنی یہ مومن و متقی لوگ جو دنیا میں نیک کام کرتے رہے اور خدا عزوجل کی رضا کے طلبگار رہے، خلوت سے اس کی بندگی بجا لاتے رہے۔ انہیں ان طاعتوں کا بدلہ ملے گا جو انہوں نے دنیا میں بجا لائیں اور اسی کے وہ مستحق تھے اور یہ ان کے احسانوں کا بدلہ ہوگا جو بہت بڑی کامیابی ہے۔

كَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَهْجَعُوْنَ ⑰۔ وہ لوگ رات کو کم سویا کرتے۔

مَا یَهْجَعُوْنَ ⑰۔ ما زائد ہے، جیسا کہ آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں وَمَا۔ اما مزیدة — الهجوع۔ سے مراد النوم

رات کو سونا ہے جیسا کہ امام راغب رحمہ اللہ نے کہا۔ قلیلاً – مفعول فیہ۔ یا مفعول ہی ہے۔ ای ھجوعا قلیلا یعنی رات کو تھوڑا سوتے ہیں قال الحسن کابروا قیام اللیل لاینامون منه حسن رحمہ اللہ نے کہا وہ لوگ ہمیشہ رات کو قیام کرتے ہیں اور اس میں نہیں سوتے۔ مگر بہت کم اِلَّا قَلِیْلًا۔

وعن عبدالله بن رواحة هجعوا قليلا ثم قاموا و فسر انس بن مالک الاية كما رواه جماعة عنه و صححه الحاكم فقال: كانوا يصلون بين المغرب و العشاء وهي لا تدل على الاقتصار على ذلک (الوسی)۔ اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ لوگ تھوڑی رات آرام کرتے ہیں پھر عبادت (قیام) کرتے ہیں اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر کی جیسا کہ ایک جماعت نے ان سے روایت کی اور حاکم رحمہ اللہ نے اس کی تصحیح کی، فرمایا وہ لوگ مغرب اور عشاء کے درمیان نماز پڑھتے ہیں اور یہ اس آیت کے اختصار پر دلالت نہیں کرتی۔ تو آیت کا واضح مفہوم یہ ہی ہے کہ وہ لوگ رات کو بہت کم سوتے ہیں معمولی نیند کے بعد زیادہ حصہ نماز پڑھتے ہیں ایک قول یہ ہے کہ ان لوگوں کی رات کا بیشتر حصہ عبادت میں گزرتا ہے خواہ وہ اول یا درمیانی شب یا پچھلی رات میں عبادت کریں اور ساری رات نیند نہیں کرتے۔

عن عطاء انهٗ قال في الاية: كان ذلک اذ اسروا بقيام الليل كلهٗ فكان ابوذر يعتمد على العصا فمكثوا شهرين ثم نزلت الرخصه فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ۔ اور عطاء رضی اللہ عنہ سے منقول ہے انہوں نے (اس آیت کے بارے میں کہا) کہ یوں تھا کہ جب وہ لوگ تمام رات کے قیام کا حکم دیئے گئے اور ابوذر رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ عصا کا سہارا لیتے یہاں تک کہ دو مہینے گزر گئے پھر رخصت نازل ہوئی پس جو کچھ تم سے میسر ہو سکے تلاوت کرو۔ تو یہ بھی واضح ہو گیا کہ رخصت کے بعد وہ لوگ ساری رات نہ سوتے۔

وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۱۸﴾۔ وہ پچھلی رات استغفار کرتے۔

اَسْحَارِ۔ سحر کی جمع، رات کا آخری حصہ یا صبح سے پہلے کا وقت۔

يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۱۸﴾۔ وہ بخشش مانگتے ہیں۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ای هم مع قلة هجوعهم و كثرة تهجدهم يداومون على الاستغفار في الاسحار كانهم اسلفوا في ليلهم الجرائم و لم يتفرغوا فيه۔ یعنی وہ لوگ اپنے کم سونے اور اکثر رات کو عبادت کے باوجود سحر کے وقت میں ہمیشہ استغفار کرتے ہیں گویا وہ خیال کرتے ہیں کہ رات کے سونے کے باعث ان سے کوئی بڑا قصور سرزد ہو گیا اور عبادت کے لئے فارغ کیوں نہ ہو سکے۔

حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وہ تھوڑی رات سوتے ہیں پھر مستعد ہو کر سحری تک عبادت کرتے ہیں اور بخشش مانگتے ہیں۔ وَقِيْلَ المراد طلبهم المغفرة بالصلاة۔ اور کہا گیا ہے ان کا بخشش کا مانگنا نماز کے ساتھ ہے۔ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان اخر الليل في التهجد احب الي من اوله لان الله تعالى يقول (وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے نزدیک رات کے آخری حصہ میں تہجد پڑھنا (عبادت کرنا) رات کے پہلے حصے کی نسبت زیادہ پسندیدہ ہے اس لئے کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں اور وہ پچھلی رات استغفار کرتے ہیں۔

Marfat.com

بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر رات کو جب تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ کریم آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: میں ہی مالک ہوں کون ہے جو مجھ سے دعا مانگے اور میں اس کی دعا قبول کروں، کون ہے جو مجھ سے مانگے میں اس کو عطا کروں، کون ہے جو مجھ سے گناہوں کی معافی مانگے اور میں اس کے گناہ بخش دوں۔ آیت کا واضح مفہوم یہ ہے کہ وہ لوگ یعنی رات تہجد اور شب بیداری میں گزارتے ہیں اور بہت تھوڑی دیر سوتے ہیں اور ہر شب کا آخری حصہ استغفار میں گزارتے ہیں اور اتنے سو جانے کو بھی قصور سمجھتے ہیں۔

وَفِيٓ اَمۡوَالِهِمۡ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالۡمَحۡرُوۡمِ ⑲۔ اور ان کے مالوں میں حق تھا منگتا اور بے نصیب کا۔

لِّلسَّآئِلِ۔ الطالب منهم ان لوگوں سے طلب کرنے والے۔

وَالۡمَحۡرُوۡمِ ⑲۔ وَ هُوَ المتعفف الذى يَحْسبه الجاهل غنيا فيحرم الصدقة۔ اور جو مانگنے سے حیا کی وجہ سے احتراز کرتے ہیں باوجود یکہ وہ حاجت مند ہوں اور ناواقف لوگ انہیں مالدار سمجھتے ہیں پس وہ ایسے اکثر لوگوں کو دینے سے رکے رہتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ محروم سے مراد وہ شخص ہے جسے غنیمت یا فئے کے مال سے حصہ نہ ملا ہو۔ وہ لوگ اپنی دولت و اموال سے ان لوگوں کو جو سوال کرنے والے ہیں۔ اور ان لوگوں کو بھی جو حیائے سوال نہیں کرتے، پہچان کر ان کو بھی دیتے ہیں۔ آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اى نصيب وافر يستوجبونه علي انفسهم تقرباً الى الله عزوجل و اشفاقاً على الناس فهو غير الزكاة كما قال ابن عباس و مجاهد۔ یعنی وہ مال جو ان کی ضرورتوں کے بعد ہوتا ہے۔ اللہ عزوجل کی خوشنودی کے لئے اور لوگوں پر مہربانی کے طور پر بکثرت خرچ کرتے ہیں۔ اور وہ زکوٰۃ کے علاوہ ہے۔ جیسا کہ ابن عباس اور مجاہد رضی اللہ عنہما اور ان کے علاوہ نے فرمایا اور جمہور کا یہی قول ہے کیونکہ زکوٰۃ کی فرضیت اصلی مکہ مکرمہ میں ہوئی اور مقدار مدینہ طیبہ میں۔ یعنی صدقات و خیرات مراد ہیں۔

وَفِي الۡاَرۡضِ اٰيٰتٌ لِّلۡمُوۡقِنِيۡنَ ۙ⑳ وَفِيۡٓ اَنۡفُسِكُمۡ ؕ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ ㉑ وَفِي السَّمَآءِ رِزۡقُكُمۡ وَمَا تُوۡعَدُوۡنَ ㉒ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثۡلَ مَاۤ اَنَّكُمۡ تَنۡطِقُوۡنَ ㉓

اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین والوں کو اور خود تم میں، تو کیا تمہیں سوجھتا نہیں۔ اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے۔ تو آسمان اور زمین کے رب کی قسم بے شک یہ قرآن حق ہے ویسی ہی زبان میں جو تم بولتے ہو۔

وَفِي الۡاَرۡضِ اٰيٰتٌ لِّلۡمُوۡقِنِيۡنَ ۙ⑳۔ اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین والوں کے لئے۔

وَفِي الۡاَرۡضِ اٰيٰتٌ۔ آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: دلائل من انواع المعادن والنباتات و الحيوانات او وجود دلالات من الدحود ارتفاع بعضها عن الماء واختلاف اجزائها فى الكيفيات والخواص فالدليل على الاول ما فى الارض من الموجودات و الظرفية حقيقة والجمع على ظاهره و على الثانى الدليل نفس الارض الجمعيه باعتبار وجود الدلائل واحواله و الظرفية من طرفية الصفة فى الموصوف والدلالة على وجود الصانع جل شانه و علمه و قدرته ارادته و وحدته و فرط رحمته عزوجل۔

مفہوم یہ ہے کہ زمین میں نشانیوں سے مراد وہ نشان ہیں جو معدنیات، نباتات اور حیوانات کی انواع سے ہیں یا

انسانوں کے لئے زمین رہنے کے لئے اس کے بعض حصے پانی سے بلندی پر ابھار دیئے گئے اور زمین بچھا دی گئی اور یہ کہ زمین کے مختلف حصوں کی مختلف کیفیات اور خواص کیا ہیں۔ پس پہلی نشانی تو اس سے متعلق ہے جو زمین میں ہے موجودات سے اور کیفیات وحالات اور متضاد خاصیات کیوں کر ہیں اور دوسری نشانی نفس زمین ہے کہ اس کے اوپر نباتات وحیوانات، انواع و اجناس کی کثرت دلالت کر رہی ہے کہ ان کا نباتات والا واجب الوجود کا علم متناہی اور قدرت کاملہ کا مالک ہے اور اسی نے اپنے فضل ورحمت سے ان تمام اشیاء کو خلق کیا ہے۔

بعض علماء تفسیر کا قول ہے کہ حرف وعطف ہے اور تمام آیات جو واؤ سے شروع ہوئی ہیں درحقیقت اِنَّكُمْ لَفِي قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ، سے متعلق ہیں کیونکہ کفار کو ان امور میں اختلاف وانکار تھا جب کہ حقیقت یہ نہیں ہے۔ عطف مدحیہ آیات پر ہے جو محسنین کی تشریح میں مذکور ہے جس سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے لئے زمین میں علم الٰہی عزوجل، قدرت تامہ اور خلاقیت وربوبیت کی واضح نشانیاں ہیں اور وہ ان علامات ونشانات قدرت کو دیکھ کر غور وفکر کرتے ہیں۔

لِّلْمُوْقِنِيْنَ ⑳۔ للموحدين الذين سلكو الطريق السوى البرهانى الموصل الى المعرفة فهم نظارون بعيون باصرة وافهام نافذة۔

یعنی وہ لوگ جو ایک خدا کو ماننے والے ہیں اور اس راہ پر چل رہے ہیں جو دلائل سے معرفت کے ساتھ مربوط ہے پس وہ اپنی بینا آنکھوں اور عقل تامہ کے ذریعہ ان امور کا نظارہ کر رہے ہیں۔

واضح مفہوم یہ ہوا کہ زمین میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی قدرت وحکمت کے نشانات ہیں جو اس کی عظمت پر دلالت کر رہے ہیں اور اہل عقل وبصیرت اس کا نظارہ کرتے ہیں۔

وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ㉑۔ اور خود تم میں، تو کیا تمہیں سوجھتا نہیں۔

وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ ۔ اى فى ذواتكم آيات۔ یعنی تمہاری ذاتوں میں نشانیاں ہیں مفہوم یہ ہے کہ تمہاری خلقت و پیدائش میں اور تمہارے بدنی وجسمانی تغیرات میں اور تمہارے ظاہر وباطن میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ایسے بے شمار عجائب و غرائب ہیں جن سے بندے کو اللہ تعالیٰ کی عظمت وربوبیت کا پتا چلتا ہے اور شان معلوم ہوتی ہے۔ انسانوں کی شکلوں، زبانوں، رنگوں، طبائع، مزاجوں عقل ودانش، فہم وادراک، قبول حق راہ پر چلنے کی قابلیت کا تفاوت اہل بصیرت کے لئے بہت بڑی نشانیاں ہیں اور بے ساختہ کہتے ہیں:

فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ – اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ۔ پھر کیا تم کو دکھائی نہیں دیتا۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اى الاتنظرون فلا تبصرون بعين البصيرة مراد ہے کہ تم نہیں دیکھتے پس کیا تم نگاہ بصیرت سے نہیں دیکھتے۔ اس میں یا تو منکروں سے خطاب ہے یا پھر مومنین کو نگاہ بصیرت سے دیکھنے کی دعوت ہے۔ یعنی اے بے تکی ہانکنے والو! (کفار) تمہیں وہ نشانیاں نظر نہیں آتیں جو اہل یقین اور پرہیزگاروں کو نظر آتی ہیں۔

واضح مفہوم یہی ہے کہ تمہارے اپنے وجود میں قدرت وعظمت الٰہی عزوجل کے بے شمار نشان ہیں جو اہل بصیرت پر روشن ہیں اور منکروں کو دعوت نظارہ وفکر ہے کہ تمہیں یہ باتیں کیوں نظر نہیں آتیں حالانکہ اہل یقین اسے بخوبی دیکھتے ہیں اور عظمت پروردگار عزوجل کا اقرار کرتے ہیں کہ بے شک وہی خلاق ہر دو عالم عظمت وبرکت والا ہے۔

Marfat.com

وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۲۲﴾۔ اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے۔

وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ۔ اور آسمان میں تمہارا رزق ہے۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: الی تقدیر و تعینه او اسباب رزقکم من النیرین والکواکب والمطالع و المغارب التی تختلف بها الفصول التی هی مبادی الرزق فالکلام علی تقدیر مضاف لتجوز یجعل وجود الاسباب فیها کوجود المسبب، ذهب غیر واحد الی ان السماء السحاب و هی سماء لغة والمراد بالرزق المطرفانه سبب الاقوات و روی تفسیره بذلک مرفوعاً۔

یعنی اللہ نے جو مقدور متعین فرمایا ہے یا پھر تمہارے اسباب میں رزق مراد ہیں۔ چاند، سورج، ستاروں اور ان کے طلوع وغروب اور پھر ان سے پیدا ہونے والے مفید ومضر امور سب قدرت الٰہی کی آفاقی نشانیاں رزق کے پیدا ہونے کا سبب ہیں۔ پس یہ گفتگو بر تقدیر مضاف ہے یا مراد یہ ہے کہ اس پروردگار نے یہ سب اسباب بنائے ہیں اور یہی مسبب الاسباب کے وجود پر دلیل بھی ہیں اور بعض نے کہا: سماء سے مراد سحاب (بادل) ہے اور یہ سماء لغت ہے اور اس سے مراد بارش کے ساتھ رزق ہے کیونکہ وہی ان اقوات کا مالک ہے اور اس کی تفسیر مرفوعاً مروی ہے۔

بیضاوی رحمہ اللہ نے السماء سے مراد بادل اور رزق سے مراد بارش لکھی ہے۔ اور کہا ہے کہ اس سے مراد اسباب رزق ہیں۔

وَمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۲۲﴾۔ عطف علی رزقکم ای والذی توعدونه من خیر و شر کما روی عن مجاهد و فی روایة اخری عنه و عن الضحاک - مَا تُوْعَدُوْنَ - الجنة والنار و هو ظاهر فی ان النار فی السماء و فیه خلاف و قال بعضهم و هو الجنة و هی علی ظهر السماء السابعة تحت العرش، و قیل: امر الساعة، وقیل: الثواب والعقاب فانهما مقدران معینان فیها۔

وَ- رِزْقُكُمْ پر عطف ہے یعنی وہ امر جس کا تم وعدہ دیئے گئے ہو خیر وشر سے جیسا کہ مجاہد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور ایک دوسری روایت میں ان سے اور ضحاک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مَا تُوْعَدُوْنَ سے مراد جنت اور دوزخ ہے اور وہ اس میں ظاہر ہے کہ دوزخ آسمان میں ہے اور اس میں اختلاف ہے اور بعض نے کہا کہ وہ جنت ہے جو ساتویں آسمان کی پشت پر عرش کے نیچے ہے اور کہا گیا: مراد امر قیامت ہے۔ اور کہا گیا: مراد ثواب وعذاب ہے کیونکہ یہ دونوں امور اس میں مقدر و معین ہیں جہاں تک ان اقوال کا تعلق ہے سب صواب ہیں سوائے ضحاک رحمہ اللہ کے قول کے کہ اس سے مراد جنت و دوزخ ہیں کیونکہ جنت تو بلاشبہ آسمان پر ہے مگر دوزخ زمین کے نیچے ہے جیسا کہ حدیث سے واضح ہے تاہم اس تاویل کی ضرورت صرف اسی صورت میں ہے جب مخاطبین صرف مومنین ومحسنین ہوں اور اگر خطاب میں مومن وکفار دونوں مراد ہوں تو اس تاویل کی گنجائش نہیں۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے تمہارے لئے اسباب رزق معین ومقرر فرمائے ہیں اور آسمان سے بارش کر کے رزق سے نوازا ہے۔ اور آخرت کے ثواب وعذاب کا وعدہ تفصیل سب آسمانوں میں مکتوب ہے۔

تو آسمان اور زمین کے رب کی قسم بے شک یہ قرآن حق ہے ویسی ہی زبان میں جو تم بولتے ہو۔

Marfat.com

فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ﴿۲۳﴾

تو آسمان اور زمین کے پروردگار کی قسم بے شک یہ قرآن حق ہے، وقسمیہ ہے جو کلام کو مؤکد کرنے کے لئے ہے اور بلغار کا یہی طریقہ ہے کہ مخاطب کا انکار جس درجہ کا ہے، خبر دینے والا کلام کو اسی قدر مؤکد کر کے بیان کرتا ہے۔ ل (لَحَقٌّ) تاکیدی ہے اور فرمایا جارہا ہے یہ امر اسی طرح حق وصواب ہے جس طرح انسان کا اپنا بولنا اور کلام ایک واضح روشن اور محسوس و معلوم حقیقت ہے۔ یہاں مثل (تشبیہ) کا استعمال اس لئے ہے کہ روشن حقیقت کا انکار مشکل ہوتا ہے۔ جس طرح انسان کا نطق وکلام واضح ومحسوس ہے۔ اسی طرح وہ باتیں جو پچھلی آیات کی تفصیل میں نشانات قدرت آیات الٰہی عزوجل، وعدۂ عذاب و ثواب، خیر وشر اور رزق کے بارے میں گزریں، حق ہیں۔ اور خداوند قدوس نے قسم یاد فرما کر اس بیان کو قوی ومؤکد کر دیا ہے اور ابن ابی حاتم نے حسن رحمہم اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ حدیث پہنچی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ اس قوم کو ہلاک کرے جن کے لئے ان کے پروردگار نے قسم یاد فرمائی پھر بھی انہوں نے اسے سچا نہ جانا۔ تو اس آیت میں تشبیہ وقسم اظہار حقانیت، احقاق حق اور تاکید حق کے لئے ہے۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع - سورۃ ذاریات - پ ۲۶

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿۲۴﴾	اے محبوب کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر آئی
اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۖ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۲۵﴾	جب وہ اس کے پاس آ کر بولے سلام۔ کہا سلام ناشناسا لوگ ہیں
فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ﴿۲۶﴾	پھر اپنے گھر گیا تو ایک فربہ بچھڑا لے آیا
فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۷﴾	پھر اسے ان کے پاس رکھا کہا کیا تم کھاتے نہیں
فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ۖ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۖ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾	تو اپنے جی میں ان سے ڈرنے لگا وہ بولے ڈریئے نہیں اور اسے ایک علم والے لڑکے کی بشارت دی
فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ﴿۲۹﴾	اس پر اس کی بی بی چلاتی آئی۔ پھر اپنا ماتھا ٹھونکا اور بولی کیا بڑھیا بانجھ
قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ۖ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۰﴾	انہوں نے کہا تمہارے رب نے یونہی فرمادیا ہے اور وہی حکیم دانا ہے

حل لغات دوسرا رکوع - سورۃ ذاریات - پ ۲۶

هَلْ - کیا	اَتٰىكَ - آئی تیرے پاس	حَدِيْثُ - بات	ضَيْفِ - مہمانوں
اِبْرٰهِيْمَ - ابراہیم کے	الْمُكْرَمِيْنَ - عزت والوں کی	اِذْ - جب	دَخَلُوْا - داخل ہوئے
عَلَيْهِ - اس پر	فَقَالُوْا - بولے	سَلٰمًا - سلام	قَالَ - کہا

Marfat.com

سَلٰمٌ۔سلام	قَوْمٌ۔قوم تھی	مُّنْكَرُوْنَ۔ناپہچان	فَرَاغَ۔تو گیا
اِلٰٓی۔طرف	اَهْلِهٖ۔اپنے گھر کی	فَجَآءَ۔تو لایا	بِعِجْلٍ۔بچھڑا
سَمِيْنٍ۔موٹا	فَقَرَّبَهٗٓ۔پھر قریب کیا اس کو	اِلَيْهِمْ۔ان کی طرف	قَالَ۔کہا
اَلَا۔کیا نہیں	تَاْكُلُوْنَ۔کھاتے تم	فَاَوْجَسَ۔تو چھپایا	مِنْهُمْ۔ان سے
خِيْفَةً۔ڈر کو	قَالُوْا۔بولے	لَا۔نہ	تَخَفْ۔ڈر
وَ۔اور	بَشَّرُوْهُ۔بشارت دی	هٗ۔اس کو	بِغُلٰمٍ۔لڑکے
عَلِيْمٍ۔علم والے کی	فَاَقْبَلَتِ۔تو آئی	امْرَاَتُهٗ۔اس کی بیوی	فِيْ۔بیچ
صَرَّةٍ۔حیرت کے	فَصَكَّتْ۔تو اس نے ہاتھ مارا	وَجْهَهَا۔اپنے چہرے پر	وَ۔اور
قَالَتْ۔بولی	عَجُوْزٌ۔بڑھیا	عَقِيْمٌ۔بانجھ	قَالُوْا۔کہنے لگے
كَذٰلِكِ۔اسی طرح	قَالَ۔کہا ہے	رَبُّكِ۔تیرے رب نے	اِنَّهٗ۔بے شک وہ
هُوَ۔وہی	الْحَكِيْمُ۔حکمت والا	الْعَلِيْمُ۔جاننے والا ہے	

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع۔سورۃ ذاریات۔پ ۲۶

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿۲۴﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۲۵﴾ فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ۙ﴿۲۶﴾ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ ؕ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ﴿۲۹﴾ قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۰﴾

اے محبوب کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر آئی۔ جب وہ اس کے پاس آکر بولے سلام۔ کہا سلام ناشناسا لوگ ہیں۔ پھر اپنے گھر گیا تو ایک فربہ بچھڑا لے آیا۔ پھر اسے ان کے پاس رکھا کہا کیا تم نہیں کھاتے۔ تو اپنے جی میں ان سے ڈرنے لگا، وہ بولے ڈریئے نہیں اور اسے ایک علم والے لڑکے کی بشارت دی۔ اس پر اس کی بی بی چلائی پھر اپنا ماتھا ٹھونکا اور بولی کیا بڑھیا بانجھ، انہوں نے کہا تمہارے رب نے یونہی فرمایا ہے اور وہی حکیم ودانا ہے۔

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿۲۴﴾

اے محبوب کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر آئی۔

هَلْ اَتٰىكَ۔ استفہام انکاری ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس واقعہ کی خبر بذریعہ وحی دی جا چکی ہے۔

حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ۔ حدیث بمعنی حکایت وقصہ، ضیف، آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: فی الاصل مصدر بمعنی المیل و لذالک یطلق علی الواحد و لمتعدد، اصل میں لفظ ضیف مصدر ہے، مہمانوں کے معنوں کے ساتھ اور اسی لئے اس کا اطلاق ایک پر ہوتا ہے اور متعدد پر بھی۔ ان مہمانوں کی تعداد کیا تھی تو اس میں اختلاف ہے آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: قیل: کانوا اثنی عشر ملکاً، و قیل: ثلاثۃ جبرائیل و میکائیل واسرافیل علیھم السلام و سموا ضیفاً لانھم کانوا فی صورۃ الضیف ولان ابراھیم علیہ السلام حسبھم کذا لک

Marfat.com

کہا گیا ہے کہ وہ بارہ فرشتے تھے۔اور کہا گیا کہ تین تھے۔جبرائیل اور میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام اور انہیں مہمان کا نام دیا گیا اس لئے کہ وہ مہمانوں کی صورت میں تھے اور اس لئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں ایسا ہی گمان کیا۔محمد بن کعب رحمہ اللہ کا قول ہے جبرائیل اور ان کے ہمراہ سات فرشتے اور تھے جبکہ سدی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ یہ گیارہ فرشتے تھے نورانی چہروں کے ساتھ مرد لڑکوں کی صورت میں۔

الْمُكْرَمِيْنَ ﴿٢٤﴾۔معزز۔آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ای عند اللہ عزوجل کما قال الحسن فھو کقولہ تعالی فی الملائکۃ علیھم السلام (بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ) او عند ابراھیم علیہ السلام اذا اخدمھم بنفسہٖ و زوجتہ۔یعنی معزز اللہ عزوجل کے نزدیک جیسا کہ حسن نے کہا پس وہ ملائکہ علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرح ہے۔یعنی وہ معزز بندے ہیں یا پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نزدیک جبکہ انہوں نے اور ان کی زوجہ نے خود ان کی خدمت کی تھی۔

اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ۔جب وہ اس کے پاس آئے یعنی کہ جب مہمان آئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس۔

فَقَالُوْا سَلٰمًا۔پھر بولے سلام یعنی انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ ہم آپ کو سلام کہتے ہیں۔

قَالَ سَلٰمٌ۔الی علیکم السلام عدل بہٖ الی الرفع بالابتداء لقصد الثبات حتی یکون تحیۃ احسن من تحیتھم اخذا بمزید الادب و الاکرام۔یعنی تم پر سلام ہو اور سلام بطور جملہ اسمیہ کہا تاکہ سلامتی کی دعا ہمیشہ کے لئے ہو اور ان کا جواب سلام ملائکہ کے سلام سے بہتر ہو جائے اور ایسا، ادب و اکرام کے لئے تھا۔کیونکہ سلام کا بہتر جواب ہدایت الٰہیہ عزوجل کے موافق ہے اور صالحین کا یہی طریق ہے۔

قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿٢٥﴾۔ناشناسا لوگ، آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: وانہٗ علیہ السلام قالہ فی تفسیر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ اپنے جی میں کہا تھا کہ ناشناسا لوگ ہیں۔ایک قول ہے: لان اوضاعھم و اشکالھم خلاف ما علیہ الناس۔آپ نے ناشناسا لوگ اس لئے کہا کہ ان لوگوں کی وضع قطع اور شکل وصورت جس پر کہ وہاں کے لوگ تھے، مختلف تھی۔

فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ۔ای ذَھَبَ الیھم علی خفیۃ من ضیفہٖ: یعنی مہمانوں سے پوشیدہ طور پر اپنے گھر کے پاس گئے تاکہ مہمانی بجالائیں۔اہل سے مراد گھر والے ہیں یا فقط حضرت سارہ سلام اللہ علیہا۔

فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ﴿٢٦﴾۔پس آئے ایک فربہ بچھڑے کے ساتھ۔عجل گائے کے بچھڑے کو کہتے ہیں۔جب بڑا ہو جائے تو ثور (بیل) کہتے ہیں، سمین ممتلی الجسد بالشحم و اللحم جس کا جسم گوشت سے بھرا ہوا اور چربی والا ہو۔

فَجَآءَ۔پس وہ آئے ف عجلت کو ظاہر کر رہی ہے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جلدی سے ایک فربہ بچھڑے کو ذبح کیا اور بھون کر (پکوا کر) لے آئے کیونکہ ان کے ہاں یہی مویشی تھے۔(بیل گائے، بچھڑے وغیرہ)۔

فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ۔پھر اسے ان کے پاس رکھا۔یعنی کھانا مہمانوں کے پاس لا کر رکھا، آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں بان وضعہٗ لدیھم، و فیہ و دایل علی ان من اکرام الضیف ان یقدم لہٗ اکثر مما یا کل وان لا یوضع و یدعی الضیف الیہ۔یعنی آپ نے کھانا لا کر مہمانوں کے پاس رکھا۔یعنی اور اس میں دلیل یہ ہے کہ مہمان کی تکریم میں

Marfat.com

سے ایک امر یہ بھی ہے کہ کھانا اس کے سامنے لاکر رکھے تاکہ اس میں جس قدر چاہے، تناول کرے اور یہ نہیں کہ کھانا کسی اور جگہ لگائے اور مہمان کو کھانے کی طرف بلائے۔ اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ کھانا الگ لگانا اور مہمانوں کو کھانے کی طرف بلانا جیسا کہ ہمارے زمانہ میں فیشن بن گیا ہے، سنت کے خلاف ہے۔

قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۷﴾۔ کہا کیا تم کھاتے نہیں۔ جب فرشتوں نے نہ کھایا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: تم کھاتے نہیں۔ آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: قیل: عرض الاکل فانّ فی ذالک تانیساً للضیف، و قیل انکار لعدم تعرضهم الاکل کہا گیا ہے کہ آپ نے انہیں کھانے کے لئے کہا تاکہ اس میں مہمانوں کے لئے انسیت و رغبت ہو اور بلا جھجک مشغول ہوں اور کہا گیا ہے فرشتوں کے طعام کو نہ کھانے کی وجہ سے کہا کہ وہ پس و پیش یا انکار نہ کریں اور کھائیں۔

میں کہتا ہوں کہ اَلَا تَاْكُلُوْنَ میں تعریف بھی ہے کیونکہ اگر وہ حقیقۃً مہمان ہوتے تو بالضرور کھاتے اور چونکہ انہوں نے کھانے سے تعرض کیا تو آپ نے کہا تم کھاتے نہیں یعنی فرشتے ہو اس لئے کہ فرشتوں کو طعام کی حاجت نہیں اور اس سے وہ پاک ہیں ان کی خوراک ذکر الٰہی عزوجل ہے۔ اور اگلی آیت میں خوف کی علت یہی ہے:

فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ ؕ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾

تو اپنے جی میں ان سے ڈرنے لگا وہ بولے ڈریئے نہیں اور اسے ایک علم والے لڑکے کی بشارت دی۔

فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ۔ فَاَوْجَسَ جی میں محسوس کیا خِيْفَةً ڈر، خوف تو اپنے جی میں ان سے ڈرنے لگا۔ آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: فاضمر فی نفسه منهم خوفاً لما رای علیه الصلاة والسلام اعراضهم عن طعامه وظن ان ذالک لشر یریدونه فان اکل الضیف امنة و دلیل انبساط نفسهٗ و للطعام حرمة و زمام والامتناع منه وحشة موجبة لظن الشر و عن ابن عباس انهٗ علیه السلام وقع فی نفسه انهم ملائکة ارسلوا للعذاب خوف۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملاحظہ فرمایا کہ وہ کھانے کی طرف رغبت نہیں کرتے اور پہلو تہی کرتے ہیں تو گمان کیا کہ یہ معاملہ خرابی پر مبنی ہے جو وہ چاہتے ہیں (دشمن ہیں) پس اگر مہمان کھا لیتے تو خیر ہوتی اور ان کے دل کے لئے یہ امر موجب فرحت ہوتا اور کھانے کے لئے بھی تکریم ہوتی اور کھانے سے رکنا اور مائل نہ ہونا وحشت انگیز امر تھا جس سے خرابی کا گمان ہوا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بے شک ابراہیم علیہ السلام کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ فرشتے ہیں اور ان کو عذاب کے لئے بھیجا گیا ہے۔ پس آپ کو خوف ہوا۔

قَالُوْا لَا تَخَفْ ؕ۔ وہ بولے ڈریئے نہیں۔

قَالُوْا فرشتے بولے لَا تَخَفْ ڈریئے نہیں۔ آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں انہوں نے کہا: انا رسل اللّٰہ تعالٰی۔ کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے (فرشتے) ہیں و قیل مع تحقیق انهم ملائکة اور تحقیق سے کہا گیا ہے کہ بے شک وہ فرشتے تھے یعنی ان فرشتوں نے کہا کہ ہم خدا کے بھیجے ہوئے ہیں اس لئے آپ خوف نہ کریں۔

وَبَشَّرُوْهُ اور اسے خوشخبری دی ای بواسطتهم یعنی فرشتوں کے واسطے سے یہ خبر دی۔

بِغُلٰمٍ ساتھ لڑکے کے، غلام سے مراد یہاں حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں، آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: هو عند الجمهور اسحٰق بن سارة و هو الحق للتنصیص علی انهٗ المبشر بهٖ فی سورة هود، والعصة

Marfat.com

واحدة غلام سے مراد یہاں جمہور کے نزدیک حضرت اسحٰق علیہ السلام ہیں جو سیدہ سارہ سلام اللہ علیہا کے فرزند ہیں اور نص کے مطابق یہی حق ہے کیونکہ سورہ ہود میں مبشر سے مراد یہی ہیں اور یہ قصہ بھی ایک ہی ہے لہٰذا یہاں کوئی اشکال نہیں۔

عَلِيْمٍ﴿۲۸﴾۔علم والا۔آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: عند بلوغه و استوائه و فيه تبشير لحياته۔یعنی بالغ ہو کر اس لڑکے کو کمال علوم حاصل ہوگا۔اور اس میں ان کی طول عمر کی بھی بشارت ہے۔

فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ۔اس پر ان کی بی بی چلاتی آئی۔

فَاَقْبَلَتِ پس آئی اِمْرَاَتُهٗ اس کی بیوی یعنی سیدہ سارہ سلام اللہ علیہا۔صَرَّةٍ چلاتی ہوئی۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: سارة لما سمعت بشارتهم الى بيتها و كانت فى زواية تنظر اليها و فى التفسير الكبير انها كانت فى خدمتهم فلما تكلموا مع زوجها بولادتها استحيت و اعرضت فذكر الله تعالىٰ ذلک بلفظ الاقبال على الاهل دون الادبار عن الملائكة۔جب سیدہ سارہ نے اپنے گھر میں ان کی خوشخبری سنی اور وہ پردے سے انہیں دیکھ رہی تھیں اور تفسیر کبیر میں ہے کہ وہ یعنی حضرت سارہ ان کی خدمت میں مشغول تھیں پس جب فرشتوں نے ان کے شوہر سے بیٹے کی ولادت کے بارے میں گفتگو کی انہیں حیا آئی اور آپ نے ان سے (فرشتوں سے) اعراض کیا پس اللہ تعالیٰ نے اس کا بیان لفظ اقبال کے ساتھ کیا ہے اور فرشتوں سے اور ادبار کے ساتھ نہیں کیا۔مطلب یہ ہے کہ سارہ ایک جگہ سے دوسری جگہ آئیں نہیں بلکہ وہیں چلانا شروع کیا یہ چلانا کیا تھا و قيل: قولها أوه و قيل: ياويلتى، انہوں نے کہا، ہائے خرابی۔

فَصَكَّتْ وَجْهَهَا۔پھر اپنا ماتھا ٹھونکا۔آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: قال مجاهد: ضربت بيدها على جبهتها و قالت: يا ويلتاه و قيل: انها وجدت حرارة الدم فلطمت و جهها من الحياء و قيل: انها لطمته تعجباً و هو فعل النساء اذا تعجبن من شئ، مجاہد نے کہا کہ انہوں نے اپنا ہاتھ پیشانی پر مارا اور کہا ہائے خرابی اور کہا گیا ہے انہوں نے حیض کے خون کی گرمی محسوس کی تو شرم سے منہ ڈھانک لیا اور کہا گیا ہے کہ انہوں نے تعجب کی وجہ سے اپنا منہ چھپالیا اور یہ عورتوں کی عادت ہوتی ہے۔جب وہ کسی چیز سے متعجب ہوتی ہیں یا عجیب وغریب امر دیکھتی ہیں تو شرم کی وجہ سے ایسا کرتی ہیں۔

وَقَالَتْ عَجُوْزٌ۔اى انا عجوز انہوں نے کہا کہ میں بوڑھی ہوں۔

عَقِيْمٌ﴿۲۹﴾۔بانجھ عاقرٌ فكيف الد یعنی بانجھ ہوں کیونکر جنوں گی۔حضرت سارہ سلام اللہ علیہا کی عمر اس وقت نوے سال تھی۔

قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ۭ۔بولے تمہارے رب نے یونہی فرمادیا ہے۔

اى مثل ذالک القول الكريم الذى اخبرنا به۔یعنی یہ رب کریم کے فرمان کے مطابق ہے جس کی ہمیں خبر دی گئی۔

قَالَ رَبُّكِ ۭ۔و انما نحن معبرون تخبرک به عنه عزوجل لا انا نقوله من تلقاء انفسنا۔اور ہم تمہیں اس بات کی خبر دے رہے ہیں جس بات کی پروردگار جل جلالہ نے خبر دی ہے اور ہم اپنے پاس سے اپنے جی سے بنا کر

Marfat.com

نہیں کہہ رہے ہیں۔ یعنی یہ پروردگار عزوجل کا فرمان ہے۔ آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: روایت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے سیدہ سارہ سے کہا اپنے گھر کی چھت کی طرف دیکھئے پس انہوں نے دیکھا کہ اس کی جڑیں پتوں اور پھلوں سے لدی ہیں۔ اس میں قدرت ربانی کی طرف اشارہ تھا۔

اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۰﴾۔ بے شک وہ حکمت والا دانا ہے۔ یعنی صفت وایجاد میں حکیم ہے اور الْعَلِيْمُ سے مراد یہ ہے کہ وہ ماضی وحال ومستقبل سب کو جانتا ہے اور اس کا علم لاانتہا ہی ہے اور اس کی مرضی کے خلاف نہیں ہوسکتا۔

بفضلہ تعالیٰ آج ۲۷ ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ ۲۶واں پارہ مکمل ہوا

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع - سورۃ ذاریات - پ ۲۷

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۱﴾	ابراہیم نے فرمایا تو اے فرشتو تم کس کام سے آئے
قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾	بولے ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں
لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ﴿۳۳﴾	کہ ان پر گارے کے بنائے ہوئے پتھر چھوڑیں
مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۴﴾	جو تیرے رب کے پاس حد سے بڑھنے والوں کے لئے نشان کئے گئے ہیں
فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۵﴾	تو ہم نے جو اس شہر میں ایمان والے تھے وہ نکال لئے
فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۶﴾	تو ہم نے وہاں ایک ہی گھر مسلمان پایا
وَ تَرَكْنَا فِيْهَآ اٰيَةً لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۳۷﴾	اور ہم نے اس میں نشانی رکھی ان کے لئے جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں
وَ فِيْ مُوْسٰٓى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾	اور موسیٰ میں جب ہم نے اسے روشن سند دے کر فرعون کے پاس بھیجا
فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَقَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۳۹﴾	تو اپنے لشکر سمیت پھر گیا اور بولا جادوگر ہے یا دیوانہ
فَاَخَذْنٰهُ وَ جُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ وَ هُوَ مُلِيْمٌ ﴿۴۰﴾	تو ہم نے اسے اور اس کے لشکر کو پکڑ کر دریا میں ڈال دیا اس حال میں کہ وہ اپنے آپ کو ملامت کر رہا تھا
وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ﴿۴۱﴾	اور عاد میں جب ہم نے ان پر خشک آندھی بھیجی
مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ﴿۴۲﴾	جس چیز پر گزرتی اسے گلی ہوئی چیز کی طرح کر کے چھوڑتی
وَفِيْ ثَمُوْدَ اِذْ قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۴۳﴾	اور ثمود میں جب ان سے فرمایا گیا ایک وقت تک برت لو
فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿۴۴﴾	تو انہوں نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی تو ان کی آنکھوں کے سامنے انہیں کڑک نے آلیا
فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ وَّمَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ ﴿۴۵﴾	تو وہ نہ کھڑے ہوسکے اور نہ ہی وہ بدلہ لے سکتے تھے

Marfat.com

وَ قَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ﴿۴۶﴾

اور ان سے پہلے قوم نوح کو ہلاک فرمایا بے شک وہ فاسق لوگ تھے

حل لغات بقیہ دوسرا رکوع-سورۃ ذاریات-پ ۲۷

قَالَ۔کہا	فَمَا۔پھر کیا	خَطْبُكُمْ۔کام ہے تمہیں	اَیُّهَا۔اے
الْمُرْسَلُوْنَ۔فرشتو	قَالُوْٓا۔بولے	اِنَّآ۔ہم	اُرْسِلْنَآ۔بھیجے گئے ہیں
اِلٰی۔طرف	قَوْمٍ۔قوم	مُّجْرِمِیْنَ۔مجرم کی	لِنُرْسِلَ۔تاکہ بھیجیں ہم
عَلَیْهِمْ۔ان پر	حِجَارَةً۔پتھر	مِّنْ طِیْنٍ۔گارے سے بنے ہوئے	
مُّسَوَّمَةً۔نشاندار ہیں	عِنْدَ۔نزدیک	رَبِّكَ۔تیرے رب کے	لِلْمُسْرِفِیْنَ۔حد سے بڑھنے
والوں کے لئے	فَاَخْرَجْنَا۔تو نکالے ہم نے مَنْ۔جو		كَانَ۔تھے
فِیْهَا۔اس میں	مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔مومنوں سے		فَمَا۔تو نہ
وَجَدْنَا۔پایا ہم نے	فِیْهَا۔اس میں	غَیْرَ۔سوائے	بَیْتٍ۔ایک گھر کے
مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔مسلمانوں سے		وَ۔اور	تَرَكْنَا۔چھوڑی ہم نے
فِیْهَآ۔اس میں	اٰیَةً۔نشانی	لِّلَّذِیْنَ۔ان کے لئے جو	یَخَافُوْنَ۔ڈرتے ہیں
الْعَذَابَ۔عذاب	الْاَلِیْمَ۔دردناک سے	وَ۔اور	فِیْ۔بیچ
مُوْسٰی۔موسیٰ کے	اِذْ۔جب کہ	اَرْسَلْنٰهُ۔بھیجا ہم نے اس کو	
اِلٰی۔طرف	فِرْعَوْنَ۔فرعون کی	بِسُلْطٰنٍ۔ساتھ سند	مُّبِیْنٍ۔روشن کے
فَتَوَلّٰی۔تو پھر گیا	بِرُكْنِهٖ۔اپنے لشکر سمیت	وَ۔اور	قَالَ۔بولا
سٰحِرٌ۔جادوگر ہے	اَوْ۔یا	مَجْنُوْنٌ۔دیوانہ	فَاَخَذْنٰهُ۔تو ہم نے
وَجُنُوْدَهٗ۔اس کے لشکر کو			
فَنَبَذْنٰهُمْ۔تو ہم نے پھینک دیا ان کو		فِی۔بیچ	الْیَمِّ۔دریا کے
وَ۔اور	هُوَ۔وہ تھا	مُلِیْمٌ۔ملامت کیا گیا	وَ۔اور
فِیْ۔بیچ	عَادٍ۔عاد کے	اِذْ۔جبکہ	اَرْسَلْنَا۔بھیجی ہم نے
عَلَیْهِمُ۔ان پر	الرِّیْحَ۔ہوا	الْعَقِیْمَ۔بانجھ کرنے والی	مَا۔نہیں
تَذَرُ۔چھوڑتی تھی	مِنْ شَیْءٍ۔کسی شے کو	اَتَتْ۔کہ آئی	عَلَیْهِ۔اس پر
اِلَّا۔مگر	جَعَلَتْهُ۔کرتی اس کو	كَالرَّمِیْمِ۔بوسیدہ	وَ۔اور
فِیْ۔بیچ	ثَمُوْدَ۔ثمود کے	اِذْ۔جبکہ	قِیْلَ۔کہا گیا
لَهُمْ۔ان کیلئے	تَمَتَّعُوْا۔فائدہ اٹھاؤ	حَتّٰی۔ایک	حِیْنٍ۔وقت تک
فَعَتَوْا۔تو سرکشی کی انہوں نے عَنْ اَمْرِ۔حکم		رَبِّهِمْ۔اپنے رب سے	فَاَخَذَتْهُمْ۔تو پکڑا ان کو

الصّٰعِقَةُ۔کڑک نے	وَ۔اور	هُمْ۔وہ	يَنْظُرُوْنَ۔دیکھتے ہیں
فَمَا۔تو نہ	اسْتَطَاعُوْا۔طاقت رکھی انہوں نے		مِنْ قِيَامٍ۔کھڑا رہنے کی
وَّ۔اور	مَا۔نہ	كَانُوْا۔ہوئے وہ	مُنْتَصِرِيْنَ۔بدلہ لینے والے
وَ۔اور	قَوْمَ۔قوم	نُوْحٍ۔نوح	مِّنْ قَبْلُ۔ان سے پہلے
اِنَّهُمْ۔بے شک	كَانُوْا۔وہ تھے	قَوْمًا۔لوگ	فٰسِقِيْنَ۔فاسق

مختصر تفسیر اردو بقیہ دوسرا رکوع ۔سورۃ ذاریات ۔پ ۲۷

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۱﴾۔کہا تو اے فرشتو تم کس کام سے آئے۔

قَالَ۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا۔

فَمَا خَطْبُكُمْ۔یعنی تمہارے آنے کی وجہ کیا ہے۔یا یہ کہ اس بشارت کے سوا تمہارا اور کیا کام ہے۔

اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۱﴾۔اے بھیجے ہوئے یعنی معزز فرشتو!

واضح مفہوم یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے معزز فرشتوں علیہم السلام سے ان کے آنے کا مقصد دریافت کیا کہ آیا وہ صرف حضرت اسحٰق علیہ السلام کی بشارت ولادت کے لئے آئے ہیں یا پھر کسی اور مہم کے لئے بھی آئے ہیں۔

قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾۔بولے ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔

قَالُوْٓا۔وہ فرشتے بولے۔انہوں نے جواب دیا:

اِنَّآ اُرْسِلْنَآ۔ہم بھیجے گئے ہیں۔یعنی ہماری آمد کا مقصد یہ ہے ایک مجرم قوم کو عذاب دیں۔

اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾۔ایک مجرم قوم کی طرف،یعنی قوم لوط علیہ السلام،اس سے مراد حضرت لوط علیہ السلام کی قوم ہے جو گندے افعال میں مبتلا و مشغول تھی یہ لوگ ڈاکو اور لٹیرے تھے۔برملا بے حیائی کا مظاہرہ کرتے اور لڑکوں کے ساتھ برے کام کی ابتداء انہوں نے ہی کی،انہوں نے لوط علیہ السلام کی تکذیب کی،اس لئے مجرم قوم کہا کہ ان کے جرائم شدید و قبیح تھے اور وہ انتہائی مفسد و بے باک تھے۔

لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ﴿۳۳﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۴﴾

کہ ان پر گارے کے بنائے ہوئے پتھر چھوڑیں جو تمہارے رب کے پاس حد سے بڑھنے والوں کے لئے نشان کر رکھے ہیں۔

لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ۔تاکہ ہم ان پر برسائیں (چھوڑیں)

یعنی ان کی بستیوں کا اوپر کا حصہ ان کے نیچے کا حصہ کر دیں یعنی بستیاں الٹ پلٹ دیں یا اوپر نیچے کر دیں۔

حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ﴿۳۳﴾۔ای طین متحجر و هو السجيل۔یعنی وہ مٹی جو پتھر بن جاتی ہے اور وہ کنکر ہے،پتھر کے کنکر،سنگریزے۔

فرشتوں نے کہا کہ ہمیں اس لئے بھیجا گیا ہے کہ ہم قوم لوط کی بستیوں کو اوپر نیچے کر دیں اور پتھر کے کنکر ان پر برسائیں۔

مُّسَوَّمَةً۔نشان لگا ہوا معلمة من السومة و هي العلامة على كل واحدة منها اسم من يهلك

Marfat.com

بها و قیل: اعلمت بانها من حجارة العذاب بعلامة تدل علی انها لیست من حجارة الدنیا
وہ ناموں سے نشان زدہ تھے اور یہ نشانی تھی اس امر کی کہ ان میں سے ہر ایک جسے ہلاک کرنے کا حکم ہے، ہلاک ہوگا اور کہا گیا ہے وہ نشان دار تھے کیونکہ وہ عذاب کے پتھر تھے اور کہا گیا نشان دار سے اس طرف اشارہ ہے کہ وہ دنیا کے پتھروں میں سے نہ تھے، قتادہ رحمہ اللہ نے کہا کہ ان پر سرخ خطوط تھے جب کہ حسن سعدی رحمہ اللہ کا قول ہے: ان پر مہریں لگی ہوئی تھیں۔ واضح مفہوم یہی ہے کہ ہلاک ہونے والے کا نام پتھر پر مقرر تھا۔

عِنْدَ رَبِّكَ۔ تمہارے رب کے پاس انها فی علم الله تعالیٰ معدة یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں معین و مقرر تھا۔
لِلْمُسْرِفِينَ ﴿٣٤﴾۔ حد سے بڑھنے والوں کے لئے۔ المجاوزین الحد فی الفجور، یعنی ان لوگوں کے لئے جو فسق و فجور کے امور میں حد سے گزر گئے تھے، مراد قوم لوط کے لوگ ہیں جو حلال کو چھوڑ کر حرام میں مبتلا ہوئے، لواطت جیسے خبیث فعل کے مرتکب ہوئے اور تمام حدود کو پھلانگ گئے۔

فَأَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٣٥﴾۔ تو ہم نے وہاں ایک ہی گھر مسلمان پایا۔
فَأَخْرَجْنَا۔ پس ہم نے نکالے، فرشتوں علیہم السلام نے حضرت لوط علیہ السلام سے کہا کہ آپ کے گھر کے لوگ راتوں رات چلے جائیں اور تم میں سے کوئی پلٹ کر نہ دیکھے، یعنی ان کا نکلنا ہمارے امر سے تھا یا یہ کہ ہم نے فرشتوں کو اس کی ہدایت کی تھی۔ لہٰذا ہم نے ہی نکالا اور نکلنے کو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔
مَنْ كَانَ فِيهَا۔ جو اس شہر میں تھے۔ ای فی قری قوم لوط و اضمارها بغیر ذکر لشهرتها یعنی جو قوم لوط کی بستیوں میں تھے بستیوں کے لئے ضمیر کے ساتھ ذکر اس لئے کیا کہ وہ مشہور تھیں۔
مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٣٥﴾۔ ممن آمن بلوط علیه السلام یعنی ان لوگوں میں سے جو لوط علیہ السلام پر ایمان لائے واضح مفہوم یہ ہے کہ فرشتوں علیہم السلام نے حضرت لوط علیہ السلام سے کہا کہ آپ لوگ رات کے آخری حصے میں اپنے گھر والوں کو لے کر بستی سے نکل جائیں اور آپ لوگوں میں سے کوئی منہ پھیر کر نہ دیکھے، البتہ تمہاری زوجہ منہ پھیر کر دیکھے گی تو اس پر بھی ہلاک ہونے والوں کی طرح کا پتھر پڑے گا اور وہ بھی ہلاک ہو جائے گی تو یہ لوگ راتوں رات بستی سے نکالے گئے اور یہی آیت کا مقتضیٰ ہے۔

فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ۔ پس ہم نے وہاں ایک ہی گھر پایا۔ ای غیر اهل بیت للبیان لقوله تعالیٰ یعنی ایک گھر والوں کے سوا جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا:
مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٣٦﴾۔ مسلمانوں سے، فالکلام بتقدیر مضاف و جوزان یراد بالبیت نفسه الجماعة مجازاً و المراد بهم پس کلام بر تقدیر مضاف ہے اور جو مجازاً دلالت کرتا ہے کہ بیت (گھر) سے مراد کچھ لوگ ہوں اور انہیں سے مراد ہے مسلمانوں سے، آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اخرج ابن المنذر و ابن ابی حاتم عن مجاهد لوط و ابنتاه جیسا کہ ابن منذر اور ابن حاتم نے مجاہد سے تخریج کی ہے کہ مِنَ الْمُسْلِمِينَ سے مراد لوط علیہ السلام اور ان کی دو بیٹیاں تھیں۔ و اخرج ابن ابی حاتم عن سعید بن جبیر انهٗ قال: کانوا ثلاثة عشر اور ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا وہ تیرہ لوگ تھے۔

Marfat.com

واضح مفہوم یہ ہے کہ فرشتوں علیہم السلام نے ان بستیوں میں ایک ہی گھر مسلمانوں کا پایا اور اس گھر کے لوگ لوط علیہ السلام اور ان کی دو صاحبزادیوں پر مشتمل تھے جب کہ بعض نے کہا کہ وہ تیرہ شخص تھے اور ان کے علاوہ سبھی کفار فساق و فجار تھے جن کے لئے ہلاکت مقدر ہو چکی تھی۔

وَتَرَكْنَا فِيهَا آيَةً لِّلَّذِينَ يَخَافُونَ الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿٣٧﴾

اور ہم نے اس میں نشانی باقی رکھی ان کے لئے جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں۔

وَتَرَكْنَا فِيهَآ۔ اور ہم نے باقی رکھی ای فی القریٰ یعنی ان بستیوں میں، مطلب یہ ہے کہ قوم لوط کو ہلاک کرنے کے بعد ان بستیوں میں نشانی رکھی۔

اٰيَةً۔ نشانی۔ علامه دالة على ما اصابهم من العذاب، قال ابن جريج: هي احجار كثيرة منصورة و قيل: تلك الاحجار التي اهلكوا بها، و قيل: ماء منتن قال الشهاب: كانهٔ بحيرة طبريه۔ یعنی نشانی جو دلالت کرتی ہے اس پر جو انہیں عذاب سے پہنچا، ابن جریج نے کہا وہ کثرت کے ساتھ پتھروں کے ڈھیر ہیں اور کہا: وہ پتھر تھے جن کے ساتھ وہ ہلاک کئے گئے۔ اور کہا گیا کہ کالا سڑا، بدبودار پانی، شہاب نے کہا گویا کہ وہ بحیرہ طبریہ ہے، یہ نشانی عبرت کے لئے رہنے دی۔

لِّلَّذِينَ يَخَافُونَ الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿٣٧﴾۔ ان لوگوں کے لئے دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں۔ آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اى من شانهم ان يخافوه السلامة فطرتهم ورقة قلوبهم دون من عداهم من ذوى القلوب القاسية فانهم لا يعتدون بها ولا يعدونها آية، یعنی جو لوگ اپنی فطری سلامتی کے لئے اور رقت قلبی کی وجہ سے اس سے ڈرتے ہیں اور انہیں دشمن جانتے ہیں برعکس ان لوگوں کے لئے جن کے دلوں میں سختی ہے۔ وہ نہ تو اس کا خوف رکھتے ہیں اور نہ انہیں اس سے عبرت ہوتی ہے، واضح مفہوم یہ ہے کہ یہ نشانی ان لوگوں کے لئے عبرت و نصیحت ہے جو اللہ عزوجل سے اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں وہ ان نشانات کو دیکھ کر گریہ زاری کرتے ہیں اور سلامتی کے طلبگار ہوتے ہیں برعکس ان لوگوں کے جن کے دل سخت ہو چکے ہیں اور وہ فکر آخرت سے بیگانہ ہیں اور وہ سرکش ہیں۔

وَفِي مُوسَىٰ إِذْ أَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿٣٨﴾

اور موسیٰ سے جب ہم نے اسے روشن سند دے کر فرعون کے پاس بھیجا۔

وَفِي مُوسَىٰ۔ اور موسیٰ سے بھی عطف على (وَتَرَكْنَا فِيهَآ) بتقدير عامل لهٗ اى وجعلنا فى عطف تَرَكْنَا والی آیت پر ہے، یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ارسال میں بھی ایک نشانی تھی اور جملہ مکمل معطوفہ ہے اور یہ فِيهَآ پر عطف ہے جیسا کہ آیت میں عامل کے مناسب ہے۔

إِذْ أَرْسَلْنَاهُ۔ جب ہم نے اسے بھیجا و قيل بمحذوف اى كائنة وقت ارسلنا اور کہا گیا ہے کہ محذوف کے ساتھ یعنی بھیجنے کے وقت میں جو کچھ تھا۔ واضح مفہوم یہ ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام فرعون کی طرف بھیجے گئے اس وقت آپ کو جو نشانات دیئے گئے۔

إِلَىٰ فِرْعَوْنَ بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿٣٨﴾۔ ساتھ کھلی دلیل کے فرعون کی طرف۔ هو ما ظهر على يديه من

Marfat.com

المعجزات الباھرہ وہ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر عظیم معجزات کی صورت پر ظاہر ہوا۔ یعنی عصا، ید بیضاء، سمندر میں راستے، پتھر سے چشموں کا پھوٹنا وغیرہ۔

فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَقَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۳۹﴾

تو اپنے لشکر سمیت پھر گیا اور بولا جادوگر ہے یا دیوانہ۔

فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ۔ تو اپنے لشکر سمیت پھر گیا، فَتَوَلّٰى پس وہ پھر گیا۔ بِرُكْنِهٖ اپنے لشکر کے ساتھ، اور قتادہ رحمہ اللہ نے کہا: الرکن بمعنی القوم رکن قوم کے معنی میں ہے و قیل: تولّٰی بقوتہٖ و سلطانہٗ والرکن یستعار للقوۃ اور کہا گیا ہے کہ وہ اپنی قوت وشوکت اور قوم کی وجہ سے پھر گیا اور رکن میں قوت کی طرف اشارہ ہے آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: فاعرض عن الایمان بموسٰی علیہ السلام پس فرعون نے اپنے جتھے کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے سے اعراض کیا۔

وَقَالَ سٰحِرٌ۔ اور بولا جادوگر۔

وَقَالَ۔ اور کہا یعنی فرعون نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام سٰحِرٌ جادوگر ای ھو ساحر یعنی وہ جادوگر ہیں۔

اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۳۹﴾۔ یا دیوانہ، آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: کان اللعین جعل ما ما ظھر علی یدیہ علیہ السلام من الخوارق العجیبہ منسوبۃ الی الجن و تردد فی انہ حصل باختیارہ فیکون سحراً او بغیر اختیارہ فیکون جنوناً و ھذا مبنی علی زعمہ الفاسد والا فالسحر لیس من الجن کما بین فی محلہٖ فاو للشک و قیل الابھام و قال ابو عبیدۃ: ھی بمعنی الواو لأن اللعین قال الامرین قال: (اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ) و قال اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ و انت تعلم ان اللعین یتلون تلون الجرباء فلا ضرورۃ تدعو الیٰ جعلھا بمعنی الواو۔

فرعون لعین نے جو کچھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دست کرم پر عجیب خوارق ظاہر دیکھے تو یہ اسے جن کی طرف منسوب کئے جاتا اور اس میں متردد ہوا کہ اگر انہوں نے اپنے اختیار سے حاصل کئے ہیں تو یہ جادو ہوگا اور اگر ان کے اپنے اختیار کے بغیر ہے تو یہ جنون ہے اور یہ اس کے فاسد گمان اور وہم پر مبنی تھا اور رہا سحر (جادو) تو وہ جن سے نہیں ہوتا جیسا کہ اس موقع ومحل سے واضح ہے پس ''اَوْ'' شک کے لئے کہا گیا کہ ابہام کے لئے اور ابوعبیدہ رحمہ اللہ نے کہا یہاں اَوْ واؤ کے معنی میں ہے کیونکہ لعین نے دو باتیں کہیں کہ یہ تو علم والا جادوگر ہے اور کہا بے شک تمہارا رسول وہ شخص ہے جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے دیوانہ ہے، اور معلوم ہونا چاہئے کہ لعین نے ایسا بلاضرورت کہا اور اس نے یہاں اَوْ سے مراد وہی لیا ہے۔

تاہم میں کہتا ہوں کہ اس کے دونوں قول متضاد تھے، مجنون کیوں کر جادوگر ہوسکتا ہے، اور ساحر عقلمند ہوتا ہے اور عقلمند کا مجنون کہنا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے، درحقیقت فرعون لعین خود عقل سے کورا تھا اور جناب کلیم اللہ علیہ السلام کے دست کرم سے معجزات قاہرہ وباہرہ کا صدور دیکھ کر بے تکی ہانکنے لگا اور خیالات فاسدہ میں الجھ گیا اور حقیقت کو نہ سمجھ سکا۔

فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿۴۰﴾ وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ﴿۴۱﴾ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ﴿۴۲﴾

تو ہم نے اسے اور اس کے لشکر کو پکڑ کر دریا میں ڈال دیا اس حال میں کہ اپنے آپ کو ملامت کر رہا تھا۔ اور عاد میں جب ہم نے ان پر خشک آندھی بھیجی جس چیز پر گزرتی اسے گلی ہوئی چیز کی طرح کر چھوڑتی۔

فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ۔ تو ہم نے اسے اور اس کے لشکر کو پکڑ کر دریا میں ڈال دیا۔ پس ہم نے اسے پکڑ لیا یعنی فرعون کو۔

وَجُنُوْدَهٗ۔ اور اس کے لشکروں کو پکڑ لیا یعنی فرعون کے لشکر کو جو موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھ بنی اسرائیل کا تعاقب کر رہا تھا۔

فَنَبَذْنٰهُمْ۔ پس ہم نے ان کو غرق کر دیا۔

فِي الْيَمِّ۔ فی البحر یعنی دریا میں۔

آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: والمراد فاغرقناهم فيه، و في الكلام من الدلالة على غاية عظم شان القدرة الربانية و نهاية عصاة فرعون و قومه اور مطلب یہ ہے کہ ہم نے انہیں دریا میں غرق کر دیا اور یہاں کلام میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور عظمتوں کی، غایت درجہ دلالت ہے اور فرعون اور اس کی قوم کی انتہائی سرکشی کا اظہار ہے۔

وَهُوَ مُلِيْمٌ۝۴۰۔ اور وہ اپنے کو ملامت کر رہا تھا۔ آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: و كون الملام عليه هنا الكفر و الطغيان هو الذي يقتضيه حال فرعون و هو مما يختلف باعتبار من وصف به فلا يتوهم انهٗ كيف وصف اللعين بما وصف به ذو النون عليه السلام۔

اور یہاں ملامت کرنے سے مراد کفر و طغیان (سرکشی و بغاوت) ہے جو کہ فرعون کے حال کی مقتضی ہے اور وہ اس کے اوصاف کے اختلاف کے اعتبار سے ہے پس یہاں یہ وہم نہ ہونا چاہئے کہ فرعون لعین اس طرح خود کو ملامت کرنے لگا جیسا کہ حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ قرآن عظیم میں ہے: فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ۔ پھر اسے (حضرت یونس علیہ السلام) کو مچھلی نے نگل لیا اور وہ اپنے آپ کو ملامت کرتا تھا یعنی انہوں نے نکلنے میں جلدی کی اور قوم سے الگ ہونے میں امر الٰہی عزوجل کا انتظار نہ کیا۔ لیکن یہاں فرعون کا خود کو ملامت کرنا مراد نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ قابل ملامت افعال کے ارتکاب کی وجہ سے ملامت کا مستحق تھا اور بعض نے کہا کہ وہ خود کو ملامت کرتا تھا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لایا اور یہ کہ ان پر کیوں طعن کیا جیسا کہ اس کے کلام سے بھی ظاہر ہوا قرآن عظیم میں ہے: حَتّٰۤى اِذَاۤ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِيْلَ الخ یہاں تک کہ جب اسے ڈوبنے نے آلیا، بولا میں ایمان لایا کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا اس کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے۔ لیکن اس کا ایسا کہنا حالت اختیار میں نہ تھا بلکہ اضطرار میں تھا اور وہ ایمانی وقت کو کھو چکا تھا تاہم واضح مفہوم یہی ہے کہ وہ خود ہی اپنے کفر و تکبر اور سرکشی کی وجہ سے قابل ملامت تھا۔

وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ۔ اور عاد میں جب ہم نے بھیجی۔

وَفِيْ عَادٍ۔ اور قوم عاد کی ہلاکت میں بھی نشانی ہے، جب ہم نے ان پر آندھی بھیجی۔

اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ۔ جب کہ ہم نے ان پر بھیجی۔ یعنی قوم عاد پر آندھی بھیجی۔

الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ۝۴۱۔ ريح لا بركة فيها و لا منفعة و لا ينزل غيث و لا يلقع بها شجر۔

ایسی ہوا جس میں برکت و بھلائی نہ ہو اور نہ ہی نفع ہو اور نہ ہی اس سے بارش برسے اور نہ ہی درختوں کو فائدے پہنچے۔
واضح مفہوم یہ ہے کہ قوم عاد کی ہلاکت میں نشان قدرت ہے۔ اللہ عزوجل نے اس قوم پر ایسی آندھی بھیجی جس میں خیر و برکت نہ تھی اور اس نے انہیں ہلاک و برباد، تہس نہس کر دیا اور ان کی جڑ کاٹ دی۔ یہاں عقیم کے لفظ سے عورتوں کے بانجھ پن کی طرف بھی اشارہ ہے یعنی جس طرح سے عقیم عورت سے نسل نہیں بڑھتی بلکہ منقطع ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اللہ وزوجل نے قوم عاد پر ایسی ہوا بھیجی جو ان کی نسل کو کاٹ دینے والی تھی۔ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:
نصرت بالصبا و اهلكت عاد الدبور میری صبا کے ساتھ مدد کی گئی اور قوم عاد پچھوا (پچھّم) کی ہوا سے ہلاک کی گئی۔

مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ۔ نہ چھوڑا کسی شی کو جس چیز پر گزرتی۔

مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ۔ ما تدع شيئاً نہ چھوڑا کسی شے کو یعنی اس ہوا نے نہ کسی شے کو چھوڑا۔

اَتَتْ عَلَيْهِ۔ جرت عليه جس چیز پر بھی وہ گزری، یعنی وہ ہوا جس چیز پر سے بھی گزری اس نے اسے برباد کر دیا۔

اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ﴿۴۲﴾ ۔مگر اسے بناڈالا ریزہ ریزہ خاک کی طرح۔

جَعَلَتْهُ۔ اِلَّا مگر اس کو بنایا حاليه والشئ هنا عام مخصوص ای من شئ اراد الله تعالٰى تدميره و اهلاكهٗ من ناس او ديار او شجر او غير ذالک روى ان الريح كانت تجرى بالناس فيهم الرجل من عاد فتفترقه من بينهم و تهلكهٗ. اِلَّا یہاں حالیہ ہے اور شی یہاں عام مخصوص ہے۔ یعنی جس چیز کا بھی اللہ تعالیٰ نے تباہ و ہلاک کرنے کا ارادہ فرمایا انسانوں میں سے یا بستیوں میں سے یا درختوں میں سے یا ان کے علاوہ اشیاء کا۔
روایت ہے کہ آندھی لوگوں میں سے گزرتی جن میں قوم عاد کے لوگ ہوتے تو انہیں ان کے درمیان ہی ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی۔

كَالرَّمِيْمِ ﴿۴۲﴾ ۔گلی ہوئی شے کی طرح، ریزہ ریزہ خاک کی طرح۔

الرمیم۔ کالفظ رَمٌّ سے مشتق ہے، رَمّ کے معنی گل جانا، ٹکڑے ٹکڑے ہو جانا، فرسودہ ہونے کے ہیں ک تشبیہ کے لئے و فسر السدى هنا بالتراب اور یہاں سدی رحمہ اللہ نے تفسیر کی ہے کہ خاک کی طرح ریزہ ریزہ ہو گئی اور قتادہ رحمہ اللہ نے کہا: چورہ چورہ ہو گئی واضح مفہوم یہ ہے کہ وہ ہوا قوم عاد کے لوگوں پر عذاب بن کر آئی اور جس شے پر سے بھی اس کا گزر ہوا خواہ وہ آدمی ہوں یا اموال و جانور وغیرہ، جن کے لئے بھی ارادہ الٰہی عزوجل ہلاکت کا ہوا۔ اسے گلا کر رکھ دیا اور یوں کر دیا جیسے ریزہ ریزہ خاک ہو یا مدتوں کی فرسودہ ہو یا اس آندھی نے سب کو جلا کر رکھ دیا۔

وَفِيْ ثَمُوْدَ اِذْ قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۴۳﴾ فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ وَّمَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ ﴿۴۵﴾

اور ثمود میں جب ان سے فرمایا گیا ایک وقت تک برت لو تو انہوں نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی تو ان کی آنکھوں کے سامنے انہیں کڑک نے آلیا۔ تو وہ نہ کھڑے ہو سکے اور نہ وہ بدلہ لے سکتے تھے۔

وَفِيْ ثَمُوْدَ۔ اور ثمود میں۔ یعنی قوم ثمود کی ہلاکت میں بھی نشانیاں ہیں۔

اِذْ قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۴۳﴾ ۔ جب انہیں کہا گیا ایک وقت تک برت لو۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اخرج البيهقى فى سننه عن قتادة انه ثلاثة ايام و اليه ذهب الفراء و

جماعة۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ثمود کی قوم کو تین دن کی مہلت دی گئی یعنی ان لوگوں سے کہا گیا کہ اپنے گھروں میں تین دن تک عیش کر لیں اور حیات زندگانی کے مزے لے لیں۔ اور فراء اور ایک جماعت اسی طرف گئی ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ یہ حق تعالیٰ کے قول کی تفسیر ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔ تَمَتَّعُوْا فِیْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ۔ کہ تم لوگ اپنے گھروں میں تین روز تک فائدہ اٹھا لو۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: واستشكل بان هذا التمتع مؤخر عن العتو لقوله تعالٰى فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا۔ اور اس میں اشکال یہ ہے کہ یہ "تمتع" (فائدہ اٹھانا، مزے اڑانا) عتو (نافرمانی) سے موخر ہے یا پہلے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے پس جب انہوں نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ تو فرمایا تم فائدہ اٹھا لو اپنے گھروں میں تین روز تک۔ و قولهٗ تعالٰى: فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ يدل علٰى ان العتو مؤخر اور یہاں اللہ تعالیٰ کا قول کہ پس انہوں نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی، دلالت کرتا ہے کہ عتو موخر ہے۔ تاہم یہ مہلت کا زمانہ (تین دن) ان کی نافرمانی کے بعد ہی مستحق ہے۔ اور اس مقام پر حکایت کے طور پر بیان ہے جس سے مراد لینا درست نہیں ہے کیونکہ قوم ثمود کو مہلت اس لئے دی گئی تھی کہ چاہے ہلاکت کے لئے منتظر رہیں یا ہدایت قبول کریں لیکن انہوں نے صالح علیہ السلام کی دعوت کو قبول نہ کیا نہ ان پر ایمان لائے اور نہ ہی ان کی اطاعت کی اور الٹا اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور بعض نے کہا تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ سے مراد وقت موت تک زندگانی کی مہلت ہے اور اس سے اشکال سرے سے ہی نہیں رہتا۔

فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ۔ پس انہوں نے اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی۔

یعنی قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام کی تکذیب کی، آپ پر ایمان نہ لائے اور آپ کی دعوت حق قبول نہ کی اور اس حد تک سرکشی کا مظاہرہ کیا کہ صالح علیہ السلام کی اونٹنی جو نشانات قدرت سے تھی اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور غرور و تکبر کا مظاہرہ کیا۔

فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿۴۴﴾۔ پس انہیں آلیا کڑک نے ان کی آنکھوں کے سامنے۔

فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ۔ اى اهلكتهم، روى ان صالحا عليه السلام وعدهم الهلاك بعد ثلاثة ايام و قال لهم — تصبح وجوهكم غداً مصفرة و بعد غد محمرة واليوم الثالث مسودة ثم يصبحكم العذاب و لما راوا الايات التى بينها عليه السلام عمدوا الٰى قتلهٖ فنجاه الله تعالیٰ فذهب الٰى ارض فلسطين و لما كان ضحوة اليوم الرابع تحفظوا و نكفنوا بالانطاع فاتتهم الصاعقة و هى نار من السماء و قيل: صيحه منها فهلكوا۔

یعنی انہیں ہلاک کر دیا، روایت ہے کہ صالح علیہ السلام نے ان سے تین دن کے بعد ہلاکت کا وعدہ کیا تھا اور ان سے کہا تھا کہ کل صبح تمہارے چہرے زرد ہو جائیں گے اور کل کے بعد سرخ اور تیسرے دن سیاہ ہو جائیں گے پھر تمہیں عذاب پہنچے گا اور جب انہوں نے اس مہلت کے درمیان نشانیاں دیکھیں تو ان لوگوں نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو محفوظ رکھا تو ارض فلسطین کی طرف چلے گئے اور جب چوتھے دن دو پہر کا وقت ہو گیا تو اور وہ اپنی سرکشی و بغاوت میں اکڑتے پھرتے تھے کہ اچانک انہیں کڑک نے آلیا اور یہ آسمان سے آگ تھی اور کہا گیا آسمان سے چنگھاڑ یا خوفناک آواز تھی جس سے

Marfat.com

11A سب ہلاک ہو گئے۔

وَهُمْ يَنْظُرُونَ ﴿۴۴﴾۔اور ان کی آنکھوں کے سامنے (یعنی وہ آنکھوں سے دیکھ رہے تھے)۔

وان المراد ينظرون اليها و قال مجاهد (يَنْظُرُونَ) بمعنى ينتظرون اى وهم ينتظرون الاخذ والعذاب فى تلك الايام الثلاثة راؤا فيها علاماته و انتظار العذاب اشد من العذاب۔

اور اس سے مراد یہ ہے کہ وہ عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے اور امام مجاہد رحمہ اللہ نے کہا: یہاں ینتظرون کے معنی میں ہے، یعنی وہ پکڑے جانے اور عذاب کے منتظر تھے ان تین دنوں میں انہوں نے عذاب کی علامتیں دیکھ لی تھیں۔ اور وہ عذاب کے منتظر تھے اور عذاب کا انتظار عذاب سے شدید تر تھا۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ انہیں تین روز کی مہلت دی گئی اور اس کے بعد ان کی آنکھوں کے سامنے آسمان سے خوفناک آواز آئی جس سے ان کے دل پھٹ گئے اور سارے ہلاک ہو گئے۔

فَمَا اسْتَطَاعُوا مِنْ قِيَامٍ۔تو وہ کھڑے نہ ہو سکے۔

یعنی جب عذاب نازل ہوا تو اس سرعت کے ساتھ اور اتنا اچانک آیا کہ انہیں اٹھ کر بھاگنے کی مہلت بھی نہ ملی اور قتادہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ زمین سے اٹھ بھی نہ سکے۔

وَّمَا كَانُوا مُنْتَصِرِينَ ﴿۴۵﴾۔اور وہ نہ بدلہ لے سکتے تھے۔

یعنی ان کی عاجزی و بے بسی کی یہ حالت تھی کہ وہ خود کو عذاب سے نہ بچا سکے اور نہ ہی بھاگ سکے۔یہ کفار غایت درجہ سرکش تھے اور بے باک تھے۔لیکن ان پر عذاب اس طرح مسلط کیا گیا کہ وہ بے بس ہو کر رہ گئے اور انہیں دفاع کے لئے کچھ بھی نہ سوجھا، اور ہلاکت سے بچ نہ سکے۔

وَقَوْمَ نُوحٍ مِّنْ قَبْلُ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿۴۶﴾

اور ان سے پہلے قوم نوح کو ہلاک فرمایا بے شک وہ فاسق لوگ تھے۔

وَقَوْمَ نُوحٍ۔اور قوم نوح، اور قوم نوح کی ہلاکت میں بھی عبرت اور نشانی ہے۔

مِّنْ قَبْلُ ۖ۔پہلے سے، اى من قبل هؤلاء المهلكين یعنی ان ہلاک ہونے والوں سے پہلے ہے۔مطلب یہ کہ قوم لوط، فرعون، قوم عاد، اور قوم ثمود کی ہلاکت سے پہلے ہم نے قوم نوح کو بھی ہلاک کیا تھا ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے۔

إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿۴۶﴾۔بے شک وہ فاسق لوگ تھے۔آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں۔

خارجين عن الحدود فيما كانوا فيه من الكفر و المعاصى۔قوم نوح کے لوگ کفر و معاصی کی وجہ سے حدود سے پھلانگ گئے تھے۔یعنی سرکشی و بغاوت میں حد سے بڑھ چکے تھے۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع۔سورۃ ذاریات۔پ ۲۷

وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ ﴿۴۷﴾ اور آسمان کو ہم نے ہاتھوں سے بنایا اور بے شک ہم وسعت دینے والے ہیں

Marfat.com

11B

وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ۝۴۸

اور زمین کو ہم نے فرش کیا تو ہم کیا ہی اچھے بچھانے والے ہیں

وَ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝۴۹

اور ہم نے ہر چیز کے دو جوڑے بنائے تا کہ تم دھیان کرو

فَفِرُّوْۤا اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝۵۰ۚ

تو اللہ کی طرف بھاگو بے شک میں اس طرف سے تمہارے لئے صریح ڈر سنانے والا ہوں

وَ لَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ؕ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝۵۱ۚ

اور اللہ کے ساتھ اور معبود نہ ٹھہراؤ بے شک میں اس کی طرف سے تمہارے لئے صریح ڈر سنانے والا ہوں

كَذٰلِكَ مَاۤ اَتَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ۝۵۲ۚ

یونہی جب ان سے اگلوں کے پاس کوئی رسول تشریف لایا تو یہی بولے کہ جادوگر ہے یا دیوانہ

اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ۝۵۳ۚ

کیا آپس میں ایک دوسرے کو یہ بات کہہ رہے ہیں بلکہ وہ سرکش لوگ ہیں

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَاۤ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ۝۵۴ۗ

تو اے محبوب تم ان سے منہ پھیر لو تو تم پر کچھ الزام نہیں ہے

وَّ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝۵۵

اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے

وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۝۵۶

اور میں نے جن اور آدمی اپنے ہی لئے بنائے کہ میری بندگی کریں

مَاۤ اُرِیْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّ مَاۤ اُرِیْدُ اَنْ یُّطْعِمُوْنِ ۝۵۷

میں ان سے کچھ رزق نہیں مانگتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ مجھے کھانا دیں

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ ۝۵۸

بے شک اللہ ہی بڑا رزق دینے والا قوت والا قدرت والا ہے

فَاِنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ فَلَا یَسْتَعْجِلُوْنِ ۝۵۹

تو بے شک ان ظالموں کے لئے عذاب کی ایک باری ہے جیسے کہ ان کے ساتھ والوں کے لئے ایک باری تھی تو مجھ سے جلدی نہ کریں

فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ یَّوْمِهِمُ الَّذِیْ یُوْعَدُوْنَ ۝۶۰

تو کافروں کی خرابی ہے ان کے اس دن سے جس کا وعدے دیئے جاتے ہیں

حل لغات تیسرا رکوع۔سورۃ ذاریات۔پ ۲۷

وَ۔اور	السَّمَآءَ۔آسمان	بَنَيْنٰهَا۔بنایا ہم نے اس کو	بِاَيْىدٍ۔ہاتھوں سے
وَّ۔اور	اِنَّا۔بے شک ہم	لَمُوْسِعُوْنَ۔وسعت دینے والے ہیں	
وَ۔اور	الْاَرْضَ۔زمین	فَرَشْنٰهَا۔بچھایا ہم نے اس کو	فَنِعْمَ۔تو اچھے ہیں
الْمٰهِدُوْنَ۔بچھانے والے	وَ۔اور	مِنْ۔ہر	كُلِّ۔ایک
شَيْءٍ۔چیز کے	خَلَقْنَا۔پیدا کیے ہم نے	زَوْجَيْنِ۔جوڑے	لَعَلَّكُمْ۔تاکہ تم
تَذَكَّرُوْنَ۔نصیحت پکڑو	فَفِرُّوْٓا۔تو دوڑو	اِلَى۔طرف	اللّٰهِ۔اللہ کی
اِنِّيْ۔بے شک میں	لَكُمْ۔تمہارے لئے	مِّنْهُ۔اس کی طرف سے	نَذِيْرٌ۔ڈرانے والا ہوں
مُّبِيْنٌ۔ظاہر	وَ۔اور	لَا۔نہ	تَجْعَلُوْا۔بناؤ
مَعَ۔ساتھ	اللّٰهِ۔اللہ کے	اِلٰهًا۔معبود	اٰخَرَ۔دوسرا
اِنِّيْ۔بے شک میں	لَكُمْ۔تمہارے لئے	مِّنْهُ۔اس کی طرف سے	نَذِيْرٌ۔ڈرانے والا ہوں
مُّبِيْنٌ۔ظاہر	كَذٰلِكَ۔اسی طرح	مَآ۔نہ	اَتَى۔آیا
الَّذِيْنَ۔ان کے پاس	مِنْ قَبْلِهِمْ۔جو ان سے پہلے تھے		مِّنْ رَّسُوْلٍ۔کوئی رسول
اِلَّا۔مگر	قَالُوْا۔کہا انہوں نے	سَاحِرٌ۔جادوگر ہے	اَوْ۔یا
مَجْنُوْنٌ۔دیوانہ	اَ۔کیا	تَوَاصَوْا۔وصیت کی	بِهٖ۔اس کی
بَلْ۔بلکہ	هُمْ۔وہ	قَوْمٌ۔لوگ ہیں	طَاغُوْنَ۔سرکش
فَتَوَلَّ۔تو منہ پھیر	عَنْهُمْ۔ان سے	فَمَآ۔تو نہیں	اَنْتَ۔تو
بِمَلُوْمٍ۔ملامت کیا گیا	وَّ۔اور	ذَكِّرْ۔نصیحت کر	فَاِنَّ۔پس بے شک
الذِّكْرٰى۔نصیحت	تَنْفَعُ۔فائدہ دیتی ہے	الْمُؤْمِنِيْنَ۔مومنوں کو	وَ۔اور
مَا۔نہیں	خَلَقْتُ۔پیدا کیا میں نے	الْجِنَّ۔جنوں	وَ۔اور
الْاِنْسَ۔انسانوں کو	اِلَّا۔مگر	لِيَعْبُدُوْنِ۔تاکہ وہ میری عبادت کریں	
مَآ۔نہیں	اُرِيْدُ۔چاہتا میں	مِنْهُمْ۔ان سے	مِّنْ۔کچھ
رِّزْقٍ۔رزق	وَّ۔اور	مَآ۔نہیں	اُرِيْدُ۔چاہتا میں
اَنْ۔یہ کہ	يُّطْعِمُوْنِ۔کھانا کھلائیں مجھ کو		اِنَّ۔بے شک
اللّٰهَ۔اللہ	هُوَ۔وہی ہے	الرَّزَّاقُ۔روزی دینے والا	ذُوْ۔صاحب
الْقُوَّةِ۔قوت	الْمَتِيْنُ۔قدرت والا	فَاِنَّ۔تو بے شک	لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا۔ظالموں
کے لئے	ذَنُوْبًا۔باری ہے	مِّثْلَ۔مثل	ذَنُوْبِ۔باری
اَصْحٰبِهِمْ۔ان کے ساتھیوں کے		فَلَا۔تو نہ	يَسْتَعْجِلُوْنِ۔جلدی کریں

Marfat.com

مجھ سے فَوَيْلٌ۔ تو خرابی ہے لِّلَّذِيْنَ۔ ان کی جو كَفَرُوْا۔ کافر ہوئے
مِنْ يَّوْمِهِمُ۔ ان کے دن سے الَّذِيْ۔ کہ اس کا يُوْعَدُوْنَ ۔ وعدہ دیئے
جاتے ہیں

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع ۔ سورۃ ذاریات ۔ پ ۲۷

وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ۝۴۷ وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ۝۴۸

اور آسمان کو ہم نے ہاتھوں سے بنایا اور بے شک ہم وسعت دینے والے ہیں اور زمین کو ہم نے فرش کیا تو ہم کیا ہی اچھے بچھانے والے ہیں۔

وَالسَّمَآءَ۔ اور آسمان۔ ای و بنینا السماء۔

بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ۔ ہم نے ہاتھوں سے بنایا ای بقوۃ یعنی قوت کے ساتھ، اور ایک قول ہے دست قدرت کے ساتھ اور یہاں اَيْدٍ کا لفظ مجازاً کہا گیا ہے۔

وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ۝۴۷۔ اور بے شک ہم وسعت دینے والے ہیں۔

ای لقادرون من الوسع بمعنی الطاقة۔ یعنی ہم قوت اور طاقت والے ہیں اور وسع یہاں طاقت کے معنی میں ہے۔

و قیل ای لجاعلون بینها و بین الارض وسعة۔ اور کہا گیا ہے کہ ہم نے آسمان اور زمین کے درمیان وسعت رکھی ہے اور یہاں وسعت سے وسعت مکانی مراد ہے۔ ایک قول ہے کہ ہم مخلوق پر رزق کو وسیع کرنے والے ہیں جبکہ ضحاک رحمہ اللہ نے کہا کہ اس سے مراد کہ ہم بے نیاز ہیں۔ ایک قول ہے کہ آیت میں گزشتہ آیت وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ کی مناسبت سے کہا گیا ہے کہ ہم قدرت اور طاقت والے ہیں۔

وَالْاَرْضَ۔ اور زمین، ای و فرشنا الارض یعنی ہم نے زمین کو بچھونا کیا۔

فَرَشْنٰهَا۔ ہم نے اسے فرش کیا۔ ای تمهدنا و بسطناها لِتَستَقِرُوا علیها۔ یعنی ہم نے اسے بچھونا کیا اور کشادہ کیا تا کہ تم اس پر رہائش اختیار کرو یا ٹھہر و یا رہ سکو۔

فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ۝۴۸۔ تو ہم کیا ہی اچھے بچھانے والے ہیں۔

ای نحن۔ یعنی ہم کیا ہی اچھے بچھانے والے ہیں۔ یعنی زمین کا بچھونا بنانا ہماری عظمت و قدرت کی نشانی ہے جس سے واضح ہے کہ صانع کس قدر عظیم ہے۔ اور اس کی تدبیر کس قدر عظمت والی ہے۔

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝۴۹۔

اور ہم نے ہر چیز کے دو جوڑے بنائے کہ تم دھیان کرو۔

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ۔ اور ہر چیز سے ہم نے بنائے جوڑے ای من کل جنس من الحیوان۔ یعنی حیوانات کی تمام جنسوں سے اور ایک قول ہے کہ مثل آسمان اور زمین، سورج اور چاند، رات اور دن، خشکی و تری، گرمی و سردی، جن و انس، ظلمت و نور، کفر و ایمان، سعادت و شقاوت، حق اور باطل اور نر و مادہ کے، واضح مفہوم یہ ہے کہ اللہ

Marfat.com

عزوجل نے ہر مخلوق کی ایک سے زیادہ قسمیں پیدا کی ہیں بلکہ ہر وحدت میں جوڑا ہے جیسے **معدوم بالذات اور واجب بالغیر، عاجز بالذات اور قادر بالغیر** یعنی ہر ممکن اپنی ذات کے اعتبار سے معدوم لیکن غیر کے ساتھ واجب بھی ہے یہ مسلمہ امر ہے کہ کوئی شے جو ایجاد نہ ہوئی کیونکر واجب نہ ہوگی۔

لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴿۴۹﴾ ۔تاکہ دھیان کرو **ای فعلنا ذلک کله کی تتذکروا فتعرفوا انهٗ عزوجل الرب القادر الذی لا یعجزه شیٔ فتعملوا بمقتضاه ولا تعبدوا ما سواه، و قیل: خلقنا ذالک کی تتذکروا فتعلموا ان التعدد من خواص الممکنات وان الواجب بالذات سبحانهٗ لا یقبل التعدد والانقسام۔**

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں یعنی ہم نے یہ سب کچھ بتایا ہے تاکہ تم توجہ کرو اور معرفت حاصل کرو بے شک اللہ تعالیٰ عزوجل قدرت والا پروردگار ہے اور اس کی ذات عجز سے پاک ہے پس تم اس کی مرضی کے مطابق عمل کرو اور اس کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو اور کہا گیا ہے کہ ہم نے یہ سب کچھ پیدا کیا تاکہ تم توجہ کرو اور پس جان لو کہ بلاشبہ تعدد ممکنات کے خواص سے ہے اور حق سبحانہ وتعالیٰ کی ذات واجب ہے یعنی اللہ تعالیٰ واجب بالذات ہے اور وہ تعدد، دوئی اور تقسیم سے پاک ہے۔

اور ایک قول یہ ہے کہ حشر ونشر کے بارے میں جو کچھ پیچھے گزرا یہ سب پروردگار جل وعلا کی ایجاد وتخلیق ہے اور وہ قیامت کے روز مردوں کو زندہ کرنے پر بالکلیہ قادر ہے اور جو بھی ان امور کے اندر غور وفکر کرے گا۔ اس پر عظمت قدرت روشن ہوجائے گی۔

فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ﴿۵۰﴾ۚ

تو اللہ کی طرف بھاگو، بے شک میں اس کی طرف سے تمہارے لئے صریح ڈر سنانے والا ہوں۔

فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۭ ۔تو اللہ کی طرف بھاگو۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں تَفْرِيْع عَلٰى قَوْلِهٖ سُبْحَانَهٗ: لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔ **و هو تمثیل للاعتصام به سبحانه و تعالٰی و بتوحیده عزوجل والمعنی قل یا محمد (صلی اللہ علیه وسلم)**

فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۭ ۔یہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد: لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔ یعنی شاید کہ تم دھیان کرو، کی ہی تصریح ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ لہ ماسوا کو چھوڑ کر اللہ عزوجل اور اس کی توحید کی طرف متوجہ ہوجاؤ اور اس ہی کی بندگی کرو اور مراد یہ ہے کہ اے محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! صرف حق تعالیٰ ہی کی طرف بھاگو اور تمام چیزوں سے منہ موڑ لو، اور متوجہ الی اللہ عزوجل ہوجاؤ۔ اسی کی عبادت کرو اور یہی حقیقت نفس الامری کا مقتضا ہے۔

اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ ۔بے شک میں اس کی طرف سے تمہارے لئے۔

ای من عقابه تعالٰی المعد لمن لم یفر الیه سبحانهٗ و لم یوحده۔ یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ نہیں ہوتا اور اس کی توحید کا اقرار نہیں کرتا اس کے لئے حق تعالیٰ کی طرف سے عذاب وسزا ہے اور یہ کہ میں تمہیں اس کے عذاب سے ڈراتا ہوں کیونکہ نافرمانی کا منطقی نتیجہ عذاب الٰہی عزوجل کا نزول ہے۔

نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ﴿۵۰﴾ۚ ۔صریح ڈرانے والا ہوں۔

Marfat.com

بین کونہٖ منذراً من اللہ سبحانہ بالمعجزات، او (مبین) ما یجب ان یحذر (عنہ)۔
یعنی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے روشن دلائل اور معجزات کے ساتھ آیا ہوں اور تمہیں صریحاً یعنی کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں اور تمہارے لئے واجب ہے کہ تم اللہ سے ڈرو اور میری دعوت قبول کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔

وَلَا تَجۡعَلُوۡا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ؕ اِنِّیۡ لَكُمۡ مِّنۡهُ نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۵۱﴾ كَذٰلِكَ مَاۤ اَتَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا قَالُوۡا سَاحِرٌ اَوۡ مَجۡنُوۡنٌ ﴿۵۲﴾ اَتَوَاصَوۡا بِهٖ ۚ بَلۡ هُمۡ قَوۡمٌ طَاغُوۡنَ ﴿۵۳﴾ فَتَوَلَّ عَنۡهُمۡ فَمَاۤ اَنۡتَ بِمَلُوۡمٍ ﴿۵۴﴾

اور اللہ کے ساتھ اور معبود نہ ٹھہراؤ بے شک میں اس کی طرف سے تمہارے لئے صریحاً ڈر سنانے والا ہوں یونہی جب ان سے اگلوں کے پاس کوئی رسول تشریف لایا تو یہی بولے کہ جادوگر ہے یا دیوانہ۔ کیا آپس میں ایک دوسرے کو یہ بات کہہ رہے ہیں بلکہ وہ سرکش لوگ ہیں تو اے محبوب! تم ان سے منہ پھیر لو، تم پر کچھ الزام نہیں۔

وَلَا تَجۡعَلُوۡا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ؕ۔ اور اللہ کے ساتھ اور معبود نہ ٹھہراؤ۔

عَطۡفٌ عَلَی الۡاَمۡرِ وَهُوَ نَهۡیٌ عَنِ الۡاِشۡرَاکِ صَرِیۡحًا عَلٰی نَحۡوِ وَحِّدُوۡہ وَ لَا تشرِکُوۡا وَ مِنَ الۡاَذۡکَارِ الۡمَاثُوۡرَۃِ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ۔

یہاں امر پر عطف (واؤ) ہے اور اس سے مراد ہے کہ ذات باری اور استحقاق معبودیت میں کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور یہ کہ تم شرک نہ کرو اور اذکار ماثورہ سے ہے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ جو ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔

اِنِّیۡ لَكُمۡ مِّنۡهُ نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۵۱﴾۔ بے شک میں اس کی طرف سے تمہارے لئے ڈر سنانے والا ہوں۔

و کرر قولہٗ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول کو دہرایا ہے، اور یہاں تکرار تاکید کے لئے ہے۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: لاتصال الاول بالامر واتصال ھذا بالنبی والغرض من کل ذٰلک الحث علی التوحید والمبالغۃ فی النصیحۃ۔ کلام الٰہی کا تکرار یہاں متصل ہے اول امر کے لئے اور اس جگہ یعنی نہی مؤخر کے لئے اور اس سب کا مقصود توحید پر زور دینا ہے اور نصیحت میں مبالغہ و تاکید کرنا ہے۔ واضح مفہوم یہ ہے کہ لوگ گناہوں سے باز رہیں اور اللہ عزوجل کی طرف متوجہ رہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عذاب الٰہی عزوجل سے ڈرانے والے ہیں۔

كَذٰلِكَ۔ اسی طرح، یونہی ای الامر مثل ذٰلک تقریر و توکید علی ما مر یعنی یہ معاملہ یونہی رہا ہے جیسا کہ گزشتہ آیات میں گزرا اور کفار کا وطیرہ پچھلے پیغمبروں سے یونہی رہا ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ۔

مَاۤ اَتَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ۔ جب ان سے اگلوں کے پاس کوئی رسول تشریف لایا۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اَلۡاِشَارَۃُ اِلٰی تَکۡذِیۡبِهِمُ الرَّسُوۡلَ عَلَیۡهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ و تسنیمھم ایاہ و حاشاہ ساحراً و مجنوناً۔ اس میں اشارہ ہے کفار کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کرنے کی طرف اور آپ کو ساحر یا مجنون کہنے کی طرف حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہرگز ایسے نہیں تھے لیکن کفار کا یہی شیوہ رہا کہ وہ خدا کے مرسلوں کو یونہی ساحر و مجنون کہتے رہے اور مِنۡ قَبۡلِهِمۡ سے مراد یہاں قبل قریش ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صرف قریش نے ہی ایسا نہیں کہا بلکہ قریش سے پہلے جو لوگ یا قومیں ہو گزری ہیں ان کی طرف بھی جو رسول آئے ان لوگوں نے انہیں اسی طرح کہا

اوران کی تکذیب کرتے رہے من رسل سے مراد ای رسول من رُسُلِ اللّٰہ یعنی جو بھی اللہ کی طرف سے رسول بن کر آیا ان لوگوں نے اسے ساحر و مجنون کہا اور بغاوت و سرکشی میں وہ لوگ بھی ایسے ہی تھے۔

اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ؏ ۔ مگر بولے جادوگر ہے یا دیوانہ۔

اِلَّا قَالُوْا ۔ فی حقہٖ ۔ یعنی اس رسول کی شان میں بے ہودہ بکے۔

اور بحر میں ہے کہ یہ ساحر اور مجنون کہنے میں تفصیل ہے کیونکہ بعض نے کہا: جادوگر اور بعض نے کہا: دیوانہ اور بعض نے جادوگر اور دیوانہ کہا تو ضمیر میں سب کہنے والے جمع ہو گئے اور یہی دلالت کر رہا ہے، واضح مفہوم یہ ہے کہ قریش اور کفار مکہ پر ہی منحصر نہیں بلکہ ان سے پہلے جتنی قومیں اور لوگ گزرے جب بھی خدا عزوجل کے رسول علیہ السلام میں سے کوئی ان کے پاس امر ہدایت لے کر مبعوث ہوا تو ان لوگوں نے اس رسول علیہ السلام کی تکذیب کی اور اس کی شان میں نازیبا الفاظ کہے، بعض نے جادوگر کہا، بعض نے دیوانہ کہا اور بعض نے جادوگر اور دیوانہ کہہ کر ان کی مخالفت کی۔ اگر قریش بھی اسی طرح کہتے ہیں تو اس میں کوئی نئی بات نہیں ہے اور نہ ہی کوئی اچنبھے کی بات ہے۔ کیونکہ اگلے پچھلے کافروں کا یہی طریقہ رہا ہے کہ وہ رسولوں علیہم السلام کی مخالفت میں یہی کچھ بکتے رہے ہیں۔

اَتَوَاصَوْا بِهٖ ؏ ۔ کیا آپس میں ایک دوسرے کو یہ بات کہہ رہے ہیں۔

تعجیب من اجماعهم علی تلک الکلمة الشقیعة ای کان الاولین والاخرین منهم او من بعضهم بعضا بهذا القول حتی قالوه جمیعا۔

کفار کا ان بے ہودہ کلمات (ساحر و مجنون کہنے) کے کہنے پر اجتماع انتہائی تعجب خیز ہے۔ یعنی کفار نے پہلے اپنے پچھلوں کو یہ وصیت تو نہیں کی کہ تم انبیاء و رسول ع
لیکن چونکہ سرکشی و بغاوت کی علت اگلے اور پچھ
ہیں اور رسولوں علیہم السلام کی مخالفت میں ا
للتواصی ای ما تواصوابه کہ ہمزہ سوا
وصیت نہیں کی تھی کہ تم ایسا کہنا بَلْ هُمْ قَوْمٌ
اخراب عن ان التواصی جا
الطغیان الحامل علیه۔
باہم وصیت کرنے سے یہ مراد ہے کہ
لوگ فی نفسہٖ سرکش و باغی تھے اور ان کی ذاتی
کے طبعی فساد کی وجہ سے ان کے کلام میں موا
سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔
ستیز
چرا

بعد حق
پر پیدا ہوتا
کی حقیقت کو سمجھنا اور
سب کو حاصل ہے اور یونہی
ہے اور استعداد کا استعمال اور چیز۔ اور
ضرورت انسانوں اور جنوں کی سرکشی و بغاوت
ے بے نیاز ہے اور دعوت کا مقصد ہدایت و فلاح ہے
نظر کہ نصیحت میں ایمان رکھنے والوں کے لئے فائدہ ہے
مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے جس مقصد کی تذکیر و نصیحت سرور دو

Marfat.com

اس میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تسکین وتسلی کا پیغام ہے۔

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ۔ تو اے محبوب ان سے منہ پھیر لیجئے۔

فاعرض عن جدالهم فقد كررت عليهم الدعوة ولم قال جهدا فى البيان قالوا لا اباء و عنادا۔

پس ان کفار سے جھگڑے میں نہ پڑیں جب کہ آپ انہیں بار بار دعوت حق وارشاد دے چکے ہیں اوران لوگوں نے بغض وعناد کی وجہ سے اسے ہرگز قبول نہیں کیا ہے اور یہ سرکشی اور بغض میں ہی بڑھ رہے ہیں اور الٹا آپ کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے ہیں تو آپ ان کی طرف سے منہ پھیر لیں یعنی ان کی باتوں پر توجہ نہ فرمائیں کیونکہ آپ اپنا فرض ادا کر چکے ہیں جو بلاغ مبین ہے۔

فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ﴿۵۴﴾۔ تم پر کچھ الزام نہیں۔

اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشفی ہے کہ آپ اپنا پیغام پہنچا چکے ہیں اور سعی بلیغ فرما چکے ہیں، اب ان کی طرف سے روگردانی، سرکشی اور معاندانہ طرز عمل سے آپ پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا، اس لئے کہ آپ اپنا فریضہ ادا کر چکے ہیں اور پیغام الٰہی عزوجل پہنچا کر التزام کے ساتھ نصیحت کرکے سرخرو ہو چکے ہیں تو آپ پر اعتراض نہیں ہوسکتا آپ قابل الزام نہیں یعنی اب یہ لوگ گلہ نہیں کرسکتے کہ ہمیں کسی نے سمجھایا نہیں اور امر ہدایت کی طرف راہ نمائی نہیں کی۔

وَّ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۵﴾ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ﴿۵۷﴾

اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے اور میں نے جن اور آدمی اس لئے بنائے کہ میری بندگی کریں میں ان سے کچھ رزق نہیں مانگتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھانا دیں۔

وَّ ذَكِّرْ۔ اور سمجھایئے، آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: فالامر بالتذكير للدوام عليه ذکر امر ہے اور یہاں امر اس لئے کہ آپ نصیحت ہمیشہ جاری رکھیں۔ مزید کہتے ہیں: الامر على فعل التذكير والموعظه لا تدع ذالك نصیحت خیز ہو پند وموعظت کو ہمیشہ جاری رکھیں اور اسے ترک نہ کریں، خواہ کفار اس نصیحت سے فائدہ اٹھائیں یا نہ اٹھائیں آپ اپنا کام جاری رکھیں۔

فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۵﴾۔ کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے۔

واخرج ابن جرير، و ابن حاتم، والبيهقى فى الشعب، والضياء فى المختارة و جماعة من طريق مجاهد عن على كرم الله تعالىٰ وجههٗ قال لما انزلت (فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ) لم يبق منا احد الا ايقن بالهلكة اذ امر النبى صلى الله تعالى عليه وسلم ان يتول عنا فنزلت (وَّ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ) فطابت انفسنا و عن قتادة انهم ظنوا ان الوحى قد انقطع وان العذب قد حضرنا انزل الله تعالى (وَّ ذَكِّرْ) الخ۔

اور ابن جریر، ابن حاتم اور بیہقی نے شعب میں اور ضیاء نے مختارۃ میں اور ایک جماعت نے مجاہد کے واسطے سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا جب یہ آیت ''پس ان سے بے رخی کیجئے آپ پر کوئی الزام نہیں'' نازل ہوئی تو

Marfat.com

ہم میں سے ہر ایک کو ہلاکت کا یقین ہو گیا کیونکہ سرور دو عالم ﷺ کو ہم سے اعراض کرنے کا حکم دے دیا گیا، پس جب یہ آیت وَّذَكِّرْ الخ نازل فرمائی۔ نصیحت کے جاری رکھنے کے لئے مومنین کی تشفی یوں فرمائی کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اَیِ الَّذِیْنَ فَسَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِیْمَانَھُمْ اَوِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِالْفِعْلِ فَاِنَّھَا تَزِیْدُھُمْ۔ یعنی جن لوگوں کے لئے اللہ نے ایمان مقید کیا ہے یا ایمان والوں کو بالفعل نصیحت سے فائدہ پہنچے گا یعنی ان کی بصیرت میں زیادتی ہوگی۔ اور ان کے یقین کی قوت ترقی پذیر ہوگی۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ آپ نصیحت جاری رکھیے اور تذکیری عمل کو نہ چھوڑیے اور کفار کی پروانہ کیجئے خواہ فائدہ اٹھائیں یا محروم رہیں البتہ آپ کی نصیحت سے اہل ایمان کو بالضرور نفع ملے گا جو ان کی قوت یقین اور بصیرت کو ترقی دے گا۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ﴿٥٦﴾۔ اور میں نے جن اور آدمی اسی لئے بنائے کہ میری بندگی کریں۔

جنوں اور انسانوں کی تخلیق کا باعث بیان کیا گیا ہے، لغت میں عبادت سے مراد معنی التذلل و الخضوع بالتسفیر۔ عاجزی اور خضوع وخشوع ہے اور فرمانبرداری ہے، اگر یہ معنی مراد لئے جائیں تو مفہوم یہ ہوگا کہ ان کی تخلیق کا اقتضاء یہ ہے کہ وہ میرے حضور سرکشی نہ کریں اور عاجزی وانکساری کریں، لیکن یہاں شبہہ وارد ہوتا ہے کہ جب تخلیق کا مقصد یہی ہے تو ان سے بغاوت وسرکشی، کفر وطغیانی کیونکر متصور ہو سکتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے جیسا کہ قرآن عظیم میں دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوْٓا اِلٰھًا وَّاحِدًا۔ یعنی انہیں صرف ایک معبود کی بندگی کا حکم دیا گیا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تفسیر میں منقول ہے کہ تخلیق کا مقصد حکم عبادت اور بندگی کا مکلف بنانا ہے۔ یعنی ان میں بندگی کی قابلیت رکھی ہے نہ کہ بندگی کے لئے پیدا کیا ہے، جب ان میں معرفت ربانی اور عبادت کی استعداد رکھ دی گئی ہے تو ان سے یہی متقضی ہے کہ وہ حق بندگی بجالائیں۔

و قال مجاهد ان معنی (لِیَعْبُدُوْنِ) لیعرفون۔ اور مجاہد کے نزدیک لِیَعْبُدُوْنِ سے مراد لِیَعْرِفُوْنِ یعنی میری پہچان حاصل کریں، اس پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کے خداوند قدوس نے کہا ہے: وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ مَّنْ خَلَقَھُمْ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ۔ اگر ان سے پوچھیں کہ تم کو کس نے پیدا کیا تو کہیں گے اللہ۔ اور یہاں واضح اشارہ کفار ومشرکین کی طرف ہے جس سے روشن ہے کہ وہ بھی اللہ عزوجل کو پہچانتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ صرف پہچان کر لینا کافی نہیں بلکہ پہچاننے کے بعد حق معرفت ادا کرنا ہے جو بندگی وطاعت کا تقاضا کرتا ہے لہٰذا آیت کا مقصود ومفہوم یہی ہے۔ وگرنہ ہر شخص فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے مگر لوگ اسے مذہب وطریق پر ڈھال لیتے ہیں۔ تو اصل مقصد صرف پہچان ہی نہیں بلکہ اس معرفت کی حقیقت کو سمجھنا اور اس کا حق بجالانا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول سے بات پکی ہوگئی کہ معرفت وپہچان تو سب کو حاصل ہے اور یونہی استعداد وقابلیت بھی مگر اصل مقصود تو اس معرفت کی حقیقت کو اپنانا ہے۔ استعداد اور چیز ہے اور استعداد کا استعمال اور چیز۔ اور یہاں اس استعداد کا ذکر ہے اور دعوت اس کے مثبت استعمال کی ہے اور اس کی ضرورت انسانوں اور جنوں کی سرکشی وبغاوت اور عدم طاقت کے باعث ہے وگرنہ اللہ تعالیٰ لوگوں کی بندگی وطاعت سے بے نیاز ہے اور دعوت کا مقصد ہدایت وفلاح ہے جو کہ جنوں اور انسانوں کے مفاد میں ہے۔ اور گزشتہ آیت کے پیش نظر کہ نصیحت میں ایمان رکھنے والوں کے لئے فائدہ ہے اس آیت کا یہی معنی مستفاد ہے کہ انسانوں اور جنوں کو اسی مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے جس مقصد کی تذکیر ونصیحت سرور دو

بین کونہ منذراً من اللہ سبحانہ بالمعجزات، او (مبین) ما یجب ان یحذر (عنہ)۔
یعنی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے روشن دلائل اور معجزات کے ساتھ آیا ہوں اور تمہیں صریحاً یعنی کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں اور تمہارے لئے واجب ہے کہ تم اللہ سے ڈرو اور میری دعوت قبول کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔

وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ؕ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۚ﴿۵۱﴾ كَذٰلِكَ مَاۤ اَتَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ۚ﴿۵۲﴾ اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ۚ﴿۵۳﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَاۤ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ﴿۵۴﴾

اور اللہ کے ساتھ اور معبود نہ ٹھہراؤ بے شک میں اس کی طرف سے تمہارے لئے صریحاً ڈرسنانے والا ہوں یونہی جب ان سے اگلوں کے پاس کوئی رسول تشریف لایا تو یہی بولے کہ جادوگر ہے یا دیوانہ۔ کیا آپس میں ایک دوسرے کو یہ بات کہہ رہے ہیں بلکہ وہ سرکش لوگ ہیں تو اے محبوب! تم ان سے منہ پھیر لو، تم پر کچھ الزام نہیں۔

وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ؕ۔ اور اللہ کے ساتھ اور معبود نہ ٹھہراؤ۔

عَطْفٌ عَلَى الْاَمْرِ وَهُوَ نَهْيٌ عَنِ الْاِشْرَاكِ صَرِيْحًا عَلٰى نَحْوِ وَحِّدُوْهُ وَ لَا تُشْرِكُوْا وَ مِنَ الْاَذْكَارِ الْمَاثُوْرَةِ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ۔

یہاں امر پر عطف (واؤ) ہے اور اس سے مراد ہے کہ ذات باری اور استحقاق معبودیت میں کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور یہ کہ تم شرک نہ کرو اور اذکار ماثورہ سے ہے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ جو ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔

اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۚ﴿۵۱﴾۔ بے شک میں اس کی طرف سے تمہارے لئے ڈرسنانے والا ہوں۔

و کرر قولہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول کو دہرایا ہے، اور یہاں تکرار تاکید کے لئے ہے۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: لاتصال الاول بالامر واتصال ھذا بالنبی والغرض من کل ذلک الحث علی التوحید والمبالغۃ فی النصیحۃ۔ کلام الٰہی کا تکرار یہاں متصل ہے اول امر کے لئے اور اس جگہ یعنی نہی مؤخر کے لئے اور اس سب کا مقصود توحید پر زور دینا ہے اور نصیحت میں مبالغہ و تاکید کرنا ہے۔ واضح مفہوم یہ ہے کہ لوگ گناہوں سے باز رہیں اور اللہ عزوجل کی طرف متوجہ رہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عذاب الٰہی عزوجل سے ڈرانے والے ہیں۔

كَذٰلِكَ۔ اسی طرح، یونہی ای الامر مثل ذلک تقریر و توکید علی ما مر یعنی یہ معاملہ یونہی رہا ہے جیسا کہ گزشتہ آیات میں گزرا اور کفار کا وطیرہ پچھلے پیغمبروں سے یونہی رہا ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ۔

مَاۤ اَتَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ۔ جب ان سے اگلوں کے پاس کوئی رسول تشریف لایا۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اَلْاِشَارَةُ اِلٰى تَكْذِيْبِهِمُ الرَّسُوْلَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ و تسنیمھم ایاہ و حاشاہ ساحراً و مجنوناً۔ اس میں اشارہ ہے کفار کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کرنے کی طرف اور آپ کو ساحر یا مجنون کہنے کی طرف حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہرگز ایسے نہیں تھے لیکن کفار کا یہی شیوہ رہا کہ وہ خدا کے مرسلوں کو یونہی ساحر و مجنون کہتے رہے اور مِنْ قَبْلِهِمْ سے مراد یہاں قبل قریش ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صرف قریش نے ہی ایسا نہیں کہا بلکہ قریش سے پہلے جو لوگ یا قومیں ہو گزری ہیں ان کی طرف بھی جو رسول آئے ان لوگوں نے انہیں اسی طرح کہا

Marfat.com

اوران کی تکذیب کرتے رہے من رسل سے مراد ای رسول من رُسُلِ اللّٰہ یعنی جو بھی اللہ کی طرف سے رسول بن کر آیا ان لوگوں نے اسے ساحر و مجنون کہا اور بغاوت و سرکشی میں وہ لوگ بھی ایسے ہی تھے۔

اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ۔مگر بولے جادوگر ہے یا دیوانہ۔

اِلَّا قَالُوْا ۔فی حقہ۔ یعنی اس رسول کی شان میں بے ہودہ بکے۔

اور بحر میں ہے کہ یہ ساحر اور مجنون کہنے میں تفصیل ہے کیونکہ بعض نے کہا: جادوگر اور بعض نے کہا: دیوانہ اور بعض نے جادوگر اور دیوانہ کہا تو ضمیر میں سب کہنے والے جمع ہو گئے اور یہی دلالت کر رہا ہے، واضح مفہوم یہ ہے کہ قریش اور کفار مکہ پر ہی منحصر نہیں بلکہ ان سے پہلے جتنی قومیں اور لوگ گزرے جب بھی خدا عزوجل کے رسول علیہ السلام میں سے کوئی ان کے پاس امر ہدایت لے کر مبعوث ہوا تو ان لوگوں نے اس رسول علیہ السلام کی تکذیب کی اور اس کی شان میں نازیبا الفاظ کہے، بعض نے جادوگر کہا، بعض نے دیوانہ کہا اور بعض نے جادوگر اور دیوانہ کہہ کر ان کی مخالفت کی۔ اگر قریش بھی اسی طرح کہتے ہیں تو اس میں کوئی نئی بات نہیں ہے اور نہ ہی کوئی اچنبھے کی بات ہے۔ کیونکہ اگلے پچھلے کافروں کا یہی طریقہ رہا ہے کہ وہ رسولوں علیہم السلام کی مخالفت میں یہی کچھ بکتے رہے ہیں۔

اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۔کیا آپس میں ایک دوسرے کو یہ بات کہہ رہے ہیں۔

تعجیب من اجماعهم علی تلک الکلمة الشقیعة ای کان الاولین والاخرین منهم او من بعضهم بعضا بهذا القول حتی قالوه جمیعا۔

کفار کا ان بے ہودہ کلمات (ساحر و مجنون کہنے) کے کہنے پر اجماع انتہائی تعجب خیز ہے۔ یعنی کفار نے پہلے اپنے پچھلوں کو یہ وصیت تو نہیں کی کہ تم انبیاء و رسول علیہم السلام کو جھٹلانا اور ان کی شان میں اس طرح کی نازیبا اور بیہودہ باتیں بنانا، لیکن چونکہ سرکشی و بغاوت کی علت اگلے اور پچھلے کافروں میں ایک جیسی ہے لہٰذا گمراہی کے طوفان میں بہہ کر ایک جیسا ہی بکتے ہیں اور رسولوں علیہم السلام کی مخالفت میں ان کی بیہودہ گوئی ایک دوسرے کے موافق ہو گئی اور ایک قول یہ ہے: انکار للتواصی ای ما تواصوا به کہ ہمزہ سوالیہ انکار کے لئے ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگلے کافروں نے ایک دوسرے کو وصیت نہیں کی تھی کہ تم ایسا کہنا بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ بلکہ وہ سرکش لوگ ہیں۔

اخراب عن ان التواصی جامعهم الی ان الجامع لهم علی ذٰلک القول مشارکتهم فی الطغیان الحامل علیه۔

باہم وصیت کرنے سے یہ مراد ہے کہ ان کفار نے باہم وصیت نہیں کی تھی کیونکہ ان کے درمیان زمانے کا بعد تھا بلکہ یہ لوگ فی نفسہٖ سرکش و باغی تھے اور ان کی ذاتی شرارت و عناد و بغض نے انہیں حق سے دور کر دیا۔ اور وہ بغاوت پر تل گئے اور ان کے طبعی فساد کی وجہ سے ان کے کلام میں موافقت ہو گئی اس لئے اے محبوب! صلی اللہ علیک وآلک وسلم آپ کو ان کے طرز عمل سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

Marfat.com

عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمارہے ہیں اور جنوں کا انسانوں سے پہلے ذکر کرنا ان کی پیدائش میں تقدیم کی طرف اشارہ ہے۔

مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ۝

میں ان سے کچھ رزق نہیں مانگتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھانا دیں۔

و قیل: المراد قل لهم بعض علماء نے کہا ہے کہ یہاں مراد یہ ہے کہ اے محبوب! صلی اللہ علیک وآلک وسلم ان سے کہہ دیں کہ میں ان سے کچھ رزق نہیں مانگتا اور نہ ہی یہ چاہتا ہوں کہ لوگ مجھے کھانا کھلائیں کیونکہ لفظ قل یہاں محذوف ہے، اگر یہ شبہہ وارد ہو کہ صیغۂ خطاب میں قل محذوف کیونکر ہے، کہ رسول کی بات خدا عزوجل ہی کی بات ہے البتہ رسول اپنی طرف امر کی نسبت نہیں فرماتا اور اس کی نظیر قرآن حکیم میں قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ہے، زمخشری نے کہا ہے: ان المعنی مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ لِّی وَلَهُمْ۔ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ میں ان سے اپنے لئے اور ان کے لئے رزق نہیں چاہتا اور بحر میں ہے: ای ان یرزقوا انفسهم و لا غیرهم (وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ) ای ان یطعموا خلقی فهو علی حذف مضاف قاله ابن عباس۔ یعنی میں نہیں چاہتا کہ وہ اپنے آپ کو یا دوسروں کو رزق پہنچائے اور وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ۝ سے مراد ہے کہ وہ میری مخلوق کو رزق پہنچائیں اور اس صورت میں جب مضاف حذف ہو۔ اسے ابن عباس نے کہا یہاں طعام کی نسبت اللہ نے اپنی طرف کی ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کھانے سے پاک ہے اور اس کے بندوں کو کھلانا اللہ ہی کو کھلانا ہے جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہے کہ اللہ فرمائے گا اے بنی آدم میں بھوکا تھا تو تو نے مجھے کھانا نہ کھلایا، بندہ عرض کرے گا پروردگار تجھے کھانا کیونکر دیتا تو تو خود رزاق ہے تو فرمائے گا فلاں بندے نے مانگا تھا تو تو نے اسے نہ کھلایا اگر اسے کھلاتا تو مجھے ہی کھلاتا ہے۔ واضح مفہوم یہ ہے کہ میں ان لوگوں سے یہ نہیں چاہتا کہ میرے بندوں کو روزی دیں یا سب کی نہیں، تو اپنی ہی روزی خود پیدا کریں کیونکہ رازق میں ہوں اور سب کی روزی کا کفیل میں ہی ہوں اور اللہ تعالیٰ کا بندوں سے ویسا تعلق نہیں جو آقاؤں کا غلاموں سے، خدمت لیتے ہیں اور ان کے ذریعہ رزق حاصل کرتے ہیں اور حق سبحانہٗ و تعالیٰ اس سے منزہ پاک ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ۝

بے شک اللہ ہی بڑا رزق دینے والا، قوت والا، قدرت والا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ۔ بے شک اللہ ہی بڑا رزق دینے والا۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: الله الذی یرزق کل مفتقر الی الرزق لا غیره سبحانه استقلالا او اشتراکا و یفهم من ذلک استغناؤه عزوجل عن الرزق۔ وہ ذات ہی ہر رزق کے طالبگار کو مستقل بلا شرکت غیرے روزی رساں ہے اور خود رزق سے بے نیاز ہے۔ اس سے اللہ کریم کی عظمت وجلالت اور شان بے نیازی واضح ہے۔

ذُو الْقُوَّةِ۔ قوت والا، ای القدرة یعنی قدرت واختیار والا، یعنی رزق پہنچانے پر مکمل قدرت رکھتا ہے۔

الْمَتِيْنُ ۝۔ قدرت والا۔ ای شدید القوة یعنی بڑی طاقت والا ہے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی سب کا روزی رساں ہے اور وہ مستقل اور بدون شریک کے رزاق ہے وہ بڑی قوت و طاقت کا مالک ہے اور عظیم قدرت والا ہے خود رزق سے غنی و بے نیاز ہے جب کہ مخلوق اس کی محتاج ہے۔ گزشتہ آیت میں یہ

Marfat.com

واضح کیا گیا تھا کہ میں تم سے روزی نہیں چاہتا اس لئے کہ میں خود ہی سب کی روزی کا کفیل ہوں اور نہ میرا تعلق تم سے دنیا کے آقاؤں جیسا ہے کہ میں تم سے کوئی طلب رکھوں بلکہ میں ان امور سے بے نیاز ہوں اور میں بڑی عظمت وقدرت کا مالک ہوں۔

فَاِنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ فَلَا یَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۵۹﴾ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ یَّوْمِهِمُ الَّذِیْ یُوْعَدُوْنَ ﴿۶۰﴾۔

تو بے شک ان ظالموں کے لئے عذاب کی ایک باری ہے جیسے ان کے ساتھ والوں کے لئے ایک باری تھی تو مجھ سے جلدی نہ کریں۔ تو کافروں کو خرابی ہے ان کے اس دن سے جس کا وعدہ دیئے جاتے ہیں۔

فَاِنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا۔ تو بے شک ان ظالموں کیلئے۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ای اذا ثبت ان اللہ تعالی ما خلق الجن و الانس الا لیعبدوہ و انہ سبحانہ ما یرید منهم من رزق الی اخر ما تقدم فان الذین ظلموا انفسهم باشتغالهم بغیر ما خلقوا له من العبادة واشراکهم باللہ عزوجل و تکذیبهم رسوله علیه الصلوة والسلام وهم اهل مکة اضرابهم من کفار العرب۔

یعنی جب واضح ہو گیا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے جنوں اور انسانوں کو نہیں پیدا کیا مگر اس لئے کہ اس کی طاعت وعبادت بجا لائیں اور کہ حق سبحانہ وتعالیٰ ان سے رزق کا طلب گار نہیں جیسا کہ بیان ہو چکا تو ان ظالم لوگوں سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان افعال کو اپنایا جس کے لئے وہ پیدا نہیں کئے گئے تھے یعنی خدا عزوجل کے سوا کی بندگی اور اس کے ساتھ شرک وکفر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلانا اور ان لوگوں سے مراد اہل مکہ اور کفار مشرکین عرب ہیں۔

ذَنُوْبًا۔ عذاب کی باری ای نصیباً من العذاب یعنی عذاب کا حصہ۔

مِّثْلَ ذَنُوْبِ۔ ای نصیب۔ یعنی حصہ زجاج رحمہ اللہ نے کہا ذنوب سے مراد حصہ ہے۔

اَصْحٰبِهِمْ۔ ان کے ساتھیوں کی ای نظرائهم من الامم السابقة۔ یعنی گزری ہوئی قوموں میں ان کی نظریں ہیں۔ جیسے قوم عاد وثمود، قوم لوط، قوم نوح۔

فَلَا یَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۵۹﴾۔ تو مجھ سے جلدی نہ کریں۔ ای لا یطلبوا منی ان اعجل فی الاتیان به۔

یعنی مجھ سے نہ مانگیں کہ ان کے پاس میں عذاب لانے میں جلدی کروں اور بعض نے کہا ہے کہ کفار کے قول مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو) کے جواب میں ہے کہ کفار مجھ سے جلد رجوع کی طلب نہ کریں اور فرمایا:

اَتٰۤی اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ۔ اللہ کا حکم آ چکا پس تم جلدی نہ کرو، یعنی عذاب اپنے وقت پر واقع ہوگا۔ اور جب واقع ہوگا تو تمہیں اس سے خلاصی کی راہ نہیں ملے گی۔ یہاں بھی کفار سے یہی کہا ہے کہ عجلت نہ مانگو۔ اگلی آیت میں جواب ارشاد فرمایا ہے۔

فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا۔ تو کافروں کے لئے خرابی ہے۔ ای فویل لهم۔ یعنی ان کے لئے ہلاکت ہے جو ان کے کفر ومعاصی کا صلہ اور بغاوت وسرکشی کا انجام ہے۔ اور یہ ان پر بڑا عذاب ہوگا جس سے رہائی ممکن نہ ہوگی۔

Marfat.com

مِنۡ يَّوۡمِهِمُ الَّذِىۡ يُوۡعَدُوۡنَ۝۶۰۔ اس دن سے جس کا وعدہ دیئے جاتے ہیں، اس دن سے مراد یوم بدر ہے، کیونکہ ذنوب سے مراد حصہ اور عذاب کا یہ حصہ ان کے لئے علم باری تعالیٰ میں مقرر ہے اور یعنی ہم تمہیں روز بدر کے عذاب کا مزا چکھائیں گے۔ و قیل: یوم القیامة۔ اور بعض نے کہا قیامت کے دن جیسا کہ اس سورۃ مبارکہ کے آغاز میں اور درمیان میں تفصیل سے گزرا ہے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ کفار کے لئے عذاب مقرر ہے بالکل اسی طرح جس طرح ان سے پہلے کفار کے لئے واقع ہوگا اس کی مثالیں، قوم عاد، ثمود، قوم نوح، قوم لوط ہیں۔ لہٰذا کفار مکہ یا مشرکین عرب بھی جان لیں کہ ان کے لئے بھی عذاب مقرر د متعین ہے اور وہ اپنے وقت پر واقع ہوگا جب اس کا وقوع ہوگیا تو رہائی ممکن نہیں ہوگی۔ پس یہ ظالم لوگ مجھ سے (اللہ سے) عذاب میں جلدی کا مطالبہ نہ کریں اور سرکشی نہ دکھائیں پھر ان کے اس مطالبہ کے جواب میں واضح فرمایا ہے کہ کفار کی ہلاکت و بربادی مقرر ہو چکی ہے اور یہ ہلاکت انہی کے شرک و کفر، سرکشی و بغاوت اور معصیت کا صلہ ہے جس کا کچھ حصہ دنیا میں یوم بدر کو دیکھ لیں گے۔ اور آخرت کا عذاب تو بہت بڑا ہے اور قیامت کے دن دیکھ لیں گے۔ جس کا انہیں وعدہ دیا گیا ہے۔ میں کہتا ہوں اگرچہ وعدہ قیامت کے دن کے ساتھ ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ من مات قامت له القیامة جو مر گیا اس کے لئے قیامت قائم ہوگئی تو روز قیامت کی جگہ یوم بدر کا مفہوم زیادہ روشن ہے کہ اس دن سے ہی تمہاری ہلاکت و بربادی کا وعدہ پورا ہو گا اور تم وعدہ الٰہی عزوجل کی حقانیت دیکھ لو گے اس لئے تمہیں اللہ عزوجل کی رحمت سے جو مہلت مل رہی ہے تمہیں لازم ہے کہ اسے غنیمت سمجھو مگر تم ہو کہ سرکشی میں وقوع عذاب کی عجلت چاہتے ہو مگر جب عذاب آ گیا تو پھر رہائی کی صورت نہ رہے گی۔

بحمدہ تعالیٰ آج سورۃ الذاریات ختم ہوئی

۱۸-۲-۸۶

۸ جمادی الثانیہ ۱۴۰۶ھ

سورة طور مکیة

اس میں دو رکوع، انچاس آیتیں، تین سو بارہ کلمات اور ایک ہزار پانچ سو حروف ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع - سورۃ طور - پ ۲۷

وَالطُّوۡرِ ۙ﴿۱﴾	طور کی قسم
وَكِتٰبٍ مَّسۡطُوۡرٍ ۙ﴿۲﴾	اور اس نوشتہ کی
فِىۡ رَقٍّ مَّنۡشُوۡرٍ ۙ﴿۳﴾	جو کھلے دفتر میں لکھا ہے
وَّالۡبَيۡتِ الۡمَعۡمُوۡرِ ۙ﴿۴﴾	اور بیت معمور
وَالسَّقۡفِ الۡمَرۡفُوۡعِ ۙ﴿۵﴾	اور بلند چھت
وَالۡبَحۡرِ الۡمَسۡجُوۡرِ ۙ﴿۶﴾	اور سلگائے ہوئے سمندر کی
اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۙ﴿۷﴾	بے شک تیرے رب کا عذاب ضرور ہونا ہے
مَّا لَهٗ مِنۡ دَافِعٍ ۙ﴿۸﴾	اسے کوئی ٹالنے والا نہیں
يَّوۡمَ تَمُوۡرُ السَّمَآءُ مَوۡرًا ۙ﴿۹﴾	جس دن آسمان ہلنا سا ہلیں گے
وَّتَسِيۡرُ الۡجِبَالُ سَيۡرًا ؕ﴿۱۰﴾	اور پہاڑ چلنا سا چلیں گے
فَوَيۡلٌ يَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُكَذِّبِيۡنَ ۙ﴿۱۱﴾	تو اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے
الَّذِيۡنَ هُمۡ فِىۡ خَوۡضٍ يَّلۡعَبُوۡنَ ۘ﴿۱۲﴾	وہ جو مشغلہ میں کھیل رہے ہیں
يَوۡمَ يُدَعُّوۡنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ؕ﴿۱۳﴾	جس دن جہنم کی طرف دھکا دے کر دھکیلے جائیں گے
هٰذِهِ النَّارُ الَّتِىۡ كُنۡتُمۡ بِهَا تُكَذِّبُوۡنَ ﴿۱۴﴾	یہ ہے وہ آگ جسے تم جھٹلاتے تھے
اَفَسِحۡرٌ هٰذَاۤ اَمۡ اَنۡتُمۡ لَا تُبۡصِرُوۡنَ ۚ﴿۱۵﴾	تو کیا یہ جادو ہے یا تمہیں سوجھتا نہیں
اِصۡلَوۡهَا فَاصۡبِرُوۡۤا اَوۡ لَا تَصۡبِرُوۡا ۚ سَوَآءٌ عَلَيۡكُمۡ ؕ اِنَّمَا تُجۡزَوۡنَ مَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۶﴾	اس میں جاؤ اب چاہے صبر کرو یا نہ کرو سب تم پر ایک سا ہے تمہیں اسی کا بدلہ ملے گا جو تم کیا کرتے تھے
اِنَّ الۡمُتَّقِيۡنَ فِىۡ جَنّٰتٍ وَّنَعِيۡمٍ ۙ﴿۱۷﴾	بے شک پرہیز گار باغوں اور چین میں ہیں
فٰكِهِيۡنَ بِمَاۤ اٰتٰهُمۡ رَبُّهُمۡ ۚ وَوَقٰهُمۡ رَبُّهُمۡ عَذَابَ الۡجَحِيۡمِ ﴿۱۸﴾	اپنے رب کی دین پر شاد شاد اور انہیں ان کے رب نے آگ کے عذاب سے بچالیا
كُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا هَنِيۡٓـئًا ۢ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ۙ﴿۱۹﴾	کھاؤ اور پیو خوشگواری سے صلہ اپنے اعمال کا
مُتَّكِـــِٕيۡنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصۡفُوۡفَةٍ ۚ وَزَوَّجۡنٰهُمۡ بِحُوۡرٍ عِيۡنٍ ﴿۲۰﴾	تختوں پر تکیہ لگائے جو قطار لگا کر بچھے ہیں اور ہم نے انہیں بیاہ دیا بڑی آنکھوں والی حوروں سے

Marfat.com

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ اتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ مَاۤ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ كُلُّ امْرِئٍۭ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ﴿۲۱﴾

اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے ان کی اولاد ان سے ملا دی اور ان کے عمل میں انہیں کچھ کمی نہ دی سب آدمی اپنے کئے میں گرفتار ہیں

وَ اَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّ لَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۲۲﴾

اور ہم نے ان کی مدد فرمائی میوے اور گوشت سے جو چاہیں

يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَ لَا تَاْثِيْمٌ ﴿۲۳﴾

ایک دوسرے سے لیتے ہیں وہ جام جس میں نہ بیہودگی ہے اور نہ گنہگاری

وَ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۲۴﴾

اور ان کے خدمتگار لڑکے ان کے گرد پھریں گے گویا وہ موتی ہیں چھپا کر رکھے گئے

وَ اَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۵﴾

اور ان میں ایک نے دوسرے کی طرف منہ کیا پوچھتے ہوئے

قَالُوْۤا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْۤ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ﴿۲۶﴾

بولے بے شک ہم اس سے پہلے اپنے گھروں میں سہمے ہوئے تھے

فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَ وَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾

تو اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں لو کے عذاب سے بچا لیا

اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ﴿۲۸﴾

بے شک ہم نے اپنی زندگی میں اس کی عبادت کی تھی بے شک وہی احسان فرمانے والا مہربان ہے

حل لغات پہلا رکوع- سورۃ طور- پ ۲۷

وَ- قسم ہے	الطُّوْرِ- طور کی	وَ- اور	كِتٰبٍ- کتاب
مَّسْطُوْرٍ- لکھی ہوئی کی	فِيْ- بیچ	رَقٍّ- دفتر	مَّنْشُوْرٍ- کھلے کے
وَّ- اور	الْبَيْتِ- بیت	الْمَعْمُوْرِ- معمور کی	وَ- اور
السَّقْفِ- چھت	الْمَرْفُوْعِ- بلند کی	وَ- اور	الْبَحْرِ- سمندر
الْمَسْجُوْرِ- سلگائے ہوئے کی	اِنَّ- بے شک	عَذَابَ- عذاب	رَبِّكَ- تیرے رب کا
لَوَاقِعٌ- ضرور ہونا ہے	مَّا- نہیں	لَهٗ- اس کو	مِنْ- کوئی
دَافِعٍ- ٹالنے والا	يَّوْمَ- جس دن	تَمُوْرُ- ہلے گا	السَّمَآءُ- آسمان
مَوْرًا- ہلنا	وَّ- اور	تَسِيْرُ- چلیں گے	الْجِبَالُ- پہاڑ
سَيْرًا- چلنا	فَوَيْلٌ- تو خرابی ہے	يَّوْمَئِذٍ- اس دن	لِّلْمُكَذِّبِيْنَ- جھٹلانے والوں

Marfat.com

کی الَّذِیْنَ۔وہ کہ ھُمْ۔وہ فِیْ۔بیچ
خَوْضٍ۔مشغلہ کے یَّلْعَبُوْنَ۔کھیلتے ہیں یَوْمَ۔جس دن یُدَعُّوْنَ۔دھکا دیے جائیں
گے اِلٰی۔طرف نَارِ۔آگ جَھَنَّمَ۔جہنم کی
دَعًّا۔دھکیلنے کے لئے ھٰذِہِ۔یہ النَّارُ۔آگ الَّتِیْ۔وہ ہے
کُنْتُمْ۔کہ تھے تم بِھَا۔اس کو تُکَذِّبُوْنَ۔جھٹلاتے اَفَسِحْرٌ۔کیا پھر جادو ہے
ھٰذَآ۔یہ اَمْ۔یا اَنْتُمْ۔تم لَا۔نہیں
تُبْصِرُوْنَ۔دیکھتے اِصْلَوْ۔داخل ہو ھَا۔اس میں فَاصْبِرُوْٓا۔تو صبر کرو
اَوْ۔یا لَا۔نہ تَصْبِرُوْا۔صبر کرو سَوَآءٌ۔برابر ہے
عَلَیْکُمْ۔تم پر اِنَّمَا۔سوا اس کے نہیں تُجْزَوْنَ۔بدلہ دیے جاؤ گے مَا۔جو
کُنْتُمْ۔تھے تم تَعْمَلُوْنَ۔عمل کرتے اِنَّ۔بے شک الْمُتَّقِیْنَ۔پرہیزگار
فِیْ۔بیچ جَنّٰتٍ۔باغوں وَّ۔اور نَعِیْمٍ۔نعمتوں میں ہوں گے
فٰکِھِیْنَ۔خوش ہوں گے بِمَآ۔اس سے جو اٰتٰھُمْ۔دیا ان کو رَبُّھُمْ۔ان کے رب نے
وَ۔اور وَقٰھُمْ۔بچایا ان کو رَبُّھُمْ۔ان کے رب نے عَذَابَ۔عذاب
الْجَحِیْمِ۔جہنم سے کُلُوْا۔کھاؤ وَ۔اور اشْرَبُوْا۔پیو
ھَنِیْٓـًٔا۔خوشگوار بِمَا۔بدلہ اس کا کُنْتُمْ۔کہ تھے تم تَعْمَلُوْنَ۔عمل کرتے
مُتَّکِـِٕیْنَ۔تکیہ لگائے ہوں گے عَلٰی۔اوپر سُرُرٍ۔تختوں کے
مَّصْفُوْفَةٍ۔جو قطار میں ہوں گے وَ۔اور زَوَّجْنٰھُمْ۔بیاہ دیں گے ہم
ان کو بِحُوْرٍ۔حور عِیْنٍ۔موٹی آنکھ والی سے وَ۔اور
الَّذِیْنَ۔وہ جو اٰمَنُوْا۔ایمان لائے وَ۔اور اتَّبَعَتْھُمْ۔پیچھے لگی ان کے
ذُرِّیَّتُھُمْ۔ان کی اولاد بِاِیْمَانٍ۔ایمان کے ساتھ اَلْحَقْنَا۔ملا دیں گے ہم بِھِمْ۔ان کے ساتھ
ذُرِّیَّتَھُمْ۔ان کی اولاد کو وَ۔اور مَآ۔نہ اَلَتْنٰھُمْ۔کم کریں گے ہم
مِّنْ عَمَلِھِمْ۔ان کے عملوں میں سے مِّنْ۔کوئی شَیْءٍ۔چیز
کُلُّ۔ہر امْرِیًٔ۔آدمی بِمَا۔اس کے ساتھ جو کَسَبَ۔کمایا اس نے
رَھِیْنٌ۔گروی ہے وَ۔اور اَمْدَدْنٰھُمْ۔مدد کی ہم نے ان کی
بِفَاکِھَةٍ۔میوے وَّ۔اور لَحْمٍ۔گوشت سے مِّمَّا۔جو
یَشْتَھُوْنَ۔چاہیں گے یَتَنَازَعُوْنَ۔آپس میں لیں گے فِیْھَا۔اس میں
کَاْسًا۔پیالے لَّا۔نہ لَغْوٌ۔بیہودگی ہوگی فِیْھَا۔اس میں
وَ۔اور لَا۔نہ تَاْثِیْمٌ۔گناہ وَ۔اور

یَطُوْفُ۔ پھریں گے	عَلَیْهِمْ۔ ان پر	غِلْمَانٌ۔ غلام	لَّهُمْ۔ ان کے
كَاَنَّهُمْ۔ گویا وہ	لُؤْلُؤٌ۔ موتی ہیں	مَّكْنُوْنٌ۔ چھپے ہوئے	وَ۔ اور
اَقْبَلَ۔ منہ کیا	بَعْضُهُمْ۔ ان کے بعض نے	عَلٰی۔ اوپر	بَعْضٍ۔ بعض کے
یَّتَسَآءَلُوْنَ۔ سوال کرتے ہوئے		قَالُوْٓا۔ کہیں گے	اِنَّا۔ بے شک ہم
كُنَّا۔ تھے	قَبْلُ۔ اس سے پہلے	فِیْٓ۔ بیچ	اَهْلِنَا۔ اپنے گھر والوں کے
مُشْفِقِیْنَ۔ سہمے ہوئے	فَمَنَّ۔ تو احسان کیا	اللّٰهُ۔ اللہ نے	عَلَیْنَا۔ ہم پر
وَ۔ اور	وَقٰىنَا۔ بچایا ہم کو	عَذَابَ۔ عذاب	السَّمُوْمِ۔ زہریلے سے
اِنَّا۔ بے شک	كُنَّا۔ ہم تھے	مِنْ قَبْلُ۔ ان سے پہلے	نَدْعُوْهُ۔ عبادت کرتے
هٗ۔ اس کی	اِنَّهٗ۔ بے شک وہ	هُوَ۔ وہی ہے	الْبَرُّ۔ احسان کرنے والا
الرَّحِیْمُ۔ مہربان			

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع۔ سورۃ الطّور۔ پ ۲۷

سورۂ طور مکی سورت ہے۔ اس میں دو رکوع اور انچاس آیات ہیں ان کی ابتداء میں وقوع عذاب کی خبر دی گئی ہے اور متعدد قسمیں یاد فرما کر وقوع عذاب کو موکد کیا ہے، پچھلی سورۂ مبارکہ (الذاریات) میں کفار کے اس مطالبہ کہ عذاب کا وعدہ پورا کیوں نہیں ہوتا اور یہ کہ عذاب کب آئے گا یہ جواباً ارشاد ہوا کہ کفار اس امر میں عجلت نہ کریں عذاب تو مقرر و متعین ہے اور اس کا وقوع حتمی و یقینی ہے، جب عذاب واقع ہوگا تو پھر ٹلنے یا رہائی کی صورت باقی نہ رہے گی اور وہ عذاب یوم بدر، یوم قیامت ہوگا، دنیا میں اس کا آغاز یوم بدر سے ہوگا۔ اور قیامت کے دن کہ جس کا کفار سے وعدہ کیا گیا ہے وہ عذاب الٰہی عزوجل کو برملا دیکھیں گے اور پھر اس سے رہائی نہ پاسکیں گے۔ اس مضمون کا اور انداز سے تکرار ہے اور اس حقیقت کا بیان ہے اور پچھلے مضمون سے مناسبت کے ساتھ ہے جو عظمت کلام اور ربط کلام کا خصوصی اعجاز ہے۔

وَ الطُّوْرِ ﴿۱﴾ وَ كِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ﴿۲﴾ فِیْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ﴿۳﴾ وَّ الْبَیْتِ الْمَعْمُوْرِ ﴿۴﴾ وَ السَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ﴿۵﴾ وَ الْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ﴿۶﴾ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ﴿۷﴾

طور کی قسم اور اس نوشتہ کی جو کھلے دفتر میں لکھا ہے اور بیت معمور کی قسم اور بلند چھت کی قسم اور سلگائے ہوئے سمندر کی قسم بے شک تیرے رب کا عذاب ضرور ہونا ہے۔

وَ الطُّوْرِ ﴿۱﴾ ۔ طور کی قسم۔

الطور اسم لکل جبل علی ما قیل: فی اللغة العربیة عند الجمهور، و فی اللغة السریانیه عند بعض، و رواه ابن المنذر و ابن جریر عن مجاهد، والمراد به هنا (طور سینین) الذی کلم الله تعالی موسی علیه السلام عندهٗ والمعروف الیوم بذلک ما هو یقرب التیه بین مصر والعقبة۔

لغت عربی میں جمہور کے نزدیک اور سریانی لغت میں بعض کے نزدیک طور ہر پہاڑ کو کہتے ہیں اور اسے ابن المنذر اور ابن جریر سے مجاہد رحمہم اللہ نے نقل کیا ہے کہ اس سے یہاں مراد طور سینین ہے، اللہ عزوجل نے جہاں موسیٰ علیہ السلام سے کلام

Marfat.com

فرمایا اور وہ آج کل بھی اسی نام سے مشہور ہے اور وہ التیہ کے نزدیک مصر اور عقبہ کے درمیان ہے۔ ایک قول ہے جَبَلٌ من جِبَالِ الْجَنَّة وہ جنت کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے اور ابوحیان رحمہ اللہ نے کہا کہ اس سے مراد جنس ہے کوئی متعین پہاڑ نہیں اور یہی قول مجاہد اور کلبی رحمہم اللہ کا ہے، بعض نے کہا کہ طور سرسبز و شاداب پہاڑ کو کہتے ہیں اور سریانی زبان میں طور کے معنی یہی ہیں۔ ایک قول ہے کہ ملک شام میں جو طور نامی پہاڑ ہے وہ طور سینا ہے، بعض نے کہا یہ مدین کا پہاڑ ہے، قسم اس لئے یاد فرمائی ہے کہ پہاڑوں پر اللہ تعالیٰ کی خاص مہربانی ہے، اور اگر متعین پہاڑ طور مراد لیا جائے تو طور کی عظمت ظاہر ہے کہ اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام خاص کلام الٰہی عز و جل سے نوازے گئے۔

وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۝ ۔ اس نوشتہ کی۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: مکتوب علی وجه الانتظام فان السطر ترتیب الحروف مکتوبة۔ چونکہ سطر لکھے ہوئے حروف کی ترتیب ہوتی ہے لہٰذا اس نظم و ترتیب کی وجہ سے یہاں سطور سے مراد مکتوب ہے۔ یعنی وہ کتاب لکھی ہوئی ہے اور فراء کے نزدیک کتاب سے مراد وہ نوشتہ ہے جس میں اعمال ہوں گے اور قیامت کے روز بندے کو دائیں یا بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ۔ اور قیامت کے روز اس کے لئے ایک نوشتہ نکالیں گے جسے کھلا ہوا پائے گا۔

و قال الکلبی: هو التوراة، و قیل: هی الانجیل والزبور و قیل: القران: و قیل اللوح المحفوظ۔

اور کلبی نے کہا کہ اس سے مراد تورات ہے۔ اور کہا گیا تورات انجیل اور زبور یا قرآن حکیم یا لوح محفوظ مراد ہے۔

فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۝ ۔ کھلے ورق پر۔

رَقٍّ۔ ہرن کی جھلی یا کھال کو کہتے ہیں، پرانے وقتوں میں کھالوں کو رگڑ کر باریک اور چمکدار بنا لیتے تھے اور انہی پر لکھتے تھے۔ یہی طریقہ دھاتوں کے لئے قدیم دوا سازی میں کھانے کے لئے ورق کی صورت میں بھی معروف ہے۔ لیکن کتابت و تحریر کے لئے بالعموم کھال کو ہی باریک و روشن بناتے تھے، تاہم اس سے ہر وہ شے مراد ہے جس سے تحریر کا فائدہ لیا جا سکے۔

مَّنْشُوْرٍ ۝ ۔ کھلی ہوئی۔

چونکہ کتاب کی صفت مکتوب (مَّسْطُوْرٍ) بیان ہوئی ہے، اس لئے یہاں لوح محفوظ مراد لینا درست نہیں ہے کیونکہ لوح محفوظ اس حال پر نہیں، اور منشور و مبسوط ہونا چونکہ وصف کتاب ہے، اس لئے اس کتاب کی صحت خطا سے سلامتی کی طرف اشارہ ہے۔ بعض کے نزدیک اس سے مراد قرآن حکیم ہے، کلبی رحمہ اللہ کا قول زیادہ واضح ہے وہ کہتے ہیں طور کی مناسبت سے یہاں تورات مراد لینا زیادہ صحیح ہے کیونکہ تورات طور پر ہی موسیٰ علیہ السلام کو عطا ہوئی تھی۔

واضح مفہوم یہی ہے کہ اس کتاب کی قسم جو کھلے ہوئے کاغذ پر لکھی ہے، یاد فرمائی ہے اور کتاب سے مراد قرآن حکیم یا تورات یا تورات و انجیل یا لوح محفوظ یا کراماً کاتبین کے لکھے ہوئے نوشتے ہیں جو روز قیامت بندوں کو دیئے جائیں گے۔ اور ہر شخص اسے بخوبی دیکھ لے گا کہ اس میں کوئی ایسی بات نہیں جو درست نہ ہو۔

وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ۝ ۔ اور بیت معمور کی قسم۔

Marfat.com

12B

آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: هو بیت فی السماء السابعة یدخلهٗ کل یوم سبعون الف ملک لایعودون الیه حتی تقوم الساعة کما اخرج ذلک ابن جریر و ابن المنذر و الحاکم و صححه و ابن مردویه و البیهقی فی الشعب عن انس مرفوعاً۔

وہ ساتویں آسمان میں ایک مکان ہے جس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جو دوبارہ کبھی نہیں آئے یہاں تک کہ قیامت قائم ہوگی جیسا کہ اس کی تخریج کی ہے ابن جریر اور ابن منذر اور حاکم رحمہم اللہ نے، اسے صحیح کہا ابن مردویہ نے اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب میں انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا۔

حدیث معراج میں بروایت صحیح سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیت المعمور کو ساتویں آسمان پر ملاحظہ کرنا منقول ہے بیضاوی رحمہ اللہ نے کہا کہ بیت المعمور سے مراد قلب مومن ہے جس کی رونق خلوص و معرفت سے ہے، ایک قول ہے کہ بیت المعمور سے مراد خانہ کعبہ ہے جو طواف و اعتکاف کرنے والوں سے آباد ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے کہ یہ عرش کے نیچے ساتویں آسمان پر ایک مکان ہے جسے خراح کہتے ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بیت المعمور کعبہ کی عین سیدھ میں واقع ہے گویا چھت کی طرح ہے اگر اس سے کوئی چیز گرائی جائے تو وہ عین سیدھ میں کعبہ کی چھت پر گرے معمور سے مراد آباد، بھرا ہوا، پر ہجوم ہے، یعنی ایسا گھر جس میں چہل پہل ہو۔

وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ۙ﴿۵﴾ ۔اور بلند چھت۔

ای السماء کما رواهٗ جماعة۔ اس سے مراد آسمان ہے جیسے ایک جماعت نے روایت کیا و عن ابن عباس هو العرش و هو سقف الجنة اور ابن عباس سے مروی ہے کہ السَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ سے مراد عرش ہے اور وہ جنت کی چھت ہے، قرآن عظیم میں دوسری جگہ ارشاد ہے: وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا اور ہم نے بنایا آسمان کو بلند و بالا چھت اس سے واضح ہو گیا السَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ سے مراد آسمان ہی درست ہے اور حاکم رحمہ اللہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے بروایت صحیح یونہی نقل کیا ہے۔

وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۙ﴿۶﴾ ۔اور سلگائے ہوئے سمندر کی۔

ای الموقد ناراً۔ یعنی آگ سے بھڑکتے ہوئے سمندر کی۔ قتادہ رحمہ اللہ نے کہا: المسجور المملو مسجور سے مراد بھرا ہوا یا بھڑکتا ہوا یقال سجرهٗ ای ملأهٗ کہا جاتا ہے اس کو بھر دیا یعنی پر کر دیا یا گرم کر دیا۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے انهٗ فسرهٗ بالمحبوس انہوں نے اس کی تفسیر محبوس سے کی یعنی سمندر کا پانی رکا ہوا یا گھرا ہوا ہے کہ وہاں سے بہہ نہیں سکتا۔ اور ایک قول ہے کہ عرش کے نیچے ایک سمندر یا دریا ہے اور کہا گیا کہ اس سے مراد نہر حیات ہے جس سے نفخۂ اولیٰ کے بعد چالیس روز تک بندوں پر بارش ہوگی جس سے بندے اپنی قبروں میں جاگیں گے (زندہ ہوں گے) ایک قول ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام سمندروں کو آگ کر دے گا جس سے جہنم کی آگ میں اور بھی اضافہ ہوگا۔ ابن جریر نے سعد بن مسیب رحمہم اللہ نے نقل کیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ایک یہودی سے فرمایا: این موضع النار فی کتابکم قال البحر فقال علی کرم الله وجههٗ ما اراهٗ الا صادقا و قرأ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ تمہاری کتاب میں آگ کا مقام کہاں ہے۔ اس نے کہا سمندر تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا: میں نے اس کو نہ دیکھا مگر سچا اور پھر

Marfat.com

یہ آیت کریمہ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ تلاوت کی۔ بیہقی نے یعلیٰ بن امیہ رحمہم اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سمندر جہنم ہے، سورۃ التکویر میں ارشاد ہے:

وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ۔ اور جب سمندر سلگائے جائیں گے۔

واضح مفہوم یہی ہے کہ روز قیامت تمام سمندر آگ بنا دیئے جائیں گے اور آتش دوزخ میں زیادتی ہو جائے گی یا یہ کہ قیامت کے روز سمندر خشک ہو جائیں گے اور پھر قیامت کے روز بھڑکائے جائیں گے، چونکہ قسم کا یاد فرمانا کفار کے جواب میں ہے جو وقوع عذاب کے لئے عجلت چاہتے تھے یا وقوع قیامت کے منکر تھے اس لئے غالب معنی یہی مراد ہوں گے کہ جب وقوع عذاب ہوگا تو سمندروں کی نہ کیفیت ہوگی نہ یہ کہ موجودہ حالت یہ ہے جو کہ خلاف ہے اور اگر موجودہ حالت مراد لی جائے تو معنی یہ ہوں گے سمندر کی قسم جو پانی سے لبریز ہے اور یہی بات اولیٰ بھی ہے کہ جس طرح تم سمندروں میں پانی کو محبوس دیکھتے ہو اور سمندروں کی لبریزی ایک حقیقت ہے بعینہٖ وقوع عذاب وقیامت بھی ایک حقیقت جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی عذاب الٰہی عزوجل رک سکتا ہے۔

اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ﴿۷﴾ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ﴿۸﴾۔

بے شک تیرے رب کا عذاب ضرور ہونا ہے، اسے کوئی ٹالنے والا نہیں۔

اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ﴿۷﴾۔ بے شک تیرے رب کا عذاب ضرور ہونا ہے۔ یعنی جس عذاب کا کفار سے وعدہ کیا گیا ہے وہ بالضرور واقع ہوگا۔

آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: و فی اضافة الی الرب مع اضافة الرب الی ضمیره علیه الصلوة والسلام امان له صلی الله علیه وسلم و اشارة الی ان العذاب واقع بمن کذبه۔ اور رب کی طرف اضافت میں مع اضافت رب کی ضمیر سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف مرجع ہونے میں یہ نکتہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے غلاموں کے لئے امان ہے اور اشارہ بھی ہے کہ عذاب بالضرور ان لوگوں پر واقع ہوگا جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلایا۔

مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ﴿۸﴾۔ اسے کوئی ٹالنے والا نہیں۔ یعنی ایسا عذاب ہوگا جو رکنے والا نہیں ہے اور مزید تاکید کے لئے ہے جب عذاب الٰہی عزوجل واقع ہوگا تو کوئی بھی اسے نہیں روک سکتا، تاہم اس سے یہ امر مستحق ہے کہ ایسا قیامت کے روز ہوگا اور بعض نے کہا یوم بدر کو ہوا۔

واخرج احمد و سعید بن منصور و ابن سعد عن جبیر بن مطعم قال: قدمت المدینة علی رسول الله صلی الله علیه وسلم لاکلمه فی اساری بدر فدفعت الیه وهو یصلی باصحابه صلوة المغرب فسمعت یقرأ (وَالطُّوْرِ) الی (اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ) فکانما صدع قلبی و فی روایة فاسلمت خوفاً من نزول العذاب و ما کنت اظن ان اقوم من مقامی حتی یقع بی العذاب و هو لا یابی ان یکون المراد الوقوع یوم القیامة۔

احمد اور سعید بن منصور اور ابن سعد رحمہم اللہ نے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں مدینہ

Marfat.com

منورہ میں جنگ بدر کے قیدیوں کے سلسلہ میں گفتگو کرنے کے لئے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جب میں خدمت اقدس میں پہنچا تو آپ اپنے اصحاب کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھ رہے تھے تو میں نے آپ سے سورۂ طور کی مَّالَهٗ مِنْ دَافِعٍ تک قراءت سنی تو قریب تھا کہ میرا دل پھٹ جائے اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے نزول عذاب کے ڈر سے اسلام قبول کرلیا اور مجھے یقین ہو گیا تھا کہ میرے اپنی جگہ پر سے اٹھنے سے پہلے عذاب مجھ پر واقع ہو جائے گا اور یہ بات اس مراد کے خلاف نہیں ہے کہ وقوع عذاب روز قیامت ہوگا اور اس کی تاکید اگلی آیت سے بھی ہو رہی ہے۔

يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ۙ﴿۹﴾۔ جس دن آسمان ہلنا سا ہلیں گے تَمُوْرُ لغت میں ماء الشعیر سے، مراد تحرک و جاء ذهب کسی چیز کا اس طرح حرکت کرنا کہ آگے پیچھے ہو یعنی جھومے۔ و معنی (تَمُوْرُ) کماء مضطرب کما قال ابن عباس و فی روایة انه لفسق۔ اور تمور کے معنی مضطرب ہونا یا ڈولنا یعنی جھولنا ہے جیسا کہ ابن عباس نے کہا۔ اور ایک روایت میں ابن عباس سے مروی ہے۔ پھٹ جانا۔ و قال مجاهد: تدور اور مجاہد نے کہا گھومنا۔

و قیل: الجریان السریع۔ اور کہا گیا جلدی جلدی حرکت کرنا یا تھرتھرانا۔

اس دن یعنی روز قیامت آسمان تھرتھرائے گا، لرزنے لگے گا، یا جھومنے یا جھولنے لگے گا۔ جس طرح تیز ہوا سے درختوں کی شاخیں حرکت کرتی ہیں یہی دن وقوع عذاب کا دن ہے جس کا وعدہ کفار کو دیا گیا ہے۔ اگلی آیت میں اس دن کی کیفیت کا مزید بیان ہے۔ اس آیت سے فلاسفہ کے اس نظریہ کا ابطال ہوگا کہ آسمان متحرک ہے۔

وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ﴿۱۰﴾۔ اور پہاڑ چلنا سا چلیں گے۔

تَسِيْرُ الْجِبَالُ۔ عن وجه الارض فتكون هباء منبثا۔ زمین سے اڑ کر یوں ہوں گے جس طرح دھوپ میں غبار کے باریک ذرے، یعنی پہاڑ حرکت کریں گے اور غبار کے ذروں کی طرح ہوا میں اڑنے لگیں گے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ پہاڑ جو زمین پر گڑے ہوئے ہیں اور جنہیں اپنی جگہ سے ہلایا نہیں جاسکتا اور نہ کسی میں یہ قوت ہے قیامت کے دن اللہ عزوجل کے حکم سے چلنے لگیں گے اور اڑ کر خاک کے ذروں کی طرح ہو جائیں گے یہی وہ دن ہے جس میں وعدۂ عذاب پورا ہوگا۔ اس آیت سے زمین کا ساکن ہونا معلوم ہوا۔ واللہ اعلم

فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۱﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ﴿۱۲﴾ يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ﴿۱۳﴾ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۴﴾۔

تو اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے۔ وہ جو مشغلہ میں کھیل رہے ہیں۔ جس دن جہنم کی طرف دھکا دے کر دھکیلے جائیں گے۔ یہ ہے وہ آگ جسے تم جھٹلاتے تھے۔

فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۱﴾۔ تو اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے۔

فَوَيْلٌ۔ تو خرابی ہے۔ یعنی ہلاکت و بربادی ہے۔

يَّوْمَئِذٍ۔ اس دن یعنی قیامت کے دن۔ جب عذاب الٰہی عزوجل واقع ہوگا۔

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۱﴾۔ جھٹلانے والوں کے لئے۔ یعنی ان لوگوں کے لئے جو رسولوں کو جھٹلاتے تھے اور آخرت کے منکر تھے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ قیامت کے روز جب عذاب واقع ہوگا تو ان لوگوں کے لئے جو رسولوں علیہم السلام کی تکذیب

Marfat.com

کرتے تھے اور عذاب الٰہی عزوجل کے منکر تھے۔ سخت خرابی ہوگی۔ ان لوگوں کو اس وقت اپنی ہلاکت و بربادی حقیقۃً نظر آئے گی مگر اب ان کے لئے بچاؤ کا کوئی سہارا نہ ہوگا۔

الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ﴿۱۲﴾ ۔ وہ جو مشغلہ میں کھیل رہے ہیں۔

الَّذِيْنَ هُمْ ۔ وہ لوگ جو۔ یعنی کفار و مشرکین ۔ اور اصل میں یہ مُكَذِّبِيْنَ ہی کی تشریح ہے یعنی رسولوں علیہم السلام کو جھٹلانے والے، عذاب قیامت کے منکرین۔

فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ﴿۱۲﴾ ۔ مشغلہ میں کھیل رہے ہیں۔

واصل الخوض المشی فی المآء ۔ اور خوض کا اصلی مفہوم پانی میں گزرنا ہے۔ راغب رحمہ اللہ کے نزدیک اس سے اشارہ ہے ناپسندیدہ کام کا شروع کرنا۔ مطلب یہ ہے کہ کفار و مشرکین کا چلن اور انداز سوچ غیر سنجیدہ ہے۔ وہ فرامین الٰہیہ عزوجل اور دعوت رسول کو کھیل مشغلہ سمجھتے ہیں اور محض شغل کے طور پر رسولوں کو جھٹلاتے ہیں اور فضول و لغو باتوں میں لگے رہتے ہیں اور ان کے اعتراضات بھی زبانی جمع خرچ اور تفریح طبع کا سامان ہیں وہ نہ تو حقیقت تک پہنچنا چاہتے ہیں اور نہ ہی ان کا یہ مقصد ہے چنانچہ جب قیامت کے دن عذاب دیکھیں گے تو ان پر نہ صرف حقیقت روشن ہو جائے گی بلکہ انہیں شدید حسرت ہوگی مگر اس وقت یہ سب کچھ بیکار ہوگا اور وہ بربادی سے بچ نہ سکیں گے اور ان کا شغل ہی اس تباہی کا باعث ہوگا۔

چنانچہ سورۃ الملک میں ارشاد ہے کہ وہ امر کا برملا اعتراف کرتے کہیں گے: وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ اور کہیں گے اگر ہم سنتے یا سمجھتے تو دوزخ والوں میں نہ ہوتے۔

يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ﴿۱۳﴾ ۔ جس دن جہنم کی طرف دھکا دے کر دھکیلے جائیں گے۔

يَوْمَ ۔ جس دن ۔ روز قیامت ۔ یہاں لفظ یوم مکرر کردیا ہے اس دن یہ کیفیت ہوگی۔

يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ﴿۱۳﴾ ۔ جہنم کی طرف دھکا دے کر دھکیلے جائیں گے۔

ای یدفعون دفعا عفیفاً شدیدا بان تغل ایدیهم الی اعناقهم و تجمع نواصیهم الی اقدامهم فیدفعون الی النار و یطرحون فیها۔

یعنی وہ سختی کے ساتھ زبردستی دھکے دے کر اس حال میں جہنم کی طرف لے جائے جائیں گے کہ ان کے ہاتھ ان کی گردنوں سے بندھے اور ان کی پیشانیاں ان کے ہاتھ پاؤں سے ملی ہوں گی اور وہ منہ کے بل آگ میں پھینکے جائیں گے۔

هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۴﴾ ۔ یہ ہے وہ آگ جسے تم جھٹلاتے تھے۔

قیامت کے روز فرشتے جب کفار کو زنجیروں میں جکڑ کر ان کے ہاتھ گردنوں سے باندھ کر، ان کی پیشانیاں ان کے پاؤں سے ملا کر انہیں دھکے دیتے ہوئے زبردستی دوزخ کی طرف لا رہے ہوں گے تو کفار و مشرکین منکرین مکذبین سے کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ آگ یعنی جہنم جس کا تم دنیا میں انکار کرتے تھے۔ مذاق اڑاتے تھے اب اپنی آنکھوں سے دیکھ لو، بلکہ اس میں داخل ہو جاؤ تم پر حقیقت کھل رہی ہے لیکن اس وقت کا اقرار یا معذرت بے فائدہ ہوگی۔

اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۱۵﴾ ۔ تو کیا یہ جادو ہے یا تمہیں سوجھتا نہیں۔

اَفَسِحْرٌ هٰذَآ ۔ تو کیا یہ جادو ہے آ استفہام انکاری ہے جو توبیخ کے لئے ہے اور فاء تعقیبی ہے یعنی اب بھی تمہیں جادو

Marfat.com

نظر آتا ہے دنیا میں تم اسے جادو کہتے تھے اور یہ کہ دنیا میں تم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سحر کی نسبت کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ ہماری نظروں پر افسوں کر دیا گیا ہے، لیکن اب یہ تمہارے سامنے روشن حقیقت ہے تو کیا تمہارے خیال میں یہ بھی افسوں وسحر ہی ہے۔ ایسا کہنا کفار پر زجر وتوبیخ کے لئے ہوگا۔

اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ⑮ ۔ یا تمہیں سوجھتا نہیں۔ اَیْ اَمْ اَنْتُمْ عُمْیٌ عَنِ الْمَتحبر به كَمَا كُنْتُمْ فِي الدُّنيا عُمياً عَنِ الْخَيرِ۔

یعنی کیا تم کو جو خبر دی گئی ہے اس سے اندھے ہو اس طرح جس طرح تم دنیا میں اس حقیقت سے اندھے تھے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ اب تمہاری نظریں حقیقت دیکھ رہی ہیں کہ یہ جادو نہیں بلکہ حقیقت ہے اور یہ تمہارا خیال فاسد دنیا میں تھا کہ ہم پر جادو کر دیا گیا ہے یا یہ کہ ہماری نظریں افسوں زدہ ہوگئی ہیں اب تم خود دیکھ لو کیا یہ جادو یا افسوں ہے یا حقیقت جادو صرف نظر آتا ہے اور حقیقت نہیں ہوتی۔ تو آگے بڑھو دوزخ کی آگ میں داخل ہو جاؤ تمہیں حقیقت بھی معلوم ہو جائے گی یہ باطل نہیں بلکہ حقیقت ہے اور اب شک کی گنجائش نہیں کہ تم خیال کرو کہ یہ محض نظر آ رہا ہے بلکہ یہ عذاب حقیقت ہے پس اس کا مزا چکھو اور یہ تمہاری تکذیب وسرکشی کی سزا ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ⑯

اس میں جاؤ اب چاہے صبر کرو یا نہ کرو سب تم پر ایک سا ہے تمہیں اسی کا بدلہ جو تم کرتے تھے۔

اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ ۔ اس میں جاؤ اب چاہے صبر کرو یا نہ کرو۔

ای ادخلوها و قاموا شدائدها فافعلوا ما شئتم من الصبر وعدمه۔ یعنی تم لوگ اب دوزخ میں داخل ہو جاؤ اور اس کی سختیوں کا مزا چکھو تو کرو جو تم چاہو خواہ صبر کرو یا نہ کرو۔

سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ ۭ ۔ سب تم پر ایک سا ہے۔

ای الامران سواء علیکم فی عدم النفع اذ کل لا یدفع العذاب ولا یخففه۔ یعنی دونوں باتیں تمہارے لئے عدم نفع میں یکساں ہیں۔ کیونکہ وہ سب تم سے نہ تو عذاب کو روکنے یا دور ہٹانے والی ہیں اور نہ ہی عذاب میں کمی کرنے والی ہیں مطلب یہ ہے کہ عذاب پر خواہ تم صبر کرو یا نہ کرو تمہارے لئے کسی صورت کوئی فائدہ نہیں اور نہ ہی عذاب سے بچ سکتے ہیں اور نہ ہی عذاب کم ہو سکتا ہے۔ ایک قول ہے کہ سَوَآءٌ خبر ہے اور مبتدا محذوف ہے، جب کہ بعض نے کہا سَوَآءٌ دراصل مصدر ہے اور بعض نے کہا مصدر بمعنی فاعل تو بہر نوع مطلب یہ ہوا کہ دونوں صورتیں تمہارے لئے برابر ہیں نہ تو وعید عذاب کے خلاف ہو سکتا ہے اور نہ ہی تمہاری سزا تبدیل ہو سکتی ہے، کسی صورت بھی تمہیں رہائی نہیں۔

اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ⑯ ۔ تمہیں اسی کا بدلہ جو تم کرتے تھے۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: تعلیل الاستواء فان الجزاء حیث کان متحتم الوقوع لسبق الوعید به و قضائه سبحانه ایاه بمقتضی عدله کان الصبر و عدمه مستوین فی عدم النفع۔

یکسانیت کی وجہ یہ ہے کہ اعمال کی سزا تو بالضرور ہونی ہے اور اس سے پہلے کفار کو اس کی وعید سنائی جا چکی ہے اور اللہ کا فیصلہ یہی ہے اور یہی اس کے عدل کا تقاضا ہے مطلب یہ ہے کہ کفار کو عذاب کی خبر دی جا چکی ہے اور وہ دنیا میں جو کفر و

تکذیب کرتے رہے اس کی سزا ضرور ملنی ہے اور وہ کسی صورت ٹل نہیں سکتی اور نہ ہی اللہ اپنے وعدہ کے خلاف ایسا فرمائے گا۔ لہٰذا جب کفار دوزخ میں جھونکے جائیں گے تو خواہ چیخ و پکار کریں یا صبر و برداشت سے کام لیں کسی صورت فائدہ نہ ہوگا بلکہ دونوں صورتیں بے سود اور لاحاصل ہوں گی نہ عذاب میں تخفیف ہوگی اور نہ ہی عذاب سے رہائی ملے گی اور ہمیشہ اسی حال پر رہیں گے۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ﴿١٧﴾ فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿١٨﴾

بے شک پرہیزگار باغوں اور چین میں ہیں۔ اپنے رب کی دین پر شاد، اور انہیں ان کے رب نے آگ کے عذاب سے بچالیا۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ﴿١٧﴾۔ بے شک متقی لوگ باغوں اور چین میں ہیں۔

کفار کا حال بیان کرنے کے بعد اہل ایمان کا تذکرہ ہے جیسا کہ ترہیب و ترغیب کے سلسلے میں قرآن عظیم کی روش ہے۔ اہل ایمان باغات میں ہوں گے اور ان کے لئے سامان عیش ہوگا۔ انہیں ہر قسم کی راحتیں عالی قدر نعمتیں حاصل ہوں گی۔ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ میں تنوین تعظیم پر دلالت کر رہی ہے۔ جس سے مراد ہے کہ وہ بڑی عزت و عظمت کے ساتھ انعامات سے نوازے جائیں گے۔ اور بڑے آرام و چین میں ہوں گے۔

فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿١٨﴾

اپنے پروردگار کی دین پر خوش خوش اور انہیں ان کے رب نے آگ کے عذاب سے بچالیا۔

فٰكِهِيْنَ۔ خوش خوش ای مُتَلَذِّذِيْنَ۔ یعنی لذت پانے والے یا مزے میں ہوں گے۔

بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۚ۔ اس پر جو ان کے پروردگار نے عطا کیا۔ مِنَ الْاِحْسَان یعنی اللہ تعالیٰ اپنے کرم و مہربانی سے جو بھی انہیں عطا فرمائے گا اس پر راضی و مسرور ہوں گے۔

وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿١٨﴾۔ اور انہیں ان کے رب نے آگ کے عذاب سے بچالیا۔

عطف علی (فِيْ جَنّٰتٍ) علی تقدیر کونه خبراً کانه قیل استقروا۔ فی جنات پر عطف ہے اس تقدیر پر کہ اس کی خبر (جزا) ہو گویا کہا جا رہا ہے تم باغوں میں رہو، اور تمہیں تمہارے پروردگار عز و جل نے جہنم اور اس کے عذاب سے بچالیا یعنی تمہارے ساتھ رب عز و جل کا وعدہ تھا کہ تمہیں دوزخ اور اس کے عذاب سے بچائے گا اور تمہیں جنت میں داخل کرے گا اور اپنے فضل و نعمت سے شادمان کرے گا سو اس نے اپنا وعدہ پورا کیا لہٰذا تم اب جنت میں عزت و تکریم سے رہو۔ تمہارے لئے راحت ہی راحت، چین ہی چین اور انعام ہی انعام ہیں۔

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔۢا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٩﴾۔ کھاؤ اور پیو خوشگواری سے، صلہ اپنے اعمال کا۔

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔۢا۔ کھاؤ اور پیو خوشگواری سے۔ ای یقال لهم كُلُوْا وَاشْرَبُوْا۔

یعنی اہل ایمان سے کہا جائے گا کہ تم کھاؤ اور پیو، مزے اڑاؤ هَنِيْٓـًٔۢا خوشگواری کے ساتھ والهنئ کل ما لا یلحق فیه مشقة ولا یعقب وخامة اور هنی ایسی شے کو کہتے ہیں جس کے کھانے اور پینے میں کوئی تکلیف نہ ہو اور نہ ہی کھانے کے بعد ناگواری یا بدہضمی ہو، یعنی خوش ذائقہ لذت آفرین اور فرحت بخش ہو۔

Marfat.com

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾۔ صلہ اپنے اعمال کا، یعنی یہ جزا و انعام ہے تمہارے ان کاموں کا جو تم نے دنیا میں کئے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لائے اور ان کی فرماں برداری کی۔

یہاں یہ وہم نہ ہو کہ صلہ و جزا، انعام جنت صرف اچھے اعمال پر ہی منحصر ہے بلکہ جاننا چاہئے کہ جنت اور اس کی نعمتوں کا حصول فضل الٰہی عزوجل کے بغیر متصور نہیں اور اعمال فضل باری عزوجل کے حصول کا ذریعہ ہیں اور اعمال کی قبولیت بھی اللہ عزوجل کے کرم سے ہے وگرنہ بندوں سے اعمال صالحہ میں جو لغزشیں، کوتاہیاں سرزد ہوتی ہیں وہ درجہ قبول کے قابل کہاں ہوتے ہیں مگر ایمان والوں پر اللہ عزوجل کا فضل ہے کہ ان کے ناقص و غیر معیاری اعمال بھی قبول کر لئے جاتے ہیں کیونکہ ایمان کے تعلق نے انہیں فضل کا مستحق بنا دیا ہے۔ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا۔

مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ﴿۲۰﴾

تختوں پر تکیہ لگائے جو قطار لگا کر بچھے ہیں اور ہم نے بیاہ دیا انہیں بڑی آنکھوں والی حوروں سے۔

مُتَّكِـِٕيْنَ۔ تکیہ لگائے، یعنی جنت میں متقی لوگوں کا یہ حال ہوگا۔

عَلٰى سُرُرٍ۔ تختوں پر، سُرُرٍ جمع سریر معروف چارپائی کی جمع ہے یعنی جب اہل جنت انعامات سے نوازے جائیں گے تو فرحت و سرور کے ساتھ ان کی یہ کیفیت ہوگی کہ وہ آرام دہ پلنگوں پر تکیہ لگائے ہوئے خوش و خرم ہوں گے۔

مَّصْفُوْفَةٍ ۚ۔ جو قطار لگا کر بچھے ہیں۔ مجعولة علی صف و خط مستو۔ یعنی وہ پلنگ صف کی صورت میں ایک سیدھے خط میں بچھے ہوں گے، مطلب یہ ہے کہ ترتیب سے قطار میں لگے ہوں گے۔

وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ﴿۲۰﴾۔ اور ہم نے انہیں بیاہ دیا بڑی آنکھوں والی حوروں سے۔ الی قرناھم بھن۔ یعنی ہم انہیں ان کے ساتھ بیاہ دیں گے۔

زَوَّجْنٰهُمْ۔ ماضی ہے مگر مستقبل کا معنی دے رہا ہے۔ حور کے معنی ہیں گوری چٹی رنگت والی خوبصورت بڑی اور سیاہ آنکھوں والی عورتوں سے بیاہ دیں گے۔ یہاں اعتراض ہوتا ہے کہ جنت میں عقد کے ساتھ تزویج کیونکر ہوگی جب کہ جنت محل تکلیف نہیں ہے تو یہاں تزویج بالعقد لغۃً مراد ہے۔ اور یہاں اس سے محض نکاح ہی مراد نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ہم انہیں جوڑے جوڑے بنا دیں گے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ﴿۲۱﴾

اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے ان کی اولاد ان سے ملا دی اور ان کے عمل میں انہیں کچھ کمی نہ دی سب آدمی اپنے کئے میں گرفتار ہیں۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ اور جو ایمان لائے چونکہ اہل جنت کا بیان جاری ہے اس لئے یہ گروہ بھی اہل جنت سے ہی مراد ہیں مومن لوگ، متقی، اہل جنت۔

وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ۔ اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی۔ ہم نے ان کی اولاد ان سے ملا دی یعنی ان مومن لوگوں کی اولاد میں سے جنہوں نے ان کی پیروی کی ایمان کے ساتھ، اللہ تعالیٰ انہیں

بھی اپنے باپ دادا کے ساتھ جمع کردے گا۔

ذُرِّیَّتُهُمْ۔ میں لفظ ذریت کا مفہوم واحد وکثیر دونوں کو شامل ہے یعنی اولاد میں سے ایک ہو یا زیادہ اگر انہوں نے ایمان کے ساتھ تبع کیا تو وہ اپنے بزرگوں سے جنت میں ملحق ہوں گے۔

بِإِيْمَانٍ۔ میں تنوین تنکیری ہے جس سے واضح ہے کہ بزرگوں سے الحاق میں صرف ایمان ہی نہیں بلکہ ایمان حکمی بھی کافی ہوگا ایسا کرنا اہل ایمان کے ساتھ باعث مسرت اوران کی خوشی کے لئے ہوگا اگرچہ اولاد کے درجات بزرگوں کی نسبت کم تر ہوں۔

اَلْحَقْنَا بِهِمْ۔ سے مراد فی الدرجة ہے یعنی ان کے درجہ میں جمع ملادیں گے اور طبرانی میں ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اذا دخل الرجل الجنة سأل عن ابويه زوجته و ولده فيقال له: انهم لم يبلغوا درجتک و عملک فيقول يا رب قد عملت لي ولهم فيومر بالحاقهم به۔

جب کوئی شخص جنت میں داخل ہوگا تو اپنے ماں باپ، بیوی اور بچوں کے بارے میں پوچھے گا تو اس سے کہا جائے گا کہ وہ تیرے درجہ وعمل کو نہ پہنچ سکے تو وہ کہے گا اے پالنے والے میں نے اپنے اوران کے لئے ہی تو کام کیا تو حکم دیا جائے گا کہ انہیں اس کے ساتھ یکجا جمع کردو۔ (اکٹھے کردو)۔

وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ۔ اوران کے عمل میں سے کچھ بھی کم نہیں کریں گے۔

وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ۔ ای و ما نقصنا الاباء بهذا الالحاق۔ یعنی ہم اولاد کو بزرگوں کے ساتھ جمع کرنے سے ان کے ثواب میں کمی نہیں کریں گے یا کمی واقع نہ ہوگی۔

مِّنْ عَمَلِهِمْ۔ ای من ثواب عملهم۔ یعنی ان کے ثواب میں کمی نہ ہوگی۔

مِّنْ شَيْءٍ۔ ای شيئا بان اعطينا بعض مثوباتهم ابناء هم فتنقص مثوباتهم و تنحط درجتهم و انما رفعناهم الى منزلتهم بمحض التفضل والاحسان۔ یعنی ہم نے ان کی اولاد کو جو بعض مثوبات عطا کئے ہوں گے تو ہم نہ ان کے ثواب میں کمی کریں گے اور نہ درجہ میں بلکہ ہم انہیں ان کے اباء کے درجہ میں بلند کریں گے محض مہربانی اور احسان کے طور پر، واضح مفہوم یہ ہے کہ ایمان والوں کی مومن اولاد اپنے آباء کے ساتھ ایک درجہ ومنزلت میں ہوگی اگرچہ ان کے اعمال ومثوبات ان جیسے نہ ہوں اور ایسا محض اللہ عزوجل کے فضل واحسان کے طور پر ہوگا تاکہ مومنوں کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اوران کی اولاد ان کے ساتھ شامل ہونے سے انہیں فرحت وتسکین مزید حاصل ہو اور اولاد کے درجہ میں یہ ترقی اللہ عزوجل کے فضل سے ہوگی نہ یہ کہ آباء کو نچلے درجے میں اولاد کے ساتھ جمع کردیا جائے۔ یہ صورت نہ ہوگی کیونکہ جنت مقام فضل ونعمت ہے اور وہاں کمی متصور نہیں اور آیت کا اقتضاء بھی یہی ہے۔

كُلُّ امْرِئٍۭ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ﴿۲۱﴾۔ سب آدمی اپنے کئے میں گرفتار ہیں۔

یہاں ہر شخص سے مراد کافر ہے جو اپنے کفر وشرک کی بناء پر جہنم میں ڈالا جائے گا اور اس کی سزا دوسرے کو نہیں ملے گی ہر شخص کو اس کے عمل کے موافق جزا وسزا ہے، مومنوں کی اولاد جو ایمان سے محروم رہی اور کفر وشرک ومعاصی پر ہی مرے وہ جہنم

میں جائیں گے۔ ان کی سفارش ہوگی نہ بخشش، کفار کی اولاد بھی اگر کفر و شرک پر مری تو اباء کے ساتھ عذاب جہنم میں شامل ہوگی اور اگر اس کا عمل شامل نہیں ہے تو آباء کے ساتھ شامل نہیں ہوگا اور یہ کافر اپنے کفر کے عمل کی پاداش میں گرفتار رہے۔

وَاَمۡدَدۡنٰهُمۡ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحۡمٍ مِّمَّا يَشۡتَهُوۡنَ ﴿۲۲﴾

اور ہم نے ان کی مدد فرمائی میوے اور گوشت سے جو چاہیں۔

وَاَمۡدَدۡنٰهُمۡ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحۡمٍ۔ اور ہم نے ان کی مدد فرمائی میوے اور گوشت سے۔

علی ما کان لھم من مبادی النعم وقتا فوقتا۔ یعنی ہم ان کی نعمتوں میں وقتاً فوقتاً اضافہ فرماتے رہیں گے۔

مِّمَّا يَشۡتَهُوۡنَ ﴿۲۲﴾۔ جو وہ چاہیں من فنون النعماء والوان الالاء یعنی قسم قسم کی نعمتیں اور میوے رنگارنگ یا کھانے کی اشیاء۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ متقی لوگ جنت میں مختلف قسم کی نعمتوں اور رنگارنگ میوے سے نوازے جائیں گے ان کے لئے وہاں اعلیٰ قسم کے پرندوں کا گوشت ہوگا اور یہ نعمتیں وقتاً فوقتاً ترقی پذیر ہوتی رہیں گی یعنی اضافہ ہی ہوتا رہے گا کمی نہ ہوگی اور جو بھی اہل جنت تمنا کریں گے یا جس چیز کی بھی خواہش و رغبت کریں گے ان کے لئے حاضر ہوگی۔ اور بطور احسان دم بدم نعمتیں عطا کی جائیں گی۔

يَتَنَازَعُوۡنَ فِيۡهَا كَاۡسًا لَّا لَغۡوٌ فِيۡهَا وَلَا تَاۡثِيۡمٌ ﴿۲۳﴾

ایک دوسرے سے لیتے ہیں وہ جام جس میں نہ ہوگی بیہودگی اور نہ گنہگاری۔

يَتَنَازَعُوۡنَ فِيۡهَا كَاۡسًا۔ ایک دوسرے سے لیتے ہیں وہ جام۔

ای یتجاذبونھا فی الجنۃ ھم وجلساؤھم تجاذب ملاعبۃ کما یفعل ذالک الندامی بینھم فی الدنیا لشدۃ سرور ھم۔

یعنی خوش طبعی کے طور پر وہ اور ان کے ہم نشین ایک دوسرے سے شراب سے بھرے ہوئے جام ایک دوسرے سے جھپٹ لیں گے جس طرح کہ شرابی دنیا میں باہم لذت و سرور کے طور پر کیا کرتے تھے۔

يَتَنَازَعُوۡنَ فِيۡهَا۔ وہ لیتے ہیں۔ لغت میں نزع کے معنی کھینچ لینے اور چھیننے کے ہیں مطلب یہ کہ جنتی لوگ ساقی سے جام شراب چھین لیں گے یا یہ کہ ہر شخص اس کے لینے میں پہل کرے گا اور ایسا کرنا خوش طبعی کے طور پر ہوگا اور لذت و سرور کیف و نشاط کے مظاہرہ کے طور پر ہوگا۔

كَاۡسًا۔ جام، پیالہ، الکاس خمر کی مؤنث سماعی ہے اور جس طرح کہ مشہور ہے وہ جام نہیں کہلاتا سوائے اس کے جب وہ شراب سے بھر جائے یا بھر جانے کے قریب ہو۔ راغب رحمہ اللہ نے کہا ہے۔

الکاس الاناء بما فیہ من شراب۔ کاس وہ برتن ہے جس میں شراب ہو اور دونوں کو یعنی برتن کو بھی اور مشروب ویسمی کل واحد منھا بانفرادہ کاسا سے بھرے ہوئے برتن کو بھی انفرادی طور پر کاس ہی کہا جاتا ہے۔

اور بعض مفسرین نے کہا ہے کہ اس سے مراد وہ برتن ہے جس میں شراب ہو اور بعض نے کہا مطلق شراب مراد ہے۔

لَّا لَغۡوٌ فِيۡهَا۔ جس میں نہ بیہودگی۔ ای فی شربھا حیث لا یتکلمون فی اثناء الشرب بلغو الحدیث

Marfat.com

وسقط الکلام۔یعنی اس شراب کے پینے کے دوران نہ تو بے ہودہ گفتگو کریں گے اور نہ ہی جھگڑا یا گالی گلوچ۔

وَ لَا تَاْثِیْمٌ ﴿۲۳﴾ ۔اور نہ گنہگاری ولا یفعلون ما یؤثم به فاعله ینسب الی الاثم لو فعله فی دار التکلیف کما هو دیدان الندامی فی الدنیا و انما یتکلمون بالحکم و احاسن الکلام و یفعلون ما یفعله الکرام۔

وہ ایسا کام نہ کریں گے جس پر گناہ کا اطلاق ہو اور یہاں لفظ اثم اس لئے بولا گیا ہے کہ اگر اسے دنیا میں کہا جاتا جس طرح شرابی دنیا میں کرتے ہیں یعنی بے ہودہ بکواس تو وہ دنیا میں گناہ کہلاتا لیکن یہاں تو وہ لوگ بکواس سے محفوظ ہوں گے لہٰذا گناہ کے ساتھ تو لفظ اثم صرف نسبت کے طور پر ہے نہ کہ وہ وہاں احکام اور حسن کلام کے ساتھ گفتگو کریں گے اور وہ کام کریں گے جو نیکوکار کرتے ہیں۔

بعض نے کہا ہے کہ شراب پینے کی وجہ سے جنتی لوگ گنہگار نہ ہوں گے، ایک قول یہ ہے جیسا کہ دنیا کی شراب میں قسم قسم کے مقاصد تھے جنت میں نہ ہوں گے، شراب جنت کے پینے سے نہ عقل زائل ہوگی نہ خصائل پر کوئی ناخوشگوار اثر ہوگا نہ پینے والا بے ہودہ بول سکے گا اور نہ ہی گنہگار ہوگا، کیونکہ جنت ایسا محل نہیں ہے۔

وَ یَطُوْفُ عَلَیْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۲۴﴾

اوران کے خدمت گار لڑکے ان کے گرد پھریں گے گویا وہ موتی ہیں چھپا کر رکھے گئے۔

وَ یَطُوْفُ عَلَیْهِمْ۔اوران پر پھریں گے ای بالکاس یعنی جنتی لوگوں پر ان کے خدمت گار شراب سے بھرے جام لئے پھریں گے۔

غِلْمَانٌ لَّهُمْ۔ان کے خدمت گار۔ای ممالیک مختصون بهم کما یوذن به اللام۔ان کے لئے خاص خادم ہوں گے جو ان کی ملکیت ہوں گے جیسا کہ لام سے واضح ہے۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کم ترین درجہ کا جنتی وہ ہوگا جس کی خدمت میں دس ہزار ہمہ وقت خدمتگار موجود ہوں گے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک ہزار ہوں گے اور ہر ایک الگ الگ خدمت پر مامور ہوگا۔

كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۲۴﴾۔گویا وہ موتی ہیں چھپا کر رکھے گئے۔مصون فی الصدف لم تنله الایدی۔

یعنی وہ خدمت گار ایسے ہوں گے جیسے سیپ کے پوشیدہ موتی جنہیں کوئی ہاتھ ہی نہ لگا، ابن جریر رحمہ اللہ نے کہا: ووجهه السه البیاض والصفاء۔کہ التشبیہ کی وجہ ان کی سفیدی، صفائی اور حسن ہے اور ابن المنذر، ابن جریر، عبدالرزاق نے قتادہ رحمہم اللہ سے مرسلا روایت کیا ہے کہ ہم سے بیان کیا گیا جب خادم کے حسن صفا کا یہ عالم ہوگا تو مخدوم کیسا ہوگا تو سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ان فضل ما بینهم کفضل القمر لیلة البدر علی سائر الکواکب۔یقیناً مخدوم کی فضیلت ان کے درمیان اس طرح ہوگی جس طرح چودھویں رات کے چمکتے ہوئے چاند کی تمام ستاروں پر۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ مخدوم مثل ماہتاب کے اور خدام مثل کواکب کے ہوں گے۔اور مخدوم کی صفائی اور حسن سب پر واضح، روشن اور فائق ہوگی۔

Marfat.com

وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ یَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِیْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِیْنَ ﴿۲۶﴾ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَیْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِیْمُ ﴿۲۸﴾

اوران میں سے ایک دوسرے کی طرف منہ کیا پوچھتے ہوں گے۔ بولے ہم اس سے پہلے اپنے گھروں میں سہے ہوئے تھے۔تو اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں لو کے عذاب سے بچالیا۔ بے شک ہم نے اپنی پہلی زندگی میں اس کی عبادت کی تھی بے شک وہی احسان فرمانے والا مہربان ہے۔

وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ یَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۵﴾۔ اوران میں سے ایک دوسرے کی طرف منہ کر کے پوچھتے ہوں گے۔

وَاَقْبَلَ۔ اورمنہ کیا، متوجہ ہوئے۔ اگر چہ اَقْبَلَ صیغہ ماضی ہے لیکن مراد مستقبل ہے یعنی ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوں گے۔

بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ یَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۵﴾۔ ان میں سے بعض بعض سے پوچھتے ہوں گے یعنی جنتی لوگوں میں سے ہر ایک دوسرے سے یا ان میں سے بعض بعض سے متوجہ ہو کر پوچھیں گے۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ای یسئل کل بعض منهم بعضاً اخر عن احواله واعماله فیکون کل بعض سائلا و مسئولا لا انه یسئل بعض معین منهم بعضا اخر معینا ثم هذا التساؤل فی الجنة کما هو الظاهر۔

یعنی ان میں سے ہر ایک دوسرے سے دریافت کرے گا اس کے احوال واعمال کے بارے میں پس سب میں سے بعض سائل ہوں گے اور بعض مسئول ہوں گے اور یوں نہیں کہ ان میں سے متعین بعض بعض خاص سے پوچھیں گے۔ پھر یہ پوچھنا جنت میں ہوگا جیسا کہ آیت سے واضح ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جنتی لوگ جنت میں ایک دوسرے سے پوچھیں گے کہ وہ دنیا میں کس حال میں تھے اور کیا عمل کرتے تھے۔

قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِیْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِیْنَ ﴿۲۶﴾۔ بولے ہم اس سے پہلے اپنے گھروں میں سہے ہوئے تھے۔

قَالُوْٓا۔ وہ کہیں گے۔

ای المسئولون و هم کل واحد منهم فی الحقیقة۔ یعنی وہ جو پوچھے جائیں گے اور درحقیقت ان میں سے ہر ایک شخص پوچھا جائے گا، مطلب یہ ہے کہ ہر کوئی ایک دوسرے سے پوچھے گا اور وہ کہیں گے۔

اِنَّا كُنَّا قَبْلُ۔ اس سے پہلے تھے۔ **اي قبل هذا الحال**۔ یعنی اس حال سے پہلے جنت میں آنے سے پہلے دنیا میں۔

فِیْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِیْنَ ﴿۲۶﴾۔ اپنے گھروں میں سہے ہوئے۔ **ارقاء القلوب خائفین من عصیان الله عز وجل معتنین بطاعة سبحانه او وجلین من العاقبة۔**

یعنی ان کے دل ڈرے ہوئے تھے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کے باعث اور نیکیوں کے عدم قبول کے اور خدشہ فکر آخرت کے سبب سے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ جنتی لوگ جنت میں باہم پوچھنے پر بتائیں گے کہ دنیا میں وہ سہے ہوئے اور ڈرے ہوئے تھے وہ

Marfat.com

اپنے گناہوں اور نافرمانیوں سے خوف زدہ تھے اور نیکیوں کے بارے میں امید کے باوجود یہ خطرہ محسوس کرتے تھے کہ شائد قبول نہ ہوں، آخرت میں گرفت کا ڈر بھی تھا اور نفس وشیطان سے ایمان میں خلل کا دھڑ کا بھی تھا۔

فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾۔ تو اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں لو کے عذاب سے بچالیا۔

فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا۔ تو اللہ نے ہم پر احسان کیا۔ ای بالرحمة و التوفیق۔ یعنی اللہ عزوجل نے اپنے لطف ومہربانی سے ہم پر کرم کیا اور ہماری بخشش فرمادی۔

وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾۔ اور ہمیں لو کے عذاب سے بچالیا۔ و قال الحسن: (السَّمُوْمِ) اسم من اسماء جهنم۔ اور حسن رحمہ اللہ نے کہا کہ سموم جہنم کے ناموں میں سے ہے یعنی ہمیں جہنم کے عذاب سے بچالیا، آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ای عذاب النار النافذة فی المسام نفوذ السموم و هو الریح الحارة المعروفة۔ یعنی ایسی آگ کے عذاب سے جو لو کی طرح جسم کے مسامات میں سرایت کرنے والی ہے اور عرف میں اسے گرم لو کہتے ہیں۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے ہم پر لطف کرم کیا اور ہمیں گرم لو کے عذاب دوزخ سے نجات دی اور ہماری سعی اپنے فضل سے قبول فرمائی اور ہمیں جنت عطا فرمائی۔

اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ﴿۲۸﴾

بے شک ہم نے پہلی زندگی میں اس کی عبادت کی تھی۔ بے شک وہی احسان فرمانے والا مہربان ہے۔

اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ؕ۔ بے شک ہم نے پہلی زندگی میں اس کی عبادت کی تھی۔

ای انا کنا من قبل ذلک نعبده و تعلی و نسئله الوقایة۔ یعنی اس سے پہلے ہم دنیا میں پروردگار جل وعلا کی بندگی کرتے تھے اور اس سے دعا مانگتے تھے کہ ہمیں عذاب دوزخ سے بچالے۔

اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ﴿۲۸﴾۔ بے شک وہی احسان فرمانے والا مہربان ہے۔

یعنی اس رحیم وکریم غایت درجہ مہربان پروردگار عزوجل نے ہماری التجاؤں کو شرف قبولیت بخشا اور ہمیں اپنی نعمتوں سے سرفراز فرمایا، جنت عطا کی اور اپنے فضل سے سرخرو کیا۔ بلاشبہ وہ ہی احسان کرنے والا اور ہمیشہ لطف وکرم اور مہربانی کرنے والا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع - سورۃ الطّور - پ ۲۷

فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ؕ ﴿۲۹﴾	تو اے محبوب تم نصیحت فرماؤ کہ تم اپنے رب کے فضل سے نہ کاہن ہو نہ مجنون
اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ﴿۳۰﴾	یا کہتے ہیں یہ شاعر ہیں ہمیں ان پر حوادثات زمانہ کا انتظار ہے
قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ ؕ ﴿۳۱﴾	تم فرماؤ انتظار کئے جاؤ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار میں ہوں
اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ۚ ﴿۳۲﴾	کیا ان کی عقلیں انہیں یہی بتاتی ہیں یا وہ سرکش لوگ ہیں

Marfat.com

أَمْ يَقُولُونَ تَقَوَّلَهُ ۚ بَل لَّا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٣﴾

یا کہتے ہیں انہوں نے یہ قرآن بنا لیا بلکہ وہ ایمان نہیں رکھتے

فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ إِن كَانُوا صَادِقِينَ ﴿٣٤﴾

تو اس جیسی ایک بات تو لے آئیں اگر وہ سچے ہیں

أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ﴿٣٥﴾

کیا وہ کسی اصل سے نہ بنائے گئے یا وہی بنانے والے ہیں

أَمْ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ ۚ بَل لَّا يُوقِنُونَ ﴿٣٦﴾

یا آسمان اور زمین انہوں نے پیدا کئے بلکہ انہیں یقین نہیں

أَمْ عِندَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُونَ ﴿٣٧﴾

یا ان کے پاس تیرے رب کے خزانے ہیں یا وہ کڑوڑے (ذمہ دار) ہیں

أَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَسْتَمِعُونَ فِيهِ ۖ فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُم بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿٣٨﴾

یا ان کے پاس کوئی زینہ ہے جس میں چڑھ کر سن لیتے ہیں تو ان کے سننے والا کوئی روشن سند لائے

أَمْ لَهُ الْبَنَاتُ وَلَكُمُ الْبَنُونَ ﴿٣٩﴾

کیا اس کو بیٹیاں اور تم کو بیٹے

أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُم مِّن مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُونَ ﴿٤٠﴾

یا تم ان سے کچھ اجرت مانگتے ہو تو وہ چٹی کے بوجھ میں دبے ہیں

أَمْ عِندَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ﴿٤١﴾

یا ان کے پاس غیب ہیں جس سے وہ حکم لگاتے ہیں

أَمْ يُرِيدُونَ كَيْدًا ۖ فَالَّذِينَ كَفَرُوا هُمُ الْمَكِيدُونَ ﴿٤٢﴾

یا کسی داؤ کے ارادوں میں ہیں تو کافروں ہی پر داؤ پڑنا ہے

أَمْ لَهُمْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٤٣﴾

یا اللہ کے سوا ان کا کوئی اور خدا ہے اللہ کو پاکی ہے ان کے شرک سے

وَإِن يَرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ سَاقِطًا يَقُولُوا سَحَابٌ مَّرْكُومٌ ﴿٤٤﴾

اور اگر آسمان سے کوئی ٹکڑا گرتا دیکھیں تو کہیں گے تہ بہ تہ بادل ہے

فَذَرْهُمْ حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي فِيهِ يُصْعَقُونَ ﴿٤٥﴾

تو تم انہیں چھوڑ دو یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن سے ملیں جس میں بے ہوش ہوں گے

يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿٤٦﴾

جس دن ان کا داؤ کچھ کام نہ دے گا اور نہ ان کی مدد ہو

وَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا دُونَ ذَٰلِكَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٤٧﴾

اور بے شک ظالموں کے لئے اس سے پہلے ایک عذاب ہے مگر ان میں اکثر کو خبر نہیں

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا ۖ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ ﴿٤٨﴾

اور اے محبوب تم اپنے رب کے حکم پر ٹھہرے رہو کہ بے شک تم ہماری نگہداشت میں ہو اور اپنے رب کی تعریف

Marfat.com

وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ ﴿٤٩﴾ ع

کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو جب تم کھڑے ہو اور کچھ
رات میں اس کی پاکی بولو اور تاروں کے پیٹھ دیتے

حل لغات دوسرا رکوع - سورۃ الطور - پ ۲۷

فَذَكِّرْ۔ تو نصیحت کرو	فَمَآ۔ تو نہیں	اَنْتَ۔ تو	بِنِعْمَتِ۔ نعمت
رَبِّكَ۔ اپنے رب کی سے	بِكَاهِنٍ۔ کاہن	وَّ۔ اور	لَا۔ نہ
مَجْنُوْنٍ۔ دیوانہ	اَمْ۔ یا	يَقُوْلُوْنَ۔ کہتے ہیں	شَاعِرٌ۔ شاعر ہے
نَّتَرَبَّصُ۔ ہم انتظار کرتے ہیں		بِهٖ۔ اس کے متعلق	رَيْبَ۔ گردش
الْمَنُوْنِ۔ زمانے کی کا	قُلْ۔ فرماؤ	تَرَبَّصُوْا۔ انتظار کرو	فَاِنِّيْ۔ تو بے شک میں بھی
مَعَكُمْ۔ تمہارے ساتھ	مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ۔ انتظار کرنے والوں سے ہوں		اَمْ۔ یا
تَاْمُرُ۔ حکم دیتی ہیں	هُمْ۔ ان کو	اَحْلَامُهُمْ۔ ان کی عقلیں	بِهٰذَآ۔ اس کا
اَمْ۔ یا	هُمْ۔ وہ	قَوْمٌ۔ لوگ ہیں	طَاغُوْنَ۔ سرکش
اَمْ۔ یا	يَقُوْلُوْنَ۔ کہتے ہیں	تَقَوَّلَهٗ۔ بنالیا ہے خود اس نے اس کو	
بَلْ۔ بلکہ	لَّا۔ نہیں	يُؤْمِنُوْنَ۔ ایمان لاتے	فَلْيَاْتُوْا۔ تو چاہیے لائیں
بِحَدِيْثٍ۔ ایک بات	مِّثْلِهٖٓ۔ اس جیسی	اِنْ۔ اگر	كَانُوْا۔ ہیں وہ
صٰدِقِيْنَ۔ سچے	اَمْ۔ یا	خُلِقُوْا۔ پیدا کیے گئے ہیں	مِنْ غَيْرِ۔ بغیر کسی
شَيْءٍ۔ چیز کے	اَمْ۔ یا	هُمُ۔ وہ ہیں	الْخٰلِقُوْنَ۔ پیدا کرنے والے
اَمْ۔ یا	خَلَقُوا۔ پیدا کیا انہوں نے	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں	وَ۔ اور
الْاَرْضَ۔ زمین کو	بَلْ۔ بلکہ	لَّا۔ نہیں	يُوْقِنُوْنَ۔ یقین کرتے
اَمْ۔ یا	عِنْدَ۔ پاس	هُمْ۔ ان کے	خَزَآئِنُ۔ خزانے ہیں
رَبِّكَ۔ تیرے رب کے	اَمْ۔ یا	هُمُ۔ وہ ہیں	الْمُصَيْطِرُوْنَ۔ ذمہ دار
اَمْ۔ یا	لَهُمْ۔ ان کے پاس	سُلَّمٌ۔ سیڑھی ہے کہ	يَّسْتَمِعُوْنَ۔ سن لیتے ہیں
فِيْهِ۔ اس میں	فَلْيَاْتِ۔ تو لے آئے	مُسْتَمِعُهُمْ۔ ان کا سننے والا	بِسُلْطٰنٍ۔ کوئی دلیل
مُّبِيْنٍ۔ روشن	اَمْ۔ یا	لَهُ۔ اس کے لئے	الْبَنٰتُ۔ بیٹیاں ہیں
وَ۔ اور	لَكُمُ۔ تمہارے لئے	الْبَنُوْنَ۔ بیٹے	اَمْ۔ یا
تَسْئَلُهُمْ۔ مانگتا ہے تو ان سے	اَجْرًا۔ مزدوری	فَهُمْ۔ تو وہ	مِّنْ مَّغْرَمٍ۔ تاوان سے
مُّثْقَلُوْنَ۔ بوجھل ہیں	اَمْ۔ یا	عِنْدَ۔ پاس	هُمُ۔ ان کے
الْغَيْبُ۔ غیب ہے	فَهُمْ۔ سو وہ	يَكْتُبُوْنَ۔ لکھتے ہیں	اَمْ۔ یا
يُرِيْدُوْنَ۔ چاہتے ہیں	كَيْدًا۔ مکر کرنا	فَالَّذِيْنَ۔ تو وہ جو	كَفَرُوْا۔ کافر ہوئے

Marfat.com

ھُمُ۔ وہی الْمَكِيْدُوْنَ۔ مکر میں آئیں گے اَمْ۔ یا
لَهُمْ۔ ان کے لئے اِلٰهٌ۔ معبود ہے غَيْرُ۔ سوا اللّٰهِ۔ اللہ کے
سُبْحٰنَ۔ پاک ہے اللّٰهِ۔ اللہ عَمَّا۔ اس سے جو يُشْرِكُوْنَ۔ شرک کرتے ہیں
وَ۔ اور اِنْ۔ اگر يَّرَوْا۔ دیکھیں كِسْفًا۔ ٹکڑا
مِّنَ السَّمَآءِ۔ آسمان سے سَاقِطًا۔ گرتا ہوا يَّقُوْلُوْا۔ کہیں سَحَابٌ۔ بادل ہے
مَّرْكُوْمٌ۔ تہ بہ تہ فَذَرْ۔ سو چھوڑ هُمْ۔ ان کو حَتّٰى۔ یہاں تک کہ
يُلٰقُوْا۔ ملیں يَوْمَهُمُ۔ اپنے دن کو الَّذِيْ۔ وہ فِيْهِ۔ جس میں
يُصْعَقُوْنَ۔ بے ہوش ہو جائیں گے يَوْمَ۔ جس دن لَا۔ نہ
يُغْنِيْ۔ کام آئے گا عَنْهُمْ۔ ان کے كَيْدُ۔ مکر هُمْ۔ ان کا
شَيْـًٔا۔ کچھ بھی وَّ۔ اور لَا۔ نہ هُمْ۔ وہ
يُنْصَرُوْنَ۔ مدد دیے جائیں گے وَ۔ اور اِنَّ۔ بے شک
لِلَّذِيْنَ۔ ان کے لئے جو ظَلَمُوْا۔ ظالم ہیں عَذَابًا۔ عذاب ہے دُوْنَ۔ سوا
ذٰلِكَ۔ اس کے بھی وَ۔ اور لٰكِنَّ۔ لیکن اَكْثَرَ۔ اکثر
هُمْ۔ ان کے لَا۔ نہیں يَعْلَمُوْنَ۔ جانتے وَ۔ اور
اصْبِرْ۔ صبر کر لِحُكْمِ۔ واسطے حکم رَبِّكَ۔ اپنے رب کے فَاِنَّكَ۔ پس بے شک تو
بِاَعْيُنِنَا۔ ہماری نگاہ میں ہے وَ۔ اور سَبِّحْ۔ تسبیح بیان کر
بِحَمْدِ۔ ساتھ حمد رَبِّكَ۔ اپنے رب کے حِيْنَ۔ جب تو تَقُوْمُ۔ کھڑا ہو
وَ۔ اور مِنَ الَّيْلِ۔ رات کے کچھ حصہ میں فَسَبِّحْهُ۔ اس کی تسبیح کر
وَ۔ اور اِدْبَارَ۔ پیٹھ دیتے وقت النُّجُوْمِ۔ تاروں کے

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع۔ سورۃ الطور۔ پ ۲۷

فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ﴿٢٩﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ﴿٣٠﴾
قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ ﴿٣١﴾

تو اے محبوب تم نصیحت فرماؤ کہ تم اپنے رب کے فضل سے کاہن ہو نہ مجنون۔ یا کہتے ہیں یہ شاعر ہیں ہمیں ان پر حوادث زمانہ کا انتظار ہے۔ تم فرماؤ انتظار کئے جاؤ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار میں ہوں۔

فَذَكِّرْ۔ تو اے محبوب نصیحت فرماؤ۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: فاثبت علی ما انت علیه من التذکیر بما انزل علیک من الآیات والذکر الحکیم ولا تکتر بما یقولون مما لا خیر فیه من الاباطیل۔

پس آپ نصیحت سے جو آپ پر قرآن حکیم کی آیات اتاری گئی ہیں، جمے رہیے اور کفار جو کچھ کہتے ہیں ان سے پریشان

Marfat.com

نہ ہوں کیونکہ اس میں نہ تو بھلائی ہے اور وہ بے سروپا باتیں ہیں۔ بعض نے کہا: فَذَكِّرْ میں ف سببیہ ہے اور وعظ ونصیحت کے کام کا باعث ہے اور آپ اس امر پر مامور ہیں یعنی آپ کفار کی بے بنیاد اور شرانگیز باتوں سے دل برداشتہ یا رنجیدہ نہ ہوں اور آپ اپنا کام دعوت ارشاد ووعظ ونصیحت کرتے رہیں۔

فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ۔ کہ تم اپنے رب کے فضل سے نہ کاہن ہو۔

فَمَآ اَنْتَ۔ تو نہیں ہیں آپ۔ یعنی آپ نہ ہی کاہن اور مجنون ہیں بلکہ آپ اللہ کے نبی اور رسول ہیں۔ کفار کی باتوں پر توجہ نہ فرمائیں۔ آپ لوگوں کو نصیحت کریں فَمَآ میں ف بطور تعلیل کے وارد ہے جو متضمن ہے کہ آپ اپنا کام جاری رکھیں۔

بِنِعْمَتِ رَبِّكَ۔ اپنے پروردگار کے فضل سے۔ یہاں نعمت سے مراد نبوت اور عقل سلیم ہے۔ رَبِّكَ۔ میں بطور خاص اپنے فضل کی نسبت آپ کی طرف کی گئی ہے کہ آپ کے پروردگار نے آپ کو شرف ورسالت سے سرفراز فرمایا اور عقل سلیم بکمال عطا فرمائی ہے۔

بِكَاهِنٍ۔ نہ ہی کاہن۔ اس میں ب تاکید کے لئے یعنی آپ کاہن نہیں، کاہن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ کاہن وہ ہوتا ہے جو اٹکل سے غیب کی خبریں دے اور امام راغب رحمہ اللہ نے کہا کاہن وہ شخص ہے جو اسی طرح گزری ہوئی پوشیدہ باتیں بتائے یا پھر یونہی مستقبل کی خبریں دے۔ والمشهور فی الکهانة الاستمداد من الجن فی الاخبار عن الغیب۔ اور کہانت کے بارے میں کہ جنوں سے غیب کی خبروں میں مدد لے، کفار آپ کو کاہن کہتے حالانکہ جانتے تھے کہ آپ نہ ہی کاہن ہیں اور نہ ہی آپ میں کوئی کاہنوں جیسی بات ہے آپ نبی ورسول ہیں اور نبوت اور کہانت میں کیا تعلق ہے سوائے اس کے کہ محض الزام تراشی ہو جو فی نفسہ باطل اور گھٹیا حرکت ہے۔ کفار کبھی کاہن کہتے اور کبھی مجنون اور اس تضاد سے ان کی بیہودگی واضح ہے کہ کاہن نہ مجنون ہوسکتا ہے اور نہ ہی مجنون کاہن اور آپ دونوں باتوں سے پاک ومنزہ اس لئے کہ آپ نبی ورسول ہیں اور آپ کو جو صداقت وسچائی، عقل کی رجاحت حاصل ہے وہ کسی کو عطا نہیں ہوئی، اور ایک قول یہ ہے کہ نعمت کے ساتھ ''ب'' قسمیہ ہے جو عظمت نعمت اور شرافت وکرامت پر دلالت کرتی ہے اور ایک قول ہے ''ب'' سببیہ ہے جیسا کہ مضمون سے ظاہر ہے اور مطلب ہے کہ کفار کا یہ مقولہ انتہائی لچر ولغو ہے اور فی نفسہ ان کی خود مذمت کرتا ہے، کفار میں جس شخص نے آپ کو کاہن کہا شیبہ بن ربیعہ تھا۔

وَّلَا مَجْنُوْنٍ ﴿۲۹﴾۔ اور نہ ہی مجنون۔

مجنون وہ شخص ہوتا ہے جس کی عقل میں خرابی ہو اور وہ غور وفکر کی استعداد نہ رکھتا ہو، کفار میں سے عقبہ ابن ابی معیط نے یہ بکواس کی حالانکہ تمام کفار کو آپ کی عظمت کلام، وفور عقل اور اعلیٰ بصیرت کا اعتراف تھا۔ ان کا مقصد صرف آپ کو رنج پہنچانا تھا، تو اس آیت میں ان کے لغو وافتراء اقوال کی تردید کی اور اپنے فضل ونعمت کا بتاکید ذکر کرتے ہوئے آپ کی تشفی فرمائی اور اس رنج سے آپ کو دور کیا جو آپ کی شان محبوبیت پر دلالت کرتا ہے اور ارشاد فرمایا کہ محبوب ان لوگوں کی بیہودہ باتوں کو خاطر اقدس میں جگہ نہ دیجئے اور اپنا وعظ ونصیحت (تذکیر) جاری رکھیے اور اس پر جمے اور ڈٹے رہیے۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ۔ یا وہ شاعر کہتے ہیں۔

ای بل یقولون۔ یعنی وہ یہ بھی کہتے ہیں۔

Marfat.com

3B

شَاعِرٌ۔ ای هو شاعر یعنی کہ وہ (آپ) شاعر ہیں، حالانکہ وہ بخوبی جانتے کہ جو کچھ آپ انہیں پیش کرتے ہیں وہ کلام الٰہی عزوجل ہے نہ کہ شاعری ہے اور نہ شاعری سے اس کا کوئی رشتہ و تعلق ہے، شاعر کہہ کر اپنے آپ کو فریب دیتے ہیں۔

نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ۝۳۰۔ ہمیں ان پر حوادث زمانہ کا انتظار ہے۔

نَّتَرَبَّصُ۔ ای ننتظر یعنی ہم منتظر ہیں۔

بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ۝۳۰۔ای الدهر و هو فعول من المن بمعنی القطع لانه یقطع الاعمار وغیرها و منه حبل منین ای مقطوع والریب مصدر رابه اذا اقلقه – ازید به حوادث الدهر و صروفه لانها تقلق النفوس۔

یعنی زمانہ اور منون منّه سے اسم مفعول ہے جس کے معنی کاٹنے کے ہیں کیونکہ زمانہ یا موت زندگی اور اس کے علاوہ کو کاٹ دیتا ہے اور اس سے حبل منین کٹی ہوئی رسی مراد ہے اور ریب راب کا مصدر ہے جس کا مطلب مضطرب اور پریشان کرنا یا رنج میں ڈال دینا اس سے مراد زمانہ کے حوادث اور حالات کی تبدیلی ہے جو انسان کو رنجیدہ کرتی رہتی ہے۔ مجاہد رحمہ اللہ کا قول ہے کہ منون سے مراد دھر (زمانہ) ہے اور ابن عباس کے نزدیک اس سے مراد موت ہے یعنی آپ بھی ایک شاعر ہیں جس طرح دوسرے شاعر مر گئے اور ان کی موت نے ان کے ساتھیوں کو پراگندہ کر دیا یہ بھی اسی طرح ہو جائیں گے اور کہا گیا ہے کہ کفار کہتے تھے کہ حضرت کے والد نے عین شباب میں انتقال کیا ان کے ساتھ بھی ایسا ہوگا اور ہم اسی وقت (آپ کی موت) کے منتظر ہیں۔

قُلْ تَرَبَّصُوْا۔ تو فرماؤ انتظار کئے جاؤ۔

تهکم بهم و تهدید لهم۔ یعنی آپ بطور تہدید ان سے کہہ دیں اگر یونہی ہے تو انتظار کئے جاؤ یہاں تک کہ حکم الٰہی عزوجل ظاہر ہو جائے۔

فَاِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِیْنَ ۝۳۱۔ اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار میں ہوں۔

اتربص هلاککم کما تتربصون هلاکی و فیه عدة کریمة باهلاکهم۔ میں بھی تمہاری ہلاکت کے انتظار میں ہوں جس طرح تم مجھ پر حوادث زمانہ کے انتظار میں ہو اور اس میں کفار کی ہلاکت کی واضح وعید ہے۔ واضح مفہوم یہ ہے کہ اگر تم اسی خیال میں ہو کہ مجھ پر حوادث زمانہ واقع ہوں تو بڑی اچھی بات ہے تم انتظار کرو۔ اور میں بھی تمہارے ساتھ اس وقت کا منتظر ہوں جب ہمارے درمیان فیصلہ ہو جائے گا کہ کون سچائی پر تھا اور کون گمراہی پر، میں بھی تمہارے لئے حکم الٰہی کا منتظر ہوں بالآخر بدر کے روز یہ وعدہ پورا ہو گیا۔ اور یوم الفرقان (روز بدر) حق و باطل کا امتیاز ہو گیا۔

اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَاۤ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ۝۳۲ اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝۳۳ فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖۤ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ۝۳۴

کیا ان کی عقلیں یہی بتاتی ہیں یا وہ سرکش لوگ ہیں۔ یا کہتے ہیں انہوں نے یہ قرآن بنا لیا بلکہ وہ ایمان نہیں رکھتے۔ تو اس جیسی ایک بات تو لے آئیں اگر سچے ہیں۔

اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَاۤ۔ کیا ان کی عقلیں ان کو یہی بتاتی ہیں۔

Marfat.com

ای عقو لھم و کانت قریش یدعون اھل الاحلام و النھی۔
یعنی ان کی عقلیں اور قریش کے لوگ اہل عقل و دانش جانے جاتے تھے۔

بِهٰذَآ۔التناقض فی المقال الکاھن والشاعر یکونان ذا عقل نام و فطنة و قادة والمجنون مغطی عقلہ مختل فکرہٗ۔ان کے اقوال میں تناقض ہے کہ کاہن اور شاعر تو وہ لوگ ہوتے ہیں جو بڑے عقل منداور ذہین اور وسیع النظر ہوتے ہیں اور مجنون وہ ہوتا ہے جو بے عقل اور حواس سے عاری ہو۔واضح مفہوم یہ ہے کہ قریش مکہ جو عقلمند مشہور ہیں اور لوگ انہیں سمجھدار جانتے ہیں کیا انہیں عقل منداور مجنون میں فرق دکھائی نہیں دیتا۔وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کبھی کاہن، کبھی شاعر اور کبھی مجنون کہتے ہیں تو کیا ان باتوں میں کوئی ربط ہے اور کیا یہ تضاد اقوال اہل دانش کا طریقہ ہے ظاہر ہے ہرگز نہیں بلکہ وہ ایسا صرف اس لئے کر رہے ہیں کہ حسد وعناد میں بہت دور جا چکے ہیں اور اپنی حاسدانہ روش میں انہیں حق و باطل کا فرق یہ نہیں کہ نظر نہیں آتا بلکہ وہ دیکھنا ہی نہیں چاہتے۔ورگرنہ ان متضاد باتوں کی گنجائش کہاں ہے۔

اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿۳۲﴾۔یا وہ سرکش لوگ ہیں۔

مجاوزون الحدود فی المکابرة والعناد۔یعنی کفار مکہ اللہ عزوجل کے رسول ﷺ کی مخالفت اور عناد میں حدود کو پھلانگ چکے تھے اور وہ واضح اور روشن دلائل کے باوصف غلط سلط اور بے سروپا باتوں کے بنانے میں مصروف، جو فی نفسہ ان کی بے عقلی پر دلالت کررہی ہے اور دوسری طرف پیغام رسول ﷺ کی حقانیت کو روشن سے روشن تر کر رہی ہے۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ ۔یا یہ کہتے ہیں: انہوں نے قرآن بنالیا۔

ای اختلقه من تلقاء نفسه۔یعنی وہ کہتے ہیں کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دل سے قرآن کو گھڑ لیا ہے اللہ کی طرف سے یہ نازل نہیں ہوا، کفار کا یہ مقولہ عناد و دشمنی کی وجہ سے ہے اور یہ بھی پہلی باتوں کی طرح ہے کہ آپ معاذ اللہ ساحر، شاعر یا مجنون ہیں۔

بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾۔بلکہ وہ ایمان نہیں رکھتے۔

فلکفرھم و عنادھم یرمون بھذہ الاباطیل کیف و ما رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا واحد من العرب فکیف اتی بما عجز عنه کافیة الامم من العرب والعجم۔تو کفار کا ایسا کہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود قرآن بنالیا، ان کے غایت درجہ کفر وعناد کی وجہ سے ہے کہ اس طرح کی الزام تراشیاں کرتے ہیں جن کی کوئی اصل نہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرب میں یکتا ہوئے اور کوئی ایسا نہ ہوا جو ان کی طرح لایا جس کے سامنے عرب وعجم کے لوگ عاجز ہوگئے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ کفار مکہ اور قریش کا یہ کہنا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کو اپنے دل سے بنالیا ہے اور یہ پروردگار کے ہاں سے نازل نہیں ہوا بلکہ انہی باتوں کی طرح ایک تہمت تراشی ہے جس طرح کہ وہ لوگ آپ کو بغیر سوچے سمجھے شاعر و ساحر کاہن یا مجنون کہہ دیتے ہیں۔ان کا یوں کہنا صرف اور صرف حسد وعناد کی وجہ سے ہے جس میں وہ حدود کو پھلانگ چکے ہیں اور حق و باطل میں فرق نہیں کرنا چاہتے حالانکہ بخوبی سمجھتے ہیں کہ یہ حق ہے۔اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس قرآن کو دل سے بنالیا ہوتا تو عرب کے فصحاء، بلغاء و شعرا کو کیا ہوا کہ وہ اس کی مثل نہ لاسکے صرف وہ ہی نہیں بلکہ انہیں اس کا

Marfat.com

چیلنج دیا گیا ہے مگر نہ تو وہ انفرادی طور پر اور نہ ہی اجتماعی طور پر مثل قرآن لا سکے اور نہ ہی کلام بلاغت، اخبار غیوب پیش کر سکے جو قرآن کا خاصہ ہے۔ اگلی آیت میں اسی امر کا اعادہ ہے۔

فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ۔ تو اس جیسی ایک بات تو لے آئیں۔

مماثل القرآن فی النعوت التی استقل بها من حیث النظم و من حیث المعنی۔

یعنی حسن وخوبی، فصاحت وبلاغت، نظم ومعنی میں قرآن کی مثل لائیں، یہاں ایک اہم بات یہ ہے کہ کفار میں کاہن بھی تھے اور شاعر بھی، اگر قرآن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بنایا ہوا ہے تو تم ایسا کیوں نہیں بنا لاتے، رہی مجنون کی بات تو وہ خود کفار کے قول کی نفی کرتی ہے ساحر وشاعر وکاہن عقلمند ہوئے۔ اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ایک شخص کاہن بھی شاعر بھی ہو اور مجنون بھی، آخری الزام یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود قرآن بنا لیا تو اب کھلی دعوت ہے کہ اگر تم ایسا سمجھتے ہو تو تم قرآن کی مثل لاؤ جو فصاحت وبلاغت، نظم ومعنی، ایجاز واختصار اور اخبار میں اس کی مثل ہو۔

إِن كَانُوا صَادِقِينَ ﴿٣٤﴾۔ اگر سچے ہیں۔

اگر کفار اپنے دعویٰ میں کوئی صداقت رکھتے ہیں تو پھر انفرادی یا اجتماعی طور پر قرآن کی مثل کیوں نہیں لے آتے کیونکہ وہ بھی انسان ہیں اور عرب کے رہنے والے ہیں اور شعر وسحر، کہانت، فصاحت وبلاغت نظم ونثر کے خوب سمجھنے جاننے والے ہیں جب وہ اس کا جواب لانے سے قاصر ہیں اور نہ ہی لا سکتے ہیں تو ان کا دعویٰ جھوٹا ہوا اور بے سر وپا تمہیں گھڑنا روز روشن کی طرح واضح ہو گیا اور کفار اپنے ہی اقوال باطلہ کی روشنی میں جھوٹے ثابت ہوں گے لیکن مانتے اس لئے نہیں کہ عناد وتعصب ودشمنی وعداوت نے انہیں اندھا کر رکھا ہے۔

أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ﴿٣٥﴾ أَمْ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ ۚ بَل لَّا يُوقِنُونَ ﴿٣٦﴾ أَمْ عِندَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُونَ ﴿٣٧﴾

کیا وہ کسی اصل سے نہ بنائے گئے یا وہی بنانے والے ہیں۔ یا آسمان اور زمین انہوں نے پیدا کئے بلکہ انہیں یقین نہیں۔ یا ان کے پاس تمہارے رب کے خزانے ہیں یا وہ کڑوڑے (خود مختار) ہیں۔

أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ﴿٣٥﴾

کیا وہ کسی اصل سے نہ بنائے گئے یا وہی بنانے والے ہیں۔

أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ۔ کیا وہ کسی اصل سے نہ بنائے گئے۔

ای ام احدثوا وقدروا هذا التقدیر البدیع من غیر مقدر و خالق۔ یعنی کیا یہ لوگ بغیر کسی پیدا کرنے والے کے از خود پیدا ہو گئے ہیں، اور طبری رحمہ اللہ نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ وہ کسی غیر زندہ سے پیدا کئے گئے ہیں کہ انہیں جمادات کی طرح نہ حکم دیا جائے اور نہ روکا جائے اور ایک قول ہے کہ کیا وہ ماں باپ سے پیدا نہ ہوئے، جماد بے عقل ہیں کہ ان پر کوئی حجت قائم نہ کی جائے گی حالانکہ ایسا نہیں یا مطلب یہ ہے کہ کیا رب عز وجل نے انہیں نطفہ سے پیدا نہیں کیا ہے۔ معدوم سے موجود ہونا بغیر موجدہ خالق کے کیونکر ممکن ہے۔ اور ایک قول ہے کہ بلا وجہ پیدا نہیں کئے گئے بلکہ شرعی احکام کے لئے مکلف پیدا کئے گئے ہیں۔

Marfat.com

اَمۡ هُمُ الۡخٰلِقُوۡنَ ﴿٣٥﴾۔ یا وہی بنانے والے ہیں۔

اَیِ الَّذِیۡنَ خُلِقُوا اَنۡفُسَهمۡ فَلِذٰلِکَ لَا یَعۡبدونَ اللّٰهَ عزوجَلَّ وَلَا یَلۡتَفِتُوۡنَ اِلٰی رسولهٖ صلی الله علیه وسلم۔

یعنی کیا ان لوگوں نے اپنے کو خود پیدا کیا ہے پس اس لئے عزوجل کی عبادت نہیں کرتے اور اس کے رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف توجہ نہیں کرتے حالانکہ اللہ عزوجل کے بغیر ان کا پیدا ہونا کیونکر ممکن ہے۔ جب یہ محال ہے تو انہیں ماننا پڑے گا کہ اللہ عزوجل نے پیدا کیا پھر اللہ عزوجل کے سوا کسی کی بندگی کی کیا وجہ ہے۔ یعنی ان کی بت پرستی کا کیا سبب ہے۔

اَمۡ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ ۚ بَلۡ لَّا یُوۡقِنُوۡنَ ﴿٣٦﴾ؕ

یا آسمان اور زمین انہوں نے پیدا کئے بلکہ انہیں یقین نہیں۔

اَمۡ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ ۚ۔ یا آسمان اور زمین انہوں نے پیدا کئے۔

وقال ابن عطیه: المراد اهم الذین خلقوا الاشیاء فهم لذلک یتکبرون ثم خصَّ من تلک الاشیاء السموات والارض لعظمهما و شرفهما فی المخلوقات و فیه ما سمته۔

ابن عطیہ نے کہا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ کیا انہوں نے وہ تمام اشیاء کو پیدا کیا ہے جس کی وجہ سے وہ تکبر کر رہے ہیں اور مغرور ہو رہے ہیں پھر ان اشیاء یعنی آسمانوں اور زمین کی عظمت و بزرگی کو بطور خاص ذکر کیا ہے جو انہیں مخلوقات میں ہے۔ اور اس میں جو ذکر ہوا اس میں واضح دلیل ہے کہ جس طرح آسمان و زمین کو انہوں نے نہیں بنایا بلکہ رب العزت نے پیدا کیا یونہی وہ از خود نہیں پیدا ہوئے بلکہ انہیں بھی رب العزت ہی نے خلق کیا تو ان پر لازم تھا کہ قدرت رب عزوجل پر یقین رکھتے اور اللہ عزوجل کی بندگی کرتے۔

بَلۡ لَّا یُوۡقِنُوۡنَ ﴿٣٦﴾۔ بلکہ انہیں یقین نہیں۔

ای اذا سئلوا من خلقکم و خلق السموت و الارض؟ قالو: الله وهم غیر موقنین بما اذ لو کانوا موقنین لما اعرضوا عن عبادته تعالی فان من عرف خالقه وایقن به امتثل امره و انقاد له۔

یعنی جب پوچھیں کہ تمہیں کس نے پیدا کیا اور آسمانوں اور زمین کو کس نے بنایا تو کہیں گے اللہ نے۔ لیکن وہ پختہ یقین نہیں رکھتے اس لئے کہ اگر وہ یقین رکھنے والے ہوتے تو اللہ کریم کی بندگی سے ہرگز منہ نہ موڑتے پس جس نے اپنے پروردگار عزوجل کو پہچان لیا اور اس پر یقین کیا وہ اس کی بندگی اور اس کی اطاعت امر سے کیونکر رک سکتا ہے۔

اَمۡ عِنۡدَهُمۡ خَزَآئِنُ رَبِّکَ اَمۡ هُمُ الۡمُصَۜیۡطِرُوۡنَ ﴿٣٧﴾ؕ

یا ان کے پاس تمہارے رب کے خزانے ہیں یا وہ خود مختار ہیں۔

اَمۡ عِنۡدَهُمۡ خَزَآئِنُ رَبِّکَ۔ یا ان کے پاس تمہارے رب کے خزانے ہیں۔

ای خزائن رزقه تعالی و رحمته حتی یرزقوا النبوة من شاء وا و یمسکوها عمن شاء وا ۔

قال الرمانی: خزائنه تعالی مقدورا به سبحانه و قال ابن عطیة المعنی ام عندهم الاستغناء عن الله تعالی فی جمیع الامور لان المال و الصحة والعزة و غیر ذالک من الاشیاء من خزائن الله

Marfat.com

تعالی، و قال الزهری یرید بالخزائن العلم و استحسنه ابو حیان۔

یعنی کیاان کے پاس اللہ تعالیٰ کے رزق اوراس کی رحمت کے خزانے ہیں کہ جس کو چاہیں نبوت عطا کر دیں اور جس سے چاہیں نبوت کوروک دیں اور رمانی رحمہ اللہ نے کہا کیاان کے پاس اللہ تعالیٰ کے اختیارات کے خزانے ہیں یعنی قضاوقدر کے اختیار ہیں اور ابن عطیہ رحمہ اللہ نے کہا کہ اس سے مراد یہ ہے کیاان کے پاس تمام امور یہاں تک کہ مال، صحت اور عزت اور اس کے علاوہ خزائن رب کی اشیاء وغیرہ میں سے کی دولت وقدرت ہے کہ جو چاہیں کریں اور زہری رحمہ اللہ نے کہا خزائن سے مرادرب کے علم کے خزانے ہیں اور ابوحیان رحمہ اللہ نے اس کی تحسین کی ہے مطلب یہ ہے کہ کیاان کے پاس علم وحکمت الٰہی عزوجل کے خزانے ہیں جس سے وہ جان لیں کہ استحقاق نبوت کس کے لئے ہے اور کس لئے نہیں۔

اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ ﴿۳۷﴾۔ یاوہ کڑوڑے (خودمختار) ہیں۔

یعنی کیاوہ لوگ خودمختار ہیں اور یہاں تک کہ احکام ربانی اورامور الٰہیہ پر قبضہ وتسلط رکھتے ہیں اور تمام چیزوں کو اپنی خواہش اورارادہ کے مطابق حکم دیتے ہیں، مسیطر کے معنی غالب وتسلط رکھنے والے کے ہیں۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ کیاوہ خودمختار ہیں جو چاہیں کرتے پھریں انہیں کوئی پوچھنے والا نہ ہو جب ایسانہیں ہے تو پھر خدا عزوجل اور رسول ﷺ پر ایمان کیوں نہیں لاتے۔

اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَّسْتَمِعُوْنَ فِيْهِ ۚ فَلْيَاْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾ اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَ لَكُمُ الْبَنُوْنَ ﴿۳۹﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ﴿۴۰﴾

یاان کے پاس کوئی زینہ ہے جس میں چڑھ کرسن لیتے ہیں تو ان کا سننے والا کوئی روشن سند لائے۔ کیااس کو بیٹیاں اور تم کو بیٹے۔ یاتم ان سے کچھ اجرت مانگتے ہوتو وہ چٹی کے بوجھ میں دبے ہیں۔

اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ۔ یاان کے پاس کوئی زینہ ہے جس پر چڑھ کرسن لیتے ہیں۔

فهو ما يتوصل به الى الامكنة الولية۔

یعنی کیاان کے پاس کوئی سیڑھی ہے جوانہیں اونچے اور بلند مکانوں تک پہنچانے یاملانے والی ہے یاوہ اس سیڑھی کے ذریعے آسمانوں تک چڑھ کرفرشتوں کا کلام سن لیتے ہیں اور ان کو معلوم ہوجاتا ہے کہ اللہ عزوجل کی طرف سے کون سا امر حق ہے۔

يَّسْتَمِعُوْنَ فِيْهِ ۚ۔ ای صاعدين فيه۔ یعنی اس سیڑھی کے ذریعہ چڑھ کرآسمان کی خبریں سن لیتے ہیں۔

فَلْيَاْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾۔ توان کا سننے والا کوئی روشن سند لائے۔

ای بحجة واضحة لصدق استماعه۔ یعنی واضح اور روشن دلیل کے ساتھ اس دعویٰ پر کوئی سند لائے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ کیا کفار کے پاس آسمان تک پہنچانے والی کوئی سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر وہ فرشتوں کی باتیں سن سکیں اور اخبار غیوب ان تک پہنچیں اور انہیں اس امر کا علم ہوگیا کہ کچھ واقع ہونے والا ہے اور کون سی بات حق ہے اور یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات نہ مانیں اگر ایسی بات کا دعویٰ کافروں کو ہے تو ان میں سے جو اس کلام کے سننے کا مدعی ہے وہ واضح اور روشن دلیل پیش کرے اور جب ان کے پاس کوئی بھی ایسی بات نہیں اور نہ ہوسکتی ہے تو پھر وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ

Marfat.com

وسلم کا اتباع کیوں نہیں کرتے اور اپنی بے بسی کے باوصف حقیقت کا اعتراف کیوں نہیں کرتے۔

اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَلَكُمُ الْبَنُوْنَ ﴿٣٩﴾ ۔کیا اس کو بیٹیاں اور تم کو بیٹے۔

تسفیه لهم و ترکیک لعقولهم و فیه ایذان بان من هذا به لا یکاد یعد من العقلاء فضلا عن الترقی الی عالم الملکوت و سماع کلام ذی العزة و الجبروت والالتفات الی الخطاب تشدید و توبیخ۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں ان کفار کی عقلیں کس قدر پست اور یہ لوگ کتنے سر پھرے ہیں اور ان لوگوں کو عقلمند تو کجا باہوش بھی نہیں کہا جا سکتا حالانکہ یہ لوگ حق تعالیٰ سبحانہ کے کلام کے سننے کے مدعی اور عالم ملکوت تک رسائی کے دعویدار بننے کی کوشش کرتے ہیں اور حال ان کا یہ ہے کہ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں مانتے ہیں جب کہ خود بیٹیوں کو ناپسند کرتے ہیں اور خدا کی طرف ناپسندیدہ بات منسوب کرتے ہیں اور اپنے لئے بیٹے پسند کرتے ہیں ایسی بات وہی کہہ سکتا ہے جو غایت درجہ بے وقوف اور معیار عقل سے کہیں گرا ہوا ہے اور اس پر مزید یہ کہ دعویٰ عالم ملکوت تک اور روحانی پہنچ کا رکھتے ہیں۔

اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ﴿٤٠﴾

یا تم ان سے کچھ اجرت مانگتے ہو تو وہ چٹی کے بوجھ میں دبے ہیں۔

اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا ۔یا تم ان سے کچھ اجرت مانگتے ہو۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ای علی تبلیغ الرسالة و هو رجوع الی خطابه صلی اللہ علیه وسلم و اعراض عنهم۔

یعنی کیا آپ تبلیغ رسالت کا کوئی معاوضہ ان سے طلب کر رہے ہیں اور اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف خطاب کیا گیا ہے اور کفار سے اعراض کیا گیا ہے۔

فَهُمْ ۔پس وہ لاجل ذلک یعنی اس وجہ سے کفار۔

مِّنْ مَّغْرَمٍ ۔چٹی کے بوجھ میں۔

مصدر میمی عن الغرم والغرامة و هو کما قال الراغب ما یتوب الانسان فی ماله من ضرر بغیر جنایة منه فالکلام بتقدیر مضاف من التزام مغرم۔

مغرم غرم اور غرامة سے مصدر میمی ہے اور اس سے مراد جیسا کہ امام راغب رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ انسان اپنے مال سے جو تکلیف محسوس کر کے ادا کرے اور اسے ایسا کرنا بلا ضرورت یا خواہ مخواہ ہو اور یہ کلام بتقدیر مضاف ہے یعنی مغرم (چٹی) کے التزام سے ہے۔

مُّثْقَلُوْنَ ﴿٤٠﴾ ۔دبے ہیں۔

ای محملون الثقل فلذلک لا یتبعونک۔

یعنی بوجھ تلے دبے ہیں اور اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی نہیں کرتے، واضح مفہوم یہ ہے کہ اے نبی مکرم! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کیا رسالت کی تبلیغ کا کوئی معاوضہ یا کوئی مطالبہ ان کفار سے کر رہے ہیں جس کی چٹی انہیں پڑ

Marfat.com

رہی ہے اور یہ اس چٹی کے بوجھ تلے دبے جا رہے ہیں اور اسی وجہ سے آپ کا اتباع نہیں کرتے۔ حالانکہ ان کو اتباع کرنی چاہئے کیونکہ نہ تو ان پر کوئی چٹی ہے اور نہ ہی کوئی بوجھ جو اتباع میں حارج ہو سکے تو پھر ان کے پاس کون سا عذر ہے۔

اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿٤١﴾

یا ان کے پاس غیب ہیں جس سے وہ حکم لگاتے ہیں۔

اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ۔ یا ان کے پاس غیب ہیں۔

ای اللوح المحفوظ المثبت فیه الغیوب۔ یعنی کیا ان کے پاس لوح محفوظ ہے جس میں تمام غیوب کا اندراج ہے۔

فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿٤١﴾۔ جس سے وہ حکم لگاتے ہیں۔ منه و یخبرون به الناس۔

یعنی کیا ان کے پاس لوح محفوظ ہے جس میں غیبوں کا اندراج ہے اور جس سے یہ لوگوں کو خبریں دے رہے ہیں۔ و فسر بعضھم يَكْتُبُوْنَ۔ اور بعض نے يَكْتُبُوْنَ کی تفسیر یحکمون سے کی ہے یعنی حکم لگاتے ہیں۔ ابن عطیہ رحمہ اللہ نے کہا کیا ان کے پاس علم غیب ہے۔ جس سے شرعاً وہ حکم لگاتے ہیں جو وہ لوگوں کے لئے خیال کرتے ہیں جیسے بتوں کی بندگی ہے اور اشتھانوں کی قربانی ہے اور اسی قبیل کی باتیں ہیں اور قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا، کیا ان کے پاس اس بات کا علم ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کب وصال فرمائیں گے جس کا کہ انہیں انتظار ہے اور ایک قول یہ ہے کہ ان کے پاس علم غیب ہے سے مراد یہ ہے کہ مرنے کے بعد نہ اٹھیں گے اور اگر اٹھے بھی تو ان پر عذاب نہیں ہوگا۔

اَمْ يُرِيْدُوْنَ كَيْدًا ۖ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا هُمُ الْمَكِيْدُوْنَ ﴿٤٢﴾

یا کسی داؤ کے ارادہ میں ہیں تو کافروں ہی پر داؤ پڑتا ہے۔

اَمْ يُرِيْدُوْنَ كَيْدًا ۖ۔ یا کسی داؤ کے ارادہ میں ہیں۔

بک و بشرعک و ھو ما کان منھم فی حقه صلی اللہ علیه و آله وسلم بدارالندوة مما ھو معلوم من السیر و ھذا من الاخبار بالغیب فان قصة دارالندوة وقعت فی وقت الھجرة و کان نزول السورة قبلھا کانت تدل علیه الآثار۔

یعنی کیا یہ کافر لوگ آپ کے ساتھ اور آپ کی شریعت کے ساتھ کوئی سازش کر رہے ہیں اور یہاں سازش سے اشارہ کفار کی طرف ہے دارالندوۃ میں مشورہ کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کرنے کا فیصلہ تھا جیسا کہ سیرت کی کتب سے ظاہر و معلوم ہے اور یہ امر اخبار غیوب سے ہے کیونکہ دارالندوۃ کا مطالبہ ہجرت کے وقت واقع ہوا اور اس سورت مبارکہ یعنی سورۃ طور کا نزول اس سے بہت پہلے ہوا جیسا کہ آثار سے دلالت کرتا ہے۔

فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ تو کافروں ہی پر۔

ھم المذکورون المریدون کیدہ علیه الصلاة والسلام۔ یعنی سازش کرنے والے کافر جن کا ذکر کیا گیا ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مکر کرنا چاہتے ہیں۔

هُمُ الْمَكِيْدُوْنَ ﴿٤٢﴾۔ انہی پر داؤ پڑتا ہے۔

Marfat.com

ای الذین یحیق بهم کیدهم و یعود علیهم وباله لا من ارادوا ان یکیدوه وکان وباله فی اولئک قتلهم یوم بدر فی السنة الخامسة عشر من النبوة۔

یعنی مکر کرنے والے لوگوں پر ہی ان کا مکر لوٹے گا اور وہ اس وبال میں مبتلا ہوں گے اور ان کے حق میں اس سازش کا وبال ان کا بدر کے دن مقتول ہونا تھا جو نبوت کے پندرھویں برس تک واقع ہوا۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ سازش و مکر کرنے والوں پر خود ہی ان کے مکر و فریب کا وبال پڑے اور اس میں غیب کی خبریں بھی ہیں کہ یہ لوگ یوم بدر کو جائیں گے اور اللہ عزوجل نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے شر سے محفوظ رکھا مکہ میں بھی اور جب آپ نے ہجرت فرمائی اور یوم بدر کو بھی غلبہ عطا کیا گیا اور کافروں کو رسوائی ہوئی۔

اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۴۳﴾

یا اللہ کے سوا ان کا کوئی اور خدا ہے اللہ کو پاکی ان کے شرک سے۔

اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ ؕ ۔یا اللہ کے سوا ان کا کوئی اور خدا ہے۔

یعینهم و یحرسهم من عذابه عزوجل۔ یعنی کیا اللہ عزوجل کے سوا ان کافر لوگوں کا کوئی اور خدا ہے جو ان کی مدد کرے اور انہیں اللہ عزوجل کے عذاب سے بچا سکے۔

سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۴۳﴾ ۔اللہ کو پاکی ہے ان کے شرک سے۔

ای عن اشراکهم ان ما مصدرية او عن شركة الذی یشرکونه علی انها موصولة۔ یعنی ان کی شرک کی باتوں سے وہ کہتے ہیں۔ اللہ عزوجل ان جملہ امور سے پاک ہے اور یہ مفہوم اس تقدیر پر ہوگا جب کہ ما مصدریہ سمجھا جائے اور اگر ما موصولہ ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ جن کو یہ کفار خدا کا شریک مانتے یا ٹھہراتے ہیں اللہ عزوجل اس سے پاک ہے۔

وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ ﴿۴۴﴾

اور اگر آسمان سے کوئی ٹکڑا گرتا دیکھیں تو کہیں گے تہہ بہ تہہ بادل ہے۔

وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا ۔اور اگر آسمان سے کوئی ٹکڑا گرتا دیکھیں۔

ای وان یروا کسفا عظیماً۔ یعنی اگر کفار آسمان سے کسی بڑے ٹکڑے کو گرتا دیکھیں، یہ دراصل کفار و مشرکین کے اس قول کا جواب ہے جو وہ کہتے تھے کہ اگر آپ سچے اور برحق ہیں **فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ** تو آسمان سے ایک ٹکڑا گرادو اگر یہ کفار و مشرکین آسمان سے ٹکڑا گرتا دیکھیں تو پھر بھی یہی کہیں گے کہ یہ تو بادل ہے جس سے ہم سیراب ہوں گے جیسا کہ قوم عاد نے بھی کہا۔

يَّقُوْلُوْا ۔وہ کہیں گے۔

من فرط طغیانهم و عنادهم۔ یعنی مشرکین اپنی حد درجہ سرکشی حق سے اور بغض و عناد کی وجہ سے کہیں گے:

سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ ﴿۴۴﴾ ۔تہہ بہ تہہ بادل۔

متراکم ملقی بعضه علی بعض ای هم فی الطغیان۔ مشرکین کفار کہیں گے کہ یہ تو تہہ در تہہ بادل ہے یعنی جس کا بعض حصہ بعض سے ملا ہوا اور پیوستہ ہے جس طرح کہ یہ خود بغاوت و سرکشی میں تہہ بہ تہہ ہیں۔

Marfat.com

واضح مفہوم یہ ہے کہ اگر ہم ان کے عذاب کے لئے آسمان سے کوئی ٹکڑا گرا بھی دیں تو یہ اپنے بغض وعناد کی وجہ سے کہیں گے کہ یہ تو بادل ہے جس سے نفع ہوگا پھر بھی اپنے کفر سے باز نہ آئیں گے۔ بالآخر ہلاکت ہی ان کا مقدر ہے۔

فَذَرۡهُمۡ حَتّٰى يُلٰقُوۡا يَوۡمَهُمُ الَّذِىۡ فِيۡهِ يُصۡعَقُوۡنَ ۝۴۵ يَوۡمَ لَا يُغۡنِىۡ عَنۡهُمۡ كَيۡدُهُمۡ شَيۡـًٔا وَّلَا هُمۡ يُنۡصَرُوۡنَ ۝۴۶

تو تم انہیں چھوڑ دو یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن سے ملیں جس میں بے ہوش ہوں گے۔ جس دن ان کا داؤ کچھ نہ کام دے گا اور نہ ان کی مدد ہو۔

فَذَرۡهُمۡ۔ تو تم انہیں چھوڑ دو یعنی ان کفار کو موت تک چھوڑ دیجئے اور ان پر عذاب نہ مانگئے۔

حَتّٰى يُلٰقُوۡا يَوۡمَهُمُ الَّذِىۡ فِيۡهِ يُصۡعَقُوۡنَ ۝۴۵

یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن سے ملیں جس میں بے ہوش ہوں گے۔

حَتّٰى يُلٰقُوۡا يَوۡمَهُمۡ۔ یعنی وہ دیکھ لیں یا اس دن کو پہنچ جائیں۔ یوم کے ساتھ ہم کی ضمیر واضح کر رہی ہے، کفار جب تک موت کے دن کو دیکھ نہ لیں نہ یہ کہ نفخہ اولیٰ تک ان کو مہلت ملے، اور آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

والمراد بذالک الیوم بدر۔ یہاں یوم سے مراد بدر کا دن ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسے مراد نفخہ اولیٰ ہے۔ جس میں بے ہوش ہو جائیں گے جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ اے رسول! ان کفار کو چھوڑ دیں یہاں تک کہ ان کو موت آ جائے اور بے ہوشی سے مراد سکرات موت کی بے ہوشی ہے۔ واللہ اعلم۔

یا یہ کہ یوم بدر کو ہلاک ہوں اور ان کے لئے فوری عذاب نہ مانگئے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ کفار کو چھوڑنا اس وقت کے لئے ہے جب تک کہ جہاد وقتال فرض نہ ہوا تھا کیونکہ سورۂ طور مکی ہے اور مکہ میں قتال کا حکم نازل نہ ہوا تھا اور نہ ہی اہل ایمان ابھی اس حال کو پہنچے تھے یعنی مغلوبیت تھی اور کفر کا زور وغلبہ تھا۔

يَوۡمَ لَا يُغۡنِىۡ عَنۡهُمۡ كَيۡدُهُمۡ شَيۡـًٔا۔ جس دن ان کا داؤ کچھ کام نہ دے گا۔

يَوۡمَ لَا يُغۡنِىۡ۔ بدل ہے يَوۡمَهُمۡ سے۔ یعنی جس دن کفار کو موت آئے گی اور ان پر سکرات موت کی کیفیت طاری ہوگی یا یہ کہ بدر کے دن جب ہلاکت وموت ان کو گھیر لے گی تو اس دن ان کا کوئی داؤ کوئی حیلہ اور کوئی حربہ بھی مطلقاً فائدہ نہ دے گا اور نہ ہی وہ عذاب سے بچ سکیں گے۔ یہاں کید کی مناسبت سے بدر کا دن ہی زیادہ موزوں معلوم ہوتا ہے کہ اس روز کفار اپنی تمام تدابیر کے باوصف ہلاکت سے نہ بچ سکے۔ یوم سے مراد نفخہ اولیٰ لینا درست نہیں ہے۔ رہا ان کا بے ہوش ہونا تو اس کا اختصاص زندوں کے ساتھ ہے اور مردے بھی بے ہوش ہوں گے اور وہ آیت کے عموم میں داخل ہیں اور کہا گیا ہے اس سے مراد قیامت کا دن ہے اور جمہور کے نزدیک یہی صحیح ہے۔

وَّلَا هُمۡ يُنۡصَرُوۡنَ ۝۴۶۔ اور نہ ان کی مدد کی ہو۔

من جهة الغير في دفع العذاب عنهم۔ یعنی کوئی بھی ان سے عذاب کو دور نہ کر سکے گا اور نہ ہی ان کو کسی قسم کی مدد حاصل ہو سکے گی۔

وَاِنَّ لِلَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا عَذَابًا دُوۡنَ ذٰلِكَ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۝۴۷۔

اور بے شک ظالموں کے لئے اس سے پہلے ایک عذاب ہے مگر ان میں اکثر کو خبر نہیں۔

وَ اِنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا۔ اور بے شک ظالموں کے لئے ایک عذاب ہے۔ یا تو عام کفار ہیں یا ان میں سے کے خاص لوگ، بعض کے نزدیک خاص کفار ہی مراد ہیں لیکن صحیح یہی ہے کہ دونوں ہی مراد ہیں اور اس تقدیر پر دونوں قول درست ہیں۔

عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ۔ اس سے پہلے ایک عذاب ہے۔

دون ما لا قوة من القتل ای قبله۔ اس کے سوا جو انہیں نہیں پہنچا قتل سے پہلے (مرنے سے پہلے) و قال مجاهد القحط الذی احیا بهم سبع سنین۔ اور مجاہد نے کہا کہ عذاب سے مراد قحط ہے جو ان کو (کفار کو) سات برس تک پہنچا۔

و عن ابن عباس هو ما کان علیهم یوم بدر و الفتح۔

اور ابن عباس کے نزدیک ان کے لئے وہ ہے جو انہیں بدر کے دن پیش آیا اور یونہی فتح مکہ کے وقت۔

و فسر (دُوْنَ ذٰلِكَ) یقبل یوم القیامه بناء علی کون یومهم الذی فیه یصعقون ذالک و عنه ایضا و عن البراء بن عازب انه عذاب القبر و هو مبنی علی نحو ذلک التفسیر و ذهب الیه بعضهم بناء علی ان دون ذلک بمعنی وراء ذالک۔

اور دُوْنَ ذٰلِكَ کی تفسیر میں کہا کہ قیامت کے دن سے پہلے اور یہ اس تقدیر پر کہ یَوْمَهُمُ الَّذِیْ سے مراد قیامت کا دن ہے اور ابن عباس اور براء بن عازب سے مروی ہے کہ اس سے مراد عذاب القبر ہے اور وہ بھی اسی تفسیر پر مبنی ہے جب کہ یَوْمَهُمْ سے مراد قیامت کا دن یا نفخہ اولیٰ کا دن ہو اور بعض اس طرف گئے ہیں کہ اس سے مراد اس کے علاوہ ہے یعنی مرنے کے علاوہ عذاب ہے۔ بہر صورت عذاب قبر جب ہی درست ہو سکتا ہے جب یَوْمَهُمْ سے مراد نفخہ اولیٰ کا دن تسلیم کیا جائے۔ کیونکہ قبر کا عذاب مرنے سے پہلے کیونکر متصور ہو سکتا ہے۔

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۷﴾

اور ہاں ان میں سے اکثر کو معلوم نہیں۔ چونکہ یہ ظالم کفار اپنے کفر و طغیانی میں حد سے بڑھے ہوئے ہیں اس لئے انہیں ان کے کفر کے باعث عذاب ہوگا اور انہیں تعصب کی وجہ سے اس کا احساس نہیں کہ وہ عذاب میں مبتلا ہونے والے ہیں۔

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْیُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِیْنَ تَقُوْمُ ﴿۴۸﴾

اور اے محبوب تم اپنے رب کے حکم پر ٹھہرے رہو کہ بے شک تم ہماری نگہداشت میں ہو۔ اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے پاکی بولو جب تم کھڑے ہو۔

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ۔ اور اے محبوب اپنے پروردگار کے حکم پر ٹھہرے رہو یا امهالهم الی یومهم الموعود یعنی ان ظالم کفار کو جو ان کے وعدہ کے دن تک مہلت دی گئی ہے تو آپ اس وقت تک ٹھہرے رہیں وران کی بے ہودگیوں پر کبیدہ خاطر نہ ہوں جب مقررہ وقت آ جائے گا تو تمہارے پروردگار کا وعدہ پورا ہوگا لہٰذا آپ جب تک برداشت فرمائیں۔

فَاِنَّكَ بِاَعْیُنِنَا۔ بے شک تم ہماری نگہداشت میں ہو۔

ای فی جفظنا و حراستنا۔ یعنی آپ حراست و نگہداشت میں ہیں یہ کہ کفار آپ کو کچھ ضرر، تکلیف نہیں پہنچا سکیں

گے قابضین مجاز عن الحفظ اورعین سے مراد حفاظت ہے یعنی آپ مکمل طور پر ہماری حفاظت ونگہداشت میں ہیں اورہم آپ کو دیکھ رہے ہیں۔

وَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ ﴿۴۸﴾۔اوراپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو جب تم کھڑے ہو۔

ای قل سبحان الله ملتقا بحمده تعالی علی نعمائه۔یعنی آپ کہیں کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور تمام نعمتوں پراس کی تعریف بیان کریں، ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد تکبیر اولیٰ کے بعد ثناء کا پڑھنا ہے یا یہ معنیٰ ہے کہ جب آپ سو کر اٹھیں تو اللہ تعالیٰ کی حمد وتسبیح کیا کریں۔عطاء رحمہ اللہ نے کہا کہ حِينَ تَقُومُ سے مراد مجلس سے اٹھنے کا وقت مراد ہے اور حِينَ تَقُومُ (جب بھی آپ کھڑے ہوں) میں یہ بات واضح ہے کہ خواہ نماز کے لئے کھڑے ہوں یا سو کر اٹھ کھڑے ہوں یا کسی مجلس سے کھڑے ہوں خواہ کئی مرتبہ ہو تو آپ اپنے رب کی پاکی اور تعریف بیان کریں کیونکہ یہ تسبیح وتحمید مجلس کی بری باتوں کا کفارہ ہو جائے گی۔بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی ایسی جگہ بیٹھا ہو جہاں شور وغیرہ ہو تو پھر وہ شخص اس مجلس سے اٹھنے سے پہلے کہے: سبحانک اللهم و بحمدک اشهد ان لا اله الا انت استغفرک و اتوب الیک تو اس مجلس میں جو کچھ ہوا ہوگا یہ کلمات دعا اس کا کفارہ ہوں گے۔

وَمِنَ الَّيۡلِ فَسَبِّحۡهُ وَإِدۡبَارَ النُّجُومِ ﴿۴۹﴾

اور کچھ رات میں اس کی پاکی بولو اور تاروں کے پیٹھ دینے۔

وَمِنَ الَّيۡلِ فَسَبِّحۡهُ۔اور کچھ رات میں اس کی پاکی بولو۔

و قیل التسبیح من الیل صلوۃ المغرب و العشاء۔

اور کہا گیا ہے رات میں تسبیح سے مراد مغرب اور عشاء کی نمازیں ہیں رات کے خصوصی ذکر سے بعض نے تہجد کی نماز مراد لی ہے کہ رات کی عبادت میں ریا کو دخل نہیں ہوتا اور نفس پر بھی دشوار ہوتی ہے۔

وَإِدۡبَارَ النُّجُومِ ﴿۴۹﴾۔اور تاروں کے غائب ہونے پر۔

ای وقت ادبارها من آخر اللیل ای غیبتها بضوء الصباح۔اور رات کے آخری حصہ میں تاروں کو پیٹھ دینے کے وقت سے مراد ان کی صبح کی روشنی سے چھپ جانا ہے یعنی فجر کا وقت، ضحاک رحمہ اللہ کے نزدیک اس سے نماز فجر مراد ہے اور بعض کے نزدیک رکعتا الفجر نماز فجر سے پہلے کی دو سنتیں جیسا کہ صحیحین میں ہے۔

کہ فجر کی دو رکعتیں دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔اور حضرت عمر، علی، ابی ہریرہ اور حسن رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ رات کے وقت تسبیح سے مراد نوافل اور إِدۡبَارَ النُّجُومِ سے مراد فجر کی دو رکعتیں ہیں۔

سورة النجم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع - سورۃ نجم - پ ٢٧

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝١	اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے
مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۝٢	تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے
وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝٣	اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے
اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝٤	وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے
عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۝٥	انہیں سکھایا سخت قوتوں والے طاقتور نے
ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى ۝٦	پھر اس جلوہ نے قصد فرمایا
وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۝٧	اور وہ آسمان بریں کے سب سے بلند کنارہ پر تھا
ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝٨	پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا
فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝٩	تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم
فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى ۝١٠	اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی
مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۝١١	دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا
اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ۝١٢	تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو
وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ۝١٣	اور انہوں نے تو وہ جلوہ دوبارہ دیکھا
عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۝١٤	سدرۃ المنتہیٰ کے پاس
عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ۝١٥	اس کے پاس جنت الماویٰ ہے
اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ۝١٦	جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا
مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝١٧	آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی
لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ۝١٨	بے شک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں
اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ۝١٩	تو کیا تم نے دیکھا لات اور عزیٰ
وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ۝٢٠	اور اس تیسری منات کو
اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ۝٢١	کیا تم کو بیٹا اور اس کو بیٹی
تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ۝٢٢	جب تو یہ سخت بھونڈی تقسیم ہے

Marfat.com

إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَّا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ ۚ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْأَنْفُسُ ۖ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدَىٰ ﴿٢٣﴾

وہ تو نہیں مگر کچھ نام کہ تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لئے ہیں اللہ نے ان کی کوئی سند نہیں اتاری وہ تو نرے گمان اور نفس کی خواہشوں کے پیچھے ہیں حالانکہ بے شک ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے ہدایت آئی

أَمْ لِلْإِنْسَانِ مَا تَمَنَّىٰ ﴿٢٤﴾

کیا آدمی کو مل جائے گا جو کچھ وہ خیال باندھے

فَلِلَّهِ الْآخِرَةُ وَالْأُولَىٰ ﴿٢٥﴾

تو آخرت اور دنیا سب کا مالک اللہ ہی ہے

حل لغات پہلا رکوع-سورۃ نجم-پ ۲۷

وَ-قسم ہے	النَّجْمِ-ستارے کی	إِذَا-جب	هَوٰى-جھکے
مَا-نہ	ضَلَّ-بہکے	صَاحِبُكُمْ-تمہارے ساتھی	وَ-اور
مَا-نہ	غَوٰى-بے راہ ہوئے	وَ-اور	مَا-نہیں
يَنْطِقُ-بولتا وہ	عَنِ الْهَوٰى-اپنی خواہش سے		إِنْ-نہیں
هُوَ-وہ	إِلَّا-مگر	وَحْيٌ-وحی ہے جو	يُّوْحٰى-وحی کی گئی
عَلَّمَهٗ-سکھایا اس کو	شَدِيْدُ-سخت	الْقُوٰى-قوت والے نے	ذُوْ-صاحب
مِرَّةٍ-طاقت نے	فَاسْتَوٰى-پھر قصد کیا	وَ-اور	هُوَ-وہ
بِالْأُفُقِ-کنارے	الْأَعْلٰى-بلند پر تھا	ثُمَّ-پھر	دَنَا-قریب ہوا
فَتَدَلّٰى-پھر لپکا	فَكَانَ-پھر ہو گیا	قَابَ-اندازہ	قَوْسَيْنِ-دو کمان کا
أَوْ-یا	أَدْنٰى-اس سے بھی قریب	فَأَوْحٰى-تو وحی کی	إِلٰى-طرف
عَبْدِهٖ-اپنے بندے کی	مَآ-جو	أَوْحٰى-وحی کی	مَا-نہیں
كَذَبَ-جھٹلایا	الْفُؤَادُ-دل نے	مَا-جو	رَاٰى-اس نے دیکھا
أَفَتُمٰرُوْنَهٗ-کیا تم اس سے جھگڑتے ہو		عَلٰى-اس پر	مَا-جو
يَرٰى-دیکھا	وَ-اور	لَقَدْ-بے شک	رَاٰهُ-دیکھا اس نے اس کو
نَزْلَةً-ایک مرتبہ	أُخْرٰى-اور	عِنْدَ-نزدیک	سِدْرَةِ-سدرۃ
الْمُنْتَهٰى-المنتہیٰ کے	عِنْدَ-پاس	هَا-اس کے ہے	جَنَّةُ-جنت
الْمَأْوٰى-الماویٰ	إِذْ-جب	يَغْشَى-چھا رہا تھا	السِّدْرَةَ-سدرہ پر
مَا-جو	يَغْشٰى-چھا رہا تھا	مَا-نہ	زَاغَ-پھری
الْبَصَرُ-آنکھ	وَ-اور	مَا-نہ	طَغٰى-حد سے بڑھی
لَقَدْ-بے شک	رَاٰى-دیکھیں اس نے	مِنْ اٰيٰتِ-نشانیاں	رَبِّهِ-اپنے رب کی

Marfat.com

الکُبْرٰی-بڑی بڑی	اَفَرَءَیْتُمُ-کیا تم نے دیکھا	اللّٰتَ-لات	وَ-اور
العُزّٰی-عزیٰ کو	وَ-اور	مَنٰوۃَ-منات	الثَّالِثَۃَ-تیسرا
الْاُخْرٰی-اور	اَ-کیا	لَکُمُ-تمہارے لئے	الذَّکَرُ-بیٹے ہیں
وَ-اور	لَہُ-اس کے لئے	الْاُنْثٰی-بیٹیاں	تِلْکَ-یہ
اِذًا-اس وقت	قِسْمَۃٌ-تقسیم ہے	ضِیْزٰی-ٹیڑھی	اِنْ-نہیں
ھِیَ-وہ	اِلَّآ-مگر	اَسْمَآءٌ-نام ہیں جو	سَمَّیْتُمُوْ-تم نے رکھے ہیں
ھَآ-ان کے	اَنْتُمْ-تم نے	وَ-اور	اٰبَآؤُ-باپ دادا
کُمْ-تمہارے نے	مَآ-نہیں	اَنْزَلَ-اتاری	اللّٰہُ-اللہ نے
بِھَا-اس کی	مِنْ سُلْطٰنٍ-کوئی دلیل	اِنْ-نہیں	یَّتَّبِعُوْنَ-پیروی کرتے وہ
اِلَّا-مگر	الظَّنَّ-ظن کی	وَ-اور	مَا-اس کی جو
تَھْوَی-چاہیں	الْاَنْفُسُ-نفس	وَ-اور	لَقَدْ-بے شک
جَآءَ-آئی	ھُمْ-ان کے پاس	مِّنْ رَّبِّہِمُ-ان کے رب سے	الْھُدٰی-ہدایت
اَمْ-کیا	لِلْاِنْسَانِ-انسان کے لئے ہے	مَا-جو	تَمَنّٰی-چاہے
فَلِلّٰہِ-تو اللہ ہی کے لئے ہے	الْاٰخِرَۃُ-آخرت	وَ-اور	الْاُوْلٰی-دنیا

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع-سورۃ نجم-پ ۲۷

اس سورت کا نام النجم بھی ہے بغیر واؤ کے اور والنجم بھی اور یہ سورۂ مبارکہ علی الاطلاق مکی ہے اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے الاتقان میں سوائے آیہ مبارکہ اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ........ اتَّقٰی-کے باقی سورہ مبارکہ کو مکی قرار دیا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ تَوَلّٰی ۹ آیات مکی نہیں ہیں اور طبری نے حسن سے عجیب قول نقل کیا ہے کہ یہ سورۂ مبارکہ مدنی ہے لیکن یہ بے اصل ہے۔اس سورۂ مبارکہ کی باسٹھ آیات ہیں۔قراء کوفی کے نزدیک اور ان کے علاوہ کے نزدیک اکسٹھ ہیں تین سو ساٹھ کلمے اور ایک ہزار چار سو پانچ حروف اور تین رکوع ہیں۔ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے تخریج کی ہے کہ یہ وہ پہلی سورت ہے۔جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی تلاوت کے ساتھ اعلان فرمایا اور حرم کعبہ میں پڑھا اس حال میں کہ مشرکین سن رہے تھے اور بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی رحمہم اللہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ پہلی سورت جو نازل ہوئی اور اس (فَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ وَاعْبُدُوْا) میں سجدہ ہے، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ کیا اور تمام لوگوں نے سجدہ کیا سوائے ایک شخص کے جس کو میں نے دیکھا کہ اس نے مشت بھر خاک اٹھائی اور اس پر سجدہ کیا بعد میں میں نے اسے دیکھا کہ وہ بحالت کفر مارا گیا اور وہ امیہ بن خلف تھا اور بحر میں ہے کہ بلاشبہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ مومنوں مشرکوں اور جنوں انسانوں نے سجدہ کیا سوائے ابی لہب کے تو اس نے مٹھی بھر مٹی اٹھائی اور کہا مجھے یہی کافی ہے تو ان روایتوں سے احتمال ہے کہ ابولہب اور امیہ بن خلف دونوں نے ہی ایسا کیا ہو اور اس سورۂ مبارکہ کی اس سے جو پہلے گزری (وَالطُّوْرِ) سے شدید مناسبت ہے کیونکہ وَالطُّوْرِ اللہ عزوجل کے قول

Marfat.com

اِدْبَارَ النُّجُوْمِ پر ختم ہوئی اور حق سبحانہ وتعالیٰ کے قول وَالنَّجْمِ سے اس کا افتتاح ہوا اور اس میں افتتاح سورہ میں کفار کا ان کے اقوال کا رد ہے جس کی نسبت وہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کیا کرتے تھے یعنی کاہن، شاعر اور مجنون اور ابو حیان رحمہ اللہ نے کہا کہ اس سورۂ مبارکہ کے نزول کا سبب مشرکین کا یہ کہنا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن حکیم گھڑ لیا ہے۔

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۙ﴿۱﴾۔ اس پیارے چمکتے تارے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم جب یہ معراج سے اترے۔

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۙ﴿۱﴾۔ اور قسم (مطلق) ستارے کی جب یہ معراج سے اترے۔

النجم میں الف لام جنسی ہے نجم کے معنی ہے ظاہر ہونا یا باہر نکل آنا اور ہر نکلنے والی شے کو نجم کہتے ہیں جیسا کہ کہتے ہیں: **نجم السن** دانت نکل آیا اور حسن اور ابو حمزہ رحمہم اللہ نے کہا کہ **اقسم سبحانہ بالنجوم اذ انتثرت فی القیامۃ** آیت میں وہ ستارے مراد ہیں جو قیامت کے روز بکھر جائیں گے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت میں ہے **اذا نقضت فی اثر الشیاطین** مراد وہ تارے ہیں جو شیاطین پر گرتے ہیں جب کہ وہ اہل سماء کی باتیں سننے اوپر جاتے ہیں۔

و قیل: المراد بالنجم معین۔ اور کہا گیا ہے کہ اس سے مراد معین تارا ہے۔ **فقال مجاھد و سفیان ھو الثریا صار علما بالتعلیة لھا**۔ مجاہد اور سفیان رحمہم اللہ نے کہا وہ ثریا ہے اگرچہ ثریا کئی تارے ہیں لیکن نجم کا اطلاق ان پر عرب کی عادت کے موافق ہے۔ فراء رحمہ اللہ کا قول ہے: **المقدار النازل من القرآن علی نبی صلی اللہ علیہ وسلم**۔ اس سے مراد قرآن حکیم کی وہ مقدار ہے جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئی جو ہدایت کا کوکب تابندہ ہے۔ **و قال جعفر الصادق رضی اللہ عنہ: ھو النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ھو بہ نزولہٗ من السماء لیلۃ المعراج**۔ اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے کہا اس سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور ھَوٰی سے مراد ان کا آسمانوں سے شب معراج اترنا ہے تفسیر خازن میں بھی اسی قول کو ترجیح دی گئی ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ نجم سے مراد حضرات صحابہ کرام علیہم رضوان ہیں یا علماء امت اور ھَوٰی سے مراد تحقیق کی بلندیوں تک ان کا جانا ان کا سمندروں کی انتہائی گہرائیوں میں غوطہ زن ہو کر اسرار کے موتی برآمد کرنا ہے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ پروردگار عزوجل نے ذات گرامی جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم یاد فرمائی جب کہ وہ معراج سے اترے اور اگر دوسرے تمام مذکور معانی مراد لئے جائیں تو سب وجود الٰہی عزوجل اور عظمت ربانی عزوجل اور صنعت باری عزوجل میں واضح دلیل ہیں اور اگر معین ذات یعنی سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی مراد لی جائے تو معراج کے بعد آپ کا نیچے تشریف لانا اور مخلوق کو ہدایت کرنا اللہ عزوجل کریم کا بے مثل احسان و انعام ہے۔

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۚ﴿۲﴾۔ تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے۔

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ۔ تمہارے صاحب نہ بہکے۔

ای ما عدل عن طریق الحق الذی ھو مسلک الآخرۃ فھو استعارۃ و تمثیل لکونہ علیہ الصلوۃ والسلام علی الصواب فی اقوالہ و افعالہ۔

صَاحِبُكُمْ۔ سے مراد سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں یعنی آپ نے کبھی بھی حق و ہدایت کے راستہ کو ترک نہ کیا جو آخرت کی کامرانی کا ذریعہ ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اقوال و افعال میں ہمیشہ راہ صواب پر

Marfat.com

گامزن اور طریق حق پر فائز و متمکن ہیں اور آپ کے دامن عصمت پر کسی بھی امر مکروہ اعتقاد فاسد کی گرد نہ پہنچی اور ہمیشہ اور ہر وقت اپنے رب کریم عزوجل کی توحید و عبادت میں رہے۔

وَمَا غَوٰى ﴿۲﴾۔ اور نہ بے راہ چلے۔

ای و ما اعتقد باطلاً قط۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کبھی بھی اعتقاد فاسدہ کی گرد نہ پہنچی۔

اس میں گروہ قریش سے خطاب ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک زندگی کا بیشتر حصہ تمہارے سامنے گزرا ہے اور تمہیں ان کے اقوال، افعال اور احوال کی تفصیلاً خبر بھی ہے پھر تم اس باطل خیال میں الجھے ہوئے ہو کہ آپ کو بہکا ہوا یا بے راہ سمجھتے ہو حالانکہ آپ ہمیشہ سے راہ صواب پر گامزن ہیں راہ حق پر متمکن ہیں آپ ہر امر مکروہ سے محفوظ رہے اور اعتقاد فاسد سے معصوم ہیں تو کیا تمہیں ان کے ہادی و مہدی ہونے میں کوئی شک ہے جو پہلے ہی طریق حق پر قائم ہیں اب وہ کیسے راہ حق سے بہک سکتے ہیں اے گروہ قریش یہ تمہاری کج فہمی، کجروی اور اعتراف حقیقت سے فرار ہے جو تم ایسا خیال کرتے ہو۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ﴿۳﴾۔ اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔

وَمَا يَنْطِقُ۔ ای النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ لتقدم ذکرہ فی قولہ سبحانہ (صَاحِبُكُمْ) والنطق متضمن معنی الصدور فلذا عدی بعن فی قولہ تعالیٰ: (عَنِ الْهَوٰى) و قیل ھی بمعنی البآء ولیس بذاک، ای ما یصدر نطقہ فیما اٰتاکم بہ من جھۃ عزوجل کالقراٰن، او من القراٰن عَنِ الْهَوٰى نفسہ ورایہ اصلاً۔

یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کا ذکر فرمایا یعنی صَاحِبُكُمْ (تمہارے صاحب) کہہ کر اور نطق (بولنا) متضمن ہے قول الٰہی عزوجل میں کچھ کہنا (میلان نفس کے تحت) اور عَنِ الْهَوٰى (خواہش) سے (اس کے بارے میں کہا گیا کہ اس کے معنی ہیں اپنی رائے سے کچھ کہنا اور آپ سے ایسا ہرگز نہیں ہوا یعنی آپ پروردگار عزوجل کی طرف سے قرآن میں جو کچھ تمہارے پاس لائے ہیں اس میں اپنی مرضی سے کچھ نہیں فرماتے یا قرآن میں اپنی مرضی یا میلان نفس کے تحت کوئی بات نہیں بتاتے اور نہ رائے کے تحت کچھ بولتے ہیں۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ آپ جو کچھ بھی فرماتے ہیں خواہ وہ قرآن ہو یا آپ کے فرمودات (حدیث) وہ سب منجانب اللہ عزوجل ہیں یہاں تک کہ امور اجتہادیہ میں بھی امر الٰہی عزوجل کے تحت ناطق ہوتے ہیں یہ جملہ اولیٰ کی دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بے راہ چلنا ممکن و متصور ہی نہیں کیونکہ آپ اپنی خواہش سے بولتے ہی نہیں اور یہ امر آپ کی عظمت شان پر دلالت کرتا ہے مراتب نفس میں اعلیٰ ترین یہ ہے کہ بندہ اپنی خواہش ترک کردے اور اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ آپ فنا فی اللہ کے اس درجہ پر ہیں کہ اپنا کچھ باقی نہ رہا اور آپ کی بات حق تعالیٰ کی بات ہوگئی ہے جیسا کہ کلام ربانی میں دیگر نظائر سے ظاہر ہے۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ، اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ۔ کفار کا یہ طعن کہ آپ نے قرآن حکیم گھڑ لیا ہے، فضول ولغو ہے۔

اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴿۴﴾۔ وہ تو نہیں مگر وحی جو نہیں کی جاتی ہے۔

اِنْ هُوَ۔ وہ تو نہیں۔

Marfat.com

ای ما الذی ینطق بہ من ذالک او القران و کل ذالک مفهوم من سیاق۔ یعنی جو کچھ بھی آپ گفتگو فرماتے ہیں یا قرآن سے بیان کرتے ہیں وہ سیاق سے اس مفہوم پر دلالت کرتا ہے کہ ان کا فرمانا خالص وحی الٰہی عزوجل ہے جو انہیں بھیجی جاتی ہے اور وہ اپنی مرضی سے کلام نہیں کرتے۔

اِلَّا وَحْیٌ۔ مگر وحی الٰہی من اللہ عزوجل یعنی اللہ عزوجل کی طرف سے۔

یُّوْحٰی۔ جو انہیں کی جاتی ہے۔

یوحیه سبحانه و تعالی۔ یعنی اللہ تعالیٰ انہیں وحی فرماتا ہے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ آپ جو کچھ بھی ارشاد فرماتے ہیں وحی الٰہی عزوجل کے تحت فرماتے ہیں اپنی منشاء و مرضی کے تحت نہیں اور نہ ہی اپنی رائے سے کچھ کہتے ہیں ان کا ارشاد وحی خالص ہے خواہ وحی جلی ہو یا خفی یا امور فکری و اجتہادی اور اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی کے جملہ سے وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی کی تائید ظاہر ہے۔

عَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی ۙ ذُوْ مِرَّةٍ ؕ فَاسْتَوٰی ۙ

انہیں سکھایا سخت قوتوں والے نے۔ طاقت ور نے پھر اس جلوہ نے قصد فرمایا۔

عَلَّمَهٗ۔ انہیں سکھایا۔

الضمیر للرسول صلی الله علیه وسلم والمفعول الثانی محذوف ای القران او الوحی وجوز ابوحیان کون الضمیر للقران المفعول الاول محذوف الی علمه الرسول علیه الصلوة والسلام۔

ضمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف راجع ہے یعنی وہ مفعول اول ہیں مطلب یہ ہے کہ انہیں سکھایا اور مفعول ثانی محذوف ہے یعنی قرآن یا وحی (انہیں قرآن سکھایا یا وحی تعلیم کی) اور ابوحیان نے کہا کہ ضمیر قرآن کی طرف راجع ہوئے اور مفعول اول محذوف ہے یعنی یعنی قرآن سکھایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔

شَدِیْدُ الْقُوٰی۔ سخت قوتوں والے۔

هو جبرئیل علیه السلام کما قال ابن عباس و قتادة والربیع فانه الواسطة فی ابداء الخوارق و ناهیک دلیلا علی شدة قوته انه قلع قری قوم لوط من المآء الاسود الذی تحت الثری و حملها علی جناحة و رفعها الی السما ثم قلبها و صاح بثمود صیحه فاصبحوا جاثمین و کان هبوطه علی الانبیاء علیهم السلام و صعوده فی اسرع من رجعة الطرف فهو لعمری اسرع من حرکة ضیاء الشمس علی ماقرروه فی الحکمة الجدیده۔

اس سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہیں جیسا کہ ابن عباس، قتادہ اور ربیع نے کہا کیونکہ وہ خوارق کے ظہور میں واسطہ ہیں، اور ان کا امر الٰہی میں گرفت فرمانا ان کی شدت قوت پر دلیل ہے۔ بے شک انہوں نے قوم لوط کی پانچوں بستیوں کو بحیرہ اسود کے پانی سے جو کہ نچلے طبقہ زمین سے تھا۔ اپنے ایک پر پر اٹھایا اور آسمان تک لے گئے اور پھر الٹ دیا اور قوم ثمود کو ایک ہی چیخ میں ہلاک کر دیا کہ گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔ اور وہ انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوتے تھے اور ان کا اوپر چڑھنا (بلند ہونا) پلک جھپکنے سے زیادہ سریع ہوتا۔ پس وہ رفتار میں سورج کی شعاعوں کی حرکت، جیسا کہ حکمت جدیدہ کے ماہروں نے

Marfat.com

قرار دیا ہے، سے بھی زیادہ سریع تھے۔

ذُوْ مِرَّةٍ ؕ۔طاقتور نے۔

ذو حصافة واستحكام فى العقل كما قال بعضهم۔یعنی زور آور اور عقل میں مضبوط جیسا کہ بعض نے کہا۔قتادہ رحمہ اللہ نے کہا: ذُوْ مِرَّةٍ سے مراد لمبے قد والا حسین ہے۔ مجاہد رحمہ اللہ نے کہا حسن اخلاق و آداب والا۔بعض مفسرین کے نزدیک یہ جبرائیل علیہ السلام کی صفت ہے یا جیسا کہ سیاق کلام سے ظاہر یعنی شَدِیْدُ الْقُوٰی۔حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد ذات الٰہی ہے اور معنی یہ ہیں کہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے واسطہ تعلیم فرمائی۔(روح البیان)

فَاسْتَوٰی ۙ۔پھر اس جلوہ نے قصد فرمایا۔

اى فاستقام على صورته الحقيقة التى خلقه الله تعالى عليها و ذلك عند حرا فى مبادى النبوة و كان له عليه الصلوة والسلام۔یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام اپنی حقیقی صورت پر قائم جس پر کہ اللہ نے انہیں پیدا فرمایا اور ایسا غار حرا کے قریب ہوا نبوت کے آغاز میں اور ایسا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تھا،لیکن ظاہر تفسیر سے مراد سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکان اور منازل رفیعہ میں استوٰی فرمانا ہے اور یہ سب کے فاعل کی تقدیر پر ہے۔

وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی ؕ۔اور وہ آسمان بریں کے سب سے بلند کنارہ پر تھا۔

وَهُوَ۔اور وہ،اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور بعض نے کہا: حضرت جبرائیل علیہ السلام مراد ہیں۔

بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی۔آسمان بریں کے سب سے بلند کنارہ پر تھا۔

اى الجهة العليا من السماء المقابله للناظر۔یعنی آسمان کی انتہائی بلندیوں پر جو دیکھنے والے کے مقابل تھیں۔

مطلب یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت غایت درجہ رفیع پر متمکن اور آپ کی استعداد نقطہ کمال پر تھی۔

امام رازی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ حال سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا کہ آپ آسمانوں کی انتہائی بلندی پر تھے اور تجلی ربانی آپ کی طرف متوجہ ہوئی عام مفسرین نے کہا ہے یہ حال جبرائیل علیہ السلام کا تھا لیکن صاحب تفسیر روح البیان نے کہا کہ وہ تو سدرۃ المنتہٰی پر رک گئے تھے اور انہوں نے کہا تھا کہ اگر میں سرمو آگے بڑھوں تو تجلیات ربانی مجھے جلا ڈالیں گی جب کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوق السموات ہی نہیں بلکہ مستوائے عرش سے بھی آگے گئے۔لہٰذا مفسرین کا یہ قول کہاں تک صواب ہے میں کہتا ہوں کہ حق یہی ہے کہ اس سے مراد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کہ جیسا کہ فراء رحمہ اللہ نے کہا: ان هو عطف على الضمير المستتر فى استوٰى وهو عائد الى النبى صلى الله عليه وسلم كما ان ذلك عائد لجبريل عليه السلام۔استوٰی میں ضمیر مستور پر عطف ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بھی اسی طرح راجع ہے جس طرح کہ جبرائیل علیہ السلام کی طرف تو بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی کے تناظر میں اس سے مراد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارکہ ہی ہونی چاہیے۔واللہ اعلم۔

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ۙ۔پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا، پھر خوب اتر آیا۔

Marfat.com

ثُمَّ دَنَا۔ پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ای ثم قرب جبریل علیه السلام من النبی صلی الله علیه وسلم۔ یعنی پھر جبرائیل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے (قریب) نزدیک ہوئے۔ ایک قول ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق سبحانہ وتعالیٰ کے قریب سے مشرف ہوئے اور بعض نے کہا اللہ کریم عزوجل نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کو اپنے قرب کی نعمت عطا کی اور میں کہتا ہوں کہ صحیح یہی ہے کہ اللہ کریم عزوجل نے آپ کو قرب کی نعمت بخشی جیسا کہ اگلی آیت سے ظاہر ہے۔

فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰىؕ(۱۰)۔ اَوْحٰى کا فاعل اللہ عزوجل ہے اور عَبْدِهٖ کی ضمیر مجرور واضح کر رہی ہے کہ اس سے مراد بھی اللہ عزوجل ہی کی ذات ہے اور اگر اوحی کی فاعلی ضمیر سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہوں تو ضمیروں میں انتشار لازم آتا ہے۔ جو نظم قرآن کے موافق نہیں اور ضحاک رحمہ اللہ کا قول بھی یہی ہے کہ دَنَا فَتَدَلّٰى کی ضمیریں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف راجع ہیں۔

فَتَدَلّٰىۙ(۸)۔ پھر خوب اتر آیا۔

یعنی جبرائیل علیہ السلام اور بعض نے کہا اس سے مراد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد باری تعالیٰ ہے جو لطف وکرم کے ساتھ اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہوا اور اس میں کرم بالائے کرم فرمایا اور قرب میں مبالغہ فرمایا۔ ایک قول یہ ہے کہ رب العزت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہوا اور اس کی تائید بخاری ومسلم کی حدیث سے بھی ہوتی ہے اور خازن رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ فَتَدَلّٰى سے مراد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب الٰہی سے فیضیاب ہوکر مخلوق کی طرف متوجہ ہونا ہے۔

فَكَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰىۚ(۹)

تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔

فَكَانَ۔ تو رہا۔

ای جبریل علیه السلام من النبی صلی الله علیه وسلم۔ یعنی جبرائیل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کے قریب ہوئے اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد رسول اللہ ﷺ ہیں مطلب یہ ہے کہ آپ اپنے پروردگار عزوجل کے قریب ہوئے یا مقام قرب پر فائز ہوئے اور سجدہ طاعت بجالائے۔ بخاری ومسلم میں ہے کہ پروردگار دو عالم عزوجل قریب ہوا، بغوی رحمہ اللہ نے شریک بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت کی کہ رب العزت عزوجل قریب ہوا پھر اتر آیا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس قدر قریب ہوا جیسے دو کمان کا فاصلہ بلکہ اس سے بھی قریب، یہ حدیث غریب ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہاں جبرائیل علیہ السلام مراد لینا کیونکر صواب ہے جب کہ جبرائیل علیہ السلام مفضول ہیں اور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل وبرتر اور یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وزیر بھی ہیں تو بادشاہ کے لئے وزیر کا قرب ونزول کیونکر باعث شرف ہے، لامحالہ یہاں مراد ذات باری عزوجل ہے جس نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کو قرب خاص سے مشرف فرمایا۔ رہا قرب ونزول کا معاملہ تو ہمیں کیفیت کی طرف جانے کی ضرورت ہی کیا ہے اور اسے متشابہات میں سے سمجھنا

چاہئے۔اور معراج کا مقصد ہی لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ہے اور قرب الٰہی عزوجل سے بڑھ کر کون سی آیت کا مشاہدہ ہو سکتا ہے رہا جبرئیل علیہ السلام کا حقیقی صورت میں دیکھنا جیسا کہ عام مفسرین نے مراد لیا ہے تو کہتا ہوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبرائیل علیہ السلام کو اس صورت میں زمین میں دیکھ چکے تھے اور حدیث میں اس کی تفصیل موجود ہے (غار حرا میں تو مکرر آسمانوں میں دیکھنے میں کوئی خصوصی فضیلت کہاں ظاہر ہوتی ہے اگر عروج کے اس نقطہ پر جبرائیل علیہ السلام ہی کو دیکھنا تھا تو یہ آیت پہلے بھی آپ کو حاصل تھی تو یہاں تکرار کی وجہ ظاہر ہونا چاہئے لیکن اگلی آیت نے یہ مسئلہ حل کر دیا ہے فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ الخ جس سے صاف ظاہر ہے کہ اس سے مراد ذات رب العزت ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

قَابَ قَوْسَيْنِ۔ دو کمانوں کے برابر۔

قَابَ۔ کے معنی مقدار کے ہیں اور قوس سے مراد کمان ہے جس سے تیر پھینکتے ہیں سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ھُنَا ذراع قوس ایک ذراع ہوتی ہے جس سے ہر چیز ناپی جاتی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے: قوس سے مراد چلہ سے کمان تک کا فاصلہ ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے قاب قوسین سے مراد دو ہاتھ کی مقدار ہے۔ صوفیہ کا قول ہے دو کمانوں سے مراد قوس امکان اور قوس وجوب ہے عربوں میں معاہدہ دوستی کے سلسلہ میں یہ عادت تھی کہ اظہار محبت اور کمال دوستی کے اظہار کے لئے ایک دوسرے کی کمانیں باہم ملا کر رکھتے جس سے واضح ہو جاتا کہ وہ باہم شیر وشکر ہیں۔

اَوْ اَدْنٰى ۚ۝۹۔ یا اس سے کم۔

ای او اقرب من ذالک و (اَوْ) للشک من جهة العباد علی معنی اذا رآه الرائی یقول: هُوَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى، والمراد افاده شدة القرب۔

یعنی اس سے بھی زیادہ قریب اور (اَوْ) شک کے لئے بندوں کی جہت سے اس معنی پر کہ جب کوئی اس کو دیکھنے والا دیکھے تو کہے وہ دو کمانوں یا اس سے بھی کم اور اس سے مراد انتہائی قرب کا افادہ واظہار ہے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ اس میں قرب کی طرف تاکید ہے جو اپنے کمال کو پہنچا اور دوستوں میں جو انتہائی نزدیکی خیال کی جا سکتی ہے وہ اپنے انتہائی نقطۂ کمال اور درجہ غایت کو پہنچی۔

فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ؕ۝۱۰

اب وحی فرمائی اپنے بندۂ خاص کو جو وحی فرمائی۔

فَاَوْحٰۤى۔ اب وحی فرمائی۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ای جبریل علیه السلام یعنی جبرائیل علیہ السلام، روح البیان میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ وحی فرمانا بے واسطہ تھا لہٰذا آلوسی رحمہ اللہ کا قول صواب نہیں اَوْحٰى کی فاعلی ضمیر اور عبدہ کی ضمیر مجرور سے ذات باری عزوجل مراد ہے۔

اِلٰى عَبْدِهٖ۔ اپنے بندۂ خاص کو۔

ای عبدالله و هو النبی صلی الله علیه وسلم۔ یعنی اللہ کے بندے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

مَاۤ اَوْحٰى ۝۱۰ جو وحی فرمائی۔ روح البیان میں ہے کہ یہ خدا عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان اسرار ہیں جن

پر ان کے سوا کسی کو اطلاع نہیں اور یہی حق ہے، بعض علماء نے کہا کہ آپ کو جو وحی فرمائی گئی وہ کئی قسم کے علوم تھے ایک علم شریعت جس کی تبلیغ سبھی کے لئے ہے دوسرے علم معرفت الٰہیہ عزوجل جو خواص کے لئے ہے۔ تیسرے علم الحقائق اور اسرار ذوقیہ جو اخواص کے لئے ہے۔ غرض کہ ان علوم کا کما حقہ ادراک و احاطہ نہیں ہو سکتا۔ خدا اور رسول عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم ہی ان اسرار کو جانیں اور یہ سب باتیں قیاسی، ذوقی وجدانی ہیں "مَآ" تخصیص کو ظاہر کر رہا ہے اور ساتھ ہی اخفاء بھی ظاہر ہے لہٰذا وحی خصوصی میں درک علماء فہم عرفاء کو کیا دخل اور یہی وہ مقام ہے جہاں سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ محبوبیت اور شان تقرب الی اللہ عزوجل عیاں ہے اور میں کہتا ہوں یہاں فَاَوْحٰۤى سے مراد جبرائیل علیہ السلام مراد لینا کیونکر درست ہو سکتا ہے جب کہ وہ سدرۃ المنتہٰی سے متجاوز ہی نہ ہوئے۔

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ⑪۔ دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا۔

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ۔ دل نے جھوٹ نہ کہا۔

اى فواد محمد صلى الله عليه وسلم۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قلب اطہر۔

مَا رَاٰى ⑪۔ جو دیکھا۔

ماراه ببصره عن صورة جبريل عليه السلام۔ یعنی انہوں نے اپنی آنکھ سے جو شکل جبرائیل علیہ السلام سے دیکھا۔

مطلب یہ ہے کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم مبارک نے جو دیکھا قلب اطہر نے اس کی تصدیق کی اور اسے جھوٹ نہ کہا۔ یعنی جو دیکھا قلب نے اسے کہا۔ اور جھوٹ کا خطرہ تک نہ گزرا۔ مَا رَاٰى۔ جو دیکھا تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا دیکھا۔

تو اکثر مفسرین فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ان کی اصل صورت میں دیکھا حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہی قول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا کہ ان کے چھ سو پر تھے۔ حضرت انس، حسن اور عکرمہ رضی اللہ عنہم کا قول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آنکھ سے پروردگار عزوجل۔ کو دیکھا۔

بصری نے ابن عباس علیہم رضوان سے نقل کیا ہے کہ اللہ عزوجل نے ابراہیم علیہ السلام کو خلت سے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی رؤیت سے خاص کیا اس سلسلہ میں مذہب محقق یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیدار الٰہی عزوجل نصیب ہوا۔ تاہم علماء کا اختلاف رؤیت قلبی اور رؤیت چشم میں ہے ایک طبقہ کا قول ہے کہ چشم دل سے دیکھا۔ جب کہ دوسرے کا چشم سر سے۔ مسلم شریف میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پروردگار عزوجل کو اپنے قلب اطہر سے دو بار دیکھا۔ ترمذی رحمہ اللہ نے کعب احبار رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مروی ہے۔ البتہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رؤیت باری کا انکار کیا اور آیت مبارکہ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ تلاوت فرمائی۔ اب جبکہ صحابہ علیہم رضوان سے نفی و اثبات کے اقوال موجود ہیں تو اس صورت میں اثبات کا قول ہی قابل ترجیح ہے۔

چونکہ نفی عدم سمع کو مستلزم ہے اور مثبت کو تقدم حاصل ہے کہ اس میں یقینی سماعت ہے۔ اور راجح ہے اور لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ میں نفی ادراک ہے اور رؤیت کی نفی نہیں ہے، میں کہتا ہوں کہ پچھلی آیت فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ میں فاعلی ضمیر اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کی طرف راجح ہے۔لہٰذا رؤیت بھی اس کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو اپنے دیدار سے سرفراز فرمائے تو اعتراض کہاں رہ جاتا ہے۔ کیونکہ نفی رؤیت تو مخلوق کی طرف ہے کہ وہ نہیں دیکھ سکتی مگر اس میں یہ کہاں ہے کہ اللہ عزوجل چاہے تو نہیں دکھا سکتا۔اس کی مثال حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عرض کرنا ہے رَبِّ اَرِنِیْٓ اور جواب میں لَنْ تَرٰىنِیْ یعنی تو نہیں دیکھ سکتا۔تو اس سے کہاں ثابت ہوتا ہے کہ ہم کسی کو نہیں دکھا سکتے یا کوئی بھی دیکھ نہیں سکتا۔اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیکھنا خاص ہے جیسا کہ حدیث کعب میں گزرا۔اور یہ خصوصیت انعام الٰہی عزوجل سے ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے رَایتُ رَبِّیْ بِعَیْنِیْ وَ بِقَلْبِیْ میں نے اپنے رب کو اپنی آنکھ اور اپنے دل سے دیکھا (مسلم) اور اس کا واضح مفہوم یہی ہے کہ آنکھ سے دیکھا،دل سے پہچانا اور محقق مان لیا۔

اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا یَرٰى ﴿۱۲﴾ تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو۔

اَفَتُمٰرُوْنَهٗ۔تو کیا تم ان سے جھگڑتے ہو۔

اَ۔استفہام انکاری ہے اور توبیخ کے لئے ہے مراء سے مشتق ہے جس کے معنی مجادلہ (جھگڑنے) کے ہیں،آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

یعنی تم مشرکین ان کو (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جھٹلاتے ہو اور ان سے اس امر پر جھگڑا کرتے ہو جو انہوں نے مشاہدہ فرمایا،یعنی شب معراج کے واقعات کا انکار کرتے ہو۔

وَ لَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ﴿۱۳﴾ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ﴿۱۴﴾۔

اور انہوں نے وہ جلوہ دوبارہ دیکھا۔سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔

وَ لَقَدْ رَاٰهُ۔اور انہوں نے اسے دیکھا۔

ای رأی النبی جبریل فی صورته التی خلقه الله تعالیٰ علیها۔یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جرائیل علیہ السلام کو ان کی اس صورت میں دیکھا جس پر کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا فرمایا۔اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قلب مبارک سے رب تعالیٰ کو دو مرتبہ دیکھا۔اور ان سے یہ بھی مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنکھ سے دیکھا۔

نَزْلَةً اُخْرٰى ﴿۱۳﴾۔دوبارہ جلوہ۔

ای مرة اخری من النزول۔یعنی دوسری مرتبہ نزول کے وقت،مطلب یہ ہے اس دفعہ رؤیت نزول اور قرب کی حالت میں واقع ہوئی،نیز اُخْرٰى سے مراد رؤیت کو صرف دو مرتبہ میں سمجھنا صحیح نہیں بلکہ اس سے مراد تعداد ہے۔جس کا ادنیٰ درجہ دو کا عدد ہے۔اور یہ رؤیت لیلۃ الاسریٰ میں ہوئی۔

عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ﴿۱۴﴾۔سدرۃ المنتہیٰ کے قریب۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں شجرة بنق عن یمین العرش فی السماء السابعة علی المشهور یہ عناب کا درخت ہے ساتویں آسمان میں عرش کے دائیں جانب جیسا کہ مشہور ہے۔اور امام احمد،مسلم اور ترمذی کی روایت میں کہ یہ چھٹے آسمان میں ہے۔اس کے ہجر کے بیر مٹکے کی مانند ہیں اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح ہیں جن کے سائے میں

Marfat.com

چلنے والا سوار ستر برس چلتا رہے تو منقطع نہ ہو اور اسماء رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً مروی ہے کہ سوار اس کے سائے میں سو برس تک چلتا رہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے اپنے پروردگار کو دو بار دیکھا۔ اور یہ دیکھنا قلب اطہر سے تھا یا چشم سے اور یہ رؤیت سدرۃ المنتہیٰ کے قریب ہوئی۔ اسے منتہیٰ اس لئے کہتے ہیں کہ مخلوق کے اعمال پہنچنے کی یہ آخری حد ہے اور اس سے پرے جو ہے وہ غیب ہے، سدرہ سے آگے ملائکہ اور ارواح، شہداء و صلحاء نہیں بڑھ سکتے۔

عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ﴿۱۵﴾۔ اس کے قریب جنت الماویٰ ہے۔

عِنْدَهَا۔ اس کے نزدیک۔ ای عند سدرۃ یعنی سدرہ کے قریب۔

جَنَّةُ الْمَاْوٰى ﴿۱۵﴾۔ التی یأوی الیها المتقون یوم القیامة کما روی عن الحسن۔ وہ جگہ جہاں قیامت کے روز پرہیزگاروں کو مہمانداری کے لئے لے جایا جائے گا۔ جیسا کہ حسن رحمہ اللہ سے مروی ہے۔ مَاْوٰى۔ اسم مکان ہے اور جنت کی طرف اضافت بیانیہ ہے۔ عطاء رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ وہ ایسی جنت ہے جو فرشتوں اور جبریل علیہ السلام کے لوٹنے کی جگہ یا مکان ہے۔ قتادہ رحمہ اللہ نے کہا: وہ جنت ہے جس کی طرف شہداء کی روحیں جمع ہوتی ہیں یا رہتی ہیں وہ جنت نہیں جس کا کہ متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اور حسن رضی اللہ عنہ کی روایت سے اس پر استدلال کیا گیا ہے کہ بلاشبہ جنت آسمانوں میں ہے۔

اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ﴿۱۶﴾۔ جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں متعلق یراہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیکھنے سے متعلق ہے۔

مَا يَغْشٰى۔ یہ يَغْشٰى کا فاعل ہے۔ جو اذ کے بعد آیا۔

اِذْ يَغْشٰى۔ الغاشی امر لا یحیط به نطاق البیان ولا تسعه اروان الاذهان۔ یعنی گھیرنے والا۔ امر وہ تھا جس کے احاطہ و بیان سے زبانیں قاصر اور اذہان کی پرواز عاجز ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سدرہ کو جو شئے گھیرے ہوئے تھی اس کے حسن، ہمہ گیری اور اس کی کنہ تک رسائی نہ ہونے کی وجہ سے کوئی بھی اس کو جیسا کہ وہ تھی، بیان نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی اس تک فکر و عمل کی پہنچ ہے جو شئے گھیرے ہوئے تھی۔ اس کے بارے میں چند اقوال یہ ہیں جو آلوسی رحمہ اللہ نے نقل کئے:

1:- حسن رضی اللہ عنہ نے کہا غشیها نور رب العزة جل شانهٗ فانتثارت عزت و اجلال والے پروردگار کا نور اس پر چھا گیا۔ جس سے وہ جگمگا رہا تھا۔

2:- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: یغشاها نور الخلاق سبحانه اسے (سدرہ) ہر شئی کے پیدا کرنے والے پاک اللہ کے نور نے گھیر لیا۔

3:- ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: غشیها رب العزة عزوجل و هو من المتشابهات اسے (سدرہ) کو رب العزت عزوجل سبحانہ نے گھیر لیا یا اپنی تجلیات سے جگمگا دیا اور یہ متشابہات سے ہے۔

4:- ابن مسعود، مجاہد، ابراہیم رضی اللہ عنہم سے مروی ہے: یغشاها جراد من ذهب سدرہ کو سونے کی ٹڈیاں (پتنگے) گھیرنے ہوئے تھیں۔

Marfat.com

5:- اور مجاہد رحمہ اللہ سے ایک روایت یہ بھی ہے: ان ذلک تبدل اغصانها لؤلؤاً و یاقوتاً و زبرجداً ان میں سے یعنی گھیرنے والی اشیاء میں سے درختوں کی شاخیں تھیں جو کبھی موتیوں اور کبھی یاقوت اور کبھی زبرجد میں بدلتی نظر آ ئیں یا یہ کہ درختوں کی شاخیں ان چیزوں کی تھیں اور سدرہ کو گھیرے ہوئے تھیں۔

6:- عبد بن حمید نے سلمہ سے تخریج کی ہے کہ پروردگار جل وعلا سے فرشتوں نے اجازت مانگی کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دیکھنا چاہتے ہیں (نظارۂ جمال کرنا چاہتے ہیں) تو انہیں اجازت عطا ہوئی تو تمام فرشتوں نے سدرہ کو گھیر لیا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال روشن کو دیکھیں۔

7:- ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے سدرہ کے پتوں میں سے ہر پتے پر ایک فرشتے کو کھڑے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہوئے دیکھا۔

8:- اور کہا گیا یغشاها رفرف من طیر خضر سدرہ کو سبز رنگ کے پرندوں سے منقش بچھونوں نے گھیر رکھا تھا۔

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ﴿۱۷﴾ ۔آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔

مَا زَاغَ الْبَصَرُ ۔آنکھ نہ کسی طرف پھری ای ما مال بصر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم عما راٰہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر نہ پھری اس سے جو آپ نے دیکھا۔

وَمَا طَغٰى ﴿۱۷﴾۔ وما تجاوز بل اثبت اثباتا صحیحاً اور نہ ہی آپ کی نظر حد سے بڑھی۔ بلکہ آپ ثابت قدم رہے اور جس نور کا دیدار مقصود تھا، اس سے مشرف ہوئے۔

اس آیت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت اور کمال قوت کا اظہار ہے اور یہ وہ مقام ہے جہاں عقلیں حیران و سرگرداں ہیں اور ادراک رسائی نہیں مگر آپ صرف ثابت قدم ہی نہ رہے بلکہ نور ذات سے مشرف ہوئے نہ کسی طرف توجہ ہوئی اور نہ ہی مقصود سے آنکھ پھیری اور نہ ہی حال سے باہر ہوئے جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام طور پر حال سے گزر گئے بلکہ آپ اس مقام عظیم میں اس طرح ثابت رہے کہ

موسیٰ ز ہوش رفت بیک پرتو صفات   تو عین ذات می نگری در تبسمی

لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ﴿۱۸﴾ ۔بے شک آپ نے اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔

ای واللہ لقد راٰی الایات الکبری من اٰیاته تعالیٰ و عجائبه الملکیة و الملوکیة لیلة المعراج۔یعنی بخدا انہوں نے شب معراج اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں، عجائب ملک وملکوت کو ملاحظہ فرمایا، آلوسی رحمہ اللہ مزید کہتے ہیں۔ عجائب ملک وملکوت سے مراد انبیاء کرام، ملائکہ، آسمانوں اور سدرۃ المنتہیٰ کا دیکھنا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج دیکھا اور آپ کا علم تمام معلومات غیبیہ ملکوتیہ پر حاوی ہو گیا اور بعض روایات میں اس امر کا تعین ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو دیکھا۔ بخاری، ابن جریر اور ایک جماعت رحمہم اللہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے آیات کے بارے میں (نشانیوں کے بارے میں) جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملاحظہ فرمائیں، کہا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سبز زخرف کو دیکھا جس نے افق کو مسدود کر رکھا تھا اور ابن زید رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کو جیسا کہ ان کی صورت ہے، دیکھا۔ اس آیت میں آیات کے لفظ سے شبہہ ہو سکتا ہے کہ اس

Marfat.com

سے مراد جبریل علیہ السلام ہی ہیں۔ کیونکہ وہ بھی اپنے رب عزوجل کی نشانیوں میں سے ہیں۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ ہم اس پر حصر نہیں کرتے۔ کیونکہ وہ نشانات عظمت میں سے صرف ایک تھے۔ اور یہاں بعض نشانات مراد ہیں تو تخصیص کیونکر ہوئی اور تعین پر حصر کیوں اور یہ امر تو واضح ہے کہ آیات کا دیکھنا ذات کی رؤیت کے منافی نہیں اور ماطغی نے صورتحال کی صراحت کر دی ہے کہ آیات کو ملاحظہ کر کے جب مقصود تک رسائی ہوئی تو نہ نگاہ پھری نہ حد سے بڑھی کسی اور شاعر نے خوب کہا:

مَا نَظَرَ الْعَيْنُ اِلٰى غَيْرِكُمْ ۔ اُقْسِمُ بِاللّٰهِ وَ اٰيَاتِهٖ

اللہ اور اس کی آیات کی قسم میری آنکھ تمہارے غیر کی طرف نہ پھری یعنی فقط تمہیں کو دیکھا۔

اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ﴿۱۹﴾ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ﴿۲۰﴾ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ﴿۲۱﴾

تو کیا تم نے دیکھا لات اور عزیٰ اور اس تیسری منات کو کیا تم کو بیٹا اور اس کو بیٹی۔

اَفَرَءَيْتُمْ۔ کیا تم نے دیکھا، استفہام انکاری تنبیہی ہے اور اس کا عطف محذوف جملہ پر ہے۔ گویا یوں خطاب کیا کہ تم نے اپنے معبودوں لات اور عزیٰ کو بنظر غائر دیکھا۔ اور اگر تم انصاف و تحقیق سے مشاہدہ کرو گے تو تم جان لو گے کہ بے بس اور بے قدرت ہیں تو قادر مطلق رب العزت کو چھوڑ کر ان بے حقیقت و بے بس جماد بتوں کو پوجنا کھلا ظلم اور خلاف عقل و بصیرت ہے۔ تو کیا تمہیں حقیقت حال کا بنظر انصاف علم نہیں ہوتا اور تم حق کا اقرار کیوں نہیں کرتے؟

اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ﴿۱۹﴾۔ لات اور عزیٰ بتوں کے نام ہیں۔ مشرک ان کی پوجا کرتے تھے۔ آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: طائف میں بنو ثقیف لات کی پوجا کرتے تھے۔ ابو عبیدہ وغیرہ نے کہا کہ وہ کعبہ میں تھا اور ابن زید نے کہا لات سوق عکاظ کے قریب نخلہ میں تھا اور قریش اس کی پوجا کرتے تھے۔ اور کہا گیا کہ یہ بت ایک مرد کی صورت پر تھا جو حجاج کو ستو پلاتا تھا۔ اس کے مرنے پر لوگ اس کو پوجنے لگے اور لوگوں کا خیال تھا کہ اس کا نام ابن الظرب تھا عزیٰ غطفان میں تھا اور اس کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ یعنی عزیٰ نخلہ میں ایک کوٹھڑی تھی یا درخت تھا۔ ضحاک رحمہ اللہ کا قول ہے کہ یہ بنی غطفان کی آبادی میں ایک بت تھا، نسائی نے ابو الطفیل رحمہم اللہ سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو نخلہ کی طرف جہاں کہ عزیٰ تھا، مامور فرمایا تو وہ وہاں پہنچے اور وہ تین جھاڑیاں تھیں جنہیں انہوں نے کاٹ ڈالا اور اس مکان کو گرا دیا جو عزیٰ کے لئے تھا پھر آ کر حضور علیہ السلام کو خبر کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا واپس جاؤ کہ تم نے کچھ بھی نہیں کیا۔ پس وہ دوبارہ گئے جب مجاوروں نے انہیں دیکھا تو پھیل گئے۔ اور وہ کہنے لگے: اے عزیٰ! اے عزیٰ! پس آپ اس کی طرف بڑھے تو وہ ایک ننگی، بکھرے ہوئے بالوں والی عورت تھی جو اپنے سر پر خاک ڈال رہی تھی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے تلوار مار کر اسے ختم کر دیا۔ پھر حاضر خدمت اقدس ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ عزیٰ تھی اور وہ اب کبھی بھی پوجی نہ جائے گی۔ ابن زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عزیٰ نامی بت طائف میں تھا اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کعبہ میں تھا اور انہوں نے ابو سفیان کے قول سے تائید پکڑی ہے جو اس نے بعض مشاہدات میں مسلمانوں کے مقابل کہا کہ ہمارے لئے عزیٰ ہے اور تمہارے لئے کوئی عزیٰ نہیں۔

وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ﴿۲۰﴾۔ اور اس تیسری منات کو۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: قيل صخرة كانت لهذيل و خزاعة و عن ابن عباس لثقيف و عن قتادة

Marfat.com

لانصار بقدید و قال ابو عبیدہ کانت بالکعبة ایضاً۔

کہا گیا کہ بنوہذیل اور بنوخزاعہ کا بت (بر جی، قبہ) تھا اور ابن عباس نے کہا کہ یہ ثقیف کا بت تھا اور قتادہ نے کہا یہ قدید میں انصار کا بت تھا اور ابوعبیدہ نے کہا کہ یہ بت بھی کعبہ میں تھا، ابوحیان رحمہ اللہ نے اس سے اخذ کیا کہ یہ تینوں بت کعبہ میں ہی تھے کیونکہ اَفَرَءَيْتُمُ میں اللہ عزوجل کے مخاطب قریش ہیں، کفار اس کے پاس اکٹھے ہوتے تھے اور اس بت کو بابرکت جانتے تھے اور برکت چاہتے تھے۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ بارش مانگتے تھے اور مشرکین اس بت کے قریب قربانیاں بھی کرتے تھے الاخریٰ منات کی صفت ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ اس سے مراد عزت و مرتبہ بھی نچلے درجہ پر ہوتا ہے یعنی لات و منات سے اس کو کم تر مانتے تھے۔ مشرکین بتوں کو خدا کی بیٹیاں بھی کہتے تھے۔

ان تینوں بتوں کے حوالے سے قریش کو انتباہ ہے کہ تم نے ان بتوں کو تحقیق کی نظر سے بھی کبھی دیکھا ہے۔ اگر تم چشم بصیرت سے دیکھو گے تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ یہ نہ تو کوئی قدرت رکھتے ہیں اور نہ ہی تصرف کی کوئی طاقت انہیں حاصل ہے یہ جماد محض ہیں۔ ان کو پوجنا اور قادر مطلق برحق خداوند قدوس سے منہ موڑنا کہاں کا انصاف ہے اگر تم میں ذرہ برابر بھی عقل و خرد ہے تو تم اس حقیقت کا انکار کیونکر کرو گے۔ لہٰذا تمہیں رب قادر و قیوم کی طرف ہی متوجہ ہونا لازم ہے کہ وہی ذات بندگی کے لائق ہے۔ اور تمہارا یہ حال ہے کہ اس عظیم رسول سے انحراف کرتے ہو جس نے معبود برحق کی قدرت کے بڑے بڑے عجائبات کا مشاہدہ کیا ہے۔ یعنی حق کی راہ کو چھوڑ کر باطل پر جمے ہوئے ہو تو کیا اے قریش تم نے حقیقت کا بھی ادراک کیا ہے تو گویا یہ استفہام انکاری تنبیہی ہے اور دعوت فکر اور قبول حق کی طرف آتے۔

اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ﴿٢١﴾ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ﴿٢٢﴾۔

کیا تم کو بیٹا اور اس کو بیٹی جب تو یہ سخت بے جا تقسیم ہے۔

مشرکین فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ کلبی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ مشرکین بتوں کے بارے میں بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے حالانکہ مشرکین عرب کا یہ حال تھا کہ بیٹی کی پیدائش کو انتہائی برا مانتے تھے۔ بلکہ ان میں سے بعض اس قدر انتہا پسند، متعصب اور ظالم تھے کہ بیٹیوں کو پیدا ہوتے ہی قتل یا زندہ درگور کر دیتے تھے۔ سورۃ تکویر میں اس امر کی طرف اشارہ ہے۔ ارشاد ہے: اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ﴿٨﴾ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ﴿٩﴾۔ اور جب زندہ دبائی ہوئی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس خطا پر ماری گئی اور سورۂ زخرف میں مشرکین کے اس وطیرہ کا یوں ذکر ہے اور جب ان میں سے کسی کو بشارت دی جائے لڑکی کی جسے رحمٰن کے لئے بیان کرتے ہیں تو دن بھر اس کا منہ کالا رہے اور غم کھاتا رہے۔ مشرکین بیٹی کے معاملہ میں انتہائی ناگواری کا اظہار کرتے تو اس آیت میں ان سے خطاب ہے کہ جس رشتے کو تم اس قدر ناگوار جانتے ہو اسے حق تعالیٰ کے لئے ثابت کرتے ہو۔ حالانکہ وہ اس سے پاک ہے جو کچھ کہ یہ ظالم بیان کرتے ہیں تو یہ تقسیم کیسی ٹیڑھی، بے ڈھنگی اور بھونڈی ہے۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: و قیل المعنی: اخبرونی عن الھتکم ھل لھا شیء من القدرة والعظمة التی وصف بھا رب العزة۔

اور کہا گیا ہے کہ اس سے مراد ہے کہ مجھے بتاؤ اپنے اصنام کے بارے میں کہ کیا ان میں کوئی ویسی قدرت و عظمت ہے جس کے ساتھ کہ رب العزت کی توصیف ہے۔ ظاہر ہے کہ بت جماد محض ہیں اور قدرت و عظمت سے خالی تو رب العزت

قادر وقیوم کے مقابل ان کو ماننا، اور حق تعالیٰ سے کفر کہاں کا انصاف ہے اور پھر یہ تمہاری تقسیم کیونکر ہے۔ استفہام انکاری تنبیہی ہے ضِیْزٰی کو ضیزیٔ بھی پڑھا گیا ہے جس کے معنی ظلم یا حق تلفی ہے۔ جب کہ مجاہد رحمہ اللہ کے نزدیک اس کا معنی ٹیڑھی تقسیم ہے۔

اِنْ هِیَ اِلَّاۤ اَسْمَآءٌ سَمَّیْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍؕ اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ مَا تَهْوَى الْاَنْفُسُۚ وَ لَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰىؕ۲۳

وہ تو نہیں مگر کچھ نام کہ تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی کوئی سند نہیں اتاری، وہ تو نرے گمان اور نفس کی خواہشوں کے پیچھے لگے ہیں۔ حالانکہ بے شک ان کے پاس ان کے پروردگار کی طرف سے ہدایت آئی۔

اِنْ هِیَ۔ وہ تو نہیں۔

الضمير لاصنام اى ما الاصنام باعتبار الالوهية التى تدعونها۔ هِیَ کی ضمیر بتوں کی طرف راجع ہے۔ یعنی تمہارے بت کیا ہیں جماد محض بے قدرت ہیں اور جو تم ان کی الوہیت کے مدعی ہو تو کیا وہ الوہیت کے قابل ہیں۔

اِلَّاۤ اَسْمَآءٌ۔ مگر کچھ نام۔

محضة ليس فيها شئ ما اصلاً معنى الالوهية۔ یعنی برائے نام ہیں فرضی اور گھڑے ہوئے نام ہیں اور ان میں کوئی قدرت وطاقت نہیں۔ اور نہ الوہیت کی کوئی بات ہے۔

سَمَّیْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ

تم نے اور تمہارے آباء واجداد نے رکھ لئے۔

کی ضمیر بتوں کی طرف راجع ہے اور نام رکھنے سے مراد بتوں کی صفات ہے یعنی تم نے اور تمہارے بڑوں نے جو ان کو اپنے شفیع، الہ اور خدا کی بیٹیاں وغیرہ کا نام دے رکھا ہے وہ بلا وجہ اور بغیر کسی دلیل کے ہے۔ اور یونہی جو بتوں کے نام عزیٰ، منات، لات مقرر کر رکھے ہیں یہ باطل محض ہیں ورنہ حقیقت میں نہ تو ان میں کوئی بات الوہیت کی ہے اور نہ ہی معبود ہونے کی یہ صرف تمہاری مخترعات ہیں۔

مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍؕ

اللہ نے ان کی کوئی سند نہیں اتاری، یعنی اللہ نے ان سے متعلق کوئی دلیل نازل نہیں کی۔ اصنام کے بارے میں یہ سب کچھ تمہارا خود ساختہ ہے، بلا اصل و بے دلیل ہے۔

اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ

وہ تو نرے گمان کی پیروی کرتے ہیں۔

یعنی تم لوگ صرف فرضی قصے کہانیوں اور خیالات کے پیچھے لگے ہو اور باپ دادا کے طرز عمل کی پیروی میں اس گمان پر قائم ہو گئے ورنہ حقیقت حال کے بارے میں تمہیں طلب ہی کب ہوئی۔

وَ مَا تَهْوَى الْاَنْفُسُۚ

اور جو تمہارے نفس ہیں وہ خواہشات کی پیروی کرتے ہیں۔

Marfat.com

یعنی تم خواہشات نفس کے پیچھے لگے ہو اور بتوں کے بارے میں تمہارے خیالات اسی نفسانی خواہش کے تابع ہیں، یہ سب تمہارا اواہمہ اور خواہشات نفس کا تانا بانا ہے وگرنہ ان بتوں میں کون سی شے ہے جو تم کو ان کی الوہیت و معبودیت پر مائل و قائل کرتی ہے۔

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ﴿۲۳﴾

حالانکہ ان کے پروردگار کی طرف سے ان کے پاس ہدایت آچکی۔

یعنی قرآن حکیم نازل ہو چکا اور رسول تشریف لا چکے جو راہ ہدایت کی طرف راہنمائی فرما رہے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود وہ حقیقت کا اعتراف نہیں کرتے۔ حالانکہ نجی طور پر وہ خوب سمجھتے ہیں کہ ان کا چلن راہ ہدایت سے دور ہے اور وہ گمراہی پر ہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات اس وجہ سے نہیں مانتے کہ انہیں باپ دادا کا طریقہ چھوڑنا منظور نہیں اور نہ ہی اوہام، تشکیک اور فرضی کہانیوں کے گردابوں سے نکلنا پسند ہے۔ اور وہ فریب نفس میں مبتلا شیطان کے اسیر ہیں اور سمجھنے کے باوجود اٹکل پچو اور بے اصل امور کی طرف راغب و گامزن ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ چلن باغیانہ ہے۔ اور غیر منصفانہ ہے اور طلب حق سے بیگانہ ہے۔

اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ﴿۲۴﴾ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾

کیا انسان کو مل جائیگا جو کچھ وہ امید باندھے تو آخرت اور دنیا سب کا مالک اللہ ہی ہے۔

اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ﴿۲۴﴾

کیا انسان کو مل جائے گا جو کچھ وہ آرزو کرے۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: (اَمْ) منقطعة مقدرة والعزة و هی الانکار والنفی ای بل لیس للانسان کل ما یتمناه و تشهیه نفسه۔

اَمْ۔ منقطعہ مقدرہ ہے اور ہمزہ استفہام انکاری ہے یعنی انسان کو وہ سب کچھ نہیں مل سکتا جس کی کہ وہ تمنا کرتا ہے اور جس کی اس کا نفس رغبت رکھتا ہے۔

اَلْاِنْسَانُ۔ سے مراد کافر ہی ہے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ مشرک و کفار جو اصنام سے امیدیں باندھے ہوئے ہیں کہ وہ ان کے کام آئیں یا ان کی سفارش کریں گے وہ صرف خیال باطل ہی نہیں ان کا وہم محض ہے، کفار و مشرکین اپنے بتوں کو شفیع جانتے تھے اور قرآن حکیم کے بارے میں یہ بھی کہتے تھے کہ یہ طائف اور مکہ کے بڑے سرداروں پر کیوں نہ نازل ہوا تو یہ سب خرافات و توہمات ان کے خیالات، آرزوئیں اور امیدیں تھیں جن کا رد کیا گیا ہے کہ کفار جن امیدوں کے سہارے قائم کیے ہوئے ہیں وہ باطل محض اور سراب ہیں۔

فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾۔

تو آخرت اور دنیا اللہ ہی کی ملکیت ہے۔

تعلیل لانتفاء ذلک فان اختصاص ملک امور الأخرة والاولی جمیعا به تعالی مقتض

لانتفاء ان یکون للانسان امر من الامور بل ماشاء اراد تعالی له کان و ما لم یشأ لم یکن۔ تعلیل وانتفاء کی طرف، اللہ کی خصوصیت کی طرف اشارہ ہے کہ آخرت اور دنیا سب اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت کو مقتضی ہے کہ جس انسان کو جو چاہے دے اور جو نہ چاہے تو نہ دے۔ اس کے دینے نہ دینے میں کسی خواہش کو کیا دخل ہے جب تک وہ نہ چاہے کسی کا چاہنا نہ چاہنا کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا ہے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ دونوں جہاں اللہ عزوجل کی ملکیت ہیں اور اس کے چاہے بغیر کسی کو کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا اور کفار کی مفروضہ امیدیں بس اٹکل پچو ہیں اور وہ خیالی گھوڑے دوڑا رہے ہیں جن کا حقیقت سے دور کا بھی تعلق نہیں، ملک اللہ عزوجل کا۔ بادشاہت اللہ عزوجل کی، مرضی اللہ عزوجل کی، جس طرح چاہے وہ علی الاطلاق مالک ہے۔ آخرت کا دنیا سے پہلے ذکر کرنا کفار کے تصورات کے رد میں اہتماماً ہے۔ جیسا کہ اگلی آیت میں ان کی وضاحت ہے۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع ۔سورۃ نجم ۔پ ۲۷

وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَرْضٰى ﴿۲۶﴾

اور کتنے ہی فرشتے ہیں آسمانوں میں کہ ان کی سفارش کچھ کام نہیں آتی مگر جبکہ اللہ اجازت دے دے جس کے لئے چاہے اور پسند فرمائے

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ﴿۲۷﴾

بے شک وہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں ملائکہ کا نام عورتوں کا سا رکھتے ہیں

وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ﴿۲۸﴾

اور انہیں اس کی کچھ خبر نہیں وہ تو نرے گمان کے پیچھے ہیں اور بے شک گمان یقین کی جگہ کچھ کام نہیں دیتا

فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ؕ ﴿۲۹﴾

تو تم اس سے منہ پھیر لو جو ہماری یاد سے پھرا اور اس نے نہ چاہی مگر دنیا کی زندگی

ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۙ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ﴿۳۰﴾

یہاں تک ان کے علم کی پہنچ ہے بے شک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بہکا اور وہ خوب جانتا ہے جس نے راہ پائی

وَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۙ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَ يَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ۚ ﴿۳۱﴾

اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے تاکہ برائی کرنے والوں کو ان کے کئے کا بدلہ دے اور نیکی کرنے والوں کو نہایت اچھا صلہ عطا فرمائے

اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ هُوَ اَعْلَمُ

وہ جو بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں مگر اتنا کہ گناہ کے پاس گئے اور رک گئے بے شک تمہارے رب کی مغفرت وسیع ہے وہ تمہیں خوب جانتا ہے تمہیں مٹی سے پیدا کیا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں حمل

Marfat.com

بِمَنِ اتَّقٰى ﴿۳۲﴾ تھے تو آپ اپنی جانوں کو ستھرا نہ بتاؤ وہ خوب جانتا ہے جو پرہیزگار ہیں

حل لغات دوسرا رکوع-سورۃ نجم-پ ۲۷

وَ-اور	كَمۡ مِّنۡ-کتنے ہی	مَّلَكٍ-فرشتے ہیں	فِي-بیچ
السَّمٰوٰتِ-آسمانوں کے	لَا-نہیں	تُغۡنِيۡ-کام آتی	شَفَاعَتُهُمۡ-ان کی سفارش
شَيۡـًٔا-کچھ بھی	اِلَّا-مگر	مِنۡۢ بَعۡدِ-بعد	اَنۡ-اس کے کہ
يَّاۡذَنَ-اجازت دے	اللّٰهُ-اللہ	لِمَنۡ-جس کو	يَّشَآءُ-چاہے
وَ-اور	يَرۡضٰى-پسند کرے	اِنَّ-بے شک	الَّذِيۡنَ-وہ جو
لَا-نہیں	يُؤۡمِنُوۡنَ-ایمان لاتے	بِالۡاٰخِرَةِ-آخرت پر	لَيُسَمُّوۡنَ-وہ نام رکھتے ہیں
الۡمَلٰٓئِكَةَ-فرشتوں کے	تَسۡمِيَةَ-نام	الۡاُنۡثٰى-عورتوں کے	وَ-اور
مَا-نہیں	لَهُمۡ-ان کو	بِهٖ-اس کا	مِنۡ عِلۡمٍ-کوئی علم
اِنۡ-نہیں	يَّتَّبِعُوۡنَ-پیروی کرتے	اِلَّا-مگر	الظَّنَّ-ظن کی
وَ-اور	اِنَّ-بے شک	الظَّنَّ-ظن	لَا-نہیں
يُغۡنِيۡ-کام آتا	مِنَ الۡحَقِّ-حق سے	شَيۡـًٔا-کچھ بھی	فَاَعۡرِضۡ-سو منہ پھیر
عَنۡ-اس سے	مَّنۡ-جس نے	تَوَلّٰى-منہ پھیرا	عَنۡ ذِكۡرِ-یاد
نَا-ہماری سے	وَ-اور	لَمۡ-نہ	يُرِدۡ-چاہا
اِلَّا-مگر	الۡحَيٰوةَ-زندگی	الدُّنۡيَا-دنیا کی	ذٰلِكَ-یہ ہے
مَبۡلَغُهُمۡ-ان کی پہنچ	مِّنَ الۡعِلۡمِ-علم سے	اِنَّ-بے شک	رَبَّكَ-تیرا رب
هُوَ-وہ	اَعۡلَمُ-خوب جانتا ہے	بِمَنۡ-اس کو جو	ضَلَّ-گمراہ ہوا
عَنۡ سَبِيۡلِهٖ-اس کی راہ سے		وَ-اور	هُوَ-وہ
اَعۡلَمُ-خوب جانتا ہے	بِمَنِ-اس کو جس نے	اهۡتَدٰى-راہ پائی	وَ-اور
لِلّٰهِ-اللہ ہی کا ہے	مَا-جو	فِي-بیچ	السَّمٰوٰتِ-آسمانوں
وَ-اور	مَا-جو	فِي-بیچ	الۡاَرۡضِ-زمین کے ہے
لِيَجۡزِيَ-تاکہ بدلہ دے	الَّذِيۡنَ-ان کو جو	اَسَآءُوۡا-برے ہیں	بِمَا-اس کا جو
عَمِلُوۡا-انہوں نے کیا	وَ-اور	يَجۡزِيَ-بدلہ دے	الَّذِيۡنَ-ان کو
اَحۡسَنُوۡا-جو نیک ہیں	بِالۡحُسۡنٰى-اچھا بدلہ	اَلَّذِيۡنَ-وہ جو	يَجۡتَنِبُوۡنَ-بچتے ہیں
كَبٰٓئِرَ-بڑے بڑے	الۡاِثۡمِ-گناہوں سے	وَ-اور	الۡفَوَاحِشَ-بے حیائی سے
اِلَّا-مگر	اللَّمَمَ-صغیرہ گناہ	اِنَّ-بے شک	رَبَّكَ-تیرا رب

Marfat.com

وَاسِعُ۔ وسیع	الْمَغْفِرَةِ۔ بخشش والا ہے	هُوَ۔ وہ	اَعْلَمُ۔ خوب جانتا ہے
بِكُمْ۔ تم کو	اِذْ۔ جبکہ	اَنْشَاَ۔ پیدا کیا	كُمْ۔ تم کو
مِّنَ الْاَرْضِ۔ زمین سے	وَ۔ اور	اِذْ۔ جبکہ	اَنْتُمْ۔ تم
اَجِنَّةٌ۔ بچے تھے	فِیْ۔ بیچ	بُطُوْنِ۔ پیٹوں	اُمَّهٰتِكُمْ۔ اپنی ماؤں کے
فَلَا۔ تو نہ	تُزَكُّوْا۔ پاک بتاؤ تم	اَنْفُسَكُمْ۔ اپنی جانوں کو	هُوَ۔ وہ
اَعْلَمُ۔ بڑا اچھا جانتا ہے	بِمَنِ۔ اس کو جو	اتَّقٰى۔ پرہیزگار ہے	

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع۔ سورۃ نجم۔ پ ۲۷

وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْـًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ یَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَرْضٰى (۲۶)

اور کتنے ہی فرشتے ہیں آسمانوں میں کہ ان کی سفارش کچھ کام نہیں آتی مگر جب اللہ اجازت دے جس کے لئے چاہے اور پسند فرمائے۔

وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْـًٔا

ای و کثیر من الملائکة ۔یعنی فرشتوں میں سے اکثر لا تغنی شفاعتهم عند الله تعالی شیئاً من الاغناء فی وقت من الاوقات ضرورت کے اوقات میں سے کسی وقت ان کی سفارش وہ اللہ عزوجل کے ہاں کام نہ آئے گی۔

اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ یَّاْذَنَ اللّٰهُ۔

لهم فی الشفاعة۔ ان کے لئے سفارش یعنی اللہ عزوجل ان کو سفارش کی اجازت دے۔

لِمَنْ یَّشَآءُ۔ ان یشفعوا له۔ کہ وہ اس کے لئے سفارش کریں یعنی اللہ عزوجل سے۔ جس فرشتے کو جس شخص کے لئے سفارش کی اجازت دے۔

وَ یَرْضٰى (۲۶)۔ و یراه سبحانهٗ اهلاً لشفاعة من اهل التوحید و الایمان۔ اور اللہ تعالیٰ چاہے کہ وہ شخص شفاعت کے لئے اہل ہے۔ بشرطیکہ وہ اہل توحید و ایمان سے ہو۔ کفار کے لئے شفاعت ہے ہی نہیں اور نہ ہی وہ اس کے اہل ہیں۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ کفار و مشرکین یہ امیدیں باندھے ہوئے ہیں کہ ہم فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں مانتے ہیں اور اپنے بتوں کو بھی یونہی سمجھتے ہیں اور ہمارے بت اور فرشتے ہمارے لئے خدا کے حضور ہماری سفارش کریں اور ان کی شفاعت مقبول ٹھہرے گی جب کہ حق یہ ہے آسمانوں میں کتنے ہی فرشتے علیہم اسلام ہیں کہ اللہ عزوجل کے حضور ان کی سفارش کچھ کام نہیں آتی جب تک اللہ تعالیٰ انہیں اجازت شفاعت عطا نہ فرما دے اور یہ اجازت بھی فرشتوں علیہم السلام کو صرف اہل ایمان یعنی مومنوں کے لئے ہی عطا فرمائی جائے گی نہ کہ کفار و مشرکین کے لئے، مومنین میں سے اسی کے لئے اجازت مرحمت ہوگی جس کے لئے خداوند قدوس پسند کرے اور اس کے نزدیک وہ سفارش کے قابل ہو۔ ملائکہ علیہم السلام جو بارگاہ رب العزت میں خوب قدر و منزلت رکھتے ہیں جب اس کے لئے سفارش کریں گے جس کے لئے مرضی الٰہی عزوجل ہو اور اجازت عطا ہو تو بتوں سے

Marfat.com

15A

شفاعت کی امید رکھنا غایت درجہ باطل ولایعنی ہے۔ جب کہ انہیں نہ تو قرب الٰہی عزوجل حاصل ہے اور نہ ہی وہ سفارش کے اہل، وہ تو جماد محض ہیں اور قدرت وتصرف سے کورے اور قرب حق سے خالی ہیں۔ اور یونہی یہ کافر فرشتوں علیہم السلام کو پوجتے ہیں وہ بھی سفارش نہ کریں گے مگر اہل ایمان کی اور وہ بھی جب اذن ورضائے الٰہی عزوجل حاصل ہو۔ تو کفار کی امیدیں محض جھوٹ اور نفس کا فریب ہیں۔ اس آیت سے کفار ومشرکین کی خیانت کی تفصیلی تردید ہوگئی اور واضح ہوگیا کہ کفار کے لئے نہ تو شفاعت ہے نہ وہ شفاعت کے اہل اور نہ ہی ان کے لئے شفاعت ممکن ہے۔ ان کا انجام ہلاکت کے سوا کچھ نہیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَیُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓىِٕكَةَ تَسْمِیَةَ الْاُنْثٰى ﴿۲۷﴾

بے شک وہ جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے ملائکہ کا نام عورتوں کا سا رکھتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ۔

بے شک وہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔

و بما فیها من العقاب علی ما یتعاطونه من الکفر و المعاصی۔ اور اس میں ان لوگوں کے لئے جو کچھ کہ وہ کفر ومعاصی کرتے تھے، زجر وشدت ہے یعنی کافر لوگ یا مراد مشرکین عرب یا کفار مکہ جن کا آخرت پر یقین نہیں تھا۔ یا وہ مرنے کے بعد زندگی کے قائل نہ تھے۔

لَیُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓىِٕكَةَ۔

فرشتوں کا نام رکھتے ہیں یعنی فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے ہیں یا انہیں عورتوں کے نام سے یاد کرتے تھے۔

تَسْمِیَةَ الْاُنْثٰى ﴿۲۷﴾۔ عورتوں کے سے نام۔

فانهم کانوا یقولون الملائکة بنات الله سبحانه و تعالیٰ عما یقولون۔ تو ان میں سے ہر شخص فرشتوں کو خدا تعالیٰ کی بیٹیاں کہتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے جو کچھ وہ کہتے ہیں اور ایک قول ہے فرشتوں علیہم السلام کے نام عورتوں کے نام پر رکھے ہوئے تھے اور یہ نظم قرآن کے زیادہ موافق ہے کفار بتوں کو بھی اللہ عزوجل کی بیٹیاں بتاتے اور کہتے تھے اور بتوں کے نام بھی عورتوں کے سے تھے جیسے لات، منات اور عزیٰ کے اسماء سے ظاہر ہے۔

وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ؕ اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْـًٔا ﴿۲۸﴾

اور انہیں اس کی کچھ خبر نہیں وہ نرے گمان کے پیچھے ہیں اور بے شک گمان یقین کی جگہ کچھ کام نہیں دیتا۔

وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ؕ۔ اور انہیں اس کی کچھ خبر نہیں۔

ای یسمونهم اناثاً، و الحال انهم لا علم لهم بما یقولون اصلاً، و قرأ ابی بها ای بالتسمیة او بالملائکة۔

یعنی وہ (کفار ومشرکین) انہیں (فرشتوں) کو بیٹیوں کا نام دیتے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کو اس بات کا اصلاً کوئی علم نہیں ہے اور ابی رضی اللہ عنہ نے بِهَا پڑھا یعنی انہیں نام رکھنے (ناموں) یا ملائکہ کے بارے میں کچھ بھی حقیقت معلوم نہیں ہے۔

اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ۔ وہ تو نرے گمان کے پیچھے ہیں۔

Marfat.com

B

اِنۡ یَّتَّبِعُوۡنَ۔ای ما یتبعون فی ذلک۔یعنی اس بات میں جس پر وہ لگے ہوئے ہیں، پیروی کر رہے ہیں۔

اِلَّا الظَّنَّ ۚ۔ای التوھم الباطل۔یعنی باطل توہمات وخیالات۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ کفار و مشرکین صرف خیالات پر چل رہے ہیں اور ان توہمات اور بے اصل باتوں کی پیروی میں لگے ہوئے ہیں۔

وَ اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغۡنِیۡ مِنَ الۡحَقِّ شَیۡئًا ﴿۲۸﴾

اور بلاشبہ گمان یقین کی جگہ کچھ کام نہیں دیتا۔

ظن یعنی گمان یقین (حق) کے مقابل کوئی حیثیت نہیں رکھتا اور نہ ہی سود مند ہے۔یہاں ظن سے مراد کفار کے لئے بے اصل خیالات اور فاسد توہمات اور ان کے آباء کے تراشیدہ خرافات وہفوات ہیں اور حق (یقین) سے مراد علم قطعی ہے۔یعنی ایسا امر جو پکا اور شک وشبہہ سے پاک اور واقع کے مطابق صحیح ہو اور امر واقعی کے مقابل گمان کی کیا حیثیت ہے، البتہ اہل ایمان کے لیے عملیات میں اتباع شرعاً درست ہے بشرطیکہ وہ دلیل قطعی سے متعارض ومتصادم نہ ہوں وگرنہ وہ ظن بھی باطل ہوگا اور مفید نہ ہوگا۔عمل بہرحال قوی اور گمان ضعیف ہے اور ضعیف قوی کے مقابل کیا کام دے سکتا ہے۔دلیل ظنی اسی وقت مفید ہے جب دلیل قطعی حاصل نہ ہو اور یہاں کفار کا معاملہ تو تخمین واہمہ وخیال سے بڑھ کر کچھ نہیں اور خدا عزوجل کے رسول ﷺ کی بات حق ہے، یقینی اور قطعی ہے اور اس کا علم وبیان قوی، شبہہ سے پاک، دلیل حقّ ہے۔اور کافروں کی خرافات وبکواسات کو حق سے کیا علاقہ۔

فَاَعۡرِضۡ عَنۡ مَّنۡ تَوَلّٰی ۬ۙ عَنۡ ذِکۡرِنَا وَ لَمۡ یُرِدۡ اِلَّا الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا ﴿ؕ۲۹﴾ ذٰلِکَ مَبۡلَغُہُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ ؕ اِنَّ رَبَّکَ ہُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِیۡلِہٖ ۙ وَ ہُوَ اَعۡلَمُ بِمَنِ اہۡتَدٰی ﴿۳۰﴾

تو تم ان سے منہ پھیر لو جو ہماری یاد سے پھرا اور اس نے نہ چاہی مگر دنیا کی زندگی۔یہاں تک ان کے علم کی پہنچ ہے بے شک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بہکا اور وہ خوب جانتا ہے جس نے راہ پائی۔

فَاَعۡرِضۡ عَنۡ مَّنۡ تَوَلّٰی ۬ۙ عَنۡ ذِکۡرِنَا۔

تو تم اس سے منہ پھیر لو جو ہماری یاد سے پھرا۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں:ای فاعرض من تولی عن ذکرنا المفید للعلم الحق و ھو القرآن العظیم المنطوی علی بیان الاعتقادات الحقة المشتمل علی علوم الاولین والاخرین المذکر للاخرة ما فیھا من الامور المرغوب فیھا والمرھوب عنھا و المراد بالاعراض عنه ترک الاخذ بمافیه و عدم الاعتناء به قیل: المراد بالذکر الرسول صلی اللہ علیه وسلم و بالاعراض عنه ترک الاخذ بما جاء به و قیل المراد به الایمان و قیل: ھو علی ظاھر والاعراض عنه کنایة عن الغفلة عنه عزوجل۔

یعنی اس سے منہ موڑ لیجئے جو ہمارے ذکر سے روگردانی کرے کیونکہ ہمارا ذکر قطعی وصحیح علم کے لئے مفید ہے اور وہ ذکر قرآن عظیم ہے جو اعتقادات حقہ کا واضح اور روشن بیان ہے۔اور اولین وآخرین کے علوم پر مشتمل ہے۔آخرت اور جو کچھ ان میں مرغوب امور ہیں اور خوف کی جو امور خوف وڈر سے متعلق ہیں، یاددلانے والا ہے۔اور اس سے اعراض (روگردانی) سے

مراد اس پکڑنے والی چیز کو چھوڑنا ہے جو اس (قرآن) میں ہے اور اس سے لاپرواہی برتنا اور کہا گیا کہ ذکر سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور اعراض سے مراد اس چیز کو چھوڑنا ہے جس کے ساتھ وہ تشریف لائے اور کہا گیا ذکر سے مراد ایمان ہے اور کہا گیا ہے کہ وہ اس کے ظاہر پر ہے۔ اور اس سے اعراض حق تعالیٰ عزوجل شانہ سے غفلت پر کنایہ ہے۔

وَلَمْ يُرِدْ إِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٢٩﴾۔ اور اس نے نہ چاہی مگر دنیوی زندگی۔

والمراد من الامر المذکور النهی عن المبالغة فی الحرص علی هدا هم۔ اور اس سے مراد یہاں کفار کی ہدایت کی بجائے حد درجہ بڑھی ہوئی دنیا کی حرص ہے، جیسا کہ کفار میں نضر بن حارث اور ولید بن مغیرہ دنیا کی زندگی اور اس کی خواہشات کے سوا کسی چیز کے چاہنے والے نہ تھے۔ ان کا تمام انہماک دنیا کے لئے ہے۔ ہدایت کی طرف کیونکر متوجہ ہوں۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ جب کفار و مشرکین ہدایت ربانی سے لاپرواہیں اور آباء کے غلط سلط، فاسد اور بے اصل توہمات و خیالات پر جمے ہوئے ہیں تو آپ بھی ان کی پرواہ نہ کریں اور ان کی عدم توجہ پر غمگین نہ ہوں۔ کیونکہ ان کا تمام تر مقصود دنیوی زندگی اور ان کی خواہشات کا حصول ہے اور یہ اسی میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

ذٰلِكَ۔ یہ۔ یہاں تک۔

ای امر الحیاة الدنیا المفهوم من الکلام و لذا ذکر اسم الاشارة۔

یعنی جیسا کہ کلام الٰہی سے مفہوم ہے۔ اس سے مراد دنیا کی زندگی ہے اور اسی لئے یہاں اسم اشارہ (ذٰلِكَ) بیان ہوا۔ اور ایک قول یہ ہے اشارہ سے مراد وہ گمان ہے جس کی وہ پیروی کرتے تھے اور کہا گیا ہے اشارہ سے مراد ان (کفار) کا فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں بتانا ہے۔

مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ؕ۔ ان کے علم کی پہنچ۔

ای منتهی علمهم لا علم لهم فوقه، اعتراض مقدر لمضمون ما قبلها من قصر الارادة علی الحیوة الدنیا۔

یعنی یہ ان کے علم کی انتہا ہے اور اس سے بڑھ کر انہیں کچھ علم نہیں یعنی اوپر جو مضمون گزرا۔ کفار پر ان کی تکرار ہے یعنی ان کا مبلغ علم صرف دنیا ہے اور دنیوی زندگی کی خواہشات ہی ان کا مقصود و مطلوب ہے۔

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۙ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ﴿٣٠﴾

تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے کہ کون راستے سے بھٹکا ہوا ہے اور وہی خوب جانتا ہے کہ کون راہ ہدایت پر ہے۔

یعنی اللہ کو گمراہوں کا خوب علم ہے اور اس میں کفار پر گزشتہ مضمون کے تحت زجر ہے یعنی انہیں عقوبت سے رہائی نہیں اور یونہی حق کے قبول کرنے والوں اور راہ ہدایت کے طالبوں کا بھی خوب علم ہے اور اس میں اشارہ انعام و مغفرت کا ہے۔

یعنی جو حقیقت کو مانے اور سیدھی راہ چلے اس کے لئے نوازش ہے اور رہا کفار کا بزعم خویش صحیح ہونا تو وہ محض گمان ہے اور دانستہ بے عقلی ہے۔

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۙ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا

Marfat.com

بِالْحُسْنٰى ﴿۳۱﴾

اور اللہ ہی کے لئے ہے جو آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے تا کہ برائی کرنے والوں کو ان کے کئے کا بدلہ دے اور نیکی کرنے والوں کو نہایت اچھی جزا دے۔

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ

اور اللہ ہی کے لئے ہے جو آسمانوں میں اور جو زمینوں میں ہے۔

ای لهٗ ذلک علی الوجه الاتم ای خلقا و ملکاً لا لغیرہٖ عزوجل اصلاً لا استقلالاً و لا اشتراکاً، و یشعر بفعل یتعلق بہٖ قولہٖ تعالٰی۔

یعنی اللہ ہی کے لئے ہے مکمل طور پر اگرچہ مخلوق ہو یا ملک۔ اور حق عزوجل کے غیر کے لئے استقلالی یا اشتراکی طور پر کچھ بھی نہیں اور جاننا چاہئے کہ یہ حق تعالٰی کے فعل واختیار کے ساتھ متعلق ہے جیسا کہ آگے ہے۔

لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا

تا کہ برائی کرنے والوں کو ان کے کئے کا بدلہ دے۔

ای خلق ما فیهما لیحزی الضالین بعقاب ما عملوا او بسبب ما عملو علی ان الباء صلة الجزاء بتقدیر مضاف او للسببية بلا تقدیر۔

یعنی ان دونوں میں (آسمانوں اور زمین) میں جو پیدا کیا ہے تا کہ گمراہوں کو سزا سے بدلہ دے ان کی گمراہی کے کاموں کا جس کی تعبیر گناہوں کے ساتھ کی گئی ہے۔ اس حال کے بیان کے لئے یا ان کے اعمال کا بدلہ یا ان کے اعمال کے سبب سے کیونکہ بِمَا میں ب جزا کا صلہ مضاف کی تقدیر یا بلا تقدیر سبب کے طور پر ہے۔

وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ﴿۳۱﴾

اور نیکی کرنے والوں کو خوب اچھی جزا دے۔

وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا۔ سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت قبول کی یعنی سیدھی راہ پر چلے اور اچھے اعمال کئے۔

بِالْحُسْنٰى ﴿۳۱﴾۔ ای بالمثوبة الحسنی التی هی الجنة۔ یعنی ان کو اچھے ثواب سے نوازے اور وہ جنت ہے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ سرکشوں کو کفر وطغیانی اور گناہوں کے باعث سزا دے اور ایمانداروں کو اچھا ثواب یعنی جنت دے ان کے اعمال صالحہ کے سبب سے۔ اور یہ جزا ہو ان کے اخلاص وعمل کی اور اللہ تعالٰی ہی کو سب اختیار ہے۔ مخلوق اس کی، بادشاہت اس کی، اس کے غیر کے لئے کیا ہے کچھ بھی نہیں۔ وہ ہی علی الاطلاق مالک ومختار ہے اور باقی سب بندے عاجز ہیں۔

اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ﴿۳۲﴾۔

وہ جو گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں مگر اتنا کہ گناہوں کے پاس گئے اور رک گئے بے شک آپ کے رب کی بخشش وسیع ہے وہ تمہیں خوب جانتا ہے تمہیں مٹی سے پیدا کیا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں حمل تھے تو تم اپنی جانوں کو ستھرا نہ بتاؤ وہ خوب جانتا ہے جو پرہیزگار ہیں۔

Marfat.com

اَلَّذِیۡنَ یَجۡتَنِبُوۡنَ کَبٰٓئِرَ الۡاِثۡمِ وَ الۡفَوَاحِشَ

وہ لوگ جو بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں۔

گزشتہ آیت میں نیکی کرنے والوں کی جزا کا ذکر ہوا۔ یہاں یا تو ان کا ہی ذکر ہے یا ان لوگوں کی طرف اشارہ ہے، کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو گناہوں سے اور بے شرمی کے کاموں سے بچتے ہیں۔

الۡاِثۡمِ۔ کے معنی گناہ کے ہیں۔

اور کہا گیا الۡاِثۡمِ۔ الفعل المبطئ عن الثواب و هو الذنب۔ وہ کام جو ثواب سے دور یا اسے مٹا دینے والا ہو وہ گناہ ہے۔ و کبائرہ مایکبر عقابه۔ اور گناہوں میں بڑے وہ ہیں جس کی سزا بھی بڑی ہو۔ کسائی رحمہ اللہ کا قول ہے: کَبٰٓئِرَ الۡاِثۡمِ سے مراد زنا یا شرک ہے۔ فواحش فحش کی جمع ہے اور اس کا مطلب ہے حد سے بڑھی ہوئی برائی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ فواحش اور کبائر دونوں مترادف ہیں یعنی ایک جیسے ہیں۔ واضح مفہوم یہ ہے کہ کبیرہ گناہ ہی فواحش ہیں، کبیرہ سے مراد وہ گناہ ہیں جن پر وعدۂ عذاب دیا گیا۔ جیسے چوری، زنا اور قتل۔

اِلَّا اللَّمَمَ ؕ۔ مگر اتنا کہ گناہوں کے پاس گئے اور رک گئے۔

ما صغر من الذنوب۔ جو گناہوں میں سے چھوٹے (معمولی) ہیں واصلهٗ ما قل قدرهٗ اور اس کی اصل یہ ہے کہ جو ٹھہرنے میں معمولی ہو یعنی معمول نہ ہو۔ کبھی کبھار صادر ہو جائے اور کہا گیا: معناه الدنو من الشئ دون ارتکاب لهٗ اس کا معنی ہے کہ کسی کام کے قریب ہونا۔ لیکن اس کا ارتکاب نہ کرنا اس سلسلے میں اقوال کی مختصر تفصیل یہ ہے:

1:- کسی کو بری نظر سے دیکھا یعنی کسی نامحرم عورت کو بنظر شہوت دیکھنا لمم ہے۔

2:- غمزہ یعنی آنکھ سے اظہار رغبت، لمم ہے۔

3:- نامحرم پر دوبارہ نظر ڈالنا لمم ہے۔

4:- گناہ کا ارادہ کرنا مگر ارتکاب نہ کرنا اور یونہی حدیث نفس بدون ارتکاب یا وقوع لمم ہے۔

5:- ابن المسیب رحمہ اللہ نے کہا لمم سے مراد زمانہ جاہلیت میں کئے ہوئے شرک و معاصی کے کام ہیں۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے یعنی بعد میں مسلمان ہو گیا تو پہلے گناہ جو حالت کفر میں ہوئے وہ مراد ہیں۔

6:- مطلق گناہ مراد ہے۔

7:- ابن المسیب رضی اللہ عنہ نے کہا لمم سے مراد وہ خطرہ ہے جو قلب پر گزرے۔

8:- کلبی رحمہ اللہ نے کہا کبیرہ گناہ میں پڑ جانے والا جب توبہ کر لیتا ہے تو وہ بھی لمم میں شامل ہے۔

اِنَّ رَبَّکَ وَاسِعُ الۡمَغۡفِرَۃِ ؕ

بے شک تمہارے پروردگار کی مغفرت وسیع ہے۔

یعنی تمہارے پروردگار کی بخشش وسیع ہے جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب دے لیکن کرم کی انتہا یہ ہے کہ اس نے خود فرمایا ہے۔ جیسا کہ حدیث قدسی ہے سبقت رحمتي علی غضبي میری رحمت میری ناراضگی پر سبقت لے گئی یعنی رحمت کی بارش لا انتہا ہی ہے۔ گزری ہوئی آیت میں کفار کے لئے وعید اور مومنوں کے لئے نوید تھی۔ اب سب کو صراحت کے

Marfat.com

ساتھ لطف وکرم کی خوشخبری دی، گناہ بے شک صغیرہ ہو یا کبیرہ۔ بری بات بچنا ضروری ہے۔لیکن یہ خیال کر کے رحمت الٰہی عزوجل سے مایوس ہو جانا کہ بڑا گناہ مستوجب سزا ہے نادرست اور قرین حق نہیں۔معتزلہ کبیرہ گناہوں کے مرتکب کو کافریا اس کے لئے عذاب کو واجب جانتے تھے۔اہل سنت کا مذہب یہ ہے:

1:- گناہوں سے توبہ گناہوں کو مٹا ڈالتی ہے۔

2:- صغیرہ گناہ اصرار سے کبیرہ ہو جاتا ہے اور استغفار سے کبیرہ کبیرہ نہیں رہتا اور اللہ پر کوئی شے واجب نہیں یعنی کہ ضرور بخش دے یا ضرور عذاب کرے۔

3:- اللہ عزوجل کبیرہ وصغیرہ گناہوں کو معاف کر دے گا بشرطیکہ توبہ کر لے۔لیکن وہ توبہ کے بغیر بھی بخش دیگا اور یہی مومن کے ایمان کی برکت ہے۔

4:- رحمت باری عزوجل سے مایوسی ہی وہ گناہ ہے جس کی معافی نہیں اور یہی حقیقی گمراہی ہے۔

5:- نیکیوں پر مغرور ہونا بھی بری بات ہے ہوسکتا ہے کہ وہ نیکیوں پر بھروسہ کرنے والوں کو بھی پکڑ لے اور جو پکڑا گیا اس کے لئے خیر کہاں ہے۔

6:- ایمان خوف ورجاء کے درمیان ہے۔

7:- گناہوں سے جزوی توبہ بھی درست ہے اور توبہ کے بعد پھر گناہ میں مبتلا ہوا تو پچھلی توبہ درست ہے رحمت الٰہی عزوجل وسیع ہے اور وسیع کا مفہوم ہمارے شعور وادراک وسمجھ سے بالاتر ہے۔اور گناہ گاروں کا آسرا یہی ہے۔

هُوَ اَعۡلَمُ بِكُمۡ اِذۡ اَنۡشَاَكُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ۔

وہ تمہیں خوب جانتا ہے تمہیں مٹی سے پیدا کیا۔

هُوَ اَعۡلَمُ بِكُمۡ۔وہ تمہیں خوب جانتا ہے۔

ای باحوالکم من کل احد۔یعنی وہ تم میں سے ہر ایک کے احوال کو جانتا ہے۔

اِذۡ اَنۡشَاَكُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ۔جب تمہیں مٹی سے پیدا کیا۔

اِذۡ انشاء کم فی ضمن انشاء ابیکم ادم علیہ السلام۔یعنی تمہارے باپ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے،یعنی تمہارے سب حالات سے آگاہ ہے۔جبکہ حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا ہوئے۔ لہٰذا مِّنَ الۡاَرۡضِ سے اسی طرف اشارہ ہے اور کہا گیا ہے کہ لوگوں کا زمین سے پیدا ہونا اس اعتبار پر ہے کہ جو غذائیں زمین میں پیدا ہوتی ہیں انہیں سے منی پیدا ہوتی ہے جو آدمی کا مادۂ خلقت ہے اور مکی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں پیش آنے والے جملہ حالات سے واقف تھا۔یعنی جب تم زندگی سے بھی نوازے نہ گئے تھے اور تمہیں پیدائش سے قبل اپنے بارے میں کیونکر واقفیت ہوسکتی تھی وہ جب سے تمہیں جانتا ہے۔یعنی اس کا علم تمہاری سب کی ابتدا وانتہا کو محیط ہے۔

وَاِذۡ اَنۡتُمۡ اَجِنَّةٌ فِىۡ بُطُوۡنِ اُمَّهٰتِكُمۡ ۚ۔

اور جب تم ماؤں کے پیٹوں میں حمل تھے۔

یعنی اس وقت سے جب تم ماؤں کے پیٹ میں جنین کی صورت تھے اور اس میں اشارہ ہے کہ ان عادات واطوار کی

Marfat.com

طرف جو ہم نے اس کی طرف ودیعت کئے اور علم کی اس میں شان نمایاں ہے کہ ماں کا پیٹ بدرجہ غایت تاریکی (ظلمت ہے) بخاری ومسلم میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک کا مادۂ خلقت شکم مادر میں جوڑا جاتا ہے۔ بصورت نطفہ چالیس روز تک، پھر جما ہوا خون ہو جاتا ہے چالیس روز تک، پھر لوتھڑا ہو جاتا ہے چالیس روز تک، پھر اللہ عزوجل اس کی طرف فرشتہ بھیجتا ہے جو اس میں روح پھونک دیتا ہے۔

فَيُؤمَرُ بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ۔ اور اسے چار باتوں کے لکھنے کا حکم دیا جاتا ہے وہ اس کی اجل (مدت قیام) عمل، رزق اور شقاوت وسعادت لکھ دیتا ہے۔ قسم پروردگار کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ تم میں سے کوئی شخص جنتی لوگوں کے سے کام کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ (ذراع) یا گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے۔ فیسبق علیه الکتب تو اس پر لکھا ہوا غالب آ جاتا ہے اور وہ دوزخیوں جیسے کام کرتا ہے اور دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور یونہی کوئی دوزخی لوگوں سے عمل کرتا ہے یہاں تک کہ اس میں اور دوزخ میں ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو لکھا (تقدیر) غالب آ جاتا ہے اور وہ جنتی لوگوں جیسے عمل کرتا ہے اور جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ پروردگار جل وعلا تمہارے اعمال سے، تمہارے اخلاق واطوار سے، تمہاری سعادت وشقاوت سے جب سے واقف ہے کہ تم بطن مادر میں ابھی بصورت جنین تھے اور تمہیں ظلمت رحم میں تنویر زندگی بھی نہ ملی تھی اور پیکر بے جان میں روح بھی نہ پڑی تھی۔

فَلَا تُزَكُّوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ﴿۳۲﴾

تو تم خود کو پاکیزہ نہ بتاؤ وہ خوب جانتا ہے جو پرہیزگار ہیں۔

فَلَا تُزَكُّوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ ۔ اپنے نفس کو ستھرا بنانے سے ممانعت کی گئی ہے۔

جیسا کہ لمم (گناہوں) کے بارے میں نہ پکڑنے (عدم مؤاخذہ) کا ذکر ہوا یعنی تمہارے نفوس گناہوں سے پاک ہونے پر تعریف نہ کریں کہ تمہیں انجام کار معلوم نہیں، کلبی رحمہ اللہ نے کہا لوگ اچھے اعمال جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ پر تفاخر کرتے تو ستائش نہیں کی گئی اور صلب آدم سے امتزاج سے قبل اللہ عزوجل جانتا تھا کہ کس کا انجام نیک ہے اور کس کا خراب، لہٰذا بندہ کو لازم ہے کہ وہ اعمال پر نازاں نہ ہو اور ہر وقت مہربانی کی التجا کرتا رہے۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع - سورۂ نجم - پ ۲۷

اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ تَوَلّٰى ﴿۳۳﴾	تو کیا تم نے دیکھا جو پھر گیا
وَاَعْطٰى قَلِيْلًا وَّاَكْدٰى ﴿۳۴﴾	اور کچھ تھوڑا سا دیا اور روک رکھا
اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى ﴿۳۵﴾	کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے تو وہ دیکھ رہا ہے
اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى ﴿۳۶﴾	کیا اسے اس کی خبر نہ آئی جو صحیفوں میں ہے موسیٰ کے
وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰۤى ﴿۳۷﴾	اور ابراہیم کے جو احکام پورے بجالایا
اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿۳۸﴾	کہ کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسری کا بوجھ نہیں اٹھاتی
وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿۳۹﴾	اور یہ کہ آدمی نہ پائے گا مگر اپنی کوشش

Marfat.com

وَاَنَّ سَعۡیَهٗ سَوۡفَ یُرٰی ﴿۴۰﴾
اور یہ کہ اس کی کوشش عنقریب دیکھی جائے گی

ثُمَّ یُجۡزٰىهُ الۡجَزَآءَ الۡاَوۡفٰی ﴿۴۱﴾
پھر اس کا بھرپور بدلہ دیا جائے گا

وَاَنَّ اِلٰی رَبِّكَ الۡمُنۡتَهٰی ﴿۴۲﴾
اور یہ کہ بے شک تمہارے رب ہی کی طرف انتہا ہے

وَاَنَّهٗ هُوَ اَضۡحَكَ وَاَبۡكٰی ﴿۴۳﴾
اور یہ کہ وہی ہے جس نے ہنسایا اور رلایا

وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحۡیَا ﴿۴۴﴾
اور یہ کہ وہی ہے جس نے مارا اور جلایا

وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوۡجَیۡنِ الذَّكَرَ وَالۡاُنۡثٰی ﴿۴۵﴾
اور یہ کہ اسی نے دو جوڑے بنائے نر اور مادہ

مِنۡ نُّطۡفَةٍ اِذَا تُمۡنٰی ﴿۴۶﴾
نطفہ سے جب ڈالا جائے

وَاَنَّ عَلَیۡهِ النَّشۡاَةَ الۡاُخۡرٰی ﴿۴۷﴾
اور یہ کہ اسی کے ذمہ ہے پچھلا اٹھانا

وَاَنَّهٗ هُوَ اَغۡنٰی وَاَقۡنٰی ﴿۴۸﴾
اور یہ کہ اس نے غنیٰ دی اور قناعت دی

وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعۡرٰی ﴿۴۹﴾
اور یہ کہ وہی ستارہ شعریٰ کا رب ہے

وَاَنَّهٗۤ اَهۡلَكَ عَادَا ۨالۡاُوۡلٰی ﴿۵۰﴾
اور یہ کہ اسی نے پہلی عاد کو ہلاک فرمایا

وَثَمُوۡدَا۠ فَمَاۤ اَبۡقٰی ﴿۵۱﴾
اور ثمود کو تو کوئی باقی نہ چھوڑا

وَقَوۡمَ نُوۡحٍ مِّنۡ قَبۡلُ ؕ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا هُمۡ اَظۡلَمَ وَاَطۡغٰی ﴿۵۲﴾
اور ان سے پہلے نوح کی قوم کو بے شک وہ ان سے بھی ظالم اور سرکش تھے

وَالۡمُؤۡتَفِكَةَ اَهۡوٰی ﴿۵۳﴾
اور اس نے الٹنے والی بستی کو نیچے گرایا

فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰی ﴿۵۴﴾
تو اس پر چھایا جو کچھ چھایا

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰی ﴿۵۵﴾
تو اے سننے والے اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس میں شک کرے گا

هٰذَا نَذِیۡرٌ مِّنَ النُّذُرِ الۡاُوۡلٰی ﴿۵۶﴾
یہ ایک ڈر سنانے والے ہیں اگلے ڈرانے والوں کی طرح

اَزِفَتِ الۡاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾
پاس آئی پاس آنے والی

لَیۡسَ لَهَا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾
اللہ کے سوا اس کا کوئی کھولنے والا نہیں

اَفَمِنۡ هٰذَا الۡحَدِیۡثِ تَعۡجَبُوۡنَ ﴿۵۹﴾
تو کیا اس بات سے تعجب کرتے ہو

وَتَضۡحَكُوۡنَ وَلَا تَبۡكُوۡنَ ﴿۶۰﴾
اور ہنستے ہو اور روتے نہیں

وَاَنۡتُمۡ سٰمِدُوۡنَ ﴿۶۱﴾
اور تم کھیل میں پڑے ہو

فَاسۡجُدُوۡا لِلّٰهِ وَاعۡبُدُوۡا ﴿۶۲﴾
تو اللہ کے لئے سجدہ کرو اور اس کی بندگی کرو

حل لغات تیسرا رکوع - سورۃ نجم - پ ۲۷

اَ - کیا	فَرَءَیۡتَ - تو نے دیکھا ہے	الَّذِیۡ - وہ جو	تَوَلّٰی - پھر گیا
وَ - اور	اَعۡطٰی - دیا	قَلِیۡلًا - تھوڑا سا	وَّ - اور

Marfat.com

اَکۡدٰی۔ روک لیا	اَ۔ کیا	عِنۡدَ۔ پاس	ہٗ۔ اس کے ہے
عِلۡمُ۔ علم	الۡغَیۡبِ۔ غیب	فَھُوَ۔ تو وہ	یَرٰی۔ دیکھتا ہے
اَمۡ۔ کیا	لَمۡ۔ نہ	یُنَبَّاۡ۔ خبر دیا گیا	بِمَا۔ اس کی جو
فِیۡ۔ بیچ	صُحُفِ۔ صحیفوں	مُوۡسٰی۔ موسیٰ کے ہے	وَ۔ اور
اِبۡرٰھِیۡمَ۔ ابراہیم کے	الَّذِیۡ۔ جس نے	وَفّٰی۔ پورا کیا	اَلَّا۔ یہ کہ نہ
تَزِرُ۔ اٹھائے گی	وَازِرَۃٌ۔ کوئی اٹھانے والی	وِّزۡرَ۔ بوجھ	اُخۡرٰی۔ دوسرے کا
وَ۔ اور	اَنۡ۔ یہ کہ	لَّیۡسَ۔ نہیں ہے	لِلۡاِنۡسَانِ۔ انسان کے لئے
اِلَّا۔ مگر	مَا۔ جو	سَعٰی۔ کوشش کی	وَ۔ اور
اَنَّ۔ بے شک	سَعۡیَہٗ۔ اس کی کوشش	سَوۡفَ۔ جلدی	یُرٰی۔ دیکھی جائے گی
ثُمَّ۔ پھر	یُجۡزٰىہُ۔ بدلہ دیا جائے گا اس کو		الۡجَزَآءَ۔ بدلہ
الۡاَوۡفٰی۔ پورا پورا	وَ۔ اور	اَنَّ۔ بے شک	اِلٰی۔ طرف
رَبِّکَ۔ تیرے رب کی ہے	الۡمُنۡتَھٰی۔ منتہیٰ	وَ۔ اور	اَنَّہٗ۔ بے شک وہ
ھُوَ۔ وہی ہے جس نے	اَضۡحَکَ۔ ہنسایا	وَ۔ اور	اَبۡکٰی۔ رلایا
وَ۔ اور	اَنَّہٗ۔ وہی ہے	ھُوَ۔ جس نے	اَمَاتَ۔ مارا
وَ۔ اور	اَحۡیَا۔ جلایا	وَ۔ اور	اَنَّہٗ۔ اسی نے
خَلَقَ۔ پیدا کئے	الزَّوۡجَیۡنِ۔ جوڑے	الذَّکَرَ۔ نر	وَ۔ اور
الۡاُنۡثٰی۔ مادہ	مِنۡ نُّطۡفَۃٍ۔ نطفہ سے	اِذَا۔ جب	تُمۡنٰی۔ ڈالا جائے
وَ۔ اور	اَنَّ۔ بے شک	عَلَیۡہِ۔ اسی پر ہے	النَّشۡاَۃَ۔ پیدائش
الۡاُخۡرٰی۔ دوسری	وَ۔ اور	اَنَّہٗ۔ بے شک	ھُوَ۔ اسی نے
اَغۡنٰی۔ غنی کیا	وَ۔ اور	اَقۡنٰی۔ فقیر کیا	وَ۔ اور
اَنَّہٗ۔ بے شک وہ	ھُوَ۔ وہی ہے	رَبُّ۔ رب	الشِّعۡرٰی۔ شعریٰ کا
وَ۔ اور	اَنَّہٗ۔ اسی نے	اَھۡلَکَ۔ ہلاک کیا	عَادَا۔ عاد
الۡاُوۡلٰی۔ پہلے کو	وَ۔ اور	ثَمُوۡدَاۡ۔ ثمود کو	فَمَاۤ۔ پھر نہ
اَبۡقٰی۔ باقی چھوڑا	وَ۔ اور	قَوۡمَ۔ قوم	نُوۡحٍ۔ نوح کو
مِّنۡ قَبۡلُ۔ اس سے پہلے	اِنَّھُمۡ۔ بے شک وہ	کَانُوۡا۔ تھے	ھُمۡ۔ وہ
اَظۡلَمَ۔ بڑے ظالم	وَ۔ اور	اَطۡغٰی۔ بڑے سرکش	وَ۔ اور
الۡمُؤۡتَفِکَۃَ۔ الٹائی گئی بستی کو	اَھۡوٰی۔ گرایا	فَغَشّٰىھَا۔ پھر چھا گیا اس پر	مَا۔ جو
غَشّٰی۔ چھایا	فَبِاَیِّ۔ تو کون سی	اٰلَآءِ۔ نعمت	رَبِّکَ۔ اپنے رب کی کا

Marfat.com

تَتَمَارٰی۔ تو شک کرے گا	هٰذَا۔ یہ	نَذِیْرٌ۔ ڈرانے والا ہے	مِّنَ النُّذُرِ۔ ڈرانے والوں
الْاُوْلٰی۔ پہلوں سے	اَزِفَتِ۔ قریب آئی	الْاٰزِفَةُ۔ قریب آنے والی	لَیْسَ۔ نہیں
لَهَا۔ اس کو	مِنْ دُوْنِ۔ سوا	اللّٰهِ۔ اللہ کے	كَاشِفَةٌ۔ کوئی کھولنے والا
اَفَمِنْ۔ تو کیا	هٰذَا۔ اس	الْحَدِیْثِ۔ بات سے	تَعْجَبُوْنَ۔ تعجب کرتے ہو
وَ۔ اور	تَضْحَكُوْنَ۔ ہنستے ہو	وَ۔ اور	لَا۔ نہیں
تَبْكُوْنَ۔ روتے ہو	وَ۔ اور	اَنْتُمْ۔ تم	سٰمِدُوْنَ۔ کھیلتے ہو
فَاسْجُدُوْا۔ تو سجدہ کرو	لِلّٰهِ۔ اللہ کو	وَ۔ اور (اسی کی)	اعْبُدُوْا۔ عبادت کرو

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع۔ سورۃ نجم۔ پ ۲۷

اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ تَوَلّٰی ﴿۳۳﴾ وَاَعْطٰی قَلِیْلًا وَّاَكْدٰی ﴿۳۴﴾

تو کیا آپ نے دیکھا جو پھر گیا اور کچھ تھوڑا سا دیا اور روک رکھا۔

اَفَرَءَیْتَ۔ تو کیا آپ نے نہیں دیکھا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے الَّذِیْ تَوَلّٰی جو پھر گیا ای عن اتباع الحق و الثبات علیه یعنی جس شخص نے حق کی پیروی سے منہ پھیرا۔ اور اس پر جمنے سے روگردانی کی۔ مجاہد اور ابن زید رحمہم اللہ نے کہا یہ آیت ولید بن مغیرہ کے حق میں نازل ہوئی۔ ولید ابتداء میں قبول حق پر آمادہ ہو گیا تھا مگر کفار کے شرم دلانے پر پھر گیا اور مشرک ہی مرا (العیاذ باللہ تعالیٰ)

وَاَعْطٰی قَلِیْلًا۔ اور کچھ تھوڑا سا دیا۔

مجاہد رحمہ اللہ نے کہا یہ ولید بن مغیرہ کے حق میں اترا، وہ مائل بہ اسلام ہوا اور حضور علیہ السلام کو اس کے اتباع کی توقع ہوئی تو مشرکوں نے اسے شرم دلائی کہ باپ دادا کا دین چھوڑ کر انہیں گمراہ کہتے ہو۔ ولید نے کہا مجھے خوف عذاب ہے تو ایک مشرک بولا اگر تم باپ دادا کے دین پر (شرک پر) لوٹ جاؤ تو تم اتنا مال دو اور رہا خوف عذاب تو میں تمہاری جگہ اس کے لئے تیار ہوں چنانچہ ولید پھر گیا اور اس نے حسب وعدہ مال سے کچھ دیا اور باقی روک لیا۔ محمد بن کعب رحمہ اللہ کے نزدیک اس شخص سے مراد ابوجہل لعین، سدی رحمہ اللہ کے نزدیک عاص بن وائل سہمی اور ضحاک رحمہ اللہ کے نزدیک نضر بن حارث ہے جو مرتد ہو گیا تھا۔

وَّاَكْدٰی ﴿۳۴﴾۔ اور روک رکھا۔

حائل ہونے والی شے کو کدیتة کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ولید نے اقرار کے باوصف کچھ دیا اور باقی روک رکھا یا مطلب یہ ہے کہ وہ کسی قدر حق کا اقرار کرنے کے باوجود ایمان نہ لایا۔ قدرے حق کو مانا اور پھر قبول حق سے رک گیا یا کٹ گیا۔

اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَیْبِ فَهُوَ یَرٰی ﴿۳۵﴾

کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے تو وہ دیکھ رہا ہے۔

اَعِنْدَهٗ۔ کیا اس کے پاس (اَ) استفہام انکاری ہے اور (ہٗ) کی ضمیر الَّذِیْ تَوَلّٰی کی طرف راجع ہے کیا اس کے پاس یعنی ولید بن مغیرہ کے پاس (عِلْمُ الْغَیْبِ) علم بالامور الغیبیة یعنی کسی صحیح ذریعہ سے پوشیدہ امور کا علم یعنی علم غیب ہے۔

فَهُوَ يَرٰى ﴿٣٥﴾۔ فاسبھی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ولید کے پاس کسی صحیح ذریعہ سے علم غیب ہے جس کی بناء پر اسے معلوم ہو گیا ہے کہ اگر میں اس شخص کو جس نے اس کے عذاب کا بوجھ اٹھانے کا وعدہ کیا تھا بشرطیکہ وہ اسے اس قدر مال دے تو کیا کچھ مال دینے سے وہ شخص اس کے کفر و شرک کا بار اٹھالے گا۔

اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى ﴿٣٦﴾ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰى ﴿٣٧﴾۔

یا اس کو اس کی خبر نہ آئی جو صحیفوں میں ہے موسیٰ کے اور ابراہیم کے جو احکام پورے بجالایا۔

اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ۔ یا اسے اس کی خبر نہ آئی۔

أی بل الم يخبر۔ یعنی کیا اسے خبر نہ ہوئی۔

بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى ﴿٣٦﴾۔ جو صحیفوں میں ہے موسیٰ کے۔

وهی التوراة۔ اور اس سے مراد تورات ہے۔

وَاِبْرٰهِيْمَ۔ اور ابراہیم کے۔

و بما فی صحف ابراهيم التی نزلت عليه۔ اور جو کچھ ابراہیم علیہ السلام کے صحیفہ میں ہے جو آپ پر اتارا گیا۔

الَّذِيْ وَفّٰى ﴿٣٧﴾۔ جو احکام پورے بجالایا۔

ای وفی واتم ما امر به، او بالغ فی الوفاء بما عاهد عليه الله تعالى۔ یعنی ابراہیم علیہ السلام نے پوری پوری بجا آوری کی جس چیز کا بھی وہ حکم دیئے گئے یا اللہ نے ان سے جس چیز کا بھی وعدہ لیا انہوں نے اس کی مکمل تعمیل کی۔ صحف موسیٰ علیہ السلام یعنی تورات کا صحف ابراہیم علیہ السلام پر تقدم شہرت کی کثرت کی بنا پر ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیل احکام میں منتہائے کمال پر تھے۔ بیٹے کی قربانی، آتش نمرود میں استقامت وغیرہ اس کی نظیریں ہیں۔

اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿٣٨﴾

کہ کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسری کا بوجھ نہیں اٹھاتی۔

اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿٣٨﴾ والمعنى انه لا يؤاخذ احد بذنب غيره ليتخلص الثانی عن عقابه ولا يصرح فی ذلک قوله صلى الله عليه وسلم من سن سنه سيئة فعليه وزرها و وزر من عمل بها الى يوم القيامة۔

اور مراد یہ ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے کے گناہ میں نہیں پکڑا جائے گا تاکہ دوسرے کو اس کی سزا سے خلاصی ہو۔ اور یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کے مخالف نہیں ہے کہ جس شخص نے کوئی برا طریقہ قائم کیا تو اس پر اس کا بوجھ ہوگا اور قیامت تک ان لوگوں کا بھی بوجھ اسی پر ہوگا جنہوں نے اس برے طریقہ پر عمل کیا۔ اس ارشاد کا مخالف نہ ہونا اس لئے کہ موجد بدعت سیئہ پر تو گناہ کا بوجھ تو ہے ہی جو شخص اس بدعت سیئہ پر عمل کرے گا اس کا بوجھ گناہ پر عمل کے باعث موجد پر ہی ہوگا اور عامل پر بھی۔ اور عامل اس عذر پر خلاصی نہیں پائے گا کہ اسے بدعت سیئہ کے بارے میں علم نہ تھا کیونکہ برائی واضح اور روشن ہے اور جس عمل کو صالحین برا جانیں تو وہ برا ہی ہے اگرچہ عامل اسے ایسا نہ سمجھے۔ بہر حال گناہ گناہ ہی ہے۔ اور عامل اس

Marfat.com

سے بری کیونکر ہو سکتا ہے اور یونہی شرع کے عالموں اور پرہیز گاروں کا لوگوں کو برائی سے نہ روکنا بھی گناہ ہے جوان پر عذاب کے لئے کافی بات ہے یعنی مجرم و نیکو کار سبھی برائی اور برائی سے منع نہ کرنے کی وجہ سے ماخوذ ہوں گے۔ اس آیت میں اس مشرک کے قول کا ابطال ہے۔ جس نے ولید بن مغیرہ سے حمل عذاب کا وعدہ لیا تھا۔ حدیث میں آیا ہے کہ میت پر گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔ یہ مسئلہ خاصا اختلافی ہے۔ اور اس آیت کے منافی ہے لیکن حدیث عائشہ صدیقہ میں میت پر اہل خانہ کے رونے سے عذاب کی نفی ہے اور عذاب کی کافر کے ساتھ تخصیص ہے۔ تاہم حق یہ ہے کہ آیت کا حکم عام ہے اور اس میں تخصیص نہیں۔ اور ابن جریر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اہل خانہ کے بکاء سے میت کو دکھ یا تکلیف ہوتی ہے نہ کہ عذاب اور اکثر علماء نے اسی بات کی تحسین کی ہے۔ اور بعض نے کہا اس میت پر عذاب ہوگا جس نے اہل خانہ کو بکاء سے منع نہ کیا ہوگا۔ یا رونے کو کہا ہوگا تو یہ عذاب اس کے کہنے یا نہ روکنے کی وجہ سے ہوگا۔ لیکن ہمارے نزدیک ابن جریر رحمہ اللہ کی تاویل پسندیدہ ہے۔

وَاَنۡ لَّيۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰىۙ ﴿۳۹﴾

اور یہ کہ آدمی نہ پائے گا مگر اپنی کوشش

بیان لعدم اثابة الانسان بعمل غیره اثر بیان عدم مؤاخذته بذنب به و فعله۔ اس میں بیان ہے کہ " کسی شخص کو بھی دوسرے کے عمل کا ثواب نہیں ملے گا اور یونہی کسی دوسرے کے گناہ یا فعل کا اس سے مواخذہ نہ کیا جائے گا۔ " لِلۡاِنۡسَانِ " میں لام علی کے معنی پر ہے جس سے مطلب یہ نکلتا ہے کہ انسان کو صرف اس کی برائی ہی تکلیف دے گی اور یہ مفہوم گزشتہ آیت کے موافق اور نظم کلام کے مطابق ہے۔

البتہ اشکال یہ ہے کہ دوسروں کے اچھے عمل کا ثواب بھی بندے کو مل سکتا ہے یا مرنے کے بعد پہنچ سکتا ہے یا نہیں۔ امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام احمد اور جمہور علماء سلف و خلف رحمہم اللہ کا اس امر پر اجماع ہے کہ دوسرے کے اچھے عمل کا ثواب انسان کو پہنچتا ہے جب کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک نہیں پہنچتا اور ان کی دلیل یہی آیت ہے اور یہ بھی منقول ہے کہ انہوں نے رجوع کر لیا تھا کہ پہنچتا ہے جیسا کہ اکثر شوافع قائل ہیں اور علامہ سیوطی رحمہ اللہ تو اس کے بڑے مؤید ہیں۔ حق یہ ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے اور یہ حکم صحف مُوۡسٰى وَ اِبۡرٰهِيۡمَ میں تھا مگر امت سرور دو عالم کے لئے منسوخ ہو گیا اور کثرت سے احادیث صحیحہ اس امر کی مؤید ہیں کہ دوسروں کے اعمال صالحہ کا ثواب انسان کو پہنچتا ہے جیسے نفع بخش علم، صدقہ جاریہ، اولاد صالحہ کی دعائیں یا اہل ایمان کی مغفرت کی دعائیں، یونہی حج بدل، تلاوت قرآن، نماز، خیرات وغیرہ کا ثواب بھی پہنچتا ہے اور یہ سب صرف اہل ایمان کے لئے ہے اور ایمان اس شخص کا اپنا فعل اور اعمال صالحہ اس کے تابع ہیں۔ لہٰذا دوسروں کی نیکی اس شخص کے ایمان کے تبع میں ہے تو کیونکر نفع نہ پہنچے۔

امام عزیز الدین عبد السلام شافعی رحمہ اللہ سے نقل کیا گیا ہے کہ وہ قائل نہ تھے مرنے کے بعد لوگوں سے کہا (خواب میں بیان کیا) کہ ہم قائل نہ تھے لیکن یہاں برزخ میں آ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ پہنچتا ہے۔ وگرنہ درود شریف کا پڑھنا اور نماز جنازہ کا پڑھنا جائز نہ ہوتا۔ حالانکہ درود شریف واجب اور نماز جنازہ کفایہ ہے اور بعض نے دونوں کو فرض کہا۔ اگرچہ ایک دفعہ درود کا پڑھنا یا چند لوگوں کا نماز جنازہ پڑھنا ہی کفایت کرتا ہے لیکن درود کی کثرت واجب ہے۔ تاہم درود کا ایک دفعہ پڑھنا فرض ہے۔

وَاَنَّ سَعۡيَهٗ سَوۡفَ يُرٰى ﴿۴۰﴾

Marfat.com

اور یہ کہ اس کی کوشش جلدی ہی دیکھی جائے گی۔

ای یعرض علیه ویکشف له یوم القیامه فی صحیفته و میزانه من أریته الشئ و فی البحر یراه حاضر و القیامة ویطلعون علیه تشریفاً للمحسن و توبیخاً للمسئ۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کی کمائی اس پر پیش کی جائے گی اور قیامت کے دن اس پر کھولی جائے گی اس کے دفتر میں اور اس کے ترازو جو کچھ بھی دیکھنا ہو، اور بحر میں ہے کہ وہ اپنی کوشش کو قیامت کے دن موجود دیکھ لے گا۔ اور محسن کے لئے بطور اعزاز کے اس کی اطلاع ہوگی۔ اور گناہگار کے لئے بطور سزا کے دیکھنا ہوگا۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ مومن آخرت میں اپنی کمائی کو سامنے دیکھ لے گا۔ رہا کافر تو اس کی نیکیوں کا بدلہ دنیا میں ہو چکا۔ آخرت میں اس کے لئے بجز ہلاکت کے کچھ نہیں اور وہ کیا دیکھے گا سوائے عذاب کے۔ اور یہ سب کچھ اس کے شرک وکفر کا نتیجہ ہوگا۔ اور اگر یہ مطلب لیا جائے کہ ہر شخص کو خواہ کافر ہو یا مومن اس کی کمائی دکھا دی جائے گی۔ یعنی جو کچھ کیا ہے وہی کچھ پائے گا تو بھی منافی نہیں اور کافر کو دکھانا حسرت اور شدت عذاب کے لئے ہوگا۔ و اللہ اعلم۔ یُرٰی فعل مجہول ہے اور فاعل محذوف ہے تو یہ دلالت کرتا ہے کہ اللہ عزوجل جلد ہی ہر شخص کا کیا دھرا سامنے لائے گا تا کہ محسن مومن کو بہتر بدلہ وانعام دے اور کافر وفاجر کو زجر وتوبیخ کرے اور سزا دے اور یہ آخرت میں ہوگا اور حقیقت حال روشن ہو جائے گی۔

ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ﴿۴۱﴾

پھر اس کا بھرپور بدلہ دیا جائے گا۔

ثُمَّ يُجْزٰىهُ۔ ای یجزی الانسان سعیه۔ یعنی انسان کو اس کے کئے ہوئے کا بدلہ دیا جائے گا۔

الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ﴿۴۱﴾۔ پورا پورا بدلہ۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ انسان کو اس کے اعمال وکوشش کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ﴿۴۲﴾

اور یہ کہ تمہارے رب ہی کی طرف انتہا ہے۔

ای ان انتهاء الخلق و رجوعهم الیه تعالی لا الی غیره سبحانه استقلالا و لا اشتراکا۔ یعنی مخلوق کی انتہا اور اس کا رجوع اللہ ہی کی طرف ہے نہ کہ اس کی ذات پاک کے غیر کی طرف۔ نہ استقلالی طور پر اور نہ ہی اشتراک کے طور پر اور یہ بھی کہا گیا ہے: انه عزوجل منتهی الافکار بے شک ذات پاک تک تمام افکار کی انتہا ہے یعنی سب افکار اس تک نہیں پہنچ سکتے اور ان کی رفتار وہاں ختم ہو جاتی ہے۔

حدیث شریف میں ہے (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جو اللہ تعالیٰ کے بارے (ذات وصفات الٰہیہ) غور کر رہے تھے۔ تو فرمایا مخلوق میں غور وفکر کرو اور خالق میں غور وفکر نہ کرو کیونکہ تم اس کی قدرت نہیں رکھتے اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ کی مخلوق (پیدائش میں) غور وفکر کرو۔ اور اللہ کی (ذات وصفات الٰہیہ) میں غور وخوض نہ کرو کہ کہیں ہلاک نہ ہو جاؤ۔ انسان کی سوچ، غور وفکر، محدود ومتناہی ہے وہ لامحدود عظمتوں والے رب کا احاطہ کیسے کر سکتا ہے۔ اس لئے کہا گیا کہ وہ ذات کہ برتر از وہم، گمان، قیاس وعقل، شان ذوالجلال ماوراءِ الوریٰ ثم ما وراءِ الوریٰ ہے اور اس کی

عظمتوں، قدرتوں کی انتہا نہیں۔

وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ﴿٤٣﴾

اور یہ کہ وہی ہے جس نے ہنسایا اور رلایا۔

و قال الطیبی: المراد خلق السرور والحزن او ما یسر و یحزن من الاعمال الصالحة والطالحة۔

اور طیبی نے کہا کہ اس سے مراد خوشی اور غم کی تخلیق ہے یا نیک اعمال سے جو خوشی ہوتی ہے یا برے اعمال سے جو غم ہوتا ہے۔ مجاہد رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اللہ ہی ہے جو جنت میں جنتی لوگوں کو مسرور کرے گا اور کفار کو جہنم میں لائے گا۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے اعمال کا بھی خالق ہے اور خوشی غمی بھی اسی کی ہی پیدا کی ہوئی ہے لیکن یہ بات پیش نظر رہے کہ لَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ کہ اللہ بندے کے کفر سے راضی نہیں یعنی بندے کے اعمال صالحہ تو اللہ عزوجل کے فضل و توفیق سے ہیں اور حصول رضا کا ذریعہ ہیں اور رہے برے اعمال تو وہ بندے کے اپنے کرتوتوں کا نتیجہ ہیں اور بندے کا قصور، اللہ عزوجل نہ برائی کا حکم دیتا ہے اور نہ بدی و برائی سے راضی لہٰذا بندے کی برائی اس کا اپنا کسب اور خدا عزوجل کی ناراضگی کا باعث ہے اور اسی لئے اس پر عقوبت و شدت و غضب ہے۔

وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا ﴿٤٤﴾

اور یہ کہ وہی مارتا ہے اور جلاتا ہے۔

یعنی دنیا میں موت دی اور آخرت میں زندگی عطا فرمائی، اور یہ بھی کہا گیا کہ آباء و اجداد کو وفات دی اور ان کی اولاد کو حیات بخشی اور ایک قول ہے کہ کفار کو موت سے ہلاک کیا اور اہل ایمان کو ایمان کے ساتھ زندگی عطا کی اور موت و حیات پر خدا عزوجل کے سوا کسی کو قدرت حاصل نہیں وہی مارتا ہے وہی زندگی بخشتا ہے۔

ابراہیم علیہ السلام کا ارشاد بھی یہی نقل ہوا: رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔

اور ہنسنے اور رونے میں ایک تعلق بھی ہے۔ بلاشبہ موت کے بعد رونا تعاقب کرتا ہے اور غالب آتا ہے اور پیدائش کے وقت لوگوں کو خوشی ہوتی ہے یعنی جب انسان کو موت آتی ہے تو لوگ روتے ہیں اور کسی کی ولادت ہوتی ہے تو وہ روتا ہے اور لوگ خوش ہوتے ہیں کسی نے خوب کہا ہے:

و لدتک امک یا ابن ادم باکیا — والناس حولک یضحکون سروراً

فاجهد لنفسک ان تکون اذا بکوا — فی یوم موتک ضاحکا مسروراً

اے ابن آدم تجھے تیری ماں نے جنا تو تو روتا تھا اور لوگ تیرے اردگرد خوشی سے ہنستے تھے تو اپنے نفس کے ساتھ خوب بھلائی کر جب تیری موت کا دن ہو تو لوگ روتے ہوں اور تو خوشی سے ہنستا ہو۔ سعدی رحمہ اللہ نے اسی کا منظوم ترجمہ کیا ہے:

وقت زادن تو ہمہ خنداں بودند تو گریاں — وقت مردن تو ہمہ گریاں تو خنداں

اقبال رحمہ اللہ کہتے ہیں۔

نشان مرد مومن با تو گویم — چو مرگ آید تبسم برلب اوست

کسی ہندی شاعر نے کیا خوب کہا:

جب آوت تھا تو روت تھا سب ہنست تھا　　جانا ہے تو ایسے جا سب روت ہوں تو ہست ہو

وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۴۵﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ﴿۴۶﴾ وَاَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ﴿۴۷﴾

اور یہ کہ اس نے دو جوڑے بنائے نر اور مادہ نطفے سے جب ڈالا جائے اور یہ کہ اسی کے ذمہ ہے دوبارہ پیدا کرنا۔

اللہ تعالیٰ ہی نوع انسان سے اور حیوانات وغیرہ سے نر اور مادہ پیدا فرماتا ہے، یعنی جب رحم میں قطرۂ منی ڈالا جاتا ہے تو اللہ ہی اس سے مذکر و مؤنث پیدا فرماتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کریگا عَلَيْهِ میں علی وجوب پر دال ہے۔ لیکن اہل سنت کا مذہب ہے کہ اللہ عزوجل پر کوئی امر واجب نہیں لہٰذا یہاں علی سے مراد دوبارہ پیدائش پر زور دینا اور مؤکد کرنا ہے یعنی نر ہوں یا مادہ قیامت کے روز دوبارہ زندہ کئے جائیں گے اور یہ امر وعدہ الٰہی عزوجل ہے۔

وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى ﴿۴۸﴾

اور یہ کہ اسی نے غنا دی اور قناعت دی۔

اَغْنٰى۔ قاموس میں ہے: تغنّی یعنی اپنے اخراجات پورے کر لے، اور جو بچا وہ اکٹھا کر لیا اَقْنٰى اَغْنٰى ہی کے معنوں میں ہے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ اللہ ہی دولت مند بناتا ہے اور وسعت و کشادگی عطا فرماتا ہے: بعض نے اَقْنٰى کا ترجمہ محتاج کیا ہے۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ اللہ عزوجل ہی نے مالدار بنایا ہے اور وہی کم دیتا ہے یا محتاج کرتا ہے۔ قتادہ رحمہ اللہ نے کہا: اَقْنٰى سے مراد خدمت گار عطا کرنا ہے۔

وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ﴿۴۹﴾

اور یہ کہ وہی رب ہے شعریٰ کا۔

شعریٰ۔ ایک ستارے کا نام ہے۔

هِيَ۔ الشِّعْرٰى۔ العبور بفتح العين۔ یہ شعریٰ عبور ہے عین کی زبر کے ساتھ، شعریٰ دو ستاروں کا مجموعہ ہے ان میں ایک کو عبور کہتے ہیں جب کہ دوسرے کو قمیص اور یہاں شعریٰ سے مراد عبور ستارہ ہے جو آسمان کے برج جوزاء کے پیچھے طلوع ہوتا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں مشرک و کفار اس کی بندگی کرتے تھے۔ آیت میں رَبُّ الشِّعْرٰى سے اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ عزوجل ستاروں کا رب ہے کیونکہ ستارے رب کی پیدائش ہیں اور مخلوق شے عبادت کے لائق کیونکر ہو سکتی ہے۔ بعض نے کہا صحف ابراہیم میں اس کے تذکرہ کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ لوگ اسے پوجتے تھے۔ جب شعریٰ کا رب بھی اللہ عزوجل ہی ہے تو اسی ہی کی عبادت لازمی ہے نہ کہ شعریٰ کی۔

وَاَنَّهٗ اَهْلَكَ عَادَا الْاُوْلٰى ﴿۵۰﴾

اور یہ کہ اسی نے پہلی عاد کو ہلاک کیا۔

عَادَا الْاُوْلٰى ﴿۵۰﴾۔ سے مراد حضرت ہود علیہ السلام کی قوم ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ لوگ عاد بن ارم بن عوف بن سام بن نوح کی اولاد تھے۔ اور یہ قوم نوح علیہم السلام کے بعد سب سے پہلی قوم ہے جو ہلاک ہوئی۔ طبری رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ

Marfat.com

لوگ اولیٰ کے ساتھ موصوف مذکور ہوئے ہیں اور یہ قبائل عرب میں سے ایک دوسرا قبیلہ عاد نامی تھا۔اور یہ قبیلہ مکہ میں عمالقیوں کے ساتھ رہتا تھا اور یہ لوگ بنولقیم بن ہزال تھے مبرد رحمہ اللہ نے کہا ہے۔عاد الاخریٰ سے مراد ثمود ہیں اور یہ بھی منقول ہے کہ یہ لوگ جباردن تھے (سخت،تندخو،اکھڑ تھے) اور ایک قول ہے۔عاد الاخریٰ عاد الاولیٰ کی اولاد ہیں اور صاحب کشاف نے کہا ہے کہ اس سے مراد قوم ہود ہے اور اخریٰ سے مراد ارم، یہ لوگ بادصرصر سے ہلاک کئے گئے۔

وَثَمُوْدَاْ فَمَآ اَبْقٰى ﴿۵۱﴾۔اور ثمود کو تو باقی نہ چھوڑا۔

ثمود عاد الاخریٰ تھے اور یہ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم تھی جو ہولناک آواز (چیخ) سے ہلاک کئے گئے۔

ما ابقی منهم احدا۔تو ان میں سے کوئی بھی باقی نہ رہا یعنی سب کے سب ہلاک کئے گئے۔

وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى ﴿۵۲﴾

اور ان سے پہلے نوح کی قوم کو بے شک وہ ان سے بھی ظالم اور سرکش تھے۔

نوح علیہ السلام آدم ثانی تھے۔ان کی قوم پہلی قوم تھی جو سرکشی اور ظلم و بغاوت میں حد سے بڑھی ہوئی تھی، وہ غرق کئے گئے۔اس آیت میں ان کی سرکشی و شرارت کی شدت کا بطور خاص تذکرہ ہے کہ وہ ظلم و کفر،طغیان عدوان میں قوم عاد و ثمود سے بھی بڑھے ہوئے تھے ان پر طوفان آیا اور چالیس روز مسلسل بارش برسی کہ اونچی نیچی جگہیں برابر ہوگئیں۔اس طوفان میں غرق ہو کر ہلاک ہوئے۔اور بعض نے کہا کہ ''اِنَّهُمْ'' میں ضمیر عاد،ثمود اور قوم نوح تینوں کی طرف عود کرتی ہے۔جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ سبھی اقوام ظلم و سرکشی میں قریش سے کہیں بڑھ کر تھیں۔جب وہ ہلاک و برباد ہوئے تو یہ اسی راہ پر چل کر کیونکر بچ سکتے ہیں۔اس میں حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جمعیت خاطر مقصود ہے۔جیسا کہ ظاہر ہے۔

وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ﴿۵۳﴾ فَغَشّٰهَا مَا غَشّٰى ﴿۵۴﴾

اور الٹنے والی بستی کو نیچے گرایا تو اس پر چھایا جو کچھ چھایا۔

وَالْمُؤْتَفِكَةَ۔هی قری قوم لوط سمیت بذلک لانها ائتفکت باهلها ای انقلبت بهم۔یہ قوم لوط کی بستیاں ہیں۔وہ اسی نام سے موسوم ہیں۔کیونکہ وہ اپنے گھروں کے ساتھ بلندی سے الٹا گرائے گئے یا ان کے ساتھ الٹ پلٹ کئے گئے۔

اَهْوٰى ﴿۵۳﴾۔جبرائیل علیہ السلام ان بستیوں کو پر پر اٹھا کر آسمان تک لے گئے اور الٹ دیا۔

فَغَشّٰهَا مَا غَشّٰى۔مَا۔کا ابہام شدت ہلاکت اور ہیبت عذاب پر دلالت کرتا ہے اور تکثیر و مبالغہ کے لئے ہے۔

غَشّٰى۔یعنی نشان زدہ پتھر برسائے ہر پتھر پر ہلاک ہونے والا کا نام لکھا تھا۔یہ لوگ لڑکوں کے ساتھ بدفعلی میں مبتلا تھے۔اور نہایت بے حیا، بے باک، سرکش تھے۔شہوتوں میں غایت درجہ بدمست تھے۔ان کی پانچ بستیاں تھیں،عورتوں کی طرف رغبت نہیں کرتے تھے اور اغلام بازی میں اندھے ہو چکے تھے۔ان پر عذاب آیا اور جبرائیل علیہ السلام نے بحکم الٰہی عزوجل انہیں اٹھا کر اوندھا ڈال دیا اور زیروزبر کر دیا۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى

تو اے سننے والے اپنے رب کی کون سی نعمتوں میں شک کرے گا۔

16A

تَتَمَارٰی۔ کے معنی ہے تو شک کرے گا۔

یہ خطاب عام ہے مطلب ہے کہ کسی کو پروردگار کی واضح نعمتوں میں شک وشبہہ کرنا زیب نہیں دیتا اور بعض نے کہا اس سے مراد خاص کفار یا ولید بن مغیرہ ہے یہ لوگ آیات الٰہی عزوجل کو جھٹلاتے تھے تو واضح مفہوم یہ ہے کہ اے سننے والے (جو کوئی بھی ہو) تو اللہ کی کس کس نعمت کو جھٹلائے گا اور اس کی قدرت میں شک کرے گا۔

هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ۝

یہ ایک ڈرسنانے والے ہیں اگلے ڈرانے والوں کی طرح۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: الاشارة الى القرآن و قال ابو مالک الى الاخبار عن الامم او الاشارة الى رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

اس میں قرآن کی طرف اشارہ ہے۔ اور ابو مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ گزشتہ امتوں کی خبریں مراد ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اشارہ ہے۔

اور هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ سے مراد نذر اولی کی جنس ہے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ یہ قرآن پاک پچھلی کتابوں کی طرح تنبیہ وحجت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گزشتہ رسولوں کی جنس میں سے ہیں۔ یعنی ان کی طرح یہ بھی ایک رسول اور ڈرسنانے والے ہیں۔ نذیر یہاں بطور مصدر اور وصف کے آیا ہے۔ لہٰذا قرآن یا رسول کی تنبیہ اس نہج پر ہے جیسا کہ رسولوں کا طریقہ رہا یا سابقہ کتب وصحائف میں جس طرح سے حجت بیان ہوئی۔

اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ۝ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ۝

قریب آئی پاس آنے والی۔ اللہ کے سوا اس کا کوئی کھولنے والا نہیں۔

اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ۝ ۔ ای قربت الساعة الموصوفة بالقرب۔ یعنی وہ جلد آنے والی گھڑی پاس آگئی۔ یعنی قیامت کی گھڑی نزدیک ہوگئی۔ اور یہاں قرب بطور وصف مذکور ہوا ہے جو مبالغہ پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی بہت قریب ہوگئی۔

لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ ای غير الله تعالى والا لله عز وجل۔

یعنی اللہ کے سوا کوئی نہیں ظاہر کرسکتا۔

كَاشِفَةٌ ۝ ۔ نفس قادرة على كشفها اذ وقعت لكنهٗ سبحانهٗ لا بكشفها۔

ذات الٰہی ہی اس کے کھولنے پر قادر ہے۔ جب وہ واقع ہوگئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ اسے نہیں ہٹائے گا۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ قیامت کا وقت اللہ عزوجل ہی کو معلوم ہے۔ اور اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور قیامت کی گھڑی قریب آگئی ہے۔ اور اللہ عزوجل اس کے مقررہ وقت پر اسے ظاہر فرمائے گا۔

قتادہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ اہل ایمان پر قیامت کی شدتیں اللہ کے سوا کوئی ہٹانے والا نہیں۔ اس میں کفار کو زجر وتنبیہ ہے۔

اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ۝ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ۝ وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ۝

Marfat.com

16B

تو کیا اس بات سے تم تعجب کرتے ہو۔ اور ہنستے ہو اور روتے نہیں اور تم کھیل میں پڑے ہو۔

اَفَمِنۡ هٰذَا الۡحَدِيۡثِ ای القران۔ یعنی قرآن حکیم۔

تَعۡجَبُوۡنَ ﴿۵۹﴾ انکاراً۔ یعنی انکار کرتے ہو۔

اَفَمِنۡ۔ میں استفہام انکاری ہے اور تنبیہ کے لئے ہے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ کیا تم لوگ اس کتاب کریم کا انکار کرتے ہو اور سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے۔

وَتَضۡحَكُوۡنَ استهزاء مع کونه العبد شئ من ذلک۔ یعنی قرآن حکیم کے وعدہ و وعید کو سن کر اس کے بعد بھی ہنسی اڑاتے ہو اور ہدایت سے دور ہوتے ہو۔

وَلَا تَبۡكُوۡنَ ﴿۶۰﴾۔ حزنا علی ما فرطتم فی شانه و خوفاً من ان یحیق بکم ما حاق بالامم المذکورة۔

اور تم اس پر غم نہیں کرتے جو تم سے اس کے بارے میں (قرآن حکیم) تقصیر ہوئی اور خوف نہیں کھاتے اس سے کہیں تم پر بھی وہی نہ الٹ پڑے جو گزشتہ امتوں کے ساتھ پیش آیا۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ اے گروہ کفار کیا تم قرآن حکیم کی اخبار غیوب، مواعید کو سن کر بھی ہوش کے ناخن نہیں لیتے اور ہنسی اڑانے میں مشغول ہو کیا تم کو اس امر کا کوئی خوف نہیں کہ کہیں تمہیں بھی اسی طرح کا عذاب نہ گھیر لے۔ جس طرح کہ گزری ہوئی امتوں پر مسلط ہوا۔ وہ بھی تمہاری طرح ہدایت سے روگردانی کرتے، سرکشی دکھاتے، پھبتیاں کستے اور رسولوں کو جھٹلاتے تھے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ تمہیں اپنی روش پر افسوس ہوتا اور تم ڈر جاتے اور اللہ عزوجل کی طرف رجوع کرتے اور درد دل کے ساتھ روتے اور اپنے گناہوں پر شرم سار ہوتے مگر تم اس کے برعکس غفلت میں پڑے اکڑ رہے ہو۔

وَاَنۡتُمۡ سٰمِدُوۡنَ ﴿۶۱﴾۔ ای لاهون۔ یعنی کھیل میں پڑے ہو۔

امام راغب رحمہ اللہ نے کہا ہے: السامد اللاهی الرافع راسهٗ۔ سامد سے مراد کھیل میں پڑنے والا اور سر اٹھا کر چلنے والا ہے۔ ہزیلہ بنت بکر کا شعر ہے جو اس نے قوم عاد کے مرثیہ میں کہا اور جسے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نافع بن الازرق کے جواب میں روایت کیا:

لیت (عاداً) قبلوا الحق و لم یبدوا جحودا
قیل: قم فانظر الیهم ثم دع عنک (النسمودا)

کاش عاد حق کو قبول کر لیتے اور وہ ہرگز روگردانی (جھگڑا، سرکشی) نہ کرتے۔

کہا گیا ٹھہر ذرا ان کو دیکھ۔ پھر ان کو چھوڑ سر اٹھا کر چلنے والے (متکبر)

واضح مفہوم یہ ہے کہ اے گروہ کفار تم غفلت میں پڑے ہو اور مواعید قرآن کے سلسلہ میں تمہارا طرز عمل کھلنڈروں کا سا ہے یا تم متکبر بنے ہوئے اور تم حقیقت حال سے بے خبر ہو یا تم اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہو اور تم کو معلوم نہیں کہ کیا پیش آنے والا ہے۔

فَاسۡجُدُوۡا لِلّٰهِ وَاعۡبُدُوۡا ﴿۶۲﴾

تو اللہ کے لئے سجدہ اور اس کی بندگی کرو۔

Marfat.com

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالٰی کی بندگی کرو اور اسی کے حضور سجدہ ریز ہو جس نے قرآن حکیم اتارا اور رسول معظم کو مبعوث فرمایا، اور یہ کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے نہ لائق نہ مستحق ہے، یہ آیت سجدہ ہے۔ جس سے واضح ہے کہ اللہ عزوجل کے وعدۂ ثواب اور وعید عذاب پر اعتماد کرتے ہوئے خالص اسی کے حضور جھک جاؤ اور اطاعت بجالاؤ۔ اکثر اہل علم کے نزدیک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس آیت پر سجدہ کیا۔

بخاری و مسلم میں ہے کہ سب سے پہلے اول سورت جس میں سجدہ ہے، نازل ہوئی وہ سورۃ النجم ہے اور آپ نے اور آپ کے ساتھ تمام لوگوں (مومن و کافر سبھی نے) سجدہ کیا۔ سوائے ایک شخص کے اور وہ شخص امیہ بن خلف تھا۔ حدیث زید بن ثابت میں ہے کہ آپ کے سامنے وَالنَّجْمِ پڑھی گئی اور آپ نے سجدہ نہ کیا۔ اس سے بعض سجدۂ تلاوت کو سنت قرار دیتے ہیں جب کہ جمہور کے نزدیک سجدۂ تلاوت واجب ہے۔

Marfat.com

مختصر تعارف-سورۃ القمر

سورۃ القمر مکی ہے اور اس سورہ مبارکہ کا نام اقتربت بھی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ تورات میں یہ سورہ مبارکہ ''اَلْمُبَیِّضَہ'' کے نام سے پکاری جاتی تھی یہ اپنے پڑھنے والے کے چہرے کو روشن کر دے گی جس دن چہرے سیاہ ہو جائیں گے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی تخریج کی ہے۔ لیکن کہا کہ یہ حدیث منکر ہے، جمہور کے نزدیک یہ سورۃ مکی ہے اور کہا گیا اس میں سے ہے جو یوم بدر نازل ہوا۔ اور مقاتل رحمہ اللہ نے کہا مکی ہے سوائے تین آیات اَمْ يَقُوْلُوْنَ سے وَاَمَرُّ تک اور سوائے آیت سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ کے اقتصار کیا ہے۔ طبرانی رحمہ اللہ نے اوسط میں اور ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے تردید کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیت سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ کو بدر سے بہت پہلے مکہ میں اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کی۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون سی جماعت شکست سے دوچار ہوگی۔ پس جب بدر کا دن آیا اور قریش کو ہزیمت ہوگئی تو میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قریش کے مقتولوں کے درمیان تلوار اٹھائے دیکھا۔ اور آپ فرماتے تھے: سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ۔

درمنثور میں بخاری سے بحوالہ عائشہ رضی اللہ عنہا درج ہے کہ یہ سورہ مبارکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مکہ میں نازل ہوئی جب کہ میں کھیلنے والی گڑیا تھی، اس سورۃ مبارکہ میں تین رکوع اور پچپن آیات ہیں۔ اس سورۂ مبارکہ کی گزشتہ سورۂ مبارکہ النجم سے مناسبت اسی طرح ہے کہ النجم کے آخر میں کہا گیا۔ ''اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ'' اور اس سورۃ کی ابتداء ''اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ'' سے ہوئی۔ اور نجم و قمر کے ناموں میں بھی ایک حسن تناسق و تناسب ہے۔ سورۂ نجم میں عاد و ثمود اور قوم نوح کی ہلاکت کا اجمالی تذکرہ ہوا۔ اس سورۂ مبارکہ میں تفصیل ہے۔ بغوی رحمہ اللہ نے کہا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اہل مکہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معجزہ طلب کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھائے کہ کوہ حرا ان ٹکڑوں کے درمیان نظر آنے لگا۔ یہ دیکھ کر کفار نے کہا چاند پر جادو کر دیا گیا۔ اس پر آیت ''اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ'' کا نزول ہوا۔

Marfat.com

سورة القمر مكية

اس سورۃ میں تین رکوع پچپن آیات اور تین سو بیالیس کلمے اور ایک ہزار چار سو تئیس حروف ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع - سورۃ القمر - پ ۲۷

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ﴿١﴾
پاس آئی قیامت اور شق ہو گیا چاند

وَ اِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَ يَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ﴿٢﴾
اور اگر دیکھیں کوئی نشانی تو منہ پھیرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ تو جادو ہے چلا آتا

وَ كَذَّبُوْا وَ اتَّبَعُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ وَ كُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ﴿٣﴾
اور انہوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے اور ہر کام قرار پا چکا ہے

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ﴿٤﴾
اور بے شک ان کے پاس وہ خبریں آئیں جن میں کافی روک تھی

حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ﴿٥﴾
انتہا کو پہنچی ہوئی حکمت پھر کیا کام دیں ڈر سنانے والے

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ ۘ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ﴿٦﴾
تو تم ان سے منہ پھیر لو جس دن بلانے والا ایک سخت بے پہچانی بات کی طرف بلائے گا

خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ﴿٧﴾
نیچی آنکھیں کیے ہوئے قبروں سے نکلیں گے گویا وہ ٹڈی ہیں پھیلی ہوئی

مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ ؕ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ﴿٨﴾
بلانے والے کی طرف لپکتے ہوئے کافر کہیں گے یہ دن سخت ہے

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَ قَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّ ازْدُجِرَ ﴿٩﴾
ان سے پہلے نوح کی قوم نے جھٹلایا تو ہمارے بندے کو جھوٹا بتایا اور بولے وہ مجنون ہے اور اسے جھڑکا

فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ﴿١٠﴾
تو اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں مغلوب ہوں تو میرا بدلہ لے

فَفَتَحْنَاۤ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ﴿١١﴾
تو ہم نے آسمان کے دروازے کھول دیئے زور کے بہتے پانی سے

وَّ فَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰۤى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ﴿١٢﴾
اور زمین چشمے کر کے بہا دی تو دونوں پانی مل گئے اس مقدار پر جو مقدر تھی

وَ حَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّ دُسُرٍ ﴿١٣﴾
اور ہم نے نوح کو سوار کیا تختوں اور کیلوں والی (کشتی) پر

Marfat.com

تَجۡرِیۡ بِاَعۡیُنِنَا ۚ جَزَآءً لِّمَنۡ کَانَ کُفِرَ ﴿۱۴﴾
کہ ہماری نگاہ کے روبرو بہتی اس کے صلہ میں جس کے ساتھ کفر کیا گیا تھا

وَلَقَدۡ تَّرَکۡنٰہَاۤ اٰیَۃً فَہَلۡ مِنۡ مُّدَّکِرٍ ﴿۱۵﴾
اور ہم نے اسے نشانی چھوڑا تو ہے کوئی دھیان کرنے والا

فَکَیۡفَ کَانَ عَذَابِیۡ وَنُذُرِ ﴿۱۶﴾
تو کیسا ہوا میرا عذاب اور میری دھمکیاں

وَلَقَدۡ یَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّکۡرِ فَہَلۡ مِنۡ مُّدَّکِرٍ ﴿۱۷﴾
اور بے شک ہم نے قرآن یاد کرنے کے لئے آسان کر دیا تو ہے کوئی یاد کرنے والا

کَذَّبَتۡ عَادٌ فَکَیۡفَ کَانَ عَذَابِیۡ وَنُذُرِ ﴿۱۸﴾
عاد نے جھٹلایا تو کیسا ہوا میرا عذاب اور میرے ڈر دلانے کے فرمان

اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنَا عَلَیۡہِمۡ رِیۡحًا صَرۡصَرًا فِیۡ یَوۡمِ نَحۡسٍ مُّسۡتَمِرٍّ ﴿ۙ۱۹﴾
بے شک ہم نے ان پر ایک سخت آندھی بھیجی ایسے دن میں جس کی نحوست ان پر ہمیشہ کے لئے رہی

تَنۡزِعُ النَّاسَ ۙ کَاَنَّہُمۡ اَعۡجَازُ نَخۡلٍ مُّنۡقَعِرٍ ﴿۲۰﴾
لوگوں کو یوں دے مارتی تھی کہ گویا وہ اکھڑی ہوئی کھجوروں کے ڈنڈ ہیں

فَکَیۡفَ کَانَ عَذَابِیۡ وَنُذُرِ ﴿۲۱﴾
تو کیسا ہوا میرا عذاب اور ڈر کے فرمان

وَلَقَدۡ یَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّکۡرِ فَہَلۡ مِنۡ مُّدَّکِرٍ ﴿۲۲﴾
اور بے شک ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنے کے لئے تو ہے کوئی یاد کرنے والا

حل لغات پہلا رکوع - سورۃ القمر - پ ۲۷

اِقۡتَرَبَتِ - قریب آئی	السَّاعَۃُ - قیامت	وَ - اور	انۡشَقَّ - پھٹ گیا
الۡقَمَرُ - چاند	وَ - اور	اِنۡ - اگر	یَّرَوۡا - دیکھیں
اٰیَۃً - کوئی نشانی	یُّعۡرِضُوۡا - تو منہ پھیریں	وَ - اور	یَقُوۡلُوۡا - کہیں
سِحۡرٌ - جادو ہے	مُّسۡتَمِرٌّ - چلا آتا	وَ - اور	کَذَّبُوۡا - انہوں نے جھٹلایا
وَ - اور	اتَّبَعُوۡۤا - پیروی کی انہوں نے	اَہۡوَآءَ - خواہشات	ہُمۡ - اپنی کی
وَ - اور	کُلُّ - ہر	اَمۡرٍ - کام	مُّسۡتَقِرٌّ - قرار پاچکا
وَ - اور	لَقَدۡ - بے شک	جَآءَ - آئیں	ہُمۡ - ان کے پاس
مِّنَ الۡاَنۡۢبَآءِ - خبریں	مَا - جو	فِیۡہِ - ان میں	مُزۡدَجَرٌ - تنبیہ تھی
حِکۡمَۃٌ - حکمت تھی	بَالِغَۃٌ - انتہا درجہ کی	فَمَا - پھر نہیں	تُغۡنِ - کام دیں
النُّذُرُ - ڈرانے والے	فَتَوَلَّ - تو منہ پھیر	عَنۡہُمۡ - ان سے	یَوۡمَ - جس دن
یَدۡعُ - پکارے گا	الدَّاعِ - پکارنے والا	اِلٰی - طرف	شَیۡءٍ - چیز
نُّکُرٍ - ناپہچان کی	خُشَّعًا - جھکی ہوں گی	اَبۡصَارُ - آنکھیں	ہُمۡ - ان کی

Marfat.com

يَخْرُجُوْنَ۔ نکلیں گے مِنَ الْاَجْدَاثِ۔ قبروں سے كَاَنَّهُمْ۔ گویا کہ وہ
جَرَادٌ۔ ٹڈی ہیں مُّنْتَشِرٌ۔ پھیلی ہوئی مُّهْطِعِيْنَ۔ دوڑتے ہوں گے
اِلَى۔ طرف الدَّاعِ۔ پکارنے والے کی يَقُوْلُ۔ کہیں گے الْكٰفِرُوْنَ۔ کافر
هٰذَا۔ یہ يَوْمٌ۔ دن عَسِرٌ۔ مشکل ہے كَذَّبَتْ۔ جھٹلایا
قَبْلَهُمْ۔ ان سے پہلے قَوْمُ۔ قوم نُوْحٍ۔ نوح نے فَكَذَّبُوْا۔ تو جھٹلایا انہوں
نے عَبْدَ۔ بندے نَا۔ ہمارے کو وَ۔ اور
قَالُوْا۔ کہا مَجْنُوْنٌ۔ دیوانہ ہے وَّ۔ اور ازْدُجِرَ۔ جھڑک دیا گیا
فَدَعَا۔ تو پکارا اس نے رَبَّهٗ۔ اپنے رب کو اَنِّيْ۔ بے شک میں مَغْلُوْبٌ۔ مغلوب ہوں
فَانْتَصِرْ۔ سو تو بدلہ لے فَفَتَحْنَا۔ تو ہم نے کھول دیئے اَبْوَابَ۔ دروازے
السَّمَآءِ۔ آسمان کے بِمَآءٍ۔ ساتھ پانی مُّنْهَمِرٍ۔ گرنے والے کے وَّ۔ اور
فَجَّرْنَا۔ پھاڑا ہم نے الْاَرْضَ۔ زمین کو عُيُوْنًا۔ چشموں میں فَالْتَقَى۔ تو مل گیا
الْمَآءُ۔ پانی عَلٰٓى۔ اوپر اَمْرٍ۔ مقدار کے قَدْ۔ کہ جو
قُدِرَ۔ مقدر تھی وَ۔ اور حَمَلْنٰهُ۔ اٹھایا ہم نے اس کو عَلٰى۔ اوپر
ذَاتِ اَلْوَاحٍ۔ تختوں والی وَّ۔ اور دُسُرٍ۔ میخوں والی کے (کشتی)
تَجْرِيْ۔ چلتی تھی بِاَعْيُنِنَا۔ ہماری نگرانی میں جَزَآءً۔ بدلہ تھا لِّمَنْ۔ اس کا
كَانَ۔ کہ جس کا كُفِرَ۔ انکار کیا گیا وَ۔ اور لَقَدْ۔ بے شک
تَّرَكْنٰهَا۔ چھوڑا ہم نے اس کو اٰيَةً۔ نشانی فَهَلْ۔ تو کیا مِنْ۔ ہے کوئی
مُّدَّكِرٍ۔ نصیحت لینے والا فَكَيْفَ۔ تو کیسا ہوا كَانَ۔ ہوا عَذَابِيْ۔ میرا عذاب
وَ۔ اور نُذُرِ۔ میرا ڈرانا وَ۔ اور لَقَدْ۔ بے شک
يَسَّرْنَا۔ آسان کیا ہم نے الْقُرْاٰنَ۔ قرآن لِلذِّكْرِ۔ نصیحت کے لئے
فَهَلْ۔ تو کیا مِنْ۔ ہے کوئی مُّدَّكِرٍ۔ نصیحت لینے والا كَذَّبَتْ۔ جھٹلایا
عَادٌ۔ عاد نے فَكَيْفَ۔ تو کیسا كَانَ۔ ہوا عَذَابِيْ۔ میرا عذاب
وَ۔ اور نُذُرِ۔ میرا ڈرانا اِنَّآ۔ بے شک اَرْسَلْنَا۔ بھیجی ہم نے
عَلَيْهِمْ۔ ان پر رِيْحًا۔ ہوا صَرْصَرًا۔ تیز آندھی فِيْ۔ بیچ
يَوْمِ۔ دن نَحْسٍ۔ منحوس مُّسْتَمِرٍّ۔ ہمیشہ کے لئے تَنْزِعُ۔ اکھاڑتی تھی
النَّاسَ۔ لوگوں کو كَاَنَّهُمْ۔ گویا کہ وہ اَعْجَازُ۔ تنے ہیں نَخْلٍ۔ کھجوروں
مُّنْقَعِرٍ۔ اکھڑی ہوئی کے فَكَيْفَ۔ تو کیسا كَانَ۔ ہوا عَذَابِيْ۔ میرا عذاب
وَ۔ اور نُذُرِ۔ میرا ڈرانا وَ۔ اور لَقَدْ۔ بے شک

يَسَّرْنَا۔ آسان کیا ہم نے الْقُرْاٰنَ۔ قرآن کو لِلذِّكْرِ۔ یاد کرنے کے لئے فَهَلْ۔ تو کیا ہے
مِنْ۔ کوئی مُّدَّكِرٍ۔ یاد کرنے والا

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع۔ سورۃ القمر۔ پ ۲۷

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝۱ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝۲

پاس آئی قیامت اور شق ہو گیا چاند اور اگر دیکھیں کوئی نشانی تو منہ پھیرتے اور کہتے ہیں یہ تو جادو ہے چلا آتا۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ۔ پاس آئی قیامت۔

ای قربت جدا۔ یعنی بہت ہی نزدیک آ گئی۔

وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝۱۔ اور پھٹ گیا چاند۔

انفصل بعضهٗ عن بعض و صار فرقتین و ذلک علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم قبل الهجرة۔

یعنی چاند کا بعض حصہ اس کے بعض سے الگ ہو گیا۔ اور دو ٹکڑے ہو گئے۔ اور ایسا ہجرت سے پہلے زمانہ رسالت میں واقع ہوا۔ ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اہل مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک معجزہ کی درخواست کی تو آپ نے چاند شق کر کے دکھایا۔ یہاں تک کہ لوگوں نے کوہ حرا کو ان ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔ صحیحین اور اس کے علاوہ کتب میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام کے زمانہ میں چاند پھٹ گیا اور دو ٹکڑے ہو گیا ایک ٹکڑا پہاڑ پر اور دوسرا اس کے پرے ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا گواہ رہو۔

اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ عہد نبوی میں چاند پھٹ گیا تو قریش نے کہا یہ ابن ابی کبشہ کا جادو ہے۔ تو ایک شخص نے کہا کہ انتظار کرو جب تک کہ مسافر یا آنے والے قافلے نہ آ جائیں کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام لوگوں پر جادو کی طاقت نہیں رکھتے (نظر بندی کی طاقت نہیں رکھتے) پس جب قافلے پہنچے تو انہوں نے اس کی خبر دی کہ ہم نے اسے دیکھا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ شق القمر کا واقعہ لیلۃ القدر یا چودھویں رات کو پیش آیا۔ یہ معجزہ احادیث متواترہ صحیحہ سے ثابت ہے اور اس درجہ شہرت کو پہنچا ہوا ہے کہ اس کا انکار بے دینی اور بے عقلی ہے۔

وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا۔ اور اگر دیکھیں کوئی نشانی تو منہ پھیرتے۔

فانهٗ یقتضی ان الانشقاق اٰیة راؤها واعرضوا عنها۔

تو یہ دلالت کر رہا ہے کہ چاند کا پھٹ جانا نشانی ہے جسے کفار نے دیکھا اور اس سے منہ پھیر لیا۔ یعنی کفار کا وطیرہ یہ ہے کہ اگر نشانی یا کوئی معجزہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدق نبوت پر دلالت کرنے والا ہے۔ تو یہ اس میں غور کرنے اور ماننے سے پھر جاتے ہیں اور تصدیق کرنے سے کتراتے ہیں اور حقیقت کا اعتراف نہیں کرتے۔

وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝۲۔ اور کہتے ہیں یہ تو جادو ہے چلا آتا۔

ای هذا او هو ای مانراه سحر۔ یعنی یہ اور وہ جو ہم نے دیکھا ہے جادو ہے۔ یعنی بے حقیقت جادو ہے جو جاتا رہے گا۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ کفار جب کوئی نشانی دیکھتے ہیں جو صداقت نبوت اور عظمت نبوت پر دلالت کرتی ہے تو تصدیق کرنے کی بجائے روگردانی کرتے ہیں۔ اور اعتراف حق سے کنی کتراتے ہیں۔ بلکہ اس کے برعکس کہتے ہیں کہ یہ تو جادو ہے جو وقت کے ساتھ جاتا رہے گا۔ حالانکہ وہ حقیقت کو خوب سمجھتے ہیں کہ یہ احقاق حق ہے۔ جادو یا نظر بندی نہیں اگر ایسا ہوتا تو وہ قافلے والوں سے شق القمر کی رؤیت و تصدیق نہ مانگتے۔ ان کا یہ چلن ہٹ دھرمی پر مبنی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق سے ان کی سرداری لوگوں میں مسلم ہو جائے گی اور ہماری قدر و منزلت جاتی رہے گی۔

وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ﴿۳﴾

اور انہوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے اور ہر کام قرار پاچکا ہے۔

وَكَذَّبُوْا۔ اور انہوں نے جھٹلایا۔

لنبی صلی اللہ علیہ وسلم و بما اظہرہ اللہ تعالیٰ علی یدہ من الآیات۔

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ مانا اور جو نشانیاں آپ کے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ نے ظاہر کیں، ان کا انکار کیا۔

وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ۔ اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے۔

اَلَّتِیْ زَیَّنَهَا الشَّیْطَانُ بِهِمْ۔ یعنی جو کچھ شیطان نے ان کے لئے سہانا دکھایا۔ اس کے پیچھے ہو گئے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ کفار نے جو یہ کہا کہ چاند پر جادو کر دیا گیا۔ یا ہماری نظر بندی کر دی گئی یہ ہی وہ بات تھی جس کے پیچھے وہ ہو گئے۔

وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ﴿۳﴾۔ اور ہر کام قرار پاچکا ہے۔

استقرار سے مراد انتہا پر پہنچ کر ٹھہرنا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس امر کا اللہ عزوجل نے وعدہ فرمایا ہے وہ بالضرور ہو کر رہے گا۔ ایک قول ہے کہ دنیا میں کامرانی یا نامرادی اور آخرت میں نیک بختی یا بدبختی اپنی انتہا پر ہے۔ اور ایک قول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین غالب ہو کر رہے گا اور اس کے غلبہ کو کوئی روک نہیں سکتا۔ اور وہ مقررہ وقت پر ہو کر رہے گا۔ کفار جو چاہیں کہتے رہیں۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ کفار نے ان معجزات کو جو سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست حق پرست سے ظاہر ہوئے محض عناد و بغض کی وجہ سے نہ مانا۔ شق القمر کے معجزہ قاہرہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے باوصف اپنے نفس کی خواہش کے پیچھے لگے رہے اور حق کو قبول نہ کیا۔ بلکہ الٹا یہ کہتے رہے کہ ہماری نظر بندی کر دی گئی ہے ان کا تصدیق نہ کرنا محض اس خدشہ کی وجہ سے تھا کہ اگر انہوں نے تصدیق آیات کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین غالب آجائے گا۔ اور ان (کفار) کی قدر و منزلت اور دنیوی وقار مٹ جائے گا لیکن انہیں یہ علم نہیں کہ اللہ عزوجل کے نزدیک ہر امر طے پاچکا ہے اور دین حق کا غلبہ اپنے وقت پر ہو کر رہے گا کفار جو چاہیں کہتے رہیں، جس طرح چاہیں مزاحمت کرتے رہیں۔ اسلام کا غلبہ طے شدہ امر ہے۔

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِیْهِ مُزْدَجَرٌ ﴿۴﴾ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ﴿۵﴾

اور بے شک ان کے پاس وہ خبریں آئیں جن میں کافی عبرت تھی، انتہا کو پہنچی ہوئی حکمت، پھر کیا کام دیں ڈر سنانے والے۔

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ۔ اور بے شک ان کے پاس آئیں۔

Marfat.com

فی القرآن۔ یعنی قرآن کے پاس قرآن حکیم میں گزری ہوئی قوموں کی باتیں اور ان کے تذکرے آچکے۔

مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ۔ خبروں میں سے۔

ای اخبار القرون الخالیة او اخبار الأخرة۔

یعنی گزری ہوئی قوموں کی خبریں یا آخرت کی اطلاعات۔

مَافِيْهِ مُزْدَجَرٌ ۝ ۔ جن میں کافی عبرت تھی۔

لقد جاء هم كائناً من الانباء ما فيه ازدجار لهم۔

مطلب یہ ہے کہ ان کے پاس ہونے یا ہوچکنے والے واقعات کی خبریں آچکیں جو انہیں مخالفت حق سے روکنے کے لئے کافی ہیں۔ اخبار سے مراد عذاب، ووعید کی اطلاعات ہیں۔

مُزْدَجَرٌ ۝ ۔ مصدر ہے اور اس کے معنی منع کرنے، روکنے یا انتباہ کرنے کے ہیں۔

حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ۔ انتہا کو پہنچی ہوئی حکمت۔

یعنی غایت درجہ انتہا کو پہنچی ہوئی حکمت کی باتیں جن میں کوئی خلل (خرابی) نہیں۔

فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۝ ۔ پھر کیا کام دیں ڈر سنانے والے۔

مَا۔ سوالیہ انکاریہ ہے

نُذُرٌ۔ نذیر کی جمع ہے۔ جس کے معنی ڈرانے والے یا ڈرانے کے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ رسولوں کے آنے یا ان کے ڈرانے کا کیا فائدہ ہوا۔ یعنی انہوں نے کچھ فائدہ حاصل نہ کیا۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ کفار کے پاس گزشتہ قوموں کے قصے آچکے اور ان کی خبریں قرآن میں بیان ہوچکیں اگر ان واقعات سے نصیحت پکڑنا چاہتے تو عذاب وعید کی یہ خبریں انہیں مخالفت حق سے روکنے کے لئے کافی تھیں، یہ انتہائی دانائی کی بات تھی۔ جس میں کسی طرح کا خلل نہ تھا۔ مگر رسولوں کے ڈرانے کا ان لوگوں نے کوئی فائدہ نہ اٹھایا اور نہ ہی رسولوں کو غنیمت سمجھا اور اپنی روش کافرانہ پر بگٹٹ دوڑتے رہے اور مخالفت حق پر جمے رہے۔ حالانکہ اہل عقل کے لئے اس میں نصیحت وعبرت تھی۔

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ ۘ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ۝

توتم ان سے منہ پھیرلو جس دن بلانے والا ایک سخت بے چینی کی بات کی طرف بلائے گا۔

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ۔ تو آپ ان سے منہ پھیرلیں۔

فا۔ سببیہ ہے اور التولی مسبب ہے یا اس کے ساتھ حکم دیا گیا ہے اور سبب عدم الاغناء ہے یعنی کفار کا فائدہ حاصل نہ کرنا وجہ ہے۔ اور تولی سے مراد قتال سے ابھی رکنا ہے۔ اور یہ حکم قتال کے حکم سے پہلے تھا پھر منسوخ ہوگیا۔ آیت قتال سے اس آیت (فَتَوَلَّ عَنْهُمْ) کا حکم منسوخ ہے۔

يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ۔ جس دن بلانے والا بلائے گا۔

يَوْمَ۔ سے مراد روز قیامت ہے۔

پکارنے والا سے مراد عظیم فرشتے حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں جو صخرہ بیت المقدس پر کھڑے ہوکر بلائیں گے۔

Marfat.com

اِلٰی شَیۡءٍ نُّکُرٍ ۙ﴿۶﴾۔ایک سخت ناگوار چیز کی طرف۔

ای قطیع تنکرہ النفوس لعدم العھد بمثلہ و ھو ھول القیامۃ۔

اتنی ناگوار شے کہ لوگوں کو اس کی نظیر معلوم نہ ہو اور وہ قیامت کی مصیبت ہے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ اے رسول معظم! ان کفار سے رخ انور پھیر لیجئے۔ کیونکہ یہ لوگ نصیحت سے یا ڈرانے سے فائدہ اٹھانے والے نہیں۔ اور انہیں ان کی سرکشی وطغیانی پر جمے رہنے دیجئے اور ان سے قتال نہ کیجئے کیونکہ ابھی وقت نہیں آیا۔ آیت کے نزول کے وقت مسلمانوں کا غلبہ اس حال کو نہیں پہنچا تھا کہ کفار سے قتال کی اجازت ملتی تاہم بعد میں آیت قتال سے یہ حکم منسوخ ہوگیا۔ روز قیامت جب حضرت اسرافیل علیہ السلام صخرۂ بیت المقدس پر کھڑے ہوکر پکاریں گے تو ان کفار کو حقیقت کا پتا چل جائے گا۔ اور جب ان کو حشر کے لئے بلایا جائے گا تو یہ انتہائی ناگوار اور عدیم النظیر امر ہوگا اور یہ ہول قیامت کی تاب نہ لاسکیں گے جس کے یہ منکر تھے۔ اس دن اللہ عزوجل کے رسولوں کی نصیحت اور ڈرانے کی قدر معلوم ہوجائے گی۔ مگر اب اس کا کیا فائدہ کہ وقت جاتا رہا۔

خُشَّعًا اَبۡصَارُہُمۡ یَخۡرُجُوۡنَ مِنَ الۡاَجۡدَاثِ کَاَنَّہُمۡ جَرَادٌ مُّنۡتَشِرٌ ۙ﴿۷﴾ مُّہۡطِعِیۡنَ اِلَی الدَّاعِ ؕ یَقُوۡلُ الۡکٰفِرُوۡنَ ہٰذَا یَوۡمٌ عَسِرٌ ﴿۸﴾

خُشَّعًا اَبۡصَارُہُمۡ۔ نیچی آنکھیں کئے ہوئے۔

یہ کفار کا حال ہوگا کہ خوف وذلت کی وجہ سے ان کی نظریں جھکی ہوں گی جس طرح کہ مجرموں کی نگاہیں نیچی ہوتی ہیں۔

یَخۡرُجُوۡنَ مِنَ الۡاَجۡدَاثِ۔ قبروں سے نکلیں گے۔

یہ نفخہ ثانیہ ہے جو مردوں کے اٹھانے کے لئے ہوگا۔ اور اس کے ساتھ ہی زندہ ہوکر قبروں سے نکلیں گے۔

کَاَنَّہُمۡ جَرَادٌ مُّنۡتَشِرٌ ﴿۷﴾۔ گویا وہ ٹڈیاں ہیں پھیلی ہوئی۔

یہ بھی کیفیت ہے اور ٹڈیوں کے ساتھ تشبیہ سے مراد کثرت ہے اور لہروں کی طرح باہم الجھے ہوئے ہوں گے اور ان کی قطاروں میں انتشار ہوگا۔ ہر طرف خوف کی وجہ سے حیران ہوں گے کہ کدھر جائیں اور نہیں معلوم کہاں جائیں۔ یہی حال ٹڈیوں اور پتنگوں کا ہے جب وہ منتشر ہوں۔

مُّہۡطِعِیۡنَ اِلَی الدَّاعِ ؕ۔ بلانے والے کی طرف لپکتے ہوئے۔

مسرعین الیہ۔ یعنی پکارنے والے کی طرف جلدی سے دوڑتے ہوئے۔ پکارنے والے سے مراد حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں۔ عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: آواز پر کان جمائے ہوئے لپکیں گے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: بلانے والے کی طرف دیکھتے ہوں گے اور ان کی نظریں اس سے نہ ہٹ سکیں گی۔

یَقُوۡلُ الۡکٰفِرُوۡنَ ہٰذَا یَوۡمٌ عَسِرٌ ﴿۸﴾۔ کافر کہیں گے یہ دن سخت ہے۔

وہ سخت مصیبت اور خوف اور دشواریوں کا جب مشاہدہ کریں گے تو کہیں گے یہ دن بہت سخت ہے۔ شدائد قیامت کفار کے لئے طویل اور اشد ترین ہوں گے جب کہ اہل ایمان کے لئے ایسا نہ ہوگا اور مومن کے لئے یہ دن آسان ہوگا۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ کفار مارے خوف ورسوائی کے نظریں نیچی کئے قبروں سے نکلیں گے۔ اور ان کی کیفیت یہ ہوگی کہ

Marfat.com

بکھری ہوئی ٹڈیوں کی طرح مارے مارے پھریں گے۔ حیرانی، خوف، ذلت و رسوائی کے مارے بھٹکتے پھریں گے اور انہیں معلوم نہیں ہوگا کہ کدھر جائیں اور کیا کریں۔ وہ حضرت اسرافیل علیہ السلام کی آواز پر کان لگائے یا ان کی طرف نظریں جمائے بسرعت تمام ان کی طرف چلیں گے اور جب قیامت وحساب کی ہولناکیاں اور شدائد دیکھیں گے تو پکار اٹھیں گے یہ دن بہت دشوار ہے۔ ان کی دشواری بڑھتی رہے گی اور ہر آنے والی گھڑی شدید سے شدید تر ہوتی جائے گی۔ جب کہ مومنوں کے لئے یہ دن انتہائی آسان ہوگا۔ یہ دن کفار کے لئے پچاس ہزار برس کا ہوگا اور مومن کے لئے ایک فرض نماز کے وقت سے بھی ہلکا ہوگا۔

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا وَقَالُوا مَجْنُونٌ وَّازْدُجِرَ ﴿٩﴾

ان سے پہلے نوح کی قوم نے جھٹلایا تو ہمارے بندہ کو جھوٹا بتایا اور بولے وہ مجنون ہے اور اسے جھڑکا۔

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ۔ اس سے پہلے قوم نوح نے جھٹلایا۔

ای فعلت التکذیب قبل تکذیب قومک قوم نوح۔ یعنی آپ کی قوم کے جھٹلانے سے پہلے قوم نوح نے پیغمبر کو جھٹلایا۔

قَبْلَهُمْ۔ میں ضمیر قریش کی طرف راجع ہے۔ یعنی قریش سے پہلے قوم نوح نے پیغمبر کی تکذیب کی۔

فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا۔ تو ہمارے بندے کو جھوٹا بتایا۔

عَبْدَنَا۔ سے مراد نوح علیہ السلام ہیں۔

اللہ نے آپ کو عَبْدًا شَكُورًا بھی فرمایا ہے ان کی قوم نے نسلاً بعد نسل آپ کو جھوٹا بتایا اور تکذیب کا سلسلہ جاری رہا۔ یہاں تک کہ ہلاک کئے گئے۔

وَقَالُوا مَجْنُونٌ وَّازْدُجِرَ ﴿٩﴾

اور بولے وہ مجنون ہے اور اسے دھمکایا۔

مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ ان سب مکذبین کا متفقہ قول یہی تھا کہ آپ (نوح علیہ السلام) مجنون ہیں اور جنون نے ان کے حواس کو بگاڑ دیا ہے، اگر قَالُوا پر عطف مانا جائے تو معنی یہ ہوں کہ آپ کی قوم نے آپ کو مجنون کہا اور دھمکیاں دیں۔ جیسا کہ دوسری جگہ قرآن حکیم میں ہے:

لَئِن لَّمْ تَنتَهِ يَا نُوحُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ۔ کہ اگر آپ امر تبلیغ و ہدایت سے باز نہ آئے تو سنگساروں میں سے ہوں گے یعنی قتل کر دیں گے یا پتھراؤ کر کے مار ڈالیں گے۔

فَدَعَا رَبَّهُ أَنِّي مَغْلُوبٌ فَانتَصِرْ ﴿١٠﴾

تو اس نے اپنے رب سے دعا کی میں مغلوب ہوں تو میرا بدلہ لے۔

فَدَعَا رَبَّهُ۔ تو اس نے اپنے رب سے دعا کی۔

جب آپ پر روشن ہو گیا کہ آئندہ اس قوم سے کوئی ایمان نہ لائے گا اور ان کی نسلوں سے بھی کفار فجار پیدا ہوں گے تو اپنے پروردگار عزوجل سے گزارش کی کہ سطح ارضی سے ان کفار کو مٹا دے۔

أَنِّي مَغْلُوبٌ۔ میں مغلوب ہوں۔

Marfat.com

من جهة قومي مالي قدرة على الانتقام منهم۔
یعنی میری قوم مجھ پر غالب آ گئی ہے۔ اور مجھ میں ان سے انتقام لینے کی قدرت نہیں ہے۔
فَانْتَصِرْ ﴿۱۰﴾۔ تو میرا بدلہ لے۔
فانتقم لی منهم۔ تو ان سے میرا انتقام لے۔
و قیل فانتصر رسولک اذ کذبوا رسولک۔ اور کہا گیا اے اللہ! تو خود ان سے بدلہ لے۔ جب کہ انہوں نے تیرے رسول کو جھٹلایا ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ یہ دعا ان کے ایمان نہ لانے سے مایوس ہو کر کی گئی۔
فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ﴿۱۱﴾
تو ہم نے آسمان کے دروازے کھول دیئے زور سے بہتے پانی سے۔
ابن حاتم رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ اس روز سے پہلے کبھی آسمان سے مینہ نہ برسا۔ اور نہ ہی اس دن کے بعد سوائے بادل کے اور آسمان کے دروازوں سے پانی کا کھولنا اس دن بادل کے علاوہ تھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ بارش ہوئی جو چالیس روز تک جاری رہی۔
مُّنْهَمِرٍ ﴿۱۱﴾۔ زور سے برسنے والا، یعنی بڑے زور کی بارش ہوئی جو کسی وقت بھی نہ رکی۔
وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ﴿۱۲﴾
اور زمین چشمے کر کے بہادی تو دونوں پانی مل گئے اس مقدار پر جو مقدر تھی۔
وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا۔ اور زمین چشمے کر کے بہادی۔
و جعلنا الارض كلها كانها عيون متفجرة۔
اور ہم نے ساری زمین کو بنا دیا گویا کہ وہ بہتے ہوئے چشمے ہیں۔ اصل مطلب یہ ہے کہ زمین کے سارے چشمے بہا دیئے۔ روایت ہے کہ چالیس روز تک ایسا ہوتا رہا۔
فَالْتَقَى الْمَآءُ۔ تو دونوں پانی مل گئے۔
ای ماء السماء و ماء الارض۔ یعنی آسمان اور زمین کا پانی باہم مل گیا۔
اور دونوں پانیوں میں سے ہر ایک کے بارے میں تحقیق یہ ہے کہ ان کا ملنا بطریق مجاورت نہ تھا بلکہ بطریق اختلاط و اتحاد تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس میں اشارہ ہے کہ زمین کا پانی اس قدر قوت و زور سے نکلا اور بلند ہوتا گیا یہاں تک کہ آسمان کے پانی سے مل گیا اور ایسا بطور مبالغہ کے بیان کیا گیا ہے۔
عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ﴿۱۲﴾۔ اس مقدار پر جو مقدر تھی۔
ای كائنا على حال قد قدرها الله تعالى فى الازل۔
یعنی اللہ تعالیٰ نے ازل سے جو مقدر فرمایا تھا اس کے مطابق ہو گیا اور یہ بھی کہا گیا: ان ما نزل على قدر خرج۔
جتنا برسا اسی قدر زمین سے نکلا یعنی آسمان اور زمین کے پانی کی مقدار یکساں ہو گئی، واضح مفہوم یہ ہے کہ کفار (قوم نوح) کی ہلاکت کے لئے جس مقدار کی ضرورت تھی اس قدر پانی مل گیا۔

Marfat.com

وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ﴿۱۳﴾ تَجْرِیْ بِاَعْیُنِنَا ۚ جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ﴿۱۴﴾

اور ہم نے نوح کو سوار کیا تختوں اور کیلوں والی پر کہ ہماری نگاہ کے روبرو بہتی اس کے صلہ میں جس کے ساتھ کفر کیا گیا تھا۔

وَحَمَلْنٰهُ۔ اور ہم نے اسے سوار کیا۔

ای نوحاً علیه السلام۔ یعنی نوح علیہ السلام کو۔

عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ۔ تختوں والی پر۔

اخشاب عریضه۔ چوڑے پھٹے، یعنی ایسی کشتی پر جو چوڑے پھٹوں سے بنائی گئی تھی۔

وَّدُسُرٍ ﴿۱۳﴾۔ اور کیلوں والی پر۔

ای مسامیر۔ یعنی وہ کشتی کیلوں سے ٹھونکی گئی یا جوڑی گئی تھی۔

ابن جریر رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ دُسُرٍ۔ دسار کی جمع ہے۔ جس طرح کتاب کی جمع کتب ہے اور کہا گیا سقف کی جمع شقف ہے۔

واصل الدسر الدفع الشدید بقهر۔ اور دسر کا مطلب ہے، سختی کو شدت سے ہٹانا اور کہا گیا ہے: حبال من لیف تشد بها السفن۔ بٹے ہوئے رسے۔ جس سے کشتیاں باندھی جاتی ہیں۔ اور لیث نے کہا: خیوط تشد بها الواحها۔ لوہے کی کیلیں جس سے کشتی کے پھٹے (تختے) مضبوط جوڑے گئے۔ مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ دسر سے مراد کشتی کے عوارض تھے۔ یعنی وہ پھٹے جو کشتی کے درمیانی حصے میں موجوں کو روکنے کے لئے جوڑے گئے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ کشتی کے اضلاع تھے۔ جس نے کہا کہ وہ کشتی مقادیم تھے۔ یعنی اس کے اگلے حصے اور سینے کو موجوں سے بچاؤ کے لئے لگائے گئے تھے۔

تَجْرِیْ بِاَعْیُنِنَا ۚ۔ ہماری نگاہ کے روبرو بہتی۔

ای تجری فی ذلک الماء بحفظنا و کلاء تنا۔ یعنی وہ کشتی اس پانی میں ہماری حفاظت ونگاہ میں چلتی تھی۔ اور ایک قول ہے کہ ہمارے اولیاء کو لئے چلتی تھی۔ اور اولیاء (دوستوں) سے مراد نوح علیہ السلام اور ان کے مومن ساتھی تھے۔ جیسا کہ اہل عرب بولتے ہیں: مات عین من عیون الله تعالی۔ اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں سے ایک دوست کا انتقال ہوگیا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ کشتی فرشتوں کی نگرانی میں چلتی تھی۔ جنہیں اللہ عزوجل نے اپنا دوست فرمایا اور اپنی طرف ان کی اضافت ونسبت کی۔

جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ﴿۱۴﴾

اس کے صلہ میں جس کے ساتھ کفر کیا گیا تھا۔

ای فعلنا ذلک جزاء لنوح علیه السلام فانهٗ کان نعمة انعمها الله تعالیٰ علی قومه فکفروها و کذا کل نبی نعمة من الله تعالی علی امته۔

یعنی ہم نے ایسا نوح علیہ السلام کے بدلے میں کیا بے شک وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت تھے جو اللہ نے ان کی قوم پر انعام فرمائی تھی۔ مگر انہوں نے اسے جھٹلایا اور یونہی ہر نبی اپنی امت پر اللہ تعالیٰ کی نعمت غیر مترقبہ ہے۔ یہ عذاب درحقیقت اس سلوک کا

Marfat.com

بدلہ تھا جو قوم نوح نے اپنے پیغمبر سے کیا اور نوح علیہ السلام جو اللہ عزوجل کی عظیم نعمت تھے اس نعمت عظمیٰ کی ناقدری، ناشکری اور کفر و بغاوت کی سزا تھی جو ان کی دی گئی۔

وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۵﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۱۶﴾

اور ہم نے اسے نشانی چھوڑا تو ہے کوئی دھیان کرنے والا تو کیسا ہوا میرا عذاب اور میری دھمکیاں۔

وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً۔ اور ہم نے اسے چھوڑا نشانی۔

ای ابقینا السفینة۔ یعنی کشتی کو باقی رکھا۔

اٰيَةً۔ بناء اعلی ماروی عن قتادة و النقاش انه بقی خشبها علی الجودی حتی راه بعض اوائل هذه الامة او ابقیناخبرها۔

نشانی جیسا کہ قتادہ و نقاش سے مروی ہے کہ بلاشبہ اس کشتی کے تختے جودی پہاڑ پر باقی رہے۔ یہاں تک کہ اس امت کے شروع میں بعض لوگوں نے اسے دیکھا، یا اس کی اطلاع باقی رہی۔

تَرَكْنَا۔ سے مراد جَعَلْنَا ہے (ہم نے بنایا) اور جائز ہے کہ ضمیر فعل کے لئے بھی ہو اور وہ نوح علیہ السلام اور ان کے اصحاب کا طوفان سے نجات پانا ہے اور کافروں کا غرق و ہلاک ہونا ہے۔

فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۵﴾۔ تو ہے کوئی توجہ کرنے والا۔

قتادہ رحمہ اللہ نے مُّدَّكِرٍ کو مُذَكِّرٌ تذکیر سے کاف کی تشدید کے ساتھ پڑھا ہے۔ جس کا معنی ہے کہ، ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا، یا دھیان کرنے والا۔ اور استفہام ترغیب کے لئے ہے۔

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۱۶﴾

تو کیسا ہوا میرا عذاب اور میری دھمکیاں۔

استفهام تعظیم و تعجیب ای کان علی کیفیة هائلة لا یحیط بها الوصف۔

استفہام عظمت عذاب اور اس کی غرابت کے بیان کیلئے ہے۔ یعنی ایسی صورت عذاب واقع ہوا جس کے بیان کا احاطہ نہیں ہوسکتا۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۷﴾

اور بلاشبہ ہم نے قرآن یاد کرنے کے لئے آسان فرما دیا۔ تو ہے کوئی یاد کرنے والا۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ۔ اور بے شک ہم نے قرآن کو آسان فرما دیا۔

ای و باللہ و لقد سهلنا القران لقومک بان انزلناه علی لغتهم وشحناه بانواع المواعظ والعبر و صرفنا فیه من الوعید والوعد۔

یعنی بخدا ہم نے قرآن حکیم کو آپ کی قوم کے لئے سہل (دشوار کی ضد) بنا دیا اس لئے کہ ہم نے اسے ان کی لغت پر نازل کیا۔ اور اسے قسم قسم کے مواعظ اور عبرت کے واقعات سے بھر دیا اور اس میں وعدے اور دھمکیاں بیان کیں۔

لِلذِّكْرِ۔ یاد کرنے کے لئے۔

Marfat.com

ای للتذکر والاتعاظ۔ یعنی تعلیم و تعلم، حفظ اور وعظ و نصیحت کے لئے۔

فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝١٧۔ تو ہے کوئی یاد کرنے والا۔

مجاہد رحمہ اللہ کا قول ہے: یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ ہونا قراء تہٗ۔

ہم نے قرآن کو تلاوت کے لئے آسان بنا دیا ہے۔ اس میں استفہام ترغیبی ہے اور مستفاد یہ ہے۔ قرآن حفظ کرنے والے کی اللہ عزوجل مدد فرماتا ہے اور قرآن کے سوا کوئی مذہبی کتاب ایسی نہیں جو سہولت سے یاد ہو جائے۔ ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تخریج کی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ قرآن کو انسان کی زبان پر آسان نہ بنا دیتا تو مخلوق میں سے کسی ایک کو اللہ عزوجل کے کلام کے ساتھ بولنے کی قدرت و طاقت نہ ہوتی۔

كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝١٨

عاد نے جھٹلایا تو کیسا ہوا میرا عذاب اور میرے ڈر دلانے کے فرمان۔

كَذَّبَتْ عَادٌ۔ عاد نے جھٹلایا۔

حضرت ہود علیہ السلام قوم عاد کی طرف مبعوث کئے گئے عاد نے ان کی دعوت قبول نہ کی اور انہیں جھٹلایا۔

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝١٨

تو کیسا ہوا میرا عذاب اور ڈرانا۔

قوم عاد کا تذکرہ نصیحت کے لئے اور سننے والوں کے دلوں کو متوجہ کرنا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کیا تم نے نہیں سنا یا یہ کہ سن لو کہ میرا ڈرانا اور عذاب ان کے لئے کیسا تھا یا ان کی ہلاکت بعد میں آنے والوں کو کیسی معلوم ہوئی۔ فراء رحمہ اللہ نے کہا: نذر اور انذار ہم معنی مصدر ہیں اور یہاں مراد ڈرانے والی باتیں ہیں۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ۝١٩ تَنْزِعُ النَّاسَ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ۝٢٠

بے شک ہم نے ان پر ایک سخت آندھی بھیجی ایسے دن میں جس کی نحوست ان پر ہمیشہ کے لئے رہی۔ لوگوں کو یوں دے مارتی تھی کہ گویا وہ اکھڑی ہوئی کھجوروں کے ڈنڈ ہیں۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا

بے شک ہم نے ان پر ایک سخت آندھی بھیجی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ سخت سرد ہوا تھی اور یہ بھی کہا گیا کہ اس کی آواز شدید تھی۔

فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ۝١٩

ایسے دن میں جس کی نحوست ان پر ہمیشہ کے لئے رہی۔ شُؤْمٌ عَلَيْهِمْ۔ یعنی ان کے لئے منحوس۔

مُّسْتَمِرٍّ ۝١٩۔ ہمیشہ کے لئے رہی۔

ان کے لئے اس کی نحوست یوں ہمیشہ کے لئے رہی کہ ہلاکت کے بعد برزخ میں عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہاں تک کہ قیامت کے روز جہنم میں داخل ہوں گے اور یوم سے مراد مطلق زمانہ ہے۔ اور مشہور ہے کہ وہ بدھ کا دن اور مہینے کی آخری تاریخ تھی۔

17A

مُّسْتَمِرٍّ۔ کا معنی شدید المرادۃ سخت کڑوا ہے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ''مُّسْتَمِرٍّ'' دن کی صفت ہے۔ یعنی ایسا دن جو قائم رہا یہاں تک انہیں ہلاک کر دیا۔ اور ان میں سے چھوٹے بڑے کسی کو نہ چھوڑا، خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعا روایت کیا ہے کہ مہینے کا آخری بدھ دائمی منحوس ہے۔ اور اسی کو اکثر لوگوں نے لے لیا۔ اور اسے منحوس سمجھنے لگے اور اپنی مصلحتوں کے پیش نظر جدوجہد چھوڑ دی۔ ابو حاتم رحمہ اللہ نے کہا اس حدیث میں راوی مسلمہ بن صلت متروک ہے اور ابن جوزی رحمہ اللہ نے اس روایت کو وضعی قرار دیا ہے۔ بیہقی رحمہ اللہ نے شعب میں نقل کیا ہے کہ بدھ کے روز زوال کے بعد دعا قبول کی جاتی ہے۔ برہان الاسلام نے تعلیم المتعلم میں صاحب ہدایہ سے بیان کیا ہے کہ کسی کام کی ابتداء جب بدھ کے روز کی گئی تو وہ پورا ہوا۔ اور یہ وہ دن ہے جس میں اللہ نے نور کو پیدا فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ مشائخ درس و تدریس کی ابتداء کے لئے اسی روز کی نشست پر متفق و مستعد ہیں فردوس میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعا روایت ہے اگر میری امت کے لئے ناگوار نہ ہوتا تو میں حکم فرماتا کہ وہ بدھ کے روز سفر نہ کریں۔ ابن ماجہ نے ابن عمر سے مرفوعا اور حاکم نے تخریج کی ہے کہ کوڑھ یا برص کی ابتدا نہیں ہوتی مگر بدھ کے دن۔ اور بعض آثار میں بدھ کو ناخن کاٹنے کی ممانعت آئی ہے کہ اس سے برص کے مرض کا خطرہ ہے۔ اور بعض نے بدھ کے روز مریض کی عیادت کو ناپسند فرمادیا ہے۔

بدھ کے بارے میں اقوال دونوں طرف ہیں۔ لیکن واضح مفہوم یہی ہے کہ یوم سے مراد مطلق زمانہ ہے اور مستمر اس کی صفت ہے اور اس کا مطلب بس یہی ہے کہ اس دن کا قیام اس وقت تک رہا جب وہ لوگ ہلاک نہ ہو گئے یا یہ اس دن کی نحوست ان پر ہمیشہ کے لئے رہی کہ ظہور عذاب سے لے کر دخول جہنم تک معذب رہیں گے اور دخول جہنم کے بعد تو دائمی عذاب ہے نہ اس میں کوئی مہلت نہ تخفیف بلکہ شدت بالائے شدت اعاذنا اللہ بھٰذا۔

تَنْزِعُ النَّاسَ ۔ لوگوں کو یوں دے مارتی تھی۔

یہ آندھی کی صفت ہے اور نَزَعَ کے معنی قَلَعَ کے ہیں۔ یعنی اکھاڑنے پچھاڑنے اور پٹکنے کے۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: روی انھم دخلوا الشعاب و الحضر و تمسک بعضھم ببعض فقلعتھم الریح صرعتھم موتی۔ کہ قوم عاد کے لوگ گھاٹیوں اور غاروں میں گھس گئے۔ اور ان میں سے بعض بعض کے ساتھ گئے تو آندھی نے انہیں اکھاڑ دیا اور پچھاڑ کر ہلاک کر ڈالا۔

كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ۝ ۔ گویا کہ اکھڑی ہوئی کھجور کے ڈنڈ ہیں۔

نَخْلٍ ۔ کے معنی کھجور کے درخت کے ہیں اور ان سے تشبیہ دی گئی ہے۔

اَعْجَازُ ۔ کے معنی ہیں کٹے ہوئے تنے۔

مُّنْقَعِرٍ ۔ کے معنی ہیں اکھڑے ہوئے۔ آندھی اس قدر شدید اور ہولناک تھی کہ کفار کے جسم بے دھڑ کے لاشوں کی طرح بکھرے پڑے تھے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ کھجور کے درخت جن کی شاخیں ٹوٹ پھوٹ گئی ہوں اور ان کے تنے (ڈنڈ) جڑوں سے اکھڑے بکھرے منتشر پڑے ہیں۔ قوم عاد جس طرح کی سرکش تھی عذاب بھی اسی اعتبار سے شدید ہولناک تھا اور آندھی نے انہیں ہلاک و پراگندہ کر دیا۔

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِىْ وَنُذُرِ ۝

Marfat.com

17B

تو کیسا ہوا میرا عذاب اور ڈر کے فرمان۔

عذاب کی شدت و ہولناکی کے بیان کے لئے دوبارہ ارشاد فرمایا، مطلب یہ ہے کہ یہ تو دنیا میں ہلاکت کی صورت تھی۔ اور آخرت کا عذاب اس سے زیادہ شدید ہوگا۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۳۲﴾۔

ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنے کے لئے تو ہے کوئی یاد کرنے والا۔

یعنی ہم نے قرآن حکیم کو تعلیم و تعلم، حفظ و قراءت، وعظ و نصیحت کے لئے آسان بنا دیا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع - سورۃ القمر - پ ۲۷

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ﴿۲۳﴾

ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا

فَقَالُوْۤا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿۲۴﴾

تو بولے کیا ہم اپنے میں کے ایک آدمی کی تابعداری کریں جب تو ہم ضرور گمراہ اور دیوانے ہیں

ءَاُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْۢ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ ﴿۲۵﴾

کیا ہم سب میں سے اس پر ذکر اتارا گیا بلکہ یہ سخت جھوٹا اترانے والا ہے

سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ ﴿۲۶﴾

بہت جلد کل جان جائیں گے کون تھا بڑا جھوٹا اترانے والا

اِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ﴿۲۷﴾

ہم ناقہ بھیجنے والے ہیں ان کی جانچ کو تو اے صالح تو راہ دیکھ اور صبر کر

وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ ۚ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ﴿۲۸﴾

اور انہیں خبر دے دے کہ پانی ان میں حصوں میں ہے ہر حصہ پر وہ حاضر ہو جس کی باری ہے

فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ ﴿۲۹﴾

تو انہوں نے اپنے ساتھی کو پکارا تو اس نے پکڑ کر اس کی کونچیں کاٹ دیں

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۳۰﴾

پھر کیسا ہوا میرا عذاب اور ڈر کے فرمان

اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿۳۱﴾

بے شک ہم نے ان پر ایک چنگھاڑ بھیجی جبھی وہ ہو گئے جیسے گھیرا بنانے والے کی بچی ہوئی گھاس سوکھی روندی ہوئی

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۳۲﴾

اور بے شک ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنے کے لئے تو ہے کوئی یاد کرنے والا

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍۭ بِالنُّذُرِ ﴿۳۳﴾

لوط کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا

اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّاۤ اٰلَ لُوْطٍ ؕ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ۙ ﴿۳۴﴾

بے شک ہم نے ان پر پتھراؤ بھیجا سوائے لوط کے گھر والوں کے ہم نے ان کو رات کے پچھلے پہر بچا لیا

نِّعۡمَةً مِّنۡ عِنۡدِنَا ؕ كَذٰلِكَ نَجۡزِىۡ مَنۡ شَكَرَ ۝٣٥	اپنے پاس کی نعمت فرما کر ہم یونہی صلہ دیتے ہیں اسے جو شکر کرے
وَلَقَدۡ اَنۡذَرَهُمۡ بَطۡشَتَنَا فَتَمَارَوۡا بِالنُّذُرِ ۝٣٦	اور بے شک اس نے ان کو ہماری گرفت سے ڈرایا تو انہوں نے ڈر کے فرمانوں میں شک کیا
وَلَقَدۡ رَاوَدُوۡهُ عَنۡ ضَيۡفِهٖ فَطَمَسۡنَاۤ اَعۡيُنَهُمۡ فَذُوۡقُوۡا عَذَابِىۡ وَنُذُرِ ۝٣٧	اور بے شک انہوں نے اسے اس کے مہمانوں سے پھسلانا چاہا تو ہم نے ان کی آنکھیں میٹ دیں فرمایا چکھو میرا عذاب اور ڈر کے فرمان
وَلَقَدۡ صَبَّحَهُمۡ بُكۡرَةً عَذَابٌ مُّسۡتَقِرٌّ ۝٣٨	اور بے شک صبح تڑکے ان پر ٹھہرنے والا عذاب آیا
فَذُوۡقُوۡا عَذَابِىۡ وَنُذُرِ ۝٣٩	تو چکھو میرا عذاب اور ڈر کے فرمان
وَلَقَدۡ يَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّكۡرِ فَهَلۡ مِنۡ مُّدَّكِرٍ ۝٤٠	اور بے شک ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنے کے لئے تو ہے کوئی یاد کرنے والا

حل لغات دوسرا رکوع - سورۃ القمر - پ ۲۷

كَذَّبَتۡ - جھٹلایا	ثَمُوۡدُ - ثمود نے	بِالنُّذُرِ - رسولوں کو	فَقَالُوۡۤا - تو بولے
اَ - کیا	بَشَرًا - ایک آدمی کی	مِّنَّا - جو ہم میں سے ہے	وَّاحِدًا - ایک
نَّتَّبِعُهٗۤ - ہم اس کی پیروی کریں		اِنَّاۤ - بے شک ہم	اِذًا - اس وقت
لَّفِىۡ - یقیناً بیچ	ضَلٰلٍ - گمراہ	وَّ - اور	سُعُرٍ - دیوانے
ءَ - کیا	اُلۡقِىَ - ڈالا گیا	الذِّكۡرُ - ذکر	عَلَيۡهِ - اس پر
مِنۡۢ بَيۡنِنَا - ہم میں سے	بَلۡ - بلکہ	هُوَ - وہ	كَذَّابٌ - جھوٹا ہے
اَشِرٌ - اترانے والا	سَيَعۡلَمُوۡنَ - جلدی جانیں گے	غَدًا - کل	مَّنِ - کون تھا
الۡكَذَّابُ - جھوٹا	الۡاَشِرُ - اترانے والا	اِنَّا - ہم	مُرۡسِلُوا - بھیجنے والے ہیں
النَّاقَةِ - اونٹنی	فِتۡنَةً - آزمائش	لَّهُمۡ - ان کے لئے	فَارۡتَقِبۡهُمۡ - تو انتظار کر ان کا
وَ - اور	اصۡطَبِرۡ - صبر کر	وَ - اور	نَبِّئۡهُمۡ - خبر دے ان کو
اَنَّ - بے شک	الۡمَآءَ - پانی	قِسۡمَةٌۢ - تقسیم کیا گیا ہے	بَيۡنَهُمۡ - ان کے درمیان
كُلُّ - ہر	شِرۡبٍ - حصہ پر	مُّحۡتَضَرٌ - باری والا حاضر ہو	فَنَادَوۡا - تو انہوں نے آواز دی
صَاحِبَهُمۡ - اپنے ساتھی کو	فَتَعَاطٰى - تو اس نے پکڑا	فَعَقَرَ - اور کونچیں کاٹ دیں	فَكَيۡفَ - تو کیسا
كَانَ - ہوا	عَذَابِىۡ - میرا عذاب	وَ - اور	نُذُرِ - میرا ڈرانا
اِنَّاۤ - بے شک	اَرۡسَلۡنَا - ہم نے بھیجی	عَلَيۡهِمۡ - ان پر	صَيۡحَةً - چنگھاڑ
وَّاحِدَةً - ایک	فَكَانُوۡا - تو ہو گئے	كَهَشِيۡمِ - جیسے چورا چورا گھاس	

Marfat.com

الْمُحْتَظِرِ۔ سوکھی ہوئی	وَ۔ اور	لَقَدْ۔ بے شک	یَسَّرْنَا۔ آسان کیا ہم نے
الْقُرْاٰنَ۔ قرآن کو	لِلذِّکْرِ۔ یاد کرنے کے لئے	فَهَلْ۔ تو کیا ہے	مِنْ مُّدَّکِرٍ۔ کوئی یاد کرنے
والا اس کو	کَذَّبَتْ۔ جھٹلایا	قَوْمُ۔ قوم	لُوْطٍ۔ لوط نے
بِالنُّذُرِ۔ رسولوں کو	اِنَّآ۔ ہم نے بے شک	اَرْسَلْنَا۔ بھیجا	عَلَيْهِمْ۔ ان پر
حَاصِبًا۔ پتھراؤ	اِلَّآ۔ مگر	اٰلَ۔ گھر والے	لُوْطٍ۔ لوط علیہ السلام کے
نَجَّيْنٰهُمْ۔ ہم نے نجات دی ان کو		بِسَحَرٍ۔ سحری کے وقت	نِّعْمَةً۔ نعمت تھی
مِّنْ عِنْدِنَا۔ ہماری طرف سے		كَذٰلِكَ۔ اسی طرح	نَجْزِيْ۔ بدلہ دیتے ہیں ہم
مَنْ۔ اس کو جو	شَكَرَ۔ شکر کرے	وَ۔ اور	لَقَدْ۔ بے شک
اَنْذَرَ۔ ڈرایا اس نے	هُمْ۔ ان کو	بَطْشَتَنَا۔ ہماری پکڑ سے	فَتَمَارَوْا۔ تو شک کیا
بِالنُّذُرِ۔ ڈر کے فرمان میں	وَ۔ اور	لَقَدْ۔ بے شک	رَاوَدُوْ۔ پھسلایا انہوں نے
هُ۔ اس کو	عَنْ ضَيْفِهٖ۔ اس کے مہمانوں سے		فَطَمَسْنَآ۔ تو ہم نے مٹا دیں
اَعْيُنَهُمْ۔ ان کی آنکھیں	فَذُوْقُوْا۔ تو چکھو	عَذَابِيْ۔ میرا عذاب	وَ۔ اور
نُذُرِ۔ ڈر کے فرمان	وَ۔ اور	لَقَدْ۔ بے شک	صَبَّحَهُمْ۔ صبح ان پر
بُكْرَةً۔ تڑکے	عَذَابٌ۔ عذاب آیا	مُّسْتَقِرٌّ۔ ٹھہرنے والا	فَذُوْقُوْا۔ تو چکھو
عَذَابِيْ۔ میرا عذاب	وَ۔ اور	نُذُرِ۔ میرا ڈرانا	وَ۔ اور
لَقَدْ۔ بے شک	يَسَّرْنَا۔ آسان کیا ہم نے	الْقُرْاٰنَ۔ قرآن	لِلذِّكْرِ۔ یاد کرنے کے لئے
فَهَلْ۔ تو کیا	مِنْ۔ ہے کوئی	مُّدَّكِرٍ۔ یاد کرنے والا	

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع۔ سورۃ القمر۔ پ ۲۷

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ﴿۲۳﴾۔

ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا۔

بالرسل عليهم الصلاة السلام فان تكذيب احدهم و هو صالح عليه السلام هنا تكذيب لكل لاتفاقهم على اصول الشرائع۔

نُذُرِ۔ یا تو مصدر ہے یا نذیر کی جمع ہے۔ جس کا معنی ہے: المنذر یعنی ڈرانے والا یا ڈر سنانے والا۔ انہوں نے اللہ کے رسولوں کی تکذیب کی۔ اور اگر ان میں سے ایک کو جھٹلایا تو مراد صالح علیہ السلام ہیں۔ جو ان کی طرف نبی مبعوث ہوئے۔ یہاں جھٹلانے سے مراد تمام انبیاء کی تکذیب ہے کیونکہ تمام رسل علیہم السلام اصول شریعت میں یکساں ہیں۔

فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿۲۴﴾۔

تو بولے کیا ہم اپنے میں کے ایک آدمی کی تابعداری کریں جب تو ہم ضرور گمراہ اور دیوانے ہیں۔

فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ ۙ۔

توبولے کیا ہم اپنے میں کے ایک آدمی کی تابعداری کریں۔

ای کائناً من جنسنا علیً۔ یعنی ایسے شخص کی جو ہماری جنس سے ہے۔ یہاں جار اور مجرور بشر (انسان) کی صفت میں آئے ہیں اور فعل کے ساتھ انتساب اس کی توضیح کرتا ہے۔ یعنی نتبع کہ ہم اس کی پیروی کریں۔ اتباع فعل منتصب ہے تو مفہوم یہ ہوگا: أنتبع بشراً۔ کیا ہم ایک آدمی کی پیروی کریں (وَاحِدًا) ای منفرداً لا تبع لهٗ یعنی جو تنہا ہے اور کوئی اس کا تابع نہیں واحداً من آحادهم لا من اشرانهم یا ان کے تنہا افراد میں سے ایک ہے اور ان کے امراء میں سے نہیں ہے۔ یعنی رئیس تونگر شخص نہیں۔

نَّتَّبِعُهٗٓ۔ ہم اس کی تابعداری کریں۔

یہ استفہام انکاری ہے جو دلالت کرتا ہے کہ وہ (صالح علیہ السلام) کو معمولی آدمی سمجھ کر تابعداری سے گریز کر رہے تھے۔ ہاں کوئی بڑا رئیس ہوتا تو مان لیتے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ رسول کسی امیر کبیر رئیس و سردار کو ہونا چاہئے تھا اور یونہی کفار مکہ بھی کہتے تھے۔

اِنَّآ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿۲۴﴾

جب تو ہم ضرور گمراہ اور دیوانے ہیں۔

قوم ثمود کے کفار نے حضرت صالح علیہ السلام کے کلام کو جواباً لوٹایا کیونکہ آپ نے انہیں کہا تھا اگر تم نے میری پیروی نہ کی تو تم گمراہ و بے عقل ہو، کفار نے کہا اگر ہم نے ان کی تابعداری کی جب تو ہم ضرور بڑی گمراہی اور پاگل پن کا مظاہرہ کریں گے۔

سُعُرٍ کے معنی جنون کے ہیں اور یہ بھی کہا گیا کہ انصاف کی راہ سے ہٹنے یا دور ہونے کے ہیں۔

ءَاُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْۢ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ ﴿۲۵﴾

کیا ہم سب میں سے اس پر ذکر اتارا گیا۔

ای انزل علیه الوحی من بیننا و فینا من هو احق منه بذلک۔

یعنی کیا ہم میں سے اسی پر ذکر اتارا گیا حالانکہ ہم میں ایسے لوگ ہیں جو اس کے زیادہ حق دار ہیں۔ یعنی حضرت صالح علیہ السلام پر وحی نازل کی گئی اور کوئی ہم میں اس قابل ہی نہ تھا۔

بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ ﴿۲۵﴾۔ بلکہ یہ سخت جھوٹا اترانے والا ہے۔

ای شدید البطر۔ یعنی بہت زیادہ اترانے والا۔

یعنی صالح علیہ السلام کا ذکر نبوت کرنا ہم سے تعظیم کی طلب ہے اور یہ ہم میں بڑا بننا چاہتے ہیں۔ قوم ثمود نے حد درجہ سرکشی، بے باکی اور بے ہودگی کا مظاہرہ کیا اور آنجناب کو كَذَّابٌ یعنی بڑا جھوٹا اور یعنی بہت اترانے والا کہا جو صریحاً بہتان اور ظلم تھا۔ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ بے ہودہ گفتگو اور الزام تراشی کفار کا وطیرہ رہا ہے۔

سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ ﴿۲۶﴾

بہت جلد کل جان جائیں گے کون تھا بڑا جھوٹا اترانے والا۔

سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا۔ بہت جلد کل جان جائیں گے۔

سَيَعْلَمُوْنَ۔ البتہ عن قریب یعنی بہت جلد زمانہ قریب میں غداً کل والمراد بالغد وقت نزول اور کل سے مراد دنیا ہی میں عذاب کے نزول کا وقت ہے۔ یعنی جب عذاب میں مبتلا ہوں گے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ غَدًا سے مراد قیامت کا دن ہے۔ ابن عامر، حمزہ، طلحہ، ابن وثاب اور اعمش نے سَيَعْلَمُوْنَ کو سَتَعْلَمُوْنَ پڑھا ہے اور تاء خطاب کے لئے یعنی قوم ثمود کو صالح علیہ السلام نے جواباً کہا کہ جلد ہی کل تم جان جاؤ گے اور کشاف میں ہے کہ یہ کلام ستعلمون برسبیل التفات ہے۔

مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ ﴿۲۶﴾۔ کون تھا بڑا جھوٹا، اترانے والا۔

والمراد سیعلمون انھم ھم الکذابون الاشرون۔ اور مطلب ہے کہ انہیں جلد معلوم ہو جائے گا کہ وہ خود ہی بڑے جھوٹے اور شیخی بگھارنے والے ہیں یعنی تمہارے الزام کی حقیقت کھل جائے گی۔

اِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ﴿۲۷﴾

ہم ناقہ بھیجنے والے ہیں ان کی جانچ کو (تو اے صالح) تو راہ دیکھ اور صبر کر۔

اِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ۔ ہم ناقہ بھیجنے والے ہیں۔

قوم ثمود نے صالح علیہ السلام سے معجزہ مانگا اور کہا کہ پتھر سے ایک ناقہ نکال دیجئے۔ آپ نے ان کے ایمان کے لئے اسے مشروط ٹھہرایا، اللہ عزوجل نے ناقہ کے بھیجنے کا وعدہ فرمایا چنانچہ صالح علیہ السلام سے کہا گیا کہ ہم ناقہ بھیجنے والے ہیں۔

فِتْنَةً لَّهُمْ۔ ان کی جانچ کو امتحاناً یعنی ہم اس نشانی سے امتحان لیں گے کہ آیا وہ احقاق حق کے بعد ایمان لاتے ہیں یا سرکشی دکھاتے ہیں۔

فَارْتَقِبْهُمْ۔ (تو اے صالح) تو راہ دیکھ۔

فانتظرھم و تبصر ما ھم فاعلون۔ تو آپ (صالح علیہ السلام) ان کا انتظار کیجئے اور دیکھئے کہ وہ کیا کرنے والے ہیں۔

وَاصْطَبِرْ ﴿۲۷﴾۔ اور صبر کر۔

علی اذاھم ولا تعجل حتی یاتی امر اللہ تعالی۔

یعنی آپ (صالح علیہ السلام) کفار کی ایذاؤں پر صبر کریں اور عجلت نہ چاہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آجائے۔

اِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ﴿۲۷﴾ وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ ۚ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ﴿۲۸﴾ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ ﴿۲۹﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۳۰﴾

ہم ناقہ بھیجنے والے ہیں ان کی جانچ کو، تو اے صالح تو راہ دیکھ اور صبر کر اور انہیں خبر دے دے کہ پانی ان میں حصوں سے ہے ہر حصہ پر وہ حاضر ہو جس کی باری ہے تو انہوں نے اپنے ساتھی کو پکارا تو اس نے لے کر اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ پھر کیسا ہوا میرا عذاب اور ڈر کے فرمان۔

اِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ۔ ہم ناقہ بھیجنے والے ہیں۔

ای انا لمرجوا الناقة اتی سالوھا من خیصة۔

Marfat.com

یعنی ہم ناقہ کو پتھر سے نکال دیں گے جس کے بارے میں کہ وہ مطالبہ کرتے ہیں، قوم صالح نے صالح علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ آپ پتھر سے ایک اونٹنی نکال دیں جو سرخ رنگ کی ہو اور گابھن ہو اور آپ نے ان کے ایمان کی شرط کر کے یہ بات منظور کرلی۔ جس پر یہ وعدہ فرمایا گیا کہ اے صالح! علیہ السلام ہم مطلوبہ ناقہ کو پتھر سے برآمد کر دیں گے۔

فِتْنَةً لَّهُمْ۔ ان کی جانچ کو امتحاناً یعنی قوم صالح کی آزمائش کے لئے۔

فَارْتَقِبْهُمْ۔ تو اے صالح تو راہ دیکھ۔

یعنی اے صالح! علیہ السلام آپ ان لوگوں کے بارے میں انتظار فرمائیے اور ملاحظہ فرمائیں کہ وہ کیا کرنے والے ہیں۔

وَاصْطَبِرْ ﴿۲۷﴾۔ اور صبر کر۔

علی اذاهم و لا تعجل حتی یاتی امر الله تعالی۔

ان کی سختیوں اور ایذاؤں پر صبر فرمائیں اور عجلت نہ کریں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لے آئے۔

وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ ۚ

اور انہیں خبر دے کہ پانی ان میں حصوں سے ہے۔

واخبر هم بان مآء البئر التی لهم مقسوم لها و لهم یوم۔

اور اے صالح! علیہ السلام انہیں آگاہ کر دیجئے کہ ان کے کنویں کا پانی ان کے لئے باری باری ہے۔ ایک دن ناقہ کے لئے اور ایک دن قوم کے لئے۔

كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ﴿۲۸﴾۔ ہر حصہ پر وہ حاضر ہو جس کی باری ہے۔

كُلُّ شِرْبٍ۔ نصیب و حصة منهٗ یعنی اپنی باری کے روز اپنے حصہ کے لئے کنویں پر حاضر ہو۔

مُّحْتَضَرٌ ﴿۲۸﴾۔ یحضره صاحبه، فی نوبته فتحضر الناقة تارة و یحضرونهٗ اُخریٰ۔

یعنی جس کی باری ہے وہ باری پر حاضر ہو ایک روز اونٹنی حاضر ہوگی اور دوسرے روز وہ لوگ حاضر ہوں گے۔

فَنَادَوْا۔ تو انہوں نے پکارا۔

ای فارسلنا الناقة و کانوا علی هذه الوتیرة من القسمة فملوا ذلک و عزموا علی عقر الناقة (فَنَادَوْا) لعقرها۔

یعنی ہم نے ناقہ برآمد کی اور وہ لوگ پانی کی تقسیم کے سلسلہ میں اسی حال پر تھے کہ انہوں نے گڑبڑ کی اور ناقہ کی کونچیں کاٹنے کا ارادہ کیا۔ اور انہوں نے ناقہ کے قتل کے لئے پکارا۔

صَاحِبَهُمْ۔ اپنے ساتھی کو۔

هو قدار بن سالف۔ وہ قدار ابن سالف تھا جسے پکارا گیا۔

فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ ﴿۲۹﴾۔ تو اس نے لے کر اس کی کونچیں کاٹ دیں۔

فتعاطی السیف فقتلها۔ تو اس نے تیز تلوار لے کر ناقہ پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۳۰﴾

Marfat.com

پھر کیسا ہوا میرا عذاب اور ڈر کے فرمان۔

آیت مکرر ہے مراد عذاب کی شدت اور ہولنا کی بتانا ہے یعنی قوم ثمود کو ہولناک عذاب نے گھیر لیا۔ آگے عذاب کی تفصیل ہے:

اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ۝٣١ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝٣٢

بے شک ہم نے ان پر ایک چنگھاڑ بھیجی جبھی وہ ہو گئے جیسے گھیرا بنانے والے کی بچی ہوئی گھاس سوکھی روندی ہوئی اور بے شک ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنے کے لئے تو ہے کوئی یاد کرنے والا۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً۔ بے شک ہم نے ان پر ایک چنگھاڑ بھیجی۔

ھی صیحۃ جبریل علیہ السلام صاح صباح یوم الاحد۔

یہ جبرائیل علیہ السلام کی ہولناک چیخ تھی جو انہوں نے اتوار کو صبح کے وقت بلند کی۔

فَكَانُوْا۔ جبھی وہ ہو گئے۔

ای فصاروا۔ یعنی وہ ہو گئے (قوم ثمود کے لوگ)

كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ۝٣١۔ جیسے گھیرا بنانے والے کی بچی ہوئی گھاس سوکھی روندی ہوئی۔

ای کالشجر الیابس الذی یجمعه صاحب الخطیرة لماشیته فی الشتاء۔

یعنی سوکھی ہوئی (بھس) کی طرح جسے چرواہے سردیوں میں مویشیوں کے لئے جمع کر کے رکھتے ہیں یا اس روندی ہوئی گھاس کی طرح جسے چوپائے پاؤں سے ریزہ ریزہ کر دیتے ہیں۔ یعنی قوم ثمود کے لوگ عذاب کے بعد روندی ہوئی بکھری ہوئی توڑی یا گھاس کی طرح ہو گئے۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝٣٢

اور بے شک ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنے کے لئے تو ہے کوئی یاد کرنے والا۔

یعنی نصیحت پکڑنے والوں کے لئے ہم نے اس کتاب کریم کو آسان بنا دیا ہے جو امم سابقہ کے احوال کو بیان کر رہی ہے۔ قوم ثمود کے تذکرہ کے بعد کفار مکہ کو ترغیب دلائی گئی ہے۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍ بِالنُّذُرِ ۝٣٣ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ۭ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ۝٣٤ نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ شَكَرَ ۝٣٥

لوط کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا بے شک ہم نے ان پر پتھراؤ بھیجا سوائے لوط کے گھر والوں کے ہم نے انہیں پچھلے پہر بچا لیا اپنے پاس کی نعمت فرما کر ہم یونہی صلہ دیتے ہیں جو شکر کرے۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍ بِالنُّذُرِ ۝٣٣۔ لوط کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا۔

یعنی لوط علیہ السلام کی قوم نے بھی رسولوں علیہم السلام کی تکذیب کی اور لوط علیہ السلام کو جھٹلایا اور ان کی دعوت کا انکار کیا۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا۔ بے شک ہم نے ان پر پتھراؤ بھیجا۔ ملکاً علی ما قیل۔

Marfat.com

یعنی جیسا کہ کہا گیا کہ فرشتہ بھیجا۔ جس نے ان پر پتھراؤ کیا، یہ معنی اس تقدیر پر ہوں گے جب حاصب بمعنی فاعل لیا جائے۔ یعنی سنگباری کرنے والا۔ آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

وہ ان پر پتھر برساتا تھا یا اس سے مراد آندھی کا نام ہے جس سے سنگریزے برستے تھے۔

اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ۔ سوائے لوط کے گھر والوں کے۔

خاصة المومنين به۔ اس سے مراد ان پر ایمان لانے والے ہیں اور کہا گیا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی دو صاحبزادیاں مراد ہیں۔

نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ۝۳۴۔ ہم نے انہیں پچھلے پہر بچالیا۔

اى فى السحر و هو آخر الليل۔ یعنی سحر کے وقت جو رات کا پچھلا حصہ تھی۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ ہم نے انہیں پو پھٹنے سے پہلے عذاب سے محفوظ کرلیا۔

نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا ۔ اپنے پاس کی نعمت فرما کر۔

اى انعاماً منا و هو علة لنجينا۔

یعنی ہماری طرف سے انعام کے طور پر اور یہی سبب ہے نَجَّيْنَا کا، یعنی ان کو نجات دینا ہماری طرف سے بطور انعام تھا۔

كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ شَكَرَ ۝۳۵۔ ہم یونہی صلہ دیتے ہیں جو شکر کرے۔

یعنی جو ایمان واطاعت کا اظہار کرتا ہے اور فرمانبردار رہتا ہے تو ہم اسے صلہ دیتے ہیں جس طرح آل لوط کو عطا فرمایا اور انہیں عذاب سے محفوظ رکھا۔

وَلَقَدْ اَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ۝۳۶

اور بے شک اس نے انہیں ہماری گرفت سے ڈرایا تو انہوں نے ڈر کے فرمانوں میں شک کیا۔

وَلَقَدْ اَنْذَرَهُمْ ۔ اور بلاشبہ اس نے انہیں ڈرایا۔

یعنی لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کو انتباہ کر دیا۔

بَطْشَتَنَا۔ ہماری گرفت۔ اخذتنا الشديدة بالعذاب۔

ہمارے عذاب کے ساتھ سخت پکڑے گئے اور یہ بھی درست ہے کہ یہاں صرف عذاب ہی مراد ہو۔

فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ۝۳۶۔ انہوں نے ڈر کے فرمانوں میں شک کیا۔

فَتَمَارَوْا۔ فَكَذَّبُوْا۔ یعنی انہوں نے جھٹلایا یا انکار کیا یا حضرت لوط علیہ السلام کو سچا نہ جانا اور عذاب کے بارے میں شک کرنے لگے۔

وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَيْفِهٖ فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝۳۷

انہوں نے اس کے مہمانوں سے پھسلانا چاہا تو ہم نے ان کی آنکھیں میٹ دیں فرمایا چکھو میرا عذاب اور ڈر کے فرمان۔

وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَيْفِهٖ ۔ انہوں نے اسے اس کے مہمانوں سے پھسلانا چاہا۔

صَرَفُوْهُ عن رایه فیهم وَ طلبوا الفجور بهم۔

قوم لوط کے لوگوں نے ان مہمانوں کے بارے میں لوط علیہ السلام کی باتوں کی مطلق پروانہ کی اور خبیث ارادہ کے ساتھ مہمانوں کا مطالبہ کیا۔

یہ مہمان فرشتے تھے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی ان میں شامل تھے۔ یہ ملائکہ علیہم السلام خوش رو اور خوش جمال لڑکوں کی صورت میں آئے تھے، قوم کے لوگوں نے لوط علیہ السلام سے کہا کہ آپ ان کو ہمارے حوالے کر دیں اور آپ ہمارے اور ان مہمانوں کے درمیان حائل و دخیل نہ ہوں۔ انہوں نے ایسا بدکاری کے ارادہ سے کہا حضرت نے بہت سمجھایا۔ مگر اہل قوم نہ مانے اور آپ کے گھر میں دروازہ توڑ کر گھسنے لگے۔ جس پر آپ بہت پریشان اور فکرمند ہوئے تو ان مہمانوں (فرشتوں) نے آپ سے کہا کہ ہم آپ کے پروردگار کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں۔ آپ انہیں اندر آنے دیں۔ چنانچہ اہل قوم بہ نیت فاسد اندر گھس آئے۔

فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ۔ تو ہم نے ان کی آنکھیں میٹ دیں۔

ای ازلنا اثر ها و ذلک بمسحها و تسویتها کسائر الوجه۔

یعنی ہم نے ان کی نظروں کا دیکھنا زائل کر دیا۔ اور ان کی آنکھیں سارے چہرے کی طرح ہموار و برابر کر دیں۔ یعنی آنکھوں کا نشان بھی نہ رہا۔ اور مروی ہے کہ جس رات قوم لوط کے لوگ آئے اور لوط علیہ السلام کے گھر کے دروازہ کو توڑ کر اندر گھس آئے تو پروردگار جل وعلا نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ انہیں پر سے ایک جھپٹ ماریں۔ چنانچہ ان کی جھپٹ پر وہ لوگ اندھے ہو گئے اور حیرت زدہ سرگرداں پھرتے تھے لیکن گھر کا دروازہ سجھائی نہیں دیتا تھا۔ بالآخر لوط علیہ السلام نے انہیں اسی حالت پر باہر نکال دیا۔

فَذُوْقُوْا عَذَابِىْ وَنُذُرِ ﴿٣٧﴾۔ فرمایا چکھو میرا عذاب اور ڈر کے فرمان۔

ای فقلنا لهم ذالک علی السنة الملائکة علیهم السلام۔

یعنی ہم نے فرشتوں علیہم السلام کی زبانی ان لوگوں سے کہا کہ جس امر سے تمہیں لوط علیہ السلام ڈراتے رہے تھے اب اس کا اور میرے عذاب کا مزہ چکھو۔

وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ﴿٣٨﴾ فَذُوْقُوْا عَذَابِىْ وَنُذُرِ ﴿٣٩﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿٤٠﴾

اور بے شک صبح تڑکے ان پر ٹھہرنے والا عذاب آیا تو چکھو میرا عذاب اور ڈر کے فرمان اور بے شک ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنے کے لئے تو ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا۔

وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً۔ اور بے شک صبح تڑکے آیا ان پر۔

اول النهار و هی اخص من الصباح۔ یعنی صبح سویرے یا صبح سویرے سے پہلے یا دن ہوتے ہی یا پو پھٹتے ہی جو صبح کا اول وقت ہے۔

عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ﴿٣٨﴾۔ ٹھہرنے والا عذاب۔

Marfat.com

یستقر بھم و یدوم حتی یسلمھم الی النار او لا یدفع عنھم او یبلغ غایتہ۔

یعنی ایسا عذاب جو ان پر قائم رہے گا۔ اور ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ وہ جہنم میں ڈال دیئے جائیں۔ یا مراد ہے ان پر سے نہ ہٹنے والا عذاب، مراد ہمیشہ طاری رہنے والا عذاب، یا مراد ہے کہ ایسا عذاب جو نہیں اس کی غایت درجہ وانتہا تک پہنچا دے۔ یعنی مرنے کے بعد بھی جہنم میں بحالت عذاب ہی داخل ہوں اور ایک قول یہ ہے کہ دنیا میں پتھروں سے ہلاکت و بربادی، پھر عذاب برزخ وقبر اور پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم کا عذاب۔

فَذُوْقُوْا عَذَابِیْ وَ نُذُرِ ﴿۳۹﴾ ۔ تو چکھو میرا عذاب اور ڈر کے فرمان۔

قوم لوط کے تذکرہ کے بعد بطور انتباہ کے ہے تا کہ کفار کو ترغیب ہو اور وہ عبرت حاصل کریں۔

وَ لَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۴۰﴾

اور بے شک ہم نے آسان کیا قرآن پڑھنے کے لئے تو ہے کوئی یاد کرنے والا۔

یعنی قرآن حکیم ذکر ونصیحت کے لئے آسان کر دیا ہے۔ تو کیا کوئی نصیحت پکڑنے والا ہے یعنی رغبت حق رکھنے والا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع ۔ سورۃ القمر ۔ پ ۲۷

وَ لَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿۴۱﴾ — اور بے شک فرعون والوں کے پاس رسول آئے

كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِیْزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۴۲﴾ — انہوں نے ہماری سب نشانیاں جھٹلائیں تو ہم نے ان پر گرفت کی جو ایک عزت والے اور عظیم قدرت والے کی شان تھی

اَكُفَّارُكُمْ خَیْرٌ مِّنْ اُولٰٓىٕكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِی الزُّبُرِ ﴿۴۳﴾ — کیا تمہارے کافران سے بہتر ہیں یا کتابوں میں تمہاری چھٹی لکھی ہوئی ہے

اَمْ یَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِیْعٌ مُّنْتَصِرٌ ﴿۴۴﴾ — یا یہ کہتے ہیں کہ ہم سب مل کر بدلہ لے لیں گے

سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ یُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿۴۵﴾ — اب بھگائی جاتی ہے یہ جماعت اور پیٹھیں پھیر دیں گے

بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَ السَّاعَةُ اَدْهٰى وَ اَمَرُّ ﴿۴۶﴾ — بلکہ ان کا وعدہ قیامت پر ہے اور قیامت نہایت کڑی اور سخت کڑوی ہے

اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ ﴿۴۷﴾ — بیشک مجرم گمراہ اور دیوانے ہیں

یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿۴۸﴾ — جس دن آگ میں اپنے مونہوں پر گھسیٹے جائیں گے اور فرمایا جائے گا چکھو دوزخ کی آنچ

اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾ — بے شک ہم نے ہر چیز ایک اندازہ سے پیدا فرمائی ہے

وَ مَاۤ اَمْرُنَاۤ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍۭ بِالْبَصَرِ ﴿۵۰﴾ — اور ہمارا کام تو ایک بات کی بات ہے جیسے پلک مارنا

وَ لَقَدْ اَهْلَكْنَاۤ اَشْیَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۵۱﴾ — اور بے شک ہم نے تمہاری وضع کے ہلاک کر دیئے تو ہے کوئی دھیان کرنے والا

Marfat.com

وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ (52) — اور انہوں نے جو کچھ کیا سب کتابوں میں ہے

وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّ كَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ (53) — اور ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍ (54) — بے شک پرہیزگار باغوں اور نہر میں ہیں

فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ (55) — سچ کی مجلس میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور

حل لغات تیسرا رکوع سورۃ القمر ۔ پ ۲۷

وَ ۔ اور — لَقَدْ ۔ بے شک — جَآءَ ۔ آئے — اٰلَ ۔ قوم
فِرْعَوْنَ ۔ فرعون کے پاس — النُّذُرُ ۔ ڈرانے والے — كَذَّبُوْا ۔ جھٹلایا انہوں نے — بِاٰيٰتِنَا ۔ ہماری ساری
كُلِّهَا ۔ آیات کو — فَاَخَذْنٰهُمْ ۔ تو ہم نے ان کو پکڑا — اَخْذَ ۔ پکڑنا
عَزِيْزٍ ۔ غالب — مُّقْتَدِرٍ ۔ قدرت والے کا — اَ ۔ کیا — كُفَّارُ ۔ کافر
كُمْ ۔ تمہارے — خَيْرٌ ۔ بہتر ہیں — مِّنْ ۔ ان — اُولٰٓئِكُمْ ۔ لوگوں سے
اَمْ ۔ یا — لَكُمْ ۔ تمہارے لئے — بَرَآءَةٌ ۔ براءت ہے — فِي ۔ بیچ
الزُّبُرِ ۔ کتابوں کے — اَمْ ۔ کیا — يَقُوْلُوْنَ ۔ کہتے ہیں — نَحْنُ ۔ ہم
جَمِيْعٌ ۔ سب مل کر — مُّنْتَصِرٌ ۔ بدلہ لیں گے — سَيُهْزَمُ ۔ جلدی شکست دی جائے گی
الْجَمْعُ ۔ جماعت — وَ ۔ اور — يُوَلُّوْنَ ۔ پھیریں گے — الدُّبُرَ ۔ پیٹھ
بَلِ ۔ بلکہ — السَّاعَةُ ۔ قیامت — مَوْعِدُ ۔ وعدہ ہے — هُمْ ۔ ان کا
وَ ۔ اور — السَّاعَةُ ۔ قیامت — اَدْهٰى ۔ بڑی کڑی ہے — وَ ۔ اور
اَمَرُّ ۔ بڑی کڑوی — اِنَّ ۔ بے شک — الْمُجْرِمِيْنَ ۔ مجرم — فِيْ ۔ بیچ
ضَلٰلٍ ۔ گمراہی — وَّ ۔ اور — سُعُرٍ ۔ دیوانگی کے ہیں — يَوْمَ ۔ جس دن
يُسْحَبُوْنَ ۔ گھسیٹے جائیں گے — فِي ۔ بیچ — النَّارِ ۔ آگ کے — عَلٰى ۔ اوپر
وُجُوْهِهِمْ ۔ اپنے مونہوں کے — ذُوْقُوْا ۔ چکھو — مَسَّ ۔ آنچ
سَقَرَ ۔ دوزخ کی — اِنَّا ۔ بے شک ہم نے — كُلَّ ۔ ہر — شَيْءٍ ۔ چیز کو
خَلَقْنٰهُ ۔ پیدا کیا ہے — بِقَدَرٍ ۔ ایک اندازے سے — وَ ۔ اور — مَآ ۔ نہیں
اَمْرُ ۔ حکم — نَآ ۔ ہمارا — اِلَّا ۔ مگر — وَاحِدَةٌ ۔ ایک
كَلَمْحٍ ۔ جھپکنے — بِالْبَصَرِ ۔ آنکھ جیسا — وَ ۔ اور — لَقَدْ ۔ بے شک
اَهْلَكْنَآ ۔ ہم نے ہلاک کئے — اَشْيَاعَكُمْ ۔ تمہارے جیسے — فَهَلْ ۔ تو کیا — مِنْ ۔ کوئی ہے
مُّدَّكِرٍ ۔ دھیان کرنے والا — وَ ۔ اور — كُلُّ ۔ ہر وہ — شَيْءٍ ۔ چیز جو
فَعَلُوْ ۔ کی انہوں نے — هُ ۔ وہ ہے — فِي ۔ بیچ — الزُّبُرِ ۔ کتابوں کے
وَ ۔ اور — كُلُّ ۔ ہر — صَغِيْرٍ ۔ چھوٹی — وَّ ۔ اور

Marfat.com

کَبِیْرٍ۔ بڑی	مُّسْتَطَرٌ۔ لکھی ہوئی ہے	اِنَّ۔ بے شک	الْمُتَّقِیْنَ۔ پرہیزگار
فِیْ۔ بیچ	جَنّٰتٍ۔ جنتوں	وَّ۔ اور	نَهَرٍ۔ نہروں کے ہوں گے
فِیْ۔ بیچ	مَقْعَدِ۔ مقام	صِدْقٍ۔ صدق کے	عِنْدَ۔ پاس
مَلِیْكٍ۔ بادشاہ	مُّقْتَدِرٍ۔ قدرت والے کے		

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع۔ سورۃ القمر۔ پ ۲۷

وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿۴۱﴾ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۴۲﴾

اور بے شک فرعون والوں کے پاس رسول آئے انہوں نے ہماری سب نشانیاں جھٹلائیں تو ہم نے ان پر گرفت کی جو ایک عزت والے اور عظیم قدرت والے کی شان تھی۔

وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿۴۱﴾

اور بے شک فرعون والوں کے پاس رسول آئے۔

وَ قسمیہ ہے اور لَقَدْ تاکید کے طور پر مزید ہے۔ یعنی فرعون والوں کے قصہ میں تو کید قسمی صادر ہوئی ہے جو ان کے کفر و ضلال اور طغیانی و سرکشی کے اظہار پر صادر کرتی ہے کہ باوجود ڈرسنانے یا رسولوں علیہم السلام کی تشریف آوری کے راہ ہدایت پر گامزن نہ ہوئے اور ایمان نہ لائے، آل فرعون سے مراد فرعون والے ہیں اور فرعون ان میں شامل ہے۔ اس لئے اس کو الگ ذکر نہیں کیا گیا۔ فرعون کی اولاد نرینہ نہ تھی اور ال سے مراد اس کے متبعین ہیں اور متبوع (فرعون) کو الگ ذکر کرنا ضروری نہ تھا۔

النُّذُرُ ﴿۴۱﴾۔ اگر نَذِیْر کی جمع ہے تو اس سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام ہیں جو فرعون کی طرف مبعوث کئے گئے اور اگر النُّذُرُ مصدر ہے تو مراد نصیحت کی باتیں، عذاب کی خبریں وعیدیں ہیں جو رسولوں علیہم السلام نے انہیں ارشاد فرمائیں تاکہ قبول حق پر آمادہ ہوں مگر وہ انہیں جھٹلاتے رہے۔

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا وَ هِيَ ايات الانبياء كلهم عليهم السلام فان تكذيب البعض تكذيب للكل او هی الأيات التسع۔

اور یہاں آیات سے مراد تمام انبیاء علیہم السلام کے فرمودات و معجزات ہیں کیونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام میں سے بعض کی تکذیب سب کی تکذیب ہے۔ یعنی حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی تکذیب سب انبیاء علیہم السلام کی تکذیب ہے۔ یا اس سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیئے گئے نو معجزات و نشانیاں ہیں۔

فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۴۲﴾

ہم نے ان پر گرفت کی جو ایک عزت والے اور عظیم قدرت والے کی شان تھی۔

فَاَخَذْنٰهُمْ۔ تو ہم نے ان کی پکڑ کی۔

ای ال فرعون و زعم بعض ان ضمير (كَذَّبُوْا) و ضمير فَاَخَذْنٰهُمْ عائد ان على جميع من تقدم ذكره من الامم و تم الكلام عند قوله تعالى: (النُّذُرُ) و ليس بشئ والفاء للتفريع ای فاخذنهم و قهرناهم لاجل تكذيبهم۔

Marfat.com

یعنی ہم نے فرعون والوں کو پکڑ لیا اور بعض نے كَذَّبُوْا کی ضمیر اور اَخَذْنٰهُمْ کی ضمیر سے گمان کیا یہ دونوں ان سب قوموں پر عائد ہوتی ہیں جن کا ذکر پیچھے گزرا۔ اور حق تعالیٰ نے کلام کا خاتمہ لفظ نذر پر فرمایا ہے اور وہ کسی شے کے ساتھ خاص نہیں اور فاء تفریع کے لئے ہے۔ یعنی ہم نے ان کی پکڑ کی اور ان کے جھٹلانے اور نہ ماننے کی وجہ سے ان پر عذاب نازل کیا اور غضب فرمایا۔

اَخْذَ عَزِيْزٍ۔ پکڑ غالب کی یا عزت والے کی۔

لا یغالب۔ یعنی ایسی پکڑ کی جس پر کوئی غلبہ نہ پا سکے۔

مُّقْتَدِرٍ ﴿۴۲﴾۔ عظیم قدرت والے کی۔

لا یعجزه شیء۔ یعنی ایسے عظیم قادر کی گرفت جس کو کوئی عاجز و مغلوب نہ کر سکے یا روک نہ سکے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ پروردگار جل وعلا نے جو عزت و غلبے والا ہے اور عظیم قدرت والا ہے، فرعون والوں کو پکڑ لیا۔ جس طرح کہ اس کا شان مقتضی تھا اور فرعون جو کہ مدعی الوہیت تھا اور غلبہ و شوکت میں عدیم النظیر تھا۔ باوجود اپنی قوت و شوکت کے گرفت الٰہی کو نہ روک سکا نہ خود بچ سکا اور نہ ہی کسی کو بچا سکا اور اس پر اپنے دعویٰ کی حقیقت نہ صرف کھل گئی بلکہ بے بسی کے عالم میں اپنے متبعین سمیت غرق و ہلاک ہو گیا اور داخل جہنم ہوا۔

اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِي الزُّبُرِ ﴿۴۳﴾

کیا تمہارے کافران سے بہتر ہیں یا کتابوں میں تمہاری چھٹی لکھی ہوئی ہے۔

اَكُفَّارُكُمْ کی ضمیر یا تو اہل ایمان کی طرف راجع ہے یا اہل عرب کی طرف یعنی اے اہل عرب تمہارے کفار یا اے مومنوں کیا کفار مکہ یا پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خطاب ہے کہ اے رسول معظم آپ کے جھٹلانے والے لوگ۔

خیرٌ من ولیکم۔ ان سے بہتر والمراد الخيرية باعتبار الدنيا و زينتها لكثرة القوة والشدة و فور العدد والعدة۔

اور یہاں بہتر سے مراد دنیا اور اس کی زینت کے اعتبار سے برتری ہے جس طرح کہ قوت و شدت کی بہتات اور نفری اور تعدادی قوت کی کثرت۔

استفہام انکاری ہے جس کا واضح مطلب ہے کہ کفار مکہ اقوام گزشتہ مثل قوم نوح، عاد، ثمود اور آل فرعون سے ظاہری کروفر، شان و شوکت، قوت و تعداد، ضلال و طغیان میں سے بڑھ کر نہیں ہیں۔ حالانکہ اللہ عزوجل نے ان میں سے بعض کا قول نقل فرمایا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً (حم سجدہ:15) کہ وہ اپنے سے بڑھ کر کسی کو قوی نہ جانتے تھے تو کفار مکہ کیونکر عذاب سے بچ سکتے ہیں جب کہ ان سے اشد اقوام نہ بچ سکیں۔

اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِي الزُّبُرِ ﴿۴۳﴾۔ یا تمہارے لئے کتابوں میں چھٹی لکھی ہے۔

یعنی کیا تمہارے لئے آسمانی نوشتوں میں (تقدیر) عذاب سے رخصت مکتوب ہے کہ تم رسولوں کو جھٹلاؤ، کفر کرو، سرکشی و بغاوت کرو اور تمہیں پکڑا نہ جائے۔ واضح مطلب یہ ہے کہ خدا عزوجل کی سنت تبدیل نہیں ہوتی جو قوم بھی رسولوں علیہم السلام کی نافرمانی کرے۔ کفر و سرکشی دکھائے اور آیات الٰہی عزوجل کا انکار و تمسخر اڑائے اس کا انجام ہلاک و عذاب ہے اور کفار مکہ

اس سے کیونکر بچ سکتے ہیں ان میں انتباہ اور موعظت ہے۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ﴿٤٤﴾

یا یہ کہتے ہیں کہ ہم سب مل کر بدلہ لے لیں گے۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ۔ یا وہ کہتے ہیں۔

یعنی کفار مکہ۔ ابوحیاۃ اور موسیٰ الاسوری رحمہم اللہ نے تَقُوْلُوْنَ پڑھا یعنی تائے خطاب سے یعنی تم کفار مکہ یہ کہتے ہو۔

نَحْنُ جَمِيْعٌ۔ ہم سب۔

نحن جماعةٌ امرنا مجتمع لا یرام ولا یضام۔

ہم سب ہیں یعنی ایسے لوگ ہیں جن کا معاملہ اکٹھا ہے نہ مغلوب ہوں گے اور نہ ہی بکھریں گے۔

مُّنْتَصِرٌ محفوظ من الاعداء لا یغلب او متناصر ینصر بعضا بعضا۔

دشمنوں سے مغلوب نہ ہوں گے۔ یا ہم باہم ایک دوسرے کی مدد کرنے والے ہیں۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ کیا کفار مکہ یہ کہتے ہیں کہ ہماری جماعت بڑی مضبوط اور قوی ہے اور دشمن ہم پر غالب نہیں آسکتا یا یہ کہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہیں اور ان کا سب کا مقصد و معاملہ ایک ہی ہے۔ ابن جریر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ یوم بدر کفار نے یہ بڑہانکی تھی اور بڑے کروفر سے یہ کہا تھا: نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ تو آیت سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ نازل ہوئی، کفار کا یہ کہنا کہ ہمارا ٹولہ ایک ہی ہے۔ اور ہمارا امر اجتماعی اپنی شوکت کے اظہار کے لئے تھا اور وہ بزعم خویش سمجھتے تھے کہ ہم مل کر سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انتقام لے لیں گے اور غالب و منصور رہیں گے۔

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿٤٥﴾

اب بھگائی جاتی ہے یہ جماعت اور پیٹھیں پھیر دیں گے۔

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ۔ اب بھگائی جاتی ہے یہ جماعت۔

یوم بدر کفار نے کہا تھا کہ ہم سب مل کر بدلہ لے لیں گے تو یہ آیت نازل ہوئی اور سورۂ قمر کی یہی آیت مدنی ہے جو یوم بدر میں اتری اور کفار کے جواب میں فرمایا گیا۔ س تاکید اور جلدی کے اظہار کے لئے ہے یعنی ابھی بھگائی جاتی ہے اَلْجَمْعُ سے مراد جتھا یعنی کفار مکہ کا جتھا ابھی تتر بتر ہوتا ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوم بدر اپنے پروردگار عزوجل کے حضور دعا میں بہت مبالغہ فرمایا اور زرہ پہنے ہوئے تیزی سے عریش سے برآمد ہوئے اور آپ فرمارہے تھے: سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ چنانچہ جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ کفار مکہ ہزیمت اٹھا کر پشت پھیر کر بھاگے۔

وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿٤٥﴾۔ اور پیٹھ پھیر دیں گے۔

بدر کے روز کفار مکہ کی جماعت منتشر ہوگئی اور سخت ہزیمت اٹھائی اور سبھی پشت دکھا کر بھاگے اور بھاگنے ہی میں عافیت سمجھی۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ کفار مکہ نے عہد مکی میں کہا تھا کہ ہم سب مل کر بدلہ لے لیں گے تو باری تعالیٰ سے ارشاد ہوا کہ کفار جلد بھاگیں گے اور پشت پھیر دیں گے اور اس آیت کا مکی ہونا دلائل نبوۃ سے ہے۔ اگر اسے مکی تسلیم کیا جائے تو اندریں صورت یہ

Marfat.com

پیشین گوئی یا خبر ہوگی کیونکہ اس وقت تک جہاد وقتال شروع نہ ہوا تھا۔ ابوحیوۃ اور موسیٰ الاسواری رحمہم اللہ نے گزشتہ آیت يَقُوْلُوْنَ کو تقولون اور سَيُهْزَمُ کو ستھزم پڑھا ہے۔ اس قراءت پر صورت خطابی ہے کہ اگر تم یہ کہتے ہو تو تم جلد ہی ہزیمت سے دوچار ہو گے اور تمہاری جماعت منتشر ہو جائے گی اور تم سب پیٹھ پھیر کر بھاگو گے۔ واللہ اعلم۔

بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهٰى وَأَمَرُّ ﴿٤٦﴾

بلکہ ان کا وعدہ قیامت پر ہے اور قیامت نہایت کڑی اور سخت کڑوی ہے۔

بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ۔ بلکہ ان کا وعدہ قیامت ہے۔

ای لیس هذا تمام عقوبتهم بل الساعة موعد عذابهم و هذا من طلائعه۔

یعنی یہی سب کچھ نہیں کہ ان کی سزا پوری ہوگئی بلکہ ان سب کے عذاب کا مقررہ وعدہ تو روز قیامت ہے اور دنیا میں جو انہیں (کفار مکہ) پیش آیا۔ آخرت کے عذاب کا پیش خیمہ ہے اور اس عذاب دنیوی کے بعد روز قیامت عذاب کا پختہ وعدہ ہے۔

وَالسَّاعَةُ أَدْهٰى۔

ای اعظم داهية و هی الذمر المنكر الفظيع الذی لا يهتدی الى الخلاص عنه۔ یعنی قیامت بہت بڑی اور کڑی مصیبت ہے۔ اور ایسا امر ہے جس کا تدارک ممکن نہیں اور نہ ہی اس سے رہائی اور خلاصی کا کوئی راستہ ہے۔

وَأَمَرُّ ﴿٤٦﴾۔ اور کڑوی۔

واشد مرارة فی الذوق۔

اور وہ چکھنے میں سخت تلخ اور ناگوار ہے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ دنیوی عذاب حتمی امر نہیں بلکہ عذاب کا وعدہ روز قیامت ہے۔ اور یہ عذاب جو دنیا میں پہنچا ہے۔ یہ عذاب آخرت کی تمہید ہے اور دنیا کا عذاب آخرت کے سامنے گویا عذاب ہی نہیں اور قیامت کا عذاب بڑی کڑی مصیبت اور انتہائی تلخ و ناگوار ہے جس سے رہائی و خلاصی کا کوئی راستہ ہی نہیں ہے۔

إِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿٤٧﴾ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ۖ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿٤٨﴾۔

بے شک مجرم گمراہ اور دیوانے ہیں جس دن آگ میں اپنے مونہوں پر گھسیٹے جائیں گے اور فرمایا جائے گا چکھو دوزخ کی آنچ۔

إِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ۔ بے شک مجرم۔

من الاولین و الآخرین۔ یعنی پہلوں اور پچھلوں سے یعنی تمام کافر لوگ خواہ پہلے ہوں یا پچھلے۔

فِيْ ضَلٰلٍ۔ گمراہ۔

فی هلاک۔ بربادی میں ہیں او فی ضلال من الحق۔

یا پھر حق سے پھرے ہوئے ہیں۔ سیدھا راستہ کھوئے ہوئے ہیں۔

وَّسُعُرٍ ﴿٤٧﴾۔ اور دیوانے ہیں۔

18A

قال ابن عباس فی خسران و جنون۔

گھاٹے میں ہیں اور دیوانے ہیں حسن رحمہ اللہ نے کہا: بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈالے جائیں گے۔ اور سحر سے مراد عذاب بھی ہے۔

يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ۔ جس دن گھسیٹے جائیں گے۔

ای یجرون۔ یعنی دھکیلے جائیں گے۔ روز قیامت کفار دوزخ کی طرف گھسیٹے جائیں۔

فِي النَّارِ۔ آگ میں یعنی دوزخ میں۔

عَلٰى وُجُوْهِهِمْ۔ مونہوں پر منہ کے بل یا نتھنوں کے بل یعنی الٹے کر کے منہ کے بل دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔

ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ۝۴۸۔ چکھو دوزخ کی آنچ۔

روز قیامت کفار سے کہا جائے ذُوْقُوْا یعنی چکھو، مَسَّ سَقَرَ آگ کی گرمی یا عذاب جہنم کا مزہ چکھو۔

اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ۝۴۹

بے شک ہم نے ہر چیز ایک اندازہ سے پیدا فرمائی۔

اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ۔ بے شک ہم نے ہر چیز من الاشیاء یعنی ہر ایک شے سے۔

خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ۝۴۹۔ ایک اندازہ سے پیدا فرمائی۔

ای مقداراً مکتوباً فی اللوح قبل وقوعه فالقدر بالمعنی المشهور الذی یقابل القضاء۔

یعنی وہ خاص اندازہ جو لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔ اس کے وقوع سے پہلے اور قدر کے مشہور معنی یہاں وہی ہیں جو قضاء کے مقابل ہیں یعنی حسب اقتضائے حکمت، حسن رحمہ اللہ کا قول ہے قدر کا مطلب ہے ہر شے کا تخلیق سے پہلے وہ خاص اندازہ جو مقتضائے حکمت الٰہی عزوجل ہے اور اس شے کو ویسا ہی ہونا چاہئے۔

یہ آیت مبارکہ مسئلہ تقدیر پر نص ہے، اللہ عزوجل ہی ہر شے کا خالق ہے خواہ ذوات ہوں یا افعال، اہل سنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے ہر بھلائی برائی اپنے علم ازلی کے موافق مقدر فرما دی ہے۔ یعنی جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا، اللہ عزوجل نے اپنے علم سے جانا اور وہی لکھ دیا تو ایسا ہرگز نہیں کہ اللہ عزوجل نے جو لکھ دیا ہم کو ویسا کرنا پڑتا ہے بلکہ جیسا ہم کرنے والے تھے ویسا اس نے لکھ دیا اللہ کے علم یا نوشتہ تقدیر نے کسی کو مجبور نہیں کر دیا۔ قضا و قدر میں زیادہ غور و فکر موجب ہلاکت ہے۔

شیخین کریمین جیسے بزرگ اس میں بحث سے منع کئے گئے عام لوگوں کی کیا حیثیت ہے، آدمی کو ایک نوع کا اختیار ہے کہ چاہے ایک کام کرے یا نہ کرے اور اس کے ساتھ عقل نفع و نقصان کی پہچان بھی عطا کی گئی ہے۔ سامان و اسباب مہیا ہیں۔ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے۔ اسی قسم کے سامان مہیا ہو جاتے ہیں۔ اور اسی کسب پر مواخذہ ہے۔ آدمی کا خود کو بالکل مجبور یا مختار سمجھنا دونوں گمراہی ہیں صدر اول میں دو فرقے گزرے ایک جبریہ دوسرے قدریہ، دونوں ہی گمراہ تھے اور حق کا راستہ وہی ہے جو ہم نے اوپر لکھا یہ آیہ قدریہ کے زد میں اتری۔ یہ قدریہ مذکورہ فرقہ نہ تھے۔ بلکہ قریش کے بعض لوگ یا مشرکین تھے جو مسئلہ تقدیر میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جھگڑنے آئے تھے۔ اس مخاصمہ کی تفصیل امام احمد رحمہ اللہ علیہ نے اپنی مسند،

18B

مسلم نے اپنی صحیح اور ترمذی وابن ماجہ رحمہم اللہ نے اپنی سنن میں روایت کی ہے۔ قدریہ قدرت الٰہی عزوجل کے منکر ہیں اور حوادث کو کواکب وغیرہ سے منسوب کرتے ہیں، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: میری امت کے دو گروہ ہیں اور ان دونوں کا اسلام میں کچھ حصہ نہیں۔ وہ مرجیۂ اور قدریہ ہیں متعدد احادیث میں انہیں اس امت کا مجوسی کہا گیا اور ان سے مجالست، موانست، نشست و برخاست، عیادت و تعزیت سختی سے منع فرمائی گئی اور انہیں اصحاب ورجال اور بدترین خلق فرمایا گیا۔ (احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

آیت کا واضح مفہوم یہ ہے کہ ہم نے ہر ایک شے کو اپنی اقتضائے حکمت کے موافق پیدا کیا ہے۔

وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍۭ بِالْبَصَرِ ﴿۵۰﴾

اور ہمارا کام تو ایک بات کی بات ہے جیسے پلک مارنا۔

وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ۔ اور ہمارا کام تو ایک بات کی بات ہے۔

ای ما شأننا الا فعلة واحدة علی نهج لا یختلف ووتیره لا تتعدد و هی الایجاد بلا معالجه و مشقة او ما امرنا الا کلمة واحدة وهی قوله تعالیٰ (کُن) فالامر مقابل النهی و واحد الامور فاذا اراد عزوجل سبحانه شیئا قال لهٗ کن فیکون۔

یعنی ہمارا کوئی کام نہیں مگر ایک فعل ایسے طریق پر جو نہ مختلف اور نہ ہی بار بار کہنے کی ضرورت اور وہ کسی شے کا موجود ہونا ہے بغیر معالجہ و مشقت کے یا ہمارا امر صرف ایک بات ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ کن (ہوجا) اور امر نہی کے مقابل ہے اور ایک ہی بات، پس جب پروردگار جل وعلا کسی شے کا ارادہ فرماتا ہے تو ارشاد ہوتا ہے ہوجا، تو وہ ہوجاتی ہے۔

واضح مفہوم یہ ہے، جس شے کے پیدا کرنے کا ارادہ ہو وہ حکم کے ساتھ ہی ہوجاتی ہے۔

كَلَمْحٍۭ بِالْبَصَرِ ﴿۵۰﴾۔ جیسے پلک مارنا۔

ای فی السیر والسرعة: و قیل: هذا فی قیام الساعة فهو کقوله تعالیٰ: (وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا كَلَمْحٍۭ بِالْبَصَرِ)۔

یعنی تیزی اور جلدی سے بسرعت تمام، جس طرح کہ پلک کا جھپکنا، اور کہا گیا ہے یہ قیام قیامت کے لئے ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ہی ارشاد ہے۔ اور قیامت کا حکم پلک جھپکنے سے بھی بڑھ کر تیز ہوگا۔

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَآ اَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۵۱﴾

اور بے شک ہم نے تمہاری وضع کے ہلاک کردیئے تو ہے کوئی دھیان کرنے والا۔

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَآ اَشْيَاعَكُمْ۔ اور بلاشبہ ہم نے تمہاری وضع کے ہلاک کردیئے۔

ای اشیاعکم فی الکفر من الامم السالفة۔

یعنی کفر میں تم سے ملتے جلتے لوگ جو گزشتہ امتوں میں ہوئے ہم نے انہیں ہلاک کردیا۔

فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۵۱﴾۔ تو ہے کوئی دھیان کرنے والا منعظ بذلک۔

یعنی ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا۔

Marfat.com

واضح مفہوم یہ ہے کہ اے کفار مکہ! تم سے پہلے تمہاری وضع کے لوگ جو تمہاری طرح کفر و سرکشی کرنے والے تھے۔ ہم نے ان کو ہلاک و برباد کر دیا۔ تو تمہیں ان لوگوں کے انجام سے عبرت پکڑنی چاہئے۔ تو کیا تم نصیحت پکڑتے ہو۔ یہاں استفہام نصیحت و رغبت ہے۔

وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِي الزُّبُرِ ﴿٥٢﴾

اور انہوں نے جو کچھ کیا سب کتابوں میں ہے۔

وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ۔ اور انہوں نے جو کچھ کیا۔

من الكفر المعاصي والضمير المرفوع للاشياع كما روى عن ابن عباس۔

یعنی کفر و معاصی سے اور ضمیر اشیاع کی طرف راجع ہے یعنی پہلی امتوں کے کفار نے جو کفر و سرکشی دکھائی اور معاصی کے مرتکب ہوئے۔

فِي الزُّبُرِ ﴿٥٢﴾۔ سب کتابوں میں ہے۔

اى كل شئ فعلوه فى الدنيا مكتوب فى كتب الحفظة غير مغفول عنه۔

یعنی جو کچھ ان کفار نے کیا وہ حفظہ اعمال فرشتوں کے نوشتوں میں لکھا ہوا ہے۔ بغیر کسی لاپرواہی کے اور زبر سے مراد لوح محفوظ بھی لیا گیا ہے یعنی ان کے اعمال و افعال لوح محفوظ میں بھی مکتوب ہیں۔

وَكُلُّ صَغِيرٍ وَّكَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿٥٣﴾

اور ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔

وَكُلُّ صَغِيرٍ وَّكَبِيرٍ۔ اور ہر چھوٹی بڑی شے۔

من الاعمال كما روى عن ابن عباس و قيل و من كل ما هو كائن الى يوم القيامه۔

جیسا کہ ابن عباس سے مروی ہے اعمال و افعال سے ہر چھوٹی بڑی بات لکھی ہوئی ہے یعنی لوح محفوظ میں اور کہا گیا ہے اور ہر وہ شے جو قیامت تک ہونے والی ہے خواہ اس میں بڑی ہے یا چھوٹی، لوح محفوظ میں درج ہے۔

مُّسْتَطَرٌ ﴿٥٣﴾۔ لکھی ہوئی۔

مسطور مكتتب فى اللوح بتفاصيله۔

لوح محفوظ میں لکھی گئی ہے اپنی تفاصیل کے ساتھ۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ گزشتہ کافروں نے جو افعال و اعمال کئے وہ سب کے سب کراماً کاتبین کے نوشتوں میں بغیر کسی شے سے غفلت کئے ہوئے بالتفصیل اور بالکلیہ لکھے ہوئے ہیں۔ یا لوح محفوظ میں درج و مرقوم ہیں، میں کہتا ہوں کہ اقوام ماضی کی تاریخ بھی ان کے واقعات و قصص کی امین ہے اور ان کے کرتوتوں پر شاہد ہے اور یونہی گزشتہ کتب سماویہ میں بھی ان کی تفصیل عبرت دلانے کے لئے کم نہیں۔ اور ان کے اماکن سکونت بھی نصیحت پکڑنے والوں کو تا قیامت دعوت فکر دے رہے ہیں اور لوح محفوظ میں ہر چھوٹی بڑی شے درج ہے گویا کفار مکہ کو انتباہ ہے کہ تمہاری وضع و چلن کے گزشتہ کافر جب ہلاک و برباد ہو گئے اور ان کی ہر بات مرقوم ہے جو روز قیامت ان پر عیاں اور پیش ہو گی تو تم کیوں نصیحت نہیں پکڑتے، حالانکہ تمہارے

Marfat.com

سامنے ظاہری شواہد بھی موجود ہیں۔ لہٰذا تم یہ بھی جان لو کہ تمہارے افعال و اعمال لوح محفوظ میں بھی مرقوم ہیں اور فرشتوں کے نوشتوں میں درج ہو رہے ہیں۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ﴿٥٤﴾ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿٥٥﴾

بے شک پرہیزگار باغوں اور نہر میں ہیں سچ کی مجلس میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ۔ بے شک پرہیزگار۔

ای من الکفر و المعاصی، و قیل من الکفر۔

یعنی کفر اور گناہوں سے بچنے والے لوگ اور کہا گیا کہ کفر سے بچنے والے یعنی پرہیزگار مومن یا جنتی لوگ۔

فِيْ جَنّٰتٍ۔ باغوں میں، عظیم الشان ایسے باغ جو عالی شان ہوں گے۔

وَّنَهَرٍ ﴿٥٤﴾۔ اور نہر۔

ای انهار کذلک۔ یعنی جنت کی نہریں، سورۂ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں چار نہروں کا ذکر ہے۔ دودھ، شراب، شہد اور میٹھے پانی کی نہریں۔

و اخرج الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول عن محمد بن کعب قال:

وَّنَهَرٍ۔ ای فی نور و ضیاء۔

اور حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں محمد بن کعب رحمہم اللہ سے تخریج کی ہے انہوں نے کہا اس سے مراد روشنی اور چمک ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا لا ظلمة و لا لیل عندھم نہ ہی ان پر تاریکی ہوگی اور نہ رات ہوگی۔

فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ۔ سچ کی مجلس میں۔ عثمان البتی نے پڑھا: فی مقاعِدِ یعنی جمع پڑھا (مقعد۔ مقاعد) مقاعد کے معنی ہیں مقام اور صدق مقام کی صفت ہے۔ جس کی خداوند قدوس نے اپنے دوستوں کو بشارت دی ہے۔ اس مقام پر اللہ کریم ان پر تجلی فرمائے گا اور وہ دیدار الٰہی عزوجل سے مشرف ہوں گے۔

عِنْدَ مَلِيْكٍ۔ بادشاہ کے حضور ای ملک عظیم۔

یعنی ایسے بادشاہ کے حضور جس کی حکومت عظیم ہے، پروردگار جل وعلا۔

مُّقْتَدِرٍ ﴿٥٥﴾۔ عظیم قدرت والے۔

عظیم قدرت والے قادر اللہ عزوجل کے حضور۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ جنتی لوگ باغات اور نہروں میں ہوں گے یا ہمیشہ روشنی میں ہوں گے۔ اللہ کریم کے حضور سچے مکان میں ہوں گے جہاں کوئی لغویات نہ ہوگی۔ اور عظیم شہنشاہ اور بڑی قدرتوں کے مالک کے حضور سچی مجلسوں سے سرفراز ہوں گے۔ یعنی بارگاہ رب العزت کے مقرب ہوں گے۔ اور قرب الٰہی میں رہیں گے جو فکر و علم کی پہنچ سے باہر ہے۔ کفار کے مسلسل تذکرہ اور معذب اقوام کے ذکر کے بعد اہل جنت کا ذکر ہے تا کہ ایمانداروں کو راحت اور دوسروں کو رغبت ہو۔ واللہ اعلم۔

بفضلہ تعالیٰ سورۂ قمر کی تکمیل ہوگئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور آخرت کا سرمایہ بنائے

الحمد للہ رب العلمین بحرمة النبی الامین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

مختصر تعارف سورۃ الرحمٰن

یہ سورہ مبارکہ مکی ہے۔ اس میں ۷۸ آیات اور تین رکوع ہیں۔ موسیٰ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے اپنے آباء الکرام الاطہار سے نقل کیا ہے کہ سورہ مکی ہے اور جمہور کا قول یہی ہے۔ بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل النبوۃ میں نقل کیا ہے کہ یہ سورہ مدنی ہے۔ مقاتل رحمہ اللہ کا قول بھی یہی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا دوسرا قول ہے کہ سوائے آیت یَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ کے باقی سورت مدنی ہے۔ تاہم جمہور کے نزدیک سورۂ مبارکہ مکی ہے۔ بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ اس سورۂ مبارکہ کا نام عروس القرآن ہے۔ الرحمٰن اسمائے صفات میں سے ہے۔ اس کے معنی ہیں غایت درجہ مہربان، رحمٰن صیغہ مبالغہ ہے۔ کفار مکہ نے کہا تھا کہ رحمٰن کیا ہے ہم نہیں جانتے۔ اس پر اللہ کریم نے یہ سورۂ مبارکہ الرحمٰن نازل فرمائی کہ رحمٰن جس کا تم انکار کرتے ہو۔ وہی ہے جس نے قرآن نازل فرمایا۔

تفسیر خازن میں ہے کہ کفار مکہ نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی بشر لکھاتا ہے تو سورۂ مبارکہ کی آیات کا نزول ہوا اور اللہ عزوجل نے فرمایا کہ رحمٰن نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن سکھایا اور رحمٰن وہی اللہ ہے جس نے ابتداء سے انتہا تک تمام دنیوی اور اخروی نعمتیں عطا فرمائیں اور اسی مناسبت سے اس سورۂ مبارکہ میں نعمتوں کا بالتکرار ذکر ہے اور یہ تکرار حسن کلام ہے اور کلام عرب میں اسی طرح تکرار کی بکثرت مثالیں ہیں تکرار آیات سے عظمت وقدرت الٰہی عزوجل کا اظہار اور بندوں کو ترغیب ہے۔

سورۃ الرحمٰن مکیہ

اس میں تین رکوع اور چھہتر یا اٹھتر آیتیں اور تین سو اکیاون کلمات اور ایک ہزار چھ سو چھتیس آیات ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع - سورۃ الرحمٰن - پ ۲۷

اَلرَّحۡمٰنُ ۙ﴿۱﴾	رحمٰن نے (اپنے محبوب کو)
عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ ؕ﴿۲﴾	سکھایا قرآن
خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ ۙ﴿۳﴾	انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا
عَلَّمَهُ الۡبَیَانَ ﴿۴﴾	ما کان و ما یکون کا بیان انہیں سکھایا
اَلشَّمۡسُ وَ الۡقَمَرُ بِحُسۡبَانٍ ﴿۵﴾	سورج اور چاند حساب سے ہیں
وَّ النَّجۡمُ وَ الشَّجَرُ یَسۡجُدٰنِ ﴿۶﴾	اور سبزے اور پیڑ سجدہ کرتے ہیں
وَ السَّمَآءَ رَفَعَهَا وَ وَضَعَ الۡمِیۡزَانَ ۙ﴿۷﴾	اور آسمان کو اللہ نے بلند کیا اور ترازو رکھی
اَلَّا تَطۡغَوۡا فِی الۡمِیۡزَانِ ﴿۸﴾	کہ ترازو میں بے اعتدالی نہ کرو
وَ اَقِیۡمُوا الۡوَزۡنَ بِالۡقِسۡطِ وَ لَا تُخۡسِرُوا الۡمِیۡزَانَ ﴿۹﴾	اور انصاف کے ساتھ تول قائم کرو اور وزن نہ گھٹاؤ
وَ الۡاَرۡضَ وَضَعَهَا لِلۡاَنَامِ ۙ﴿۱۰﴾	اور زمین رکھی مخلوق کے لئے
فِیۡهَا فَاكِهَةٌ ۙ وَّ النَّخۡلُ ذَاتُ الۡاَكۡمَامِ ۖ﴿۱۱﴾	اس میں میوے اور غلاف والی کھجوریں ہیں
وَ الۡحَبُّ ذُو الۡعَصۡفِ وَ الرَّیۡحَانُ ۚ﴿۱۲﴾	اور بھس کے ساتھ اناج اور خوشبو کے پھول
فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۳﴾	تو اے جن و انس تم دونوں اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے
خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ صَلۡصَالٍ كَالۡفَخَّارِ ۙ﴿۱۴﴾	اس نے آدمی کو بنایا بجتی مٹی سے جیسے ٹھیکری
وَ خَلَقَ الۡجَآنَّ مِنۡ مَّارِجٍ مِّنۡ نَّارٍ ۚ﴿۱۵﴾	اور جن کو پیدا فرمایا آگ کے لوکے سے
فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۶﴾	تو تم دونوں اپنے رب کی کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے
رَبُّ الۡمَشۡرِقَیۡنِ وَ رَبُّ الۡمَغۡرِبَیۡنِ ۚ﴿۱۷﴾	دونوں پورب کا رب اور دونوں پچھم کا رب
فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۸﴾	تو تم دونوں اپنے رب کی کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے
مَرَجَ الۡبَحۡرَیۡنِ یَلۡتَقِیٰنِ ۙ﴿۱۹﴾	اس نے دو سمندر بہائے کہ دیکھنے میں معلوم ہوں ملے ہوئے
بَیۡنَهُمَا بَرۡزَخٌ لَّا یَبۡغِیٰنِ ۚ﴿۲۰﴾	اور ہے ان میں روک کہ ایک دوسرے پر بڑھ نہیں سکتے

Marfat.com

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢١﴾	تو اپنے رب کی کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے
يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿٢٢﴾	ان میں سے موتی اور مونگا نکلتا ہے
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٣﴾	تو اپنے رب کی کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے
وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿٢٤﴾	اور اسی کی ہیں وہ چلنے والیاں کہ دریا میں اٹھی ہیں جیسے پہاڑ
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٥﴾	تو اپنے رب کی کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے

حل لغات پہلا رکوع ۔ سورۃ الرحمٰن ۔ پ ۲۷

اَلرَّحْمٰنُ ۔ رحمٰن نے	عَلَّمَ ۔ سکھایا	الْقُرْاٰنَ ۔ قرآن	خَلَقَ ۔ پیدا کیا
الْاِنْسَانَ ۔ انسان کو	عَلَّمَهُ ۔ سکھایا اس کو	الْبَيَانَ ۔ بیان کرنا	اَلشَّمْسُ ۔ سورج
وَ ۔ اور	الْقَمَرُ ۔ چاند	بِحُسْبَانٍ ۔ حساب سے ہیں	وَّ ۔ اور
النَّجْمُ ۔ سبزے	وَ ۔ اور	الشَّجَرُ ۔ درخت	يَسْجُدٰنِ ۔ سجدہ کرتے ہیں
وَ ۔ اور	السَّمَآءَ ۔ آسمان	رَفَعَهَا ۔ بلند کیا اس کو	وَ ۔ اور
وَضَعَ ۔ رکھی	الْمِيْزَانَ ۔ ترازو	اَلَّا ۔ یہ کہ نہ	تَطْغَوْا ۔ زیادتی کرو
فِي ۔ بیچ	الْمِيْزَانِ ۔ ترازو	وَ ۔ اور	اَقِيْمُوا ۔ قائم کرو
الْوَزْنَ ۔ وزن	بِالْقِسْطِ ۔ انصاف سے	وَ ۔ اور	لَا ۔ نہ
تُخْسِرُوا ۔ گھٹاؤ	الْمِيْزَانَ ۔ وزن	وَ ۔ اور	الْاَرْضَ ۔ زمین
وَضَعَهَا ۔ رکھا اس کو	لِلْاَنَامِ ۔ مخلوق کے لئے	فِيْهَا ۔ اس میں	فَاكِهَةٌ ۔ میوے
وَّ ۔ اور	النَّخْلُ ۔ کھجوریں	ذَاتُ الْاَكْمَامِ ۔ غلافوں والی	وَ ۔ اور
الْحَبُّ ۔ اناج	ذُو الْعَصْفِ ۔ بھس کے ساتھ	وَ ۔ اور	الرَّيْحَانُ ۔ خوشبودار پھول
فَبِاَيِّ ۔ تو کون سی	اٰلَآءِ ۔ نعمت	رَبِّكُمَا ۔ اپنے رب کی	تُكَذِّبٰنِ ۔ جھٹلاؤ گے تم
خَلَقَ ۔ پیدا کیا	الْاِنْسَانَ ۔ انسان کو	مِنْ صَلْصَالٍ ۔ بجتی مٹی سے	كَالْفَخَّارِ ۔ ٹھیکری کی طرح
وَ ۔ اور	خَلَقَ ۔ پیدا کیا	الْجَآنَّ ۔ جنوں کو	مِنْ مَّارِجٍ ۔ شعلے
مِّنْ نَّارٍ ۔ آگ سے	فَبِاَيِّ ۔ تو کون سی	اٰلَآءِ ۔ نعمت	رَبِّكُمَا ۔ اپنے رب کی
تُكَذِّبٰنِ ۔ جھٹلاؤ گے تم	رَبُّ ۔ وہ رب ہے	الْمَشْرِقَيْنِ ۔ دو مشرقوں کا	وَ ۔ اور
رَبُّ ۔ رب ہے	الْمَغْرِبَيْنِ ۔ دو مغربوں کا	فَبِاَيِّ ۔ تو کون سی	اٰلَآءِ ۔ نعمت
رَبِّكُمَا ۔ اپنے رب کی	تُكَذِّبٰنِ ۔ تم جھٹلاؤ گے	مَرَجَ ۔ چلائے	الْبَحْرَيْنِ ۔ دو سمندر
يَلْتَقِيٰنِ ۔ ملتے ہوئے	بَيْنَهُمَا ۔ ان کے درمیان	بَرْزَخٌ ۔ پردہ ہے	لَّا ۔ نہیں
يَبْغِيٰنِ ۔ بڑھتے ایک دوسرے پر		فَبِاَيِّ ۔ تو کون سی	اٰلَآءِ ۔ نعمت
رَبِّكُمَا ۔ اپنے رب کی	تُكَذِّبٰنِ ۔ جھٹلاؤ گے تم	يَخْرُجُ ۔ نکلتے ہیں	مِنْهُمَا ۔ ان سے

اللُّؤْلُؤُ۔ موتی	وَ۔ اور	الْمَرْجَانُ۔ مونگے	فَبِاَيِّ۔ تو کونسی
اٰلَآءِ۔ نعمت	رَبِّكُمَا۔ اپنے رب کی	تُكَذِّبٰنِ۔ جھٹلاؤ گے تم	وَ۔ اور
لَهُ۔ اسی کی ہیں	الْجَوَارِ۔ چلنے والیاں	الْمُنْشَئٰتُ۔ اٹھی ہوئی	فِي۔ بیچ
الْبَحْرِ۔ سمندر کے	كَالْاَعْلَامِ۔ جیسے پہاڑ	فَبِاَيِّ۔ تو کونسی	اٰلَآءِ۔ نعمت
رَبِّكُمَا۔ اپنے رب کی	تُكَذِّبٰنِ۔ جھٹلاؤ گے تم		

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع۔ سورۃ الرحمٰن۔ پ ۲۷

اَلرَّحْمٰنُ ① عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ② خَلَقَ الْاِنْسَانَ ③ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ④

رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا۔

مَا كَانَ وَ مَا يَكُوْنُ۔ کا بیان انہیں سکھایا۔

اَلرَّحْمٰنُ ①۔ رحمٰن، رحمۃ سے مشتق ہے اور صیغہ مبالغہ ہے، لفظ رحمٰن اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے لفظ رحمٰن میں لفظ رحیم کی نسبت زیادہ مبالغہ ہے۔ اسی کے معنی ہیں غایت درجہ مہربان، یہ اسم صفت ہے اور اسماء الٰہیہ میں سے ایک ہے۔ واضح مفہوم یہاں یہ ہے کہ وہ ذات یعنی اللہ کریم تمام دنیوی اور اخروی نعمتوں کا دینے والا ہے اور اسی مفہوم کے پیش نظر اللہ کو رحمٰن الدنیا والاخرۃ بھی کہتے ہیں۔ کفار نے کہا تھا کہ ہم رحمٰن کو نہیں جانتے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ کفار نے کہا کہ کوئی بشر حضور علیہ السلام کو قرآن سکھا دیتا ہے اور یہ اللہ کا کلام نہیں ہے تو ان کے قول کے رد میں یہ آیتیں اتریں۔

عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ②۔ اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔

لِاَنَّهٗ اعظم النعم۔

کیونکہ قرآن ہی سب سے بڑی نعمت ہے۔ کفار نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی بشر قرآن سکھا دیتا ہے اور یہ کہ یہ اللہ کا کلام نہیں۔ تو ان کے قول کا رد فرماتے ہوئے ارشاد ہوا کہ خداوند قدوس نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا اور قرآن حکیم اسی ذات برحق کا کلام ہے کسی انسان و بشر میں یہ قدرت کہاں کہ ایسا کلام پیش کر سکے، اسی رحمٰن (اللہ) نے جو غایت درجہ مہربان ہے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔ جو تمام نعمتوں سے بڑھ کر بلکہ نعمتوں کی اصل ہے اور اسی نعمت کے ذریعہ دونوں جہانوں کی کامیابی ہے۔ اور تعلیم قرآن سے فقط اس کے الفاظ سے افادۂ علم مقصود نہیں بلکہ اس کے معانی و مطالب کا افادہ ہے کیونکہ قرآن حکیم اولین و آخرین کے علوم کا جامع ہے۔ اور اللہ عزوجل کے سوا اس کا کوئی محیط نہیں پھر اللہ عزوجل نے اپنے محبوب کو سکھایا اور مخلوق میں آپ سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں اور سبھی کا علم آپ ہی کے واسطۂ فیضان سے ہے۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ ③۔ انسانیت کی جان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کیا۔

خَلَقَ۔ کا فاعل اَلرَّحْمٰنُ ہے، یعنی اللہ کریم نے پیدا کیا اَلْاِنْسَانَ سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور قتادہ رحمہ اللہ کا یہی قول ہے۔ حسن رحمہ اللہ نے کہا انسان سے جنس مراد ہے۔ یعنی آدمی کو پیدا کیا، خازن میں ہے کہ اَلْاِنْسَانَ سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کیونکہ آپ کی تخلیق جملہ مخلوقات سے اول ہے اور حدیث جابر میں ہے کہ اللہ عزوجل نے تمام اشیاء کی پیدائش سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا اور احادیث میں یہ بھی وارد ہے کہ اللہ عزوجل

Marfat.com

نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ میں اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا نہ کرتا تو کچھ بھی پیدا نہ کرتا۔ یہاں تک کہ آدم علیہ السلام اور افلاک کو بھی پیدا نہ فرماتا۔

اور حدیث میں آپ کا ارشاد ہے کہ کل خلائق من نوری و انا من نور اللہ تمام مخلوقات میرے نور سے پیدا ہوئی اور میں اللہ کے نور سے پیدا ہوا۔ تو واضح ہوا کہ انسانیت کی تخلیق بھی آپ کے ظہور وتخلیق کا فیضان ہے۔ لہٰذا الْاِنْسَانَ سے مراد روح انسانیت سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش ہے۔ اور ابن کیسان رحمہ اللہ نے بھی الْاِنْسَانَ سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی لیا ہے۔

عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ﴿۴﴾

مَا كَانَ وَ مَا يَكُوْنُ۔ (جو ہو چکا اور جو قیامت تک ہونے والا ہے) کا بیان انہیں سکھایا۔

عَلَّمَهُ۔ اسے سکھایا۔

مراد آدم علیہ السلام یا جنس انسان یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ضمیر الْاِنْسَانَ کی طرف راجع ہے۔ اور ابن کیسان کے نزدیک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی مراد ہیں۔

الْبَيَانَ ﴿۴﴾۔ مَا كَانَ وَ مَا يَكُوْنُ۔

ضحاک رحمہ اللہ کے نزدیک بیان سے مراد بھلائیوں اور برائیوں کا علم ہے۔

ابن جریج رحمہ اللہ نے کہا اس سے مراد ہدایت کا راستہ اور گمراہی کا راستہ ہے۔

یمان رحمہ اللہ نے کہا اس سے مراد کتابت (لکھنا، پڑھنا) اور وہ ہر شے جو تم دیکھتے ہو، اس کا علم ہے۔

یہ بھی کہا گیا کہ بیان سے مراد قرآن ہی ہے۔ جیسا کہ پروردگار جل وعلا نے فرمایا۔

قتادہ رحمہ اللہ نے کہا دنیا وآخرت کا علم مراد ہے۔

اور کہا گیا بیان سے مراد تمام اشیاء کے ناموں کا علم ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے بے شمار بولیوں سے بولنا یعنی لغات کثیرہ سے تکلم۔

حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ بیان سے مراد اسم الاعظم ہے جس سے تمام اشیاء کا علم سکھایا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد وحی قرآن کا اترنا اور اس کے معانی ومطالب کا بیان وضاحت تفسیر وتوضیح ہے۔

چونکہ قرآن ہر شے کا تفصیلی بیان اور جملہ علوم الاولین وآخرین کا جامع ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت ونبوت کی روشن دلیل ہے۔ اس لئے یہی مفہوم قرین انصاف ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے محبوب کو جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے، اس کا بیان سکھایا۔

اَلشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ﴿۵﴾ وَّ النَّجْمُ وَ الشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ﴿۶﴾

سورج اور چاند حساب سے ہیں اور سبزے اور پیڑ سجدہ کرتے ہیں۔

اَلشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ﴿۵﴾۔ سورج اور چاند حساب سے ہیں۔

والجار والمجرور فيه خبر بتقدير مضاف اى جرى (اَلشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ) كائنٌ او مستقر

(بِحُسْبَانٍ) او الخبر محذوف والجار متعلق به ای یجریان بِحُسْبَانٍ و هو مصدر کالغفران بمعنی الحساب کما قال قتادہ:۔

اوراس میں جار مجرور بتقدیر مضاف خبر ہے یعنی چاند اور سورج چل رہے ہیں یا ٹھہرے ہوئے ہیں۔حساب کے ساتھ یا پھر خبر محذوف ہے اور جار اس سے متعلق ہے یعنی وہ دونوں چل رہے ہیں۔حساب کے ساتھ اور حسبان مصدر ہے اور اس کے معنی ہیں حساب جیسا کہ قتادہ رحمہ اللہ کا قول ہے اور اس کے علاوہ کا کہ ای ھما یجریان (بِحُسْبَانٍ) مقدر فی بروجھما و منازلھا بحیث ینتظم بذلک الامور الکائنات السلفیة و تختلف الفصول والاوقات و یعلم السنون والحساب۔

یعنی وہ دونوں (چاند اور سورج) تقدیر معین کے ساتھ اپنے برجوں اور منزلوں میں چلتے ہیں جس کے مطابق عالم سلفی کا بندوبست اور فصول و اوقات کی تبدیلی اور سالوں میں اور حساب کا شمار ہوتا ہے۔ہمارے زمانہ کے فلاسفہ کا خیال ہے کہ سورج اصلاً چلتا ہی نہیں اور چاند زمین پر گھومتا ہے۔اور زمین سورج کے گرد گھومتی ہے اور ہم نے سنا ہے کہ بعض نے اس سے اختلاف بھی کیا ہے۔شاید ان کا خیال ہے کہ سورج کی کوکب آخر پر حرکت ہے اور یہی بات ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پاس اپنے دعویٰ پر کوئی دلیل نہیں ہے۔تاہم یہ امر محقق ہے کہ سورج اور چاند سیر کرتے ہیں اور اس میں شک نہ کرنا چاہئے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ دونوں کی رفتار حساب معین سے ہے۔

وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ۝۶۔اور سبزے اور پیڑ سجدہ کرتے ہیں۔

النَّجْمُ۔سبزے۔

النبات الذی ینجم ای یظھر ویطلع من الارض ولاساق لہ۔وہ پودا جو پھیلتا ہے اور زمین سے ظاہر ہو کر بلند ہوتا ہے (چڑھتا جاتا ہے) اور اس کے لئے تنا نہیں ہوتا مراد سبزے۔جھاڑیاں، خودرو پودے۔

الشَّجَرُ۔پیڑ۔

النبات الذی لہ ساق۔وہ پودے جن کے تنا ہوتا ہے۔

يَسْجُدٰنِ ۝۶۔سجدہ کرتے ہیں۔

انقیادھما لہ تعالٰی فیما یرید بھا طبعاً۔

دونوں اللہ تعالیٰ کے حضور مطیع ہیں جس طرح کہ ان سے طبعاً مطلوب ہے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ سبزے اور درخت اللہ عزوجل کے فرماں بردار اور اطاعت گزار ہیں اور طبعاً مطیع ہیں۔اطاعت امر کے ذکر میں پہلے عالم علوی کا ذکر ہوا۔پھر عالم سفلی کی اشیاء کا ذکر فرمایا گیا کہ سبھی خدا عزوجل کے فرماں بردار ہیں۔

وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ۝۷

اور آسمان کو اللہ تعالیٰ نے بلند کیا اور ترازو رکھی۔

وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا۔اور آسمان کو بلند کیا۔

ای خلقھا مرفرعة ابتداءً الا انھا کانت مخفوضة و رفعھا والظاھر ان المراد برفعھا الرفع

الصوری الحسی۔

یعنی آسمان کو شروع ہی سے بلند فرمایا۔ اس طرح نہیں کہ وہ پست تھا تو اسے بلند کر دیا اور ظاہر ہے کہ آسمان کے بلند کرنے سے مراد صوری وحسی طور پر اونچا کرنا ہے۔

وَوَضَعَ الْمِيزَانَ ۝ ۔ اور ترازو رکھی۔

ای شرع العدل و امر به بان و فو علی کل ذی حق حقه حتی انتظم امر العالم و استقام کما قال علیه الصلوٰة السلام: بالعدل قامت السمٰوت و الارض۔''

یعنی انصاف کا ضابطہ بنایا اور اسی کے مطابق حکم دیا تاکہ کوئی ہوشیار شخص اس پر جو اس کا حقدار ہے زیادتی نہ کرے اور حقدار کو اس کا پورا پورا حق ملے یہاں تک عالم کا معاملہ وانتظام درست ہو اور وہ پختہ وقائم ہو جائے جیسا کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا آسمان اور زمین عدل کے ساتھ قائم ہیں، ابن عباس اور حسن کا قول ہے کہ اس سے مراد آلہ وزن و پیمائش ہے۔ تاکہ اشیاء کے اوزان یا مقدار معلوم ہوں اور لین دین میں عدل قائم رہے۔

اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ ۝ ۔ کہ ترازو میں بے اعتدالی نہ کرو۔

ای لئلا تطغوا فیه ای حقهٗ و شانهٗ بان تعتدوا و تجاوزوا۔

یعنی تم اس میں سرکشی نہ کرو یعنی میزان میں کسی کی حق تلفی نہ کرو کہ تم زیادتی کرنے والے ٹھہرو یا حد سے بڑھ جاؤ۔ واضح مفہوم یہ ہے کہ تم میزان کو حق کے ساتھ قائم رکھو اور حد اعتدال سے نہ ہٹ جاؤ۔

وَاَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ ۝

اور انصاف کے ساتھ عدل قائم کرو اور وزن نہ گھٹاؤ۔

وَاَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ ۔ اور انصاف کے ساتھ تول قائم کرو۔

یعنی عدل کے ساتھ وزن ٹھیک رکھو، امام راغب رحمہ اللہ نے کہا یہ اشارہ ہے عدل وانصاف کی رعایت ملحوظ خاطر رکھنے کے لئے، انسانوں کو ان کے تمام افعال اور اقوال میں جو وہ کہتے یا کرتے ہیں۔ مجاہد رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اس سے مراد ہے کہ جب تم نے کسی شے کا معاہدہ کرنے کا ارادہ کر لیا لین دین کرو تو اپنی زبان کو انصاف کے ساتھ قائم رکھو۔

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کا قول ہے اقامت ہاتھ سے انصاف کرنا ہے اور قسط دل سے انصاف کرنا ہے۔ یہ ٹکڑا امر یعنی حکم الٰہی عزوجل ہے۔ اور اگلے ٹکڑے میں یونہی ہے۔

وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ ۝ ۔ اور وزن نہ گھٹاؤ۔

ای لا تنقصوه فان من حقه ان سوی لانهٗ المقصود من وضعه۔

یعنی ماپ تول میں کمی نہ کرو (نہ گھٹاؤ) اور لفظ نقص ہر طرح کی کمی کو محیط ہے کیونکہ میزان کا حق یہ ہے کہ برابر، برابر ہو، کمی نہ زیادتی اور جھکتا ہوا تول پسند ہے۔ کیونکہ قیام میزان کا مقصود یہی ہے نہ کمی کی ہے برابر یا پورا، پورا تولنا انصاف ہے اور مائل بہ زیادتی جھکتا ہوا تولنا مقصود ہے۔

وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ۝ فِيهَا فَاكِهَةٌ ۝ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ۝

Marfat.com

اورزمین رکھی مخلوق کے لئے اس میں میوے اور غلاف والی کھجوریں ہیں۔

وَالْأَرْضَ وَضَعَهَا۔ اورزمین رکھی۔

خلقها موضوعة مخضوعة عن السماء حسب ما يشاهد۔ زمین کو بچھایا اور آسمان سے (بلندی) پست بنایا جس طرح کہ ہم مشاہدہ کرتے ہیں۔

امام راغب رحمہ اللہ نے کہا وضع سے یہاں مراد پیدا کرنا اور ایجاد کرنا ہے اور کہا گیا ہے کہ اسے پانی پر پست بچھایا گیا یا پھیلایا گیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ نے پہلے پانی کو خلق کیا پھر اس پر زمین کو پھیلایا۔

لِلْأَنَامِ ⑩۔ مخلوق کے لئے۔

ابن عباس، قتادہ، ابن زید اور مجاہد رحمہم اللہ سے منقول ہے کہ تمام حیوانوں کے لئے اور حسن رحمہ اللہ نے کہا انسانوں اور جنوں کے لئے قاموس میں ہے۔ انام سے مراد انسان اور جن یا وہ سب مخلوقات مراد ہیں جو زمین پر ہیں۔

فِيهَا فَاكِهَةٌ ۔ اس میں میوے۔

ای فیها ضروب کثیره مما یتفکه به۔

یعنی اس میں (زمین میں) بکثرت نعمتیں ہیں جن سے (انسانوں کو) فائدہ ونفع حاصل ہوتا ہے۔ اور ایک قول ہے کہ اس سے مراد لذت اور پھل ہیں۔

وَالنَّخْلُ ذَاتُ الْأَكْمَامِ ⑪۔ اور غلاف والی کھجوریں۔

نخل سے مراد کھجوریں ہیں اور ذَاتُ الْأَكْمَامِ سے مراد غلاف والی اکمام کمّ کی جمع ہے اور کم کے معنی الثمر (پھل) ہیں اور کم کے معنی غلاف قمیص کے بھی ہیں۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ زمین میں انسانوں اور دیگر مخلوقات کے لئے میووں پھلوں کی کثرت و بہتات ہے جو ان کے لئے نفع و برکت ہیں اور یونہی ایسے پھل ہیں جو غلاف پوش ہیں اور اس میں کھجور کی تخصیص نہیں یعنی ہر وہ پھل جس پر غلاف ہے، مراد ہے۔

وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ⑫

اور بھس کے ساتھ اناج اور خوشبو کے پھول۔

وَالْحَبُّ۔ اور اناج هو ما يتغذى به كالحنطة و الشعير۔

مراد وہ غلہ ہے جو بطور غذا استعمال ہوتا ہے۔ جیسے گندم یا مکئی اور جو۔

ذُو الْعَصْفِ۔ بھس کے ساتھ قیل هو ورق الزرع۔ کہا گیا ہے کہ وہ اناج کا چھلکا ہے۔

و قیده بعضهم بالیابس۔ اور بعض نے اسے خشک بھوسہ ہی مراد لیا ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انهٔ التین یہ انجیر ہے، اور ضحاک رحمہ اللہ نے کہا: انهٔ القشر الذی یکون علی الحب اس سے مراد چھلکا ہے جو کہ دانے (یا پھل) پر ہوتا ہے۔

Marfat.com

وَالرَّيْحَانُ۝۱۲۔اورخوشبو کے پھول۔

ابن جریر نے ابن زید رحمہم اللہ سے نقل کیا ہے کہ ریحان سے مراد گنے واشیاء ونباتات سے آنے والی پسندیدہ مہک یا خوشبو ہے۔حسن رحمہ اللہ سے مروی ہے: ھو ریحانکم ھذا ای الریحان المعروف وہ تمہارے یہی پھول یعنی جو پھول معلوم ومشہور ہیں۔مجاہد رحمہ اللہ کا قول ہے ریحان سے مراد رزق ہے اور بعض نے کہا ریحان سے مراد لب ہے یعنی گودا یا مغز۔کسائی،حمزہ اور الاصمعی نے بروایت ابی عمر رحمہم اللہ و الریحان کو العصف پر عطفاً جر کے ساتھ پڑھا ہے۔اس تقدیر پر مفہوم یوں ہوگا: والحب ذوالعصف الذی ھو رزق دوابکم اور بھس کے ساتھ جواناج ہے وہ تمہارے چوپایوں کا رزق ہے اور و ذواللب الذی ھو رزق لکم جو مغز کے ساتھ ہے وہ تمہارے لئے رزق ہے۔

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ۝۱۳

تو اے جن وانس تم اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

اٰلَآءِ۔سے مراد اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں۔فَبِاَيِّ۔میں ف سببی اور استفہام تاکید کے لئے ہے رَبِّكُمَا میں کما اور تُكَذِّبٰنِ میں صیغہ تثنیہ ہے اس سے جن وانس مراد ہیں اور ان دونوں کو شکر واطاعت کی بجا آوری اور ان کے نفوس کو تنبیہ کے لئے خطاب،اگلی دونوں آیتوں میں انس وجن کے پیدائش وتخلیق کا ذکر ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ اس آیت میں دونوں گروہوں یعنی جن وانس ہی کو خطاب ہے،سورۂ مبارکہ میں یہ آیت اکیس مرتبہ مکرر ہے جو کلام عرب کے موافق ہدایت وارشاد کا بہترین اور مؤثر ترین اسلوب وانداز ہے۔حدیث میں وارد ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۂ مبارکہ اپنے اصحاب علیہم رضوان کے سامنے پڑھی تو وہ خاموش رہے تو آپ نے فرمایا میں نے جنوں سے بڑھ کر اچھا جواب نہیں سنا۔ جب بھی میں پروردگار کے اس قول پر پہنچا فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ تو وہ (جن) جواباً کہتے: لا بشیء من نعمک ربنا نکذب فلک الحمد اے ہمارے پالنے والے ہمیں تیری کسی بھی نعمت کا انکار نہیں تو سب تعریف تیرے ہی لئے ہے۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ۝۱۴ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ۝۱۵

اس نے آدمی کو بنایا بجتی مٹی سے جیسے ٹھیکری اور جن کو پیدا فرمایا خالص آگ سے۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ۔اس نے آدمی کو بنایا۔

والمراد بالانسان آدم عند الجمهور۔

اور جمہور کے نزدیک انسان سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور حسن رحمہ اللہ کا قول ہے کہ انسان سے مراد جنس انسان ہے۔

مِنْ صَلْصَالٍ۔بجتی مٹی سے۔

و الصلصال الطین الیابس الذی لهٗ صلصلة۔

اور صلصال سے مراد خشک مٹی ہے جو بجانے سے کھن کھن بجے۔

كَالْفَخَّارِ۝۱۴۔جیسے ٹھیکری۔

Marfat.com

و هو الخذف اعنی ما احرق من الطین حتی تحجر۔

وہ مٹی جو آگ میں جلا کر پکائی جائے یہاں تک کہ پتھر ہو جائے اور وہ ٹھیکرا ہے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے انسان کو کھنکھناتی ہوئی ٹھیکرے کی مانند مٹی سے پیدا کیا۔ یہ تخلیق کے مراحل وصور کا ذکر ہے اور دیگر آیات سے مختلف نہیں جن میں تخلیق انسانی کا ذکر ہے۔

وَخَلَقَ الْجَآنَّ۔ اور جن کو پیدا کیا۔

هو ابو الجن و هو ابلیس قالهٗ الحسن و قال مجاهد و هو ابو الجن و لیس ابلیس و قیل: هو اسم جنس شامل للجن۔

وہ جنوں کا باپ ہے اور وہ ابلیس ہے۔ حسن رحمہ اللہ کا یہی قول ہے اور مجاہد رحمہ اللہ نے کہا وہ جنوں کا باپ ہے اور ابلیس مراد نہیں ہے۔ اور کہا گیا وہ اسم جنس ہے جو تمام جنوں کو شامل ہے۔

مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ﴿۱۵﴾۔ خالص آگ سے۔

من لهب خالص لا دخان فیه۔

خالص دھویں والے شعلے سے۔

یعنی جنوں کو خالص شعلے سے پیدا کیا جس میں دھواں نہ تھا۔ مرج کے معنی بہانے، ملانے، چلانے یا لہرانے یا لہریں مار کر چلنے کے ہیں مارج اس سے مشتق ہے۔ اس کا مطلب ہے جنوں کو ایسی آگ سے پیدا کیا جو لہروں کی طرح چلتی تھی یعنی شعلہ مارتی آگ سے۔ آگ کے شعلے بھی لہراتے اور باہم خلط ملط ہوتے ہیں جب آگ جولانی پر جلتی ہے اور اس وقت شعلوں کی لپیٹ میں دھواں نہیں ہوتا۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۶﴾

تو تم دونوں اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

یعنی دونوں کی پیدائش اللہ عزوجل کی شان قدرت کا عظیم شاہکار ہے اور کیا دونوں مخلوقیں اس حقیقت کا انکار کر سکتی ہیں ظاہر ہے ہرگز نہیں۔

رَبُّ الْمَشْرِقَیْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَیْنِ ﴿۱۷﴾

دونوں پورب کا رب اور دونوں پچھم کا رب۔

رب شرقی الشمس صیفا و شتاء و مغربیها۔

آفتاب کے ساتھ اور گرمی میں طلوع وغروب ہونے کے مقام ہیں (ان کا رب)

اور کہا گیا ہے۔ سورج اور چاند کے دونوں مقامات طلوع وغروب مراد ہیں۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے مشرقین سے مراد فجر کا مشرق اور شفق کا مشرق ہے۔

اور مغربین سے مراد سورج کے غروب ہونے کا مقام اور شفق کے غروب ہونے کا مقام ہے۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۸﴾

Marfat.com

توتم دونوں اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔
یعنی اختلاف طلوع وغروب اوراس کے اثرات وثمرات اللہ عزوجل کی بڑی نعمتوں میں سے ایک ہے تو کیا تمہیں اس کا انکار ہے، تنبیہ وترغیب واضح ہے اور تکرار نے حسن دعوت کو بڑھادیا ہے۔

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿۱۹﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿۲۰﴾

اس نے دوسمندر بہائے کہ دیکھنے میں معلوم ہوں ملے ہوئے اور ہے ان میں روک کہ ایک دوسرے پر بڑھ نہیں سکتا۔
مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ۔اس نے دوسمندر بہائے۔
اَرْسَلَ البحر الالمح والبحر العذب۔میٹھے اور نمکین پانی کے سمندر چھوڑے۔
يَلْتَقِيٰنِ ﴿۱۹﴾۔باہم ملے ہوئے۔
ای یتجاوران و تتماس سطوحهما لا فصل بینهما فی مرأی العین۔
یعنی دونوں ملے ہوئے اور دونوں کی سطحیں ایک دوسرے سے متصل وملحق اور ان کے درمیان ظاہر دیکھنے میں کوئی فصل نہیں۔
بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ۔اور ہے ان میں روک۔
ای حاجز من قدرة اللّٰه تعالٰی۔
یعنی ان کے درمیان برزخ (روک، اوٹ، پردہ) اللہ تعالیٰ کی قدرت سے۔
لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿۲۰﴾۔ایک دوسرے پر بڑھ نہیں سکتے۔
ہر ایک اپنی حد پر رہتا ہے اور کسی کا ذائقہ تبدیل نہیں ہوتا، مجاہد رحمہ اللہ کے نزدیک دونوں سمندروں سے مراد آسمانی اور زمینی سمندر ہے جو ہر سال باہم ملتے ہیں اور آدمیوں پر نہیں چڑھ آتے کہ ان کو غرق کردیں۔

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۱﴾

تو اپنے رب کی کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔
یعنی سمندروں کی موجودہ تخلیق قدرت الٰہی کی مظہر ہے جو بے شمار حکمتوں اور فوائد کو شامل ہے۔تو کیا اے انسانوں اور جنوں کی جماعت تمہیں اس نعمت کا انکار ہے؟

يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾

ان میں سے موتی اور مونگا نکلتا ہے۔
يَخْرُجُ مِنْهُمَا۔ان دونوں سے نکلتا ہے۔
یعنی اللہ تعالیٰ نکالتا ہے، دونوں سمندروں سے یعنی شیریں اور شور سمندروں سے۔بعض کا خیال ہے کہ موتی صرف نمکین سمندروں سے نکلتے ہیں۔لیکن اللہ عزوجل نے یہاں دونوں کا ذکر کیا ہے۔
جیسا کہ تثنیہ سے ظاہر ہے۔اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ عربی زبان میں دو چیزوں کا اکٹھا ذکر کیا جاتا ہے جبکہ حالت بطور خاص ایک کی بیان ہوتی ہے۔اگرچہ ضمیر تثنیہ ہو قرآن حکیم میں اس کی نظیر ہے۔ لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى

Marfat.com

رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ۔ مجاہد رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اگر سمندروں سے مراد آسمان اور زمین کے سمندر مراد ہوں تو باہم ملنے کی شکل یہی ہے کہ جب آسمان سے مینہ برستا ہے تو زمینی سمندر کی سیپیاں ابر نیساں کے قطرہ کو نگل لیتی ہیں جو قدرت الٰہی سے موتی بن جاتا ہے، مونگا (مرجان) جواہر سے اور سنگریزوں سے ملتا جلتا ہے اور لؤلؤ (مروارید) بڑے یا چھوٹے موتی ہیں۔ واللہ اعلم۔

امامیہ نے بحرین سے مراد مولا علی وجہہ اللہ الکریم اور سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء (رضی اللہ عنہا) مراد لئے ہیں اور برزخ سے مراد سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ سے مراد حسنین کریمین رضی اللہ عنہما ہیں (مجمع البیان) اگرچہ یہ تفسیر صوفیہ کے انداز پر غریب ہے، تاہم ہمارے نزدیک حضرات مذکور علم وفضل میں بحر محیط سے افضل واعظم ہیں بلکہ یہ سمندر تو ان کے فیضان کے دو قطرے ہیں چہ جائیکہ ان سے تشبیہ ہو اور یونہی شہزادگان کریمین کو مروارید و مرجان سے تشبیہ ان کی عظمت وشان کے سامنے انتہائی معمولی ہے اور ان کے فضائل وکمالات حصر وشمار سے باہر ہیں اور اعلیٰ واعظم ہیں۔

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٣﴾

تو اپنے رب کی کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

مروارید کے تذکرے کے ساتھ تکرار نعمت رغبت کے لئے ہے اور مروارید کی مسلمہ افادیت سے کس کو انکار ہوسکتا ہے اور نعمت کا ذکر ترغیب وتفکر کے لئے کیا خوب ہے؟ سبحان اللہ۔ والحمدللہ۔

وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿٢٤﴾

اور اسی کی ہیں وہ چلنے والیاں دریا میں اٹھی ہوئی ہیں جیسے پہاڑ۔

السفن جمع جاریہ و خصھا سبحانہ بانھا لہ۔

الْجَوَارِ۔ جاریہ کی جمع ہے یعنی کشتیاں (یا چلنے والیاں)

وَلَهُ۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کی نسبت اپنے ساتھ خصوصیت کے ساتھ کی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جن اشیاء سے یہ کشتیاں مصنوع ہوئیں اور جنہوں نے بنائیں اور دریاؤں میں ان کا چلنا، سب قدرت وپیدائش وعطائے الٰہی سے ہے۔

الْمُنْشَئٰتُ۔ (اٹھی ہوئی) کشتیوں کی صفت ہے اور کہا گیا ان سے مراد ان کا مسخر ہونا ہے۔ پانی پر ان کشتیوں کا اٹھا ہونا اور موجوں یا پانی کا ان کو نہ ڈبونا قدرت الٰہی کا مظہر ہے۔

اَعْلَامِ۔ عَلَم کی جمع ہے جس کے معنی ہیں اونچے لمبے پہاڑ اور کہ تشبیہ کا ہے جس سے ان کشتیوں کی لمبائی و اونچائی (بڑا ہونے) کی طرف اشارہ ہے یعنی بڑے بڑے جہاز۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ سمندروں میں چلنے والے بڑے بڑے جہاز اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں، دی ہوئی عقل وبصیرت، اور اس کی شان قدرت کا مظہر ہیں۔

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٥﴾

تو اپنے رب کی کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

تذکرہ وتکرار نعمت ترغیب ودعوت فکر کے لئے ہے۔

Marfat.com

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع-سورۃ الرحمٰن-پ ۲۷

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾
زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے

وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۲۷﴾
اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۸﴾
تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے

يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ﴿۲۹﴾
اس کے منگتا ہیں جتنے آسمانوں اور زمین میں ہیں اسے ہر دن ایک کام ہے

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۰﴾
تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے

سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ﴿۳۱﴾
جلد سب کام نمٹا کر ہم تمہارے حساب کا قصد فرماتے ہیں اے دونوں بھاری گروہ

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۲﴾
تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿۳۳﴾
اے جن وانسان کے گروہ اگر تم سے ہو سکے کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ جہاں نکل کر جاؤ گے اسی کی سلطنت ہے

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۴﴾
تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے

يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ڏ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ﴿۳۵﴾
تم پر چھوڑی جائے گی بے دھویں کی آگ کی لپٹ اور بے لپٹ کا کالا دھواں تو پھر بدلہ نہ لے سکو گے

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۶﴾
تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے

فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿۳۷﴾
پھر جب آسمان پھٹ جائے گا تو گلاب کے پھول سا ہو جائے گا جیسے سرخ نری

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۸﴾
تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ﴿۳۹﴾
تو اس دن گنہگار کے گناہ کی پوچھ نہ ہوگی کسی آدمی اور جن سے

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۰﴾
تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے

يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ ﴿۴۱﴾
مجرم اپنے چہرے سے پہچانے جائیں گے تو ماتھا اور پاؤں پکڑ کر جہنم میں ڈالے جائیں گے

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۲﴾
تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے

هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۴۳﴾
یہ ہے وہ جہنم جسے مجرم جھٹلاتے ہیں

يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ﴿۴۴﴾
پھیرے کریں گے اس میں اور انتہا کے جلتے کھولتے

Marfat.com

پانی میں

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٥﴾ ع تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے

حل لغات دوسرا رکوع۔سورۃ الرحمٰن۔پ ۲۷

كُلُّ۔سب	مَنْ۔جو	عَلَيْهَا۔اس پر ہیں	فَانٍ۔فنا ہونے والے ہیں
وَّ۔اور	يَبْقٰى۔باقی رہے گی	وَجْهُ۔ذات	رَبِّكَ۔تیرے رب کی
ذُوالْجَلٰلِ۔جو عظمت	وَ۔اور	الْاِكْرَامِ۔بزرگی والا ہے	فَبِاَيِّ۔تو کون سی
اٰلَآءِ۔نعمت	رَبِّكُمَا۔اپنے رب کی	تُكَذِّبٰنِ۔جھٹلاؤ گے تم	يَسْئَلُهٗ۔مانگتا ہے اس سے
مَنْ۔جو	فِي۔بیچ	السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں	وَ۔اور
الْاَرْضِ۔زمین کے ہے	كُلَّ۔ہر	يَوْمٍ۔دن	هُوَ۔وہ
فِيْ۔بیچ	شَاْنٍ۔کسی کام کے ہے	فَبِاَيِّ۔تو کون سی	اٰلَآءِ۔نعمت
رَبِّكُمَا۔اپنے رب کی	تُكَذِّبٰنِ۔جھٹلاؤ گے تم	سَنَفْرُغُ۔جلد فارغ ہوں گے ہم	
لَكُمْ۔تمہارے لئے	اَيُّهَ۔اے	الثَّقَلٰنِ۔دو بھاری جماعتو	فَبِاَيِّ۔تو کون سی
اٰلَآءِ۔نعمت	رَبِّكُمَا۔اپنے رب کی	تُكَذِّبٰنِ۔جھٹلاؤ گے تم	يٰمَعْشَرَ۔اے جماعت
الْجِنِّ۔جنوں	وَ۔اور	الْاِنْسِ۔انسانوں کی	اِنِ۔اگر
اسْتَطَعْتُمْ۔تم طاقت رکھتے ہو		اَنْ۔یہ کہ	تَنْفُذُوْا۔نکل جاؤ
مِنْ اَقْطَارِ۔کنارے	السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں	وَ۔اور	الْاَرْضِ۔زمین سے
فَانْفُذُوْا۔تو نکل جاؤ	لَا۔نہ	تَنْفُذُوْنَ۔نکلو گے تم	اِلَّا۔مگر
بِسُلْطٰنٍ۔غلبہ سے	فَبِاَيِّ۔تو کون سی	اٰلَآءِ۔نعمت	رَبِّكُمَا۔اپنے رب کی
تُكَذِّبٰنِ۔جھٹلاؤ گے تم	يُرْسَلُ۔بھیجا جائے گا	عَلَيْكُمَا۔تم پر	شُوَاظٌ۔شعلہ
مِّنْ نَّارٍ۔آگ کا	وَّ۔اور	نُحَاسٌ۔دھواں	فَلَا۔تو نہ
تَنْتَصِرٰنِ۔بدلہ لے سکو گے	فَبِاَيِّ۔تو کون سی	اٰلَآءِ۔نعمت	رَبِّكُمَا۔اپنے رب کی
تُكَذِّبٰنِ۔جھٹلاؤ گے تم	فَاِذَا۔تو جب	انْشَقَّتِ۔پھٹ جائے گا	السَّمَآءُ۔آسمان
فَكَانَتْ۔تو ہو جائے گا	وَرْدَةً۔سرخ	كَالدِّهَانِ۔تلچھٹ کی طرح	فَبِاَيِّ۔تو کون سی
اٰلَآءِ۔نعمت	رَبِّكُمَا۔اپنے رب کی	تُكَذِّبٰنِ۔جھٹلاؤ گے تم	فَيَوْمَئِذٍ۔تو اس دن
لَّا۔نہ	يُسْئَلُ۔پوچھا جائے گا	عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ۔اپنے گناہ سے	اِنْسٌ۔کوئی انسان
وَّ۔اور	لَا۔نہ	جَآنٌّ۔جن	فَبِاَيِّ۔تو کون سی
اٰلَآءِ۔نعمت	رَبِّكُمَا۔اپنے رب کی	تُكَذِّبٰنِ۔جھٹلاؤ گے تم	يُعْرَفُ۔پہچانے جائیں گے
الْمُجْرِمُوْنَ۔مجرم	بِسِيْمٰهُمْ۔اپنی پیشانی سے	فَيُؤْخَذُ۔تو پکڑے جائیں گے	

Marfat.com

بِالنَّوَاصِیْ۔ پیشانی سے	وَ۔ اور	الْاَقْدَامِ۔ قدموں سے	فَبِاَیِّ۔ تو کون سی
اٰلَآءِ۔ نعمت	رَبِّکُمَا۔ اپنے رب کی	تُکَذِّبٰنِ۔ جھٹلاؤ گے تم	هٰذِهٖ۔ یہ
جَهَنَّمُ۔ جہنم	الَّتِیْ۔ وہ ہے	یُکَذِّبُ۔ کہ جھٹلاتے تھے	بِهَا۔ اس کو
الْمُجْرِمُوْنَ۔ مجرم	یَطُوْفُوْنَ۔ پھریں گے	بَیْنَهَا۔ اس کے درمیان	وَ۔ اور
بَیْنَ۔ درمیان	حَمِیْمٍ۔ گرم	اٰنٍ۔ کھولتے پانی کے	فَبِاَیِّ۔ تو کون سی
اٰلَآءِ۔ نعمت	رَبِّکُمَا۔ اپنے رب کی	تُکَذِّبٰنِ۔ جھٹلاؤ گے تم	

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع۔ سورۃ الرحمٰن۔ پ ۲۷

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۲۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۸﴾

زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا۔ زمین پر جتنے ہیں سب کو۔

ای علی الارض التی وضعت للانام من الحیوانات والمرکبات۔

یعنی زمین پر جو کہ حیوانات اور مرکبات سے مخلوق کے لئے بچھائی گئی ہے۔ انام سے مراد تمام جاندار ہیں۔ مَنْ تغلیب کے لئے ہے یعنی جنوں اور انسانوں کے لئے یعنی ان سب کو فنا ہے یا پھر ہر چیز جو زمین پر ہے وہ مراد ہے یعنی سب کچھ فنا ہو جائے گا۔

فَانٍ ﴿۲۶﴾ ۔ فنا ہے۔ هَالِكٌ۔

یعنی مٹ جانے والا ہے۔ ایسا قیامت کے روز ہوگا۔ یا جب پروردگار ایسا چاہے۔

وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ۔ اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات۔

ای ذاته عزوجل، والمراد هو سبحانه و تعالیٰ۔

یعنی اللہ عزوجل کی ذات باقی ہے اور اس سے مراد اللہ پاک کی ذات بزرگ و برتر ہے۔

چہرہ کا ذکر بطور کنایہ کے ہے اور اس کی تفسیر ذات الٰہی ہے اور اللہ عزوجل چہرہ سے پاک ہے کہ چہرہ صورت و جسم کو مستلزم ہے اور اللہ کریم جسم و جسمانیت اور صورت و شکل سے پاک ہے۔ بعض نے اسے متشابہات سے قرار دیا ہے۔ رَبِّكَ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب ہے اور (تیرے رب کا) اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غایت درجہ بزرگی اور عظمت و شان ہے اور وَجْهُ سے قصد کا معنی بھی لیا گیا ہے اور اس سے مراد مقصود ہے۔ یعنی وہ شے باقی رہے گی جس کا کہ تمہارا پروردگار اعمال سے (اعمال صالحہ) چاہے گا یا قصد فرمائے گا۔

واضح مفہوم یہی ہے کہ اللہ عزوجل فانی نہیں ہے اور فنا مخلوق کے لئے ہے۔

ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۲۷﴾ ۔ عظمت اور بزرگی والا۔

اللہ تعالیٰ غلبہ و بزرگی والا ہے اور اپنے غیر سے مستغنی ہے (بے پرواہ ہے) یا تو یہ صفت الٰہی ہے۔ یا یہ اسماء صفات ہیں۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ اللہ عزوجل مخلوق کو فنا کے بعد زندہ کرے گا اور ہمیشہ کی زندگی دے گا اور اپنے مومن بندوں پر خوب نوازش فرمائے گا۔ ذُوالْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ اسم اعظم ہے جیسا کہ ترمذی رحمہ اللہ کی روایت میں وارد ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے دعاؤں میں ہمیشہ التزام کے ساتھ ورد کی تلقین فرمائی ہے کیونکہ اسم اعظم کے توسل سے مانگی ہوئی دعا رد نہیں ہوتی اور مستجاب ہے۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۲۸﴾

تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

جیسا کہ اوپر گزرا سب اشیاء کا فنا ہونا بقا کا دروازہ ہے اور فنا کے بعد حیات ابدی اور عنایات، اللہ عزوجل کی نعمتوں میں سے عظیم نعمت ہیں تو کیا جنوں اور انسانوں کو اس سے انکار ہے۔

یَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ ﴿۲۹﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۳۰﴾

اسی کے منگتا ہیں جتنے آسمانوں اور زمین میں ہیں اسے ہر دن ایک کام ہے تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

یَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ۔ اسی کے منگتا ہیں جتنے آسمانوں اور زمین میں ہیں۔

قاطبة ما یحتاجون الیه فی ذواتهم حدوثاً و بقاءً و فی سائر احوالهم سؤالا مستمراً بلسان المقال او بلسان الحال۔

سب کے سب اپنے حدوث وبقاء ذات میں اسی سے محتاج ہیں اور تمام کیفیتوں اور حالتوں میں ہمیشہ حال وقال سے اس کے حضور سوالی ہیں یعنی فرشتے ہوں یا جنات، انسان ہو یا کوئی اور مخلوق، سبھی اللہ عزوجل کے فضل وکرم کے محتاج ہیں اور کوئی بھی کسی بھی حال میں اس سے بے نیاز نہیں اور جملہ امور میں اسی کے منگتا ہیں۔

ابن المنذر نے ابی صالح رحمہم اللہ سے نقل کیا ہے کہ یَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ سے مراد رحمت اور مَنْ فِی الْاَرْضِ سے مراد بخشش ورزق ہے اور ابن المنذر نے ابن جریج رحمہم اللہ سے نقل کیا ہے، یَسْـَٔلُهٗ سے مراد ہے کہ فرشتے کہ ان پر اللہ کا سلام ہو اہل زمین کے لئے رزق اور بخشش مانگتے ہیں اور اہل زمین سارے کے سارے دونوں (رزق ومغفرت) مانگتے ہیں۔

کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ ﴿۲۹﴾۔ اسے ہر دن ایک کام ہے۔

مقاتل رحمہ اللہ کا قول ہے کہ یہ آیت یہود کے اس قول کے رد میں اتری جس میں انہوں نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہفتہ کے روز کوئی کام نہیں فرماتا۔ کُلَّ یَوْمٍ۔ کل وقت من الاوقات و لحظة من اللحظات۔

یعنی دنیا کے اوقات ولحظات میں ہر لحہ اور ہر وقت هُوَ فِیْ شَاْنٍ۔ ابن ماجہ رحمہ اللہ نے ابی الدرداء رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: من شانهٗ ان یغفر ذنباً و یفرج کرباً و یرفع قوماً و یضع اٰخرین اللہ کی شان ہے کہ وہ گناہوں کو بخشتا ہے اور پریشانیوں (دکھوں) کو دور کرتا ہے اور کسی قوم کو سربلند اور کسی کو ذلت سے دوچار کرتا ہے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ پروردگار جل وعلا ہر لحظہ، ہر وقت اپنی قدرت کی نشانیاں ظاہر فرماتا ہے۔ عزت، ذلت، موت، حیات، غنی ومحتاج، بخشش وترقی رزق اور دکھوں کا مٹانا یہ سب اسی کے نشانات قدرت ہیں جو ہمہ وقت ظاہر ہو رہے ہیں۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۳۰﴾

توتم اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

جب ہر لحظہ اس کے نشانات قدرت ونعمت ظاہر ہو رہے ہیں اور مخلوق میں ہر کوئی اسی ہی کی ذات کا محتاج اور ہر حال میں اسی کا سائل ہے تو ان سب باتوں کے سمجھنے کے باوصف کیا تمہیں اس کی نعمتوں سے انکار ہے۔ ظاہر ہے نہ ہوسکتا ہے اور نہ ہی ہے اور سب تعریف اسی کو سزاوار ہے جو جملہ نعمتوں کا منعم و معطی ہے۔ اور بربادی ہے منکروں کافروں کے لئے جو جاننے کے باوجود نعمتوں کا اقرار نہیں کرتے اور اس کی ذات پر ایمان نہیں لاتے اور نہ اطاعت وفرمانبرداری کا اظہار کرتے ہیں۔

سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ﴿۳۱﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۲﴾

اے دونوں بھاری گروہ ہم جلد سب کام نمٹا کر تمہارے حساب کا قصد فرماتے ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے

سَنَفْرُغُ لَكُمْ قاصدين اليكم ہم تمہارے حساب کا ارادہ فرماتے ہیں یا توجہ کرتے ہیں۔

س مستقبل قریب کے لئے وارد ہے یعنی جلد ہی قصد فرماتے ہیں۔

اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ﴿۳۱﴾۔ اے دونوں بھاری گروہ ھما الانس و الجن۔

وہ دونوں انسان اور جن ہیں۔

آیت مذکورہ میں تہدید ہے۔ انسانوں اور جنوں کو ہی احکام شرع کی تکلیف ہے اور ان میں سے منکروں کافروں اور جھٹلانے والوں کو دھمکی ہے کہ عنقریب تمہاری موعودہ مہلت ختم ہو جائے گی یعنی قیامت قائم ہو جائے گی تو ہم تم سے تمہارا حساب لیں گے یہ ہرگز مراد نہیں کہ ہم سب کاموں سے فارغ ہو کر تمہارا قصد فرمائیں گے کیونکہ اللہ عزوجل ایسی مشغولیت سے پاک ہے کہ دوسرے کام کی طرف توجہ نہ فرما سکے اور اللہ عزوجل علم والا، غلبے والا، قدرت والا ہے، ایسا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ قیام قیامت کے ساتھ سب معاملات نمٹ جائیں گے جن کا تعلق افعال وتخلیق سے ہے اور وہ دن حساب کے لئے خاص ہے اور تمہیں موت تک مہلت ہے تو جونہی ایسا ہوتا ہے ہم تم سے تمہارا حساب لیں گے، اور تہدید میں ترغیب اور عذاب سے ڈرانا ہے تا کہ منعم کے انعامات کا اقرار کریں اور ایمان لے آئیں۔

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۲﴾

توتم اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

تہدید کے بعد ترغیب اور عذاب سے ڈرانا اور قبول حق پر آمادہ کرنا ہے۔ تا کہ حساب وگرفت کے خوف سے ڈر جائیں اور ایمان لے آئیں۔

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿۳۳﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۴﴾

اے جن وانس کے گروہ اگر تم سے ہو سکے کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ جہاں نکل کر جاؤ گے اسی کی سلطنت ہے تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ۔ اے جن وانسان کے گروہ۔

Marfat.com

بطور زیادتی تقریر کے دونوں بڑے گروہوں کو ان کے اسم جنس سے خطاب ہے کیونکہ جن قدرت و طاقت اور سخت و دشوار کاموں کے کرنے میں مشہور ہیں اور بیان کا مقصد یہ ہے کہ وہ اگر ارادہ بھی کریں تو بھی حق تعالیٰ کی جزا و سزا سے خلاصی پر قدرت نہیں رکھتے۔

اِنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ۔ اگر تم سے ہوسکے اِنۡ قَدَرۡتُمۡ یعنی اگر تم میں قدرت و طاقت ہے۔

اَنۡ تَنۡفُذُوۡا مِنۡ اَقۡطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ۔ کہ آسمان اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ

اَنۡ تَخۡرُجُوا مِنۡ جَوَانِبِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ هَارِبِيۡنَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی فَارِّيۡنَ مِنۡ قَضَائِهٖ سُبۡحَانَهٗ۔

یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ کی قضا سے فرار ہو کر آسمانوں اور زمین کے کناروں سے باہر نکل کر بھاگ سکتے ہو تو بھاگ جاؤ۔

فَانۡفُذُوۡا ؕ۔ تو نکل جاؤ۔

فاخرجوا منها و خلصوا انفسكم من عقابه عزوجل و الامر للتعجيز۔

تو تم آسمانوں اور زمین کے اطراف سے نکل بھاگو اور حق سبحانہ وتعالیٰ کے عذاب (سزا) سے اپنے نفوس کو بچالو اور یہ حکم تعجیز ہے یعنی تم ایسا کرنے سے عاجز ہو اور تم میں یہ قدرت نہیں۔

لَا تَنۡفُذُوۡنَ اِلَّا بِسُلۡطٰنٍ ﴿۳۳﴾۔ جہاں نکل کر جاؤ گے اسی کی سلطنت ہے۔

لَا تَنۡفُذُوۡنَ۔ لا تقدرون على النفور۔ یعنی تم میں بھاگ نکلنے کی قدرت نہیں اور نہ ہی ہوگی۔

اِلَّا بِسُلۡطٰنٍ ﴿۳۳﴾۔ ای بقوة و قهر و انتم عن ذلک معزولون۔

یعنی قوت اور غلبہ کے ذریعے سے اور تم دونوں گروہ اس سے عاجز ہو یعنی تمہیں اس کی قدرت نہ ہوگی ایک قول یہ ہے کہ یہ خطاب بروز قیامت ہوگا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اگر تم میں موت سے بھاگ نکلنے کی قوت ہے تو بھاگ نکلو۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ دونوں گروہوں سے کہا گیا ہے کہ اگر تم میں قدرت و طاقت ہے یا تم سے ہوسکتا ہے تو تم آسمانوں اور زمین کے اطراف سے نکل بھاگو لیکن تم ایسا کرنے سے عاجز ہو اور اگر تم بھاگ کر نکل جانے کی کوشش بھی کرو گے تو جہاں جاؤ گے اللہ عزوجل ہی کی سلطنت ہے لہٰذا نہ تو تم میں فرار کی قوت و ہمت اور نہ عذاب الٰہی سے بچنے کی قدرت ہے جب تم عاجز ہو اور تمہیں بجز عجز کے چارہ نہیں تو پھر تم اللہ عزوجل کی نعمتوں کا اقرار کیوں نہیں کرتے۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۳۴﴾

تو تم اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

بطور تنبیہ اور خوف دلانے کے ہے کہ جب تم عذاب الٰہی سے بچنے کی ہمت و قدرت نہیں رکھتے تو پھر قبول حق کے لئے آمادہ کیوں نہیں ہوتے، تو کیا تمہیں اس روشن حقیقت سے انکار ہے؟

یُرۡسَلُ عَلَیۡکُمَا شُوَاظٌ مِّنۡ نَّارٍ ۬ۙ وَّ نُحَاسٌ فَلَا تَنۡتَصِرٰنِ ﴿ۚ۳۵﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۳۶﴾۔

تم پر چھوڑی جائے گی بے دھویں کی آگ کی لپٹ، اور بے لپٹ کا کالا دھواں تو پھر بدلہ نہ لے سکو گے، تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

Marfat.com

يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا۔ تم پر چھوڑی جائے گی۔

اَی يُصَب عَلَيْكُمَا۔ یعنی تم پر قوت کے ساتھ ڈالی جائے گی۔ قیامت کے روز یا جب قبروں سے اٹھا کر محشر کی طرف لے جائے جائیں گے۔

. شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۔ بے دھویں کی آگ کی لپٹ۔

شُوَاظٌ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے هو اللهب الخالص وہ لپٹ مارتی خالص آگ ہے۔ ضحاک رحمہ اللہ کا قول ہے: الدخان الذی يخرج من اللهب وہ دھواں جو شعلہ مارتی آگ سے نکلے اور کہا گیا ہے: هو النار والدخان جميعاً وہ آگ اور دھواں باہم اکٹھے ہیں۔

مجاہد رحمہ اللہ کا قول ہے: اللهب الاحمر المنقطع سرخ شعلہ جو آگ سے الگ ہو۔

مِّنْ نَّارٍ ۔ یہ شُوَاظٌ کی صفت ہے۔

وَّنُحَاسٌ۔ اور بے لپٹ کا کالا دھواں۔

هو الدخان الذی لا لهب فيه۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نحاس سے مراد وہ دھواں ہے جس میں آگ کی لپٹ (شعلہ نہ ہو) اور انہوں نے نافع بن الازرق کے لئے نابغہ الجعدی کا یہ شعر بطور حوالہ کے پڑھا۔

تضئ كضوء السرج السلی ط لم يجعل الله فيه نحاساً

تیری چمک (رنگت) سلیط کے چراغ کی روشنی کی طرح ہے جس میں اللہ نے سیاہی نہ بنائی۔ امام راغب رحمہ اللہ نے اس کی تفسیر ایسی لپٹ (شعلہ) والی آگ سے کی ہے جس میں دھواں نہ ہو اور کہا کہ آگ کی رنگت کی تشبیہ نحاس سے کی گئی ہے۔

واضح مفہوم ہے بغیر شعلہ کے سیاہ دھواں۔

فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ﴿۳۵﴾ ۔ تو پھر بدلہ نہ لے سکو گے۔

فَلا تمتنِعَان و هذا عن الضحاک فی الدنيا ايضاً۔

تو دونوں گروہ (جن وانس) اسے روک نہ سکیں گے یعنی اس سے بچ نہ سکیں گے۔ اور ضحاک کے نزدیک دنیا میں بھی) یوں ہی ہوگا۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ روز قیامت بے دھوئیں کی آگ کی لپٹ اور بغیر شعلے کا سیاہ دھواں ان پر مسلط ہوگا جو انہیں حشر کی طرف لے جائے گا اور وہ (جن وانس) اس سے نہ بچ سکیں گے اور نہ ہی اسے روک سکیں گے اور نہ ہی ایک دوسرے کی مدد کر سکیں گے۔ دنیا میں انکار و بغاوت کرنے والے اور اہل ایمان سے بدلہ کی دھمکیاں دینے والے یا مومنوں پر ظلم کرنے والے اس روز بدلے کی حسرت لئے ہوئے انتہائی عجز و ذلت کے حال میں گرفتار ہوں گے اور نہ کوئی پرسان حال ہوگا نہ مددگار و غمخوار۔ خسر الدنيا والاخرة و هنا لک المبطون۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۶﴾ ۔

تو تم اپنے پروردگار کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

عذاب آخرت کی دنیا ہی میں خبر دینا اللہ کریم کی خاص مہربانی اور عنایت ہے تا کہ منکر و کافر و مکذبین اس کے عذاب سے ڈر جائیں اور بغاوت و نافرمانی سے رک جائیں اور اپنی نجات کے لئے راہ حق کی طرف رغبت کریں اور انجام کی خبر معلوم ہونے کے باوصف انکار اور کفر و سرکشی پر ڈٹے رہنا غایت درجہ شقاوت و محرومی و بدنصیبی ہے۔ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴿۱۷﴾۔

فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿۳۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۸﴾۔

پھر جب آسمان پھٹ جائے گا تو گلاب کے پھول سا ہو جائے گا جیسے سرخ نری۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ۔ پھر جب آسمان پھٹ جائے گا۔

ای انصدعت یوم القیامۃ۔ یعنی قیامت کے روز آسمان پھٹ جائے گا۔

فَكَانَتْ وَرْدَةً۔ تو گلاب سا ہو جائے گا۔

ای کالورد فی الحمرۃ۔ یعنی سرخی میں گلاب کے پھول کی طرح، بعض نے کہا جگہ جگہ سے پھٹ جائے گا اور اس کی رنگت سرخ ہوگی۔

كَالدِّهَانِ ﴿۳۷﴾۔ جیسے سرخ نری (چمڑا)

ک تشبیہ کے لئے ہے دھان سے تشبیہ دی گئی ہے۔ دھان کے معنی سرخ چمڑے یا مرہم یا روغن کے ہیں۔ یعنی آسمان پھٹ کر سرخ چمڑے کی طرح ہو جائے گا یا اس روغن و تیل کی طرح جو آنچ پر رنگ بدلتا ہے اور بالآخر سرخی مائل ہو جاتا ہے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ قیامت کے دن آسمان پھٹ جائے گا اور اس کا رنگ سرخ گلاب کا سا ہو جائیگا اور اس کی رنگت سرخ چمڑے جیسی ہو جائے گی اور منظر کس قدر ہولناک ہوگا۔

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۸﴾

تو تم اپنے پروردگار کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

دنیاوی زندگی میں آسمان کے پھٹنے کی خبر کے بعد منکرین کے لئے انتباہ اور رغبت و خوف دلانے کے لئے بطور نعمت مکرر فرمایا گیا۔

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ﴿۳۹﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۰﴾

تو اس دن گنہگار کے گناہ کی پوچھ نہ ہوگی کسی آدمی اور جن سے۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

فَيَوْمَئِذٍ۔ تو اس دن۔

یعنی اس دن جب آسمان پھٹ جائے گا۔ (یوم قیامت)

لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ﴿۳۹﴾۔ گناہ گار کے گناہ کی پوچھ نہ ہوگی کسی آدمی اور جن سے۔

لِانھم یُعرفون بِسِیما ھم وَ ھٰذَا فِیْ مَوْقِف۔

کیونکہ وہ اپنی پیشانیوں ہی سے پہچانے جائیں گے اور ایسا موقف میں ہوگا۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ فرشتے انہیں دیکھتے ہی پہچان لیں گے اور سوال کا نہ کرنا مواقف روز قیامت میں سے ایک موقف

Marfat.com

میں ہوگا یعنی جب قبروں سے حشر کی طرف لے جائے جائیں گے۔اور سوال نہ کرنا ان آیات سے متعارض نہیں جن میں پوچھنے کا ذکر ہے۔کیونکہ قیامت کے روز مختلف موقف ہیں اور انہی مواقف میں سے ایک یہ ہے جہاں ان سے ابھی باز پرس نہ ہوگی۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۰﴾

تو تم اپنے پروردگار کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

قیامت کے حوالے سے بطور رغبت وخوف دلانے کے مکرر ارشاد ہے۔

یُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِیْمٰهُمْ فَیُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ وَالْاَقْدَامِ ﴿۴۱﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۲﴾

مجرم اپنے چہرے سے پہچانے جائیں گے تو ماتھا اور پاؤں پکڑ کر جہنم میں ڈالے جائیں گے۔تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

یُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِیْمٰهُمْ۔ مجرم اپنے چہرے سے پہچانے جائیں گے۔

گزشتہ آیت میں سوال نہ کرنے کا ذکر ہے۔تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ ملائکہ علیہم السلام مجرموں کو کیونکر جان لیں گے۔تو اس آیت میں وضاحت ہے کہ فرشتے مجرموں کو چہروں سے شناخت کرلیں گے، یہ ان کی ظاہری وضع سے جان جائیں گے۔ (هُمْ) ضمیر میں اشارہ بعض انسانوں اور جنوں کی طرف ہے۔اور وہی مجرم لوگ ہوں گے۔حسن رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ان کے چہرے کالے اور آنکھیں نیلی ہوں گی۔

فَیُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ وَالْاَقْدَامِ ﴿۴۱﴾۔تو ماتھا اور پاؤں پکڑ کر جہنم میں ڈالے جائیں گے۔

نواصی جمع ناصية وهي مقدم الراس – نواصی ناصیہ کی جمع ہے اور ناصیہ سر کے اگلے حصے پیشانی کو کہتے ہیں۔اقدام جمع قدم وهي قدم الرجل المعروفة اقدام قدم کی جمع ہے اور وہ آدمی کا معروف قدم (پاؤں) ہے۔ضحاک رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ فرشتے ان میں سے (مجرموں) ہر ایک کو پیشانی اور قدموں سے پکڑ کر (اکٹھا کر کے باندھ کے) اور ان کی پیٹھ کی طرف سے ایک زنجیر میں باندھ کر آگ میں پھینک دیں گے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ فرشتے بعض مجرموں کو پیشانی سے اور بعض کو قدموں سے پکڑ کر جہنم میں ڈالیں گے یا ایک مرتبہ پیشانی سے اور دوسری مرتبہ پاؤں سے پکڑ کر جہنم میں ڈالے جائیں گے۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۲﴾

تو تم اپنے پروردگار کی کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

مجرموں کی کیفیت عذاب کا ذکر فرما کر منکروں کو انتباہ تخویف ورغبت دلائی گئی ہے اور مکرر ارشاد ہے۔

هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ یُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ یَطُوْفُوْنَ بَیْنَهَا وَبَیْنَ حَمِیْمٍ اٰنٍ ﴿۴۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۵﴾

یہ ہے جہنم جسے مجرم جھٹلاتے ہیں۔پھیرے کریں گے اس میں اور انتہا کے جلتے کھولتے پانی میں۔تو تم اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ یُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۴۳﴾۔یہ ہے وہ جہنم جسے مجرم جھٹلاتے تھے۔

یہ فرمان اللہ تعالیٰ کے اس قول پر بطور معطوف مقدر ہے جو پچھلی آیت میں کہا گیا۔

یعنی کفار ماتھا اور پاؤں پکڑ کر جب جہنم میں ڈالے جائیں گے تو ان کفار و مشرکین سے کہا جائے گا یہ ہے وہ جہنم جس کو تم دنیا میں جھٹلاتے تھے اور جس کا انکار کرتے تھے۔

يَطُوفُونَ بَيْنَهَا۔ پھیرے کریں گے اس میں۔

یعنی جہنم کی آگ میں چکر کاٹیں گے یا خود بخود گھومیں گے جس طرح کوئی شے جلتے تیل کے کڑھاؤ میں ڈالی جائے تو وہ اس میں پیدا ہونے والی ابلتی لہروں کے ساتھ گھومنے یا چکر کاٹنے لگتی ہے۔ جہنم میں ڈالتے وقت کفار کی ایسی کیفیت ہوگی۔

وَبَيْنَ حَمِيمٍ آنٍ ﴿۴۴﴾۔ اور انتہا کے جلتے کھولتے پانی میں۔

ماء حار۔ انتہائی گرم پانی۔

حسن رحمہ اللہ نے کہا: النحاس انتهى حره بے لپٹ کا کالا دھواں جو انتہا درجہ کا گرم ہو۔ اور ایک قول ہے کہ آگ میں جلیں گے اور ان کے سروں پر انتہائی جلتا کھولتا پانی ڈالا جائے گا جیسا کہ حٰم الدخان میں مذکور ہے۔ ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ رَأْسِهِ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ۔ اور ایک قول ہے کہ جب نار جہنم میں جل بھن کر فریاد کریں گے۔ تو انہیں جلتا کھولتا پانی پلایا جائے گا۔

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۴۵﴾

تو تم اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

کفار کو نافرمانیوں کے نتیجہ کے طور پر پیش آنے والے عذاب سے آگاہ کرنا عظیم نعمت ہے اور منکروں کے لئے دعوت فکر و رغبت ہے۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع۔ سورۃ الرحمٰن۔ پ ۲۷

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ ﴿۴۶﴾	اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لئے دو جنتیں ہیں
فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۴۷﴾	تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے
ذَوَاتَا أَفْنَانٍ ﴿۴۸﴾	بہت سی ڈالیوں والیاں
فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۴۹﴾	تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے
فِيهِمَا عَيْنَانِ تَجْرِيَانِ ﴿۵۰﴾	ان میں دو چشمے بہتے ہیں
فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۵۱﴾	تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے
فِيهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجَانِ ﴿۵۲﴾	ان میں ہر میوہ دو دو قسم کا
فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۵۳﴾	تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے
مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ فُرُشٍ بَطَائِنُهَا مِنْ إِسْتَبْرَقٍ ۚ وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ﴿۵۴﴾	اور ایسے بچھونوں پر تکیہ لگائے جن کا استر قنادیز کا اور دونوں کے میوے اتنے جھکے ہوئے کہ نیچے سے چن لو
فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۵۵﴾	تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے

Marfat.com

فِيهِنَّ قَٰصِرَٰتُ ٱلطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿٥٦﴾

ان بچھونوں پر وہ عورتیں ہیں کہ شوہر کے سوا کسی کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتیں ان سے پہلے انہیں نہ چھوا کسی آدمی نے اور نہ جن نے

فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٥٧﴾

تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے

كَأَنَّهُنَّ ٱلْيَاقُوتُ وَٱلْمَرْجَانُ ﴿٥٨﴾

گویا وہ لعل اور مونگا ہیں

فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٥٩﴾

تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے

هَلْ جَزَآءُ ٱلْإِحْسَٰنِ إِلَّا ٱلْإِحْسَٰنُ ﴿٦٠﴾

نیکی کا بدلہ کیا ہے مگر نیکی

فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٦١﴾

تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے

وَمِن دُونِهِمَا جَنَّتَانِ ﴿٦٢﴾

اور ان کے سوا دو جنتیں اور ہیں

فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٦٣﴾

تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے

مُدْهَآمَّتَانِ ﴿٦٤﴾

نہایت سبزی سے سیاہی کی جھلک دے رہی ہیں

فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٦٥﴾

تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے

فِيهِمَا عَيْنَانِ نَضَّاخَتَانِ ﴿٦٦﴾

ان میں دو چشمے ہیں چھلکتے ہوئے

فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٦٧﴾

تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے

فِيهِمَا فَٰكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ ﴿٦٨﴾

ان میں میوے اور کھجوریں اور انار ہیں

فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٦٩﴾

تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے

فِيهِنَّ خَيْرَٰتٌ حِسَانٌ ﴿٧٠﴾

ان میں عورتیں ہیں عادت کی نیک صورت کی اچھی

فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٧١﴾

تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے

حُورٌ مَّقْصُورَٰتٌ فِى ٱلْخِيَامِ ﴿٧٢﴾

حوریں ہیں خیموں میں پردہ نشین

فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٧٣﴾

تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے

لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿٧٤﴾

ان سے پہلے انہیں ہاتھ نہ لگایا کسی آدمی اور نہ کسی جن نے

فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٧٥﴾

تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے

مُتَّكِـِٔينَ عَلَىٰ رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَعَبْقَرِىٍّ حِسَانٍ ﴿٧٦﴾

تکیہ لگائے ہوئے سبز بچھونوں اور منقش خوبصورت چاندنیوں پر

فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٧٧﴾

تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے

تَبَٰرَكَ ٱسْمُ رَبِّكَ ذِى ٱلْجَلَٰلِ وَٱلْإِكْرَامِ ﴿٧٨﴾

بڑی برکت والا ہے تمہارے رب کا نام جو بڑی عظمت اور بزرگی والا ہے

Marfat.com

حل لغات تیسرا رکوع۔سورۃ الرحمٰن۔پ ۲۷

وَ۔اور	لِمَنۡ۔اس کے لئے جو	خَافَ۔ڈرا	مَقَامَ۔کھڑے ہونے سے
رَبِّهٖ۔اپنے رب کے سامنے	جَنَّتٰنِ۔دو جنت ہیں	فَبِاَیِّ۔تو کون سی	اٰلَآءِ۔نعمت
رَبِّكُمَا۔اپنے رب کی	تُكَذِّبٰنِ۔جھٹلاؤ گے	ذَوَاتَاۤ۔دونوں باغ ہوں گے	اَفۡنَانٍ۔لمبے ڈالوں والے
فَبِاَیِّ۔تو کون سی	اٰلَآءِ۔نعمت	رَبِّكُمَا۔اپنے رب کی	تُكَذِّبٰنِ۔جھٹلاؤ گے
فِیۡهِمَا۔ان میں	عَیۡنٰنِ۔دو چشمے	تَجۡرِیٰنِ۔جاری ہیں	فَبِاَیِّ۔تو کون سی
اٰلَآءِ۔نعمت	رَبِّكُمَا۔اپنے رب کی	تُكَذِّبٰنِ۔جھٹلاؤ گے	فِیۡهِمَا۔ان میں
مِنۡ كُلِّ۔ہر طرح کے	فَاكِهَةٍ۔پھل ہوں گے	زَوۡجٰنِ۔دو دو قسم کے	فَبِاَیِّ۔تو کون سی
اٰلَآءِ۔نعمت	رَبِّكُمَا۔اپنے رب کی	تُكَذِّبٰنِ۔جھٹلاؤ گے	مُتَّكِـِٕیۡنَ۔تکیہ لگائے ہوں گے
عَلٰی۔اوپر	فُرُشٍ۔بچھونوں کے	بَطَآىِٕنُهَا۔جن کا استر	مِنۡ اِسۡتَبۡرَقٍ۔قنادیز کا ہوگا
وَ۔اور	جَنَا۔پھل	الۡجَنَّتَیۡنِ۔دونوں باغوں کا	دَانٍ۔قریب ہوگا
فَبِاَیِّ۔تو کون سی	اٰلَآءِ۔نعمت	رَبِّكُمَا۔اپنے رب کی	تُكَذِّبٰنِ۔جھٹلاؤ گے
فِیۡهِنَّ۔ان میں	قٰصِرٰتُ۔نیچی	الطَّرۡفِ۔نگاہ والی ہوں گی	لَمۡ۔نہیں
یَطۡمِثۡهُنَّ۔چھوا ان کو	اِنۡسٌ۔کسی انسان نے	قَبۡلَهُمۡ۔ان سے پہلے	وَ۔اور
لَا۔نہ	جَآنٌّ۔کسی جن نے	فَبِاَیِّ۔تو کونسی	اٰلَآءِ۔نعمت
رَبِّكُمَا۔اپنے رب کی	تُكَذِّبٰنِ۔جھٹلاؤ گے	كَاَنَّهُنَّ۔گویا کہ وہ	الۡیَاقُوۡتُ۔لعل
وَ۔اور	الۡمَرۡجَانُ۔مونگے ہیں	فَبِاَیِّ۔تو کون سی	اٰلَآءِ۔نعمت
رَبِّكُمَا۔اپنے رب کی	تُكَذِّبٰنِ۔جھٹلاؤ گے	هَلۡ۔کیا ہے	جَزَآءُ۔بدلہ
الۡاِحۡسَانِ۔نیکی کا	اِلَّا۔مگر	الۡاِحۡسَانُ۔نیکی	فَبِاَیِّ۔تو کون سی
اٰلَآءِ۔نعمت	رَبِّكُمَا۔اپنے رب کی	تُكَذِّبٰنِ۔جھٹلاؤ گے	وَ۔اور
مِنۡ دُوۡنِهِمَا۔ان کے علاوہ بھی		جَنَّتٰنِ۔دو باغ ہیں	فَبِاَیِّ۔تو کون سی
اٰلَآءِ۔نعمت	رَبِّكُمَا۔اپنے رب کی	تُكَذِّبٰنِ۔جھٹلاؤ گے	مُدۡهَآمَّتٰنِ۔نہایت ہی
سرسبز ہوں گے	فَبِاَیِّ۔تو کون سی	اٰلَآءِ۔نعمت	رَبِّكُمَا۔اپنے رب کی
تُكَذِّبٰنِ۔جھٹلاؤ گے	فِیۡهِمَا۔ان میں	عَیۡنٰنِ۔دو چشمے ہوں گے	نَضَّاخَتٰنِ۔چھلکتے
فَبِاَیِّ۔تو کون سی	اٰلَآءِ۔نعمت	رَبِّكُمَا۔اپنے رب کی	تُكَذِّبٰنِ۔جھٹلاؤ گے
فِیۡهِمَا۔ان میں	فَاكِهَةٌ۔پھل ہوں گے	وَّ۔اور	نَخۡلٌ۔کھجوریں
وَّ۔اور	رُمَّانٌ۔انار	فَبِاَیِّ۔تو کون سی	اٰلَآءِ۔نعمت
رَبِّكُمَا۔اپنے رب کی	تُكَذِّبٰنِ۔جھٹلاؤ گے	فِیۡهِنَّ۔ان میں	خَیۡرٰتٌ۔اچھی عورتیں ہوں گی

Marfat.com

حِسَانٌ۔ خوبصورت	فَبِاَیِّ۔ تو کون سی	اٰلَآءِ۔ نعمت	رَبِّکُمَا۔ اپنے رب کی
تُکَذِّبٰنِ۔ جھٹلاؤ گے	حُوْرٌ۔ حوریں ہیں	مَّقْصُوْرٰتٌ۔ پردہ نشین	فِی۔ بیچ
الْخِیَامِ۔ خیموں کے	فَبِاَیِّ۔ تو کون سی	اٰلَآءِ۔ نعمت	رَبِّکُمَا۔ اپنے رب کی
تُکَذِّبٰنِ۔ جھٹلاؤ گے	لَمْ۔ نہیں	یَطْمِثْھُنَّ۔ چھوا ان کو	اِنْسٌ۔ کسی انسان نے
قَبْلَھُمْ۔ ان سے پہلے	وَ۔ اور	لَا۔ نہ	جَآنٌّ۔ کسی جن نے
فَبِاَیِّ۔ تو کون سی	اٰلَآءِ۔ نعمت	رَبِّکُمَا۔ اپنے رب کی	تُکَذِّبٰنِ۔ جھٹلاؤ گے
مُتَّکِئِیْنَ۔ تکیہ لگائے ہوں گے	عَلٰی۔ اوپر	رَفْرَفٍ۔ بچھونے	خُضْرٍ۔ سبز کے
وَّ۔ اور	عَبْقَرِیٍّ۔ منقش	حِسَانٍ۔ خوبصورت چاندنیوں پر	
فَبِاَیِّ۔ تو کون سی	اٰلَآءِ۔ نعمت	رَبِّکُمَا۔ اپنے رب کی	تُکَذِّبٰنِ۔ جھٹلاؤ گے
تَبٰرَکَ۔ برکت والا ہے	اسْمُ۔ نام	رَبِّکَ۔ تیرے رب	ذِی۔ صاحب
الْجَلٰلِ۔ عظمت	وَ۔ اور	الْاِکْرَامِ۔ بزرگی والے کا	

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع۔ سورۃ الرحمٰن۔ پ ۲۷

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۴۷﴾

اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔ تو تم اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ۔ اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لئے۔

مقام اسم مکان ہے۔ اور اس سے مراد قیامت کے روز وہ جگہ ہے جہاں حساب کے لئے مخلوق کھڑی ہوگی۔ یا مقام مصدر میمی ہے قیام کے معنوں میں اور فاعل کی طرف مضاف ہے یعنی جو شخص اپنے رب عزوجل کے حضور محاسبہ سے ڈر گیا۔ قتادہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ مومن اس مقام سے خائف اور للّٰہیت کے ساتھ اطاعت الٰہی میں ساعی رہتے ہیں۔

جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾۔ دو جنتیں ہیں۔

جبائی رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ ان دونوں جنتوں میں سے ایک تو اس کی منزل اور دوستوں سے زیارت و ملاقات کا محل ہے اور دوسری وہ منزل ہے جہاں اس کے لئے بیویاں اور خدام ہوں گے۔

اور ایک قول ہے ایک جنت رب سے ڈرنے کا صلہ اور دوسری شہوات کے ترک کرنے کی جزا۔ مقاتل رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ایک جنت عدن اور دوسری جنت نعیم۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ جو موقف حساب سے ڈر گیا اور اللہ عزوجل کی رضا کے حصول کے لئے اچھے کاموں میں مشغول ہو گیا اور اطاعت الٰہی میں سرگرم رہا اور گناہ چھوڑ دیئے تو اس کو دو باغ عطا کئے جائیں گے۔ یعنی جنت میں اس کو دو باغ عطا کئے جائیں گے ایک اس کے محل کے اندر ہوگا اور دوسرا اس کے باہر ہوگا۔

ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ ﴿۴۸﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۴۹﴾ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ تَجْرِیٰنِ ﴿۵۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۵۱﴾

Marfat.com

بہت سے ڈالوں والیاں۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے، ان میں دو چشمے بہتے ہیں، تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ذَوَاتَآ اَفۡنَانٍ ﴿۴۸﴾۔ بہت سے ڈالوں والیاں۔

صفة لجنتان و ما بينهما۔ یہ دونوں جنتوں اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کی توصیف۔ اَفۡنَانٍ فن کی جمع ہے۔ جس کے معنی نوع یا قسم کے ہیں اور عرفاً علم کے معنی لئے جاتے ہیں اس تقدیر پر یہ مفہوم ہوگا: ای ذواتا انواع من الاشجار والثمار یعنی وہ دونوں جنتیں مختلف یا قسم قسم کی درختوں اور پھلوں والی ہیں کلبی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ افنان فنن کی جمع ہے اور اس کی معنی نرم و نازک ٹہنیوں کے ہیں جس سے درختوں کا سایہ بڑھتا ہے۔ ضحاک رحمہ الہ کا قول ہے کہ ہر ٹہنی میں قسم قسم کے پھل یا میوے ہوں گے۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۴۹﴾

تو تم اپنے رب کی کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

جس پروردگار کی پیدائش و تخلیق اس قدر جلیل و عظیم ہے اس کی تہذیب کرنا کیونکر قرین انصاف ہے۔ لہٰذا بطور دعوت و رغبت ارشاد مکرر ہے۔

فِیۡهِمَا عَیۡنٰنِ تَجۡرِیٰنِ ﴿۵۰﴾۔ ان میں دو چشمے بہتے ہیں۔

صفة اخرى لجنتان۔ یہ دونوں جنتوں کی ایک اور صفت ہے ای فی کل منها عين تجری بالماء الزلال تسمى احدى العينين بالتسنيم والأخرى بالسلسبيل وروى عن الحسن۔

یعنی ان دونوں میں سے ہر ایک جنت میں ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا چشمہ بہتا ہوگا ان دونوں چشموں میں سے ایک کا نام تسنیم اور دوسرے کا سلسبیل ہوگا اور یہ حسن رحمہ اللہ سے مروی ہے۔ عطیہ عوفی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اس سے مراد دو قسم کے چشمے ہیں جو ہر جنت میں رواں ہوں گے ان میں سے ایک میٹھے پاک و صاف پانی کا اور دوسرا ایسی پاکیزہ شراب ناب کا جس میں پینے والوں کے لئے لذت کا سامان ہوگا یہ شراب ایسی ہوگی کہ نہ دردِ سر کا باعث ہوگا اور نہ ہی حواس و عقل میں فتور ڈالے جیسا کہ شراب دنیا میں ہوتا ہے۔ ایک قول ہے کہ دونوں چشمے آب زلال کے جاری ہوں گے اور اہل جنت جہاں چاہیں گے خواہ جنت کے بلند یا نشیب و ہموار مقامات پر ہوں وہیں پانی جاری و ساری موجود پائیں گے اور یہ چشمے مشک کے پہاڑ سے بہتے ہوں گے۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۵۱﴾

تو تم اپنے رب کی کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

یعنی پروردگار ہر دو عالم کی ان عظیم الشان نعمتوں کے باوجود بھی تکذیب کرتے ہو۔ دعوت فکر و قبول حق کے لئے ارشاد مکرر ہے۔

فِیۡهِمَا مِنۡ کُلِّ فَاکِهَةٍ زَوۡجٰنِ ﴿۵۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۵۳﴾

ان میں ہر میوہ دو دو قسم کا۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

Marfat.com

فِيهِمَا مِن كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجَانِ ﴿۵۲﴾۔ان میں ہر پھل دو دو قسم کے۔

صنعان معروف غريب لم يعرفوه في الدنيا او رطب ويابس و لا يقصر يابسه عن رطبه في الفضل و الطيب۔

یعنی دو قسم کے میوے ہوں گے جو عجیب وغریب ہوں گے اور اہل جنت ان کو پہچانتے نہ ہوں گے یا دو قسمیں ہوں گی ایک تروتازہ اور دوسرے خشک اور سوکھے اور خشک کو تر اور تر کو خشک پر لذت وخوشبو (کھانے) میں ایک دوسرے پر کوئی برتری نہ ہوگی۔

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۵۳﴾

نعمتوں کے ذکر کے ساتھ ارشاد مکرر ترغیب وقبول حق کے لئے ہے۔

مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ فُرُشٍ بَطَائِنُهَا مِنْ إِسْتَبْرَقٍ ۚ وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ﴿۵۴﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۵۵﴾

اور ایسے بچھونوں پر تکیہ لگائے جن کا استر قنادیز کا اور دونوں کے میوے اتنے جھکے ہوئے کہ نیچے سے چن لو۔تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

مُتَّكِئِينَ۔تکیہ لگائے۔

یہ اللہ تعالیٰ کے قول وَلِمَنْ خَافَ الخ سے حال ہے یعنی ان لوگوں کا ذکر ہے جو اللہ کریم کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرتے رہے اور جمع بطور رعایت معنی کے اور ایک قول ہے عامل محذوف ہونے کی تقدیر پر مفہوم یہ ہوگا: اى يتنعمون متكئين یعنی اسی حال میں نعمتوں سے نوازے جائیں گے کہ تکیہ لگائے ہوں گے۔

عَلَىٰ فُرُشٍ بَطَائِنُهَا مِنْ إِسْتَبْرَقٍ۔ایسے بچھونوں پر جن کے استر قنادیز کے ہوں گے۔

بطائن بطن کی جمع ہے جس کی معنی ہیں پیٹ یا اندرونی حصہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے استبرق سے مراد ہے: من ديباج ثخين تہہ دار نرم ریشمی کپڑا۔ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے جسے ابن جریر رحمہ اللہ نے نقل کیا فماذا لظاهر جب استر کا یہ حال ہے تو ابرہ کیسا ہوگا۔سبحان اللہ۔

وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ﴿۵۴﴾۔اور دونوں کے میوے اتنے جھکے ہوئے کہ نیچے سے چن لو۔

جَنَا۔اسم ہے یا صفت مشبہ بمعنی المجنی، مراد درختوں کے میوے اور پھل جنہیں چنا یا توڑا جاتا ہے۔

دَانٍ ﴿۵۴﴾۔قريب يناله القائم والقاعد و المضطجع کھڑے، بیٹھے اور لیٹے کے قریب ہو جائیں گے۔یا انہیں کسی بھی حال میں توڑنا، چننا دشوار نہ ہوگا۔اہل جنت جس طرح چاہیں گے وہ قریب ہو جائیں گے یا بغیر تکلیف کے توڑ لیں گے۔

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۵۵﴾

تو تم اپنے پروردگار کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ارشاد مکرر ترغیب وتشکر کے لئے ہے۔

فِيهِنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ﴿۵۶﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۵۷﴾

Marfat.com

ان بچھونوں پر عورتیں ہیں کہ شوہر کے سوا کسی کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتیں، ان سے پہلے انہیں نہ چھوا کسی آدمی اور نہ جن نے تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

فِيْهِنَّ۔ ان بچھونوں پر۔

فراء رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ضمیر دونوں جنتوں کی طرف راجع ہے۔ اور ایک قول ہے جیسا کہ دونوں جنتوں سے مراد ظاہر ہے ضمیر ان کے گھروں اور محلات کی طرف راجع ہے جیسا کہ جنتوں کے احوال میں مذکور ہوا ایک قول ہے یعود علی الفرش ضمیر بچھونوں کی طرف راجع ہے اور ابو حیان رحمہ اللہ کا قول ہے کہ یہی درست اور با قریب ہے۔

قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۔ وہ عورتیں کہ شوہر کے سوا کسی کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتیں۔

أی نِسَاءٌ يَقْصُرْنَ اَبْصَارَهُنَّ عَلٰى اَزْوَاجِهِنَّ لَا يَنْظُرْنَ اِلٰى غَيْرِهِمْ۔

یعنی ایسی عورتیں جو صرف اپنے شوہر کو دیکھیں گی اور ان کے علاوہ کسی کو آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں گی۔

ابن مردویہ نے جعفر بن محمد رحمہم اللہ سے روایت کی ہے کہ اس آیت کے ضمن میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لا ینظرن الا الی ازواجھن۔ وہ عورتیں اپنے شوہروں کے سوا کسی کو نہ دیکھیں گی۔ اور روایت میں ہے کہ جنتی عورتیں اپنے شوہروں سے کہیں گی مجھے عظمت وجلال والے پروردگار کی قسم جنت میں کوئی شے بھی مجھے آپ سے بڑھ کر اچھی نہیں دکھائی دیتی تو اس پروردگار کے لئے ستائش ہے جس نے تمہیں میرا شوہر بنایا اور مجھے تمہاری زوجہ بنایا۔

لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ۔ نہ ان سے پہلے انہیں چھوا کسی آدمی اور نہ جن نے۔

قال ابن عباس لم یفضھن قبل ازواجھن انس و لا جان۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ ان سے ان کے شوہروں سے پہلے کسی انسان اور نہ ہی جن نے ان سے مباشرت کی ہوگی اور اس میں اشارہ ہے کہ ھو کی ضمیر ان کے شوہروں کے لئے ہے اور اس پر قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ۔ بھی دال ہے۔

و قیل ان التعبیر به الاشارة الی انھن یوجدن ابکاراً کلما جومعن۔

اور کہا گیا اس کی تعبیر یہ ہے جو کہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ جب بھی جنتی شوہر ان ہی بیبیوں سے مجامعت کریں گے انہیں باکرہ پائیں گے اور طمث (خروج وقت جماع باکرہ عورت کا پردہ بکارت زائل ہونے پر خون کا نکلنا) کی نفی انسانوں اور جنوں سے ظاہر ہے اور حمزہ بن حبیب رحمہ اللہ کا قول ہے کہ جنوں کے لئے جنت میں قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ان کی اپنی جنس سے جن عورتیں ہوں گی اور انسانوں کے لئے ان کی تو اس تقدیر پر معنی یہ ہوں گے کہ انسانی عورتوں سے کسی انسان نے اور جنی عورتوں سے کسی جن نے ان کے شوہروں سے پہلے انہیں نہ چھوا ہوگا اور طبرسی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ آیا یہ عورتیں حور ہوں گی یا انسانی عورتیں اور یہ امر بعید نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ جنت میں انسانوں کے لئے ان کی ہمشکل حوریں پیدا فرمائے اور بعض نے کہا انسانی عورتیں جنت میں ایک نوع ہوں گی اور حوریں دوسری نوع اور یونہی جنی عورتیں ایک نوع اور حوریں دوسری نوع۔ اور ہر نوع اس کے ہم شکل وہم جنس کو عطا کی جائے گی۔ یعنی انسانوں کو انسانی عورتیں اور حوریں اور جنوں کو جنی عورتیں اور حوریں اور ان دونوں مشترک نوعوں کو ان کے جنتی شوہروں سے پہلے کسی نے ہاتھ نہ لگایا ہوگا۔ عینی رحمہ اللہ نے شرح بخاری میں امام ابو یوسف، امام محمد ابن ابی لیلیٰ اور امام اوزاعی رضی اللہ عنہم اور اکثر علماء سے نقل کیا ہے کہ جنات اطاعت پر ثواب

Marfat.com

دیئے جائیں گے اور معصیت پر عقوبت پائیں گے اور جنت میں داخل ہوں گے جیسا کہ ظاہر ہے کہ وہ بھی قیامت کے دن انسانوں کی طرح ہوں گے اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے تین روایتیں ہیں:

اول:- یہ کہ جنات کے لئے ثواب نہیں ہے مگر یہ کہ آگ سے نجات پا جائیں گے پھر ان سے کہا جائے گا کہ دوسرے حیوانات کی طرح مٹی ہو جاؤ۔

دوم:- بے شک وہ اہل جنت سے ہیں اور ان کے لئے ثواب اس سے زائد نہ ہوگا کہ صرف وہ جنت میں داخل ہوں۔

سوم:- توقف ہے۔

کروری رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اکثر روایات اور ابی اسحق بن الصفار رحمہ اللہ کے فتاویٰ میں ہے کہ امام (ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ) نے فرمایا وہ (جنات) نہ جنت میں ہوں گے اور نہ ہی دوزخ کی آگ میں اور ہاں اللہ ہی کو بہتر معلوم ہے اور امام مالک رضی اللہ عنہ اور علماء کے ایک گروہ سے منقول ہے کہ جنات جنت کے ریض (بعض حصوں یا درمیانی حصوں یا فصیل یا گرد و نواح یا بڑے درختوں) میں ہوں گے اور ایک قول ہے کہ جنات ہی اصحاب الاعراف ہیں اور ضحاک رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جنات کو خاص ذکر و تسبیح الہام ہوگی تو وہ اس سے لذت پائیں گے اسی طرح جس طرح بنی آدم جنت میں جنت کی نعمتوں سے مزہ پائیں گے اور جنات کے دخول جنت کے مسئلہ پر ایک قول ہے کہ ہم جنت میں انہیں دیکھیں گے لیکن جنات ہمیں (انسانوں) کو نہیں دیکھیں گے اور دنیا کے احوال کا عکس ہوگا یعنی دنیا میں ہم انہیں نہیں دیکھتے تھے جبکہ وہ ہمیں دیکھتے اور جنت میں وہ ہمیں نہیں دیکھیں گے اور ہم انہیں دیکھیں گے۔ واللہ اعلم۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۷﴾

تو تم اپنے پروردگار کی کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

دنیا میں بھی عورتوں کی تخلیق تسکین و راحت کے لئے جیسا کہ ارشاد ہے: لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَیْهَا اور نیک، باحیا، وفا شعار عفت مآب بیوی دنیا میں جنت ہے اور عظیم نعمت ہے اور جنتی عورت تو جنتی عورت ہے وہ اپنے شوہروں کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور ایسا باعث تسکین و راحت ہوں گی کہ چشم تصور میں ممکن نہیں ایسی عورتوں کا ذکر کر کے قبول حق اطاعت و فرماں برداری کی طرف رغبت دلائی گئی ہے اور ارشاد مکرر ہے کہ کیا تمہیں اس امر کی نعمت عظمیٰ ہونے سے انکار ہے؟

كَاَنَّهُنَّ الْیَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۵۸﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۹﴾

گویا وہ لعل اور مونگا ہیں۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

كَاَنَّهُنَّ الْیَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۵۸﴾۔ گویا وہ لعل اور مونگا ہیں۔

یا تو یہ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ کی صفت ہے یا ان کی جیسا کہ پہلے گزرا، ان کی حالت و کیفیت ہے۔ یعنی یاقوت و مرجان کے ساتھ تشبیہ و مشابہت ہے قتادہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ اس آیت میں عورتوں کو یاقوت کی صفائی اور موتیوں کی سفیدی سے تشبیہ دی گئی ہے اور ایک قول ہے کہ چہرے کی سرخی میں یاقوت سے اور چہرے کی سفیدی میں چھوٹے چھوٹے چمکدار موتیوں سے (مرجان) سے ملتی جلتی ہوں گی اور قتادہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ خوش رنگی و صفائی میں یاقوت کی مثل اور سرخی میں مرجان کی مانند ہوں گی۔ حاکم و بیہقی نے ابی سعید سے روایت کی ہے کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد

Marfat.com

20B

باری گاَنَّهُنَّ کے ضمن میں فرمایا۔ جب جنتی مرد حور جنت (جنتی عورت) کے چہرے میں اس کے رخسار کو دیکھے گا تو وہ شیشے سے زیادہ شفاف وصاف ہوگا اور اگر وہ عورت ادنیٰ موتی پہنے ہوگی تو اس سے مشرق ومغرب کے درمیان سبھی روشن و چمک اٹھے گا اور اگر اس کے بدن پر ستر جوڑے ہوں گے تو نگاہ ان میں سے گزر کر اس حور کے پنڈلی کا مغز اس طرح نظر آتا ہے جس طرح آبگینہ کی صراحی میں سرخ شراب نظر آتی ہے۔ یعنی صفائے بدنی کی یہ کیفیت ہوگی۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۵۹﴾

تو تم اپنے رب کی کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

اس شان کی عورتیں اہل جنت پر عظیم انعام ہے اور منکروں کے لئے محرومی وحسرت، عذاب وعتاب کہ ہر لحظہ خرابی پر خرابی، ان کو دعوت فکر ورغبت مکرر ہے۔

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿۶۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۶۱﴾

نیکی کا بدلہ کیا ہے مگر نیکی۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿۶۰﴾۔ نیکی کا بدلہ کیا ہے مگر نیکی۔

جو مضمون پہلے گزرا اسی کو دہرایا گیا ہے یعنی عمل میں احسان کا صلہ یہی ہے کہ اسے ثواب میں احسان عطا ہو۔

و قیل المراد ماجزاء التوحید الا الجنة۔ اور کہا گیا کہ اس سے مراد یہ ہے توحید پر ایمان لانے کی جزا جنت کے سوا اور کیا ہے۔

یعنی جس نے دنیا میں نیکی کی اس کی جزا آخرت میں اللہ عزوجل کا احسان ہے جو حصول جنت ونعماء جنت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا قائل ہے اور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت پر عمل کرنے والا ہو اس کے لئے جزا جنت ہے۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۶۱﴾

تو تم اپنے پروردگار کی کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

اہل ایمان کے ساتھ وعدۂ احسان کا ذکر، عظیم نعمت ہے۔ جس سے مومنوں کے دلوں کو خوشی اور راحت ملی اور کفار پر واضح کیا ہے کہ جس طرح ایمان وطاعت کا ثمرہ بصورت احسان جنت ہے یونہی کفار ومنکرین کے کفر وطغیان کا بدلہ خسران و ہلاکت اور دوزخ ہے اور اس دنیا میں اس کی اطلاع نعمت بالائے نعمت ہے تو کیا کفار کو پھر بھی انکار ہے۔

وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ﴿۶۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۶۳﴾

اور ان کے سوا دو جنتیں اور ہیں۔ تو اپنے پروردگار کی کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ﴿۶۲﴾۔ اور ان کے سوا دو جنتیں اور ہیں۔

مبتدا اور خبر ہے یعنی ان دو جنتوں کے علاوہ۔ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ قدر ومنزلت کے لحاظ سے دو اور جنتیں بھی ہیں۔ ابن زید اور اکثر علماء نے کہا ہے کہ پہلی دو جنتیں (جن کا ذکر پہلے گزرا) سابقین (اسلام میں سبقت کرنے والوں) یا نیکیوں میں سبقت کرنے والوں) کے لئے ہیں اور یہ دونوں جنتیں دائیں ہاتھ والوں جن کے دائیں ہاتھ میں اعمال

Marfat.com

نامے دیئے جائیں گے۔ سعادت مند مومن کے لئے ہیں۔ ابن جریر رحمہ اللہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بروایت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اس آیت کے ضمن میں نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دو جنتیں سونے کی ہیں جو مقربین کیلئے ہیں (مہاجرین وانصار یا سبقت فی الاسلام والے) اور دو جنتیں چاندی کی ہیں جو دائیں جانب والوں کے لئے ہیں۔ حسن رحمہ اللہ کا قول ہے پہلی دونوں سابقین کے لئے اور دوسری دونوں تابعین کے لئے ہیں اور بعض علماء کا خیال ہے کہ پہلی دونوں اللہ عزوجل سے ڈرنے والوں کے لئے اور یہ دونوں ان کے اہل واولاد کے لئے ہوں گی جو ان کے ساتھ آملیں گے اور ایک قول ہے کہ پہلی دونوں جنتیں سونے چاندی کی اور یہ دونوں یاقوت وزبرجد کی ہوں گی۔

فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۳﴾

تو تم اپنے رب کی کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

حسب سابق ارشاد مکرر ہے۔

مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿۶۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۵﴾

نہایت سبزی سے سیاہی کی جھلک دے رہی ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿۶۴﴾۔ نہایت سبزی سے سیاہی کی جھلک دے رہی ہیں۔

یہ دونوں جنتوں کی صفت ہے۔ طبرانی میں ہے حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ مُدْهَآمَّتٰنِ سے کیا مراد ہے۔ تو ارشاد فرمایا: خضراوان نہایت سرسبز وشاداب۔ مجاہد وعکرمہ اور عطاء رحمہم اللہ سے بھی یہی منقول ہے۔

مُدْهَآمَّتٰنِ الدهمة سے ہے اور الدهمة اصل میں کہتے ہیں جیسا کہ راغب رحمہ اللہ کا قول ہے رات کی سیاہی کو اور جس کے ساتھ گھوڑے کی سیاہی کو تعبیر کرتے ہیں اور الدهمة سے اس سرسبزی کو تعبیر کرتے ہیں جس کی رنگت کامل ہو جاتی ہے یا جس طرح ان سبزیوں سے مراد لیتے ہیں جو ابھی رنگت میں کامل وتمام نہ ہوں مدھام بروزن مفعال ہے اور مدھام کہتے ہیں۔

اذا اسود او اشتدت خضرته۔ جب کوئی سبزی یا سرسبزی نہایت کو پہنچ کر سیاہی مائل ہو۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ یہ دونوں جنتیں خوب سرسبز وشاداب ہوں گی اور سبزی وغیرہ کی کثرت وبہتات ہوگی۔

فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۵﴾

تو تم اپنے پروردگار کی کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

جیسا کہ پیچھے گزرا، ارشاد مکرر ہے۔

فِيْهِمَا عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ﴿۶۶﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۷﴾

ان میں دو چشمے ہیں چھلکتے ہوئے۔ تو اپنے پروردگار کی کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

فِيْهِمَا عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ﴿۶۶﴾۔ ان میں دو چشمے ہیں چھلکتے ہوئے۔

فوارتان بالماء علی ما هو بظاهر و فی البحر النضخ فوران الماء۔

پانی کے دو چشمے جیسا کہ ظاہر ہے اور بحر میں ہے النضخ سے مراد پانی کے دو چشمے ان جنتوں میں پانی کے دو چشمے

Marfat.com

جاری ہوں گے اور چشموں کا پانی جب تیزی سے اچھلتا ہے اور بلند ہو کر گرتا ہے تو اس کے قطرے موتی کے دانوں کی طرح برستے نظر آتے ہیں جس سے چشموں کا حسن دوبالا ہو جاتا ہے اور یہ امر چشموں کے بارے میں معروف اور مشاہد ہے۔ ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جن میں ان دونوں چشموں سے مشک وعنبر کی بارش ہوگی جس طرح دنیا میں مینہ برستا تھا۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۷﴾

تو تم اپنے پروردگار کی کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

ارشاد مکرر ہے۔

فِیْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ﴿۶۸﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۹﴾

ان میں میوے، کھجور اور انار ہیں۔ تو اپنے پروردگار کی کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

فِیْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ﴿۶۸﴾۔ ان میں میوے، کھجور اور انار ہیں۔

فاکہہ پر آخری دونوں عطف ان کی فضیلت کے بیان کے لئے ہے جس طرح جبریل ومیکائیل علیہما السلام کا عطف فرشتوں پر فضیلت کے اظہار کے لئے ہے۔ حرف عطف مغایرت پر دال ہے جس کا مطلب ہے کہ کھجور اور انار فواکہ (میوے) سے بالکل الگ شے ہیں اور وہ فاکہہ میں داخل ہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب کوئی شخص قسم کھالے کہ وہ پھل (فَاكِهَةٌ) نہیں کھائے گا تو وہ انار اور کھجور کھالے وہ ہرگز قسم توڑنے والا نہ ہوگا۔ اور صاحبین نے اسے حانث ہی قرار دیا کیونکہ جنت کی کھجور اور اس کے انار اس کے علاوہ کوئی اور پھل ہیں جسے ہم نہیں جانتے یا پہچانتے۔

ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہم اللہ ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں کہ سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نظرت الی الجنة فاذا الرمانة من رمانها كمثل البعير المقتب۔ میں نے جنت کو دیکھا...... ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جنت میں شجر خرما کا تنا سبز زمرد کا اور پتے طلاء سرخ کے ہوں گے اور اس کے چھلکے سے اہل جنت کی پوشاک تیار ہوگی اور پھل مٹکے کی طرح ہوں گے رنگت میں دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے بڑھ کر شیریں اور مکھن سے زیادہ نرم اور بغیر گٹھلی کے ہوں گے۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ جڑیں اور تنے چاندی کے ہوں گے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ ان دونوں جنتوں میں پھلوں کی بہتات وکثرت ہوگی اور ہر قسم کے میوے اہل جنت کے لئے مہیا ہوں گے۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۹﴾

تو تم اپنے پروردگار کی کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

نعماء جنت کا ذکر فرما کر بطور ترغیب ارشاد مکرر ہے۔

فِیْهِنَّ خَیْرٰتٌ حِسَانٌ ﴿۷۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۱﴾

ان میں عورتیں ہیں عادت کی نیک، صورت کی اچھی پر تو تم اپنے پروردگار کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

فِیْهِنَّ۔ ان میں یعنی ان دونوں جنتوں میں ابن عمرو سے مروی ہے کہ خیرات خَیْرٰتٌ یا کے فتح کے ساتھ گویا کہ وہ جمع

Marfat.com

ہے خائرہ کی جس طرح فعلۃ کے وزن پر جمع آتی ہے ابن مقسم رحمہ اللہ نے خیرات کو یا کی تشدید سے پڑھا ہے خَیِّرٰاتٌ اور شائد اس کی اصل یہ اسم تفضیل ہے کہ وہ جمع نہیں آتا خصوصاً جب نکرہ ہو۔ ابوحیان رحمہ اللہ کا قول ہے کہ خیرۃ کی جمع ہے ابن جریر نے قتادہ رحمہم اللہ سے نقل کیا ہے کہ خیرات سے مراد الاخلاق ہیں یعنی اچھی اور نیک عادتیں۔ حِسَانٌ۔ قتادہ رحمہ اللہ سے مروی ہے حِسَانٌ کا مطلب ہے الوجوہ چہرے یعنی اچھی صورتیں۔

ایک اور قول ہے: ای حسان الخلق و الخلق یعنی عادت کی نیک، صورت وشکل کی اچھی۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ ان جنتوں میں اہل جنت کے لئے ایسی عورتیں ہوں گی جو ایک طرف حسن صورت کی حامل ہوں گی دوسری طرف خصلت وعادات کے لحاظ سے نیک اطوار ہوں گی۔

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۱﴾

تو تم اپنے پروردگار کی کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

ارشاد مکرر ہے۔

حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ ﴿۷۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۳﴾

حوریں ہیں خیموں میں پردہ نشین۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

حُوْرٌ، خَيْرٰتٌ سے بدل ہے اور اس کی واحد حوراء اور یونہی اس کی واحد احور ہے والمراد بیض اور اس سے مراد سفیدی یا گوری رنگت ہے۔ ابن المنذر رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یونہی روایت کی ہے۔ ابن الاثیر رحمہ اللہ کا قول ہے: الحوراء ھی الشدیدة بیاض العین الشدیدة سوادھا۔ حوراوہ عورت ہے جس کی آنکھوں کی سفیدی خوب سفید اور سیاہی خوب سیاہ ہو۔

مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ ﴿۷۲﴾۔ خیموں میں پردہ نشین۔

ای مخدرات۔ یعنی پردے میں چھپی رہنے والیاں یقال امراة قصیرة و مقصورة ای مخدرة ملازمة لبیتھا لا تطوف فی اللطرق۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے پردہ نشین اور خانہ نشین عورتیں یعنی ایسی عورتیں جو اپنے گھروں ہی میں ٹھہریں اور راہوں پر نہ گھومیں۔ ابن جریر رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ مقصورات کا معنی ہے: قلوبھن و ابصارھن و نفوسھن علی ازواجھن۔ ان عورتوں کے دل اور ان کی آنکھیں اور ان کے نفوس فقط ان کے چہروں پر منحصر ہیں۔ خیام خیمہ کی جمع ہے اور مقصورات سے متعلق ہے اور بحر میں ہے: بیت من خشب و تمام و سائر الحشیش و اذکان من شعر فھوبیت و لا یقال لہ خیمہ ایسا گھر جو لکڑی اور سوکھی گھاس اور انگور کی بیل سے سارا ڈھکا ہو اور جب بالوں سے پتوں سے بیلوں سے بنا ہو۔ تو وہ بیت (گھر) کہلاتا ہے اور اسے خیمہ نہیں کہا جاتا اور ایک قول ہے: والخیام ھنا بیوت من لؤلؤ اور خیام سے یہاں مراد موتی کے بنے ہوئے گھر ہیں۔ بیہقی رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے خیمہ ایک اندر سے خالی موتی کا ہوگا جس کا بطن ایک فرسخ مربع ہوگا اور اس کے کواڑ سونے کے ہوں گے، جن کی تعداد چار ہزار ہوگی۔ ایک قول ہے کہ خیمہ ایک ہی موتی کا ہوگا جس میں موتیوں کے ساختہ ستر دروازے ہوں گے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ وہ عورتیں اپنے خیموں سے باہر نہیں نکلتیں یہ ان کی شرافت وکرامت وطہارت ہے۔

Marfat.com

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ

توتم اپنے پروردگار کی کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

ارشاد مکرر ہے۔

لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ

ان سے پہلے انہیں ہاتھ نہ لگایا کسی آدمی اور جن نے۔ تو اپنے پروردگار کی کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ۔ ان سے پہلے انہیں ہاتھ نہ لگایا کسی آدمی اور جن نے۔

طمث کے معنی خون یا حیض کے ہیں اس پر تفصیلی بحث فِیْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ کی تفسیر میں ہو چکی ہے۔

واضح تفسیر یہ ہے کہ جنتی مردوں سے پہلے ان عورتوں کو کسی نے ہاتھ نہ لگایا ہوگا۔ یعنی جن وانس میں سے کسی نے ان پر تصرف نہ کیا ہوگا۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ

توتم اپنے پروردگار کی کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

ارشاد مکرر ہے۔

مُتَّکِـِٕیْنَ عَلٰی رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِیٍّ حِسَانٍ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ

تکیہ لگائے ہوئے سبز بچھونوں اور منقش خوبصورت چاندنیوں پر۔ تو اپنے پروردگار کی کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

مُتَّکِـِٕیْنَ۔ تکیہ لگائے ہوئے۔

دونوں جنتوں کے ذکر کے ساتھ ضمیر اہل جنت کی طرف دلالت کر رہی ہے اور مطلب یہ ہے کہ ان جنتوں والے اس حالت میں نعمتوں سے نوازے جائیں گے یا انہیں نعمتیں (تہہ بند) عطا ہوں گی جبکہ وہ تکیہ لگائے آرام کر رہے ہوں گے۔

رَفْرَفٍ۔ یا تو اسم جنس ہے یا اسم جمع ہے جس کا واحد رفرفة ہے۔ خُضْرٍ۔ وصف ہے رَفْرَفٍ کا۔ خُضْرٍ کے معنی سبز رنگ کے ہیں اور راغب رحمہ اللہ کا قول ہے: ضرب من الثیاب مشبهة بالریاض ایک خاص قسم کے کپڑے کا بیان ہے جو باغ سے مشابہ ہوتا ہے۔

سعید ابن جبیر رحمہ اللہ کا قول ہے: الرفرف ریاض الجنة. رفرف جنت کی کیاری ہے (باغ ہے) حسن رحمہ اللہ کا قول ہے: رَفْرَفٍ خُضْرٍ سے مراد سبز بچھونے یا مسندیں ہیں۔

وَّعَبْقَرِیٍّ۔ هو منسوب الی عبقرتزعم العرب اسم بلد الجن فینسبون الیه کل عجیب و غریب من الفرش و غیرها فمعناهالشئ عجیب النادر۔

(عَبْقَرِیٍّ) عبقر کی طرف منسوب ہے۔ اہل عرب گمان کرتے ہیں کہ یہ جنوں کے شہر کا نام ہے تو وہ ہر عجیب وغریب شے کو خواہ وہ بچھونے سے متعلق ہوتی یا اس کے علاوہ، اسی کی طرف منسوب کرنے لگے تو عبقری کے معنی ہیں ایسی شے جو عجیب اور نادر ہو، حسان عبقری کی صفت ہے۔ بیہقی رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عَبْقَرِیٍّ حِسَانٍ سے مراد خوبصورت بچھونے ہیں اور قتیبی رحمہ اللہ کا قول ہے: منقش یا نقاشی والے دبیز ریشمی کپڑے کو عبقری کہتے ہیں۔

Marfat.com

واضح مفہوم یہ ہے کہ اہل جنت تکیوں پر آرام کرتے ہوں گے اور عیش کریں گے انہیں ایسے بچھونے میسر ہوں گے جو خوبصورت، منقش اور سبز رنگ کے نفیس ہوں گے۔ ان بچھونوں پر آرام کرتے ہوئے انہیں ہر قسم کا عیش و تنعم حاصل ہوگا۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۷۷﴾

تو تم اپنے پروردگار کی کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

ارشاد مکرر ہے۔

تَبٰرَکَ اسْمُ رَبِّکَ ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ ﴿۷۸﴾۔

بڑی برکت والا ہے تمہارے رب کا نام جو عظمت بزرگی والا۔

تَبٰرَکَ اسْمُ رَبِّکَ۔ بڑی برکت والا ہے تمہارے رب کا نام۔

او قیل: الاسم بمعنی الصفة لانها علامة علی موصوفها اور کہا گیا ہے کہ اسم صفت کے معنی میں ہے کیونکہ وہ موصوف کی عظمت پر علامت ہے۔ اور ایک قول ہے:

هو بمعنی المسمی۔ وہ مسمی کے معنی پر ہے۔ یعنی پروردگار کا نام جو اس کی عظمت ذات پر دلالت کرتا ہے، بڑا برکت والا ہے۔ جب عظمت اسم رب یہ ہے تو ذات پاک کی عظمتوں کی کیا شان ہوگی۔ ظاہر ہے مخلوق کے حیطۂ علم و ادراک سے ماوراء اور ہم یہی کہہ سکتے ہیں: سبحان ربی العظیم و سبحان ربی الاعلی لا اله الا الله۔ حدیث شریف میں وارد ہے: تعالٰی اسمهٗ۔ پروردگار کا نام بزرگی والا ہے۔

اور یہاں ایک معنی یہ بھی ہے کہ چونکہ سورۃ مبارکہ اللہ تعالٰی کے اسم الرحمٰن سے شروع ہوئی اس کا نام ہی جلیل و بزرگ ہے۔ جس نے تمام امور کی خبریں دیں جو آخرت میں جن و انس کو پیش آنے والی ہیں۔ اور اہل ایمان کی ذکر نعماء جنت سے تسکین و ترغیب فرمائی اور منکروں کو عذاب و عتاب کی ہولناکیوں کے بیان سے قبول کی طرف دعوت دی اور یہ اس کی نعمت ہے جس کا انکار کیسے ممکن ہے۔

ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ ﴿۷۸﴾۔ عظمت اور بزرگی والا۔

یہ پروردگار جل وعلا کی صفت ہے اور ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یَا ذَا الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ کا ہمیشہ ذکر کرتے رہو۔ یہ اسم اعظم بھی کہا گیا ہے اور قبولیت دعا کے لئے حتمی اثر رکھتا ہے۔

بحمدہ تعالٰی آج سورہ الرحمٰن کی تفسیر تمام ہوئی

۳۰/ اگست ۱۹۸۸ء بمطابق ۱۵ محرم الحرام ۱۴۰۹ھ

سورۃ واقعہ

یہ سورہ مبارکہ مکیہ ہے۔ جیسا کہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے الدلائل وغیرہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے اور بعض نے ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۙ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۔ ان آیات کا استثناء کیا ہے۔ اس میں چھیانوے آیات اور تین رکوع۔ قراء حجاز وشام کے نزدیک آیات کی تعداد ۹۹ ہے۔ جب کہ قراء بصرہ کے نزدیک تعداد ۹۷ ہے لیکن قراء کوفہ کے نزدیک سورۂ مبارکہ کی تعداد آیات ۹۶ ہے۔ سورۂ واقعہ اور سورۂ رحمٰن دونوں جڑواں یا متحد (برادرانہ) سورتیں ہیں۔ اس لئے ان دونوں کے مضامین میں خوب مماثلت ومشابہت ہے۔ جیسے قیامت اور جنت دوزخ کے حالات وتذکار۔ اور بعض نے کہا کہ دونوں سورتوں کے مضامین کی ترتیب پہلی کے برعکس ہے۔ یعنی سورۂ رحمٰن میں اول ذکر قرآن، پھر شمس وقمر، نباتات پھر تخلیق جن و انس پھر قیامت اور دوزخ کا بیان، پھر جنت کی توصیف ہے۔ جب کہ سورۂ واقعہ میں ابتدا ذکر قیامت سے ہے، پھر جنت و دوزخ کی توصیف ہے۔ پھر تخلیق انسانی، نباتات پانی، آگ اور ستاروں کا ذکر ہے۔ البتہ سورۂ رحمٰن کے برعکس یہاں شمس وقمر کا تذکرہ نہیں ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جس نے ہر شب سورۂ واقعہ پڑھی اسے کبھی بھی فاقہ نہ پہنچے گا۔ ابن عساکر رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح روایت مرفوعاً نقل کی ہے۔ اور ابن مردویہ رحمہ اللہ نے بواسطہ انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: سورۂ واقعہ تونگری (خوشحالی) کی سورت ہے تو تم اسے تلاوت کیا کرو اور اپنی اولاد کو سکھاؤ اور دیلمی رحمہ اللہ نے انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے اپنی عورتوں کو سورۂ واقعہ سکھاؤ کیونکہ یہ سورۂ مبارکہ غنی کرنے والی ہے۔

Marfat.com

سورة الواقعه مكية

اس سورت میں تین رکوع اور چھیانوے آیات اور تین سو اٹھہتر کلمے اور ایک ہزار سات سو تین حروف ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع ـ سورۃ الواقعہ ـ پ ۲۷

اِذَا وَقَعَتِ الۡوَاقِعَۃُ ۙ﴿۱﴾	جب ہولے گی وہ ہونے والی
لَیۡسَ لِوَقۡعَتِہَا کَاذِبَۃٌ ۘ﴿۲﴾	اس وقت اس کے ہونے میں کسی کو انکار کی گنجائش نہ ہوگی
خَافِضَۃٌ رَّافِعَۃٌ ۙ﴿۳﴾	کسی کو پست کرنے والی کسی کو بلندی دینے والی
اِذَا رُجَّتِ الۡاَرۡضُ رَجًّا ۙ﴿۴﴾	جب زمین کانپے گی تھرتھرا کر
وَّ بُسَّتِ الۡجِبَالُ بَسًّا ۙ﴿۵﴾	اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے چورا ہو کر
فَکَانَتۡ ہَبَآءً مُّنۡۢبَثًّا ۙ﴿۶﴾	تو ہو جائیں گے جیسے روزن کی دھوپ میں غبار کے باریک ذرے پھیلے ہوئے
وَّ کُنۡتُمۡ اَزۡوَاجًا ثَلٰثَۃً ؕ﴿۷﴾	اور تم تین قسم کے ہو جاؤ گے
فَاَصۡحٰبُ الۡمَیۡمَنَۃِ ۬ۙ مَاۤ اَصۡحٰبُ الۡمَیۡمَنَۃِ ؕ﴿۸﴾	تو داہنی طرف والے کیسے داہنی طرف والے
وَ اَصۡحٰبُ الۡمَشۡـَٔمَۃِ ۬ۙ مَاۤ اَصۡحٰبُ الۡمَشۡـَٔمَۃِ ؕ﴿۹﴾	اور بائیں طرف والے کیسے بائیں طرف والے
وَ السّٰبِقُوۡنَ السّٰبِقُوۡنَ ﴿ۚۙ۱۰﴾	اور جو سبقت لے گئے وہ تو سبقت ہی لے گئے
اُولٰٓئِکَ الۡمُقَرَّبُوۡنَ ﴿ۚ۱۱﴾	وہی مقرب بارگاہ ہیں
فِیۡ جَنّٰتِ النَّعِیۡمِ ﴿۱۲﴾	چین کے باغوں میں
ثُلَّۃٌ مِّنَ الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿ۙ۱۳﴾	اگلوں میں سے ایک گروہ
وَ قَلِیۡلٌ مِّنَ الۡاٰخِرِیۡنَ ﴿ؕ۱۴﴾	اور پچھلوں میں سے تھوڑے
عَلٰی سُرُرٍ مَّوۡضُوۡنَۃٍ ﴿ۙ۱۵﴾	جڑاؤ تختوں پر ہوں گے
مُّتَّکِئِیۡنَ عَلَیۡہَا مُتَقٰبِلِیۡنَ ﴿۱۶﴾	ان پر تکیہ لگائے ہوئے آمنے سامنے
یَطُوۡفُ عَلَیۡہِمۡ وِلۡدَانٌ مُّخَلَّدُوۡنَ ﴿ۙ۱۷﴾	ان کے گرد لئے پھریں گے ہمیشہ رہنے والے لڑکے
بِاَکۡوَابٍ وَّ اَبَارِیۡقَ ۬ۙ وَ کَاۡسٍ مِّنۡ مَّعِیۡنٍ ﴿ۙ۱۸﴾	کوزے اور آفتابے اور جام اور آنکھوں کے سامنے بہتی شراب
لَّا یُصَدَّعُوۡنَ عَنۡہَا وَ لَا یُنۡزِفُوۡنَ ﴿ۙ۱۹﴾	کہ اس سے نہ انہیں دردسر ہو نہ ہوش میں کوئی فرق آئے
وَ فَاکِہَۃٍ مِّمَّا یَتَخَیَّرُوۡنَ ﴿ۙ۲۰﴾	اور میوے جو پسند کریں

Marfat.com

وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿٢١﴾	اور پرندوں کا گوشت جو چاہیں
وَحُوْرٌ عِيْنٌ ﴿٢٢﴾	اور بڑی آنکھ والی حوریں
كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ﴿٢٣﴾	جیسے چھپائے رکھے ہوئے موتی
جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٢٤﴾	صلہ ان کے اعمال کا
لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ﴿٢٥﴾	ان میں نہ سنیں گے کوئی بیکار بات نہ گنہگاری
اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ﴿٢٦﴾	ہاں یہ کہنا ہوگا سلام سلام
وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ﴿٢٧﴾	اور داہنی طرف والے کیسے داہنی طرف والے
فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ﴿٢٨﴾	بے کانٹوں کی بیریوں میں
وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ﴿٢٩﴾	اور کیلے کے گچھوں میں
وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ﴿٣٠﴾	اور ہمیشہ کے سائے میں
وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ ﴿٣١﴾	اور ہمیشہ جاری پانی میں
وَّفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ ﴿٣٢﴾	اور بہت سے میووں میں
لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ ﴿٣٣﴾	جو نہ ختم ہوں نہ روکے جائیں
وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ﴿٣٤﴾	اور بلند بچھونوں میں
اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ﴿٣٥﴾	بے شک ہم نے ان عورتوں کو اچھی اٹھان اٹھایا
فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ﴿٣٦﴾	تو انہیں بنایا کنواریاں اپنے شوہر پر پیاریاں
عُرُبًا اَتْرَابًا ﴿٣٧﴾	انہیں پیار دلاتیاں ایک عمر والیاں
لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿٣٨﴾	داہنی طرف والوں کے لئے

حل لغات پہلا رکوع - سورۃ الواقعہ - پ ۲۷

اِذَا - جب	وَقَعَتِ - ہولے گی	الْوَاقِعَةُ - ہونے والی	لَيْسَ - نہیں کوئی
لِوَقْعَتِهَا - اس کے ہونے کو	كَاذِبَةٌ - جھٹلانے والی	خَافِضَةٌ - نیچا کرنے والی	رَّافِعَةٌ - بلند کرنے والی
اِذَا - جب	رُجَّتِ - کانپے گی	الْاَرْضُ - زمین	رَجًّا - تھرتھرا کر
وَّ - اور	بُسَّتِ - ریزہ ریزہ ہو جائیں	الْجِبَالُ - پہاڑ	بَسًّا - چورا ہو کر
فَكَانَتْ - تو ہو جائیں گے	هَبَآءً - غبار	مُّنْبَثًّا - پھیلا ہوا	وَّ - اور
كُنْتُمْ - ہو جاؤ گے تم	اَزْوَاجًا - گروہ	ثَلٰثَةً - تین	فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ - تو
داہنی جانب والے	مَآ - کیا ہیں	اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ - داہنی جانب والے	
وَ - اور	اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ - بائیں جانب والے	مَآ - کیا ہیں	
اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ - بائیں جانب والے	وَ - اور	السّٰبِقُوْنَ - آگے آنے	

والے ہی   السّٰبِقُوْنَ۔ آگے آنے والے ہیں   اُولٰٓئِكَ۔ یہی لوگ

الْمُقَرَّبُوْنَ۔ مقرب ہیں   فِیْ۔ بیچ   جَنّٰتِ۔ جنت   النَّعِیْمِ۔ نعمت والی کے

ثُلَّةٌ۔ ایک گروہ   مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ۔ پہلوں سے   وَ۔ اور   قَلِیْلٌ۔ تھوڑے

مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ۔ پچھلوں سے   عَلٰی۔ اوپر   سُرُرٍ۔ تختوں

مَّوْضُوْنَةٍ۔ جڑاؤ کے   مُّتَّكِـِٕیْنَ۔ تکیہ لگائے ہوں گے   عَلَیْهَا۔ اس پر

مُتَقٰبِلِیْنَ۔ آمنے سامنے   یَطُوْفُ۔ پھیریں گے   عَلَیْهِمْ۔ ان پر   وِلْدَانٌ۔ لڑکے

مُّخَلَّدُوْنَ۔ ہمیشہ رہنے والے   بِاَكْوَابٍ۔ کوزے   وَّ۔ اور

اَبَارِیْقَ۔ آفتابے   وَ۔ اور   كَاْسٍ۔ جام   مِّنْ مَّعِیْنٍ۔ خالص شراب

کے   لَّا۔ نہ   یُصَدَّعُوْنَ۔ سر درد کئے جائیں

عَنْهَا۔ اس سے   وَ۔ اور   لَا۔ نہ   یُنْزِفُوْنَ۔ ہوش میں فرق

آئے   وَ۔ اور   فَاكِهَةٍ۔ میوے   مِّمَّا۔ جو وہ

یَتَخَیَّرُوْنَ۔ پسند کریں   وَ۔ اور   لَحْمِ۔ گوشت   طَیْرٍ۔ پرندوں کا

مِّمَّا۔ جس سے   یَشْتَهُوْنَ۔ وہ چاہیں   وَ۔ اور   حُوْرٌ۔ حوریں

عِیْنٌ۔ بڑی آنکھ والیں   كَاَمْثَالِ۔ جیسے   اللُّؤْلُؤِ۔ موتی   الْمَكْنُوْنِ۔ چھپائے گئے

جَزَآءًۢ۔ بدلہ   بِمَا۔ اس کا جو   كَانُوْا۔ تھے وہ   یَعْمَلُوْنَ۔ عمل کرتے

لَا۔ نہ   یَسْمَعُوْنَ۔ سنیں گے   فِیْهَا۔ اس میں   لَغْوًا۔ بیہودہ بات

وَّ۔ اور   لَا۔ نہ   تَاْثِیْمًا۔ گناہ کی بات   اِلَّا۔ مگر

قِیْلًا۔ کہنا   سَلٰمًا۔ سلام   سَلٰمًا۔ سلام   وَ۔ اور

اَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ۔ دائیں جانب والے   مَآ۔ کیا ہیں   اَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ۔ دائیں

جانب والے   فِیْ۔ بیچ   سِدْرٍ۔ بیریوں   مَّخْضُوْدٍ۔ بے کانٹے کے

وَّ۔ اور   طَلْحٍ۔ کیلے   مَّنْضُوْدٍ۔ تہ بہ تہ   وَّ۔ اور

ظِلٍّ۔ سائے   مَّمْدُوْدٍ۔ لمبے   وَّ۔ اور   مَآءٍ۔ پانی

مَّسْكُوْبٍ۔ گرتا ہوا   وَّ۔ اور   فَاكِهَةٍ۔ پھل   كَثِیْرَةٍ۔ بہت

لَّا۔ جو نہ   مَقْطُوْعَةٍ۔ ختم ہوں   وَّ۔ اور   لَا۔ نہ

مَمْنُوْعَةٍ۔ روکے جائیں   وَّ۔ اور   فُرُشٍ۔ بچھونے   مَّرْفُوْعَةٍ۔ بلند

اِنَّآ۔ بے شک ہم نے   اَنْشَاْنٰهُنَّ۔ ان کو اچھی اٹھان اٹھایا   اِنْشَآءً۔ اچھا بنانا

فَجَعَلْنٰهُنَّ۔ پھر بنایا ہم نے ان کو   اَبْكَارًا۔ کنواریاں   عُرُبًا۔ پیار کرنے والی

اَتْرَابًا۔ ہم عمر   لِّاَصْحٰبِ الْیَمِیْنِ۔ واسطے دائیں جانب والوں کے

Marfat.com

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع - سورۃ الواقعہ - پ ۲۷

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝۱ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۝۲ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۝۳

جب ہولے گی وہ ہونے والی۔ اس وقت اس کے ہونے میں کسی کو انکار کی گنجائش نہ ہوگی۔ کسی کو پست کرنے والی، کسی کو بلندی دینے والی۔

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝۱ ۔ جب واقعہ ہوگی وہ واقع ہونے والی۔

ای اذا حدثت القیامة علی ان (وَقَعَتِ) بمعنی حدثت و (الْوَاقِعَةُ) علم بالغلبه و منقول للقیامة و صرح ابن عباس بانها من اسماء ها۔

یعنی جب قیامت واقع ہوگی کیونکہ وَقَعَتِ ہونے والی کے معنوں میں ہے (حدث۔ضرور ہونے والی، واقع ہونے والی) اور یہ امر یقینی ہے اور پکا ہے۔ اس لئے واقعہ فرمایا واقعہ قیامت کے لئے منقول ہے یعنی واقعہ سے مراد قیامت ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صراحت ہے کہ قیامت کے ناموں میں سے ایک نام واقعہ (ہونے والی) بھی ہے اور ضحاک رحمہ اللہ کا قول ہے الْوَاقِعَةُ سے مراد چیخ ہے اور وہ صور کا پھونکنا ہے۔

لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۝۲ ۔ جس کے واقع ہونے میں کسی کو انکار نہیں۔

لِوَقْعَتِهَا میں لام (ل) یا توقیت کے لئے ہے یا سببیہ ہے۔ تقدیر اول پر یہ معنی ہوں گے کہ جب قیامت کا وقوع ہوگا تو اس وقت کوئی انکار کرنے والا یا جھٹلانے والا نہ ہوگا اور تقدیر دوم پر مطلب یہ ہوگا کہ وقوع قیامت کی وجہ سے کوئی جھوٹ نہ بول سکے گا۔ یا واضح مفہوم یہ ہوگا کہ وقوع قیامت حق ہے۔ اور اس میں جھوٹ کی کوئی گنجائش نہیں۔

كَاذِبَةٌ ۔ اسم فاعل ہے اور موصوف محذوف کی صفت آیا ہے۔ تو معنی ہوں گے: ای نفس یعنی کوئی شخص بھی۔

واضح مفہوم یہ ہے جیسا کہ ایک قول میں ہے:

لیس فی وقت وقوعها نفس کاذبه فی شر من الاشیاء۔

یعنی قیامت کے وقوع کے وقت کسی بھی شخص کو چیزوں میں سے کسی بھی چیز کو جھٹلانے کی گنجائش نہ ہوگی۔

خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۝۳ ۔ کسی کو پست کرنے والی، کسی کو بلندی دینے والی۔

خبر مبتدا محذوف ای هی خافضة الاقوام رافعة الآخرین۔

یہ خبر اور مبتدا محذوف ہے یعنی یہ بعض قوموں کو ذلیل کرنے والی ہوگی اور بعض کو بلندی دینے والی۔ واضح مفہوم یہ ہے کہ جب قیامت واقع ہوگی تو اشقیاء و منکر و کفار ذلیل و رسوا، پست و خوار ہوں گے۔ اور سعادت مند، ایماندار اور اللہ عزوجل کے متواضع بندے اعلیٰ درجات پائیں گے اور اس روز بلند و بالا، سرخرو کامیاب و کامران ہوں گے۔ اور ایک قول ہے کہ کفار جہنم میں گر کر ذلیل و پست ہوں گے اور مومنین دخول جنت کے ساتھ اعلیٰ و بالا ہوں گے۔ اور ایک قول ہے کہ اہل معصیت پست ہوں گے اور اہل اطاعت بلند ہوں گے۔ ایک قول ہے کہ وہ لوگ جو دنیا میں اونچے تھے قیامت انہیں پست کر دے گی اور جو دنیا میں پستی میں تھے انہیں بلند کر دے گی۔ یعنی دنیا میں مغرور و متکبر، جابر و ظالم اور اونچا بننے والے قیامت کے روز پست و ذلیل ہوں گے۔ اور خاکسار متواضع اور عاجزی کرنے والے اعظم و بلند ہوں گے۔

Marfat.com

إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًّا ﴿٤﴾ وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ﴿٥﴾ فَكَانَتْ هَبَاءً مُّنْبَثًّا ﴿٦﴾

جب زمین کانپے گی تھرتھرا کر اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے چورا ہو کر، تو ہو جائیں گے جیسے روزن کی دھوپ میں غبار کے باریک ذرے۔

إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًّا ﴿٤﴾۔ جب زمین کانپے گی تھرتھرا کر۔

ای زلزلت و حرکت تحریکا شدیداً بحیث ینهدم مافوقها من بناء و جبل۔

یعنی زمین کو زلزلہ ہوگا اور انتہائی شدید حرکت کرے گی اور یہ حال ہوگا کہ جو کچھ زمین پر بنیاد ہوگا منہدم ہو جائے گا۔ اور پہاڑ ٹوٹ پھوٹ جائیں گے۔

وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ﴿٥﴾۔ اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے چورا ہو کر۔

ای فتت کما قال ابن عباس و مجاهد حتی صارت کالسویق الملتوت من لبس السویق اذا لته و قیل: سیقت و سیرت من اماکنها من بس الغنم اذا ساقها۔

یعنی ٹوٹ پھوٹ کر چورا ہو جائیں گے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد رحمہ اللہ کا قول ہے۔ ٹوٹ پھوٹ کر یوں ہو جائیں گے جس طرح گھولے ہوئے ستو کے دانے جب ستو شربت یا دودھ میں گھولے جائیں تو گھومتے یا چلتے ہیں اور ایک قول ہے کہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور اپنے اپنے مکانات (جگہوں) سے غبار کی طرح ہوا میں اڑتے پھریں گے یا اس طرح چلتے معلوم ہوں گے جس طرح بکریاں ہنکانے پر چلتی ہیں۔

فَكَانَتْ هَبَاءً مُّنْبَثًّا ﴿٦﴾۔ تو ہو جائیں گے جیسے روزن کی دھوپ میں غبار کے باریک ذرے۔

فَكَانَتْ۔ فصارت بسبب ذلک۔ هَبَاءً۔ غُباراً۔ مُّنْبَثًّا۔ متفرقاً والمراد مطلق الغبار عند الاکثرین، وقال ابن عباس: هو ما ینور مع شعاع الشمس اذا دخلت من کوة۔

یعنی اس وجہ سے پہاڑ اس طرح ہو جائیں گے۔ یعنی غبار ہو جائیں گے اور بکھرے ہوئے اور اکثر کے نزدیک اس سے (هَبَاءً) مراد مطلق ہے غبار، اور ابن عباس نے کہا پہاڑ اس طرح ہو جائیں گے جس طرح روشن دان سے سورج کی شعاع میں مٹی کے ذرات بکھرے اور متحرک نظر آتے ہیں۔

وَّكُنْتُمْ أَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ﴿٧﴾ فَأَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ مَا أَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ﴿٨﴾

اور تم تین قسم کے ہو جاؤ گے۔ تو داہنی طرف والے کیسے داہنی طرف والے اور بائیں طرف والے کیسے بائیں طرف والے۔

وَّكُنْتُمْ أَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ﴿٧﴾۔ اور تم تین قسم کے ہو جاؤ گے۔

خطاب للامة الحاضرة و الامم السالفة تغلیبا کما ذهب الیه الکثیر و قال بعضهم: خطاب للامة الحاضرة فقط۔

غالباً امت حاضرہ اور گزشتہ امتوں کو خطاب ہے۔ جیسا کہ اس کی طرف اکثر علماء گئے ہیں اور بعض نے کہا صرف امت حاضرہ کو خطاب ہے۔

اَزْوَاجًا۔ ای اَصَافاً یعنی صنف صنف یا قسم یا گروہ۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ امت حاضرہ اور گزشتہ امتیں تین قسم کی ہو جائیں گی یعنی تین الگ الگ گروہ ہو جائیں گے۔

فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۔تو داہنی طرف والے۔

تفصیل للازواج الثلاثة مع الاشارة الاجمالية الٰی احوالھم قبل تفصیلھا۔

تینوں اقسام کی اشارۂ اجمالیہ کے ساتھ ان کے اچھے احوال کی طرف تفصیل ہے پیشتر اس کے کہ تفصیل کا بیان ہو۔

فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ کے بارے میں اقوال ہیں:

ا- فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ اصحاب المنزله السنية۔ دائیں طرف والے قدر و منزلت والے لوگ ہیں۔

ب- الذین یوتون صحائفھم بایمانھم۔ وہ لوگ جنہیں ان کے اعمالنامے دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔

ج- اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ۔ اہل برکت ورحمت۔

د- السعداء۔ نیک بخت۔

ھ- و ھؤلاء للجنه۔ یہی لوگ اہل جنت ہیں۔

مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ⑧ ۔کیسے داہنی طرف والے۔

یہ ان کی تعظیم شان کی طرف اشارہ ہے کہ کیا اچھے لوگ، نیک بخت اور جنت میں داخل ہونے والے ہیں۔

وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ⑨

اور بائیں جانب والے، کیسے بائیں طرف والے۔

وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۔اور بائیں طرف والے۔

اہل عرب بائیں ہاتھ کو شومی کہتے ہیں۔ والذین یوتونھا بشمائلھم۔ یعنی وہ لوگ جن کو ان کے اعمالنامے بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔ ایک قول ہے کہ مراد دوزخ میں جانے والے ہیں۔ اور ایک قول کہ شقی و بدبخت مراد ہیں۔ ایک قول ہے کہ جب ذریت کے خروج کے وقت یہ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے بائیں جانب تھے۔

مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ⑨ ۔کیسے بائیں طرف والے۔

مَآ۔ استفہامیہ ہے۔ اور سننے والوں کے لئے ان لوگوں کی کیفیت و حالت و بدبختی پر تعجب ہے اور ان کے نہایت برے حال پر ان کی تحقیر کے لئے فرمایا ہے، یہ لوگ کس قدر اور کیسے شقی، بدبخت، بے برکت اور منحوس ہیں اور اپنے کرتوتوں کی وجہ سے ذلت و رسوائی کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے۔

وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ⑩ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ⑪ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ⑫

اور جو سبقت لے گئے وہ تو سبقت ہی لے گئے۔ وہ مقرب بارگاہ ہیں چین کے باغوں میں۔

وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ⑩ ۔اور جو سبقت لے گئے وہ تو سبقت ہی لے گئے۔

ھو الصنف الثالث من الازواج الثلاثة و لعل تاخیر ذکرھم مع کونھم اسبق الاصناف و اقدمھم فی الفضل لیرون ذکرھم بیان محاسن احوالھم۔

Marfat.com

مذکورہ تین اقسام میں سے تیسری قسم (صنف) ہے اور شاید ان کے ذکر میں تاخیر ان کی اعلیٰ کیفیت وشان کے ساتھ اس لئے کی گئی ہے کہ وہ تمام صنفوں میں سبقت رکھتے ہیں اور بزرگی اور فضیلت میں پیشتر و پیش قدم ہیں۔ تا کہ ان کے تذکرہ کے ساتھ ہی ان کے حسن حال اور رفعت شان کا بیان ردیف (ہمراہ، ساتھ ہی) ہو جائے۔ سابقون کے تعین میں مختلف اقوال ہیں:

عکرمہ رضی اللہ عنہ کا قول یہ ہے: هم الذين سبقوا الى الايمان والطاعة عند ظهور الحق۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ظہور حق کے بعد ایمان اور اطاعت میں پیش قدمی کی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے: یہ آیت مبارکہ حزقیل مومن آل فرعون اور حبیب النجار جس کا ذکر سورۂ یٰسین میں ہے اور علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ اور گزشتہ امتوں کے تمام سبقت کرنے والوں کے بارے میں نازل ہوئی اور علی المرتضیٰ ان میں افضل ہیں۔

ایک قول یہ ہے: یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لانے کے بعد علوم یقینیہ سے اعلیٰ درجات و کمالات اور مراتب تقویٰ پر فائز ہوئے یا رسائی حاصل کی۔

اور ایک قول ہے: وہ انبیاء علیہم السلام کی جماعت ہے کیونکہ وہ اہل دین کے پیش رو اور امام ہیں۔

ابن سیرین رحمہ اللہ کا قول ہے: وہ لوگ ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے: وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہجرت کی طرف پہل کی۔

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قول ہے: وہ لوگ مراد ہیں جو پانچوں وقت نماز کی طرف پیش قدمی کرنے والے ہیں۔

ابو نعیم رضی اللہ عنہ اور محدث الدیلمی رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ وہ لوگ مراد ہیں جو سب سے پہلے مسجد کی طرف جائیں اور سب سے آخر نکلیں۔ ابن المنذر رحمہ اللہ نے عبادۃ ابن اسود مولیٰ عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ہمیں خبر ملی ہے کہ سابقون سے وہ لوگ مراد ہیں جو مسجدوں کی طرف پہل کرنے والے ہیں اور اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے سبقت کرنے والے ہیں۔ ضحاک رحمہ اللہ کا قول ہے جہاد میں سبقت کرنے والے مراد ہیں۔ ابن جبیر رحمہ اللہ کا قول ہے جو توبہ اور اعمال خیر کی طرف سبقت کرنے والے ہیں۔ کعب رحمہ اللہ نے کہا وہ لوگ اہل قرآن (علماء و حفاظ) ہیں اور بحر میں حدیث وارد ہے کہ سابقین کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا وہ لوگ ہیں جو قبول کر لیتے ہیں جب حق مانگا جائے گا اور جب اس کا سوال کیا جائے تو بخوشی مال و جان لٹا دیتے ہیں اور لوگوں کے لئے وہی حکم کرتے ہیں جس کا کہ اپنی جان کے لئے حکم چاہتے ہیں اور ایک قول ہے کہ لوگ تین قسم کے ہیں: اول وہ لوگ جو ساری زندگی نیکی پر قائم و دائم رہے۔ یہاں تک کہ دنیا سے رحلت کی تو یہ سابقین ہیں اور دوم وہ لوگ جن کی زندگی گناہوں اور لمبی غفلت میں گزری پھر انہوں نے توبہ کر لی اور راہ حق پر قائم ہو گئے۔ تو یہ اصحاب الیمین (دائیں جانب والے) ہیں اور قسم سوم وہ لوگ ہیں جن کی پوری زندگی شر (خرابیوں، بغاوتوں) میں گزری اور وہ اسی حالت کفر و ضلال پر ڈٹے رہے۔ یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو گئے تو یہ لوگ اصحاب الشمال (بائیں جانب والے) ہیں، تاہم علماء کی اکثریت اس طرف گئی ہے کہ سابقون سے یہاں مراد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں جو ہر امر خیر میں فضیلت سبقت رکھتے ہیں اور اس قرن میں سے گزرے ہیں جو خیر القرون (بہترین زمانہ) اور قرآن حکیم میں وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الخ (التوبہ) سے

Marfat.com

مراد بھی صحابہ کرام علیہم رضوان ہیں اور بعض نے کہا، وہ جنہوں نے بدر و بیعت رضوان میں شرکت کی اور بعض نے کہا، بعد میں قیامت تک آنے والے لوگ جو صحابہ علیہم رضوان کی راہ پر چلیں وہ بھی شامل ہیں۔ دوسری جگہ سورۃ الانبیاء میں ارشاد ہے: اِنَّ الَّذِیۡنَ سَبَقَتۡ لَہُمۡ مِّنَّا الۡحُسۡنٰۤی الخ یہاں بھی مراد صحابہ کرام علیہم رضوان ہیں مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ارشاد ہے کہ میں بھی انہی لوگوں میں سے ہوں اور ابوبکر، عمر، عثمان، طلحہ، زبیر، سعد، ابوعبیدہ، سعید اور عبدالرحمٰن بن عوف بھی انہی لوگوں سے ہیں جن سے آیت میں وعدۂ کرم ہے "سبقت" کے الفاظ سے سابقون کی تشریح ہوگئی۔ واللہ اعلم۔

اُولٰٓئِکَ الۡمُقَرَّبُوۡنَ ﴿۱۱﴾۔ وہی مقرب بارگاہ ہیں۔

اُولٰٓئِکَ۔ یعنی سابقین۔

الۡمُقَرَّبُوۡنَ من القربة بمعنى الحظوة اى اولئک الموصوفون بذلک النعت الجليل الذين نالوا حظوة و مكانة عند الله تعالٰى و قال غير واحد: المراد الذين قربت الى العرش العظيم درجاتهم۔

قربت سے یہاں مراد بہرہ مند ہونا یا پانے کے ہیں یا حاصل کرنے کے لئے ہیں۔ یعنی وہی لوگ اس عالیشان اور غایت درجہ تعریف کے ساتھ موصوف ہونے والے ہیں جس سے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک منزلت پائیں گے اور بعض کا قول ہے کہ مراد وہ لوگ ہیں جو عرش عظیم کے پاس درجات و منزلت پائیں گے یعنی سابقون کے لئے ان کے پروردگار عزوجل کے ہاں اعلیٰ عظیم درجات و مراتب ہوں گے۔

فِیۡ جَنّٰتِ النَّعِیۡمِ ﴿۱۲﴾۔ چین کے باغوں میں۔

اى كائنين فِیۡ جَنّٰتِ النَّعِیۡمِ۔

یعنی نعمت و آرام والے باغوں میں رہیں گے یہ سابقین کی طرف اشارہ ہے۔ اول فرمایا مقرب ہوں گے یعنی اللہ کے نزدیک اعلیٰ درجات و مراتب پائیں گے پھر فرمایا چین و سکون کے باغوں میں رہیں گے یعنی انہیں لذات روحانی بھی حاصل ہوگی اور لذات جسمانیہ بھی حاصل ہوگی اور کرم بالائے کرم ہوگا۔

ثُلَّۃٌ مِّنَ الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿۱۳﴾ وَ قَلِیۡلٌ مِّنَ الۡاٰخِرِیۡنَ ﴿۱۴﴾

اگلوں میں سے ایک گروہ اور پچھلوں میں سے تھوڑے۔

ثُلَّۃٌ مِّنَ الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿۱۳﴾۔ اگلوں میں سے ایک گروہ۔

ثُلَّۃٌ۔ خبر ہے اور مبتدا مقدر ہے یعنی (سابقون) تو معنی یہ ہوں گے اى هم ثُلَّۃٌ یعنی وہ لوگ ایک جماعت ہوں گے اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ مبتداء ہو اور خبر محذوف ہو تو معنی ہوں گے۔ یعنی ان میں سے (پہلے لوگوں میں سے) یا پہلے بھی خبر ہے اور دوبارہ بھی۔ تو مفہوم ہوگا: لاُولئک یعنی انہی لوگوں کے لئے اور ثُلَّۃٌ کے معنی کثیر یا بڑی جماعت کے ہیں یا جوش مارنے والا سمندر، مطلب بدرجہ غایت کثرت و اژدھام ہے۔ علامہ زمخشری رحمہ اللہ کا قول ہے: الامة من الناس الكثيرة ایسی جماعت جس میں لوگوں کی کثرت ہو اور اپنے قول کی تشریح کے لئے ایک شعر کہا:

وَجَاءَ ت اليهم (ثُلَّۃٌ) خندفيه بجيش كتيار من السيل مزيد

Marfat.com

21A

بہت بڑی جماعت انگوٹھوں کے بل ان کے پاس آئی ایک ایسے لشکر کے ساتھ جو اس طرح روانی ندی یا سیلاب لہریں مار رہا تھا جیسے تیز ندی یا سیلاب کا جھاگ۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ اگلوں میں سے ایک بہت بڑی جماعت۔ کچھ مفسرین کا خیال ہے کہ اگلوں سے مراد حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک کی امتوں کے لوگ جنہوں نے ایمان وطاعت میں سبقت کی لیکن یہ قول قوی نہیں کیونکہ امت محمدیہ فضل وکمالات میں گزشتہ امم سے کہیں بڑھ کر ہے۔ لہٰذا اولین سے مراد جمیع مفسرین کے نزدیک سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے پہلے لوگ یعنی حضرات صحابہ کرام اور تابعین عظام ہیں۔ تفسیر کبیر میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اولین وآخرین میری ہی امت کے لوگ ہیں۔ اور اولین سے بالاتفاق صدر اول خیر القرون کے لوگ ہیں۔ اور آیۃ مبارکہ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ اس پر شاہد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وَ قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۴﴾۔ اور پچھلوں میں سے تھوڑے۔

یعنی سابقین پچھلوں میں سے تھوڑے ہیں حدیث شریف میں ہے:

لما نزلت هذه الاية شق ذلک علی اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم فنزلت ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم انی لارجوان تکونوا ثلث اهل الجنة بل انتم نصف اهل الجنة۔

جب یہ آیۃ مبارکہ نازل ہوئی تو یہ اصحاب نبوی کو بہت شاق گزری تو دوسری آیت مبارکہ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ نازل ہوئی تو سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں امید کرتا تھا کہ تم اہل جنت کا تہائی ہو جاؤ گے۔ لیکن تم اہل جنت کا نصف ہو گے۔ یعنی جنت کی آدھی آبادی امت محمدیہ میں سے ہو گی۔ ابن مردویہ رحمہ اللہ کے نزدیک وَ قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ دوسری آیت کے ٹکڑے ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ سے منسوخ ہے۔ لیکن زمخشری رحمہ اللہ کے نزدیک منسوخ نہیں ہے اور انہوں نے انکار کیا۔ اور کہا کہ یہ روایت (متعلق بمنسوخ) درست نہیں۔ کیونکہ نسخ احکام میں ہوتا ہے اخبار میں نہیں ہوتا اور یہ واضح طور پر غیر غیبیہ استقبالیہ ہے اور کہا گیا ہے کہ اخبار متغیر میں نسخ صحیح ہے اگر مستقبل سے متعلق ہوں اس لئے کہ یہ جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ جس مقدر کو چاہے مٹا دے اور اخبار اس کے تتبع میں ہوں گے اور بیضاوی رحمہ اللہ کا بھی یہی خیال ہے جب کہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اخبار ماضی کے لئے بھی نسخ صحیح ہے۔ لیکن مذہب یہی ہے یا قول مختار یہ ہے کہ قلیل سابقون کے ساتھ خاص ہے جو آخرین میں سے ہوں گے اور ثُلَّةٌ ان آخرین سے متعلق ہے جو اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ سے ہوں گے اور سیاق کلام کا مقتضیٰ بھی یہی ہے۔ اور اس تقدیر پر نسخ کا قول بھی لاگو نہیں ہوتا۔ اور یہی تاویل صحیح ہے۔ واللہ اعلم

عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ﴿۱۵﴾ مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ﴿۱۶﴾ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ﴿۱۷﴾ بِاَكْوَابٍ وَّ اَبَارِيْقَ

جڑاؤ تختوں پر ہوں گے، ان پر تکیہ لگائے ہوئے آمنے سامنے ان کے گرد لئے پھریں گے ہمیشہ رہنے والے لڑکے، کوزے اور آفتابے۔

عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ﴿۱۵﴾۔ جڑاؤ تختوں پر ہوں گے۔

Marfat.com

21B

یہ مقربین (سابقون) کے حال کی طرف اشارہ ہے یا فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ کی کیفیت ہے۔ اور عکرمہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے: مشبکة بالدرو الیاقوت۔ یعنی ایسی مسہریاں یا پلنگ ہوں گے جن میں لعل و یاقوت یا موتی جڑے ہوں گے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ سونے کے تاروں سے منقش ہوں گے۔

مُّتَّکِـِٕیْنَ عَلَیْهَا مُتَقٰبِلِیْنَ ﴿۱۶﴾۔ ان پر تکیہ لگائے ہوئے آمنے سامنے۔

یہ بھی مقربین جو اہل جنت ہیں ان کے حال کی طرف اشارہ ہے مسہریوں پر ایک دوسرے کے بالمقابل تکیہ لگائے ہوں گے اور ایک دوسرے کی طرف پشت نہ کریں گے۔ جو محبت و ادب پر اور محبت میں بہترین اخلاق و حسن معاشرت پر دلالت کرتا ہے۔ اور ان کی باطنی صفائی کا واضح اظہار ہے۔

یَطُوْفُ عَلَیْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ﴿۱۷﴾۔ ان کے گرد لئے پھریں گے ہمیشہ رہنے والے لڑکے۔

یَطُوْفُ عَلَیْهِمْ۔ ان کے گرد پھریں گے حال اخری او استئناء ای یدور حولهم للخدمة۔

یہ دوسری حالت ہوگی یا الگ صورت ہوگی۔ یعنی وہ ان کے گرد خدمت کے لئے آتے جاتے رہیں گے۔

وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ﴿۱۷﴾۔ ہمیشہ رہنے والے لڑکے۔

ای مسبقون ابداً علی شکل الولدان وحد الوصافة لایتحولون عن ذلک۔

یعنی ہمیشہ لڑکوں کی شکل پر قائم رہیں گے اور ایک ہی وصف (صورت پر رہیں گے اور اس پر سے کبھی نہ پھریں گے ایک قول ہے کہ نہ مریں اور نہ ہی بوڑھے ہوں اور نہ ہی ان میں کوئی تبدیلی ظاہر ہوگی۔ حسن بصری رحمہ اللہ علیہ نے مولا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اہل دنیا کی اولاد ہوں گے جن کے لئے نیکیاں نہ ہوں گی کہ ثواب دیئے جائیں اور نہ ہی گناہ ہوں گے کہ عقوبت پائیں اور مشہور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کفار کی اولاد اہل جنت کی خدمت گار ہوگی اور طیبی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ روایت صحیح نہیں بلکہ وہ درست ہے جو اس کے خلاف ہے اور بخاری میں ہے کہ ایک بچہ فوت ہو گیا تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس کے لئے خوشخبری ہو، یہ تو جنت کی چڑیوں میں سے ایک چڑیا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم نہیں جانتیں کہ بلاشبہ اللہ نے جنت کو اور دوزخ کو پیدا کیا اور جنت کے لئے بھی اور دوزخ کے لئے بھی اس کے اہل پیدا کئے اور ایک روایت میں ہے انہیں (لوگوں) پیدا کیا ان دونوں کے لئے یعنی جنت یا دوزخ کے لئے حالانکہ وہ ابھی اپنے آباء کی صلبوں پشتوں میں تھے اور ابوداؤد میں ام المومنین رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! مشرکین کی اولاد (وہ بچے جو کم عمری، گویا حالت طفلی میں مر گئے اور تکلیف عمل یا گناہ یا ثواب تک نہ پہنچے) کا کیا ہوگا فرمایا کہ اپنے آباء کے حال پر ہوں گے میں نے عرض کی کہ بغیر عمل کے بھی!! فرمایا اللہ خوب جانتا ہے کہ کیا عمل کرنے والے ہوتے اور ایک قول ہے کہ روز قیامت ان کی جانچ ہوگی تو ان کے لئے آگ ظاہر ہوگی اور انہیں اس میں دخول کا حکم ہوگا جو کوئی اس میں داخل ہوگا اسے ٹھنڈی اور سلامتی والی پائے گا اور جنت میں داخل ہوگا اور جو کوئی انکار کرے گا وہ تمام کفار کے ہمراہ جہنم میں داخل ہوگا اور ایک غریب قول ہے کہ وہ دوبارہ اٹھنے پر مٹی بنا دیئے جائیں گے جس طرح کہ چوپایوں کے ساتھ ہوگا۔ یہ مسئلہ ظنی ہے اور احادیث اس بات میں متعارض ہیں اور اکثر اصحاب رحمہم اللہ ان کے دخول جنت کی طرف گئے ہیں۔ ذات باری کے فضل و رحمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور حقیقت اللہ ہی کو معلوم ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے

روایت کیا ہے کہ ادنٰی درجہ کے جنتی شخص کے لئے ہزار خادم ہوں گے۔

بِاَكْوَابٍ وَّ اَبَارِيْقَ ۙ وَ كَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ۙ﴿۱۸﴾ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَ لَا يُنْزِفُوْنَ ۙ﴿۱۹﴾

کوزے اور آفتابے اور جام آنکھوں کے سامنے بہتی شراب کہ اس سے نہ انہیں سر درد ہو نہ ہوش میں فرق آئے۔

بِاَكْوَابٍ وَّ اَبَارِيْقَ ۙ۔کوزے اور آفتابے۔

بِاَكْوَابٍ۔اکواب کُوبٌ کی جمع ہے عکرمہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے: انها الاقداح بے شک وہ پیالے ہیں۔اور ایک قول ہے: بآنية لا عرالها و لا خراطيم ایسے برتنوں کے ساتھ جن کے قبضے اور ٹونٹیاں نہ ہوں۔

اَبَارِيْقَ ۙ۔آفتابے۔

ابریق کی جمع ہے (و هو اناء له خرطوم) اور وہ برتن ہیں جن کی ٹونٹیاں ہوں۔اور ایک قول ہے۔اور وہ لوٹے ہیں دستے والے۔بحر میں ہے کہ اباریق شراب کے برتنوں میں سے ہیں۔عدی بن زید کا شعر ہے۔

وَ دُعُوْا بالصبوح يوماً فجاء ت فى قينة يحينها ابريق

اور وہ ایک روز صبح کی شراب پر بلائے گئے تو وہ گانے والی لونڈیوں کے ساتھ آئی جس کے دائیں ہاتھ میں آفتابہ تھا۔

ایک قول ہے ابریق ''آب ریزاری'' سے افعیل کے وزن پر معرب ہے تاہم ابریق سے مراد وہ برتن ہے جس میں شراب ڈالی جاتی ہو۔

وَ كَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۱۸﴾۔اور جام اور آنکھوں کے سامنے بہتی شراب۔

اى خمر جارية من العيون كما قال ابن عباس۔یعنی ان کی (جنتی لوگوں) کی آنکھوں کے سامنے بہتی شراب سے بھرے ہوئے جام، کاس اس برتن کو کہتے ہیں جس میں شراب ہو اور بعض نے کہا جنت کے چشموں سے جاری رہنے والی شراب جسے چشموں یا نہروں میں ملاحظہ کریں گے، اس سے مملو جام۔

لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا۔کہ اس سے انہیں سر درد نہ ہو۔

اى بسببها و حقيقته لا يصدر صداعهم عنها و المراد لايلحق رؤسهم صداع لاجل خمار يحصل منها كما فى خمور الدنيا۔

یعنی شراب پینے کے باعث یا اس کی تاثیر کے سبب انہیں اس سے بوجھ نہ ہوگا اور مطلب یہ ہے کہ جس طرح دنیا کی شراب سے دردِ سر ہوتا ہے جنت میں ان کے سروں کو یہ صورت لاحق نہ ہوگی اور ایک قول ہے: اى لا يتفرقون یعنی وہ متفرق نہیں ہوں گے ایک دوسرے کی مجلس میں مخل اور مداخلت نہ کریں گے۔کیونکہ ایسا سوءِ ادب ہے اور حسن معاشرت کے خلاف ہے۔اور جنت میں یہ امر یعنی ادب و حسن معاشرت لازم ہے۔

وَ لَا يُنْزِفُوْنَ ﴿۱۹﴾۔اور نہ ہوش میں فرق آئے۔

لاتذهب عقولهم بسكرها۔یعنی اس کے نشہ سے ان کی عقلیں پراگندہ نہ ہوں گی، جو اس سے مختل نہ ہوں گے، ابن ابی اسحاق نے يَنْزِفُوْنَ پڑھا ہے اس قراءت پر معنی ہوں گے: لا يغنى خمرهم یعنی ان کی شراب ختم نہ ہوگی ''مَّعِيْنٍ'' کے لفظ پر غور کریں تو وہ اس مفہوم کی تائید کرتا ہے۔کیونکہ جنت کی ہر نعمت دائمی لافانی ہے۔تاہم جمہور کی قراءت

Marfat.com

کے مطابق مفہوم یہی ہے کہ دنیا کی شراب کے برعکس فتور عقل نہ ہوگا۔

وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَ ﴿۲۰﴾ ۔اور میوے جو پسند کریں۔

ای یاخذون خیرہ و افضلہ و المراد مما یرضونہ۔

یعنی وہ اس میں سے بہتر پائیں گے اور مراد اس سے یہ ہے کہ جو کچھ وہ پسند کریں گے یا جس پر راضی ہوں گے، پھلوں میں سے پائیں گے۔ اہل جنت کی پسند کا لحاظ ان کی عظمت پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ عزوجل کے نزدیک ان کی پسند کس قدر اہم ہے جو یوں نوازے جائیں گے۔

وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ﴿۲۱﴾ ۔اور پرندوں کا گوشت جو چاہیں۔

مما تحیل نفوسھم الیہ و ترغب فیہ۔

اور وہ اس میں سے وہی لیں گے (کھائیں گے) جس کی طرف ان کے نفوس کا میلان ہوگا اور ان کی اس میں رغبت و خواہش ہوگی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ اگر جنتی کو پرندوں کے گوشت کی خواہش ہوگی تو حسب پسند وہ پرندہ اڑتا ہوا سامنے آ کر رکابی میں پیش ہوگا اور اس میں سے وہ جس قدر چاہے گا کھائے گا پھر وہ پرندہ اڑ جائے گا اور ایسا معلوم ہوگا کہ اس میں سے کچھ کم نہ ہوا۔ یعنی ویسا ہی وہ ہو جائے گا جیسا کھانے سے پہلے اڑ کر آیا تھا۔

وَحُورٌ عِينٌ ﴿۲۲﴾ كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ ﴿۲۳﴾

اور وہ بڑی آنکھ والی حوریں۔ جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی۔

وَحُورٌ عِينٌ ﴿۲۲﴾ ۔اور بڑی آنکھ والی حوریں۔

جمع حوراء و کذا جمع احور والمراد بیض۔

حوراء کی جمع ہے اور یونہی احور کی جمع ہے۔ مطلب ہے سفیدی اور گوری رنگت والی۔ ابن اثیر رحمہ اللہ کا قول ہے: حوراء سے مراد آنکھوں کی خوب سفیدی اور سیاہی ہے۔ عِينٌ سے مراد لمبی پلکوں والی آنکھیں ہیں۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ گوری سفید رنگت کے دراز پلکیں عورتیں۔

كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ ﴿۲۳﴾ ۔جیسے چھپے رکھے موتی۔

ای فی الصفاء و قید بالمکنون ای المستور بما یحفظہٗ لانہ اصفی و ابعد من التغیر و فی الحدیث صفاءہن کصفاء الدر الذی لا تمسہٗ الایدی۔

یعنی صفائی میں اور مکنون کے ساتھ مقید کرنے کا مطلب ہے چھپے ہوئے۔ جو اسے محفوظ رکھے تا کہ اس کی صفائی نہایت رہے اور ہر قسم کے تغیر سے متاثر نہ ہو اور حدیث شریف میں ہے ان کی (حوروں کی) صفائی اور چمک ان موتیوں کی چمک اور صفائی کی طرح ہوگی جنہیں کسی ہاتھ نے نہ چھوا ہو۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ جس طرح موتی سیپی میں چھپا ہوتا ہے کہ نہ تو اسے کسی ہاتھ نے مس کیا اور نہ ہی دھوپ یا ہوا نے متاثر کیا، بالکل اسی طرح حوریں شفاف ہوں گی۔ حوروں کے مسکرانے سے جنت میں تنویر و چمک ہوگی اور ان کے زیورات تسبیح و تحمید کریں گے جو سنی جائے گی اور ان کے یاقوتی ہار ان کے حسن و خوبی پر ہنسیں گے۔

Marfat.com

جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝٢٤

صلہ ان کے اعمال کا ای یجزون جزاء۔

یعنی اپنی فرمانبرداری کا صلہ دیئے جائیں گے جس پر کہ وہ دنیا میں ہمیشہ قائم رہے۔

لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ۝٢٥ اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ۝٢٦

اس میں نہ سنیں گے کوئی بیکار بات نہ گنہگاری۔ ہاں یہ کہنا ہوگا سلام سلام۔

لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا۔ اس میں نہ سنیں گے کوئی بیکار بات۔

لَغْوًا۔ و قد یسمی کل کلام قبیح لغواً۔

یعنی ہر وہ بات جو بری ہے، بیکار ہے نہ سنیں گے۔

وَّلَا تَاْثِيْمًا ۝٢٥۔ اور نہ گناہ گاری۔

ای ولا نسبة الی الاثم ای لا یقال لھم اثمتم۔ یعنی کوئی بات گناہ کے ساتھ منسوب نہ ہوگی یا نسبت نہ رکھے گی (گفتگو گناہ سے مبرا ہوگی) یا ان سے (باہمی طور پر) یہ نہ کہا جائے گا کہ تم نے گناہ کا کام کیا، ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی تفسیر جھوٹ سے کی ہے یعنی انہیں نہ کہا جائے گا کہ تم جھوٹ کہتے ہو یا وہ جھوٹ سنیں گے۔

اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ۝٢٦۔ ہاں یہ کہنا ہوگا سلام سلام۔

ای قولاً فھو مصدر یعنی بمعنی قول جو کہ مصدر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اہل جنت میں سے بعض بعض کو سلام کہیں گے یا کچھ کہیں گے تو وہ سلام ہوگا۔ یعنی ہم سلام کہتے ہیں اور سلاماً کے لفظ کی تکرار سلام کے پھیلانے اور اہل جنت میں اس کے کثرت کرنے پر دلالت کرتی ہے۔ ملائکہ ان کو سلام کہیں گے اور ہر دروازہ سے داخل ہوتے ہوئے انہیں سلام کہیں گے اور پروردگار عزوجل کی طرف سے بھی سلام آئے گا۔

وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۝٢٧

اور داہنی طرف والے کیسے داہنی طرف والے۔

وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۙ۔ کیسے داہنی طرف والے۔

ای شیٔ ھم فی حالھم۔ یعنی وہ اپنے حال و مقام میں کیا عجیب شان رکھتے ہیں۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ ان کی کیا علوشان ہے اور وہ اپنے پروردگار عزوجل کے حضور کس قدر معزز و مکرم ہیں۔

فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ۝٢٨ وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ۝٢٩ وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ۝٣٠ وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ ۝٣١ وَّفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ ۝٣٢ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ ۝٣٣ وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ۝٣٤

بے کانٹوں کی بیریوں میں اور کیلے کے گچھوں میں اور ہمیشہ کے سایوں میں اور ہمیشہ جاری پانی میں اور بہت سے میووں میں جو نہ ختم ہوں اور نہ روکے جائیں اور بلند بچھونوں میں۔

فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ۝٢٨۔ بے کانٹوں کی بیریوں میں۔

والسدر شجر النبق والمخضود الذی خضد ای قطع شوکه۔

Marfat.com

اور سدر بیری یا جنگلی سیب کے درخت کو کہتے ہو اور مخضود سے مراد وہ ہے جس کے کانٹے یا ٹہنیاں کاٹ دی گئی ہوں۔
ضحاک رضی اللہ عنہ کا قول ہے مخضود سے مراد پھلوں سے لدی ہوئی یا جھکی ہوئی شاخیں ہیں۔
واضح مفہوم یہ ہے کہ ایسے بیری یا عناب یا جنگلی سیب کے لدے پھدے پھلوں کے بوجھ سے جھکے درخت ہوں گے۔ جو خاردار نہ ہوں گے۔ یعنی ان سے کسی قسم کی تکلیف (جیسے چبھن وغیرہ) نہ ہوگی جس طرح کہ دنیا میں اس کے برعکس ہے بلکہ ہر کانٹے کی جگہ اللہ عزوجل ایک پھل پیدا کردے گا۔

وَّ طَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ﴿۲۹﴾ ۔ اور کیلے کے گچھوں میں۔

طَلْحٍ ۔ کیکر کے درختوں کے جھنڈ، کیلے کا درخت، شگوفہ کو کہتے ہیں۔ سدی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ طَلْحٍ سے مراد دنیا میں کیلے کے درخت سے مشابہ درخت ہے لیکن اس کا پھل شہد سے زیادہ شیریں ہے۔ ایک قول ہے کہ وہ ام غیلان میٹھے بیروں والا درخت ہے جس کی گھنی ٹہنیاں ہوں اور نفیس خوشبو ہو۔ قتادہ اور حسن رحمہم اللہ کا قول ہے کہ وہ کیلے کا درخت نہیں بلکہ ایسا درخت ہے جسکا سایہ سرد مرطوب ہے۔ بیضاوی رحمہ اللہ نے کہا مراد کیلے کا درخت ہے۔ ایک قول ہے کہ غیر معمولی بڑا ببول کا درخت۔
واضح مفہوم یہ ہے کہ اہل جنت ایسے درختوں میں ہوں گے جو کیلے کے پھلوں سے خوب لدے، جھکے، بوجھل ہوں گے۔

وَّ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ﴿۳۰﴾ ۔ اور ہمیشہ کے سایوں میں، ظل کے معنی سایہ کے ہیں اور ممدود سے مراد نہ ختم ہونے والا یا ہمیشہ رہنے والا۔

الفاظ سے ظاہری مفہوم کا مقتضاء یہ ہے کہ درخت کے سائے، یہ سائے نہ تو غالب ہوں گے اور نہ ہی ان میں کمی بیشی ہو گی۔ جس طرح طلوع فجر اور طلوع شمس کے درمیان دنیا میں ہوتی ہے۔ بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک جنت میں ایک درخت ہے جس کے سایہ میں سوار سو برس تک چلتا رہے گا مگر اس سایہ کو نہ طے کر پائے گا۔ اگر تم چاہتے ہو تو پڑھو وَّ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ابن جریر اور ابن المنذر عمرو بن میموں رحمہم اللہ سے ناقل ہیں کہ انہوں نے کہا: "الظل المدود مسيرة سبعين الف سنة" کہ ظل ممدود سے مراد ستر ہزار برس کی مسافت ہے۔

وَّ مَآءٍ مَّسْكُوْبٍ ﴿۳۱﴾ ۔ اور ہمیشہ جاری پانی۔

سفیان رحمہ اللہ اور ان کے علاوہ اصحاب علیہم رضوان کا قول ہے کہ پانی بغیر کھائیوں (گڑھوں) کے جاری ہوگا یعنی ہموار سطح پر بہے گا اور اس کا بہنا ہمیشہ ہوگا۔

وَّ فَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ ﴿۳۲﴾ ۔ اور بہت سے میووں میں۔

ای بحسب الانواع والاجناس علی ما يقتضيه المقام۔ یعنی انواع واجناس کے مطابق پھل بکثرت ہوں گے جیسا کہ مقام ومحل کا تقاضا ہوگا۔

لَّا مَقْطُوْعَةٍ ۔ جو نہ ختم ہوں۔

یعنی دنیا کے پھلوں کی طرح فصل وقت کے ساتھ ختم نہ ہوں گے، جو پھل توڑا جائے گا۔ اس کی جگہ فوراً دوسرا پیدا ہو جائے گا۔ اور وقت کی تبدیلی انہیں متاثر نہ کرے گی۔ ایک کی جگہ دو پھل پیدا ہوں گے۔

Marfat.com

وَّلَا مَمۡنُوۡعَةٍ ﴿۳۳﴾ ۔ اور نہ روکے جائیں۔

یعنی اہل جنت کو کوئی پھل منع نہ ہوگا۔ اور نہ ہی اس امر کا خدشہ ہوگا کہ قیمت نہیں ہے تو شاید نہ مل سکے، بدوں قیمت، بغیر موسم کی قید، بدوں شرط فصل، بغیر رکاوٹ حاصل ہوں گے، جب چاہیں، جتنا چاہیں جو چاہیں پائیں گے نہ کوئی روک ٹوک اور نہ کوئی قیمت اور نہ ہی کوئی امر مانع ہوگا۔

وَّفُرُشٍ مَّرۡفُوۡعَةٍ ﴿۳۴﴾ ۔ اور اونچے بچھونوں میں۔

فراش کی جمع ہے جس طرح سراج سرج کی اور ابوحیوہ نے "فُرُشٍ" کو سکون زاء سے پڑھا ہے۔

مَّرۡفُوۡعَةٍ ﴿۳۴﴾ ۔ سے مراد مرتفعة ہے یعنی اونچے، بلند بچھونے۔

ابوعبیدہ رحمہ اللہ نے کہا کہ اس سے مراد عورتیں ہیں کیونکہ عورتیں فروش سے اس طرح کنایہ ہیں جس طرح لباس سے کنایہ ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمۡ وَاَنۡتُمۡ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۔ اور ان کا مرفوع ہونا قدر و منزلت کے اعتبار سے ہے۔ یعنی وُہ عورتیں فضل و جمال حسن و خصال میں بلند درجہ والی ہوں گی، ترمذی رحمہ اللہ نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دونوں بستروں کے درمیان آسمان و زمین کے درمیان جتنا فاصلہ ہوگا۔ ایک قول ہے کہ اس سے چارپائیوں کی بلندی، اونچائی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس سے مراد مسہریوں پر بچھائے ہوئے بستر ہیں۔ تاہم سیاق کلام سے ابوعبیدہ رحمہ اللہ کا قول راجح معلوم ہوتا ہے۔

اِنَّاۤ اَنۡشَاۡنٰهُنَّ اِنۡشَآءً ﴿۳۵﴾ فَجَعَلۡنٰهُنَّ اَبۡكَارًا ﴿۳۶﴾ عُرُبًا اَتۡرَابًا ﴿۳۷﴾ لِّاَصۡحٰبِ الۡيَمِيۡنِ ﴿۳۸﴾

بے شک ہم نے ان عورتوں کو اچھی اٹھان اٹھایا تو انہیں بنایا کنواریاں، اپنے شوہر پر پیاریاں انہیں پیار دلاتیاں، ایک عمر والیاں۔ داہنی طرف والوں کیلئے۔

اِنَّاۤ اَنۡشَاۡنٰهُنَّ اِنۡشَآءً ﴿۳۵﴾ ۔ بے شک ہم نے ان عورتوں کو اچھی اٹھان اٹھایا۔ کی ضمیر غالباً فُرُشٍ کی طرف راجع ہے اور سیاق کلام سے یہ امر راجح ہے۔ لہٰذا مراد عورتیں ہی ہیں اس کا مطلب دوبارہ نئی زندگی ہے یعنی اللہ عزوجل بوڑھی عورتوں کو نئے سرے سے جوان بنادے گا۔ یعنی دنیا کی عورتیں ہی جو بوڑھی ہوگئی تھیں انہیں نئے سرے سے شباب عطا ہوگا۔ طبرانی اور ابن ابی حاتم اور ایک جماعت رحمہم اللہ نے سلمہ بن مرثد الجعفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ کے قول مبارک اِنَّاۤ اَنۡشَاۡنٰهُنَّ اِنۡشَآءً کے بارے میں سنا: "شادی شدہ اور کنواری عورتیں جو کہ دنیا میں تھیں۔"

ابوحیان رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اس سے مراد بطور خاص حوریں ہی ہیں۔

فَجَعَلۡنٰهُنَّ اَبۡكَارًا ﴿۳۶﴾ ۔ تو انہیں بنایا کنواریاں۔

یعنی انہیں باکرہ پیدا فرمایا۔ حدیث شریف میں ہے بے شک اہل جنت جب اپنی عورتوں کے پاس جائیں گے تو انہیں ہمیشہ باکرہ ہی پائیں گے۔

عُرُبًا اَتۡرَابًا ﴿۳۷﴾ ۔ اپنے شوہر پر پیاریاں انہیں پیار دلاتیاں۔ ایک عمر والیاں۔

Marfat.com

عُرُبًا۔اپنے شوہر پر پیاریاں انہیں پیار دلاتیاں۔

متحببات الی ازواجھن جمع عروب کصبور و صبر۔

اپنے شوہروں کے نزدیک محبوب یا ان سے محبت کرنے والیاں، عروب کی جمع ہے جیسے صبر کی جمع صُبُور عُرُبًا کے متعلق بعض مفسرین عظام نے فرمایا:

۱- بضنجات نازنخرے والی یا خوب آرائش وزیبائش والی۔ بناؤ سنگار کرنے والیاں کہ شوہروں کو محبوب لگیں اور مخفی نہ رہے کہ بناؤ سنگار محبت وپیار کے لطیف ترین اسباب میں سے ہے۔

۲- زید بن اسلم رحمہ اللہ کا قول ہے کہ العروب الحسنة الكلام کہ عرباء کا مطلب ہے۔شیریں گفتار، شائستہ گفتگو اور رسیلی باتیں کرنے والیاں۔

۳- ابن عباس اور حسن اور ابن جبیر اور مجاہد علیہم رضوان سے مروی ہے: ھن العواشق لازواجھن وہ اپنے شوہروں کی عاشق و پرستار اور ان پر والہانہ شیفتہ ہیں۔

۴- مجاہد رحمہ اللہ سے مروی ہے: انھن الغلمات الاتی یشتھین ازواجھن بے شک وہ عورتیں ایسی ہیں جو اپنے شوہروں کو رغبت ومحبت دلانے والیاں ہیں۔

۵- اسحٰق بن عبداللہ بن الحرث، النوفلی رحمہ اللہ کا قول ہے: ''العروب الخفرة المتبذلة لزوجھا'' عروب سے مراد شرم حضور، شرمیلی انتہائی حیادار اپنے شوہروں کے لئے تابعدار اور انکساری کرنے والیاں۔ ایک شعر ہے:

یعرین عند بعولھن اذا خلوا و اذا ھم خرجوا فھن خفار

جب خلوت میں ہوں تو اپنے شوہروں پر بے حجاب اور جب وہ (شوہر) چلے جائیں تو وہ انتہائی شرمیلی و پاکباز و حیادار۔ ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بروایت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد باری عُرُبًا کے متعلق فرمایا: کلامھن عربی کہ ان کا کلام عربی ہوگا یا ان کی گفتگو پاکیزہ ہوگی۔

اَتْرَابًا ﴿۳۷﴾۔ ہم عمر مستویات فی سن واحد وہ ہم عمر عورتیں ہوں گی یعنی ان کی عمر شوہروں کے برابر ہوگی، ایک قول ہے کہ اٹھتے جوبن والیاں، ترمذی رحمہ اللہ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اہل جنت ننگے بدن، بغیر ابرو و داڑھی، سرگیں آنکھوں والے، ۳۳ سال (تینتیس سال) عمر کے داخل ہوں گے اور ایک حدیث میں ہے ان کی بولی عربی ہوگی اور سب کے قد ساٹھ گز ہوں گے اور جوڑوں کے لئے جوانی ہمیشہ قائم رہنے والی ہوگی۔

لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۳۸﴾۔ داہنی طرف والوں کے لئے۔

یعنی یہ سب داہنی طرف والوں کے لئے ہمیشہ ہوگا۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع-سورۃ الواقعہ-پ ۲۷

ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۹﴾	اگلوں میں سے ایک گروہ
وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۴۰﴾	اور پچھلوں میں سے ایک گروہ

Marfat.com

وَ اَصۡحٰبُ الشِّمَالِ ۬ۙ مَاۤ اَصۡحٰبُ الشِّمَالِ ﴿۴۱﴾
اور بائیں طرف والے کیسے بائیں طرف والے

فِیۡ سَمُوۡمٍ وَّ حَمِیۡمٍ ﴿۴۲﴾
جلتی ہوا اور کھولتے پانی میں

وَّ ظِلٍّ مِّنۡ یَّحۡمُوۡمٍ ﴿۴۳﴾
اور جلتے دھوئیں کی چھاؤں میں

لَّا بَارِدٍ وَّ لَا کَرِیۡمٍ ﴿۴۴﴾
جو نہ ٹھنڈی نہ عزت کی

اِنَّهُمۡ كَانُوۡا قَبۡلَ ذٰلِكَ مُتۡرَفِيۡنَ ﴿۴۵﴾
بے شک وہ اس سے پہلے نعمتوں میں تھے

وَ كَانُوۡا يُصِرُّوۡنَ عَلَى الۡحِنۡثِ الۡعَظِيۡمِ ﴿۴۶﴾
اور اس بڑے گناہ کی ہٹ رکھتے تھے

وَ كَانُوۡا يَقُوۡلُوۡنَ ۬ۙ اَئِذَا مِتۡنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ ﴿۴۷﴾
اور کہتے تھے کیا جب ہم مرجائیں اور ہڈیاں مٹی ہوجائیں گے تو کیا ضرور ہم اٹھائے جائیں گے

اَوَ اٰبَآؤُنَا الۡاَوَّلُوۡنَ ﴿۴۸﴾
اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی

قُلۡ اِنَّ الۡاَوَّلِيۡنَ وَ الۡاٰخِرِيۡنَ ﴿۴۹﴾
تم فرماؤ بے شک سب اگلے اور پچھلے

لَمَجۡمُوۡعُوۡنَ ۬ۙ اِلٰى مِيۡقَاتِ يَوۡمٍ مَّعۡلُوۡمٍ ﴿۵۰﴾
ضرور اکٹھے کئے جائیں گے ایک جانے ہوئے دن کی میعاد پر

ثُمَّ اِنَّكُمۡ اَيُّهَا الضَّآلُّوۡنَ الۡمُكَذِّبُوۡنَ ﴿۵۱﴾
پھر بے شک تم اے گمراہو جھٹلانے والو

لَاٰكِلُوۡنَ مِنۡ شَجَرٍ مِّنۡ زَقُّوۡمٍ ﴿۵۲﴾
ضرور تھوہر کے پیڑ میں سے کھاؤ گے

فَمَالِـُٔوۡنَ مِنۡهَا الۡبُطُوۡنَ ﴿۵۳﴾
پھر اس سے پیٹ بھرو گے

فَشٰرِبُوۡنَ عَلَيۡهِ مِنَ الۡحَمِيۡمِ ﴿۵۴﴾
پھر اس پر کھولتا پانی پیو گے

فَشٰرِبُوۡنَ شُرۡبَ الۡهِيۡمِ ﴿۵۵﴾
پھر ایسا پیو گے جیسے سخت پیاسے اونٹ

هٰذَا نُزُلُهُمۡ يَوۡمَ الدِّيۡنِ ﴿۵۶﴾
یہ ان کی مہمانی ہے انصاف کے دن

نَحۡنُ خَلَقۡنٰكُمۡ فَلَوۡلَا تُصَدِّقُوۡنَ ﴿۵۷﴾
ہم نے تمہیں پیدا کیا تو تم کیوں نہیں سچ مانتے

اَفَرَءَيۡتُمۡ مَّا تُمۡنُوۡنَ ﴿۵۸﴾
تو بھلا دیکھو تو وہ منی جو گراتے ہو

ءَاَنۡتُمۡ تَخۡلُقُوۡنَهٗۤ اَمۡ نَحۡنُ الۡخٰلِقُوۡنَ ﴿۵۹﴾
کیا تم اس کا آدمی بناتے ہو یا ہم بنانے والے ہیں

نَحۡنُ قَدَّرۡنَا بَيۡنَكُمُ الۡمَوۡتَ وَ مَا نَحۡنُ بِمَسۡبُوۡقِيۡنَ ﴿۶۰﴾
ہم نے تم میں مرنا ٹھہرایا اور ہم اس سے ہارے ہوئے نہیں

عَلٰۤى اَنۡ نُّبَدِّلَ اَمۡثَالَكُمۡ وَ نُنۡشِئَكُمۡ فِيۡ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۶۱﴾
کہ تم جیسے اور بدل دیں اور تمہاری صورتیں وہ کر دیں جس کی تمہیں خبر نہیں

وَ لَقَدۡ عَلِمۡتُمُ النَّشۡاَةَ الۡاُوۡلٰى فَلَوۡلَا تَذَكَّرُوۡنَ ﴿۶۲﴾
اور بے شک تم جان چکے ہو پہلی اٹھان پھر کیوں نہیں سوچتے

اَفَرَءَيۡتُمۡ مَّا تَحۡرُثُوۡنَ ﴿۶۳﴾
تو بھلا بتاؤ تو جو بوتے ہو

ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴿۶۴﴾
کیا تم اس کی کھیتی بناتے ہو یا ہم بنانے والے ہیں

لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿۶۵﴾
اگر ہم چاہیں تو اسے روندن کر دیں پھر تم باتیں بناتے رہ جاؤ

اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ﴿۶۶﴾
کہ ہم پر چٹی پڑی

بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۶۷﴾
بلکہ ہم بے نصیب رہے

اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ﴿۶۸﴾
تو بھلا بتاؤ تو وہ پانی جو پیتے ہو

ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿۶۹﴾
کیا تم نے اسے بادل سے اتارا یا ہم ہیں اتارنے والے

لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾
ہم چاہیں تو اسے کھاری کر دیں تو پھر کیوں نہیں شکر کرتے

اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ﴿۷۱﴾
تو بھلا بتاؤ تو وہ آگ جو تم روشن کرتے ہو

ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِئُوْنَ ﴿۷۲﴾
کیا تم نے اس کا پیڑ پیدا کیا یا ہم ہیں پیدا کرنے والے

نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ﴿۷۳﴾
ہم نے اسے جہنم کا یادگار بنایا اور جنگل میں مسافروں کا فائدہ

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾
تو اے محبوب تم پاکی بولو عظمت والے رب کے نام کی

حل لغات دوسرا رکوع۔ سورۃ الواقعہ۔ پ ۲۷

ثُلَّةٌ۔ ایک گروہ	مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ۔ پہلوں میں سے		وَ۔ اور
ثُلَّةٌ۔ ایک گروہ	مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ۔ پچھلوں میں سے		وَ۔ اور
اَصْحٰبُ الشِّمَالِ۔ بائیں جانب والے		مَآ۔ کیا ہیں	اَصْحٰبُ الشِّمَالِ۔ بائیں
جانب والے	فِيْ۔ بیچ	سَمُوْمٍ۔ گرم لو	وَّ۔ اور
حَمِيْمٍ۔ گرم پانی میں	وَّ۔ اور	ظِلٍّ۔ سایہ	مِّنْ يَّحْمُوْمٍ۔ جلتے ہوئے
دھوئیں کا	لَّا۔ نہ	بَارِدٍ۔ ٹھنڈا	وَّ۔ اور
لَا۔ نہ	كَرِيْمٍ۔ عزت والا	اِنَّهُمْ۔ بے شک وہ	كَانُوْا۔ تھے
قَبْلَ۔ پہلے	ذٰلِكَ۔ اس سے	مُتْرَفِيْنَ۔ دولت مند	وَ۔ اور
كَانُوْا۔ تھے	يُصِرُّوْنَ۔ ہٹ کرتے	عَلَى۔ اوپر	الْحِنْثِ۔ گناہ
الْعَظِيْمِ۔ بڑے کے	وَ۔ اور	كَانُوْا۔ تھے	يَقُوْلُوْنَ۔ کہتے
اَئِذَا۔ کیا جب	مِتْنَا۔ ہم مر جائیں گے	وَ۔ اور	كُنَّا۔ ہو جائیں گے
تُرَابًا۔ مٹی	وَّ۔ اور	عِظَامًا۔ ہڈیاں	ءَ۔ کیا
اِنَّا۔ ہم	لَمَبْعُوْثُوْنَ۔ اٹھائیں جائیں گے		اَوَ۔ یا
اٰبَآؤُ۔ باپ دادا	نَا۔ ہمارے	الْاَوَّلُوْنَ۔ پہلے بھی	قُلْ۔ کہو

اِنَّ۔ بے شک	الْاَوَّلِیْنَ۔ پہلے	وَ۔ اور	الْاٰخِرِیْنَ۔ پچھلے
لَمَجْمُوْعُوْنَ۔ اکٹھے کئے جائیں گے		اِلٰی۔ طرف	مِیْقَاتِ۔ وقت
یَوْمٍ۔ دن	مَّعْلُوْمٍ۔ مقرر کے	ثُمَّ۔ پھر	اِنَّکُمْ۔ تم
اَیُّھَا۔ اے	الضَّآلُّوْنَ۔ گمراہو	الْمُکَذِّبُوْنَ۔ جھٹلانے والو	لَاٰکِلُوْنَ۔ کھانے والے ہو
مِنْ شَجَرٍ۔ درخت	مِّنْ زَقُّوْمٍ۔ تھوہر سے	فَمَالِئُوْنَ۔ تو بھرنے والے ہو	
مِنْھَا۔ اس سے	الْبُطُوْنَ۔ پیٹ	فَشٰرِبُوْنَ۔ پھر پینے والے ہو	
عَلَیْهِ۔ اس پر	مِنَ الْحَمِیْمِ۔ گرم پانی	فَشٰرِبُوْنَ۔ پھر پینے والے ہو	
شُرْبَ۔ پینا	الْھِیْمِ۔ پیاسے اونٹ کا	ھٰذَا۔ یہ	نُزُلُھُمْ۔ مہمانی ہے ان کی
یَوْمَ۔ دن	الدِّیْنِ۔ قیامت کے	نَحْنُ۔ ہم نے	خَلَقْنٰکُمْ۔ پیدا کیا تم کو
فَلَوْلَا۔ پھر کیوں نہیں	تُصَدِّقُوْنَ۔ سچ مانتے ہو	اَفَرَءَیْتُمْ مَّا۔ کیا دیکھا تم نے جو	
تُمْنُوْنَ۔ منی گراتے ہو	ءَ۔ کیا	اَنْتُمْ۔ تم	تَخْلُقُوْنَهٗٓ۔ پیدا کرتے ہو
اس کو	اَمْ۔ یا	نَحْنُ۔ ہم ہیں	الْخٰلِقُوْنَ۔ پیدا کرنے والے
نَحْنُ۔ ہم نے	قَدَّرْنَا۔ مقرر کیا ہم نے	بَیْنَکُمْ۔ تم میں	الْمَوْتَ۔ موت کو
وَ۔ اور	مَا۔ نہیں	نَحْنُ۔ ہم	بِمَسْبُوْقِیْنَ۔ ہارے ہوئے
عَلٰٓی۔ اوپر	اَنْ۔ اس کے کہ	نُّبَدِّلَ۔ بدل دیں ہم	اَمْثَالَکُمْ۔ تمہارے جیسے
وَ۔ اور	نُنْشِئَکُمْ۔ بنائیں تم کو	فِیْ۔ بیچ	مَا۔ اس صورت کے کہ
لَا۔ نہیں	تَعْلَمُوْنَ۔ جانتے تم	وَ۔ اور	لَقَدْ۔ بے شک
عَلِمْتُمُ۔ تم نے جانا	النَّشْاَةَ۔ پیدائش	الْاُوْلٰی۔ پہلی کو	فَلَوْلَا۔ پھر کیوں نہیں
تَذَکَّرُوْنَ۔ نصیحت پکڑتے	اَفَرَءَیْتُمْ۔ کیا دیکھا تم نے	مَّا۔ جو	تَحْرُثُوْنَ۔ کھیتی کرتے ہو
ءَ۔ کیا	اَنْتُمْ۔ تم	تَزْرَعُوْنَهٗٓ۔ اس کو اگاتے ہو	اَمْ۔ یا
نَحْنُ۔ ہم ہیں	الزّٰرِعُوْنَ۔ اگانے والے	لَوْ۔ اگر	نَشَآءُ۔ ہم چاہیں
لَجَعَلْنٰهُ۔ تو کریں اس کو	حُطَامًا۔ چورا چورا	فَظَلْتُمْ۔ تو ہو جاؤ تم	تَفَکَّھُوْنَ۔ باتیں بناتے
اِنَّا۔ بے شک ہم	لَمُغْرَمُوْنَ۔ تاوان بھرنے والے ہیں		بَلْ۔ بلکہ
نَحْنُ۔ ہم	مَحْرُوْمُوْنَ۔ محروم ہیں	اَفَرَءَیْتُمُ۔ کیا تم نے دیکھا	الْمَآءَ۔ پانی
الَّذِیْ۔ جو	تَشْرَبُوْنَ۔ تم پیتے ہو	ءَ۔ کیا	اَنْتُمْ۔ تم نے
اَنْزَلْتُمُوْهُ۔ اتارا	هٗ۔ اس کو	مِنَ الْمُزْنِ۔ بادل سے	اَمْ۔ یا
نَحْنُ۔ ہم ہیں	الْمُنْزِلُوْنَ۔ اتارنے والے	لَوْ۔ اگر	نَشَآءُ۔ ہم چاہیں
جَعَلْنٰهُ۔ تو بنائیں اس کو	اُجَاجًا۔ کڑوا	فَلَوْلَا۔ تو کیوں نہیں	تَشْکُرُوْنَ۔ شکر کرتے تم

Marfat.com

اَفَرَءَيْتُمْ۔ کیا دیکھا تم نے	النَّارَ۔ آگ کو	الَّتِیْ۔ جو	تُوْرُوْنَ۔ جلاتے ہو تم
ءَ۔ کیا	اَنْتُمْ۔ تم نے	اَنْشَاْتُمْ۔ پیدا کیا	شَجَرَتَهَا۔ اس کا درخت
اَمْ۔ یا	نَحْنُ۔ ہم ہیں	الْمُنْشِئُوْنَ۔ پیدا کرنے والے	
نَحْنُ۔ ہم نے	جَعَلْنٰهَا۔ بنایا اس کو	تَذْكِرَةً۔ نصیحت	وَّ۔ اور
مَتَاعًا۔ سامان	لِّلْمُقْوِیْنَ۔ مسافروں کے لئے		فَسَبِّحْ۔ تو تسبیح بیان کرو
بِاسْمِ۔ ساتھ نام	رَبِّكَ۔ اپنے رب	الْعَظِیْمِ۔ بڑے کے	

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع۔ سورۃ الواقعہ۔ پ ۲۷

ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۳۹﴾ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ ﴿۴۰﴾

اگلوں میں سے ایک گروہ اور پچھلوں میں سے ایک گروہ۔

المتقدمون والمتأخرون اما من الامم و هذه الامة، او من هذه الامة فقط۔

یعنی اگلوں اور پچھلوں میں سے ایک گروہ۔ گزری ہوئی امتوں میں سے اور اس امت میں سے یا صرف اسی امت سے۔

یہ اصحاب یمین کے دو گروہوں کا بیان ہے، یہ گروہ یا تو پچھلی امتوں میں سے لوگوں اور اس امت (امت محمدیہ) سے لوگوں پر مشتمل ہوگا۔ لیکن مفسرین کی اکثریت کا قول یہی ہے کہ یہ گروہ اسی امت کے پہلے لوگوں اور پچھلے لوگوں پر مشتمل ہوگا۔ پہلے لوگوں سے مراد اصحاب اور تابعین ہیں اور پچھلوں میں سبھی شامل ہیں جو بعد کو ہوئے یا ہوں گے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ امت اَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ سے کبھی خالی نہ رہے گی یہاں تک کہ قیامت قائم ہو۔ اَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ کے ذکر کے بعد جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ نہیں فرمایا گیا جب کہ سابقون کا تذکرہ کے بعد ایسا فرمایا گیا تو سابقین کی بزرگی اور فضیلت پر رمز و اشارہ ہے۔ اصحاب الیمین کے مفضول ہونے پر دلالت کر رہا ہے کیونکہ ان میں وہ لوگ بھی شامل ہوں گے جن سے قصور واقع ہوئے اور وہ توبہ کر کے یا بغیر توبہ مر گئے۔ خواہ وہ اللہ عزوجل کے فضل سے معاف کئے جائیں یا عقوبت کے بعد جنت میں داخل ہوں اور احادیث مبارکہ اس پر متعدد ہیں۔

وَ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ۬ مَاۤ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ﴿۴۱﴾ فِیْ سَمُوْمٍ وَّ حَمِیْمٍ ﴿۴۲﴾ وَّ ظِلٍّ مِّنْ یَّحْمُوْمٍ ﴿۴۳﴾ لَّا بَارِدٍ وَّ لَا كَرِیْمٍ ﴿۴۴﴾

اور بائیں طرف والے، کیسے بائیں طرف والے۔ جلتی ہوا اور کھولتے پانی میں۔ اور جلتے دھوئیں کی چھاؤں میں۔ جو نہ ٹھنڈی اور نہ کسی طور نافع۔

اب تیسرے گروہ کا ذکر ہوتا ہے۔

وَ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ۬۔ اور بائیں طرف والے۔

یعنی کفار و مشرکین، یا وہ لوگ جنہیں ان کے اعمال نامے بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔

واضح مفہوم یہی ہے کہ کفار و فجار، باغی و سرکش منکرین، اہل شقاوت۔

مَاۤ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ﴿۴۱﴾۔ کیسے بائیں طرف والے۔

یہ ان کے حال و پراگندگی اور کیفیت عذاب کی طرف اشارہ ہے، جس میں وہ ذلیل و رسوا ہوں گے۔

Marfat.com

فِيْ سَمُوْمٍ وَّحَمِيْمٍ ۝۴۲۔ جلتی ہوا اور کھولتے پانی میں۔

والسموم قال الراغب: الريح الحارة التي تؤثر تاثير السم و في الكشاف حر نار ينفذ في المسام والتنوين للتعظيم۔

اور سموم کے بارے میں امام راغب کا قول ہے ایسی گرم ہوا جو کہ جھلسا دینے کی تاثیر رکھتی ہے اور کشاف میں ہے ایسی جلانے والی لو جو جسم کے مسامات کے اندر تک گھستی ہو۔ اور تنوین اس ہوا کی شدت کی بڑائی پر دلالت کرتی ہے۔ یعنی انتہائی گرم جھلسا دینے والی اور مسامات بدن میں سرایت کر جانے والی لو یا ہوا۔

حَمِيْمٍ۔ وهو الماء الشديد الحرارة۔ حمیم سے مراد انتہائی سخت گرم پانی، یا خوب سخت کھولتا پانی۔

وَّظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ ۝۴۳۔ اور جلتے دھوئیں کی چھاؤں میں۔

جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ مراد ہے خوب کالا دھواں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے منقول ہے: انه سرادق النار المحيط باهلها يرتفع من كل ناحية حتى يظلهم۔ بے شک وہ آگ کا خیمہ ہوگا جو اپنے اہل کو گھیرے ہوگا اور ہر گوشے سے بلند ہوگا۔ یہاں تک کہ انہیں سایہ دے گا۔ ابن کیسان رحمہ اللہ نے کہا: هو من اسماء جهنم۔ یحموم دوزخ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ ابن بریدہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ وہ سیاہ آگ میں ایک پہاڑ ہے کہ اہل دوزخ اس کی طرف خوفزدہ ہوکر پناہ ڈھونڈیں گے تو اسے انتہائی سخت عذاب والی شے پائیں گے۔

لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِيْمٍ ۝۴۴۔ جو نہ ٹھنڈی اور نہ کسی طور فائدہ مند۔

یہ ظلّ کی دو صفتیں ہیں، اول یہ کہ لا بارد كسائر الظلال یعنی جس طرح سائے ٹھنڈے ہوتے ہیں یہ ٹھنڈا نہ ہوگا۔ دوم یہ کہ ولا نافع لمن ياوي اليه من اذى الحر یعنی جو کوئی گرمی کی تکلیف سے اس کی طرف متوجہ ہوگا یا اس کے نیچے ہونا چاہے گا۔ اس کے لئے کسی طور نہ خوشگوار ہوگا اور نہ کوئی فائدہ حاصل ہوگا۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ اہل دوزخ (اَصْحٰبُ الشِّمَالِ) انتہائی گرم جھلسا دینے والی، مسامات بدن میں سرایت کرنے والی لو، سخت خوب کھولتے پانی اور جلتے سیاہ دھویں کے سایوں میں جو نہ ہی ٹھنڈے ہوں اور نہ ہی خوشگوار و فرحت بخش بلکہ تکلیف دہ ماحول میں ہوں گے۔

اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ ۝۴۵ وَكَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ ۝۴۶

بے شک وہ اس سے پہلے نعمتوں میں تھے۔ اور وہ اس بڑے گناہ کی ہٹ رکھتے تھے۔

اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ ۝۴۵۔ بے شک وہ اس سے پہلے نعمتوں میں تھے۔

و قيل هو العاتي المستكبر عن قبول الحق والاذعان له والمعنى انهم عذبوا لانهم كانوا في الدنيا مستكبرين عن قبول ما جاء تهم به رسلهم من الايمان بالله عزوجل و ما جاء منه سبحانه۔

اور کہا گیا کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو دنیا میں قبول حق اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری سے سرکشی دکھاتے تھے۔ اور مطلب یہ ہے کہ وہ اسی وجہ سے عذاب میں ہوں گے کہ دنیا میں منکر و سرکش تھے اور جو کچھ ان کے رسول لائے جیسے ذات باری پر ایمان اور جو کچھ اللہ عزوجل کی طرف سے آیا، اس کے قبول کرنے سے انکار کرتے تھے۔ ایک قول ہے کہ وہ اس لئے عذاب

Marfat.com

دیئے جائیں گے کہ دنیا میں عیش و آرام میں سرگرم تھے اور اطاعت حق سے باغی و انکاری تھے اور خواہشات نفس میں قبول حق پر آمادہ نہ ہوتے تھے اور مخالفت و سرکشی دکھاتے تھے۔

وَكَانُوا يُصِرُّونَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيمِ ﴿٤٦﴾ ۔اور وہ اس بڑے گناہ کی ہٹ رکھتے تھے۔

وَكَانُوا يُصِرُّونَ ۔اور ہٹ رکھتے تھے۔

يتشددون و يمتنعون من الاقلاع و يداومون ۔شدت و سرکشی کرتے تھے اور قبول حق سے روکتے تھے اور اپنے عقیدہ پر یعنی کفر و شرک پر قائم و دائم تھے۔

عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيمِ ﴿٤٦﴾ ۔بڑے گناہ پر۔

الْحِنْثِ ۔ ای الذنب یعنی گناہ۔قتادہ،ضحاک اور ابن زید رحمہم اللہ کا قول ہے کہ اس سے مراد شرک ہے لفظ عظیم بطور مبالغہ کے الْحِنْثِ کی صفت ہے۔مراد بڑا گناہ یعنی شرک۔ میں کہتا ہوں کہ قول باری ہے: إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ۔تو واضح ہو گیا الْحِنْثِ الْعَظِيمِ بھی شرک ہی ہے۔ایک قول ہے کہ مراد کبیرہ گناہ ہیں۔ایک قول ہے کہ اس سے مراد جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا ہے۔امام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ سے طبقات میں منقول ہے کہ ان کی والدہ نے پوچھا مَا الْحِنْثُ الْعَظِيمُ؟ بڑے گناہ سے کیا مراد ہے تو فرمایا: ''هو القسم علی انکار البعث'' وہ مرنے کے بعد زندگی کے انکار کی قسم ہے۔اور اللہ کے ارشاد کی طرف اشارہ کیا: اَقْسَمُوا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ۔اور یہ تفسیر حسن ہے۔

وَكَانُوا يَقُولُونَ ۙ أَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ﴿٤٧﴾ أَوَآبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ ﴿٤٨﴾

اور کہتے تھے کیا جب ہم مر جائیں گے اور ہڈیاں مٹی ہو جائیں گے تو کیا ضرور ہم اٹھائے جائیں گے۔اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی۔

وَكَانُوا يَقُولُونَ ۙ ۔اور وہ کہتے تھے یعنی اَصْحٰبُ الشِّمَالِ (کفار و مشرکین) اور یہ ان کے اقوال کا تکرار ہے۔

أَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا ۔کیا جب ہم مر جائیں اور ہڈیاں مٹی ہو جائیں۔

استفہام انکاری ہے یعنی جب ہمارے اجسام کے اجزاء یعنی گوشت، پوست وغیرہ مٹی ہو جائیں گے اور ہڈیاں بکھر جائیں گی۔تو کیا ہم دوبارہ زندہ ہوں گے؟ پچھلی آیت کے تناظر میں الْحِنْثِ الْعَظِيمِ کی توضیح ہے۔یعنی بعث بعد الموت کے انکار کی جھوٹی قسم کھا کر عمداً یوں کہتے تھے۔

أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ﴿٤٧﴾ ۔تو کیا ہم ضرور اٹھائے جائیں گے۔

یعنی حیات بعد الموت کا یقین نہیں رکھتے تھے اور نہ ہی ایسا ہونا ممکن سمجھتے تھے۔اور ان کو اس سے بشدت انکار ان کے عذاب کا ایک سبب ہوگا۔

أَوَآبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ ﴿٤٨﴾ ۔اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی و المعنی ایبعث ایضاً آباؤنا یہ بھی ان کے قول کا تکرار ہے اور مطلب یہ ہے کہ ہمارے باپ دادا بھی مرنے کے بعد زندہ اٹھائے جائیں گے حالانکہ ان کو دنیا سے انتقال کئے ہوئے لمبا عرصہ گزر گیا تو وہ کیونکر زندہ ہوں گے۔انہیں اس کا شدید انکار تھا۔نہ وہ اپنی حیات بعد الموت کو مانتے تھے اور نہ ہی اپنے اگلے باپ داداؤں کی،شدت سے انکاری تھے۔اور بطور استہزاء و انکار کے شد و مد کے ساتھ یوں کہتے تھے،

اور سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے تھے۔ بلکہ ضد وہٹ کا مظاہرہ کرتے تھے۔ حالانکہ موت کے بعد حیات کا نظارہ روزمرہ کی زندگی میں کرتے تھے جیسے رات کے بعد دن اور دن کے بعد رات کا آنا، درختوں پر خزاں کے بعد بہار اور بہار کے بعد خزاں، مگر نہ ماننا ان کا وطیرہ تھا۔

قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ ﴿۴۹﴾ لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ اِلٰی مِیْقَاتِ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۵۰﴾

محبوب! فرماؤ بے شک سب اگلے اور پچھلے ضرور اکٹھے کئے جائیں گے ایک جانے ہوئے دن کی میعاد پر۔

قُلْ۔ حبیب فرماؤ۔ رداً لانکارھم و تحقیقاً للحق۔

یعنی اے رسول محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ان کے انکار کارد فرمائیں اور حق کو ظاہر کرنے کے لئے ان کو بتادیں۔

اِنَّ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ ﴿۴۹﴾۔ بے شک سب اگلے پچھلے۔

من الامم الذین من جملتھم انتم و اٰباؤکم و تقدیم الاولین للمبالغة فی الرد حیث کان انکارھم لبعث ابائھم اشد من انکارھم لبعثھم مع مراعاة الترتیب الوجودی۔

یعنی ان میں سے جملہ اور ان کے باپ داداؤں پر مشتمل سب امتوں کو (اگلی امتوں کے کفار واشقیاء اور ان کو مع ان کے آباء واجداد کو) ضرور زندہ اٹھایا جائے گا۔ اولین کی تقدیم کفار کے اقوال کے رد میں بطور مبالغہ کے لئے ہے اس لئے کہ ان کا اپنے آباء واجداد کے مرنے کے بعد زندہ ہونے کا انکار اپنے مرنے کے بعد زندہ ہونے کے انکار کی نسبت زیادہ شدید تھا۔ اور اس کے ساتھ ذکر ترتیب وجودی کی رعایت سے کیا گیا ہے۔

لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ۔ ضرور اکٹھے کئے جائیں گے۔

یعنی مرنے کے بعد زندہ اٹھائے جائیں گے اور لَمَحْمُوْعُوْنَ بھی پڑھا گیا ہے۔ یعنی بالضرور جمع کئے جائیں گے۔

اِلٰی مِیْقَاتِ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۵۰﴾۔ ایک جانے ہوئے دن کی میعاد پر۔

و ھو یوم القیامة۔ اور وہ قیامت کا دن ہے۔ جو معلوم ہے اور اس کا آنا قطعی وحتمی ہے۔

ثُمَّ اِنَّكُمْ اَیُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ﴿۵۱﴾ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ﴿۵۲﴾ فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَشٰرِبُوْنَ عَلَیْهِ مِنَ الْحَمِیْمِ ﴿۵۴﴾ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِیْمِ ﴿۵۵﴾ هٰذَا نُزُلُهُمْ یَوْمَ الدِّیْنِ ﴿۵۶﴾

پھر بے شک تم اے گمراہو، جھٹلانے والو ضرور تھوہر کے پیڑ میں سے کھاؤ گے۔ پھر اس سے پیٹ بھرو گے۔ پھر اس پر کھولتا پانی پیو گے۔ پھر ایسا پیو گے جیسے سخت پیاسے اونٹ یہ ان کی مہمانی ہے انصاف کے دن۔

ثُمَّ اِنَّكُمْ اَیُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ﴿۵۱﴾۔ پھر بے شک اے گمراہو، جھٹلانے والو۔

یہ اِنَّ الْاَوَّلِیْنَ پر عطف ہے جو سلسلہ کلام میں داخل ہیں اور ثُمَّ تراخی زمان یا تدریج کے لئے ہے یہ خطاب کفار مکہ اور ان کے ہم خیال لوگوں سے ہے یا جیسا سیاق کلام میں گزرا ان لوگوں سے خطاب ہے جو بعث بعد الموت کے منکر تھے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ یہ سب اگلے پچھلے منکروں، کافروں، مشرکوں اور سرکشوں کو خطاب ہے۔

لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ﴿۵۲﴾۔ ضرور تھوہر کے درخت میں سے کھاؤ گے۔

لَاٰكِلُوْنَ۔ ضرور کھاؤ گے بعد البعث والجمع و دخول جھنم۔

Marfat.com

یعنی مرنے کے بعد زندہ اور اکٹھے ہونے اور جہنم میں داخل ہونے کے بعد تم (اے کفار و منکرین) ضرور کھاؤ گے۔

مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ﴿۵۲﴾۔ تھوہر کے درخت سے۔

پہلا مِنْ ابتدائیہ جب دوسرا مِنْ بیانیہ ہے ای مبتدءون للاکل مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ۔

یعنی ان کے کھانے کی ابتداء جس درخت سے ہوگی وہ تھوہر کا پیڑ ہوگا، تھوہر کا درخت کڑوا، انتہائی بدبودار اور سخت ناگوار ہوگا۔ الصّٰفّٰت میں ارشاد باری ہے کہ وہ ایک درخت ہے کہ جہنم کی جڑ میں نکلتا ہے اس کا شگوفہ ایسا جیسے شیطانوں کے سر، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ اگر زقوم کے درخت کا ایک بوند پانی دریاؤں میں ڈال دیا جائے تو ساری دنیا کی معیشت فنا ہو جائے۔

فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۵۳﴾۔ پھر اس سے پیٹ بھرو گے۔

ای بطونکم من شدۃ الجوع فانہ الذی اضطرھم و قسرھم علی اکل مثلھا مما لا یوکل۔

یعنی بھوک کی شدت کی وجہ سے اسے پیٹوں میں بھرو گے۔ پس وہ بھوک انہیں مضطرب و مجبور کر دے گی کہ وہ اس ہی میں سے کھائیں جو کہ نہیں کھایا جا سکتا۔

فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ﴿۵۴﴾۔ پھر اس پر کھولتا پانی پیو گے۔

جب غلبہ جوع (شدت کی بھوک) جو ان پر مسلط کی جائے گی سے مجبور ہو کر تھوہر کے درخت میں سے کھا کر اپنا پیٹ بھریں گے تو اس کے بعد بغیر کسی مہلت و توقف کے ان پر پیاس کا غلبہ ہوگا۔

الْحَمِيْمِ ای الماء الحار یعنی کھولتا گرم پانی، تشنگی بجھانے کے لئے کھولتا ہوا گرم پانی پینے پر مجبور ہوں گے۔ اور لاچار وہیں رہنا پڑے گا جس سے ان کی آنتیں کٹ کر بہہ جائیں گی۔

فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ﴿۵۵﴾۔ پھر ایسا پیو گے جیسے سخت پیاسے اونٹ۔

ابن عباس، مجاہد، عکرمہ اور ضحاک علیہم رضوان کا قول ھیم کی جمع اھیم ہے۔ اور وہ ایسے اونٹ کو کہتے ہیں جیسے ھیام استسقاء کی طرح کی ایک بیماری ہے جب کسی اونٹ کو لگ جاتی ہے تو وہ پانی سے سیر نہیں ہوتا یہاں تک کہ مر جاتا ہے۔ مجاہد رحمہ اللہ نے شرب کو ش کی زیر کے ساتھ بھی پڑھا ہے۔ یعنی شرب جس کے معنی مشروب کے ہوں گے۔ واضح مفہوم یہ ہوگا جس طرح پیاسے اونٹ پانی پیتے ہیں اسی طرح گمراہ و مکذبین جہنم کے کھولتے پانی کو پئیں گے جس سے نہ تو پیاس بجھے گی نہ آرام ہوگا بلکہ برعکس پیتے جائیں گے اور غلبہ عطش (پیاس) بڑھتی جائے گی اور انتڑیاں کٹ کٹ کر بہتی جائیں گی اور مرتے رہیں گے چونکہ موت نہ ہوگی لہٰذا مسلسل اسی عذاب و بربادی سے دوچار ہوتے رہیں گے۔ (اعاذنا اللہ بھذا)

هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۵۶﴾۔ یہ ان کی مہمانی ہے انصاف کے دن۔

هٰذَا۔ الذی ذکر من الوان العذاب جیسا کہ عذاب کی صورتوں کا بیان ہوا، اس حال میں۔

نُزُلُهُمْ۔ مہمانی۔ نُزُلُ مہمانداری کو کہتے ہیں اور یہاں ''نزل'' کا لفظ استہزائیہ ہے۔ کیونکہ یہ حقیقۃً مہمانی نہیں بلکہ عذاب ہے۔

يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۵۶﴾۔ انصاف کے دن۔ یوم الجزاء۔

22A

نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْ لَا تُصَدِّقُوْنَ ﴿۵۷﴾

ہم نے تمہیں پیدا کیا تو تم کیوں نہیں سچ مانتے۔

نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْ لَا تُصَدِّقُوْنَ ﴿۵۷﴾۔ہم نے تمہیں پیدا کیا تو تم کیوں نہیں سچ مانتے۔

ای فهلا تصدقون بالخلق۔

یعنی تو کیا اب بھی تم تخلیق کی تصدیق نہیں کرتے۔ جس ذات حق نے تمہیں عدم سے وجود عطا کیا۔ اور تمہیں اس امر کا اقرار بھی ہے۔ جیسا کہ قول باری ہے: ''وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ'' تو تمہیں دوبارہ زندگی کا کیونکر انکار ہے اور تم اس حقیقت کا اعتراف کیوں نہیں کرتے کہ جو ذات پہلی دفعہ خلق پر قادر ہے۔ تو دوسری مرتبہ کیونکر قادر نہ ہوگی۔ لہٰذا مرنے کے بعد زندہ کیا جانا حق ہے۔ خواہ کفار تصدیق نہ کریں۔

اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ﴿۵۸﴾ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿۵۹﴾

تو بھلا دیکھو تو وہ منی جو گراتے ہو کیا تم اس کا آدمی بناتے ہو یا ہم بنانے والے ہیں۔

اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ﴿۵۸﴾۔تو بھلا دیکھو تو وہ منی جو گراتے ہو۔

اَفَرَءَیْتُمْ۔تو کیا تمہیں علم ہے۔ ای ما تقذفونه والارحام من النطف۔ یعنی وہ نطفہ جو تم عورتوں کے رحم میں ٹپکاتے ہو۔

ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗۤ۔ کیا تم اس کا آدمی بناتے ہو؟

ای تقدرونه و تصورونه بشراً سویا تام الخلقة۔

یعنی کیا تم اس نطفہ کو صورت انسانی بناتے ہو اور اسے ایک تندرست و توانا اور مکمل آدمی کی صورت دیتے ہو۔

اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿۵۹﴾۔ یا ہم بنانے والے ہیں۔

یعنی کیا تم اس آدمی کو بناتے ہو یا ہم بناتے ہیں۔ جب تمہیں علم ہے اور اقرار بھی کہ ہم ہی پیدا کرتے ہیں تو پھر بتاتے کیوں نہیں کہ خالق ہم ہی ہیں اور ہم ہی پیدا کرتے ہیں اور زندگی عطا فرماتے ہیں تو مردوں کو زندہ اٹھانا کیا ہماری قدرت و تصرف سے باہر ہے۔ ظاہر ہے ہرگز نہیں۔ اور اللہ عزوجل ہر شے پر قادر ہے۔

نَحْنُ قَدَّرْنَا بَیْنَكُمُ الْمَوْتَ وَ مَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِیْنَ ﴿۶۰﴾ عَلٰۤى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَ نُنْشِئَكُمْ فِیْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَ لَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْ لَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾

ہم نے تم میں مرنا ٹھہرایا۔ اور ہم پر اس میں کوئی غالب نہیں کہ تم جیسے اور بدل دیں اور تمہاری صورتیں وہ کر دیں جس کی تمہیں خبر نہیں۔ اور بے شک تم جان چکے ہو پہلی اٹھان، پھر کیوں نہیں سوچتے۔

نَحْنُ قَدَّرْنَا بَیْنَكُمُ الْمَوْتَ۔ ہم نے تم میں مرنا ٹھہرایا۔

قسمناه علیکم و وقتنا موت کل احد بوقت معین حسب ما تقتضیه مشیتنا المبنیة علی الحکم البالغة۔

ہم نے موت کی تم میں بانٹ کی اور ہر شخص کے لئے وقت وفات متعین کیا جس قدر ہماری حکمت بالغہ پر مبنی مشیت کا

Marfat.com

اقتضاء ہوا۔

وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿٦٠﴾ ۔ اور ہم اس سے عاجز نہیں۔

ای لا یعلنا احد۔

یعنی اس میں ہم پر کوئی غالب نہیں۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ کوئی نہ تو ہمیں عاجز کر سکتا ہے اور نہ ہی ہم پر غالب آ سکتا ہے کہ موت کے وقت کو ٹال سکے یا اس سے بچ جائے یا بھاگ سکے، جو ہم نے مقدر فرما دیا بس وہی ہوتا ہے اور ہوگا۔ اور یہ سارا ہمارا ہی کام ہے۔

عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ ۔ کہ تم جیسے اور بدل دیں۔

یہ متعلق بہ قَدَّرْنَا ہے۔ ای علی ان نذهبكم و ناتی مكانكم اشباهكم من الخلق۔ علی بمعنی لام کے ہے اور علٰٓی، ان قَدَّرْنَا کی علت ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ہم نے تم میں مرنا اس لئے ٹھہرایا ہے کہ تمہاری جگہ تم جیسے اوروں کو لے آئیں۔ یا پھر یہ مفہوم ہے کہ ہم اس امر پر بالکلیہ قدرت رکھتے کہ تم سب کو ایک ہی دفعہ میں موت دے دیں اور تم جیسے اور پیدا کر ڈالیں۔

وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦١﴾ ۔ اور تمہاری صورت وہ کر دیں جس کی تمہیں خبر نہیں۔

من الخلق و الاطوار التی لا تعهدونها و قال الحسن: من كونكم قردة و خنازير۔

یعنی ایسی خلقت اور ایسے اطوار پر کر دیں جس سے تم واقف نہیں ہو اور حسن رحمہ اللہ کا قول ہے کہ تمہیں مسخ کر کے بندر اور سور بنا دیں یا ان کی صورت کر دیں یہ سب ہماری قدرت میں ہے۔ اور ایک قول ہے و ننشئكم في البعث على غير صوركم في الدنيا اور ہم تمہیں دوبارہ اٹھانے پر صورت کی بجائے کسی اور صورت پر کر دیں۔

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى ۔ اور بے شک تم جان چکے ہو پہلی اٹھان۔

من خلقكم ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ و قال قتاده: هی فطرة ادم عليه السلام من التراب ولا ينكرها احد من ولده۔

یعنی تمہاری پیدائش نطفہ سے پھر جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کے لوتھڑے سے اور قتادہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ آدم علیہ السلام کی فطرت وطینت مٹی سے ہے اور بنی آدم میں سے اس کا کسی کو انکار کبھی نہیں ہوا، نہ ہے۔ یہ تخلیق اول کی توضیح ہے جو سب کو معلوم، اور سب پر واضح ہے۔

فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٦٢﴾ ۔ پھر کیوں نہیں سوچتے۔

فهلا تتذكرون ان من قدر عليها فهو على النشأة الاخرى اقدر۔

تو تم نصیحت کیوں نہیں پکڑتے یا سمجھتے کیوں نہیں جو ذات حق تخلیق اول پر قادر ہے۔ وہ دوبارہ تخلیق پر کیوں قادر نہیں جو عدم سے وجود لانے پر قادر ہے وہ یقیناً مردے کو زندہ کرنے پر بھی قادر ہے اور دوبارہ تخلیق، بہ نسبت پہلی کے سہل ہے۔ اور کفار کا انکار محض لغو اور ہٹ دھرمی ہے اور حقیقت سے کھلم کھلا انحراف ہے۔

اگر وہ عقل سلیم سے سوچیں تو حقیقت اظہر من الشمس ہے۔

Marfat.com

اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ﴿۶۳﴾ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴿۶۴﴾ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿۶۵﴾ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۶۷﴾

تو بھلا بتاؤ تو جو بوتے ہو۔ کیا تم اس کی کھیتی بناتے ہو یا ہم بنانے والے ہیں۔ ہم چاہیں تو اسے روندن کریں پھر تم باتیں بناتے رہ جاؤ۔ کہ ہم پر چٹی پڑی بلکہ ہم بے نصیب رہے۔

اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ﴿۶۳﴾۔ تو بھلا بتاؤ تو جو بوتے ہو۔

ما تبذرون حبة و تعلمون في ارضه۔ جو دانے تم زمین میں بوتے وقت بکھیرتے ہو۔

ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗۤ۔ کیا تم اس کی کھیتی بناتے ہو۔

تنبتون و تردونه نباتاً یرف و ینمی الی ان یبلغ الغایة۔

کیا اسے تم اگاتے ہو اور اسے کھیتی بناتے ہو کہ لہلہاتی ہے اور فصل اپنی غایت تک پہنچتی ہے۔

اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴿۶۴﴾۔ یا ہم بنانے والے ہیں۔

ای المنبتون لا انتم۔ یعنی کیا تم کھیتی بناتے ہو ظاہر ہے کہ تم نہیں بلکہ ہم بناتے ہیں بلاشبہ بالیں بنانا اور اس میں دانے پیدا کرنا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے اور کسی کا یہ کام نہیں یہ اللہ عزوجل ہی کی شان قدرت ہے ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ میں نے زراعت کو (اگایا) اور ہاں چاہئے کہ کہے کہ میں نے بویا یا کھیتی بوئی پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد نہیں سنا:

اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ .... الزّٰرِعُوْنَ۔ اس میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک زراع کی نفی کا اشارہ ہے اور حَرَثت کہنے کا جواز ہے۔ ابونعیم اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس روایت کی تضعیف بھی کی ہے۔ واللہ اعلم۔

لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا۔ ہم چاہیں تو اسے چورا چورا کر دیں۔

هَشِيْمًا منکرا متفتتا لشدة یبسه بعد ما انتباه و صار فی حیازه غلاله۔

ہم اسے اگانے کے بعد سخت سوکھا کر کے تنکا تنکا بکھیر دیں اور وہ خشک چورا چورا بے فائدہ گھاس پھوس ہو جائے۔

فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿۶۵﴾۔ پھر تم باتیں بناتے رہ جاؤ۔

بسبب ذلک۔ اس وجہ سے، تتعجبون من سوء حاله تو تم اس کے حال کی خرابی پر تعجب کرتے رہ جاؤ۔

یعنی اگر ہم اسے اگانے کے بعد بے فائدہ گھاس پھوس بنا دیں تو تم اس خرابی و بربادی پر ہاتھ ملتے رہ جاؤ، حیران و پریشان غمگین و افسردہ ہو جاؤ۔

اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ﴿۶۶﴾۔ کہ ہم پر چٹی پڑی۔

ای معذبون محصلکون من الغرام و هو الهلاک۔

غرام مال کے بے فائدہ ضائع ہو جانے کو کہتے ہیں ایک قول ہے کہ غرام کا معنی عذاب و بربادی ہے۔ یعنی ہم عذاب میں، ہلاکت میں ڈالے گئے محنت و مال اکارت گیا اور بربادی پلے پڑی۔

Marfat.com

بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۶۷﴾۔ بلکہ ہم بے نصیب ہیں۔

محدودون لا مجدودون او محرومون الرزق۔

یعنی تم یہ کہنے لگ جاؤ کہ ہم بے بس ہو گئے ہیں اور کچھ حاصل کرنے والے نہیں بلکہ رزق سے بھی محروم ہو گئے ہیں اور یہ محرومی ہلاکت ہی ہلاکت ہے کیونکہ سامان رزق کی بربادی بھوک سے مرنے کا پیش خیمہ ہے۔

اَفَرَءَیْتُمُ الْمَآءَ الَّذِیْ تَشْرَبُوْنَ ﴿۶۸﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿۶۹﴾ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْ لَا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾

تو بھلا بتاؤ تو وہ پانی جو پیتے ہو۔ کیا تم نے اسے بادل سے اتارا یا ہم ہیں اتارنے والے۔ ہم چاہیں تو اسے کھاری کر دیں پھر کیوں نہیں شکر کرتے۔

اَفَرَءَیْتُمُ الْمَآءَ الَّذِیْ تَشْرَبُوْنَ ﴿۶۸﴾۔ تو بھلا بتاؤ تو وہ پانی جو پیتے ہو۔

عذبا فراتا، و تخصیص هذا الوصف بالذکر مع کثرة منافعه لان الشرب اهم المقاصد المنوطة به۔

میٹھا پانی اور وصف کے ساتھ اس کا خصوصی تذکرہ اس کے (پانی کے) کثیر منافع کو شامل ہے کیونکہ پینے کے پانی پر کئی اہم مقاصد کا انحصار ہے۔

ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ۔ کیا تم نے اسے بادل سے اتارا۔

ای الحساب واحدته مزنة قال الشاعر:

فلا مزنة ودقت ودقها ولا ارض ابقل ابقالها

یعنی ایسا بادل جو یکجا ہو کر بارش برسنے والا ہو۔ شاعر کہتا ہے

"تو بارش نہ برسی اور گرمی شدید سے شدید ہوگئی اور نہ ہی زمین سبزے سے سبزہ دار ہوئی۔"

و قیل هو السحاب الابیض و ماءه اعذب۔ اور ایک قول ہے کہ مزن سے مراد سفید بادل ہے اور اس کا پانی شیریں ہوتا ہے۔

اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿۶۹﴾۔ یا ہم ہیں اتارنے والے۔

له بقدرتنا۔

یا ہم نے اپنی قدرت سے اسے اتارا ہے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ یہ ٹھنڈا شیریں پانی جو سفید بادلوں سے برستا ہے یہ تم نے برسایا ہے یا یہ ہماری قدرت کاملہ کا نتیجہ ہے ظاہر ہے یہ اللہ تعالیٰ ہی نے برسایا ہے اور بارش اسی کے فضل و کرم سے برستی ہے۔

لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا۔ ہم چاہیں تو اسے کھاری کر دیں۔

ملحا ذعاقا لا یمکن شربه من الاجیج و هو تلهب النار۔

نمکین کڑوا پانی جو کڑواہٹ کی وجہ سے نہ پیا جا سکے اور وہ جس کی حدت و شدت سے پیاس بھڑکے۔

Marfat.com

فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ۔ تو تم پھر شکر کیوں نہیں کرتے۔

تو تم اللہ کے احسان وکرم اور اس کی نعمت کا اقرار کیوں نہیں کرتے اور اس کی تعریف کیوں نہیں کرتے۔ اگر وہ ذات حق پانی کو کھارا، کڑوا، سخت بدمزہ بنادے تو کون ہے جو اسے پی کر زندہ رہ سکے یا اسباب زندگی حاصل کر سکے۔ تو ایسی عظیم نعمت پر تم شکریہ ادا کیوں نہیں کرتے۔ ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ابو جعفر سے روایت کی ہے کہ بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب پانی نوش فرماتے تو کہتے:

الحمد لله الذی سقانا عذبا فراتا برحمته و لم یجعله ملحا اجاجا بذنوبنا۔

اس پروردگار جل وعلا کے لئے ستائش ہے جس نے اپنی رحمت کے ساتھ ہمیں شیریں پانی سے سیراب کیا اور ہمارے گناہوں کی وجہ سے اسے کڑوا اور نمکین نہ بنایا۔

اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِىْ تُوْرُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَاۤ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ۝ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ۝ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۝

تو بھلا بتاؤ تو وہ آگ جو تم روشن کرتے ہو۔ کیا تم نے اس کا پیڑ پیدا کیا یا ہم ہیں پیدا کرنے والے۔ ہم نے اسے جہنم کا یادگار بنایا اور جنگل میں مسافروں کا فائدہ تو اے محبوب تم پاکی بولو اپنے عظمت والے رب کے نام کی۔

اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِىْ تُوْرُوْنَ ۝ ۔ تو بھلا بتاؤ تو وہ آگ جو تم روشن کرتے ہو۔

ای تقدحونها و تستخرجونها من الزناد۔ یعنی تم آگ (جلاتے ہو) اور تم اسے زَنَّاد سے نکالتے ہو، زناد تر یا ہری لکڑیوں کو کہتے ہیں جن کے باہم رگڑنے سے آگ نکلتی ہے ان لکڑیوں کو زَنْد و اِزندہ کہتے ہیں۔

ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَاۤ ۔ کیا تم نے اس کا پیڑ پیدا کیا۔

التی منها الزناد و هی المرخ و العفار۔ جس سے زناد لئے جاتے ہیں اور وہ درخت مرخ اور عفار کہلاتے ہیں۔

اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ۝ ۔ یا ہم ہیں پیدا کرنے والے۔

لها بقدرتنا۔

یعنی انہیں ہم ہی نے اپنی قدرت سے پیدا کیا ہے اور یہ ہماری قدرت کا ایک نادر نمونہ ہے کہ ہری لکڑیوں سے جن کے اندر پانی کی تراوٹ بھی ہوتی ہے رگڑ سے آگ بھی پیدا کرتے ہیں۔ بیہقی رحمہ اللہ نے روایت کی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کریم نے ایک رات جب یہ آیاتِ استفہامیہ پڑھیں تو تین مرتبہ کہا: بَلْ اَنْتَ يَا رَبِّ اے پروردگار تو نے ہی یہ پیدا فرمایا۔

نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً ۔ ہم نے اسے جہنم کا یادگار بنایا۔

ای جعلناها تذکیراً لنار جهنم حیث علقنا بها اسباب المعاش لینظروا الیها و یذکروا بها ما اوعدوا به۔

یعنی ہم نے اس آگ کو دوزخ کے لئے یاد دہانی بنایا ہے کیونکہ ہم نے آگ کو معاشی اسباب سے بطور ضرورت عامہ کے وابستہ کیا ہے تا کہ لوگ اسے دیکھ کر آتش دوزخ کی یاد کر کے اس سے ڈریں کیونکہ منکروں کے ساتھ اس کا وعدہ کیا گیا ہے کہ وہ بالضرور جلتی آگ میں ڈالے جائیں گے۔

Marfat.com

اس میں بعث بعد الموت کی طرف بھی واضح اشارہ ہے۔ پانی اور آگ ضدیں ہیں اور اللہ سبز لکڑیوں سے آگ پیدا کر سکتا ہے تو فرسودہ بدنوں کو بھی دوبارہ تروتازہ بنا سکتا ہے وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِیْنَ ﴿۷۳﴾۔ اور جنگل میں مسافروں کا فائدہ۔

و منفعہ۔ اور فائدہ کی چیزیں۔

لِّلْمُقْوِیْنَ ﴿۷۳﴾۔ للذین ینزلون ان لوگوں کے لئے جو کسی جگہ قیام کی غرض سے اتر پڑیں۔

ای المسافرین۔ یعنی مسافروں کے لئے کہ دوران سفر ان سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِیْمِ ﴿۷۴﴾۔ تو اے محبوب تم پاکی بولو اپنے عظمت والے پروردگار کی۔

فَسَبِّحْ۔ میں ف سببیہ ہے اور بِاسْمِ میں اسم زائد ہے اور اس سے مراد ذات باری ہے اور ب استعانت یا ملابست کے لئے ہے۔

یعنی اپنے پروردگار کے نام کے ساتھ اس کی پاکی بولو اور جن نعمتوں کا ذکر گزرا ان پر شکریہ ادا کیجئے اور تحدیث نعمت فرمایئے اور منکرین اور ناشکروں کے اقوال وافعال کو خاطر میں نہ لاکر پروردگار جل وعلا کی بڑائی بیان کیجئے جس نے اس قدر انعامات واحسانات فرمائے اور افسوس وتعجب ہے کہ پھر بھی جاہل کفار ومشرکین اس کا اقرار نہیں کرتے۔ کیا یہ کھلی بغاوت اور کفران نعمت نہیں؟

اور کشاف میں ہے کہ اس سے مراد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاوت فرمانا اس سورۂ مبارکہ کا پڑھنا ہے جو اثبات بعث اور جزاء پر متضمن ہے۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع۔ سورۃ الواقعہ۔ پ ۲۷

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿۷۵﴾	تو مجھے قسم ہے ان جگہوں کی جہاں تارے ڈوبتے ہیں
وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِیْمٌ ﴿۷۶﴾	اور تم سمجھو تو یہ بڑی قسم ہے
اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِیْمٌ ﴿۷۷﴾	بے شک یہ عزت والا قرآن ہے
فِیْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿۷۸﴾	محفوظ نوشتہ میں
لَّا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿۷۹﴾	اسے نہ چھوئیں مگر باوضو
تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۸۰﴾	اتارا ہوا ہے سارے جہان کے رب کا
اَفَبِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ﴿۸۱﴾	تو کیا اس بات میں تم سستی کرتے ہو
وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۸۲﴾	اور اپنا حصہ یہ رکھتے ہو کہ جھٹلاتے ہو
فَلَوْلَاۤ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ﴿۸۳﴾	پھر کیوں نہ جب جان گلے تک پہنچے
وَاَنْتُمْ حِیْنَىِٕذٍ تَنْظُرُوْنَ ﴿۸۴﴾	اور تم اس وقت دیکھ رہے ہو
وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ﴿۸۵﴾	اور ہم اس کے زیادہ پاس ہیں تم سے مگر تمہیں نگاہ نہیں ہے
فَلَوْلَاۤ اِنْ كُنْتُمْ غَیْرَ مَدِیْنِیْنَ ﴿۸۶﴾	تو کیوں نہ ہوا اگر تمہیں بدلہ ملنا نہیں

Marfat.com

تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٨٧﴾ — کہ اسے لوٹا لاتے اگر تم سچے ہو

فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿٨٨﴾ — پھر وہ مرنے والا اگر مقربوں سے ہے

فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ۙ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ﴿٨٩﴾ — تو راحت ہے اور پھول اور چین کے باغ

وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿٩٠﴾ — اور اگر داہنی طرف والوں سے ہو

فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿٩١﴾ — تو اے محبوب تم پر سلام ہے داہنی طرف والوں سے

وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿٩٢﴾ — اور اگر جھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہو

فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿٩٣﴾ — تو اس کی مہمانی کھولتا پانی

وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ﴿٩٤﴾ — اور بھڑکتی آگ میں دھنسانا

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿٩٥﴾ — یہ بے شک اعلیٰ درجہ کی یقینی بات ہے

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿٩٦﴾ — تو اے محبوب تم اپنے عظمت والے رب کے نام کی پاکی بولو

حل لغات تیسرا رکوع - سورۃ الواقعہ - پ ۲۷

فَلَآ - تو مجھے	اُقْسِمُ - قسم ہے	بِمَوٰقِعِ - گرنے کی جگہ	النُّجُوْمِ - ستاروں کی
وَ - اور	اِنَّهٗ - بے شک وہ	لَقَسَمٌ - یقیناً قسم ہے	لَّوْ - اگر
تَعْلَمُوْنَ - تم جانو	عَظِيْمٌ - بہت بڑی	اِنَّهٗ - بے شک وہ	لَقُرْاٰنٌ - قرآن ہے
كَرِيْمٌ - عزت والا	فِيْ - بیچ	كِتٰبٍ - کتاب	مَّكْنُوْنٍ - محفوظ کے
لَّا - نہ	يَمَسُّهٗٓ - چھوئیں اس کو	اِلَّا - مگر	الْمُطَهَّرُوْنَ - پاک لوگ
تَنْزِيْلٌ - اتارا گیا ہے	مِّنْ رَّبِّ - رب	الْعٰلَمِيْنَ - جہانوں کی طرف سے	
اَفَبِهٰذَا - کیا اس	الْحَدِيْثِ - بات سے	اَنْتُمْ - تم	مُّدْهِنُوْنَ - سستی کرتے ہو
وَ - اور	تَجْعَلُوْنَ - بناتے ہو	رِزْقَكُمْ - اپنا حصہ	اَنَّكُمْ - کہ تم
تُكَذِّبُوْنَ - جھٹلاتے ہو	فَلَوْلَآ - پھر کیوں نہیں	اِذَا - جب	بَلَغَتِ - پہنچے جان
الْحُلْقُوْمَ - ہنسلی کو	وَ - اور	اَنْتُمْ - تم	حِيْنَئِذٍ - اس وقت
تَنْظُرُوْنَ - دیکھتے ہو	وَ - اور	نَحْنُ - ہم	اَقْرَبُ - بہت قریب ہیں
اِلَيْهِ - اس کی طرف	مِنْكُمْ - تم سے	وَلٰكِنْ - لیکن	لَّا - نہیں
تُبْصِرُوْنَ - دیکھتے تم	فَلَوْلَآ - پھر کیوں نہیں	اِنْ - اگر	كُنْتُمْ - ہو تم
غَيْرَ - نہ	مَدِيْنِيْنَ - بدلہ پانے والے	تَرْجِعُوْنَهَآ - تو لوٹا لیتے اس کو	اِنْ - اگر
كُنْتُمْ - ہو تم	صٰدِقِيْنَ - سچے	فَاَمَّآ - پھر	اِنْ - اگر
كَانَ - ہوا	مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ - وہ مقربین میں سے		فَرَوْحٌ - تو راحت ہے

Marfat.com

وَّ۔اور	رَيْحَانٌ۔پھول	وَّ۔اور	جَنَّتُ۔جنت
نَعِيْمٍ۔نعمت والے	وَ۔اور	اَمَّآ۔اگر	اِنْ۔وہ
كَانَ۔ہے	مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ۔دائیں جانب والوں سے		فَسَلٰمٌ۔تو سلام ہے
لَّكَ۔تیرے لئے	مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ۔داہنی طرف والوں سے		وَ۔اور
اَمَّآ۔اگر	اِنْ۔اگر	كَانَ۔ہے وہ	مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ۔جھٹلانے
والوں	الضَّآلِّيْنَ۔گمراہوں سے	فَنُزُلٌ۔تو مہمانی ہے	مِّنْ حَمِيْمٍ۔گرم پانی کی
وَّ۔اور	تَصْلِيَةُ۔داخل ہونا ہے	جَحِيْمٍ۔جہنم میں	اِنَّ۔بے شک
هٰذَا۔یہ ہے	لَهُوَ۔وہی	حَقُّ۔حتمی	الْيَقِيْنِ۔یقینی بات ہے
فَسَبِّحْ۔تو پاکی بول	بِاسْمِ۔نام	رَبِّكَ۔اپنے رب	الْعَظِيْمِ۔عظمت والے کی

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع۔سورۃ الواقعہ۔پ ۲۷

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿۷۵﴾ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ﴿۷۶﴾

تو مجھے قسم ہے ان جگہوں کی جہاں تارے ڈوبتے ہیں اور تم سمجھو تو بڑی قسم ہے۔

لَآ۔زائد ہے اور کلام کو مؤکد کرنے کے لئے ہے اور زور دے کر اشارہ ہے۔حق تعالیٰ کا کسی امر پر قسم یاد فرمانا اظہار عظمت کے لئے ہے۔

بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿۷۵﴾۔ان جگہوں کی جہاں تارے ڈوبتے ہیں۔

ای بمساقط كواكب السماء و مغاربها كما جاء فی رواية عن قتادة والحسن علی ان الوقوع بمعنی السقوط و الغروب و تخصيصها بالقسم لما فی غروبها من زوال اثرها والدلالة علی وجود مؤثر دائم لا يتغير و لذا استدل الخليل عليه السلام بالافول علی وجود الصانع جل و علا او لان ذالک وقت قيام المتهجدين والمبتهلين اليه تعالیٰ و أوان نزول الرحمة والرضوان عليهم۔

یعنی آسمان کے ستاروں کے گرنے اور چھپنے کی جگہیں جیسا کہ قتادہ وحسن سے مروی ہے کو وقوع سے مراد معنی گرنے اور ڈوبنے کی جگہیں ہیں اور قسم کے ذکر کے ساتھ ان کی تخصیص ان کے زوال پذیر ہونے پر ظاہر اور مؤثر حقیقی (اللہ تعالیٰ) کے وجود پر دلالت کرتی ہے جو تغیر وحدوث سے پاک ہے اور اسی لئے ڈوبنے اور زوال پذیر ہونے کے پیش نظر حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام نے بنانے والے کے وجود کریم (ذات باری) پر استدلال فرمایا تھا (جو کہ زوال وحدوث سے مبرا ومنزہ ہے) یا پھر اس سے مراد نماز تہجد پڑھنے والوں اور بارگاہ رب العزت میں دعا ومناجات کرنے کے ہیں۔

بخاری ومسلم رحمہم اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ پروردگار جل وعلا ہر رات آسمان دنیا پر جبکہ رات کی آخری تہائی ہوتی ہے تجلی فرماتا ہے، اور ارشاد فرماتا ہے: کوئی ہے دعا مانگنے والا کہ میں اس کی التجا قبول کروں، کوئی ہے مانگنے والا کہ میں اسے عطا کروں، کوئی ہے جو بخشش مانگے تو میں اسے بخش دوں۔ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ایک جماعت علماء

رحمہم اللہ کا ارشاد ہے کہ مواقع سے مراد نزول قرآن کے اوقات اور نجوم سے مراد قرآن حکیم کا جستہ جستہ اترنا ہے۔ اور ابن جریر نسائی اور حاکم رحمہم اللہ نے ابن عباس سے رضی اللہ عنہما بتصحیح روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا قرآن حکیم شب قدر میں آسمان علیا (لوح محفوظ) سے سارے کا سارا آسمان دنیا میں اترا پھر سالوں میں بٹ گیا یعنی ہر سال ضرورت وحکمت کے موافق نازل ہوا اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ پھر آسمان دنیا سے زمین کی طرف تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا گیا۔ پھر یہ آیت فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ تلاوت کی اور حق تعالیٰ کے بعد کے ارشاد اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ سے بھی اس کی تاکید ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ﴿٧٦﴾۔ اور تم سمجھو تو یہ بڑی قسم ہے۔

بطور تعریض کے ارشاد ہے کہ اے کاش تم جانتے یا حقیقت کا ادراک کرتے۔ یہ قسم بہت بڑی بات ہے جو عظمت و قدرت الٰہیہ پر دلالت کر رہی ہے۔

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ﴿٧٧﴾ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿٧٨﴾ لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿٧٩﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٨٠﴾۔

بے شک یہ عزت والا قرآن ہے، محفوظ نوشتہ میں، اسے نہ چھوئیں مگر باوضو، اتارا ہوا ہے سارے جہان کے رب کا۔

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ﴿٧٧﴾۔ بے شک یہ عزت والا قرآن ہے۔

ان پر رحمت ورضوان کے نزول کا وقت ہے۔

قرآن حکیم کلام الٰہی اور وحی ربانی ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا۔ کریم صفت کلام ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ وہ کتاب ہے جو جملہ بھلائیوں اور لامتناہی خیر و برکات کا سرچشمہ ہے۔ کریم کے معنی معزز کے بھی ہیں یعنی عزت والے پروردگار کا معزز کلام ہے اور جو اس سے تعلق قائم کرے یعنی اتباع کرے تو یہ کتاب اسے بھی معزز بنا دیتی ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے بہت سے لوگوں کو معزز و بلند فرماتا ہے اور بہتوں کو پست کرتا ہے یعنی جو اس پر ایمان لاتے اور عمل کرتے ہیں ان کے لئے عزت و بلندی ہے اور منکروں کے لئے ذلت و پستی ہے۔ کریم کے معنی حسن کے ہیں جس کا مطلب ہے کہ یہ کتاب اچھائیوں اور بھلائیوں کا لامتناہی خزانہ ہے اور اس کا نفع بہر نوع ہے۔

فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿٧٨﴾۔ محفوظ نوشتہ میں۔

ای کائن فی کتاب مصون عن غیر المقربین من الملائکة علیهم السلام لا یطلع علیه من سواهم فالمراد به اللوح المحفوظ کما روی عن الربیع بن انس وغیره و قیل: ای فی کتاب مصون عن التبدیل و التغییر و هو المصحف الذی بایدی المسلمین۔

یعنی محفوظ کتاب میں درج ہے جو ملائکہ مقربین علیہم السلام کے سوا پردہ میں ہے یعنی ان کے سوا اس پر کوئی مطلع نہیں۔ پس اس سے مراد لوح محفوظ ہے جیسا کہ ربیع بن انس رضی اللہ عنہ اور ان کے علاوہ روایت کیا گیا ہے اور ایک قول ہے نوشتے سے مراد ہے کہ ایک ایسی کتاب میں درج ہے جو تبدیل و تحریف سے محفوظ ہے اور وہ مصحف ہے جو مسلمانوں کے ہاتھوں میں موجود ہے۔ عکرمہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے نوشتے سے مراد تورات وانجیل ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اس کتاب کے تکریم و شرف کا تذکرہ پچھلی کتابوں میں ہے اور ایک قول ہے کتاب مکنون یعنی محفوظ

Marfat.com

نوشتے سے مراد مرد مومن کا دل ہے۔

لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ؁ ۔اسے نہ چھوئیں مگر پاک۔

لَّا يَمَسُّهٗۤ ۔اسے نہ چھوئیں۔

اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ؁ ۔بجز پاک۔

يَمَسُّهٗۤ ۔کی ضمیر قرآن کریم کی طرف راجع ہے اور نفی بغیر طہارت کے چھونے پر نہیں ہے اور مطہرون کے استثناء سے واضح ہے کہ قرآن حکیم کو بدوں طہارت کے چھونا جائز نہیں، طبرانی میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''لا یمسّ القران الا طاھر '' قرآن حکیم کو طاہر کے سوا کوئی نہ چھوئے۔ اور مطہرون سے حدث اصغر اور حدث اکبر دونوں سے پاک ہونا ہے یعنی باوضو چھوئے اور بغیر وضو چھونا جائز نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک اگر مصحف غلاف پوش ہے تو چھونا یا اٹھانا جائز ہے جب کہ امام مالک اور شافعی رضی اللہ عنہما کے نزدیک یہ بھی جائز نہیں، حائضہ اور نفاس والی عورت نہ پڑھ سکتی ہے نہ چھو سکتی ہے اور یونہی جنبی مرد کا حکم ہے تاہم بے وضو زبانی قرآن حکیم پڑھ سکتا ہے۔ کفار اور دشمنوں کے گھر میں مصحف شریف لے جانا منع ہے مبادا بے حرمتی ہو۔ قرآن حکیم پر غلاف چڑھانا ادب ہے اور صدر اول سے اہل ایمان کے نزدیک معمول و مستحسن ہے قرآن کی طرف پشت کرنا، پاؤں پھیلانا منع ہے۔

اور مصحف کی توہین کرنے والا کافر ہے بشرطیکہ قصداً ایسا کرے۔ قرآن مجید کا حجم چھوٹا کرنا مکروہ ہے، بوسیدہ ہونے کی صورت میں احتیاط سے محفوظ جگہ میں لحد بنا کر یوں دفن کرے کہ اس پر مٹی نہ پڑے۔ جلانا منع ہے خوشخط اور خوبصورت لکھنا مستحسن ہے کہ عظمت کا اظہار ہے۔ بعض کے نزدیک مطہرون سے مراد مومنین موجدین ہیں۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ وہ اہل کتاب کو تلاوت مصحف کی اجازت نہیں دیتے تھے۔

تاہم واضح مفہوم یہ ہے کہ بے وضو مصحف کو چھونا جائز نہیں ہے۔

تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؀ اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ؁ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ؁

اتارا ہوا ہے سارے جہان کے رب کا تو کیا اس بات میں تم سستی کرتے ہو اور اپنا حصہ یہ رکھتے ہو کہ جھٹلاتے ہو۔

تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؀ ۔اتارا ہوا ہے سارے جہانوں کے رب کا۔

صفة اخرى للقرآن اى منزل۔

یہ قرآن حکیم کے لئے ایک اور توصیف ہے (صفت ہے) کہ وہ اللہ کی طرف سے اتارا گیا ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ ۔تو کیا اس بات میں۔

اى تعرضون فبهذا الحديث الذى ذكرت نعوته الجليلة الموجبة لاعظامه واجلاله والايمان بما تضمن و ارشد اليه و هو القرآن الكريم۔

یعنی تم اس بات سے روگردانی کرتے ہو (منہ پھیرتے ہو) جس کی جلالت و توصیف و تعریف بیان ہوئی جو اس کی عظمت اور بزرگی و شرف پر دلالت کرنے والی اور ایمان کی طرف متضمن اور ہدایت عطا کرنے والی ہے۔ اور وہ قرآن حکیم

Marfat.com

ہے یعنی تم قرآن حکیم کو ماننے میں سستی کرتے ہو۔

اَنۡتُمۡ مُّدۡهِنُوۡنَ ﴿۸۱﴾ ۔تم سستی کرتے ہو۔

اَنۡتُمۡ سے مراد کفار مکہ اور صنادید قریش ہیں یا مخاطبین قرآن یعنی منکرین، ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک مُّدۡهِنُوۡنَ سے مراد مکذبین یعنی جھٹلانے والے یا منکرین ہیں۔ واضح مفہوم یہ ہے کہ کیا تم اس قرآن حکیم کو نہیں مانتے یا اس پر ایمان نہیں لاتے اور مرنے کے بعد زندہ اٹھائے جانے کا بدستور انکار کرتے چلے جا رہے ہو اور فضول باتیں بنا بنا کر اپنے ساتھیوں کو قبول حق سے روکتے ہو کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ حقیقت حال جان لیں تو تم راہ حق سے روکتے ہو اور اپنے کفر و تعصب پر ابھی بھی ڈٹے ہوئے ہو۔

وَتَجۡعَلُوۡنَ رِزۡقَكُمۡ۔اور اپنا حصہ یہ رکھتے ہو۔

جمہور کے نزدیک رزق کے معنی شکر کے بیان ہوئے ہیں اور مراد ہے: مَا شَكَرَ اس نے ناقدری کی ''شکر کم'' یعنی تم ناقدری کرتے ہو یعنی نعمت قرآن کو جھٹلاتے ہو۔

اَنَّكُمۡ تُكَذِّبُوۡنَ ﴿۸۲﴾ ۔کہ جھٹلاتے ہو۔

قتادہ رضی اللہ عنہ نے حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے:

ما اخذ القوم لانفسهم لم یرزقوا من کتاب اللہ تعالٰی الا التکذیب۔

جس قوم کے حصے میں صرف یہی ہوا کہ انہوں نے اللہ تعالٰی کی کتاب کی تکذیب کی (جھٹلایا) تو اس کے لئے سخت ہلاکت و بربادی ہے۔

فَلَوۡلَاۤ اِذَا بَلَغَتِ الۡحُلۡقُوۡمَ ﴿۸۳﴾ وَاَنۡتُمۡ حِيۡنَئِذٍ تَنۡظُرُوۡنَ ﴿۸۴﴾ وَنَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَيۡهِ مِنۡكُمۡ وَلٰكِنۡ لَّا تُبۡصِرُوۡنَ ﴿۸۵﴾ فَلَوۡلَاۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ غَيۡرَ مَدِيۡنِيۡنَ ﴿۸۶﴾ تَرۡجِعُوۡنَهَاۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۸۷﴾

پھر کیوں نہ جب جان گلے تک پہنچے اور تم اس وقت دیکھ رہے ہو۔ اور ہم ان کے زیادہ پاس ہیں تم سے مگر تمہیں نگاہ نہیں۔ تو کیوں نہ ہوا اگر تمہیں بدلہ ملنا نہیں کہ اسے لوٹا لاتے اگر تم سچے ہو۔

فَلَوۡلَاۤ اِذَا بَلَغَتِ الۡحُلۡقُوۡمَ ﴿۸۳﴾ ۔پھر کیوں نہ جب جان گلے تک پہنچے۔

فَلَوۡلَاۤ۔تخصیص کے لئے یا اظہار عجز کے لئے۔

اِذَا۔ظرفیہ ہے۔

بَلَغَتِ الۡحُلۡقُوۡمَ ﴿۸۳﴾ ۔ گلے تک پہنچے اس سے مراد روح کا گلے تک پہنچنا ہے مرنے کے وقت، فلو لا اذا حان انقطاع تعلق الروح بالبدن۔ یعنی جب روح کا تعلق بدن سے ٹوٹتا ہے تو اس وقت تم اس کی روح کو واپس بدن میں کیوں نہیں لے آتے جب تمہاری کمزوری اس حال کو ہے تو پھر ایمان کیوں نہیں لے آتے اور کس برتے پر جھٹلاتے ہو۔

وَاَنۡتُمۡ حِيۡنَئِذٍ تَنۡظُرُوۡنَ ﴿۸۴﴾ ۔اور تم اس وقت دیکھ رہے ہو۔

وَاَنۡتُمۡ ایها الحاضرون حول صاحبها۔

یعنی اے اپنے مرنے والے دوست کے پاس موجود ہونے والو!

حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ﴿۸۴﴾۔ اس وقت دیکھ رہے ہوتے ہو۔

ای حین اذا بلغت الحلقوم و صلت الیه او حان انقطاع تعلقها۔ یعنی جب اس مرنے والے کی روح گلے تک پہنچتی ہے اور اس سے واصل ہو جاتی ہے یا اس سے (بدن) سے اس کا تعلق منقطع ہو جاتا ہے اور تم اس کے اس حال کو دیکھتے ہو یعنی جانکنی کی سختیاں دیکھتے ہو، موت کی بے ہوشی اور زندگی کا ڈوبنا دیکھتے ہو لیکن اس کے باوجود اسے نہ تو بچا سکتے ہو اور نہ خود ہی کچھ کرنے کی ہمت پاتے ہو۔ اس کمزوری، عجز و بے بسی کے باوجود ایمان کیوں نہیں لاتے۔ حاکم نے شداد ابن اوس رحمہم اللہ سے روایت کی ہے کہ جب روح نکلتی ہے تو نگاہ اس کا تعاقب کرتی ہے۔

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْكُمْ۔ اور ہم اس کے زیادہ پاس ہیں تم سے۔

ای المحتضر۔ یعنی پاس موجود ہوتے ہیں۔ والمراد بالقرب العلم۔ اس قرب سے مراد علم ہے۔ فان القرب اقوی سبب للاطلاع والعلم کیونکہ قرب ہی علم و خبر کا قوی ترین واسطہ ہے اور بعض نے کہا: المراد بالقرب علماً و قدرۃ قرب سے مراد علم و قدرت (اختیار) ہے یعنی ہم اس مرنے والے کی کیفیت ظاہر و باطنی کو جاننے اس پر قدرت رکھنے اور اس کو دیکھنے میں تم سے بڑھ کر ہیں۔

یہاں واضح ہے کہ حق تعالیٰ قرب زمانی و مکانی سے پاک ہے اور یہاں اقرب فرمانا قرب بے کیف ہے۔ واللہ اعلم۔

وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ﴿۸۵﴾۔ مگر تمہیں نگاہ نہیں۔

لا تدر کون کوننا اقرب الیه منکم۔ یعنی ہمارے قرب کو جو اس مرنے والے کے ساتھ ہوتا ہے تم اس کی کنہ کا ادراک نہیں رکھتے۔ جاننا چاہئے کہ یہ خطاب کفار سے ہے۔ یعنی تم بصیرت نہیں رکھتے یا تم نہیں جانتے۔ یا مراد ہے کہ ہمارے فرشتوں کو جو اس کی روح قبض کرتے ہیں اور اس کے نکالنے کا معاملہ کرتے ہیں حالانکہ وہ تم سے زیادہ اس کے قریب ہوتے ہیں مگر تم انہیں نہیں دیکھتے۔

فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ﴿۸۶﴾ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۸۷﴾

تو کیوں نہیں ہوا اگر تمہیں ملنا نہیں کہ اسے لوٹا لاتے اگر تم سچے ہو۔

ای فلولا ان کنتم غیر مجزیین و جعل ناظراً لانکارهم البعث و لیس بشیٔ۔ یعنی اے کفار پھر تم سے کیوں نہ ہو سکا یا ہو سکتا ہے جب تمہارے نزدیک مرنے کے بعد اٹھنا اور اعمال کی جزا و سزا اور ذات خالق سبحانہ تعالیٰ کچھ بھی نہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ تم اپنے مرنے والوں کی روح کو روک کیوں نہیں لیتے اور جب تمہاری بے بسی ظاہر ہے تو پھر حقیقت کو کیوں نہیں تسلیم کرتے اور ایمان کیوں نہیں لے آتے آخر سچی راہ کیوں اختیار نہیں کرتے، اور ان (کفار) کے اقوال سچے ہوتے تو وہ روح کو بدن میں لوٹا لیتے جب تمہارے اختیار میں کچھ نہیں اور تم عاجز و بے بس ہو تو جان لو کہ یہ اللہ کریم ہی کی قوت و قدرت ہے۔ لہٰذا اس پر ایمان لاؤ اور رسولوں کی فرمانبرداری کرو۔

فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۸۸﴾ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ۙ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ﴿۸۹﴾

پھر وہ مرنے والا مقربوں سے ہے تو راحت ہے اور پھول اور چین کے باغ۔

فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۸۸﴾۔ پھر وہ مرنے والا اگر مقربوں سے ہے۔

Marfat.com

مقربین سے مراد تین گروہوں میں سے وہ طبقہ اولیٰ ہے جن کا ذکر سورۂ مبارکہ کے آغاز میں ہوا۔اب مخلوق کے طبقات اور موت کے وقت ان کے حالات وکیفیات اوران کے درجات وانجام کا بالترتیب ذکر ہے۔مقربین سے مراد صاحب یقین ہیں یعنی اگر وفات پانے والا صاحب یقین یا مقربین سے ہے۔

فَرَوْحٌ۔تو راحت ہے۔

ای استراحة۔یعنی آرام وسکون راحت،ابوداؤد،نسائی اور ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فَرَوْحٌ کی قراءت راء کے ضمہ کے ساتھ بھی سنی ہے یعنی فَرُوْحٌ اور حسن کا قول ہے کہ الرَّوْحُ سے مراد رحمت ہے کیونکہ وہ مرنے والے کے لئے بمنزلہ حیات کے ہوگی یا دائمی حیات کا سبب ہوگی اور اس کا اطلاق یہاں بطور استعارہ یا مجاز مرسل کے ہے اور بعض نے کہا اس سے مراد بقا ہے۔

وَّرَيْحَانٌ ۙ۔اور پھول۔

ای و رزق۔یعنی رزق ضحاک رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اس سے مراد عیش وآرام ہے حسن رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ خوشبو یا پھول ہی مراد ہیں جیسا کہ ریحان کے بارے میں معروف ہے۔ابن جریر رحمہ اللہ نے حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مومن کی روح اس کے جسم سے جنت کے پھولوں کی خوشبو میں نکلتی ہے۔

ابن حاتم اور ابن جریر نے ابوالعالیہ رحمہم اللہ سے روایت کی ہے کہ جب مقربین میں سے کوئی دنیا سے وفات پاتا ہے تو اس کے پاس گلہائے بہشت کی ڈالی لائی جاتی ہے تو وہ اسے سونگھتا ہے تو اس کی روح قبض کر لی جاتی ہے۔

وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ﴿٨٩﴾۔اور چین کے باغ۔

ای ذات تنعم۔یعنی نعمتوں والے باغ۔اس میں اشارہ ہے کہ مقربین کی آرام گاہیں ایسی ہوں گی اور وہ ان لوگوں میں سے ہوں گے جو نعمتوں سے نوازے جائیں گے۔ایک قول یہ ہے فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ کا معاملہ مقربین کے لئے بوقت موت ہوگا اور وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ سے مراد مقربین کو ان کی قبروں میں قیامت تک جنت میں ان کے مقام ومکان کا نظارہ کرانا ہے اور بعض نے کہا: یہ سب آخرت میں ہوگا۔واللہ اعلم۔

وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿٩٠﴾ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿٩١﴾

اور اگر داہنی طرف والوں سے ہو تو اے محبوب آپ پر سلام ہے داہنی طرف والوں سے۔

وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿٩٠﴾۔اور اگر داہنی طرف والوں سے ہو۔

اگر مرنے والا طبقہ ثانیہ اصحاب الیمین (دائیں طرف والوں) سے ہوگا۔اور یہ وہ لوگ ہوں گے جنہیں ان کے اعمال نامے دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔

فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿٩١﴾۔تو اے محبوب آپ پر سلام ہے داہنی طرف والوں سے۔

قیل لو علی تقدیر القول ای فیقال لذلک المتوفی منھم سلام لک یا صاحب الیمین من اخوانک اصحاب الیمین ای یسلمون علیک۔

کہا گیا ہے کہ یہ بر تقدیر کلام ہے یعنی اصحاب الیمین میں مرنے والے کو کہا جائے گا کہ اے داہنی جانب والے بھائیوں

Marfat.com

کی طرف سے سلام ہو یعنی دائیں جانب والے تجھے سلام کہتے ہیں جیسا کہ پروردگار جل وعلا کا ارشاد ہے۔

لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ﴿۲۵﴾ اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ﴿۲۶﴾۔

کہ وہ جنت میں بے ہودہ اور گناہ کی بات نہ سنیں گے ہاں یہ کہنا ہوگا سلام سلام، طبری رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اس کے معنی یہ ہے کہ تجھ پر سلام ہو کہ دائیں جانب والوں میں سے ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہاں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب ہے کہ اے میرے محبوب رسول آپ پر سلام ہو یعنی خاطر جمع رکھیے مطمئن ہو جایئے۔ انهم غير محتاجين الى شفاعة و غيرها۔ کہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جنہیں شفاعت وغیرہ کی ضرورت نہ ہوگی۔ اور آپ انہیں عذاب سے محفوظ پسندیدہ حال میں دیکھیں گے۔

واضح یہ ہے کہ تمام اصحاب الیمین کو شفاعت کی احتیاج نہ ہوگی یعنی اللہ عزوجل ان کی نیکیاں قبول فرمالے گا اور لغزشوں کو معاف فرمائے گا البتہ یہ امر اہل سنت کے نزدیک ثابت ہے کہ شفاعت سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہوگی۔

اور یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ وہ اہل کبائر اصحاب الشمال سے ہوں۔ لہٰذا گنہگار مسلمان بھی، اصحاب الیمین میں سے ہوں گے اور یہ ان کی قسم ثانی ہوگی جو شفاعت کی محتاج ہوگی۔ میں کہتا ہوں کہ یہاں شفاعت کو صرف اہل کبائر تک ہی محدود کرنا صحیح نہیں کیونکہ حدیث میں ہے کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کا رب فرمائے گا: سل تعط اشفع تشفع مانگئے دیا جائے گا۔ محبوب شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

تو اس میں کسی کی قید نہیں اگرچہ احتیاج رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو۔ اور جو احتیاج نہ رکھتے ہوں، وہ بھی سرکار مدینہ کے محتاج ہیں کہ آپ کی برکت وشفاعت سے انعامات ودرجات میں ترقی پائیں اور اس پر دلیل وہ حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ روز حشر خلیل (حضرت ابراہیم) علیہ السلام کو بھی میری محتاجی ہوگی حالانکہ وہ اولوالعزم پیغمبر خلیل کریم والاشان ہیں۔

تو اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ کے لئے بارگاہ عالیہ کی محتاجی کیوں نہ ہوگی۔ واللہ اعلم۔

و صلى الله على النبى الرفيع الشان و حبيب الرحمٰن و شفيع لمخلوق المنان۔

وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۹۲﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۹۳﴾ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ﴿۹۴﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۹۵﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۹۶﴾

اور اگر جھٹلانے والوں گمراہوں میں سے ہو تو اس کی مہمانی کھولتا پانی اور بھڑکتی آگ ہے۔ یہ بے شک اعلیٰ درجہ کی یقینی بات ہے۔ تو اے محبوب تم اپنے عظمت والے رب کے نام کی پاکی بولو۔

وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۹۲﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۹۳﴾

طبقہ ثالثہ کے ذکر میں فرمایا گیا تھا: ''ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ۔'' اب اسی گروہ یعنی اصحاب الشمال کا انہی صفات کے ساتھ بیان ہوا ہے کہ اگر مرنے والا ان لوگوں میں سے ہوگا جو رسولوں کو جھٹلاتے تھے اور کفر وشرک پر اصرار کرنے والے تھے اور راہ حق سے بھٹکنے بھٹکانے والے تھے تو یہ گروہ اس حال میں ہوگا کہ جہنم میں ڈالے جائیں گے۔

فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۹۳﴾ ۔ تو اس کی مہمانی کھولتا پانی۔

Marfat.com

فجزاؤہ۔تو اس کا بدلہ یہ ہوگا: یشرب بعد اکل الزقوم، تھوہر کے درخت سے کھانے کے بعد جہنم کا کھولتا پانی پییں گے جو آنتیں کاٹ ڈالے گا۔ اور ان پر ایسی پیاس مسلط کی جائے گی کہ پیاسے اونٹوں کی طرح پییں گے اور سیراب نہ ہوں گے، انتڑیاں کٹ کر نکلیں گے اور یہ صورت دائمی رہے گی نہ مہلت میسر ہوگی نہ ہی عذاب و شدت میں کمی، موت کی آرزو کریں گے مگر موت کہاں، ہاں ہر لحظہ موت ہوگی اور یہ عذاب مستقل ہوگا۔

وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ﴿٩٤﴾۔ اور بھڑکتی آگ میں دھنسانا۔

ای ادخل فی النار و قیل اقامة فیھا۔

یعنی دوزخ کی آگ میں داخلہ ہوگا اور یہ بھی کہا گیا کہ دوزخ میں ہمیشہ رہنا ہوگا۔ ایک قول ہے کہ ایسا قیامت کو ہوگا۔

ایک قول ہے چونکہ متوفی کا ذکر ہے اس لئے قبر میں کافر آگ کی گرمی اور اس کا دھواں پائے گا اور ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ لا یخرج الکافر حتی یشرب کأسا من جحیم۔ کہ کافر کی روح قبض نہ کی جائے گی یا قبر سے نہ نکلے گا یہاں تک کہ جہنم کے کھولتے پانی کا ایک پیالہ نہ پی لے۔ واللہ اعلم۔

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿٩٥﴾۔ یہ بے شک اعلیٰ درجہ کی یقینی بات ہے۔

اِنَّ هٰذَا۔ یہ بے شک ای الذی ذکر فی السورة الکریمة۔ یعنی جیسا کہ اس سورۂ مبارکہ میں بیان ہوا ہے۔

لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿٩٥﴾۔ اعلیٰ درجہ کی یقینی بات ہے۔

بمعنی انه نهایة فی ذلک فیھا۔ یعنی یہ سمجھنے کے لئے اعلیٰ درجہ کی بات ہے۔

ای لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ۔ یعنی ایسی خبر ہے جو یقینی، حتمی اور قطعی ہے اور جس طرح یقین الیقین اور صواب الصواب کہا جاتا ہے اور اظہار حق کے لئے مبالغہ ہے۔

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿٩٦﴾۔ تو اے محبوب آپ اپنے عظمت والے رب کے نام کی پاکی بولئے۔

لترتیب التسبیح او لامر به۔ یعنی اللہ کی پاکی بولئے یا اس کے ساتھ تسبیح کا حکم دیا گیا ہے کہ اللہ کے نام کا ذکر کیجئے اور اس کے حکم کے مطابق نماز پڑھیے یا یہ مفہوم ہے کہ کفار جو بکتے ہیں اس سے پروردگار سبحان رفیع الشان عظیم البرہان ہے۔

امام احمد ابوداؤد، ابن ماجہ نے عقبہ بن عامر جہنی سے بروایت صحیح نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اجعلوا فی رکوعکم۔ اسے اپنے رکوع میں اپنا لو یعنی کہو: سبحان ربی العظیم اور جب سورۂ اعلیٰ نازل ہوئی تو فرمایا:

اجعلوا فی سجودکم۔ اسے اپنے سجدوں میں پڑھو یعنی کہو: سبحان ربی الاعلیٰ اس سے یہ مسئلہ واضح ہو گیا کہ نماز میں تسبیحات قرآن حکیم سے ماخوذ ہیں۔

بفضلہ تعالیٰ سورۃ الواقعہ مکمل ہوئی۔ الحمد للہ علی احسانہ

۲۴ فروری ۱۹۸۹ء بمطابق ۱۷ رجب المرجب ۱۴۰۹ھ

Marfat.com

سورۃ الحدید

یہ سورۂ مبارکہ مدنی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک جماعت نے تخریج کی ہے کہ یہ سورۂ مبارکہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ مفسرین کے اجماع کے مطابق یہ مدنی ہے لیکن ایک گروہ کا قول ہے کہ مکی ہے۔ ابن الفرس رحمہ اللہ کے نزدیک جمہور کا قول یعنی مدنی ہونا ہی صواب ہے۔ ابن عطیہ رحمہ اللہ کا قول ہے اس میں اختلاف نہیں کہ اس میں مدنی آیات ہیں لیکن شبہہ ہوتا ہے کہ اس کا صدور مکہ میں ہوا ہو اور اس پر وہ روایت شاہد ہے جو البزار رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں نقل کی ہے۔ طبرانی بیہقی اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بلاشبہہ وہ قبول اسلام سے پہلے اپنی ہمشیرہ کے گھر میں داخل ہوئے تو اس میں جو صحیفہ تھا اس میں سورۃ الحدید تھی پس میں نے اسے پڑھا یہاں تک کہ آیت کریمہ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ تک پہنچا تو میں نے اسلام قبول کیا اور مکی ہونے پر دوسری آیت جو دلالت کرتی ہے وہ مسلم، نسائی، ابن ماجہ رحمہم اللہ نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ہمارے اسلام قبول کرنے اور اللہ تعالیٰ کے ہم پر آیت اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ میں عتاب فرمانے میں چار برس کا عرصہ تھا۔ یہ سورہ مبارکہ بروز منگل نازل ہوئی۔ دیلمی رحمہ اللہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم منگل کے روز پچھنے نہ لگواؤ (سینگی لگوانا) کیونکہ سورۃ الحدید مجھ پر منگل کے روز اتری۔ اس کی انتیس آیات ہیں اور چار رکوع ہیں اور سورۃ واقعہ کے ساتھ اس کا اتصال اس وجہ سے ہے کہ یہ تسبیح کے ذکر کے ساتھ شروع ہوئی ہے جبکہ سورۃ واقعہ تسبیح کے حکم پر ختم ہوئی یہ سورہ مبارکہ مسبحات میں سے ایک ہے۔ احمد ابوداؤد ترمذی رحمہ اللہ نے عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ بلاشبہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سونے سے پہلے مسبحات باقاعدگی سے پڑھتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اس سورۂ مبارکہ میں ایک آیت ہے جو ایک ہزار آیتوں کے پڑھنے کی فضیلت رکھتی ہے ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس آیت سے مراد هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ (الخ) بیان کیا ہے۔ ابوداؤد رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا اگر تو اپنے دل میں کچھ وسوسہ پائے تو یہ کہہ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ (الخ)۔ حدید کے معنی لوہے کے ہیں جو برکات سماویہ میں سے ایک ہے چونکہ بطور خاص اس سورۃ میں حدید کا ذکر ہوا لہٰذا سورۂ مبارکہ اسی نام سے موسوم ہوئی۔

Marfat.com

23

سورة الحديد مدنية

اس میں چار رکوع انتیس آیتیں، پانچ سو چوالیس کلمات اور دو ہزار چار سو چھہتر حروف ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع - سورۃ الحدید - پ ۲۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ①

اللہ کی پاکی ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی عزت و حکمت والا ہے

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ②

اسی کے لئے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی جلاتا ہے اور مارتا ہے اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے

هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ③

وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن اور وہی سب کچھ جانتا ہے

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۭ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۭ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۭ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ④

وہی ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں پیدا کئے پھر عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق جانتا ہے جو زمین کے اندر جاتا ہے اور جو اس سے باہر نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا ہے اور جو اس میں چڑھتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے تم کہیں بھی ہو اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۭ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ⑤

اس کی ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت اور اللہ ہی کی طرف سب کاموں کا رجوع

يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۭ وَهُوَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ⑥

رات کو دن کے حصہ میں لاتا ہے اور دن کو رات کے حصہ میں لاتا ہے اور وہ دلوں کی بات جانتا ہے

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ اَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ⑦

اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی راہ میں کچھ وہ خرچ کرو جس میں تمہیں اوروں کا جانشین کیا تو جو تم میں ایمان لائے اور اس کی راہ میں خرچ کیا ان کے لئے بڑا ثواب ہے

وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ⑧

اور تمہیں کیا ہے کہ اللہ پر ایمان نہ لاؤ حالانکہ یہ رسول تمہیں بلا رہے ہیں کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ اور بے شک وہ تم سے پہلے ہی عہد لے چکا ہے اگر تمہیں یقین ہو

Marfat.com

23B

هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖۤ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝۹

وہی ہے کہ اپنے بندہ پر روشن آیتیں اتارتا ہے تاکہ تمہیں اندھیروں سے اجالے کی طرف لے جائے اور بے شک اللہ تم پر ضرور مہربان رحم والا ہے

وَ مَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا ؕ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۱۰

اور تمہیں کیا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو حالانکہ آسمانوں اور زمین میں سب کا وارث اللہ ہی ہے تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح کے خرچ کیا اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا ہے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے

حل لغات پہلا رکوع-سورۃ الحدید-پ ۲۷

سَبَّحَ-پاکی بولتا ہے	لِلّٰهِ-اللہ کی	مَا-جو	فِي-بیچ
السَّمٰوٰتِ-آسمانوں	وَ-اور	الْاَرْضِ-زمین کے ہے	وَ-اور
هُوَ-وہ	الْعَزِيْزُ-غالب	الْحَكِيْمُ-حکمت والا ہے	لَهٗ-اسی کی
مُلْكُ-بادشاہی ہے	السَّمٰوٰتِ-آسمانوں	وَ-اور	الْاَرْضِ-زمین میں
يُحْيٖ-زندہ کرتا ہے	وَ-اور	يُمِيْتُ-مارتا ہے	وَ-اور
هُوَ-وہ	عَلٰى-اوپر	كُلِّ-ہر	شَيْءٍ-چیز کے
قَدِيْرٌ-قادر ہے	هُوَ-وہ ہی	الْاَوَّلُ-اول	وَ-اور
الْاٰخِرُ-وہی آخر	وَ-اور	الظَّاهِرُ-وہی ظاہر	وَ-اور
الْبَاطِنُ-وہی باطن ہے	وَ-اور	هُوَ-وہی	بِكُلِّ-ہر
شَيْءٍ-چیز کو	عَلِيْمٌ-جاننے والا ہے	هُوَ-وہ اللہ	الَّذِيْ-وہی ہے جس نے
خَلَقَ-پیدا کئے	السَّمٰوٰتِ-آسمان	وَ-اور	الْاَرْضَ-زمین
فِيْ-بیچ	سِتَّةِ-چھ	اَيَّامٍ-دن کے	ثُمَّ-پھر
اسْتَوٰى-برابر ہوا	عَلَى-اوپر	الْعَرْشِ-عرش کے	يَعْلَمُ-جانتا ہے
مَا-جو	يَلِجُ-داخل ہوتا ہے	فِي-بیچ	الْاَرْضِ-زمین کے
وَ-اور	مَا-جو	يَخْرُجُ-نکلتا ہے	مِنْهَا-اس سے
وَ-اور	مَا-جو	يَنْزِلُ-اترتا ہے	مِنَ السَّمَآءِ-آسمان سے
وَ-اور	مَا-جو	يَعْرُجُ-چڑھتا ہے	فِيْهَا-اس میں
وَ-اور	هُوَ-وہ	مَعَكُمْ-تمہارے ساتھ ہے	اَيْنَ مَا-جہاں بھی

Marfat.com

كُنْتُمْ۔ ہو تم	وَ۔ اور	اللّٰهُ۔ اللہ	بِمَا۔ اس سے
تَعْمَلُوْنَ۔ جو تم کرتے ہو	بَصِيْرٌ۔ دیکھنے والا ہے	لَهٗ۔ اسی کا ہے	مُلْكُ۔ ملک
	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں	وَ۔ اور	الْاَرْضِ۔ زمین کا
وَ۔ اور	اِلَى۔ طرف	اللّٰهِ۔ اللہ کی	تُرْجَعُ۔ لوٹائے جاتے ہیں
الْاُمُوْرُ۔ سب کام	يُوْلِجُ۔ داخل کرتا ہے	الَّيْلَ۔ رات کو	فِى۔ بیچ
النَّهَارِ۔ دن کے	وَ۔ اور	يُوْلِجُ۔ داخل کرتا ہے	النَّهَارَ۔ دن کو
فِى۔ بیچ	الَّيْلِ۔ رات کے	وَ۔ اور	هُوَ۔ وہ
عَلِيْمٌ۔ جاننے والا ہے	بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔ سینے کی باتیں		اٰمِنُوْا۔ ایمان لاؤ
بِاللّٰهِ۔ اللہ پر	وَ۔ اور	رَسُوْلِهٖ۔ اس کے رسول پر	وَ۔ اور
اَنْفِقُوْا۔ خرچ کیا کرو	مِمَّا۔ اس سے کہ	جَعَلَكُمْ۔ بنایا تم کو	مُّسْتَخْلَفِيْنَ۔ جانشین
فِيْهِ۔ اس میں	فَالَّذِيْنَ۔ تو وہ جو	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے	مِنْكُمْ۔ تم میں سے
وَ۔ اور	اَنْفَقُوْا۔ خرچ کیا	لَهُمْ۔ ان کے لئے	اَجْرٌ۔ اجر ہے
كَبِيْرٌ۔ بہت بڑا	وَ۔ اور	مَا۔ کیا ہے	لَكُمْ۔ تم کو
لَا۔ نہیں	تُؤْمِنُوْنَ۔ ایمان لاتے تم	بِاللّٰهِ۔ اللہ پر	وَ۔ اور
الرَّسُوْلُ۔ رسول	يَدْعُوْ۔ بلاتا ہے	كُمْ۔ تم کو	لِتُؤْمِنُوْا۔ تا کہ تم ایمان لاؤ
بِرَبِّكُمْ۔ اپنے رب پر	وَ۔ اور	قَدْ۔ بے شک	اَخَذَ۔ لیا اس نے
مِيْثَاقَكُمْ۔ تم سے عہد	اِنْ۔ اگر	كُنْتُمْ۔ ہو تم	مُّؤْمِنِيْنَ۔ ایمان والے
هُوَ۔ وہ اللہ	الَّذِىْ۔ وہ ہے جس نے	يُنَزِّلُ۔ اتاریں	عَلٰى۔ اوپر
عَبْدِ۔ بندے	هٖ۔ اپنے کے	اٰيٰتٍ۔ آیتیں	بَيِّنٰتٍ۔ روشن
لِّيُخْرِجَكُمْ۔ تا کہ نکالے تم کو	مِّنَ الظُّلُمٰتِ۔ اندھیروں سے		اِلَى۔ طرف
النُّوْرِ۔ روشنی کی	وَ۔ اور	اِنَّ۔ بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ
بِكُمْ۔ تم پر	لَرَءُوْفٌ۔ مہربان	رَّحِيْمٌ۔ رحم والا ہے	وَ۔ اور
مَا۔ کیا ہے	لَكُمْ۔ تم کو	اَلَّا۔ کہ نہ	تُنْفِقُوْا۔ خرچ کرو
فِىْ۔ بیچ	سَبِيْلِ۔ راہ	اللّٰهِ۔ اللہ کے	وَ۔ اور
لِلّٰهِ۔ اللہ ہی	مِيْرَاثُ۔ وارث ہے	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں	وَ۔ اور
الْاَرْضِ۔ زمین کا	لَا۔ نہیں	يَسْتَوِىْ۔ برابر ہے	مِنْكُمْ۔ تم میں سے
مَّنْ۔ جس نے	اَنْفَقَ۔ خرچ کیا	مِنْ قَبْلِ۔ پہلے	الْفَتْحِ۔ فتح سے
وَ۔ اور	قٰتَلَ۔ لڑائی کی	اُولٰٓئِكَ۔ یہ لوگ	اَعْظَمُ۔ بہت بڑے ہیں

Marfat.com

دَرَجَةً۔ درجے میں		مِّنَ الَّذِيْنَ۔ ان سے		اَنْفَقُوْا۔ جنہوں نے خرچ کیا		مِنْۢ بَعْدُ۔ بعد	
وَ۔ اور		قٰتَلُوْا۔ لڑائی کی		وَ۔ اور		كُلًّا۔ سب سے	
وَّعَدَ۔ وعدہ کیا		اللّٰهُ۔ اللہ نے		الْحُسْنٰى۔ جنت کا		وَ۔ اور	
اللّٰهُ۔ اللہ		بِمَا۔ اس سے جو		تَعْمَلُوْنَ۔ تم عمل کرتے ہو		خَبِيْرٌ۔ خبردار ہے	

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع۔ سورۃ الحدید۔ پ ۲۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ①

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی عزت وحکمت والا ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ۔ پاکی بولتا ہے اللہ کے لئے۔

سَبَّحَ سُبْحَان۔ مصدر سے فعل ماضی ہے تسبیح کے معنی پاکیزگی بیان کرنے کے ہیں۔ التسبیح علی المشہور تسبیح سے مراد مشہور تسبیح ہے یعنی سبحان اللہ کہنا اور اللہ تعالیٰ کے لئے پاکی بولنا اور اس کی عظمت و پاکیزگی کا اقرار و بیان کرنا کہ وہ ہر نقص وعیب سے پاک ہے۔ فعل ماضی میں اشارہ ہے کہ جب سے مکنونات عدم سے وجود میں آئیں ابد تک خوشی و ناخوشی خالص اللہ کے لئے پاکی بولتی ہیں۔ یعنی مخلوق ہمہ وقت اللہ کی تسبیح کرتی ہے ماضی حال و استقبال کو بھی شامل ہے اور زمانے سے اس پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور اس کی تسبیح اللہ ہی کے لئے خاص ہے جیسا کہ مفعول کے لام سے مستفاد ہے۔

مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، طبرسی کے نزدیک فقط عالم کے لئے ہے اور بعض کے نزدیک موصولہ ہے اور بعض کے نزدیک نکرہ موصوفہ تاہم مطلب یہ ہے کہ خواہ ذوی العقول ہوں یا غیر ذوی العقول سبھی پاکی بولتے ہیں۔ سورۂ نور میں گزرا: كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ سب نے جان رکھی ہے اپنی نماز اور تسبیح۔ یعنی مخلوق میں جو جس حال پر ہے وہیں تسبیح میں مشغول ہے خواہ قولی ہو یا حالی خواہ ہم اسے سمجھیں یا نہ سمجھیں۔

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ①۔ اور وہ عزت وحکمت والا ہے۔

وَهُوَ۔ اور وہ یعنی اللہ تعالیٰ

الْعَزِيْزُ۔ القادر الغالب الذی لا ینازعه ولا یمانعه شئ۔

الْحَكِيْمُ ①۔ الذی لا یفعل الا ما تقتضیه الحکمة و المصلحة۔ قدرت والا اور ایسے غلبے والا ہے کہ کوئی اس سے نہ چھین سکے اور نہ اس سے کوئی امر روک سکے اور ایسی ذات جو نہ کرے مگر وہی جو حکمت و مصلحت کا تقاضا ہو۔

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ②

اسی کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت جلاتا ہے اور مارتا ہے اور سب کچھ کر سکتا ہے۔

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ۔ اسی کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت۔

ای التصرف الکلی فیهما من الموجودات من حیث الایجاد و الاعدام و سائر التصرف۔

یعنی دونوں (آسمانوں اور زمین میں) کلی اختیار و تصرف اور اس میں بھی جو ان دونوں میں موجودات (مخلوق) ہے

Marfat.com

جہاں تک ان کے وجود وعدم (ہونے نہ ہونے) کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ مکمل تصرف واختیار رکھتا ہے مطلب یہ ہے بالکلیہ مالک و مختار قابض ومتصرف غالب ومقتدر ہے۔

یُحۡیٖ وَ یُمِیۡتُ ۚ۔ جلاتا ہے اور مارتا ہے۔

ای یفعل الاحیاء و الاماتۃ۔ یعنی زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے یا یہ مطلب ہے کہ عدم (نہ ہونے، مردہ) سے وجود (زندگی ہونے) میں لاتا ہے اور زندگی کے بعد موت دیتا ہے اور یونہی مارنے کے بعد زندہ کرے گا۔ موت وحیات کا مالک ہے۔

وَ هُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۝۲۔ اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

یعنی اللہ جو چاہتا ہے کر سکتا ہے اور زمین وآسمان اور جو کچھ ان میں ہے موت ہو یا زندگی سب پر مکمل قابض ومتصرف اور قادر ہے۔

هُوَ الۡاَوَّلُ وَ الۡاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الۡبَاطِنُ ۚ وَ هُوَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ۝۳

وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن اور وہی سب کچھ جانتا ہے۔

هُوَ الۡاَوَّلُ۔ وہی اول۔

هُوَ۔ سے مراد ذات حق سبحانہٗ وتعالیٰ۔

الۡاَوَّلُ۔ کا مطلب ہے: السابق علی جمیع الموجودات فھو سبحانہٗ موجود قبل کل شیء حتی الزمان لانہ جل و علا الموجد والمحدث للموجودات۔ تمام موجودات سے پہلے یعنی قدیم ہر شے سے پہلے اس شان کے ساتھ کہ وہ تھا اور کچھ نہ تھا کان اللہ و لم یکن معہ شیء اور اس کا اول ہونا لامتناہی اور وہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ ہر شے یہاں تک کہ زمان سے پہلے موجود تھا کیونکہ وہی تمام موجودات کا ایجاد اور آغاز کرنے والا ہے۔ جملہ معدومات کو اس نے موجود وممکن کیا اور زمانہ میں نہیں کیونکہ اس کا وجود کسی زمانہ پر موقوف نہیں زمانہ ہو یا نہ ہو وہ موجود ہے موجود رہے گا لہٰذا زمانہ اس کا احاطہ نہیں کر سکتا۔

وَ الۡاٰخِرُ۔ وہی آخر۔

الباقی بعد فنائھا۔ یعنی موجودات کے فنا ہو جانے کے بعد اس کی ذات کریم باقی رہنے والی ہے۔ سب کچھ فنا ہو جائے گا اور وہ ہمیشہ رہے گا اس کے لئے انتہا نہیں۔ ہر شے عدم سے وجود میں آئی اور موجود کو معدوم ہونا ہے لہٰذا ہر شے فانی ہے اور ذات حق سبحانہٗ وتعالیٰ عدم ولاحق دونوں سے پاک ومبرا ہے اور وہ ہمیشہ رہے گا۔

وَ الظَّاهِرُ۔ وہی ظاہر۔

ای بوجودہ کان کل الموجودات بظھورہ تعالی ظاھر۔

یعنی اسی کے وجود کریم کی وجہ سے تمام موجودات کا ظہور ہوا یعنی ظہور حق ہی اصل وکامل ہے اور جملہ موجودات کا وجود اسی ذات پاک کے وجود کا فیض اور پرتو ہے اور تمام موجودات کا ظہور وسلسلہ اسی وجود پاک تک منتہی ہوتا ہے وَ اِلَی اللّٰهِ تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡرُ لاموجود الا اللہ۔ ایک قول ہے کہ اس پروردگار کی ذات کریم دلائل و براہین سے ظاہر ہے یا ہر شے کا

Marfat.com

ظہور وجود صانع پر دلیل ظاہر ہے ایک قول ہے کہ و الظاهر فوق کل شیء اور ظاہر کے معنی ہے ہر ایک چیز سے بلند و بالا یا ہر ایک چیز پر غالب۔

وَالْبَاطِنُ ۚ۔ وہی باطن۔

بكنهه سبحانه و تعالى فلا تحوم حوله العقول۔ یعنی حقیقت ذات پاک کا عقلیں ادراک نہیں کرسکتیں جو اسکی کنہ کے ادراک سے عاجز ہیں۔ اے کہ برتر از وہم وگمان وخیال وقیاس وعقل۔

ایک قول ہے کہ باطن کا مطلب ہے ہر شے کا جاننے والا۔ ایک قول ہے کہ باطن کا معنی ہے کہ ظہور حق اصل وکامل ہے اور وہ اپنے کمال ظہور کے باعث مخفی ہے۔ کیونکہ حقیقت ذات کا ادراک نہ حسی طور پر ہوسکتا ہے نہ عقلی طور پر۔

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿۳﴾۔ اور وہی سب کچھ جانتا ہے۔

یعنی جزو وکل تمام عالم کے ذرات میں ہر ذرہ اس کے علم میں ہے اور وہ ہر چیز جاننے والا ہے۔ ابوداؤد میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب تمہیں وسوسہ پکڑ لے کہ اول کون تھا تو پڑھو: هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ ایک اور حدیث میں ہے کہ لوگ ہر شے کے بارے میں سوال کریں گے یہاں تک کہ کہیں گے کہ اللہ ہر شے سے پہلے موجود تھا تو اللہ سے پہلے کون تھا پس اگر وہ تم سے یوں کہیں تو تم کہو: هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ...... عَلِيمٌ۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا ۖ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿۴﴾

وہی ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں پیدا کئے پھر عرش پر استویٰ فرمایا (جیسا اس کی شان کے لائق ہے) جانتا ہے جو زمین کے اندر جاتا ہے اور جو اس سے باہر نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا ہے اور جو اس میں چڑھتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے تم کہیں ہو اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

هُوَ الَّذِي۔ وہی ہے، یعنی ذات باری سبحانہٗ وتعالیٰ۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ۔ جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں پیدا کئے۔

یہاں دن سے مراد دنیا کے دن ہیں ایام دنیا میں اول اتوار ہے اور پچھلا جمعہ ہے چھ روز میں پیدا کرنا حکمت باری تعالیٰ کا تقاضا ہے اور اگر وہ چاہتا تو پلک جھپکنے سے پہلے پیدا فرما دیتا لیکن حکیم مطلق کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں اور وہی اپنی حکمتوں اور مقتضیات کو بہتر جانتا ہے اور ان آیات میں زیادہ بحث وکرید مناسب نہیں کیونکہ یہ متشابہات سے ہے۔

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ۔ پھر عرش پر استویٰ فرمایا۔

اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ۔ صفت الٰہی ہے اس نے استویٰ فرمایا جیسا کہ اس کی عظمت وشان کے لائق ہے۔

يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ۔ جانتا ہے جو زمین کے اندر جاتا ہے۔

تفصیل سورہ سبا میں گزر چکی ہے۔ مراد ہے جو چیزیں زمین کے اندر داخل ہوتی ہیں جیسے بارش کا پانی، دفینے اور مختلف اقسام کے بیج اور ایک قول ہے کہ مردے بھی اس میں داخل ہیں۔

وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا۔ اور جو اس سے باہر نکلتا ہے۔

Marfat.com

یعنی جو اشیاء زمین سے نکلتی ہیں جیسے پانی کے چشمے، درخت، پودے اور سبزہ، معدنیات اور کانیں اور ایک قول ہے کہ حشر کے وقت مردے بھی زمین سے نکلیں گے۔

وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ۔ اور جو آسمان سے اترتا ہے۔

یعنی جو چیزیں آسمان سے نازل ہوتی ہیں جیسے ملائکہ، رحمت و برکات، احکام الٰہیہ اور مینہ، برف، اولے وغیرہ۔

وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا ۔ اور جو اس میں چڑھتا ہے۔

جیسے فرشتے، انسانوں کے اعمال اور روحیں ایک قول ہے دعائیں۔

وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۔ اور وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں بھی ہو۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: ''عالم بكم اينما كنتم''، تم کہیں ہو تمہیں جانتا ہے۔ سفیان ثوری کا قول ہے: علمه معكم اللہ کا علم تمہارے ساتھ ہے۔ ایک قول ہے کہ یہاں معیت علم سے بطور مجاز مرسل کے ہے۔ معیت الٰہی بدون کیف کے ہے اور اس کا بیان ہو ہی نہیں سکتا وہ ہمارے ساتھ ہے خواہ ہم کہیں ہوں اپنی علم وقدرت کے ساتھ بھی اور فضل ورحمت کے ساتھ بھی اور ستائش اس کی ذات کریم کے لئے ہے۔

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۴ ۔ اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ وہ تمام تمہارے اعمال کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور یہ اس کے علم کی شان ہے کہ اس کا علم ہر جزو وکل ہر ذرۂ عالم کو محیط ہے تو وہ تمہیں تمہارے کاموں کے موافق جزا و بدلہ دے گا۔

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝۵

اسی کی ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت اور اللہ ہی کی طرف ہے سب کاموں کی رجوع۔

تكرير للتاكيد و تمهيد بقوله سبحانه المشعر بالاعادة۔

آیت کریمہ کا تکرار تاکید کے لئے ہے اور تخلیق کے آغاز وانجام دونوں کی تمہید ہے تمام امور خواہ وہ عرض ہوں یا جوہر یعنی قائم بالغیر ہوں یا محتاج بالغیر صرف حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۭ وَهُوَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۶

رات کو دن کے حصے میں لاتا ہے اور دن کو رات کے حصے میں لاتا ہے اور وہ دلوں کی بات جانتا ہے۔

وَلَجَ۔ ماضی ہے يُوْلِجُ کے معنی ہیں گھٹانا بڑھانا یعنی والی و فی گھر میں داخل ہونا یا گھس آنا مطلب یہ ہے کہ رات کو دن کے حصے میں اور دن کو رات کے حصے میں لاتا ہے یعنی گھٹاتا بڑھاتا رہتا ہے کبھی رات لمبی اور دن چھوٹے اور کبھی دن بڑے اور رات چھوٹی ہوتی رہتی ہے۔

وَهُوَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۶ ۔ اور وہ دلوں کی بات جانتا ہے۔

یعنی دلوں کے اندر جو عقیدے یا جو اسرار و بھید ہیں یا وساوس خطرات وخیالات سب جانتا ہے یہ اس کے علم کی شان ہے۔

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝۷

Marfat.com

اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی راہ میں کچھ وہ خرچ کرو جس میں تمہیں اوروں کا جانشین کیا، تو جو تم میں ایمان لائے اور اس کی راہ میں خرچ کرے ان کے لئے بڑا ثواب ہے۔

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ

اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی راہ میں کچھ وہ خرچ کرو جس میں تمہیں اوروں کا جانشین کیا۔

ای جعلکم سبحانه خلفاء عنه فی التصرف فیه من غیر ان تملکوا لا حقیقة۔ یعنی تمہیں پروردگار سبحانہ وتعالیٰ نے اس میں تصرف کے لئے خلیفہ بنایا نہ یہ کہ تمہیں حقیقۃً مالک کیا۔ بصیغہ امر دعوت ایمان ہے اس لئے کہ رسول کے بغیر ایمان درست نہیں اور وہی ایمان صحیح ہے جو رسول کے واسطے سے ہے پھر صیغہ امر کی تکرار کے ساتھ خرچ کرنے کی تلقین ہے اور اس کے مال کے حوالے سے خرچ کرنے کو کہا ہے جو گزشتہ لوگوں سے تمہیں بطور جانشین پہنچا یعنی وہ لوگ پہلے مالک ومتصرف تھے اور اب تم ان کی جگہ ہو۔ حقیقی ملکیت نہیں بلکہ عارضی ملکیت ہے اور تمہیں بطور نائب ووکیل۔ اس مال کو راہ خدا میں خرچ کرنے میں کوئی امر مانع نہ ہونا چاہئے۔

ہم سے پہلے پچھلوں کے وارث ہوئے اور ہم اپنے پہلوں کے اور زمانہ بہ زمانہ سلسلہ یونہی ہے تو اس وراثت سے فائدہ اٹھاؤ۔ کسی دیہاتی سے کسی نے پوچھا یہ اونٹ کس کا ہے تو اس نے کہا: یہ اللہ کا ہے لیکن میرے پاس عارضی ہے

ایں امانت چند روزہ نزد ما است　　　　در حقیقت مالک ہر شے خدا است

تو جو تصرف اختیار حاصل ہے اس سے فائدہ اٹھاؤ اور راہ خدا میں خرچ کرو اور اگر موقع جاتا رہا تو یہ متاع وارثوں کے لئے ہے اور تم نے اپنے لئے کچھ حاصل نہ کیا۔

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا۔ تو جو تم میں ایمان لائے اور اس کی راہ میں خرچ کیا۔

حسب ما امروا به۔

یعنی جس طرح اللہ عزوجل نے حکم دیا۔ امر الٰہی کے مطابق ایمان لائے اور رضائے الٰہی کے موافق خرچ کیا۔

لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ۝۷۔ ان کے لئے بڑا ثواب ہے۔

لَهُمْ۔ بسبب ذلک یعنی ان لوگوں کے لئے جو حسب الحکم ایمان لائے اور راہ خدا میں خرچ کیا تو اس کی وجہ سے یا اس کے باعث۔ اَجْرٌ كَبِيْرٌ۔ وعد فیه من المبالغات بہت بڑے ثواب کا وعدہ ہے یعنی جو ایسا کرے گا تو اس کے لئے بڑے ثواب کا وعدہ ہے۔

وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۝۸

اور تمہیں کیا ہے کہ اللہ پر ایمان نہ لاؤ حالانکہ یہ رسول تمہیں بلا رہے ہیں کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ اور بے شک وہ تم سے پہلے ہی عہد لے چکا ہے اگر تمہیں یقین ہو۔

وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ۔ اور تمہیں کیا ہے کہ اللہ پر ایمان نہ لاؤ۔

مسوق لتوبیخهم علی ترک الایمان حسبما امروا به بانکار ان یکون لهم فی ذلک عذر۔

Marfat.com

یہ جملہ استینافی ہے اور توبیخ کے طور پر بیان کیا ہے کہ وہ لوگ جیسا کہ حکم دیا گیا کہ ایمان لاؤ۔ کیوں ایمان نہیں لاتے اور انکار کرتے ہیں، انہیں قبول ایمان میں کیا عذر ہے یا جملہ میں لَكُمْ کی ضمیر ان کے حال سے متعلق ہے اور ما عامل ہے جو استقرار کا معنی واضح کر رہا ہے یعنی تمہیں کون سی شے حاصل ہوگئی ہے جو انکار کا باعث ہے اور تم متوجہ نہیں ہوتے۔

وَمَالِيَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِىْ فَطَرَنِىْ اور مَالَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ہیں۔

وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ۔ حالانکہ یہ رسول تمہیں بلا رہے ہیں کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ۔

یعنی رسول تمہیں دعوت حق دے رہے ہیں اور واضح دلائل اور حجتیں پیش کرتے ہیں آیات الٰہی عزوجل سناتے ہیں تو اب قبول حق میں تمہارے پاس کیا عذر ہے۔

وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ۔ اور بے شک وہ تم سے پہلے ہی عہد لے چکا ہے۔

یعنی روز الست تمہیں پشت آدم علیہ السلام سے نکال کر فرمایا تھا کہ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔

قَالُوْا بَلٰى۔ تو تم نے اقرار کیا تھا اور کہا تھا یقیناً تو ہی پروردگار ہے۔ اور بعض کے نزدیک میثاق سے مراد دلائل عقلی ہیں۔

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۸۔ اگر تمہیں یقین ہو۔

اللہ عزوجل پر ایمان کے مدعی تو کفار بھی تھے مگر وہ توحید سے کورے تھے تو یہاں ارشاد ہے کہ اگر تم واقعی یقین وایمان رکھتے ہو۔ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ جو تمہیں دعوت حق دے رہے ہیں اور دلائل باہرہ اور حجج قاہرہ پیش فرما رہے ہیں، آیات الٰہی عزوجل تلاوت فرماتے ہیں اور سچی راہ کی طرف قیادت فرمار ہے ہیں۔

هُوَ الَّذِىْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖۤ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝۹

وہی ہے کہ اپنے بندہ پر روشن آیتیں اتارتا ہے تاکہ تمہیں اندھیروں سے اجالے کی طرف لے جائے اور بے شک اللہ تم پر ضرور مہربان رحم والا ہے۔

هُوَ الَّذِىْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖ۔ وہی ہے کہ اپنے بندہ پر اتارتا ہے۔

هُوَ الَّذِىْ۔ سے مراد ذات باری تعالیٰ ہے اور

عَبْدِهٖ۔ سے مراد سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

یعنی اللہ کریم اپنے بندۂ خاص جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتارتا ہے یعنی وہ مصالح جو تمہارے لئے مفید و معاون اور اس کی حکمت بالغہ کا اقتضاء ہیں۔

اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ۔ روشن آیتیں۔

واضحات، والظاهر ان المراد بها ايت القران و قيل المعجزات۔

یعنی واضح وروشن، ظاہری مطلب ہے کہ قرآن حکیم کی آیتیں اور ایک قول ہے کہ اس سے مراد معجزات ہیں۔

لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ۔ تاکہ تمہیں اندھیروں سے اجالے کی طرف لے جائے۔

لِّيُخْرِجَكُمْ۔ اى الله تعالى اذ هو سبحانه المخبر عنه او العبد لقرب الذكر والمراد ليخرجكم بها۔

Marfat.com

یعنی اللہ تعالیٰ کیونکہ وہی ذات پاک اس کی بابت خبر دے رہی ہے یا بندہ (رسول) مراد ہے۔
جو کہ "ذکر" سے قریب ہے اور مطلب یہ ہے کہ وہ اس کے ساتھ تمہیں اندھیریوں سے اجالے کی طرف لے جاتا ہے۔
مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ - من ظلمات الکفر الی نور الایمان۔
یعنی کفر و شرک کی تاریکیوں سے نور ایمان کی طرف لے جاتا ہے۔
وَ اِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ⑨ - اور بے شک اللہ تم پر ضرور مہربان رحم والا ہے۔
مبالغ فی الرافة والرحمة حیث ازال عنکم موانع سعادة الدارین و ھداکم الیھا علی اتم وجه۔
رافت و رحمت میں مبالغہ کے طور پر ارشاد ہے یعنی اس ذات رحیم و کریم نے ان امور سے جو دونوں جہانوں کی سعادت مندی میں مانع و حائل تھے تم سے انہیں دور ہٹا دیا اور مکمل طور پر تمہاری اس کے حصول کے لئے راہنمائی کی۔ ایک قول ہے کہ تمہیں دلائل عقلی و نظری پر نہ چھوڑا بلکہ وحی کے ساتھ تمہاری ہدایت فرمائی۔

وَ مَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا ؕ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ⑩

اور تمہیں کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرو حالانکہ آسمانوں اور زمین میں سب کا وارث اللہ ہی ہے۔ تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔
وَ مَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ - اور تمہیں کیا ہے کہ راہ خدا میں خرچ نہ کرو۔
توبیخ علی ترک الانفاق - راہ خدا میں خرچ نہ کرنے پر توبیخ ہے مَا لَكُمْ استفہام انکاری ہے یعنی تمہیں راہ خدا عزوجل میں خرچ کرنے سے کیا عذر ہے یا کون سا امر مانع ہے فی سبیل اللہ کے الفاظ سے توبیخ میں مزید شدت ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے لئے کوئی فائدہ نہیں ہے اگر تم خرچ تقرب الی اللہ کے لئے خرچ نہیں کرتے۔
وَ لِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ - حالانکہ آسمانوں اور زمین میں سب کا وارث اللہ ہی ہے۔
و ما لکم فی ترک انفاقھا فی سبیل اللہ تعالی و الحال انه لا یبقی لکم ولا لغیرکم منھا شئ بل یبقی کلھا للہ عزوجل۔
یعنی تمہیں مال کے راہ خدا میں خرچ نہ کرنے سے کوئی نفع نہیں جب کہ صورت حال یہ ہے کہ یہ مال تمہارے لئے باقی نہ رہے گا اور نہ ہی تمہارے اوروں کے پاس اس میں سے کچھ رہے گا بلکہ سارے کا سارا اللہ عزوجل کے لئے رہے گا۔ تو تم خرچ کیوں نہیں کرتے جب کہ تم ہلاک ہونے والے ہو اور خواہ مخواہ خرچ کرنے کے ثواب سے محروم رہو گے۔
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:
آدمی کا مال وہی ہے جو اس نے راہ خدا میں خرچ کیا اور جو چھوڑا وہ وارثوں کا عمل ہے۔
مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ۔

Marfat.com

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً ۔

تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں بڑے ہیں۔

بیان لتفاوت درجات المنفقین حسب تفاوت احوالهم فی الانفاق۔

ان کے خرچ کرنے کے احوال کے فرق کے مطابق راہ خدا عزوجل میں خرچ کرنے والوں کے درجات میں تفاوت (فرق) کا بیان ہے۔ مِنْكُمْ سے مراد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور قَبْلِ الْفَتْحِ سے مراد فتح مکہ ہے جیسا کہ قتادہ، زید بن اسلم اور مجاہد رحمہم اللہ سے مروی ہے اور یہی قول مشہور ہے جبکہ شجی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اس سے مراد صلح حدیبیہ ہے اور قتل سے مراد جہاد ہے۔ واضح مفہوم یہ ہے کہ جب مسلمان تعداد میں تھوڑے اور غالب نہیں تھے اس وقت جنہوں نے راہ خدا عزوجل میں مال خرچ کیا اور جہاد میں عملاً شرکت کی اور یہ لوگ ہی مہاجر و انصار میں سے السابقین الاولین ہیں یہ مراتب و درجات میں بڑے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جبکہ آپ حدیبیہ کے سال مقام عسفان میں تھے قریب ہے کہ ایک قوم آئے گی جو اپنے اعمال کے ساتھ تمہارے اعمال کو ہلکا جانے گی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کہا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وآلک وسلم وہ کون لوگ ہوں گے کیا وہ قریش ہوں گے فرمایا نہیں وہ اہل یمن ہوں گے وہ رقیق القلب اور نرم دل ہوں گے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا:

یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا وہ ہم سے بہتر ہوں گے ارشاد فرمایا اگر ان میں سے کسی کے پاس پہاڑ کے برابر سونا ہو اور وہ اسے راہ خدا میں خرچ کرے تو بھی تمہارے ایک مدیا اس کے نصف مد کے برابر نہ ہو۔

مدایک پیمانہ ہے جس سے جو وغیرہ ناپتے تھے لیکن یہاں مد کی تخصیص نہیں ہے خواہ سونے کا ہو یا جو کا اور ایک روایت میں غلہ یا چھوہارے کا ذکر ہے یعنی السابقین الاولین میں سے کسی کے آدھ مد چھوہارے کے ثواب کو نہیں پہنچ سکتے۔

اللہ اکبر اور یہ آیت اس پر فیصل ہے۔ کلبی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ آیت فضیلت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نص ہے کیونکہ مدار فضیلت انفاق وقتال ہے اور ان دونوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت بڑھ کر ہیں لہٰذا آپ افضل الصحابہ علیہم رضوان ہیں، آپ سب سے پہلے مسلمان ہیں، تبلیغ میں اول ہیں کہ معزز روسائے قریش مثل طلحہ، زبیر، عثمان، سعد، ابوعبیدہ، عبدالرحمٰن بن عوف علیہم رضوان آپ کے توسط سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے، سب سے اول مسجد بنانے والے، غلاموں مثل بلال وعامر بن فہیرہ علیہم رضوان کو مال خرچ کر کے آزادی دلوانے والے ہیں، سب سے اول راہ خدا عزوجل میں ہجرت پر مجبور ہوئے اور شہر مکہ سے نکالے گئے اور ابن الدغنہ کی ضمانت پر لوٹائے گئے۔

مومن آل فرعون تو ایمان کو چھپاتا تھا مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ اس سے بڑھ کر تھے کہ مجمع کفار میں جب ظالموں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گلے میں چادر ڈال کر دبایا تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں ہٹاتے اور فرماتے کیا تم اس ذات کے قتل کے درپے ہو جو فرماتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ واضح براہین وآیات کے ساتھ آیا ہے۔ ان کی رفاقت ہجرت پر آیت قرآن ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا اور ان کے انفاق پر آیت يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ناطق ہے۔ بخاری رحمہ اللہ نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ قبول اسلام کے وقت آپ کے پاس

Marfat.com

چالیس ہزار دینار تھے جو آپ نے راہ خدا اور رسول میں خرچ کئے، ترمذی میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہ دیا جتنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مال نے پہنچایا۔ جب ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سنا تو روئے اور عرض کیا: انا و مالی لک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم میں کیا اور مال ومنال کیا سبھی آپ ہی کا صدقہ تو ہے۔

مسطح بن اثاثہ کی کفالت کا ارادہ ترک کیا تو قرآن نازل ہوا کہ تمہیں کیا محبوب نہیں کہ اللہ تمہیں بخش دے۔ (سورۂ نور)

تمام غزوات میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد وہی دوسرے تھے اور غزوۂ جیش العسرت میں تو سارا سب کچھ مال ہی لاکر حاضر کر دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گھر والوں کے لئے بھی کچھ چھوڑا تو دست بستہ عرض کیا:

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

میں کہتا ہوں کہ اولاد بھی مال ہی میں شامل ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیٹی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیاہ دی غرضیکہ کون سی نیکی وفضیلت ہے جو کہ آپ کے دامن میں نہیں۔ اس بات پر اہل سنت کا اجماع ہے کہ حضرات ابو بکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تمام صحابہ علیہم رضوان سے بشمول حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم افضل و بزرگ تھے۔ اور ہمارے احناف کی تو علامت ہی یہی ہے کہ فضیلت شیخین کا قائل ہو آپ کی خلافت اسلام کی سربلندی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کامل اتباع، غلبہ حق، مرتدین کا قلع قمع، مانعین زکوٰۃ کی سرکوبی اور مضبوط اسلامی سلطنت کی داغ بیل اور فتوحات عظیمہ کی نقیب تھی۔

مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا۔ ان سے جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا۔

یعنی جن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فتح مکہ کے بعد راہ خدا عزوجل میں خرچ کیا اور قتال کیا وہ فضیلت میں سابقین اولین سے پیچھے اور کم ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے یہ دونوں طبقے فضیلت، مراتب ودرجات میں برابر نہیں کیونکہ سابقین کا خرچ کرنا اور قتال اس وقت تھا جب مسلمانوں کی قلت تھی اور دشمنوں ومخالفوں کی کثرت تھی اور ان کے نفوس قدسیہ میں غنائم اموال کی طلب وطمع متصور تک نہ تھی۔ جب دین غالب ہو گیا، دشمن مغلوب ہو گئے اور ان کی کثرت منتشر ہو گئی اور مسلمانوں کو فتوحات کثیرہ کے ساتھ غنائم کا حصول بھی ہوا اور سورۂ فتح میں حدیبیہ کے شاملین کو ایسا وعدہ بھی دیا گیا تو جو اس کے بعد اسلام لائے، راہ خدا عزوجل میں خرچ کیا اور قتال کیا تو وہ پہلے طبقہ کے برابر کیسے ہو سکتے ہیں اور فضل و شرف میں ان سے کیونکر بڑھ سکتے ہیں۔

وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ۔ اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا۔

وَ كُلًّا۔ ای کل واحد من الفریقین لا الاولین فقط۔

یعنی دونوں گروہوں میں سے ہر ایک کے ساتھ جو لوگ فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے، خرچ کیا اور قتال کیا ان میں سے ہر ایک کے ساتھ اور ان میں سے بھی ہر ایک سے جس نے فتح مکہ کے بعد راہ خدا عزوجل میں خرچ کیا اور قتال وجہاد کیا۔

وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ۔ ای المثوبة الحسنی و هی الجنة علی ماروی عن مجاهد و قتادة۔

یعنی اچھا ثواب بہترین جزا، اور وہ جنت ہے جیسا کہ مجاہد وقتادہ رحمہم اللہ سے مروی ہے ایک قول ہے کہ اس کے علاوہ

Marfat.com

یعنی آخرت میں جنت کا وعدہ اور دنیا میں فتح ونصرت اور غنائم کا وعدہ بھی شامل ہے۔

جیسا کہ سورۂ فتح میں ارشاد ہے:

وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَأْخُذُوْنَهَا ۔الخ

یہ ٹکڑا قطعی نص ہے کہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین موعود بالجنت اور مغفور ہیں ان سے عداوت، بغض، ایمان کی بربادی ہے اور ان کے بعض مشاجرات وواقعات پر زبان درازی یا تحری ہلاکت کا کاروبار ہے۔ ان کے باہمی مشاجرات و اختلافات کو حسن نیت اور خیر پر معمول کرنا ہی سلامتی کا راستہ ہے۔

اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا کوئی عمل خواہ صواب ہو یا خطا پر مبنی، دونوں صورتوں میں وہ اجر وثواب کے مستحق اور مغفور ہیں اور ان کی شان میں معمولی سی بات بھی اللہ عزوجل کے نزدیک بہت بڑی ہے اور ہلاکت میں مبتلا کرنے والی ہے۔

کیونکہ وہ سارے کے سارے عادل وثقہ ہیں اور ہدایت کے ستارے ہیں اور دنیا وحشر میں ہمارے پیش رو امام، صف اول ہیں۔

اللّٰھُمَّ احشرنا فی زمرتھم و ادخلنا فی رحمتک یا رب العالمین۔

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿١٠﴾ ۔اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

عالم بظاھرہ و باطنہ و یجازیکم علی حسبہ۔

یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے ظاہر وباطن کو جانتا ہے اور تمہیں اس کے حال کے موافق جزا دے گا۔

پچھلے ٹکڑے ''وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ'' کی اس سے مزید وضاحت ہوگئی کہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے وعدہ حسنیٰ یعنی جنت وانعامات دنیوی ان کے ظاہر وباطن اور اعمال مقدم ومؤخر سب کو جان کر ہے اور اللہ تعالیٰ ان کے تمام اعمال وافعال کو جو نزول آیت سے قبل یا بعد کو ہوں گے، خوب جانتا ہے اور اس کا وعدہ حسنیٰ قطعی ومحیط ہے۔

لہٰذا ان کے کسی مشاجرہ وواقعہ پر تحری یا طعن علم الٰہی اور فضل الٰہی پر طعن ہے۔ جب ان کا پروردگار ان پر کرم وفضل عطا فرمانے والا، ان کی سلامتی کا وعدہ فرمانے والا اور انہیں کامیابی سے ہمکنار فرما کر داخل جنت کرنے والا ہے تو کسی فرد کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنے پروردگار کے ارشاد کے باوجود تحری اور سب وشتم کرے اور پھر اپنے ایمان کا دعویٰ بھی کرے، مومن وہی ہے جو ارشاد باری تعالیٰ کے بعد ہر خرابی فکر اور ہر وسوسۂ باطل اور ہر قسم کے شک وشبہہ سے خود کو روکے اور بچائے اور بجز خیر وبھلائی کے کوئی کلمہ زبان پر نہ لائے۔ صحابہ علیہم رضوان کی تکریم وتعظیم ہی ایمان کی سلامتی کا راستہ ہے اور ہر دوسرا راستہ ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع۔سورۃ الحدید۔پ ۲۷

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗٓ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿١١﴾	کون ہے جو اللہ کو قرض دے اچھا قرض تو وہ اس کے لئے دوگنا کرے اور اس کو عزت کا ثواب ہے
يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ بِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١٢﴾	جس دن تم ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو دیکھو گے کہ ان کا نور ان کے آگے اور ان کے داہنے دوڑتا ہے ان سے فرمایا جارہا ہوگا کہ آج تمہاری سب سے زیادہ خوشی کی بات وہ جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں

Marfat.com

بہیں تم ان میں ہمیشہ رہو یہی بڑی کامیابی ہے

يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ۗ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ۗ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَ ظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴿۱۳﴾

جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں مسلمانوں سے کہیں گے کہ ہمیں ایک نگاہ دیکھو کہ ہم تمہارے نور سے کچھ حصہ لیں کہا جائے گا اپنے پیچھے لوٹو وہاں نور ڈھونڈو وہ لوٹیں گے جبھی ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کردی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہے اس کے اندر کی طرف رحمت اور اس کے باہر کی طرف عذاب

يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۗ قَالُوْا بَلٰى وَ لٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَ غَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَ غَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۱۴﴾

منافق مسلمانوں کو پکاریں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے وہ کہیں گے کیوں نہیں مگر تم نے تو اپنی جانیں فتنہ میں ڈالیں اور مسلمانوں کی برائی تکتے اور شک رکھتے اور جھوٹی طمع نے تمہیں فریب دیا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آگیا اور تمہیں اللہ کے حکم پر اس بڑے فریبی نے مغرور رکھا

فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۗ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ۗ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ۗ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۵﴾

تو آج نہ تم سے کوئی فدیہ لیا جائے اور نہ کھلے کافروں سے تمہارا ٹھکانا آگ ہے وہ تمہاری رفیق ہے اور کیا ہی برا انجام

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَ مَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَ لَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ۗ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۱۶﴾

کیا ایمان والوں کو ابھی وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد اور اس حق کے لئے جو اترا اور ان جیسے نہ ہوں جن کو پہلے کتاب دی گئی پھر ان پر مدت دراز ہوئی تو ان کے دل سخت ہوگئے اور ان میں بہت فاسق ہیں

اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۗ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷﴾

جان لو کہ اللہ زمین کو زندہ کرتا ہے اس کے مرے پیچھے بے شک ہم نے تمہارے لئے نشانیاں بیان فرما دیں تاکہ تمہیں سمجھ ہو

اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَ الْمُصَّدِّقٰتِ وَ اَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۸﴾

بے شک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور وہ جنہوں نے اللہ کو اچھا قرض دیا ان کے دونے ہیں اور ان کے لئے عزت کا ثواب ہے

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَ الشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۗ لَهُمْ

اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں وہی ہیں کامل سچے اور اوروں پر گواہ اپنے رب کے یہاں ان

Marfat.com

اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ⑲

کے لئے ان کا ثواب اور ان کا نور ہے اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں وہ دوزخی ہیں

حل لغات دوسرا رکوع-سورۃ الحدید-پ ۲۷

مَنْ-کون ہے	ذَا-وہ	الَّذِیْ-جو	یُقْرِضُ-قرض دے
اللّٰہَ-اللہ کو	قَرْضًا-قرض	حَسَنًا-اچھا	فَیُضٰعِفَہٗ-پھر دگنا کرے
اس کو	لَہٗ-اس کے لئے	وَ-اور	لَہٗ-اس کے لئے
اَجْرٌ-اجر ہے	کَرِیْمٌ-بہت اچھا	یَوْمَ-جس دن	تَرَی-تو دیکھے گا
الْمُؤْمِنِیْنَ-مومن مردوں کو	وَ-اور	الْمُؤْمِنٰتِ-مومن عورتوں کو	یَسْعٰی-دوڑتا ہوگا
نُوْرُ-نور	ھُمْ-ان کا	بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ-ان کے آگے	
وَ-اور	بِاَیْمَانِھِمْ-ان کے دائیں	بُشْرٰکُمُ-تمہیں خوشخبری ہو	اَلْیَوْمَ-آج کے دن
جَنّٰتٌ-جنت کی	تَجْرِیْ-چلتی ہیں	مِنْ تَحْتِھَا-ان کے نیچے	الْاَنْھٰرُ-نہریں
خٰلِدِیْنَ-ہمیشہ رہیں	فِیْھَا-اس میں	ذٰلِکَ-یہی	ھُوَ-وہ ہے
الْفَوْزُ-کامیابی	الْعَظِیْمُ-بڑی	یَوْمَ-جس دن	یَقُوْلُ-کہیں گے
الْمُنٰفِقُوْنَ-منافق مرد	وَ-اور	الْمُنٰفِقٰتُ-منافق عورتیں	لِلَّذِیْنَ-ان کو
اٰمَنُوا-جو مومن ہیں	انْظُرُوْ-دیکھو	نَا-ہماری طرف	نَقْتَبِسْ-فائدہ اٹھائیں ہم
مِنْ نُوْرِ-نور	کُمْ-تمہارے سے	قِیْلَ-کہا جائے گا	ارْجِعُوْا-لوٹو
وَرَآءَ-پیچھے	کُمْ-اپنے	فَالْتَمِسُوْا-تو ڈھونڈو	نُوْرًا-نور
فَضُرِبَ-تو کھڑی کی جائے گی		بَیْنَھُمْ-ان کے درمیان	بِسُوْرٍ-ایک دیوار
لَہٗ-اس کا	بَابٌ-دروازہ ہوگا	بَاطِنُہٗ-اندر	فِیْہِ-اس کے
الرَّحْمَۃُ-رحمت ہوگی	وَ-اور	ظَاھِرُ-باہر	ہٗ-اس کے
مِنْ قِبَلِہِ-اس طرف	الْعَذَابُ-عذاب ہوگا	یُنَادُوْنَھُمْ-وہ ان کو آوازیں دیں گے	
اَ-کیا	لَمْ-نہیں	نَکُنْ-تھے ہم	مَّعَکُمْ-تمہارے ساتھ
قَالُوْا-کہیں گے	بَلٰی-ہاں	وَ-اور	لٰکِنَّکُمْ-لیکن تم نے
فَتَنْتُمْ-فتنہ میں ڈالا	اَنْفُسَکُمْ-اپنی جانوں کو	وَ-اور	تَرَبَّصْتُمْ-انتظار کیا
وَ-اور	ارْتَبْتُمْ-شک کیا	وَ-اور	غَرَّتْکُمُ-دھوکہ دیا تم کو
الْاَمَانِیُّ-خواہشات نے	حَتّٰی-یہاں تک کہ	جَآءَ-آگیا	اَمْرُ-حکم
اللّٰہِ-اللہ کا	وَ-اور	غَرَّ-دھوکہ دیا	کُمْ-تم کو
بِاللّٰہِ-اللہ کے متعلق	الْغَرُوْرُ-دھوکے باز نے	فَالْیَوْمَ-تو آج	لَا-نہ

Marfat.com

یُؤْخَذُ۔ لیا جائے گا	مِنْکُمْ۔ تم سے	فِدْیَۃٌ۔ فدیہ	وَّ۔ اور
لَا۔ نہ	مِنَ الَّذِیْنَ۔ ان سے	کَفَرُوْا۔ جو کافر ہیں	مَاْوٰکُمُ۔ تمہاری جگہ
النَّارُ۔ آگ ہے	ھِیَ۔ یہی	مَوْلٰکُمْ۔ تمہاری رفیق ہے	وَ۔ اور
بِئْسَ۔ برا ہے	الْمَصِیْرُ۔ ٹھکانہ	اَ۔ کیا	لَمْ۔ نہ
یَاْنِ۔ وقت آیا	لِلَّذِیْنَ۔ ان کے لئے جو	اٰمَنُوْٓا۔ مومن ہیں	اَنْ۔ یہ کہ
تَخْشَعَ۔ جھک جائیں	قُلُوْبُھُمْ۔ ان کے دل	لِذِکْرِ۔ ذکر	اللّٰہِ۔ الٰہی کے لئے
وَ۔ اور	مَا۔ جو	نَزَلَ۔ اترا	مِنَ الْحَقِّ۔ حق
وَ۔ اور	لَا۔ نہ	یَکُوْنُوْا۔ ہو جائیں	کَالَّذِیْنَ۔ ان کی طرح جو
اُوْتُوا۔ دیئے گئے	الْکِتٰبَ۔ کتاب	مِنْ قَبْلُ۔ پہلے	فَطَالَ۔ تو لمبی ہوگئی
عَلَیْھِمُ۔ ان پر	الْاَمَدُ۔ مدت	فَقَسَتْ۔ تو سخت ہوگئے	قُلُوْبُھُمْ۔ ان کے دل
وَ۔ اور	کَثِیْرٌ۔ بہت سے	مِّنْھُمْ۔ ان میں سے	فٰسِقُوْنَ۔ فاسق ہیں
اِعْلَمُوْٓا۔ جان لو	اَنَّ۔ بے شک	اللّٰہَ۔ اللہ	یُحْیِ۔ زندہ کرتا ہے
الْاَرْضَ۔ زمین کو	بَعْدَ۔ بعد	مَوْتِھَا۔ اس کی موت کے	قَدْ۔ بے شک
بَیَّنَّا۔ بیان کیں ہم نے	لَکُمُ۔ تمہارے لئے	الْاٰیٰتِ۔ آیتیں	لَعَلَّکُمْ۔ تا کہ تم
تَعْقِلُوْنَ۔ سوچو	اِنَّ۔ بے شک	الْمُصَّدِّقِیْنَ۔ صدقہ کرنے والے مرد	
وَ۔ اور	الْمُصَّدِّقٰتِ۔ صدقہ کرنے والی عورتیں		وَ۔ اور
اَقْرَضُوا۔ جنہوں نے قرضہ دیا	اللّٰہَ۔ اللہ کو	قَرْضًا۔ قرضہ	حَسَنًا۔ اچھا
یُّضٰعَفُ۔ دگنا کیا جائے گا	لَھُمْ۔ ان کے لئے	وَ۔ اور	لَھُمْ۔ ان کے لئے
اَجْرٌ۔ اجر ہے	کَرِیْمٌ۔ اچھا	وَ۔ اور	الَّذِیْنَ۔ وہ جو
اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے	بِاللّٰہِ۔ اللہ پر	وَ۔ اور	رُسُلِہٖٓ۔ اس کے رسولوں پر
اُولٰٓئِکَ۔ یہی	ھُمُ۔ لوگ ہیں	الصِّدِّیْقُوْنَ۔ سچے	وَ۔ اور
الشُّھَدَآءُ۔ گواہ	عِنْدَ۔ پاس	رَبِّھِمْ۔ اپنے رب کے	لَھُمْ۔ ان کے لئے
اَجْرُ۔ اجر	ھُمْ۔ ان کا	وَ۔ اور	نُوْرُ۔ نور
ھُمْ۔ ان کا	وَ۔ اور	الَّذِیْنَ۔ وہ جو	کَفَرُوْا۔ کافر ہیں
وَ۔ اور	کَذَّبُوْا۔ جھٹلایا انہوں نے	بِاٰیٰتِنَآ۔ ہماری آیات کو	اُولٰٓئِکَ۔ یہی لوگ ہیں
اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ۔ جہنم میں رہنے والے			

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع۔ سورۃ الحدید۔ پ ۲۷

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗ وَلَہٗٓ اَجْرٌ کَرِیْمٌ ﴿۱۱﴾

Marfat.com

24A

کون ہے جواللہ کوقرض دے قرض اچھا تو وہ اس کے لئے دونے کرے اور اس کے لیئے عزت کا ثواب ہے۔

مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یُقۡرِضُ اللّٰہَ قَرۡضًا حَسَنًا۔ کون ہے جواللہ کوقرض دے اچھا قرض۔

ندب بليغ من الله تعالیٰ الانفاق فی سبيله۔

اللہ عزوجل کی طرف سے اس کے راستے میں خرچ کرنے پر انتہائی رغبت دلائی گئی قَرۡضًا حَسَنًا سے مراد ہے الانفاق بالاخلاص خوشدلی کے ساتھ خرچ کرنا ہے اور بعض کا قول ہے کہ قرض حسن وہ ہے جس میں یہ دس صفات ہوں:

اول:- کہ وہ حلال و پاکیزہ آمدنی و مال سے ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نہیں قبول فرماتا مگر پاکیزہ اور حلال مال۔

دوم:- آدمی کی ملکیت میں سے عمدہ و مکرم مال ہو۔

سوم:- آدمی کو مرغوب ہو اور زندگانی کے لئے ضروری ہو اور اسے اس کے صحیح طریقے پر خرچ کرنے پر فقر کا اندیشہ نہ ہو۔

چہارم:- آدمی اسے اپنی اولین ضرورت کے لئے ضروری رکھے یا ایسا سمجھتا ہو۔

پنجم:- آدمی اسے چھپا کر دے۔

ششم:- خرچ کرنے کے بعد احسان نہ جتلائے اور ایذیت نہ پہنچائے۔

ہفتم:- محض رضائے الٰہی عزوجل کے لیے خرچ کرے۔

ہشتم:- جو کچھ خرچ کرے خواہ کثیر ہی کیوں نہ ہو اسے معمولی سمجھے۔

نہم:- آدمی کے نزدیک اپنے اموال میں سب سے زیادہ محبوب ہو۔

دہم:- اسے فقیر و مستحق تک پہنچانے میں اسی شوق کے ساتھ مظاہرہ کرے جس طرح اسے اپنے گھر پہنچانے کیلئے کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو قرض دینے کا مطلب اس کی راہ میں اس کی رضا کے لئے ہے لہٰذا اس کے بہتر لوٹنے کی امید پر خرچ کرے۔ بندے کا قرض دینا اپنے حال کے موافق ہے اور رب کریم کا لوٹانا اس کے فضل کے موافق ہے۔

فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ۔ تو وہ اس کے لئے دونے کرے۔

فَیُضٰعِفَهٗ اجره علی انفاقه مضاعفا اضعافا كثيرة من فضله۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اسے اس کے خرچ کرنے پر دوگنا بلکہ کئی گنا زیادہ بدلہ عطا فرمائے گا۔

وَلَهٗۤ اَجۡرٌ كَرِیۡمٌ ﴿۱۱﴾۔ اور اس کو عزت کا ثواب ہے۔

یعنی بدلہ پسندیدہ اور اعلیٰ ہوگا اور اس میں اشارہ جنت کے وعدہ کا ہے بشرطیکہ انفاق (خرچ کرنا) خوشدلی، خلوص اور رضائے الٰہی عزوجل کے حصول کے لئے ہو۔

یَوۡمَ تَرَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتِ یَسۡعٰی نُوۡرُهُمۡ بَیۡنَ اَیۡدِیۡهِمۡ وَ بِاَیۡمَانِهِمۡ بُشۡرٰىكُمُ الۡیَوۡمَ جَنّٰتٌ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَا ؕ ذٰلِكَ هُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ﴿۱۲﴾۔

جس دن تم ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو دیکھو گے کہ ان کا نور ان کے آگے اور ان کے داہنے دوڑتا ہے۔ ان سے فرمایا جارہا ہے کہ آج تمہاری سب سے زیادہ خوشی کی بات وہ جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہیں تم ان میں ہمیشہ رہو یہی بڑی کامیابی ہے۔

Marfat.com

24B

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ۔ جس دن تم مومن مردوں اور مومن عورتوں کو دیکھو گے۔

يَوْمَ۔ سے مراد روز قیامت ہے تَرَى کا مفہوم ہے کہ دیکھنا رؤیت بصری سے ہوگا اور تَرَى میں خطاب یا تو ہر اس شخص کے لئے ہے جو اس روز میں ہوں گے۔

یا سید المخاطبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔

يَسْعٰى نُوْرُهُمْ۔ ان کا نور دوڑتا ہے۔

تَرَى کے مفعول کا حال ہے اور مراد نور حقیقی ہے یعنی نور ایمان واطاعت اور مطلب یہ ہے۔

يَسْعٰى نُوْرُهُمْ اذا سعوا۔ جب وہ مومنین اور مومنات چلیں گے تو ان کا نور ساتھ چلے گا جہاں کہیں بھی وہ ہوں گے ایک قول ہے کہ پل صراط پر ایسا ہوگا۔

بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ۔ ان کے آگے اور ان کے داہنے۔

الباء بمعنى عن اى و عن ايمانهم و المعنى فى جميع جهاتهم۔ با کا معنی ہے ہر طرف سے اور دائیں طرف سے۔ اور واضح مفہوم یہ ہے کہ تمام جہتوں سے، یعنی نور ایمان واطاعت ان کے ہر طرف و جہت میں ہوگا۔

ابن جریر، ابن المنذر، اور ابن ابی حاتم اور حاکم سے بتصحیح ابن مردویہ رحمہم اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ارشاد فرمایا:

يوتون نورهم على قدر اعمالهم يمرون على الصراط منهم من نوره مثل الجبل و من نوره مثل النخلة و ادناهم نوراً من نور على ابهامه يطفا مرة و يقد اخرى۔

وہ لوگ (مومنین ومومنات) اپنے اعمال کے موافق نور عطا کئے جائیں گے۔ جب وہ پل صراط سے گزریں گے تو ان میں سے بعض کا نور پہاڑ کی مانند اور بعض کا کھجور کے درخت کی طرح ہوگا اور ان میں کمترین وہ ہوگا جس کا نور انگوٹھے میں ہوگا جو کبھی بجھے گا اور کبھی روشن ہوگا۔ ایک قول ہے کہ آیت میں صرف دو جہتیں مذکور ہیں آگے اور دائیں اور اس میں ان لوگوں کی طرف اشارہ ہے جن کو اس حال پر اعمال نامے عطا ہوں گے۔ ان دونوں جہتوں سے نور ان کی کامرانی وخوش بختی کی علامت ہوگا ایک قول ہے یہ نور جنت کی طرف لے جائے گا یا راہنمائی کرے گا۔

بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ

ان سے فرمایا جارہا ہے کہ آج تمہاری سب سے زیادہ خوشی کی بات وہ جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہیں تم ان میں ہمیشہ رہو۔

اى و بسبب ايمانهم يقال لهم ذلك و القائل الملائكة الذين يتلقونهم۔

یعنی ان کے ایمان واطاعت کی وجہ سے ان سے یوں کہا جائے گا اور کہنے والے فرشتے ہوں گے جو ان سے ملاقات کریں گے اور وہ بوقت ملاقات کہیں گے۔ تمہیں خوشخبری ہو جنتوں میں داخل ہونے کی جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور ان میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہنا ہے۔

ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١٢﴾۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔

Marifat.com

احتمال ہے کہ یہ جملہ فرشتوں کا کلام ہو جو اہل ایمان و اطاعت سے ملیں گے۔ تو بشارت نور کے تذکرہ کے بعد یہ فرمائیں گے۔

یا حق تعالیٰ کا قول ھُوَ اور الْفَوْزُ (کامیابی) ھُوَ کے بغیر بھی پڑھا گیا ہے اور یہ فرمانا سیاق کلام میں ہو۔

یَوْمَ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِیْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ؕ فَضُرِبَ بَیْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ؕ بَاطِنُهٗ فِیْهِ الرَّحْمَةُ وَ ظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴿۱۳﴾

جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں مسلمانوں سے کہیں گے کہ ہمیں ایک نگاہ دیکھو کہ ہم تمہارے نور سے کچھ حصہ لیں کہا جائے گا اپنے پیچھے لوٹو وہاں نور ڈھونڈو وہ لوٹیں گے جبھی ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہے اس کے اندر کی طرف رحمت اور باہر کی طرف عذاب۔

یَوْمَ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ۔ جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں کہیں گے۔

یَوْمَ۔ سے مراد قیامت کا دن ہے اور اشارہ اس وقت سے ہے جب پل صراط سے گزرنا ہوگا اس وقت منافق مرد اور منافق عورتیں کہیں گے یہاں منافق سے مراد وہ لوگ ہیں جو بظاہر اسلام و ایمان لائے لیکن بباطن کافر و منکر تھے جیسا کہ عہد نبوت میں منافق تھے مثل عبداللہ بن ابی سلول کے اور بعض نے کہا منافقین میں وہ باطل فرقے بھی شامل ہیں جنہیں اہل سنت و جماعت نے کافر و مضل قرار دیا ہے ان عقائد اور اعمال کی وجہ سے جو انہوں نے اپنائے اور اسی پر قائم رہے یہاں تک کہ مر گئے۔

لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا۔ مسلمانوں سے کہ ہمیں ایک نگاہ دیکھو۔

ای انتظرونا۔ یعنی ہمارا انتظار کر دیا ذرا توقف کرو۔

نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ۔ کہ ہم تمہارے نور سے کچھ حصہ لیں۔

بغوی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اہل ایمان و اطاعت کے موافق نور عطا ہوگا جس کی روشنی میں وہ پل صراط پر سے گزریں گے اور منافقوں کو بھی نور دیا جائیگا اور جب منافقین پل صراط پر اس نور کی روشنی میں چلیں گے تو وہ نور بجھ جائے گا یہ ہے وہ استہزاء یا خدع جو اللہ عزوجل کی طرف سے ان کے استہزاء خدع کے بدلہ میں ہوگا اور قرآن حکیم کی آیت ھُوَ خَادِعُهُمْ کی تفسیر یہی ہے۔ بیہقی رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ جب لوگ تاریکیوں میں ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ایک نور روشن فرمائے گا مومن اس نور کی طرف چلیں گے یہاں تک کہ جنت تک پہنچیں۔ جب منافق ایسا دیکھیں گے تو وہ مسلمانوں کے اتباع میں چلنے کا ارادہ کریں گے تو وہ نور ان کے لئے تاریکی میں بدل جائے گا۔ اس وقت وہ اہل ایمان سے کہیں گے ذرا رک جاؤ کہ ہم بھی تمہاری روشنی سے کچھ حاصل کریں اور یہ امر متحقق ہے کہ اس روز کسی منافق کافر کے لئے کوئی نور نہ ہوگا۔ اور وہ تاریکی ہی میں ہوں گے شائد اہل ایمان کا نور انہیں حسرت دلانے کے لئے دکھایا جائے اور وہ اس طرح کہیں واللہ اعلم۔

قِیْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ۔ کہا جائے گا اپنے پیچھے لوٹو۔

قِیْلَ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ کہنے والے مومن ہوں گے اور مقاتل رحمہ اللہ کا قول ہے کہ فرشتے کہیں گے۔

Marfat.com

ارۡجِعُوۡا وَرَآءَكُمۡ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے مراد وہاں لوٹنا ہے جس تاریکی سے تم آئے تھے یا اس مکان کی طرف جہاں نور تقسیم ہوا تھا۔

ایک قول ہے کہ دنیا کی طرف لوٹو اور نور ایمان وطاعت ڈھونڈو۔

فَالۡتَمِسُوۡا نُوۡرًا ؕ۔ وہاں نور ڈھونڈو۔

ضاک قال مقاتل: هذا من الاستهزاء بهم، كما استهزء وا بالمومنين فى الدنيا حين قالوا امنا و ليسوا بمومنين۔

وہاں (یعنی اس مکان و مقام کی طرف جہاں نور بٹا تھا) مقاتل رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ایسا انسان ان کے ساتھ بطور استہزاء کے ہوگا جس طرح کہ وہ (منافقین) مومنوں کے ساتھ دنیا میں ٹھٹھا کرتے تھے جب کہ وہ کہتے تھے کہ ہم ایمان لائے حالانکہ وہ ایمان والے نہ تھے۔ ابو امامہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ جب انہیں یوں کہا جائے گا تو وہ اس موقف یا مقام کی طرف لوٹیں گے جہاں نور تقسیم ہوا تھا (ظاہر ہے کہ وہ مقام حشر ہی میں ہوگا) تو وہ وہاں کچھ بھی نہ پائیں گے پھر مومنوں کی طرف لوٹیں گے تو ان کے درمیان ایک دیوار حائل ہو جائے گی۔

فَضُرِبَ بَيۡنَهُمۡ بِسُوۡرٍ لَّهٗ بَابٌ ؕ۔ جبھی ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا۔

فَضُرِبَ بَيۡنَهُمۡ۔ ف تعقیب کا ہے کہ جونہی منافق لوٹیں گے۔

ضرب بينهم۔ ان کے درمیان اى بين الفريقين یعنی دونوں فریقوں کے درمیان ضرب مجہول ہے لیکن ضرب بھی پڑھا گیا ہے جو فاعل پر مبنی ہے جس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کھڑی کر دے گا۔

بِسُوۡرٍ۔ اى بحاجز۔ یعنی آڑ، دیوار، پردہ۔ ابن زید رحمہ اللہ کا قول ہے کہ وہ اعراف ہوگا۔

لَّهٗ بَابٌ ؕ۔ اى الباب۔ یعنی دروازہ جس سے جنتی جنت میں داخل ہوں گے۔

بَاطِنُهٗ فِيۡهِ الرَّحۡمَةُ۔ اس کے اندر کی طرف رحمت ہے۔

یعنی اس دروازے کے اندر کا حصہ رحمت ہوگا یعنی وہ جنت ہوگی یا جنت سے متصل اور ثواب و نعمتیں نمایاں ہوں گی۔

وَظَاهِرُهٗ مِنۡ قِبَلِهِ الۡعَذَابُ ؕ﴿۱۳﴾۔ اور اس کے باہر کی طرف عذاب۔

دروازے کے باہر کا حصہ دوزخ سے متصل ہوگا یا منافقوں کے مکان کی طرف ہوگا جو دوزخ سے متصل ہے۔

يُنَادُوۡنَهُمۡ اَلَمۡ نَكُنۡ مَّعَكُمۡ ؕ قَالُوۡا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمۡ فَتَنۡتُمۡ اَنۡفُسَكُمۡ وَتَرَبَّصۡتُمۡ وَارۡتَبۡتُمۡ وَغَرَّتۡكُمُ الۡاَمَانِىُّ حَتّٰى جَآءَ اَمۡرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمۡ بِاللّٰهِ الۡغَرُوۡرُ ﴿۱۴﴾

منافق مسلمانوں کو پکاریں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے وہ کہیں گے کیوں نہیں مگر تم نے اپنی جانیں تو فتنہ میں ڈالیں اور مسلمان کی برائی تکتے اور شک رکھتے اور جھوٹی طمع نے تمہیں فریب دیا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ گیا اور تمہیں اللہ کے حکم پر اس بڑے فریبی نے مغرور رکھا۔

يُنَادُوۡنَهُمۡ۔ وہ پکاریں گے۔

یعنی منافقین اور منافقات، مومنین اور مومنات کو پکاریں گے اس وقت جب دونوں فریقوں کے درمیان دیوار کھڑی کر

دی جائے گی اور وہ اس دیوار کے پیچھے سے پکاریں گے۔

اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ؕ۔ کیا تم ہمارے ساتھ نہ تھے۔

اَلَمْ نَكُنْ۔ فی الدنیا۔ یعنی دنیا میں یریدون به مرافقتهم لهم فی الظاهر۔

اس سے وہ ظاہر میں ان کے سے موافقت چاہیں گے، یعنی کہیں گے کہ ہم دنیا میں تمہاری طرح تھے، نمازیں پڑھتے، روزے رکھتے تھے۔

قَالُوْا بَلٰى۔ وہ کہیں گے کیوں نہیں۔

کنتم معنا کما تقولون۔ مومن کہیں گے کہ تم ہمارے ساتھ تھے؟ جیسا کہ تم کہتے تھے۔

وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ۔ مگر تم نے اپنی جانیں تو فتنہ میں ڈالیں۔

محنتموها بالنفاق و اهلكتموها۔

تم نے نفاق وکفر اختیار کر کے خود کو ہلاکت میں ڈالا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ لذات وشہوات میں پڑ کر تم نے ہلاک وبربادی کا سودا کیا۔

وَتَرَبَّصْتُمْ۔ اور مسلمانوں کی برائی تکتے۔

بالمومنين الدوائر۔

تم مومنوں پر برے وقت اور تباہی کے لئے منتظر رہتے اور تم نے توبہ نہ کی۔

وَارْتَبْتُمْ۔ اور شک رکھتے۔

و شككتم فی امور الدین۔

اور تم دین کے معاملات میں شک رکھتے اور دولت صدق ویقین سے عاری تھے۔ اللہ اور اس کے دین پر شک کرتے اور اس کے عذاب سے نہ ڈرتے تھے اور تمہیں دنیا کی ہوس نے اندھا کر رکھا ہے۔

وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ۔ اور جھوٹی طمع نے تمہیں فریب دیا۔

طول الامل۔ یعنی لمبی چوڑی باطل امیدوں میں رہے کہ مسلمان حوادث کے نتیجہ میں تباہ ہو جائیں گے یا دین حق مٹ جائے گا۔

ابوسنان رحمہ اللہ کا قول ہے کہ تم کہتے تھے کہ جلد ہی ہم بخشے جائیں گے۔

حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ۔ یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ گیا۔

ای الموت۔ یعنی تمہاری زندگی پوری ہوگئی اور موت آ گئی۔

وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۱۴﴾۔ اور تمہیں اللہ کے حکم پر اس بڑے فریبی نے مغرور رکھا۔

الشیطان قال لکم ان اللہ عفو کریم لا یعذبکم۔

یعنی شیطان نے تم سے کہا (یہ کہہ کر فریب دیا) بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے وہ تمہیں عذاب نہیں دے گا یا آخرت کے انکار پر پکار کر کہا کہ مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنا نہیں ہے اور نہ ہی کوئی حساب ہوگا اور نہ ہی عذاب، قتادہ رحمہ اللہ کا

Marfat.com

قول ہے کہ وہ شیطان کے دھوکے میں پڑے رہے اور بخدا اس کے مکر سے نہ نکلے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دوزخ میں ڈال دیا۔

فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ۭ هِىَ مَوْلٰىكُمْ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿15﴾۔

تو آج نہ تم سے کوئی فدیہ لیا جائے اور نہ کھلے کافروں سے، تمہارا ٹھکانہ آگ ہے وہ تمہاری رفیق ہے اور کیا ہی برا انجام۔

فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ۔ تو آج نہ تم سے لیا جائے۔

ایھا المنافقون۔

اے منافقو! آج تم سے کچھ بھی بطور بدلہ نہ لیا جائے گا اور نہ ہی کچھ قبول کیا جائے گا۔

فِدْيَةٌ۔ فدیہ۔

فداء و هو ما يبذل لحفظ النفس عن النائبة۔

بدلہ یا عوض جس کو دے کر عذاب سے جان چھڑائی جا سکے۔ تاہم فدیہ سے مراد مال یا اسی طرح کی اشیاء نہیں اور بعض کا قول ہے کہ مراد ایمان یا توبہ جو اس وقت نہ ہوگی کہ وقت گزر گیا۔ یعنی ایسا تو حیات دنیوی میں چاہئے اور یہ تو یوم جزا ہے۔

وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ۔ اور نہ کھلے کافروں سے۔

ای ظاهرا و باطنا فیغایر المخاطبین المنافقین۔

یعنی جنہوں نے مخاطبین جو کہ منافقین ہیں ان کے برعکس ظاہراً بھی کفر کیا اور باطناً بھی کافر تھے۔ ان کھلے کافروں منکروں سے بھی کوئی معاوضہ نہ لیا جائے گا۔ ان سے بھی ایمان و توبہ قبول نہ ہوگی۔ حدیث شریف میں ہے اللہ تعالیٰ کافروں سے فرمائے گا تمہارا کیا خیال ہے اگر تمہارے پاس دنیا بھر سے بڑھ کر مال ہو تو کیا تم اسے آگ کے عذاب سے رہائی کے لئے فدیہ کر دو گے تو وہ کہے گا کیوں نہیں اے پروردگار! تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تجھ سے اس سے کہیں آسان بات چاہی تھی اور تم اپنے باپ آدم کی پشت میں تھے کہ تم میرے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ تو نے انکار کیا سوائے شرک کے۔

مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ۭ۔ تمہارا ٹھکانا آگ ہے۔

محل اویکم۔ تمہارے رہنے کی جگہ دوزخ ہے۔

هِىَ مَوْلٰىكُمْ ۭ۔ وہ تمہاری رفیق ہے۔

ای ناصر کم۔

تمہاری مددگار، زمخشری رحمہ اللہ کا قول مولی خبر میں بمعنی مکان و محل ہوتا ہے۔ یعنی اب آگ ہی تمہارا مکان ہے اور یہی تمہارے لئے ہمیشہ کا ٹھکانا ہے۔

وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿15﴾۔ اور کیا ہی برا انجام۔

ای النار۔

یعنی آگ ہی تمہارا انجام ہے جو کیا ہی برا انجام ہے۔

Marfat.com

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿١٦﴾

کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد اور اس حق کے لئے جو اترا اور ان جیسے نہ ہوں جن کو پہلے کتاب دی گئی پھر ان پر مدت دراز ہوئی تو ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں بہت فاسق ہیں۔

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ

کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد کے لئے۔

ہجرت مدینہ کے بعد راحت و آرام کی وجہ سے مسلمانوں میں بعض امور میں کسل و سستی ظاہر ہوئی تو اس پر بطور عتاب یہ آیت نازل ہوئی۔

ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے مہاجرین کے دلوں میں کسل و سستی پر نزول قرآن کے تیرھویں برس کے آخر پر عتاب فرمایا اور یہ آیت نازل ہوئی، حضرت اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر سے مسجد میں تشریف لائے تو صحابہ کی ایک جماعت کو مسجد میں ہنستے دیکھا تو اپنی چادر کھینچ لی اور روئے انور سرخ ہو گیا اور فرمایا کیا تم مذاق و کھیل کرتے ہو حالانکہ تمہارے پروردگار کی طرف سے امان نہیں آئی کہ اس نے تمہاری بخشش فرما دی اور تمہارے ہنسنے پر یہ آیت اَلَمْ يَاْنِ الخ نازل ہوئی ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ اس کا کفارہ کیا ہوگا۔ ارشاد ہوا جس قدر ہنسے ہو اسی قدر رونا۔ ایک قول ہے کہ اٰمَنُوْٓا سے یہاں وہ لوگ ہیں جو بظاہر ایمان لائے (منافق) ان سے خطاب ہے کہ کیا ابھی ان کے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر اور قبول حق کے لئے جھک جائیں میں کہتا ہوں کہ سیاق کلام کو دیکھ کر یہی تفسیر قرین صواب ہے۔ واللہ اعلم۔

وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ۔ اور جو اترا حق سے۔

ای القرآن۔ یعنی قرآن حکیم۔

یہ ذکر اللہ عزوجل پر عطف ہے مراد اس سے بھی قرآن ہی ہے۔ میں کہتا ہوں اس سے مراد اللہ عزوجل کی نصیحت ہے اور مطلب یہ ہے کہ منافقین اب نصیحت الٰہی کو قبول کر لیں اور جو کچھ حق سے نازل ہوا یعنی قرآن حکیم، اس کی فرمانبرداری کریں اور جیسا پیچھے گزرا کہ بروز حشر ایمان لائیں گے یا توبہ کریں گے تو قبول نہ کیا جائے گا کہ وقت جا رہا ہے لہٰذا ڈرنے اور سمجھنے والے کے لئے ابھی وقت ہے کہ نصیحت پکڑے اور اتباع حق کرے اور کلبی سے منقول ہے کہ یہاں اٰمَنُوْٓا سے مراد وہ لوگ ہیں جو ظاہراً ایمان کے مقر ہوئے یعنی منافقین اور باطن میں کافر تھے۔ واللہ اعلم۔

وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ۔ اور ان جیسے نہ ہوں جن کو پہلے کتاب دی گئی۔

یعنی یہود و نصاریٰ کے طریقے اختیار نہ کریں۔

فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ۭ۔ پھر ان پر مدت دراز ہوئی تو ان کے دل سخت ہو گئے۔

ای الاجل بطول اعمالھم و آمالھم او طال امد ما بینھم و بین انبیاء ھم علیھم السلام و بعد العھد لھم۔

Marfat.com

یعنی کفر و معاصی میں گزرا ہوا زمانہ یا وہ لمبا عرصہ جو ان لوگوں اور ان کے انبیاء علیہم السلام کے درمیان اور ان کے عہد کے بعد میں گزرا۔

فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ۔صلبت فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً۔

سخت ہو گئے گویا کہ پتھر ہیں یا اس سے زیادہ سخت اور ٹیڑھے اور وہ قبول حق یا دالٰہی کے لئے نرم نہ ہوئے اور حب دنیا غالب آ گئی اور انہوں نے نصیحت نہ پکڑی اور سرکشی پر ڈٹے رہے۔

وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۱۶﴾۔اور ان میں بہت فاسق ہیں۔

خارجون عن حدود دينهم رافضون لما فی كتابهم بالكلية۔

اپنے دین کی حدود سے نکلنے والے ہیں اور جو کچھ ان کی کتاب میں ہے اس سے بالکلیۃ برگشتہ ہیں یا اس کے چھوڑنے والے ہیں۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷﴾

جان لو کہ اللہ تعالیٰ زمین کو زندہ کرتا ہے اس کے مرے پیچھے بے شک ہم نے تمہارے لئے نشانیاں بیان فرما دیں کہ تمہیں سمجھ آ جائے۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۔جان لو کہ اللہ زمین کو زندہ کرتا ہے اس کے مرے پیچھے۔

فهو تمثيل ذكر استطرادا لاحياء القلوب القاسية بالذكر والتلاوة باحياء الارض الميتة بالغيث للترغيب فی الخشوع و التحذير عن القساوة۔

یہ تمثیل ہے ذکر و تلاوت کے ساتھ دلوں کی کجی و سختی میں اثر کرنے کی جس طرح بارش سے مردہ زمین کو زندگی و تازگی ملتی ہے خشوع کی ترغیب اور قصاوت سے بچنے کی تلقین ہے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ جس طرح مینہ برسنے سے خشک زمین تر ہو جاتی ہے اسی طرح اللہ عزوجل علم و حکمت سے مردہ دلوں کو زندگی اور نرمی و تازگی عطا فرماتا ہے۔

قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۔بے شک ہم نے تمہارے لئے نشانیاں بیان فرما دیں۔

التی من جملتها هذه الاية۔جیسا کہ ہم نے ان آیات میں علم و حکمت کی تصریح کر دی ہے اور روشن مثالوں سے حق واضح کر دیا ہے۔

لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷﴾۔کہ تمہیں سمجھ ہو۔

كی تفعلوا ما فيها و تعلموا بموجبها فتفوزوا بسعادة الدارين۔

اس لئے کہ تم ان آیات الٰہی میں غور و فکر کرو اور انہیں سمجھو اور اس کے مطابق اعمال بجالاؤ تاکہ تمہیں دونوں جہانوں کی سعادت کے ساتھ کامیابی حاصل ہو۔

اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۸﴾

بے شک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور وہ جنہوں نے اللہ کو اچھا قرض دیا ان کے دونے ہیں اور

Marfat.com

ان کے لئے عزت کا ثواب ہے۔

اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَ الْمُصَّدِّقٰتِ۔ بے شک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں۔

ابن کثیر، ابوبکر، مفضلی، امان اور ابو عمرو نے بروایت ہارون رحمہم اللہ اس آیت کو بتخفیف صاد (تصدیق سے) پڑھا ہے البتہ جمہور کی قراءت مصدر تصدق سے ہے۔

اور ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہی منقول ہے۔

ای الذین صدقوا و الا صدقن۔

یعنی وہ لوگ جنہوں نے صدقہ دیا اور وہ عورتیں جنہوں نے صدقہ دیا اور یہی قراءت اولیٰ و انسب ہے۔ اور سباق کلام میں پچھلے رکوع میں ذکر انفاق سے مربوط ہے اور اگلا ٹکڑا مزید واضح کرنے والا ہے۔

وَ اَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا۔ اور جنہوں نے اللہ کو اچھا قرض دیا۔

یعنی خوشدلی اور نیت صالحہ کے ساتھ راہ خدا عزوجل میں خرچ کیا اور فقراء و مستحقین کو صدقہ دیا۔

يُّضٰعَفُ لَهُمْ۔ ان کے دونے ہیں۔

اَقْرَضُوا۔ لَهُمْ کی ضمیر یا تو متصدقین کی طرف راجع ہے یا قرض پر چونکہ مضاف محذوف ہے۔ اس تقدیر پر معنی یہ ہوں گے:

ای یضاعف ثواب التصدق او ثواب القرض لهم۔

یعنی راہ خدا عزوجل میں صدقہ کا ثواب یا قرض حسنہ کا ثواب ان کے لئے بڑھایا جائے گا اور اللہ عزوجل اسے دوگنا فرمائے اور يُّضَعَّفُ تشدید عین سے بھی پڑھا گیا ہے یعنی اللہ عزوجل ان کے لئے ثواب کو خوب بڑھائے گا۔

وَ لَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۸﴾۔ اور ان کے لئے عزت کا ثواب ہے۔

راہ خدا عزوجل میں صدقہ اور قرض حسنہ کا ثواب و بدلہ عمدہ و مکرم ہوگا اور وہ جنت ہے۔

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖۗ وَ الشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَ نُوْرُهُمْ ؕ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۹﴾

اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں وہی ہیں کامل سچے اور اوروں پر گواہ اپنے رب کے یہاں ان کیلئے ان کا ثواب اور ان کا نور ہے اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں وہ دوزخی ہیں۔

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ۔ اور وہ جو اللہ کے سب رسولوں پر ایمان لائیں۔

اللہ عزوجل پر ایمان کا مطلب یہ ہے کہ اعتقاد و تصدیق کرے کہ اللہ وحدہٗ لاشریک ہے اور اس کی نظیر و مثیل نہیں اس کے تمام اسماء وصفات پر ایمان لائے اور بالیقین مانے کہ وہ علیم و قدیر ہے اور اس کا علم و قدرت ہر شے کو محیط ہے اور رسولوں پر ایمان کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ عزوجل کے بھیجے ہوئے ہیں اور مخلوق کی طرف اس کے نمائندہ ہیں۔ اللہ عزوجل کی وحی کے امین، گناہوں سے پاک و معصوم ہیں اور خدا کی ساری مخلوق میں برگزیدہ، منتخب اور افضل ہیں اور رسولوں میں بعض کو بعض پر فضیلت و شرف ہے اور ان کی اتباع و محبت ہی کامیابی کا مدار و ضمانت ہے۔

Marfat.com

اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيۡقُوۡنَ ‌ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ‌ؕ

وہی ہیں کامل سچے اور اوروں پر گواہ اپنے رب کے یہاں۔

اُولٰٓئِكَ۔ مبتداء ثانی ہے اور موصول کی طرف اشارہ ہے اور مبتداء اول وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖۤ ہے هُمۡ مبتدا ثالث ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد الصِّدِّيۡقُوۡنَ ‌ۖ وَالشُّهَدَآءُ خبر ثالث ہے اور یہ سارا جملہ خبر ثانی ہے اور پہلی خبر اِنَّ الۡمُصَّدِّقِيۡنَ وَالۡمُصَّدِّقٰتِ کے ساتھ خبر ہے هُمۡ ضمیر فاصل ہے اور جو اس کے بعد ہے خبر ثانی ہے اور ارشاد باری عِنۡدَ رَبِّهِمۡ اس سے قبل سے متعلق ہے۔ بطور ثبوت کے جو کہ اس جملہ میں اقتضاء ہے۔

ای اولئک عند ربهم عزوجل و فی حکمه و علمه سبحانه هم الصدیقون و الشهداء۔

یعنی یہی لوگ اپنے رب ذوالجلال کے ہاں اس کی منشأ حکمت میں اور علم میں کامل سچے اور شہداء ہیں اور مراد یہ ہے کہ حکمت و مشیت الٰہی کے بموجب یہی لوگ بلند مرتبہ اور عالی منزلت اور مشہور صدیقین اور شہداء کی مانند ہیں اور وہی لوگ ہیں جنہوں نے تصدیق حق میں سبقت لی اور اس میں راسخ رہے اور اللہ عزوجل کے راستے میں گواہی دی یا شہادت سے سرفراز ہوئے اور اس کے ساتھ موسوم ہوئے کہ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے ہوئے قتل ہوا شہید ہے کیونکہ حق سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے فرشتوں نے اس کے لئے جنت کی گواہی دی اور ایک قول ہے کہ شہید زندہ ہے اور وہ ہرگز نہ مرے گا اور وہ گواہ ہوگا یعنی موجود ہوگا اور ایک قول ہے کہ ملائکہ رحمت اس کی گواہی دیں گے۔

ایک قول ہے کہ روز حشر امتوں پر گواہ ہوں گے اور بعض نے اس آخری قول کے پیش نظر شہداء سے انبیاء مراد لیا ہے اور ایک قول ہے کہ وہ گواہی دے گا بطور کرامت کے یا اعزاز کے اس کی جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے عطا فرمایا۔

اس آیت کی رو سے ہر مومن کو صدیق و شہید کہا جا سکتا ہے لیکن تحقیق یہ ہے کہ اُولٰٓئِكَ اور هُمۡ کے درمیان جو ضمیر فاصل ہے وہ حصر کی مقتضی ہے اور اس تقدیر پر صرف اصحاب النبی ہی صدیق ہیں تاہم صدیق کا مفہوم خصوصی اس سے الگ ہے۔ واللہ اعلم۔

لَهُمۡ اَجۡرُهُمۡ وَنُوۡرُهُمۡ‌ؕ۔ ان کے لئے ان کا ثواب اور ان کا نور ہے۔

یعنی ان کے لیے خصوصی اجر اور پل صراط پر خصوصی نور ہوگا جو ان کے ساتھ ہوگا۔

وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَكَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصۡحٰبُ الۡجَحِيۡمِ ۝۱۹۔

اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں وہی دوزخی ہیں۔

یعنی سبھی ایسے لوگ جنہوں نے اللہ عزوجل کے رسولوں کا انکار کیا اور آیات الٰہی کو جھٹلایا وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

اَصۡحٰبُ الۡجَحِيۡمِ ۝۱۹۔ کا مطلب ہے لا یفارقونها ابداً یعنی کفار و مشرکین منافقین سبھی دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے اور دوزخ سے جدا نہ ہوں گے۔

Marfat.com

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع-سورۃ الحدید-پ ۲۷

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّ
تَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ؕ
كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ
فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ؕ وَفِي الْاٰخِرَةِ
عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ؕ
وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۲۰﴾
سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا
كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ
مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۱﴾

جان لو کہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود اور آرائش اور آپس میں بڑائی مارنا اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے پر زیادتی چاہنا اس مینہ کی طرح جس کا اگایا سبزہ کسانوں کو بھایا پھر سوکھا کہ تو اسے زرد دیکھے پھر روندن ہو گیا اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور اللہ کی طرف سے بخشش اور اس کی رضا اور دنیا کا جینا تو نہیں مگر دھوکے کا مال

بڑھ کر چلو اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی جیسے آسمان اور زمین کا پھیلاؤ تیار ہوئی ہے ان کے لئے جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ
اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ
اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۲۲﴾ ۚ
لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ؕ
وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ﴿۲۳﴾ ۙ

نہیں پہنچتی کوئی مصیبت زمین میں اور نہ تمہاری جانوں میں مگر وہ ایک کتاب میں ہے قبل اس کے کہ ہم اسے پیدا کریں بے شک یہ اللہ تعالیٰ کو آسان ہے

اس لئے کہ غم نہ کھاؤ اس پر جو ہاتھ سے جائے اور خوش نہ ہو اس پر جو تم کو دیا اور اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اترونا بڑائی مارنے والا

اَلَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ؕ وَ
مَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۴﴾
لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ
الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَ
اَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ
لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ
بِالْغَيْبِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۲۵﴾

وہ جو آپ بخل کریں اور اوروں سے بخل کو کہیں اور جو منہ پھیرے تو بے شک اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا

بے شک ہم نے اپنے رسولوں کو دلیلوں کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور عدل کی ترازو اتاری کہ لوگ انصاف پر قائم ہوں اور ہم نے لوہا اتارا اس میں سخت آنچ اور لوگوں کے فائدہ اور اس لئے کہ اللہ دیکھے اس کو جو بے دیکھے اس کی اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے بے شک اللہ قوت والا غالب ہے

Marfat.com

حل لغات تیسرا رکوع-سورۃ الحدید-پ ۲۷

اِعْلَمُوْٓا-جان لو	اَنَّمَا-اس کے سوانہیں کہ	الْحَیٰوۃُ-زندگی	الدُّنْیَا-دنیا کی
لَعِبٌ-کھیل	وَّ-اور	لَهْوٌ-تماشہ	وَّ-اور
زِیْنَۃٌ-زینت	وَّ-اور	تَفَاخُرٌ-فخر ہے	بَیْنَکُمْ-تمہارے درمیان
وَ-اور	تَکَاثُرٌ-زیادتی چاہنا	فِی-بیچ	الْاَمْوَالِ-مال
وَ-اور	الْاَوْلَادِ-اولاد کے	کَمَثَلِ-جیسے	غَیْثٍ-بارش
اَعْجَبَ-پسند آتا ہے	الْکُفَّارَ-کسانوں کو	نَبَاتُهٗ-اس کا سبزہ	ثُمَّ-پھر
یَهِیْجُ-سوکھتی ہے	فَتَرٰىهُ-پھر دیکھتا ہے تو	هٗ-اس کو	مُصْفَرًّا-زرد
ثُمَّ-پھر	یَکُوْنُ-ہو جاتی ہے	حُطَامًا-چورا چورا	وَ-اور
فِی-بیچ	الْاٰخِرَۃِ-آخرت کے	عَذَابٌ-عذاب ہے	شَدِیْدٌ-سخت
وَّ-اور	مَغْفِرَۃٌ-بخشش	مِّنَ اللّٰهِ-اللہ سے	وَ-اور
رِضْوَانٌ-رضامندی	وَ-اور	مَا-نہیں ہے	الْحَیٰوۃُ-زندگی
الدُّنْیَآ-دنیا کی	اِلَّا-مگر	مَتَاعُ-سامان	الْغُرُوْرِ-دھوکے کا
سَابِقُوْٓا-دوڑو	اِلٰی-طرف	مَغْفِرَۃٍ-بخشش کی	مِّنْ رَّبِّکُمْ-اپنے رب سے
وَ-اور	جَنَّۃٍ-جنت کی طرف	عَرْضُهَا-کہ اس کی چوڑائی ہے	
کَعَرْضِ-جیسے چوڑائی	السَّمَآءِ-آسمان	وَ-اور	الْاَرْضِ-زمین کی
اُعِدَّتْ-تیار کی گئی	لِلَّذِیْنَ-ان کے لئے جو	اٰمَنُوْا-ایمان لائے	بِاللّٰهِ-اللہ
وَرُسُلِهٖ-اور اس کے رسولوں پر		ذٰلِکَ-یہ	فَضْلُ-فضل ہے
اللّٰهِ-اللہ کا	یُؤْتِیْهِ-دیتا ہے	مَنْ-جسے	یَّشَآءُ-چاہے
وَ-اور	اللّٰهُ-اللہ	ذُو-صاحب	الْفَضْلِ-فضل
الْعَظِیْمِ-عظیم والا ہے	مَآ-نہیں	اَصَابَ-پہنچتی	مِنْ مُّصِیْبَۃٍ-کوئی مصیبت
فِی-بیچ	الْاَرْضِ-زمین کے	وَ-اور	لَا-نہ
فِیٓ-بیچ	اَنْفُسِکُمْ-تمہاری جانوں کے	اِلَّا-مگر	فِیْ-بیچ
کِتٰبٍ-کتاب کے ہے	مِّنْ قَبْلِ-پہلے	اَنْ-اس سے کہ	نَّبْرَاَ-ہم پیدا کریں
هَا-اس کو	اِنَّ-بے شک	ذٰلِکَ-یہ	عَلَی-اوپر
اللّٰهِ-اللہ کے	یَسِیْرٌ-آسان ہے	لِّکَیْلَا-تا کہ نہ	تَاْسَوْا-غم کھاؤ
عَلٰی-اوپر	مَا-اس کے جو	فَاتَکُمْ-فوت ہو جائے تم سے	وَ-اور
لَا-نہ	تَفْرَحُوْا-اتراؤ	بِمَآ-اس پر	اٰتٰکُمْ-جو دے تم کو

Marfat.com

وَ۔اور اللّٰہُ۔اللہ لَا۔نہیں یُحِبُّ۔پسند کرتا
کُلَّ۔ہر ایک مُخْتَالٍ۔اترانے والے فَخُوْرٍ۔فخر کرنے والے کو الَّذِیْنَ۔وہ جو
یَبْخَلُوْنَ۔بخل کرتے ہیں وَ۔اور یَاْمُرُوْنَ۔حکم دیتے ہیں النَّاسَ۔لوگوں کو
بِالْبُخْلِ۔بخل کا وَ۔اور مَنْ۔جو یَّتَوَلَّ۔منہ پھیرے
فَاِنَّ۔تو بے شک اللّٰہَ۔اللہ ھُوَ۔وہ ہے الْغَنِیُّ۔غنی
الْحَمِیْدُ۔تعریف کیا گیا لَقَدْ۔بے شک اَرْسَلْنَا۔بھیجا ہم نے رُسُلَنَا۔اپنے رسولوں کو
بِالْبَیِّنٰتِ۔کھلے دلائل دے کر وَ۔اور اَنْزَلْنَا۔اتاری ہم نے
مَعَھُمُ۔ان کے ساتھ الْکِتٰبَ۔کتاب وَ۔اور الْمِیْزَانَ۔ترازو
لِیَقُوْمَ۔تاکہ قائم ہوں النَّاسُ۔لوگ بِالْقِسْطِ۔انصاف پر وَ۔اور
اَنْزَلْنَا۔اتارا ہم نے الْحَدِیْدَ۔لوہا فِیْہِ۔اس میں بَاْسٌ۔آنچ ہے
شَدِیْدٌ۔سخت وَّ۔اور مَنَافِعُ۔فائدے ہیں لِلنَّاسِ۔لوگوں کے لئے
وَ۔اور لِیَعْلَمَ۔تاکہ دیکھے اللّٰہُ۔اللہ مَنْ۔کون
یَّنْصُرُہٗ۔مدد کرتا ہے ہٗ۔اس کی وَ۔اور رُسُلَہٗ۔اس کے رسولوں کی
بِالْغَیْبِ۔بن دیکھے اِنَّ۔بے شک اللّٰہَ۔اللہ قَوِیٌّ۔طاقتور ہے
عَزِیْزٌ۔غالب

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع۔سورۃ الحدید۔پ ۲۷

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَھْوٌ وَّزِیْنَۃٌ وَّتَفَاخُرٌ بَیْنَکُمْ وَتَکَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ؕ کَمَثَلِ غَیْثٍ اَعْجَبَ الْکُفَّارَ نَبَاتُہٗ ثُمَّ یَھِیْجُ فَتَرٰىہُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَکُوْنُ حُطٰمًا ؕ وَفِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانٌ ؕ وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۲۰﴾

جان لو کہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود اور آرائش اور تمہارا آپس میں بڑائی مارنا اور مال و اولاد میں ایک دوسرے پر زیادتی چاہنا اس مینہ کی طرح جس نے اگایا سبزہ کسانوں کو بھایا پھر سوکھا کہ تو اسے زرد دیکھے پھر چورا چورا ہو گیا اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور اللہ کی طرف بخشش اور اس کی رضا اور دنیا کا جینا تو نہیں مگر دھوکے کا مال۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ۔ جان لو کہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل۔

دونوں گروہوں (مومنین و منافقین و کفار) کے آخرت میں حال کو بیان کرنے کے بعد دنیا کی زندگانی کی اصل کھولی گی ہے جس پر کہ فریق ثانی (منافقین و کفار) مطمئن ہیں اور اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ حیات دنیوی معمولی اشیاء سے ہے اور اس ذلیل شے کی طرف اہل عقل و بصیرت مائل نہیں ہوتے اور نہ ہی اس کے ساتھ سکون و قرار پاتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ کھیل تماشا ہے اور اس میں سوائے تھکن و مشقت کے کوئی پھل نہیں۔

لا ثمرة فیها الا التعب۔

Marfat.com

اورلعب کے معنی کھیل کے یا عبث کام کے ہیں۔

وَّلَهْوٌ۔اورکود۔

تشغل الانسان عما يعنيه و يهمه۔آدمی کا ایسے امور میں مشغول ہونا جس میں وقت ضائع کرنے کے سوا کچھ حاصل نہ ہو یا محض دل کا بہلانا ہو۔

وَّزِيْنَةٌ۔اورکود۔

لا يحصل منها شرف ذاتي كالملابس الحسنة و المراكب البهية والمنازل الرفيعة۔

جس سے شرف ذاتی کا کچھ حصول نہ ہو جیسے عمدہ قیمتی خوبصورت پوشاکیں اور بیش قیمت سواریاں اور بلند و بالا عمارتیں۔

وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِى الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ

اور تمہارا آپس میں بڑائی مارنا اور مال و اولاد میں ایک دوسرے پر زیادتی چاہنا۔

تَفَاخُرٌ۔بالانساب و العظام البالية۔

تَكَاثُرٌ۔ بالعدو د العدد۔

خاندان اور قوت و دولت اور کثرت پر کثرت (زیادتی پر زیادتی) مال اور اولاد دونوں میں زیادتی کی خواہش و بھوک یعنی ان امور کی طلب اور ان پر فخر و مباہات۔ السلمی نے وَّتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ کو اضافت سے پڑھا ہے یعنی تفاخُرُ بَيْنِكُمْ بے جا تفاخر ہے جس کی اصلیت کچھ نہیں اور نہ ہی اللہ عزوجل کے نزدیک اس کی کوئی حیثیت ہے۔ جب کہ اللہ عزوجل کے نزدیک بڑائی کا مدار تقویٰ ہے۔

كَمَثَلِ غَيْثٍ۔اس مینہ کی طرح۔

مَطَرٍ۔بارش یعنی بارش کی طرح، ک تشبیہ و تمثیل کے لئے اشارہ ہے کہ یہ جلد زوال پذیر ہونے والی ہے اور مٹ جانے والی ہے۔

اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ۔کسانوں کو بھایا جس کا اگایا ہوا سبزہ۔

اى راقهم والمراد بالكفار اما الحراث۔یعنی بونے والے یا کاشت کرنے والے اور کفار سے مراد کسان بھی ہے۔

اى النبات الحاصل به۔

یعنی جو نباتات حاصل ہو۔

کفار کی وجہ تخصیص غالباً اس لئے ہے کہ وہ زینت دنیا میں مستغرق اور گم ہوتا ہے جب کہ مومن دنیا کے خالق کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس کے عجائب قدرت کو دیکھ اس کی عظمت و بڑائی میں مشغول ہو جاتا ہے۔

ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا۔ پھر سوکھا کہ تو اسے زرد دیکھے پھر ریزہ ریزہ ہو گیا۔

ثُمَّ يَهِيْجُ۔اى يجف بعد خضرته و تضارته۔یعنی سبز و تر و تازہ ہونے کے بعد خشک ہو گیا۔

فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا۔بعد ما رايته ناضرا مونقا۔اس کے سرسبز و شاداب دیکھنے کے بعد زرد ہونا۔

Marfat.com

ثُمَّ یَکُوۡنُ حُطٰمًا ؕ ۔ هشیما متکسراً من الیبس ۔ خشک ہو جانے کے بعد ریزہ ریزہ (ٹکڑے ٹکڑے) ہو جائے۔ یہ مثال کا بیان ہے اور دنیا کی زندگی یہی کچھ ہے دنیا کا طلبگار اس کے ظاہری حسن کو دیکھ کر اس پر فریفتہ ہو جاتا ہے اور اسی میں مستغرق ہو کر اسی سے نہ صرف امیدیں وابستہ کر لیتا ہے بلکہ اسی پر انحصار کر لیتا ہے اور آخرت کی پروانہیں کرتا یہاں تک کہ زندگی فنا ہو جاتی ہے۔ جبکہ مومن فکر آخرت میں مشغول ہوتا ہے اور دنیا کی رغبت میں آخرت سے بے پروانہیں ہوتا۔

وَ فِی الۡاٰخِرَۃِ عَذَابٌ شَدِیۡدٌ ۙ ۔ اور آخرت میں سخت عذاب ہے۔

یہ کفار کے لئے ہے کہ وہ آخرت کے منکر اور اس سے لاپروا تھے اور لہو ولعب میں ہی مشغول و منہمک رہے یہاں تک کہ دعوت آ گئی۔ لہٰذا وہ آخرت میں سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

وَّ مَغۡفِرَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ رِضۡوَانٌ ؕ ۔ اور اللہ کی طرف سے بخشش اور اس کی رضا۔

عذاب شدید جو آخرت میں کافروں کے لئے ہوگا اس کے مقابلے میں مومنین پر رحمت عظیمہ اور کامل خیر و کامرانی میں ذکر فرمایا گیا ہے کہ مومنوں کو جنھوں نے آخرت کو مقدم رکھا اور دنیا کو آخرت پر ترجیح نہ دی اور اسباب دنیوی سے آخرت ہی کی بھلائی کے لئے کوشاں رہے تو ان کے لئے بخشش ہے اور اس کی رضا ہے یعنی جنت ہے۔

وَ مَا الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الۡغُرُوۡرِ ﴿۲۰﴾ ۔ اور دنیا کا جینا تو نہیں مگر دھوکے کا مال۔

لمن اطمأن بها ولم یجعلها ذریعة الاخرة و مطیة لنعیمها روی عن سعید بن جبیر الدنیا متاع الغرور ان الهتک عن طلب الاخرة فاما اذا دعتک الی طلب رضوان الله تعالی و طلب الآخرة فنعم المتاع و نعم الوسیلة۔

یہ اس کے لئے ہے جو دنیا کی زندگی پر ہی ریجھ جائے اور مطمئن ہو جائے اور آخرت اور اس کے انعامات کے حصول کے لئے اسے (دنیا) ذریعہ نہ بنائے۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دنیا فریب کا مال ہے اگر تجھے طلب آخرت سے لاپروا رکھے یا روک دے اور اگر تجھے رضا الٰہی کے حصول اور آخرت کی طلب کے لئے دعا دے (بلائے) تو بہترین مال اور کیا ہی خوب وسیلہ ذریعہ نجات ہے۔

سَابِقُوۡۤا اِلٰی مَغۡفِرَۃٍ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ وَ جَنَّۃٍ عَرۡضُہَا کَعَرۡضِ السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ ۙ اُعِدَّتۡ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ ؕ ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ ﴿۲۱﴾

بڑھ کر چلو اپنے رب کی بخشش اور جنت کی طرف جس کی چوڑائی جیسے آسمان اور زمین کا پھیلاؤ، تیار ہوئی ہے ان کے لئے جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

سَابِقُوۡۤا اِلٰی مَغۡفِرَۃٍ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ ۔ بڑھ کر چلو بخشش کی طرف اپنے رب کی۔

ای سارعوا مسارعة السابقین الاقرانهم فی المضمار الی اسباب مغفرة عظیمة کائنة۔

میدانوں میں باہم مل کر ساتھیوں کے ساتھ بڑھ کر چلنے والوں کی طرح تیزی کے ساتھ بڑی بخشش کی طرف بڑھو جو ہونے والی ہے۔ ایک قول ہے کہ اطاعت الٰہی عزوجل کے ساتھ بخشش کی طرف بڑھو اطاعت الٰہی عزوجل کا مفہوم یہ ہے کہ دولت ایمان کے ساتھ رحمت و بخشش کی مکمل امید ہو اور عذاب الٰہی عزوجل کا خوف بھی ہو اور نیک کاموں کی سعی بھی ہو اور رضا

الٰہی عزوجل مقصود ہو۔ یہ کلام بطور استعارہ یا مجاز مرسل ہے۔ اور ایک قول ہے:

المراد سابقوا ملک الموت قبل ان یقطعکم بالموت عن الاعمال الوصلة لما ذکر و قیل: سابقوا ابلیس قبل ان یصدکم بغروره و خداعه عن ذلک و هو کما تری والمراد بتلک الاسباب الاعمال الصالحة عن اختلاف انواعها و عن علی کرم الله تعالیٰ وجهه انهٗ قال فی الاية: کن اول داخل المسجد واخر خارج وقال عبدالله: کونوا فی اول صف القتال وقال انس: اشهدوا تکبیرة الاحرام مع الامام و کل ذلک من باب التمثیل۔

مراد یہ ہے کہ بڑھ کر چلو پیشتر اس کے کہ فرشتۂ موت موت کے ساتھ تمہیں ان اعمال صالحہ سے منقطع کر دے جو اسباب بخشش سے ہیں یا مغفرت سے ملانے والے ہیں جیسا کہ بیان ہوا اور کہا گیا ہے کہ تیزی سے بڑھو قبل اس کے کہ شیطان تمہیں اپنے فریب اور دھوکے سے مغفرت ربانی سے روک دے یا اس میں حائل ہو جائے اور وہ ظاہر ہے جیسا کہ دیکھا جاتا ہے اور ان اسباب سے مراد مختلف انواع کے اختلاف سے قطع نظر نیک اعمال ہیں اور حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ فرمایا کہ تم مسجد میں سب سے پہلے داخل ہونے والے اور سب سے آخر میں نکلنے والے ہو جاؤ اور عبداللہ کا قول ہے کہ تم مجاہدین کی پہلی صف میں رہو اور انس نے کہا کہ تم امام کے ساتھ احرام کی تکبیرات کے ساتھ تکبیر کہو (شہادت دو) اور یہ سارا تمثیل ہی کے باب سے ہے۔

وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۙ

اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی جیسے آسمان اور زمین کا پھیلاؤ۔

و قیل المراد بالعرض البسطة۔

اور ایک قول ہے کہ عرض (چوڑائی) سے مراد وسعت و کشادگی ہے۔ ظاہر ہے جب عرض اتنا ہے تو طول جو عرض کی نسبت بڑا اور زیادہ ہوتا ہے، وہ کس قدر ہوگا۔

اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۭ

تیار ہوئی ہے ان کے لئے جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائے۔

أی هیئت لهم و استدل بذلک علی ان الجنة موجودة الان لقوله تعالیٰ

اُعِدَّتْ بصیغة الماضی والتاویل خلاف الظاهر۔

یعنی ان کے لئے بنائی گئی ہے اور اس سے استدلال ہوتا ہے کہ جنت موجود ہے اور پھر قول باری: اُعِدَّتْ ماضی کے صیغہ کے ساتھ ہے اور تاویل ظاہر ہے کہ خلاف ہے۔

لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۭ

سے یہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ ایمان باللہ ایمان بالرسل کے بغیر کافی نہیں اور نہ ہی قابل قبول ہے۔

رسول کا انکار خواہ ایک ہی کا ہو یا متعدد کا بالکلیہ کفر ہے اور اس کفر کے ساتھ اگر اللہ پر ایمان بھی ہو تو جب بھی کافر ہی ٹھہرے گا واؤ رسولہ پر عطف ہے اور اس سے مستفاد ہے کہ معطوف معطوف علیہ کے تابع ہوتا ہے۔ تو واضح ہوا کہ رسول کا انکار

Marfat.com

25A

گویا اللہ ہی کا انکار ہے چونکہ اس آیت میں جنت کے لئے صرف ایمان کا ذکر ہوا ہے جیسا کہ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے ظاہر ہے تو مطلب یہ ہوا کہ صرف ایمان جنت کے لئے کافی ہے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔

ذٰلِكَ۔ یہ۔

ای الذی وعد من المغفرة و الجنة۔

یعنی وہ جس کا وعدہ کیا گیا بخشش سے اور جنت کا۔

فَضْلُ اللّٰهِ۔ اللہ کا فضل۔

عطاؤه الغیر الواجب علیه۔ اس کی عطا و نوازش ہے جو اس پر واجب نہ تھی۔ اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے کہ اللہ عزوجل پر کوئی امر واجب نہیں اور بخشش و جنت کا اس نے وعدہ فرمایا اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ تو جسے چاہے عذاب فرمائے اس پر لازم نہیں کہ کسی کو ضرور بخشے اور یونہی کسی کو عذاب دے بلکہ بخشش و جنت اس کی عطا و مہربانی و فضل و کرم ہے اور جنت میں داخلہ اللہ عزوجل کے فضل و رحمت سے ہوگا اور احادیث میں اس کی صراحت ہے۔

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۱﴾۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

یہ پچھلے ٹکڑے کی توثیق ہے۔

فلا یبعد منه عزوجل التفضل بذلک علی من یشاء۔

تو اللہ کریم کے فضل سے بعید نہیں جسے چاہے گا اسے فضل و رحمت کے ساتھ جنت میں داخل فرمائے گا اور اسے کچھ پروا نہیں اور وہ انتہائی فضل و رحمت والا ہے۔

بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی کو اعمال صالحہ دوزخ سے نہ بچائیں گے۔ عرض کیا گیا آپ کو بھی، ارشاد فرمایا: مجھے بھی نہیں بجز اس کے کہ اللہ مجھے اپنے فضل و رحمت سے چھپا لے۔ سارا مدار اللہ کے فضل و رحمت پر ہے اور اسی کے فضل پر بھروسہ اور امید رحمت لازم ہے۔

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۲۲﴾

نہیں پہنچتی کوئی مصیبت زمین میں اور نہ تمہاری جانوں میں مگر وہ ایک کتاب میں ہے قبل اس کے کہ ہم اسے پیدا کریں بے شک یہ اللہ کو آسان ہے۔

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ۔ نہیں پہنچتی کوئی مصیبت۔

ای نائبة۔

یعنی کوئی حادثہ یا مصیبت خواہ کیسی ہو یا کوئی سی ہو۔

فِي الْاَرْضِ۔ زمین میں۔

Marfat.com

25B

كجدب وعاهة فى الزرع والثمار و زلزلة و غيرها۔

جیسے امساک باراں (بارش کا نہ ہونا) یا قحط اور فصلوں کی تباہی اور پھلوں میں پیداوار کی کمی اور زلزلہ وغیرہ۔

وَلَا فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ۔ اور نہ تمہاری جانوں میں۔

كمرض و آفة كالجرح والكسر۔

جیسے بیماریاں اور آفات جیسے زخم اور اعضا کی ٹوٹ پھوٹ یا شکست وعاجزی۔

اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ۔ مگر وہ ایک کتاب میں۔

اى الا مكتوبة مثبتة فى اللوح المحفوظ و قيل فى علم الله عزوجل۔

یعنی وہ لوح محفوظ میں لکھی ہوئی موجود (درج) ہے اور ایک قول ہے کہ علم الٰہی عزوجل میں پہلے ہی سے ہے۔

مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا۔ قبل اس کے کہ ہم اسے پیدا کریں۔

اى نخلقها۔ یعنی ہم اسے پیدا کریں یعنی پیدائش وظہور سے پہلے ہی وہ مصیبت یا حوادث لوح محفوظ میں لکھے ہوئے ہیں۔

یا علم الٰہی عزوجل میں پہلے ہی سے ہیں ابن عباس قتادہ اور حسن علیہم رضوان سے مروی ہے ھا کی ضمیر "انفس" کی طرف راجع ہے۔

اور بعض قول ہے کہ "اَرْض" کی طرف راجع ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جانوں یا زمین کی تخلیق سے پہلے ہی لوح محفوظ میں درج ہے اور نفوس وزمین کا ذکر بر سبیل محل ومقام ہے۔

اِنَّ ذٰلِكَ۔ بے شک یہ۔

اى اثباتها فى كتاب۔ یعنی امور وحوادث کا لوح محفوظ میں ثبت ہونا۔

عَلَى اللّٰهِ۔ اللہ کو۔

لا غيره سبحانه۔

اللہ کے سوا کسی کے لئے نہیں فقط سبحانہٗ وتعالیٰ کو۔

یَسِیْرٌ۔ آسان ہے۔

یعنی لوح محفوظ میں لکھنا وثبت فرمانا آسان ہے اور اللہ تعالیٰ ان امور وحوادث کی کثرت ووقت سے مستغنی ہے اس آیت میں فرقہ قدریہ کا رد ہے جو یہ باطل عقیدہ رکھتے تھے کہ حق تعالیٰ کو (معاذ اللہ) حوادث کا وقوع سے قبل علم نہیں۔

لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ۙ۝۲۳

اس لئے کہ غم نہ کھاؤ اس پر جو ہاتھ سے جائے اور خوش نہ ہو اس پر جو تم کو دیا اور اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اتراتا یا بڑائی مارنے والا۔

لِّكَيْلَا تَاْسَوْا۔ اس لئے کہ غم نہ کھاؤ۔

اى اخبرناكم بذلك لئلا تحزنوا۔

Marfat.com

یعنی ہم نے تمہیں اس امر کی اس لئے خبر دی ہے تاکہ تمہیں حزن وملال نہ ہو۔

عَلٰى مَا فَاتَكُمْ۔اس پر جو ہاتھ سے جائے۔

من نعم الدنیا۔یعنی دنیا کی نعمتوں سے جو فوت ہو جائیں، ضائع ہو جائیں یا ہاتھ نہ لگیں یا جاتی رہیں۔

وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ؕ۔اور خوش نہ ہو اس پر جو تم کو دیا۔

ای اعطاکموہ اللہ تعالٰی۔

یعنی جو تمہیں اللہ عزوجل نے عطا فرمائیں اس پر نہ اتراؤ، کیونکہ جب تمام امور مقدر ہیں اور اللہ عزوجل نے اس کی خبر دے دی ہے تو کسی شے کے فوت وضائع ہونے پر افسوس اور کسی نعمت کے حصول پر اترانا درست نہیں لہٰذا راضی برضا رہنا ہی اچھا ہے، زوال نعمت پر صبر اور حصول نعمت پر شکر لازم ہے۔البتہ فطری غم یا خوشی ہوتی ہی ہے۔اور غم سے مراد وہ حالت ہے کہ اللہ تعالٰی سے شاکی کر دے اور صبر سے روک دے اور بندہ جزع وفزع میں پڑ جائے اور حصول نعمت پر اترانے (فرح) سے مراد وہ خوشی ہے جو بدمست بنا دے اور غرور تکبر کا باعث ہو اور یہی واضح مفہوم ہے۔

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ۙ﴿۲۳﴾۔اور اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اترانے والا بڑائی مارنے والا۔

یہ پیچھے ٹکڑے کے ذیل میں ہے اور مطلب ہے:

ان الفرح المذموم هو الموجب للبطر والاختيال والمختال المتكبر عن تخيل فضيلة ترأت له من نفسه والفخور المباهي في الاشياء الخارجة عن المرء كالمال والجاه۔

بے شک وہ فرح (خوشی) مذموم ہے جو اترانے اکڑانے یا ناشکری اور دھوکے بازی کی موجب ہو اور مختال سے مراد تکبر کرنے والا ہے کہ وہ اپنے آپ میں بڑی فضیلت کا گمان رکھتا ہے اور فخور سے مراد کسی آدمی کا مال وعزت جیسی خارجی اشیاء میں شیخی بگھارنا۔

چونکہ یہ دونوں امور مذموم اور ناپسندیدہ ہیں۔لہٰذا اللہ کریم ایسے لوگوں کو دوست نہیں رکھتے۔

الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۴﴾

وہ جو آپ بخل کریں اوروں سے بخل کو کہیں اور جو منہ پھیرے تو بے شک اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا۔

الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ؕ۔وہ جو آپ بخل کریں اور دوسروں سے بخل کو کہیں۔

یہ مبتدا ہے اور اس کی خبر محذوف ہے اور اس کی تقدیر یعرضون عن الانفاق ہے یعنی وہ لوگ جو راہ خدا عزوجل اور امور خیر میں مال خرچ نہ کریں اور دوسروں کو بھی اسی چلن وروش اپنانے کو کہیں اکثر مفسرین کے نزدیک بخل کے معنی واجب کا ادا نہ کرنا یا زکوٰۃ کا نہ ادا کرنا ہے بخل بہت بری خصلت ہے۔ترمذی شریف میں ہے کہ بخل اور بدخلقی دو ایسی باتیں ہیں جو ایماندار میں جمع نہیں ہوتیں۔

بعض کا قول ہے کہ يَاْمُرُوْنَ بِالْبُخْلِ سے مراد یہود کا ان علامات نبوت اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوصاف کا چھپانا ہے جو پچھلی کتب میں مذکور ہیں یعنی قبول حق میں بخل کرنا ہے اور دوسروں کو روکنا ہے۔واللہ اعلم۔

وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۴﴾۔اور جو منہ پھیرے تو بے شک اللہ ہی بے نیاز ہے سزاوار حمد۔

Marfat.com

فان معناه و من یعرض عن الانفاق فان اللہ سبحانہٗ غنی و عن انفاقه محمود فی ذاته لا یضره الاعراض عن شکوه بالتقریب الیه بشیٔ من نعمه جل جلاله۔

تو اس کا معنی ہے جو کوئی راہ خدا میں خرچ کرنے سے روگردانی کرے یا منہ موڑے تو اس کے راہ خدا میں نہ خرچ کرنے سے اللہ عزوجل بے نیاز ہے اور وہ بالذات محمود (قابل تعریف، لائق حمد ہے)۔ اور کسی نعمت پر شکر جو تقرب الٰہیہ کا باعث ہے ادا نہ کرنا اس کا کچھ نقصان نہیں کرتا کوئی اس کی تعریف کرے یا نہ کرے وہ بے نیاز ہے بالذات لائق و قابل حمد ہے۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَ اَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْهِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ لِیَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗ وَ رُسُلَهٗ بِالْغَیْبِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ ﴿۲۵﴾

بے شک ہم نے اپنے رسولوں کو دلیلوں کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور عدل کی ترازو اتاری کہ لوگ انصاف پر قائم ہوں اور ہم نے لوہا اتارا اس میں سخت آنچ اور لوگوں کے فائدے ہیں اور اس لئے کہ اللہ دیکھے اس کو جو بے دیکھے اس کی اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے بے شک اللہ قوت والا غالب ہے۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا۔ بے شک ہم نے بھیجا اپنے رسولوں کو۔

ای من بنی آدم کما ھو ظاھر۔

یعنی اولاد آدم میں سے جیسا کہ ظاہر ہے۔ ایک قول ہے کہ فرشتوں کو رسولوں علیہم السلام کے پاس بھیجا اور رسولوں کو امتوں کی طرف مبعوث کیا۔

بِالْبَیِّنٰتِ۔ دلیلوں کے ساتھ۔

ای الحجج و المعجزات۔ یعنی دلائل و براہین اور معجزات کے ساتھ۔

وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ۔ اور اتاری ان کے ساتھ کتاب۔

ای جنس الکتاب الشامل للکل۔

یعنی جنس کتاب جو سبھی کو شامل ہے اور ایک قول ہے کہ نزول کتاب کو انبیاء و رسل علیہم السلام کے ساتھ باہم اکٹھے رکھا یعنی ہر رسول کے ساتھ اس کے دور میں نزول کتاب یا اس کے احکام و شرائع کو یکجا و ہمراہ رکھا اور کتاب کو اس لئے اتارا کہ احکام و شرائع کو بیان کرنے والی ہو۔

وَ الْمِیْزَانَ۔ اور عدل کی ترازو۔

الآلة المعروفة بین الناس۔

ابن زید وغیرہ کا قول ہے کہ میزان سے مراد لوگوں میں مشہور و معلوم ترازو ہے اور لوگوں کو اس سے وزن کرنے (تولنے) کا حکم دیا۔ جبکہ کثیر علماء کا قول یہ ہے کہ اس سے مراد عدل ہے یا انصاف کا حکم ہے تا کہ لوگوں کے باہمی حقوق میں زیادتی و ناانصافی نہ ہو۔

لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ۔ کہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔

علة لانزال الکتاب و المیزان و القیام بالقسط ای بالعدل۔

یہ نزول کتاب اور نزول میزان کی علت ہے اور قیام بالقسط سے مراد عدل ہے تاکہ معاشی امور اور امور معاد میں انصاف ہو ایک قول ہے معاشی امور میں میزان سے اور امور معاد میں کتاب سے انصاف کا حکم ہو، لوگوں کے باہمی حقوق متاثر نہ ہوں، برابری قائم رہے اور توازن مکدر نہ ہو۔

وَ اَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ۔ اور ہم نے لوہا اتارا۔

قال الحسن: اَیْ خَلَقْنَاہُ۔ حسن نے کہا یعنی ہم نے اسے پیدا کیا۔

اَنْزَلْنَا۔ کا معنی خلقنا ہے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ لوہا، آگ، پانی اور نمک۔

فِیْهِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ۔ اس میں سخت طاقت اور لوگوں کے فائدے ہیں۔

فِیْهِ بَاْسٌ۔ ای عذاب یعنی قوب۔ باس کے معنی بہادری خوف اور ہرج کے بھی ہیں۔

شَدِیْدٌ۔ لان آلات الحرب تتخذ منه۔ کیونکہ اس سے جنگی ہتھیار بنائے جاتے ہیں اس میں کتاب اور میزان کی احتیاج کے طور پر اشارہ بھی ہے کہ اگر ضرورت پڑے تو تلوار سے احکام کتاب کا نفاذ غلبہ و بالادستی اور میزان العدل کا قیام ہو کیونکہ ظلم و تعدی نفوس کی عادت و طبیعت ہے یعنی انسانی نفوس کا مزاج اکثر ایسا ہی ہے۔

وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ۔ ای فی معایشھم و مصالحھم اذ ما من ضعة الا و الحدید۔ یعنی لوگوں کے معاشی معاملات اور بھلائی کے امور اسی سے ہی وابستہ ہیں اور کوئی صنعت ایسی نہیں جس میں لوہے کا عمل دخل نہ ہو۔

وَ لِیَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗ وَ رُسُلَهٗ بِالْغَیْبِ ؕ۔ اور اس لئے کہ اللہ عزوجل دیکھے اس کی اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے۔

من ینصره و رسله باستعمال آلات الحرب من الحدید فی مجاهدة اعدائه غائبین منه۔

یعنی کون ایمان بالغیب لاکر لوہے کے جنگی ہتھیاروں کے استعمال کے ساتھ اللہ کے دشمنوں سے جہاد کرتا ہے اور اللہ اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ یعنی اللہ کے دین کی کون مدد کرتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ ﴿۲۵﴾۔ بے شک اللہ قوت والا غالب ہے۔

اللہ کریم کو کسی مدد کی ضرورت نہیں اور مدد کا حکم اس لئے فرمایا ہے کہ لوگوں کو اطاعت امر کا نفع ہو اور رضائے الٰہی عزوجل کا حصول ہو۔

بامحاورہ ترجمہ چہارم رکوع - سورۃ الحدید - پ ۲۷

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّ اِبْرٰهِیْمَ وَ جَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَ الْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَ كَثِیْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۶﴾

اور بے شک ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا اور ان کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی تو ان میں کوئی راہ پر آیا اور ان میں سے بہتیرے فاسق ہیں

ثُمَّ قَفَّیْنَا عَلٰۤی اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَ قَفَّیْنَا بِعِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ وَ اٰتَیْنٰهُ الْاِنْجِیْلَ ۙ۬ وَ جَعَلْنَا فِیْ قُلُوْبِ

پھر ہم نے ان کے پیچھے اسی راہ پر اپنے اور رسول بھیجے اور ان کے پیچھے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا اور اسے انجیل عطا فرمائی

Marfat.com

الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ۭ وَرَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۷﴾

اور اس کے پیرووں کے دل میں نرمی اور رحمت رکھی اور راہب بننا تو یہ بات انہوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالی ہم نے ان پر مقرر نہ کی تھی ہاں یہ بدعت انہوں نے اللہ کی رضا چاہنے کو پیدا کی پھر اسے نہ نبھایا جیسا اس کے نبھانے کا حق تھا تو ان کے ایمان والوں کو ہم نے ان کا ثواب عطا کیا اور ان میں سے بہتیرے فاسق ہیں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۸﴾

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ وہ اپنی رحمت کے دو حصے تمہیں عطا فرمائے گا اور تمہارے لئے نور کر دے گا جس میں تم چلو اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰي شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾

یہ اسلئے کہ کتاب والے کافر جان جائیں کہ اللہ کے فضل پر ان کا کچھ قابو نہیں اور یہ کہ فضل اللہ کے ہاتھ ہے دیتا ہے جسے چاہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے

حل لغات چہارم رکوع - سورۃ الحدید - پ ۲۷

وَ - اور	لَقَدْ - بے شک	اَرْسَلْنَا - بھیجا ہم نے	نُوْحًا - نوح کو
وَّ - اور	اِبْرٰهِيْمَ - ابراہیم کو	وَ - اور	جَعَلْنَا - رکھی ہم نے
فِيْ - بیچ	ذُرِّيَّتِهِمَا - ان کی اولاد کے	النُّبُوَّةَ - نبوت	وَ - اور
الْكِتٰبَ - کتاب	فَمِنْهُمْ - تو کچھ ان میں سے	مُّهْتَدٍ - ہدایت والے ہیں	وَ - اور
كَثِيْرٌ - بہت سے	مِّنْهُمْ - ان میں سے	فٰسِقُوْنَ - فاسق ہیں	ثُمَّ - پھر
قَفَّيْنَا - پیچھے بھیجے ہم نے	عَلٰٓي - اوپر	اٰثَارِ - نشانوں	هِمْ - ان کے کے
بِرُسُلِنَا - اپنے رسول	وَ - اور	قَفَّيْنَا - پیچھے بھیجا ہم نے	بِعِيْسَى - عیسیٰ
ابْنِ - بیٹا	مَرْيَمَ - مریم کا	وَ - اور	اٰتَيْنٰهُ - دی ہم نے اس کو
الْاِنْجِيْلَ - انجیل	وَ - اور	جَعَلْنَا - رکھی ہم نے	فِيْ - بیچ
قُلُوْبِ - دلوں	الَّذِيْنَ - ان لوگوں کے کہ	اتَّبَعُوْ - پیروی کی	هُ - اس کی
رَاْفَةً - نرمی	وَّ - اور	رَحْمَةً - رحمت	وَ - اور
رَهْبَانِيَّةَ - رہبانیت	ابْتَدَعُوْ - خود بنایا انہوں نے	هَا - اس کو	مَا - نہ
كَتَبْنٰهَا - لکھا ہم نے اس کو	عَلَيْهِمْ - ان پر	اِلَّا - مگر	ابْتِغَآءَ - واسطے چاہنے
رِضْوَانِ - رضامندی	اللّٰهِ - اللہ کی	فَمَا - پھر نہ	رَعَوْ - رعایت کی

Marfat.com

هَا۔اس کی	حَقَّ۔حق	رِعَايَتِهَا۔اس کی رعایت کا	فَاٰتَيْنَا۔تو دیا ہم نے
الَّذِيْنَ۔ان کو جو	اٰمَنُوْا۔ایمان لائے	مِنْهُمْ۔ان میں سے	اَجْرَ۔اجر
هُمْ۔ان کا	وَ۔اور	كَثِيْرٌ۔بہت سے	مِّنْهُمْ۔ان میں سے
فٰسِقُوْنَ۔فاسق ہیں	يٰاَيُّهَا۔اے وہ	الَّذِيْنَ۔لوگو جو	اٰمَنُوا۔ایمان لائے ہو
اتَّقُوا۔ڈرو	اللّٰهَ۔اللہ سے	وَ۔اور	اٰمِنُوْا۔ایمان لاؤ
بِرَسُوْلِهٖ۔اس کے رسول پر	يُؤْتِكُمْ۔دے گا تم کو	كِفْلَيْنِ۔دو حصے	
مِنْ رَّحْمَتِهٖ۔اپنی رحمت کے		وَ۔اور	يَجْعَلْ۔بنائے گا
لَّكُمْ۔تمہارے لئے	نُوْرًا۔نور	تَمْشُوْنَ۔چلو گے تم	بِهٖ۔اس کے ساتھ
وَ۔اور	يَغْفِرْ۔بخشے گا	لَكُمْ۔تم کو	وَ۔اور
اللّٰهُ۔اللہ	غَفُوْرٌ۔بخشنے والا	رَّحِيْمٌ۔مہربان ہے	لِّئَلَّا۔تاکہ
يَعْلَمَ۔جان لیں	اَهْلُ۔اہل	الْكِتٰبِ۔کتاب	اَلَّا۔کہ وہ نہیں
يَقْدِرُوْنَ۔اختیار رکھتے	عَلٰى۔اوپر	شَيْءٍ۔کسی چیز کے	مِّنْ فَضْلِ۔فضل
اللّٰهِ۔خداوندی سے	وَ۔اور	اَنَّ۔بے شک	الْفَضْلَ۔فضل
بِيَدِ۔ہاتھ میں	اللّٰهِ۔اللہ کے ہے	يُؤْتِيْهِ۔دیتا ہے	مَنْ۔جسے
يَّشَآءُ۔چاہے	وَ۔اور	اللّٰهُ۔اللہ	ذُو الْفَضْلِ۔فضل والا ہے
الْعَظِيْمِ۔بڑے			

مختصر تفسیر اردو چہارم رکوع۔سورۃ الحدید۔پ ۲۷

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٢٦﴾

اور بے شک ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا اور ان کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی تو ان میں کوئی راہ پر آیا اور ان میں بہتیرے فاسق ہیں۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ۔اور بے شک ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا۔

پچھلی آیت میں اختصار سے ذکر ہوا تھا لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا اب تفصیلی ذکر ہے یعنی بلاشبہ ہم نے نوح اور ابراہیم علیہما السلام کو رسول بنا کر بھیجا، بنی آدم میں ان دونوں پیغمبروں کو اہم ترین مقام حاصل ہے۔نوح علیہ السلام آدم ثانی تھے اولوالعزم اور صاحب شریعت رسولوں میں سے اول تھے جو مبعوث کئے گئے طوفان کے بعد ان ہی کی اولاد بکثرت بڑھی حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کی اولاد سے تھے اور دوسرے اولوالعزم اور صاحب شریعت رسول تھے ان دونوں رسولوں کو بہت زیادہ شرف وفضیلت حاصل ہے اور یہ دوسرے انبیاء ورسل علیہم السلام کے پیش رو ہیں۔

وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ۔اور ان کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی۔

یعنی ہم نے ان میں سے نبی بنائے اوران کی طرف کتاب وحی کی یعنی تورات، زبور، انجیل اور قرآن، ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی آل ابراہیم سے ہیں۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ نبوت وکتاب کو ان دونوں بزرگوں کی اولاد میں مختص کر دیا۔

فَمِنْهُم۔ تو ان میں۔

ای من الذریة۔ یعنی اولاد میں سے یا نسل میں سے (دونوں پیغمبروں کی اولاد میں سے) کوئی۔

مُّهْتَدٍ ۔ راہ پر آیا۔

یعنی نوح وابراہیم میں سے جن لوگوں کی طرف رسول بھیجے گئے ان میں سے کوئی سیدھی راہ کو قبول کرنے والا ہوا یا انہوں نے ایمان لاکر صراط مستقیم کی پیروی کی۔

وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ ۝۲۶ ۔ اوران میں بہتیرے فاسق ہیں۔

خارجون عن الطریق المستقیم۔

یعنی ان میں سے اکثر سیدھی راہ کو چھوڑنے والے تھے۔

ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِم بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَآتَيْنَاهُ الْإِنجِيلَ وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رَأْفَةً وَرَحْمَةً وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۖ فَآتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ أَجْرَهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ ۝۲۷

پھران کے پیچھے ہم نے اسی راہ پر اپنے اور رسول بھیجے اوران کے پیچھے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا اسے انجیل عطا فرمائی اوراس کے پیروؤں کے دل میں نرمی اور رحمت رکھی اور راہب بننا تو یہ بات انہوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالی ہم نے ان پر مقرر نہ کی تھی ہاں یہ بدعت انہوں نے اللہ کی رضا چاہنے کے لئے پیدا کی پھراسے نہ نبھایا جیسا اس کے نبھانے کا حق تھا تو ان کے ایمان والوں کو ہم نے انکا ثواب عطا کیا اوران میں بہتیرے فاسق ہیں۔

ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِم بِرُسُلِنَا۔ پھر ہم نے ان کے پیچھے اسی راہ پر اپنے اور رسول بھیجے۔

ای ارسلنا بعدھم رسولا بعد رسول۔

یعنی حضرات نوح اور ابراہیم اوران رسولوں علیہم السلام کے بعد جو ان دونوں کی قوموں کی طرف مبعوث کئے گئے ہم نے یکے بعد دیگرے رسول بھیجے۔

واصل التقفیة جعل الشیٔ خلف القناء اور تقفیہ کی اصل یہ ہے کہ کسی شے کا کسی کے پیچھے پیچھے ہونا اور آثَارِهِم میں ضمیر نوح وابراہیم علیہما السلام کی طرف راجع ہے یعنی ان دونوں بزرگوں اوران دونوں کی قوموں کی طرف یا ان کے ہمراہ بھیجے گئے رسولوں کے بعد حضرت عیسیٰ بن مریم کے عہد کریم تک جو رسول بھیجے گئے وہ پے در پے تشریف لائے۔

وَقَفَّيْنَا بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ۔ اوراس کے پیچھے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا۔

جعلناہ بعد ای ارسلنا رسولا بعد رسول حتی انتھی الارسال الی عیسی علیہ الصلوۃ والسلام۔ یعنی رسولوں کے بعد رسول بھیجتے رہے یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوۃ والسلام کو رسول بنا کر بھیجا۔

Marfat.com

وَاٰتَیْنٰهُ الْاِنْجِیْلَ ۔اور اسے انجیل عطا فرمائی۔

و زعم بعض ان لفظ الانجیل عربی من نجلت بمعنی استخراج الاحکام منه۔

اور بعض اہل علم کا گمان ہے کہ لفظ ''انجیل'' عربی زبان میں نجلت بمعنی استخرجت سے ہے یعنی باہر نکالنا یا استنباط کرنا کیونکہ انجیل سے احکام مستنبط ہوتے تھے۔ بان اوحیناہ الیه یعنی ہم نے اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کیا تاہم وہ انجیل کا بیان ہے جو آج کل نصاریٰ کے پاس ہے جو من گھڑت قصوں پر مشتمل ہے یہ اصل منزل انجیل کا بیان ہے جو محفوظ نہ رہی اور نصاریٰ نے اس میں تحریف کر دی۔

وَجَعَلْنَا فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً

اور اس کے پیروؤں کے دل میں نرمی اور رحمت رکھی۔

ای خلقنا۔اور صیر نا یعنی ہم نے پیدا کی یا بنادی۔

ای جعلنا ذلک فی قلوبهم فهم یراف بعضهم ببعض و یرحم بعضهم بعضاً۔

یعنی ہم نے ان کے دلوں میں یہ بات پیدا کی (ڈالی) کہ ان میں سے بعض بعض کے ساتھ محبت (نرم) اور شفقت کا رویہ رکھتے۔رافت کا مشہور معنی رحمت ہی ہے لیکن بعض افاضل علماء کا قول ہے کہ جب رافت و رحمت اکٹھے بولے جائیں تو اس سے مراد شر و فساد کو دور کرنا اور مٹانا ہوتا ہے یعنی ایک دوسرے کی برائی نہ چاہتے اور باہمی مفاسد کا قلع قمع کرتے یہ جذبہ ان کے دلوں میں ودیعت فرمایا گیا۔

وَرَهْبَانِیَّةَ ابْتَدَعُوْهَا۔اور راہب بننا تو یہ بات انہوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالی۔

الرهبانیة من افعال العباد لانها المبالغة فی العبادة بالریاضة والانقاع عن الناس۔

رہبانیت بندوں کے افعال سے ہے۔جیسے انتہائی عبادت و ریاضت اور لوگوں سے الگ تھلگ رہنا۔

ایک قول ہے موٹے کپڑے پہننا، روزوں کی کثرت اور تجرد کی زندگی اور مباح امور کو بھی چھوڑ دینا، یہ طریقہ انہوں نے خود نکالا اور اللہ نے انہیں اس کا مکلف نہ کیا تھا۔عطف (و) سے یہ شبہہ ہوتا ہے کہ رہبانیت بھی رافت و رحمت کی طرح ان کے دل میں ڈالی گئی تو جاننا چاہئے کہ رہبانیت اعمال بدنی کے معنوں میں ہے اور وہ رافت و رحمت کی طرح کیونکر دل میں پیدا ہوسکتی ہے البتہ اگر یہ کہا جائے کہ اللہ عزوجل نے ان کا قلبی میلان ایسا کر دیا تاہم رہبانیت کے امور انہوں نے خود ایجاد کر لئے تو بعض کے نزدیک یہ قول مکروہ نہیں اور بعض کا قول ہے کہ رہبانیت کی روح رضائے الٰہی عزوجل کا حصول تھی اور یہی وہ بات تھی جو ان پر لازم تھی مگر انہوں نے بہت ہی مشقتیں بڑھالیں جیسے تجرد کی زندگی، لوگوں سے نہ ملنا جلنا پیہم روزے رکھنا، مشقت عبادات، صوامع بنانا اور غاروں میں تنہا رہنا، ادنیٰ کھانا کھانا اور بہت ہی کم کھانا وغیرہ۔

مَا كَتَبْنٰهَا عَلَیْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ۔

ہم نے ان پر مقرر نہ کی تھی ہاں یہ طریقہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہنے کو پیدا کیا۔

ای ما فرضناها نحن علیهم راسا ولکن ابتدعوها والزموا انفسهم بها ابتغاء رضوان الله تعالی۔

Marfat.com

یعنی درصل اسے یعنی رہبانیت کو ہم نے ان پر لازم نہیں ٹھہرایا تھا ہاں انہوں نے خود اسے اختراع کرلیا اور اپنے نفوس کو اس کے ساتھ رضائے الٰہی کے حصول کے لئے پابند بنالیا اگر استثناء (اِلَّا) کو متصل لیں تو مفہوم یہ ہوگا کہ رضائے الٰہی عزوجل کا حصول تو فرض تھا اور اس کے سوا ان پر کچھ ضروری نہ تھا مگر انہوں نے خود اختراع کرلیا اس میں بدعت حسنہ کا کامل جواز ہے اور امور خیر کو بدعت کی آڑ میں منع کرنا قرآن کے منافی ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

ما راه المومنون حسنا فهو عندالله حسن۔ اور بعض بدعات حسنہ واجب اور بعض مندوب ہیں جیسے ملاحدہ کے رد میں متکلمین کے دلائل کا علم و تعلیم اور مدارس و دینی کتب کا تصنیف کرنا وغیرہ۔

ای ما حافظوا علیها حق المحافظة۔

یعنی انہوں نے اس پر محافظت نہ کی جس طرح کہ حق تھا نفی عموم سلب کے لئے نہیں بلکہ مطلب یہ ہے۔

فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ۔ سب نے نہیں بلکہ ان میں سے بعض نے رعایت رکھی اور اس کے تقاضے جو انہوں نے مخترع کئے تھے اس پر اکثر قائم و پابند نہ رہے اور بعض کا قول ہے کہ وہ ریاکار ہو گئے اور تثلیث کے قائل ہو گئے۔ اپنے راہبوں اور احبار کو الٰہ و رب ٹھہرالیا اور یوں راہ صواب و حق سے ہٹ کر کفر و شرک میں پڑ گئے۔

فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ۔ تو ان کے ایمان والوں کو ہم نے ان کا ثواب عطا کیا۔

الذين امنوا ايمانا صحيحا و هو لمن ادرك وقت النبی صلی الله عليه و آله وسلم الايمان به عليه الصلوة والسلام ای فاتينا الذين امنوا منهم ايمانا صحيحا بعد رعاية رهبانيتهم۔

وہ لوگ جو صحیح ایمان لائے اور صحت ایمان یہ ہے کہ جنہوں نے عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پایا اور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے یعنی ان میں سے جو اپنی رہبانیت کی رعایت رکھتے ہوئے دین پر قائم رہے تو ہم انہیں ان کے ایمان و حسن عمل اور اخلاص کا ثواب عطا فرمائیں گے یہ مخلصین کے ساتھ وعدہ ہے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ لوگ دین عیسیٰ علیہ السلام پر قائم رہے اور رہبانیت کے تقاضوں کو کما حقہ پورا کرتے رہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ پایا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وصیت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے اور فرماں برداری کی تو ہم ایسے لوگوں کو ان کا اجر و ثواب ضرور عطا فرمائیں گے ظاہر ہے ایسے لوگ بہت کم تھے۔

وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۷﴾۔ اور ان میں سے بہت سے فاسق ہیں۔ جنہوں نے آپ کی تصدیق نہ کی۔

یعنی وہ لوگ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہ لائے۔

اور آپ کی تصدیق نہ کی یا وہ لوگ جو دین مسیح علیہ السلام سے برگشتہ ہو گئے اور رہبانیت مخترعہ کے حقیقی تقاضوں کو چھوڑ کر تثلیث وغیرہ میں پڑ گئے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۸﴾

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ وہ اپنی رحمت کے دو حصے تمہیں عطا فرمائے گا اور تمہارے لئے نور کر دے گا جس میں چلو اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

Marfat.com

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ۔ اے ایمان والو، اللہ سے ڈرو۔

ابو حیان رحمہ اللہ کا قول ہے کہ یہ خطاب ان لوگوں سے ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے ایمان لائے اور اہل کتاب سے یہ خطاب نہیں ہے اور آثار سے اسی کی تائید ہوتی ہے۔ طبرانی نے اوسط میں ابن عباس اور ابن حاتم نے سعید بن جبیر سے تخریج کی ہے کہ دونوں نے کہا کہ اصحاب نجاشی سے چالیس آدمی خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور غزوہ احد میں شرکت کی ان میں سے ہر ایک کو زخم لگے لیکن کوئی شہادت پر فائز نہ ہوا پھر جب انہوں نے اہل ایمان کی عسرت مالی دیکھی تو بارگاہ عالی جناب میں گزارش کی کہ ہم اصحاب ثروت ہیں ہمیں اجازت عطا ہو کہ ہم ان کی مالی مدد کریں تو اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ مِن قَبْلِهِ هُم بِهِ يُؤْمِنُونَ ۞ وَإِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ قَالُوا آمَنَّا بِهِ إِنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّنَا إِنَّا كُنَّا مِن قَبْلِهِ مُسْلِمِينَ ۞ أُولَٰئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُم مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۞ الخ نازل فرمائیں تو انہوں نے اہل ایمان سے بطور تفاخر کہا کہ ہمارے لئے دوہرا اجر ہے اگر ہم تمہاری کتاب پر ایمان لائیں اور جو ایمان نہ لائے گا اسے اکہرا اجر تو ضرور ملے گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں ان کے قول ومن لم یومن بکتابکم فله اجر کاجورکم کی تردید تھی۔ کشاف میں ہے کہ اس کا معنی یہ ہے: یایها الذین اتصفوا بالایمان اے لوگو! اپنے آپ کو ایمان سے متصف کرو۔ بعض کا قول ہے کہ یہ نصاریٰ کو خطاب ہے جو عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں موجود تھے جیسا کہ سیاق کلام سے اشارہ ہوتا ہے۔ قتادہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اس آیت کے نزول پر ان اہل کتاب کو رشک ہوا جو سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہیں لائے تھے اس لئے کہ اہل کتاب میں سے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے ان کے لئے دوگنے اجر کا وعدہ ہوا۔ تاہم جمہور کا قول ہے کہ آیت میں خطاب اہل کتاب سے ہے اس کا مطلب یہ ہے اے وہ لوگو! جو موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام پر ایمان رکھتے ہو اللہ سے ڈرو اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی ایمان لاؤ۔

اتَّقُوا اللَّهَ۔ اثبتوا علی تقواہ عزوجل فیما نهاکم عنهُ۔

یعنی جس چیز سے تمہیں پروردگار عزوجل نے منع فرمایا ہے اس سے بچنے میں ثابت قدم رہو۔

وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ۔ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔

واثبتوا علی الایمان برسوله الذی ارسله الیکم و هو محمد صلی الله علیه وآله وسلم۔

اور پختگی کے ساتھ ایمان لاؤ اس کے رسول پر جسے پروردگار نے تمہاری طرف بھیجا ہے اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِن رَّحْمَتِهِ۔ وہ اپنی رحمت کے دو حصے تمہیں عطا فرمائے گا۔

يُؤْتِكُمْ۔ تمہیں عطا کرے گا۔

بسبب ذلک۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کے سبب تمہیں عطا کیا جائے گا۔

كِفْلَيْنِ مِن رَّحْمَتِهِ۔ اپنی رحمت دوگنا۔

قال ابوموسی الاشعری: ضعفین بلسان الحبشة۔ ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ کفلین حبشی بولی میں دوگنے کو کہتے ہیں اور بعض کا قول ہے ''نصیبین'' دو حصے، لغت میں کفل کے معنی حصے اور ضمانت کے بھی ہیں یعنی ان کے لئے دوہرے اجر کی ضمانت (وعدہ) ہے کیونکہ تم پہلی کتاب اور پہلے نبی پر بھی ایمان لائے اور سید دو عالم صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وآلہ وسلم اور قرآن کریم پر بھی ایمان لائے اور راغب رحمہ اللہ کا قول ہے:

الکفل الحظ الذی فیہ کفایۃ کانہ تکفل بامرہ۔ کفل سے مراد وہ حصہ یا نصیب ہے جس میں کفایت ہو (شایان شان ہو) جس طرح کہ اس نے اپنے ارشاد کے ساتھ ضمانت دی۔

و کفلان ھما المرغوب فیھا۔ اور دو حصے ہوں گے جو ان میں مرغوب ہوں گے جیسا کہ ارشاد باری عزوجل ہے:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً۔

وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ۔ اور تمہارے لئے نور کر دے گا جس میں چلو گے۔

یوم القیامۃ و ھو النور المذکور فی قولہ تعالی: نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ۔ قیامت کے روز اور وہ نور ہوگا جس کا ذکر پچھلی آیت يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ میں گزرا یعنی پل صراط پر ان کے لئے نور ہوگا۔

وَيَغْفِرْ لَكُمْ۔ اور تمہیں بخش دے گا۔

مَا سَلَفَ مِنكُمْ۔ یعنی تمہارے گزشتہ گناہوں کو معاف فرمائے گا۔

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۸﴾۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ای مبالغ فی المغفرۃ و الرحمۃ فلا بدع اذا فعل سبحانہ ما فعل۔

یعنی انتہائی بخشش و رحمت فرمانے والا ہے پس تبدیل نہیں ہوتا جو بھی سبحانہ وتعالیٰ نے فرمادیا یا متعین فرمادیا۔

لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾

یہ اس لئے کہ کتاب والے کافر جان جائیں کہ اللہ کے فضل پر ان کا کچھ قابو نہیں اور یہ کہ فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ دیتا ہے جسے چاہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ

یہ اس لئے کہ کتاب والے کافر جان جائیں کہ اللہ کے فضل پر ان کو کچھ قابو نہیں۔

یعنی اہل کتاب میں سے وہ لوگ جو سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہ لائے اور آپ کی تصدیق نہ کی اور کہتے تھے کہ جو تمہاری کتاب (قرآن حکیم) پر ایمان نہ لائے تو اس کے لئے تمہارے اجر وثواب کی طرح اکہرا اجر تو ہے، تو وہ جان لیں۔

انھم لاینالون شیئاً من فضل اللہ من الاجرین و غیرھا ولا یتمکنون من نیلہ ما لم یومنوا بمحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و حاصلہ الاعلام بان ایمانھم نبیھم لا ینفعھم شیئًا ما لم یؤمِنُ بالنبی علیہ الصلوۃ والسلام فقولھم من لم یومن بکتابکم فلہٗ اجر، باطل۔

بے شک وہ اللہ کے فضل میں سے، دونوں ثوابوں اور ان دونوں کے علاوہ میں سے کچھ بھی نہ پائیں گے اور نہ ہی اس ثواب میں سے ان کے لئے کچھ ممکن ہوگا۔

جب تک کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہ لائیں گے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ان کا اپنے نبی پر ایمان لانا بھی انہیں کچھ نفع بخش (سودمند) نہ ہوگا جب تک سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہ لائیں تو ان کا قول کہ جو تمہاری

Marfat.com

کتاب پر ایمان نہ لائے گا اس کے لئے اکہرا اجر کہیں نہیں گیا بالکلیہ باطل و مردود ہے، کیونکہ کسی ایک نبی و رسول کا انکار سبھی رسولوں کا انکار ہے اور کھلا کفر ہے لہٰذا سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہ لانے سے اور آپ کی تصدیق نہ کرنے سے پہلے انبیاء علیہم السلام پر جو ایمان تھا وہ بھی زائل ہو گیا کہ تکذیب مؤخر نے تصدیق مقدم کو ساقط کر دیا تو اجر و ثواب اور نور کے لئے ایمان لازم ہے جب ایمان مفقود ہو گیا تو اجر و ثواب کیونکر ممکن و متصور ہو سکتا ہے اور یہ انتباہ ہے اہل کتاب کو تا کہ راہ حق کی طرف رغبت دکھائیں۔ اور فضل کا جو وعدہ اہل ایمان سے کیا گیا ہے وہ غیر مبدل ہے۔ لہٰذا اہل کتاب اس زعم میں نہ رہیں کہ وہ اللہ عزوجل کے محبوب و پسندیدہ ہیں اور اجر و ثواب پر ان کو کوئی اجارہ داری حاصل ہے وہ اللہ عزوجل کے فضل پر کوئی دسترس نہیں رکھتے اور اللہ عزوجل جسے چاہے اپنے فضل سے سرفراز کرے۔ جیسا کہ آگے ارشاد ہے:

وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ اور یہ کہ فضل اللہ کے ہاتھ ہے، دیتا ہے جسے چاہے۔

یعنی فضل و مہربانی کا مالک اللہ عزوجل ہے اور وہ جس کو چاہے دے اور اہل کتاب کے دعاوی کہ ہم چہیتے ہیں اور ہمارے لئے یہ کچھ ہے، سب باطل ہیں اور رسول کا انکار فی نفسہ عذاب و غضب کا مستحق بنا دیتا ہے چہ جائیکہ کفر کے باوجود فضل کے متمنی ہوں۔ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ۔

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾ ۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

یعنی وہ اہل ایمان پر انتہائی مہربانی کرنے والا اور نوازنے والا ہے۔

الحمدللہ آج ستائیسواں پارہ ختم ہوا۔ وما توفیقی الا باللہ العظیم۔

۲۷ ذیقعد ۱۴۰۹ھ بمطابق ۲ جولائی ۱۹۸۹ء

Marfat.com

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ پارہ ۲۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اٹھائیسواں پارہ

سورة المجادلة

مجادلہ دال کے زبر اور زیر کے ساتھ پڑھا گیا ہے لیکن دوسری قراءت یعنی زیر کے ساتھ ''مجادلہ'' معروف ہے اور سورت کا نام قد سمع بھی ہے اور ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مصحف میں اس سورت کا نام الظّھار بھی آیا ہے یہ سورۂ مبارکہ مدنی ہے جیسا کہ ابن عباس اور ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے۔ کلبی اور ابن سائب رحمہم اللہ کا قول ہے کہ سوائے آیت کریمہ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ کے باقی سورہ مبارکہ مدنی ہے۔ عطار حمہ اللہ سے مروی ہے کہ پہلی دس آیات مدنی ہیں اور باقی مکی ہیں۔

اس سورۂ مبارکہ میں ۳ رکوع اور ۲۲ آیات ہیں پچھلی سورۂ مبارکہ سے اس کی مناسبت کی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ عزوجل کے فضل کے ذکر پر ختم ہوئی اور اس کا افتتاح بھی فضل ہی کے ساتھ یعنی اس واقعہ مجادلہ کے ساتھ ہوا جو فضل ہی کی ایک صورت ہے۔ بعض اجلہ علماء کا قول ہے کہ پچھلی سورت کے مطلع میں اللہ کریم کی صفات جلیلہ بالخصوص الظَّاهِرُ اور الْبَاطِنُ کا ذکر ہوا اور حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۭ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ۔ تو اس سورۂ مبارکہ کا افتتاح اس ذکر کے ساتھ فرمایا کہ بے شک اللہ جل وعلا نے اس جھگڑنے والی کا قول جو اپنے رب سے شکایت کر رہی تھی، سن لیا اور اسی ضمن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا جسے نسائی، ابن ماجہ اور بخاری رحمہم اللہ نے تعلیقاً روایت کیا ہے کہ جب یہ سورت نازل ہوئی۔

سب تعریفیں اللہ کے لئے جس کا سننا سب آوازوں کو وسیع وشامل ہے (محیط ہے) بلاشبہ جھگڑا کرنے والی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور گفتگو کی اور میں گھر کے حصے میں موجود تھی میں نے پورا نہ سنا جو وہ کہتی تھی مگر اللہ نے اس کی ساری بات سن لی اور قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ نازل ہوگئی۔

سورة المجادلة مدنية

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اس میں تین رکوع بائیس آیتیں، چار سو تہتر کلمات اور ایک ہزار سات سو بانوے حروف ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع - سورۃ المجادلہ - پ ۲۸

قَدۡ سَمِعَ اللّٰهُ قَوۡلَ الَّتِىۡ تُجَادِلُكَ فِىۡ زَوۡجِهَا وَتَشۡتَكِىۡۤ اِلَى اللّٰهِ ‌ۖ وَاللّٰهُ يَسۡمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيۡعٌۢ بَصِيۡرٌ ①

بے شک سن لی اللہ نے اس کی بات جو تم سے اپنے شوہر کے معاملہ میں بحث کرتی ہے اور اللہ سے شکایت کرتی ہے اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے

اَلَّذِيۡنَ يُظٰهِرُوۡنَ مِنۡكُمۡ مِّنۡ نِّسَآئِهِمۡ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمۡ‌ ؕ اِنۡ اُمَّهٰتُهُمۡ اِلَّا الّٰٓـىِٔۡ وَلَدۡنَهُمۡ‌ ؕ وَاِنَّهُمۡ لَيَقُوۡلُوۡنَ مُنۡكَرًا مِّنَ الۡقَوۡلِ وَزُوۡرًا ‌ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوۡرٌ ②

وہ جو تم میں اپنی بیبیوں کو اپنی ماں کی جگہ کہہ بیٹھتے ہیں وہ ان کی مائیں نہیں ان کی مائیں تو وہ ہیں جن سے پیدا ہوئے ہیں اور وہ بے شک بری اور نری جھوٹی بات کہتے ہیں اور بے شک اللہ ضرور معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے

وَالَّذِيۡنَ يُظٰهِرُوۡنَ مِنۡ نِّسَآئِهِمۡ ثُمَّ يَعُوۡدُوۡنَ لِمَا قَالُوۡا فَتَحۡرِيۡرُ رَقَبَةٍ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّتَمَآسَّا ‌ؕ ذٰلِكُمۡ تُوۡعَظُوۡنَ بِهٖ‌ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرٌ ③

اور وہ جو اپنی بیبیوں کو اپنی ماں کی جگہ کہیں پھر وہی کرنا چاہیں جس پر اتنی بڑی بات کہہ چکے ہیں تو ان پر لازم ہے ایک بردہ آزاد کرنا قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں یہ ہے جو نصیحت تمہیں کی جاتی ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے

فَمَنۡ لَّمۡ يَجِدۡ فَصِيَامُ شَهۡرَيۡنِ مُتَتَابِعَيۡنِ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّتَمَآسَّا‌ ۚ فَمَنۡ لَّمۡ يَسۡتَطِعۡ فَاِطۡعَامُ سِتِّيۡنَ مِسۡكِيۡنًا‌ ؕ ذٰلِكَ لِتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ‌ ؕ وَتِلۡكَ حُدُوۡدُ اللّٰهِ‌ ؕ وَلِلۡكٰفِرِيۡنَ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ④

پھر جسے بردہ نہ ملے تو لگا تار دو مہینے کے روزے رکھے قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں پھر جس سے روزے بھی نہ ہو سکیں تو ساٹھ مسکینوں کا پیٹ بھرنا یہ اس لئے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھو اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے

اِنَّ الَّذِيۡنَ يُحَآدُّوۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ كُبِتُوۡا كَمَا كُبِتَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ وَقَدۡ اَنۡزَلۡنَاۤ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ‌ ؕ وَلِلۡكٰفِرِيۡنَ عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ ۚ ⑤

بے شک وہ جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی ذلیل کئے گئے جیسے ان سے اگلوں کو ذلت دی گئی اور بے شک ہم نے روشن آیتیں اتاریں اور کافروں کے لئے خواری کا عذاب ہے

یَوْمَ یَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَ نَسُوْهُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ۝۶

جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے گا پھر انہیں ان کے کوتک جتا دے گا اللہ نے انہیں گن رکھا ہے اور وہ بھول گئے اور ہر چیز اللہ کے سامنے ہے

حل لغات پہلا رکوع - سورۃ المجادلہ - پ ۲۸

قَدْ - بے شک	سَمِعَ - سنی	اللّٰهُ - اللہ نے	قَوْلَ - بات
الَّتِیْ - اس کی	تُجَادِلُكَ - جو جھگڑتی تھی آپ سے		فِیْ - بیچ
زَوْجِهَا - اپنے شوہر کے	وَ - اور	تَشْتَكِیْٓ - شکوہ کرتی تھی	اِلَی - طرف
اللّٰهِ - اللہ کی	وَ - اور	اللّٰهُ - اللہ	یَسْمَعُ - سنتا تھا
تَحَاوُرَ - سوال جواب	كُمَا - تمہارے	اِنَّ - بے شک	اللّٰهَ - اللہ
سَمِیْعٌ - سننے والا	بَصِیْرٌ - دیکھنے والا ہے	اَلَّذِیْنَ - وہ جو	یُظٰهِرُوْنَ - اپنی بیبیوں کو
ماں کی جگہ کہہ لیں	مِنْكُمْ - تم میں سے	مِّنْ نِّسَآىِٕهِمْ - اپنی عورتوں سے	
مَّا - نہیں	هُنَّ - وہ	اُمَّهٰتِهِمْ - ان کی مائیں	اِنْ - نہیں ہیں
اُمَّهٰتُهُمْ - ان کی مائیں	اِلَّا - مگر	الّٰٓـِٔیْ - وہ جنہوں نے	وَلَدْنَهُمْ - ان کو جنا
وَ - اور	اِنَّهُمْ - بے شک وہ	لَیَقُوْلُوْنَ - کہتے ہیں	مُنْكَرًا - بری
مِّنَ الْقَوْلِ - بات	وَ - اور	زُوْرًا - جھوٹ	وَ - اور
اِنَّ - بے شک	اللّٰهَ - اللہ	لَعَفُوٌّ - معاف کرنے والا	غَفُوْرٌ - بخشنے والا ہے
وَ - اور	اَلَّذِیْنَ - وہ جو	یُظٰهِرُوْنَ - اپنی بیبیوں کو ماں کی جگہ کہہ لیں	
مِنْ نِّسَآىِٕهِمْ - اپنی عورتوں سے		ثُمَّ - پھر	یَعُوْدُوْنَ - لوٹیں
لِمَا - اس کے لئے جو	قَالُوْا - کہا	فَتَحْرِیْرُ - تو آزاد کرنا ہے	رَقَبَةٍ - ایک غلام کو
مِّنْ قَبْلِ - پہلے	اَنْ - اس سے کہ	یَّتَمَآسَّا - ایک دوسرے کہ ہاتھ لگائیں	
ذٰلِكُمْ - یہ	تُوْعَظُوْنَ - نصیحت دیئے جاتے ہو		بِهٖ - اس کی
وَ - اور	اللّٰهُ - اللہ	بِمَا - اس سے جو	تَعْمَلُوْنَ - تم عمل کرتے ہو
خَبِیْرٌ - خبردار ہے	فَمَنْ - تو جو	لَّمْ - نہ	یَجِدْ - پائے
فَصِیَامُ - تو روزے رکھے	شَهْرَیْنِ - دو مہینے کے	مُتَتَابِعَیْنِ - متواتر	مِنْ قَبْلِ - پہلے
اَنْ - اس سے کہ	یَّتَمَآسَّا - ہاتھ لگائیں ایک دوسرے کو		فَمَنْ - تو جو
لَّمْ - نہ	یَسْتَطِعْ - طاقت رکھے	فَاِطْعَامُ - تو کھانا کھلائیں	سِتِّیْنَ - ساٹھ
مِسْكِیْنًا - مسکینوں کو	ذٰلِكَ - یہ اس لئے	لِتُؤْمِنُوْا - کہ تم ایمان رکھو	بِاللّٰهِ - اللہ
وَ - اور	رَسُوْلِهٖ - اس کے رسول پر	وَ - اور	تِلْكَ - یہ

Marfat.com

26A

حُدُوْدُ۔ حدیں ہیں اللّٰہِ۔ اللہ کی وَ۔ اور لِلْکٰفِرِیْنَ۔ کافروں کے لئے
عَذَابٌ۔ عذاب ہے اَلِیْمٌ۔ دردناک اِنَّ۔ بے شک الَّذِیْنَ۔ وہ جو
یُحَآدُّوْنَ۔ مخالفت کرتے ہیں اللّٰہَ۔ اللہ وَ۔ اور
رَسُوْلَهٗ۔ اس کے رسول کی کُبِتُوْا۔ ذلیل کیے گئے کَمَا۔ جیسے کہ کُبِتَ۔ ذلیل کیے گئے
الَّذِیْنَ۔ وہ مِنْ قَبْلِهِمْ۔ جو ان سے پہلے تھے وَ۔ اور
قَدْ۔ بے شک اَنْزَلْنَآ۔ اتاریں ہم نے اٰیٰتٍ۔ آیتیں بَیِّنٰتٍ۔ روشن
وَ۔ اور لِلْکٰفِرِیْنَ۔ کافروں کے لئے عَذَابٌ۔ عذاب ہے مُّهِیْنٌ۔ ذلیل کرنے والا
یَوْمَ۔ جس دن یَبْعَثُهُمُ۔ اٹھائے گا ان کو اللّٰهُ۔ اللہ جَمِیْعًا۔ سب کو
فَیُنَبِّئُهُمْ۔ تو بتائے گا ان کو بِمَا۔ جو عَمِلُوْا۔ کیا انہوں نے اَحْصٰهُ۔ گن رکھا اس کو
اللّٰهُ۔ اللہ نے وَ۔ اور نَسُوْ۔ بھول گئے وہ هُ۔ اس کو
وَ۔ اور اللّٰهُ۔ اللہ عَلٰی۔ اوپر کُلِّ۔ ہر
شَیْءٍ۔ شے کے شَهِیْدٌ۔ گواہ ہے

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع۔ سورۃ المجادلۃ۔ پ ۲۸

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ۖۗ وَاللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ①

بے شک اللہ نے سنی اس کی بات جو تم سے اپنے شوہر کے معاملہ میں بحث کرتی ہے اور اللہ سے شکایت کرتی ہے اور اللہ تو دونوں کی گفتگو سن رہا ہے بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے۔

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ۔ بے شک اللہ نے سنی۔

قَدْ۔ تحقیق یا توقع کے لئے ہے۔ والسماع مجاز عن القبول و الاجابة۔ اور سننا قبول کرنے اور امداد کرنے سے کنایہ ہے یعنی بے شک جو توقع کی گئی تھی اللہ نے پوری کردی، سمع صفات الٰہیہ میں سے ہے اللہ کریم کا سننا لامتناہی ہے اور وہ سب اصوات و اقوال کو گھیرے ہوئے ہے اور ہر مخلوق کی تمام آوازوں کلاموں کو خواہ بے صوت ہوں یا باآواز، بلند ہوں یا پست، متحد ہوں یا متفرق، خفی ہوں یا جلی سب سنتا جانتا دیکھتا ہے۔ عقل و قیاس اس کا احاطہ نہیں کر سکتے اور بندوں کا سننا اللہ عزوجل کے سننے سے کسی طرح مشابہ نہیں اور اللہ عزوجل کی صفتیں قدیم، باقی، غیر حادث ہیں اور اس ذات کریم کے ساتھ قائم ہیں۔

قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا۔ اس کی بات جو تم سے اپنے شوہر کے معاملے میں بحث کرتی ہے۔

قَوْلَ الَّتِیْ۔ اس کی بات۔

یہ عورت خولہ بنت ثعلبہ بن مالک تھی اور کہا گیا ہے کہ یہ خولہ بنت خویلد یا خولہ بنت حکیم یا خولہ بنت الصامت یا جمیلہ بنت الصامت تھی ایک قول ہے کہ خویلۃ بنت ثعلبہ تھی تاہم اکثر کا قول یہ ہے کہ یہ خولہ بنت ثعلبہ بن مالک الخرزجه هو ابیه تھی یعنی خولہ کی بات۔

Marfat.com

26B

تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا۔ تم سے اپنے شوہر کے معاملے میں بحث کرتی ہے۔

ائ تسئلک۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بار بار پوچھتی تھی۔ ای تُجَادِلُكَ۔ یا بار بار بات لوٹاتی تھی اور تُجَادِلُكَ میں مجادلہ کے معنی میں قرب کی شدت کا اظہار ہے چونکہ وہ بی بی ظہار کی وجہ سے شدید کرب و دکھ میں مبتلا ہوگئی تو اس کی گفتگو میں شدت کرب کا تکرار نمایاں ہو جاتا۔

زَوْجِهَا۔ سے مراد اوس بن صامت ہیں جو عبادہ بن صامتؓ کے بھائی تھے اور ایک قول ہے کہ وہ سلمہ بن صخر الانصاری تھے لیکن محقق یہی ہے کہ وہ اوس بن صامت تھے۔

وَتَشْتَكِیْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ۔ اور اللہ سے شکایت کرتی ہے۔

و اشتکاؤھا الیه تعالی اظهار بثها و ما انطوت علیه من الغم و الهم و تضرعها الیه عزوجل و هو من الشکو۔

اور اللہ سے اس کی شکایت اپنے پراگندہ ہونے اور جو غم والم اس پر ٹوٹ پڑا تھا اس کا اظہار تھا اور بارگاہ رب العزت میں گڑگڑاتا تھا اور یہی اس کی شکایت تھی۔

یہ عورت خولہ بنت ثعلبہ تھی اور اوس بن صامت کی بیوی تھی اوس بوڑھے آدمی تھے اور سخت مزاج تھے۔ ایک روز کسی شے پر غضب ناک ہوگئے اور خولہ سے کہا: ''انت عَلَیَّ کَظَهرِ اُمِّیْ'' کہ تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی طرح ہے اور زمانہ جہالت میں ایسا کہنا طلاق تھا۔

اور اسلام میں ظہار کا یہ پہلا واقعہ تھا کہ اوس یہ کلمہ کہنے کے بعد نادم ہوئے اور اسے بلایا تو خولہ نے انکار کیا اور کہا کہ مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے تم میرے قریب نہ آؤ جو ہونا تھا وہ ہوگیا یہاں تک کہ اللہ اور اس کا رسول ہمارے بارے میں کوئی حکم دیں یا فیصلہ کریں تو خولہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئیں اور عرض کرنے لگیں: یارسول اللہ! اوس نے مجھ سے اس وقت نکاح کیا جب میں جوان مرغوب تھی پھر جب میری جوانی ختم ہوگئی اور کئی بچے ہوگئے ماں باپ گزر گئے اور مال ختم ہوگیا۔

تو اوس نے مجھ سے ظہار کر لیا لیکن ظہار کے بعد نادم ہوگیا، بچے چھوٹے ہیں اپنے ساتھ رکھتی ہوں تو بھوکے مریں گے باپ کے پاس چھوڑتی ہوں تو برباد ہو جائیں گے کیا کوئی ایسی صورت ہے کہ ہم پھر اکٹھے ہو جائیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارے اس معاملہ میں کوئی جدید حکم نہیں اور دستور قدیم کے مطابق تو اس کے لئے حرام ہوگئی۔ خولہ نے عرض کیا حضور! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوس نے طلاق کا لفظ نہ کہا وہ میرے بچوں کا باپ ہے اور مجھے بہت محبوب ہے وہ بار بار عرض کرتی اور جب اسے حسب خواہش جواب نہ ملا تو آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کہنے لگی یا اللہ! میں تجھ سے اپنی پریشانی، خستہ حالی کی شکایت کرتی ہوں۔ اپنے نبی پر میرے حق میں ایسا حکم نازل فرما کہ میری پریشانی، غم والم ختم ہو، وہ ایسا بار بار کہتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو اس وقت خدمت نبوی میں مصروف تھیں خولہ سے کہا: جھگڑا چھوڑو کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روئے انور کو نہیں دیکھ رہی یعنی دیکھ نہیں رہی کہ آپ پر حالت وحی طاری ہے جب حالت وحی ختم ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے شوہر کو بلا، اوس حاضر ہوئے تو آپ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں۔

وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ؕ ۔اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے۔

يَسْمَعُ ۔صیغہ مضارع ہے اور یہ استمرار سمع پر دلالت کرتا ہے تَحَاوُرَكُمَا سے مراد المرادة فی الکلام ہے یعنی گفتگو کو بار بار لوٹانا چونکہ وہ بی بی (حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بار بار اپنی پریشانی کا ذکر کرتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حسب خواہش جواب نہ پاتی یہاں تک کہ آپ ؐ نے واضح کر دیا کہ میرے پاس اس ضمن میں کوئی جدید حکم نہیں اور جس طرح دستور ہے اس کے مطابق تو وہ اپنے شوہر کے لئے حرام ہوگئی۔ تو وہ مطمئن نہ ہونے کے باوجود بحث سے رک گئی اور اللہ عزوجل سے اپنی اس حالت کی شکایت کی جس کو سن کر اللہ عزوجل نے حکم جدید نازل فرمایا اور اس بی بی کی شکایت کا ازالہ ہوگیا۔

اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ① ۔بے شک اللہ سنتا اور دیکھتا ہے۔

ای انہ تعالیٰ یسمع کل المسموعات و یبصر کل المبصرات علی اتم وجہ و اکملہ۔

یعنی بلاشبہ اللہ تعالیٰ بکمال وتمام سب مسموعات (ہر سنی جانے والی باتوں) کو سنتا اور تمام مبصرات (ہر دیکھی جانے والی اشیاء) کو بکمال وتمام دیکھتا ہے۔

اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ؕ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔىْ وَلَدْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ②

جو تم میں سے اپنی بیبیوں کو اپنی ماں کی جگہ کہہ بیٹھتے ہیں وہ ان کی مائیں نہیں ان کی مائیں تو وہی ہیں جن سے وہ پیدا ہوئے ہیں اور وہ بے شک بری اور نری جھوٹی بات کہتے ہیں اور بے شک اللہ ضرور معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ ۔وہ جو تم میں اپنی بیویوں کو اپنی ماں کی جگہ کہہ بیٹھتے ہیں۔

الظہار۔لغت میں ظاہر سے مصدر ہے اور وہ ''ظاہر'' الظہر سے مفاعلہ ہے۔ظہار کے معنی ہیں کہ اپنی زوجہ یا اس کے کسی جز وشائع یا ایسے جز کو جو کل سے تعبیر کیا جاتا ہے، ایسی عورت سے تشبیہ دینا جو اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو یا اس کے کسی جزو عضو سے تشبیہ دینا جس کی طرف دیکھنا حرام ہے مثلاً کہا: ''اَنْتِ عَلَيَّ كَظَهْرِ اُمِّي'' تو مجھ پر میری ماں کی طرح ہے یا تیرا سر یا تیری گردن یا تیرا نصف (آدھا بدن) میری ماں کی پیٹھ کی مثل ہے۔

عہد جہالت کے دستور کے موافق ان کلمات سے مراد طلاق تھا۔یعنی ظہار سے اس عورت کے ساتھ مباشرت حرام سمجھی جاتی تھی اور وہ عورت اپنے خاوند پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی تھی۔شریعت اسلامیہ نے ظہار کو دائمی حرمت کا موجب قرار نہیں دیا بلکہ ایک خاص وقت تک یعنی جب تک نادم نہ ہو اور کفارہ نہ ادا کر دے، حرام رکھا اور ادائے کفارہ کے ساتھ ہی وہ دوبارہ اپنے شوہر کے لئے حسب سابق حلال ہوگئی۔

مذہب حنفی میں اپنی عورت سے کہا تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے تو نیت دریافت کی جائے گی اگر نیت طلاق ہے تو بائن طلاق پڑ جائے گی اور اگر ظہار کی نیت ہے تو ظہار ہوگا اور اگر تحریم کی نیت ہے تو ایلاء ہوگا اور کچھ نیت نہیں تو کچھ نہ ہوگا۔

اور یونہی اگر بطور اعزاز ایسا کہا تو جب بھی کچھ نہ ہوگا۔ظہار کے لئے اسلام وعقل وبلوغ شرط ہے۔کافر، نابالغ، مجنون، مدہوش یا بے ہوش یا خوابیدہ نے ظہار کیا تو ظہار نہ ہوگا۔ہنسی مذاق میں حرام نشہ میں مدہوش ظہار کرے تو ظہار ہوگا، ظہار کے لئے چار ارکان ہیں: ظہار کرنے والا یعنی شوہر جس سے ظہار کیا جائے یعنی بیوی (زوجہ) اور مشبہ جس سے تشبیہ دی جائے اور

وہ الفاظ جس سے تشبیہ دی جائے۔

الفاظ تشبیہ دو قسم ہیں: صریح اور کنایہ۔ صریح تو صریح ہی ہیں اور کنایہ میں ظہار کا مفہوم نکلنا اور نیت شرط ہے خواہ کنایہ واضح ہو جائے یا غیر واضح، اور بعض کے نزدیک ایک تیسری قسم ظہار مشروط کی ہے اس صورت میں مشروط کی موجودگی میں یا متحقق ہوتے ہی ظہار کا حکم ہوگا۔

اگر تشبیہ نہ پائی جائے تو کلام لغو شمار ہوگا۔ زوجہ کی جانب سے کوئی شرط نہیں، آزاد ہو یا باندی، مدبرہ ہو یا مکاتبہ، ام ولد مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ، مسلمہ ہو یا کتابیہ، نابالغہ ہو یا بالغہ شوہر نے ظہار کیا تو ظہار ہو گیا۔

البتہ اپنی باندی موطوءہ ہو یا غیر موطوءہ، اس سے ظہار نہ ہوگا۔

وقت ظہار عورت کا زوجہ ہونا لازمی ہے۔

کیونکہ لفظ نساء کا اطلاق گو لغت کے اعتبار سے باندیوں کو بھی شامل ہے۔ لیکن یہاں اطلاق لغوی نہیں ہے جس کی نظیر آیت حجاب ہے۔ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ اس میں نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ لونڈیوں کو شامل نہیں کیونکہ باندی کے لئے وجوب پردہ نہیں اور فقہاء کے نزدیک لونڈی کے لئے ظہار کا نہ ہونا اس وجہ سے ہے کہ ظہار کو طلاق تسلیم نہیں کیا گیا اور ہماری شریعت میں صرف تحریم وقتی ہے۔

اور کفارہ تحریم کا ازالہ ہے جس عورت سے تشبیہ دی گئی اگر وہ ہمیشہ کے لئے حرام نہیں یعنی اس کی حرمت عارضی ہے جیسے سالی یا مطلقہ ثلاثہ یا غیر کتابیہ تو ظہار نہ ہوگا۔

اگر کسی شوہر کے نکاح میں چند عورتیں تھیں ایک مجلس میں محارم کے ساتھ تشبیہ دی تو سب سے ظہار ہوگا۔ ظہار مؤقت کی ایک صورت یہ ہے یعنی ایک مہینہ یا سال کے لئے ظہار کیا اگر اس مدت کے اندر رجوع چاہتا ہے تو کفارہ دے اور اگر مدت گزر گئی تو کفارہ ساقط اور ظہار باطل ہو گیا۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک ظہار سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا البتہ ظہار بشرط نکاح صحیح ہے۔

مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ؕ ۔ وہ ان کی مائیں نہیں۔

ای ما نساؤهم امهاتهم علی الحقیقة۔

یعنی تمہاری عورتیں حقیقت میں تمہاری مائیں نہیں۔ ظہار سے مائیں نہیں ہوگئیں۔

اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْ ؕ ۔ ان کی مائیں تو وہی ہیں جن سے وہ پیدا ہوئے ہیں۔

ای ما امهاتهم علی الحقیقة۔ یعنی جو حقیقت میں ان کی مائیں ہیں یا جن کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں وہی ان کی مائیں ہیں، البتہ رضاعی مائیں بسبب رضاعت کے اور ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کمال حرمت وشرف کے سبب ماؤں کے حکم میں ہیں اور امہات المومنین حقیقی ماؤں کی بھی مائیں ہیں اور کمال حرمت کے باعث حقیقی ماؤں سے اعلیٰ وبالا ہیں۔

وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ؕ ۔ اور وہ بے شک بری اور نری جھوٹی بات کہتے ہیں۔

ینکره الشرع و العقل و الطبع ایضا کما یشعر به التنکیر۔

وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ② ۔ یہ ہے جو نصیحت تمہیں کی جاتی ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

Marfat.com

وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ۔

اور جو اپنی بیویوں کو اپنی ماں کی جگہ کہیں پھر وہی کرنا چاہیں جس پر اتنی بڑی بات کہہ چکے تو ان پر لازم ہے ایک بردہ آزاد کرنا۔

ای والذین یقولون ذلک القول المنکر ثم یتدارکونه بنقضه و هو العزم علی الوطی فالواجب علیهم اعتاق رقبة۔

یعنی وہ لوگ جو ایسی بری بات کہہ بیٹھیں پھر اسے توڑ کر اس کا تدارک کرنا چاہیں اور ان کا مباشرت کا ارادہ ہے تو ان پر ایک غلام کا آزاد کرنا واجب ہے۔ لفظ ''نِّسَآئِهِمْ'' سے واضح ہو گیا کہ باندی سے ظہار نہیں اور یونہی محارم سے تشبیہ دے تو مظاہر نہ ہوگا۔

(تفصیل پچھلی آیت کی تفسیر میں بیان ہو چکی ہے) تو بطور کفارہ کے ان پر ایک غلام آزاد کرنا لازم ہے کیونکہ حلت مباشرت کے لئے شرط ہے اور اس کے بغیر مباشرت و قربت حلال نہ ہو گی۔ تاہم صرف ظہار کفارہ کی علت نہیں۔ اللہ عزوجل نے ظہار پھر رجوع کو کفارہ کے ساتھ جمع کیا ہے اور بعض نے کفارہ کو رجوع پر مرتب جانا ہے تو اس صورت میں ظہار کفارہ بطور شرط تسلیم ہو گا کفارہ ادا کرنے کے بغیر اگر شوہر بیوی سے قرب چاہے تو عورت پر لازم ہے کہ اسے روک دے اور ادائے کفارہ کے لئے مجبور کرے لفظ رَقَبَةٍ مطلق ہے اور المطلق یجری علی اطلاقه تو معنی یہ ہوں گے کہ بردہ خواہ مومن ہو یا کافر، مرد ہو یا عورت، صغیر ہو یا کبیر کفارہ میں آزاد ہو سکے گا۔

ایسا کہنا شرع، عقل اور طبع کے بھی خلاف ہے جیسا کہ تنکیر سے مفہوم ہوتا ہے تنکیر سے مراد وہ امر ہے جس سے شریعت نے منع فرمایا۔

زُوْرًا۔ ای کذبا باطلا منحرفا عن الحق۔ یعنی جھوٹ اور ایسی جھوٹی بات جو حق سے اور صواب سے ہٹی ہوئی ہو۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ جو زوجہ کو ماں کہتے ہیں اس کو کسی طرح ماں کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں یہ کسی طرح بھی ٹھیک نہیں اور ایسا کہنا حقیقت کے خلاف ہے اور شرع و عقل، طبیعت و فطرت سلیمہ کے بھی منافی ہے۔ اور کہنے والا یعنی مظاہر بخوبی جانتا ہے کہ وہ جھوٹ کہہ رہا ہے اور یہ بات حقیقت میں باطل ہی ہے۔

وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝۲۔ اور بے شک اللہ ضرور معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

ای مبالغ فی العفو و المغفرة فیغفر ما سلف منه و یعفو عمن ارتکبه مطلقا او بالتوبة۔

یعنی انتہائی بخشش و درگزر فرمانے والا ہے پس وہ بخش دے گا جو لوگوں سے پیچھے ہوا جس نے اس کا ارتکاب کیا اسے مطلقاً خواہ توبہ سے بخش دے گا اور آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ ظہار حرام ہے بلکہ علماء نے کہا کہ یہ کبیرہ گناہ ہے کیونکہ اس میں اللہ عزوجل کے حکم حلال پر زیادتی ہے اور اس کے اذن کے بغیر اس کی تبدیلی ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ

اور جو اپنی بیبیوں کو اپنی ماں کی جگہ کہیں پھر وہی کرنا چاہیں جس پر اتنی بڑی بات کہہ چکے تو ان پر لازم ہے کہ ایک بردہ

Marfat.com

آزاد کرنا قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔

البتہ کفارہ میں وہ بردہ کافی نہ ہوگا جو اندھا ہو، لنگڑا ہو، شدید بہرا ہو یا اس کے ہاتھ کی تین انگلیاں یا ایک ہاتھ اور ٹانگ کٹی ہوئی ہو اور فقہاء کی اس سے مراد واضح طور پر یہ ہے کہ غلام ایسا نہ ہو کہ ناقص الاعضاء ہونے کی وجہ سے معذور ہو اور کام کا نہ ہو۔ یونہی مدبر (وہ غلام یا لونڈی جس کی آزادی مالک نے اپنے مرنے کے ساتھ مشروط کی ہو) اور ام ولد (ایسی لونڈی جو مالک کے بچے کی ماں ہو) اور مکاتب (جس نے مالک سے بدل کتابت طے کر کے کچھ ادا کیا ہو) کی آزادی سے کفارہ ادا نہ ہوگا کہ ان کی غلامی ناقص ہے۔

امام شافعی اور امام مالک رحمہم اللہ کے نزدیک کافر غلام ولونڈی کا آزاد کرنا کافی نہیں ہے کہ کفارہ قتل میں مومن ہونے کی صراحت ہے۔

لہٰذا یہاں بھی حکم مقید ہوگا جبکہ احناف کا قول ہے کہ مقید کو مطلق پر کس وجہ سے قیاس کریں۔ مقید اپنے مقام پر مقید ہی رہے گا۔ اور مطلق اپنی جگہ مطلق ہی رہے گا اور اس پر اطلاق ہوگا۔

مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا۔ قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔

كناية عن الجماع فيحرم قبل التكفير على ما تدل عليه الآية و كذا دواعيه من التقبيل و نحوه عندنا۔

ہمارے نزدیک (حنفیوں) اس میں جماع سے کنایہ ہے جو کفارہ کے ادا کرنے سے قبل حرام ہے جیسا کہ آیت سے دلالت کر رہا ہے اور اسی طرح مباشرت سے قبل اس کے دواعی جیسے بوس وکنار وغیرہ بھی حرام ہیں۔ اگر مظاہر نے کفارہ ادا کئے بغیر مباشرت کر لی تو گناہ گار ہوگا۔

اور اس پر توبہ لازم ہے تاہم مباشرت کی وجہ سے کفارہ دوبارہ نہ ہوگا یعنی پہلا ہی کفارہ ادا کرنا کافی ہوگا اور مباشرت خواہ بھول کر کی تو کفارہ کی ادائیگی دائمی فرض ہو جائے گی خواہ اس کے بعد عورت کو طلاق دے دے یا عورت مر جائے کفارہ ساقط نہ ہوگا۔

ذٰلِكُمْ۔ یہ ہے تمہیں۔

الاشارة الى الحكم بالكفاره والخطاب بالمومنين الموجودين عند النزول اولهم و لغيرهم من الامة۔

ادائیگی کفارہ کے حکم کی طرف اشارہ ہے اور ان مومنین سے خطاب ہے جو نزول آیات کے وقت موجود تھے یا امت محمدیہ میں ان سے اور ان کے علاوہ کو خطاب ہے۔

تُوْعَظُوْنَ بِهٖ۔ جو نصیحت کی جاتی ہے۔

اى تزجرون به عن ارتكاب المنكر۔

یعنی تمہیں بری بات کے ارتکاب پر ڈانٹ دی گئی ہے یا منع کیا گیا ہے۔

احناف کے نزدیک ظہار بری اور نری جھوٹی بات ہے اور نرا ظہار تو گناہ ہے اور شرعاً ایسا امر منع ہے اور امر ممنوع عبادت

Marfat.com

کی غایت نہیں بن سکتا۔ جبکہ کفارہ عبادت ہے اور یونہی عورت سے رجوع بھی از قسم عبادت ہے اور کفارہ کا وجوب عقوبت اور عبادت کے درمیان دائرہ ہے اور دونوں ہی کفارہ کا سبب ہیں۔ ابن حجر رحمہ اللہ کا قول ہے: **ان لکفارات زواجر کالتعازیر او جوابر للخلل** کہ کفارہ سزا ہیں جس طرح تعزیرات یا بگاڑ کو درست کر دینا۔ تاہم واضح مفہوم یہ ہے کہ تم نصیحت پکڑو اور ظہار جیسی بری بات سے پرہیز کرو۔

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ۔ اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

من الاعمال کالتکفیر و ما یوجبه من جنایة الظهار۔

اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں جیسے کفارہ اور ظہار کی جنایت (مجرمانہ) کے طور پر جو لازم ہوتا ہے، اس سے باخبر ہے اور جملہ امور کے ظاہر و باطن ان سے تمہاری مجاز و مراد کو جانتا ہے تو تم پر حدود شرع کی پاسداری لازم ہے اور تم اس میں کوئی بگاڑ پیدا نہ کرو۔

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ۭ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

پھر جسے بردہ نہ ملے تو لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں پھر جس سے روزے بھی نہ ہو سکیں تو ساٹھ مسکینوں کا پیٹ بھرنا، یہ اس لئے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھو اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا

پھر جسے بردہ نہ ملے تو لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔

ای فمن لم یجد رقبة فالواجب علیه صیام شهرین متتابعین من قبل التّماس۔

یعنی جو غلام نہ پائے تو اس پر واجب ہے کہ مباشرت سے پہلے دو مہینے روزے رکھے۔

والمراد فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ **من لم یملک رقبة ولا ثمنها فاضلاً عن قدر کفایته لأن قدرها مستحق الصرف فصار کالعدم۔** اور فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ (جو نہ پائے) سے مراد یہ ہے کہ جو غلام کا مالک نہ ہو اور نہ ہی قیمت رکھتا ہو جو غلام کی اس کا مالک ہو کہ وہ اپنے علاوہ بقدر خود کفایت کے فاضل قیمت کا مالک ہو تو اس صورت میں غلام کی آزادی کا حکم کالعدم ہو جائے گا اور روزوں کا حکم لاگو ہوگا۔

وہ صورتیں جن میں تحریر رقبہ کا حکم لاگو نہ ہوگا۔

اول: غلام کا مالک ہے لیکن مریض یا عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے اس کے بغیر نہیں رہ سکتا تو اس پر غلام ہی کا آزاد کرنا واجب نہیں اور یہ بھی لازم نہیں کہ ادائیگی کفارہ کے لئے ضرورتوں کا سامان یا جانور فروخت کرے۔

دوم: قیمت موجود ہے لیکن غلام دستیاب نہیں ہو سکتا۔

سوم: قیمت موجود ہے لیکن مظاہر اسی قدر مقروض بھی ہے۔

چہارم: قیمت کا مالک ہے مگر کنبہ کے اخراجات کا ضرورتمند ہے اگر انہیں چھوڑ کر غلام خرید کر آزاد کرے تو کنبہ کے اخراجات

Marfat.com

میں معذور ہو جائے گا۔

تحریر رقبہ کا حکم قدرت پر ہے خواہ جو پاس ہے وہ خدمت کا غلام ہے یا مدیون ہے یا قیمت موجود ہے اور غلام بھی مل جاتا ہے تو کفارہ صرف غلام کی آزادی سے واقع ہوگا۔ بصورت دیگر دو مہینے کے روزے رکھے اور اس صورت میں شرط ہے کہ اس مدت میں نہ ماہ رمضان ہو نہ عیدیں نہ ایام تشریق ہوں اگر ان ایام کے علاوہ کسی ماہ کی پہلی تاریخ سے روزے شروع کئے تو دوسرے مہینہ کے ختم پر کفارہ ادا ہوگا اگرچہ دو مہینے انتیس دن کے ہوں اور اگر پہلی تاریخ کے روزے نہ رکھے تو ساٹھ پورے رکھنے ہوں گے اگر روزوں کے دوران غلام آزاد کرنے پر قدرت ہوگئی تو روزوں سے کفارہ ادا نہ ہوگا۔ خواہ ساٹھواں روزہ ہی کیوں نہ ہو۔

اگر روزوں کے درمیان مباشرت کر لی خواہ بھول کر ہی کی تو نئے سرے سے روزے رکھے کیونکہ یہ مشروط ہے کہ دو مہینوں کے روزے رکھے قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں اور یونہی روزوں کے دوران دواعی جماع یعنی بوس و کنار وغیرہ بھی حرام ہے۔ جب روزے پورے ہو جائیں تو کفارہ ادا ہوگا اور عورت حسب سابق حلال ہوگئی۔

فَمَنۡ لَّمۡ یَسۡتَطِعۡ فَاِطۡعَامُ سِتِّیۡنَ مِسۡکِیۡنًا۔ پھر جس سے روزے بھی نہ ہو سکیں تو ساٹھ مسکینوں کا پیٹ بھرنا۔

ای صیام شهرین متتابعین و ذلک بان لم یستطع اهل الصیام او بان لم یستطع تتابعه بسبب من الاسباب ککبر او مرض لایرجی زواله کما قیده بذلک ابن الهمام۔

یعنی جو دو مہینے کے مسلسل روزے نہ رکھ سکے اور وہ یوں ہے کہ سرے سے روزہ ہی نہ رکھ سکتا ہو یا دو مہینے متواتر (پے در پے) بوجوہ روزہ نہ رکھ سکتا ہو جیسے بڑھاپا یا بیماری جس سے شفا کی امید نہ ہو وغیرہ اور علامہ ابن الہمام نے انہی شرائط کی قید ذکر کی ہے حنابلہ کے نزدیک مغلوب الشہوت اور حریص علی المباشرت کے لئے بھی کفارۂ صیام کی حاجت نہیں اور یونہی روزوں کی وجہ سے شدید کمزوری لاحق ہونے یا مرض کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو کہ وہ حصول معاش کے ذرائع کے قابل نہ رہے تو بھی روزوں سے ادائیگی کفارہ لازم نہیں اور مالکیہ اور شوافع بھی ان باتوں سے متفق ہیں، ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے اور اس میں اختیار ہے کہ ایک دم ساٹھ مسکینوں کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے اور اس میں اختیار ہے کہ ایک دم کھلائے یا متفرق مگر مساکین وہی ہوں بصورت دیگر کفارہ ادا نہ ہوگا۔

اس کے علاوہ یہ بھی شرط ہے کہ اس دوران روزے رکھنے پر قادر نہ ہو اگر ایک وقت میں ساٹھ مسکینوں کو کھلایا تو کفارہ ادا نہ ہوا بلکہ اب ضروری ہے کہ پہلوں یا پچھلوں کو پھر ایک وقت کا کھانا پیٹ بھر کر کھلائے۔

جن مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے ان میں کوئی نابالغ غیر مراہق نہ ہو اور اگر ہر مسکین کو کھانے کا مالک کر دیا تو کافی ہے۔

یعنی کفارہ ادا ہو گیا ہر مسکین کے لئے کھانا یا اس کی قیمت بقدر صدقۂ فطر یعنی نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جو یا کھجور ہیں اور ایک وقت کھلایا اور دوسرے وقت کی قیمت کا مالک کر دیا یہ بھی درست ہے تاہم ساٹھ کی تعداد پوری رکھے۔

پیٹ بھر کر کھلانا شرط ہے اور گیہوں اور جو کی روٹی ہو تو سالن بھی لازمی ہے قربت سے قبل ساٹھ مساکین کو کھانا کھلانا لازم ہے اگر پہلے یا دوران وطی کر لی تو حرام ہے تاہم جو کھلا چکا وہ باطل نہ ہوا اور نئے سرے سے کفارہ لازم نہ ہوگا البتہ توبہ ضروری ہے۔

Marfat.com

نصف صاع کا وزن ایک سو چھتر روپے آٹھ آنے کے وزن کے موافق ہے یعنی ½۱۷۵ تولے تقریباً سوا دو سیر بنتا ہے۔

ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔ یہ اس لئے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھو۔

ذٰلِكَ۔ اشارة الى ما مرمن البيان والتعليم۔

یہ اشارہ ہے اس کی طرف جو گزرا بیان اور تعلیم کے لئے۔

او فعلنا ذلک۔ یا ہم نے ایسا حکم ارشاد فرمایا۔

لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔ و تعلموا بشرائعه التى شرعها لكم و ترفضوا ما كنتم عليه فى جاهليتكم۔

اور تم احکام شرع کے مطابق عمل کرو جو تمہارے لئے شریعت نے متعین فرمائے اور تم جاہلیت کے جن طور طریقوں پر تھے انہیں ترک کرو یعنی خدا عز وجل اور اس کے رسول ﷺ کی فرماں برداری کرو۔

وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ۔ اور یہ اللہ کی حدیں ہیں۔

التى لا يجوز تعذر تعديها فالزموها و قفوا عندها۔

جن سے تجاوز کرنا جائز نہیں تو لازم ہے کہ ان کے قریب ٹھہریں (رک جائیں) حدود کو پھلانگنا اور ان کی رعایت نہ کرنا نہیں (حرام ہے)۔

وَلِلْكٰفِرِيْنَ۔ اور کافروں کے لئے اى الذين يتعدونها ولا يعملون بها یعنی وہ لوگ جو ان (حدود) کو پھلانگتے (توڑتے) ہیں اور ان کے مطابق عمل کرتے ہیں۔

عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ دردناک عذاب على كفرهم یعنی ان کے کفر یا زیادتی کی وجہ سے اور حدود توڑنے والے پر۔

کافر کا اطلاق انتہائی شدت و ناراضگی کے اور ڈانٹ کے طور پر ہے اور اس کی نظیر اللہ کریم کا قول "وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ" ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۚ

بے شک وہ مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی ذلیل کئے گئے جیسے ان سے اگلوں کو ذلت دی گئی اور بے شک ہم نے روشن آیتیں اتاریں اور کافروں کے لئے خواری کا عذاب۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔ بے شک وہ مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی۔

اى يعادونهما و يشاقونهما۔ یعنی اللہ اور اس کے رسول دونوں سے عداوت رکھتے ہیں اور برسر مخالفت رہے بیضاوی رحمہ اللہ کا قول ہے:

او يصنعون او يختارون حدوداً غير حدود الله تعالى و رسوله صلى الله تعالى عليه وسلم۔

یعنی اللہ عز وجل اور اس کے رسول ﷺ کی قائم کردہ حدود کو چھوڑ کر دوسری حدیں بنا لیتے ہیں یا اختیار کر لیتے ہیں۔ شیخ الاسلام سعد اللہ حلبی رحمہ اللہ کا قول ہے آیت کے اس ٹکڑے میں بادشاہوں اور بڑے حاکموں کے لئے بہت بڑی دھمکی ہے جو

حدودِ شرع سے متجاوز امور قائم کر لیتے ہیں اور اس کا نام اصول معاملات اور قانون رکھتے ہیں۔

کُبِتُوْا۔ ذلیل کیے گئے، راغب رحمہ اللہ نے اس کی تفسیر میں کہا ہے: بالرد بعنف و تذلیل سختی اور رسوائی کے ساتھ لوٹانا، سدی رحمہ اللہ کا قول ہے۔

لُعِنُوْا۔ پھٹکار ڈالے گئے۔

ابوعبیدہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ لفظ اصل میں کبدوا ہے: ای اصابهم داء فی اکبادهم۔ یعنی ان کے جگروں میں انہیں بیماری پہنچی۔

فراء رحمہ اللہ کا قول ہے: ''او ردوا مخذولین'' یا رسوا کر کے پلٹائے گئے۔ اخفش اور ابن زید رحمہ اللہ کا قول ہے رو اهلکوا یا ہلاک و برباد کیے گئے۔

قتادہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔ او غیظوا یا نشانۂ غضب بنے (ناراضگی سے ہلاک کیے گئے) تاہم واضح مفہوم یہ ہے۔ ای اخزوا۔ ذلیل و رسوا کیے گئے۔

كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ۔ جیسے ان سے اگلوں کو ذلت دی گئی۔

من کفار الامم الماضیة المحادین لله عزوجل و رسله علیهم الصلوة والسلام۔ یعنی خدا عزوجل اور اس کے رسولوں علیہم السلام کے برسرِ مخالفت رہنے والے گزشتہ امتوں کے کفار کی طرح۔

وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ۔ اور بے شک ہم نے روشن آیتیں اتاریں۔

ایات تدل علی صدق الرسول و صحة ماجاء به۔

یعنی آیتیں جو رسول کی سچائی اور جس کے ساتھ وہ آیا ہے اس کی حقانیت پر مخالفت کرنے والی ہیں یا واؤ سے حال ہے یعنی اللہ عزوجل اور اس کے رسولوں علیہم السلام سے برسرِ پیکار رہنے والے رسوا ہوئے اور حال یہ ہے کہ ہم نے واضح آیات نازل کی ہیں جس میں ان سے پہلے گزشتہ امتوں کے کفار بھی اسی طرح مخالفت کرتے رہے اور اس میں ہم نے ان کے ساتھ وہی کیا جو انہیں معلوم ہے۔

وَلِلْكٰفِرِيْنَ۔ اور کافروں کے لئے۔

ای بتلک الآیات۔ یعنی ان آیات کا انکار کرنے والوں کے لئے

او بکل ما یجب الایمان به۔

یا ہر شے جو ایمان کے ساتھ واجب ہوتی ہے اس کا انکار کرنے والوں کے لئے۔

عَذَابٌ مُّهِيْنٌ۔

یذهب بعزهم و کبرهم۔ ایسا عذاب جو انہیں بے عزت کر دے گا اور ان کے غرور و گھمنڈ کو مٹا دے گا۔

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا۔ جس دن اللہ سب کو اٹھائے گا پھر

فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ۔

Marfat.com

انہیں ان کے لیے ہوئے سب جتادے گا اللہ نے انہیں گن رکھا ہے اور وہ اسے بھول گئے اور ہر چیز اللہ کے سامنے ہے۔

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا۔ جس دن اللہ سب کو اٹھائے گا۔

کفار کے جواب میں فرمایا کیونکہ وہ کہتے تھے:

متی یکون عذاب هؤلاء۔ یہ عذاب کب، کیونکر اور کیسے ہوگا کہ ایسا روز قیامت ہوگا۔

یبعثهم الله تعالیٰ کلهم بحیث لا یبقی منهم احد غیر مبعوث الله تعالی۔

سب کو اٹھائے گا یہاں تک کسی ایک کو باقی نہ چھوڑے گا کہ وہ زندہ نہ اٹھایا جائے۔

فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا۔ پھر انہیں ان کے کیے ہوئے سب جتادے گا۔

علی رء وس الاشهاد تخجیلا لهم و تشهیدا بحالهم و زیادة فی خزیهم و نکالهم۔

لوگوں کے سامنے برسرعام ان کو شرمسار کرنے، ان کے احوال سے باخبر کرنے، ان کی ذلت ورسوائی میں زیادتی اور ان کو عذاب کرنے کے لئے انہیں ان کے اعمال کو جتادے گا۔

اَحْصٰىهُ اللّٰهُ۔

اَحْصَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَدَدًا وَلَهُمْ لَیْفِتَهٗ۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے ہر عمل کو گن رکھا ہے اور کوئی بات اس کے علم سے باہر نہیں۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ اللہ عزوجل کو ان کے تمام کرتوت معلوم ہیں اور اس نے انہیں گن گن کر محفوظ رکھا ہوا ہے تا کہ اس ریکارڈ (نوشتہ) کا انکار نہ کرسکیں اور یہ نوشتہ ایسا ہے کہ کوئی بات ایسی نہیں جو اس میں درج نہیں اور کفار جب اس نوشتہ کو دیکھیں گے تو وہ ان کی زندگیوں اور ان کے جملہ کرتوتوں کی ہو بہو تصویر ہوگی جس سے انکار ممکن نہ ہوگا۔

وَنَسُوْهُ۔ اور وہ بھول گئے مراد وہ اعمال و کرتوت ہیں جو حیات دنیوی میں کرتے رہے اور انہیں بھول گئے تھے۔

یعنی کفار جو سرکشی اور بے ہودگی کرتے رہے، رسولوں کو جھٹلاتے رہے، گناہوں اور بے باکیوں میں مشغول رہے وہ سب اعمال و کرتوت بھول گئے ہوں گے اور یہ بھولنا یا تو سرکشی کی وجہ سے تھا یا انہیں معمولی سمجھتے تھے اور انہیں یہ خیال گمراہ کرتا تھا کہ مرنے کے بعد تو زندگی نہیں لہٰذا کوئی پرسش نہ ہوگی لہٰذا دل کھول کر بے باکیاں کرو، اب جب روز قیامت سب کچا چھٹا سامنے آجائے گا اور بھولی بسری باتیں سامنے الم نشرح ہوں گی تو یہ امر مزید رسوائی کا باعث ہوگا اور سارا گھمنڈ نکل جائے گا۔

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ۔ اور ہر چیز اللہ کے سامنے ہے۔

لا یغیب عنه امر من الامور اصلاً۔

یعنی اللہ تعالیٰ سے کوئی بھی بات اور کچھ بھی پوشیدہ نہیں وہ تمام امور سے آگاہ ہے اور ہر شے اس کے سامنے ہے اور اس کا علم ہر شے کو بالکلیہ محیط ہے۔

Marfat.com

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع - سورۃ المجادلۃ - پ ۲۸

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٧﴾

اے سننے والے کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں جہاں کہیں تین شخصوں کی سرگوشی ہو تو چوتھا وہ موجود ہے اور پانچ کی تو چھٹا وہ اور نہ اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ کی مگر یہ کہ وہ ان کے ساتھ ہے وہ جہاں کہیں ہوں پھر انہیں قیامت کے دن بتادے گا جو کچھ انہوں نے کیا بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَ يَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ۡ وَ اِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَ يَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ۭ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿٨﴾

کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنہیں بری مشاورت سے منع کیا گیا تھا پھر وہی کرتے ہیں جس کی ممانعت ہوئی تھی اور آپس میں گناہ اور حد سے بڑھنے اور رسول کی نافرمانی کے مشورے کرتے ہیں اور جب تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں تو ان لفظوں سے تمہیں مجرا کرتے ہیں جو لفظ اللہ نے تمہارے اعزاز میں نہ کہے اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں ہمیں اللہ عذاب کیوں نہیں کرتا ہمارے اس کہنے پر انہیں جہنم بس ہے اس میں دھنسیں گے تو کیا ہی برا انجام ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ مَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَ تَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ۭ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿٩﴾

اے ایمان والو تم جب آپس میں مشاورت کرو تو گناہ اور حد سے بڑھنے اور رسول کی نافرمانی کی مشاورت نہ کرو اور نیکی اور پرہیزگاری کی مشاورت کرو اور اللہ سے ڈرو جس کی طرف اٹھائے جاؤ گے

اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْـًٔا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿١٠﴾

وہ مشاورت تو شیطان ہی کی طرف سے ہے اس لئے کہ ایمان والوں کو رنج دے اور وہ ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا بے حکم خدا کے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہئے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَ اِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۭ وَ اللّٰهُ

اے ایمان والو جب تم سے کہا جائے مجلسوں میں جگہ دو تو جگہ دو اللہ تمہیں جگہ دے گا اور جب کہا جائے اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہو اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ

Marfat.com

بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرٌ ﴿۱۱﴾ | کو تمہارے کاموں کی خبر ہے

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا نَاجَیۡتُمُ الرَّسُوۡلَ فَقَدِّمُوۡا بَیۡنَ یَدَیۡ نَجۡوٰىکُمۡ صَدَقَۃً ؕ ذٰلِکَ خَیۡرٌ لَّکُمۡ وَ اَطۡھَرُ ؕ فَاِنۡ لَّمۡ تَجِدُوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۱۲﴾

اے ایمان والو جب تم رسول سے کوئی بات آہستہ کرنا چاہو تو اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقے دے لو یہ تمہارے لئے بہتر اور بہت ستھرا ہے پھر اگر تمہیں مقدور نہ ہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے

ءَاَشۡفَقۡتُمۡ اَنۡ تُقَدِّمُوۡا بَیۡنَ یَدَیۡ نَجۡوٰىکُمۡ صَدَقٰتٍ ؕ فَاِذۡ لَمۡ تَفۡعَلُوۡا وَ تَابَ اللّٰہُ عَلَیۡکُمۡ فَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَ اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ ؕ وَ اللّٰہُ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۳﴾

کیا تم اس سے ڈرے کہ تم اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقے دو پھر جب تم نے یہ نہ کیا اور اللہ نے اپنی مہر سے تم پر رجوع فرمائی تو نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کے فرمانبردار رہو اور اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے

حل لغات دوسرا رکوع۔ سورۃ المجادلۃ۔ پ ۲۸

اَ۔ کیا	لَمۡ۔ نہ	تَرَ۔ دیکھا تو نے کہ	اَنَّ۔ بے شک
اللّٰہَ۔ اللہ	یَعۡلَمُ۔ جانتا ہے	مَا۔ جو	فِی۔ بیچ
السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں کے ہے	وَ۔ اور	مَا۔ جو	فِی۔ بیچ
الۡاَرۡضِ۔ زمین کے ہے	مَا۔ نہیں	یَکُوۡنُ۔ ہوتی	مِنۡ۔ کوئی
نَّجۡوٰی۔ سرگوشی	ثَلٰثَۃٍ۔ تین کی	اِلَّا۔ مگر	ھُوَ۔ وہ ہوتا ہے
رَابِعُھُمۡ۔ ان میں چوتھا	وَ۔ اور	لَا۔ نہ	خَمۡسَۃٍ۔ پانچ کی
اِلَّا۔ مگر	ھُوَ۔ وہ ہوتا ہے	سَادِسُھُمۡ۔ ان میں چھٹا	وَ۔ اور
لَآ۔ نہ	اَدۡنٰی۔ کم	مِنۡ ذٰلِکَ۔ اس سے	وَ۔ اور
لَآ۔ نہ	اَکۡثَرَ۔ زیادہ	اِلَّا۔ مگر	ھُوَ۔ وہ ہے
مَعَھُمۡ۔ ان کے ساتھ	اَیۡنَ۔ جہاں بھی	مَا۔ وہ	کَانُوۡا۔ ہوں
ثُمَّ۔ پھر	یُنَبِّئُھُمۡ۔ خبر دے گا ان کو	بِمَا۔ جو	عَمِلُوۡا۔ انہوں نے عمل کیے
یَوۡمَ۔ دن	الۡقِیٰمَۃِ۔ قیامت کے	اِنَّ۔ بے شک	اللّٰہَ۔ اللہ
بِکُلِّ۔ ہر	شَیۡءٍ۔ چیز کو	عَلِیۡمٌ۔ جانتا ہے	اَ۔ کیا
لَمۡ۔ نہ	تَرَ۔ دیکھا تو نے	اِلَی۔ طرف	الَّذِیۡنَ۔ ان کی جو
نُھُوۡا۔ منع کیے گئے	عَنِ النَّجۡوٰی۔ سرگوشی سے	ثُمَّ۔ پھر	یَعُوۡدُوۡنَ۔ وہی کرتے ہیں
لِمَا۔ جس سے	نُھُوۡا۔ روکے گئے	عَنۡہُ۔ اس سے	وَ۔ اور
یَتَنٰجَوۡنَ۔ سرگوشی کرتے ہیں	بِالۡاِثۡمِ۔ گناہ	وَ۔ اور	الۡعُدۡوَانِ۔ زیادتی کی

Marfat.com

وَ۔اور	مَعْصِيَتِ۔نافرمانی	الرَّسُوْلِ۔رسول کی	وَ۔اور
اِذَا۔جب	جَآءُوْ۔آتے ہیں	كَ۔تیرے پاس	حَيَّوْ۔سلام کہتے ہیں
كَ۔آپ کو	بِمَا۔جس طرح کہ	لَمْ۔نہیں	يُحَيِّكَ۔سلام کہا
بِهِ۔آپ کو	اللّٰهُ۔اللہ نے	وَ۔اور	يَقُوْلُوْنَ۔کہتے ہیں
فِيْٓ۔بیچ	اَنْفُسِهِمْ۔اپنے دلوں کے	لَوْ۔کیوں	لَا۔نہیں
يُعَذِّبُنَا۔سزا دیتا ہم کو	اللّٰهُ۔اللہ	بِمَا۔اس کی جو	نَقُوْلُ۔کہتے ہیں ہم
حَسْبُهُمْ۔کافی ہے ان کو	جَهَنَّمُ۔جہنم	يَصْلَوْنَهَا۔داخل ہوں گے اس میں	
فَبِئْسَ۔تو کیسا برا ہے	الْمَصِيْرُ۔ٹھکانہ	يٰٓاَيُّهَا۔اے	الَّذِيْنَ۔وہ لوگو جو
اٰمَنُوْٓا۔ایمان لائے ہو	اِذَا۔جب	تَنَاجَيْتُمْ۔تم سرگوشی کرو	فَلَا۔تو نہ
تَتَنَاجَوْا۔سرگوشی کرو	بِالْاِثْمِ۔گناہ	وَ۔اور	الْعُدْوَانِ۔زیادتی
وَ۔اور	مَعْصِيَتِ۔نافرمانی	الرَّسُوْلِ۔رسول کی	وَ۔اور
تَنَاجَوْا۔مشورے کرو	بِالْبِرِّ۔نیکی	وَ۔اور	التَّقْوٰى۔پرہیزگاری کے
وَ۔اور	اتَّقُوا۔ڈرو	اللّٰهَ۔اللہ سے	الَّذِيْٓ۔وہ اللہ کہ
اِلَيْهِ۔اس کی طرف	تُحْشَرُوْنَ۔اٹھائے جاؤ گے	اِنَّمَا۔اس کے سوا نہیں کہ	النَّجْوٰى۔سرگوشی
مِنَ الشَّيْطٰنِ۔شیطان سے ہے		لِيَحْزُنَ۔تاکہ رنج دے	الَّذِيْنَ۔ان کو
اٰمَنُوْا۔جو مومن ہیں	وَ۔اور	لَيْسَ۔نہیں	بِضَآرِّ۔تکلیف دینے والا
هِمْ۔ان کو	شَيْئًا۔کچھ بھی	اِلَّا۔مگر	بِاِذْنِ۔حکم
اللّٰهِ۔الٰہی سے	وَ۔اور	عَلَى۔اوپر	اللّٰهِ۔اللہ ہی کے
فَلْيَتَوَكَّلِ۔بھروسہ کریں	الْمُؤْمِنُوْنَ۔ایمان والے	يٰٓاَيُّهَا۔اے	الَّذِيْنَ۔لوگو
اٰمَنُوْٓا۔جو مومن ہو	اِذَا۔جب	قِيْلَ۔کہا جائے	لَكُمْ۔تم سے
تَفَسَّحُوْا۔فراخی کرو	فِي۔بیچ	الْمَجٰلِسِ۔مجلسوں کے	فَافْسَحُوْا۔تو فراخی کرو
يَفْسَحِ۔فراخی کرے گا	اللّٰهُ۔اللہ	لَكُمْ۔تمہارے لئے	وَ۔اور
اِذَا۔جب	قِيْلَ۔کہا جائے	انْشُزُوْا۔اٹھ جاؤ	فَانْشُزُوْا۔تو اٹھ جاؤ
يَرْفَعِ۔بلند کرے گا	اللّٰهُ۔اللہ	الَّذِيْنَ۔ان کو جو	اٰمَنُوْا۔مومن ہیں
مِنْكُمْ۔تم میں سے	وَ۔اور	الَّذِيْنَ۔ان کو جو	اُوْتُوا۔دیے گئے
الْعِلْمَ۔علم	دَرَجٰتٍ۔درجوں میں	وَ۔اور	اللّٰهُ۔اللہ
بِمَا۔اس سے جو	تَعْمَلُوْنَ۔تم کرتے ہو	خَبِيْرٌ۔خبردار ہے	يٰٓاَيُّهَا۔اے
الَّذِيْنَ۔وہ جو	اٰمَنُوْٓا۔مومن ہو	اِذَا۔جب	نَاجَيْتُمْ۔سرگوشی کرو

الرَّسُوْلَ۔رسول سے	فَقَدِّمُوْا۔تو پہلے کرو	بَيْنَ۔اپنی	يَدَیْ۔سرگوشی
نَجْوٰىكُمْ۔سے پہلے	صَدَقَةً۔کچھ صدقہ	ذٰلِكَ۔یہ	خَيْرٌ۔بہتر ہے
لَّكُمْ۔تمہارے لئے	وَ۔اور	اَطْهَرُ۔بہت پاکیزہ	فَاِنْ۔پھر اگر
لَّمْ۔نہ	تَجِدُوْا۔پاؤ	فَاِنَّ۔تو بے شک	اللّٰهَ۔اللہ
غَفُوْرٌ۔بخشنے والا	رَّحِيْمٌ۔مہربان ہے	ءَ۔کیا	اَشْفَقْتُمْ۔تم ڈر گئے
اَنْ۔یہ کہ	تُقَدِّمُوْا۔آگے بھیجو	بَيْنَ۔پہلے	يَدَیْ۔اپنے
نَجْوٰىكُمْ۔مشورے کے	صَدَقٰتٍ۔صدقے	فَاِذْ۔توجب	لَمْ۔نہ
تَفْعَلُوْا۔کیا تم نے	وَ۔اور	تَابَ۔رجوع فرمایا	اللّٰهُ۔اللہ نے
عَلَيْكُمْ۔تم پر	فَاَقِيْمُوا۔تو قائم رکھو	الصَّلٰوةَ۔نماز	وَ۔اور
اٰتُوا۔دو	الزَّكٰوةَ۔زکوٰۃ	وَ۔اور	اَطِيْعُوا۔اطاعت کرو
اللّٰهَ۔اللہ کی	وَ۔اور	رَسُوْلَهٗ۔اس کے رسول کی	وَ۔اور
اللّٰهُ۔اللہ	خَبِيْرٌ۔خبردار ہے	بِمَا۔اس سے	تَعْمَلُوْنَ۔جو کرتے ہو

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع۔سورۃ المجادلہ۔پ ۲۸

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَ لَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَ لَاۤ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَ لَاۤ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ۝

اے سننے والے کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں جہاں کہیں تین شخصوں کی سرگوشی ہو تو چوتھا وہ موجود ہے اور پانچ کی تو چھٹا وہ اور نہ اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ کی مگر یہ کہ وہ ان کے ساتھ ہے جہاں کہیں ہوں پھر انہیں قیامت کے دن جتا دے گا جو کچھ انہوں نے کیا بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ

اے سننے والے کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں۔

ای الم تعلم انه عزوجل يعلم ما فيهما من الموجودات سواء كان ذلك بالاستقرار فيها او بالجزئية منها۔

یعنی کیا تمہیں معلوم نہیں بے شک اللہ عزوجل ان دونوں (آسمانوں اور زمین) میں جو کچھ موجود ہے یا اس کے علاوہ ہے کلی طور پر ہو یا جزوی طور بالاستقرار، ہر شے سے واقف ہے۔

مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ

جہاں کہیں تین شخصوں کی سرگوشی ہو تو چوتھا وہ موجود ہے۔

نجویٰ مصدر ہے، بمعنی التناجی و هو المسارة ماخوذة من النجوة

Marfat.com

اوروہ خفیہ بات ہے جو سرگوشی سے ہوتی ہے یا اس کے معنی خاص راز کے یا بھید کے ہیں اگر تین شخص کسی جگہ باہم سرگوشی کریں تو چوتھا اللہ ہوتا ہے یعنی اللہ عزوجل ان کے ساتھ ہوتا ہے اور اس کی معیت وقربت بے کیف ہوتی ہے اور اللہ عزوجل ان کے بھید، خفیہ بات، راز، سرگوشی کا بالکلیہ جانتا ہے۔

وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ۔ اور پانچ کی تو چھٹا وہ

یعنی یونہی اگر پانچ شخص سرگوشی کریں تو ان کے پاس چھٹا اللہ تعالیٰ ہے اور انہیں دیکھتا اور ان کے بھیدوں کو خوب جانتا ہے تین اور پانچ عدد کا خصوصیت کے ساتھ ذکر یا تو کسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتا ہے یا اس وجہ سے ہے کہ دونوں عدد طاق ہیں اور اللہ طاق ہے اور طاق عدد ہی کو پسند کرتا ہے ایک قول ہے کہ منافق آپس میں اسی طرح سرگوشیاں کرتے تھے جس کا اس آیت میں اشارہ ہے یا اطلاق ہے۔

ایک قول ہے کہ مشاورت کے لئے یہی عدد کم سے کم ہوسکتا ہے یا بصورت اختلاف اسی قدر ہوسکتا ہے اور زیادہ بھی جیسا کہ اگلے ٹکڑے میں ہے امر خلافت کے سلسلہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو مجلس مشاورت قائم فرمائی تھی وہ یہ چھ رکنی تھی۔

وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ۔ اور نہ اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ کی۔

یعنی تین سے کم اور پانچ سے زیادہ کی صورت ہو تو جب بھی اللہ عزوجل کو خوب معلوم ہے۔

یعنی سرگوشی دو کی ہو یا تین پانچ سے زائد لوگوں کی اللہ عزوجل کو ہر حال میں علم ہے۔

اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا۔ مگر یہ کہ وہ ان کے ساتھ ہے جہاں کہیں ہوں۔

یَعْلَمُ ما یجری بینھم۔ جانتا ہے جو ان کے درمیان روئیداد ہوئی (بات ہوئی) خواہ کسی بھی جگہ ہو اگر چہ زمین کے اندر ہو تو بھی اللہ عزوجل کو خبر ہے کیونکہ وہ علم وقدرت والا ہے اور اپنے علم قدرت سے بالکلیہ جانتا ہے اور باخبر ہے اور حق تعالیٰ کی معیت وقرب بے کیف ہے اور بندوں کی عقول، فہم ادراک سے ماوراء ہے اور اس کا بیان ممکن نہیں۔ سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ پھر انہیں قیامت کے دن بتادے گا جو کچھ انہوں نے کیا۔

تفضیحا لھم و اظھارا لما یوجب عذابھم۔

انہیں قیامت کے روز رسوا کرنے کے لئے اور ظاہر کرنے کے لئے کہ کس وجہ سے عذاب دیئے جارہے ہیں یعنی ان کے وہ سب کرتوت علی الاعلان جتلائے جائیں گے جو انہیں مستحق عذاب گردانیں گے۔

اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔ بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

یعنی اس سے کوئی بات پوشیدہ نہیں ہے وہ خفی جلی سب امور کا جاننے والا ہے یہاں تک کہ سینوں کی دھڑکنوں، دل میں پیدا ہونے والے وساوس وخطرات کو بھی جانتا ہے، اس کا علم لامتناہی ہے اور مخلوقات کے جملہ امور کو بالکلیہ محیط ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ۡ وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ؕ

Marfat.com

حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝٨

کیاتم نے انہیں نہ دیکھا جنہیں بری مشاورت سے منع فرمایا گیا تھا پھروہی کرتے ہیں جس کی ممانعت ہوئی تھی اور آپس میں گناہ اور حد سے بڑھنے اور رسول کی نافرمانی کے مشورے کرتے ہیں اور جب تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں تو ان لفظوں سے تمہیں مجرا کرتے ہیں جو لفظ اللہ نے تمہارے اعزاز میں نہ کہے اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں ہمیں اللہ عذاب کیوں نہیں کرتا ہمارے اس کہنے پر انہیں جہنم بس ہے اس میں دھنسیں گے تو کیا ہی برا انجام ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ

کیاتم نے انہیں نہ دیکھا جنہیں بری مشاورت سے منع فرمایا گیا تھا پھروہی کرتے ہیں جس کی ممانعت ہوئی تھی۔

مجاہد رحمہ اللہ کا قول ہے کہ یہ آیت یہود کے بارے میں نازل ہوئی اور ابن سائب رحمہ اللہ کا قول ہے کہ منافقین کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے اور ہمزہ (استفہام) منافقین کے حال پر بطور تعجب کے ہے اور مضارع کا صیغہ دلالت کرتا ہے کہ منافقین کی حرکات کا قول ہے۔

"نزلت في اليهود و المنافقين كانوا يتناجون دون المومنين و ينظرون اليهم و يتغامزون باعينهم عليهم يوهمونهم عن اقاربهم انهم اصابهم شر فلا يزالون كذلك حتىٰ تقدم اقاربهم فلما كثر ذلك منهم شكا المومنون الى الرسول صلى الله عليه و آله وسلم فنهاهم ان يتناجوا دون المومنين فعادوا مثل فعلهم"۔

یہ آیت یہود و منافقین کے بارے میں اتری وہ مسلمانوں کے سامنے آپس میں سرگوشیاں کرتے اور مسلمانوں کی طرف دیکھتے اور اپنی آنکھوں سے ان پر اشارہ کرتے تاکہ انہیں ان کے عزیزوں کے بارے میں رنج و وہم گزرے (جو جہاد وغیرہ میں مصروف ہوئے کہ انہیں کوئی تکلیف پہنچی ہے پس وہ اسی چال پر چلتے رہتے جب تک کہ مومنین کے اعزہ جہاد میں مصروف رہتے جب ان منافقین کی طرف سے ان حرکات کی کثرت ہوئی تو اہل ایمان نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شکایت عرض کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں (منافقین وغیرہ) کو اس سے منع فرمایا کہ وہ مومنوں کے سامنے ایسی سرگوشیوں سے باز رہیں لیکن وہ باز نہ آئے اور یہی حرکت کرتے رہے۔

وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ

اور آپس میں گناہ اور حد سے بڑھنے اور رسول کی نافرمانی کے مشورے کرتے ہیں۔

گناہ اور حد سے بڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایسی مشاورت کرتے تھے جو فی نفسہٖ گناہ ہے یا مسلمانوں کو تکلیف و آزار پہنچانے کے لئے فریب کاری کرتے اور ایک دوسرے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت اور حکم عدولی پر اکساتے تھے اور باوجود ممانعت کے اپنی بات پر ڈٹے رہتے اور کبھی نافرمانی کا مشورہ دیتے۔

وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ

اور جب تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں تو ان لفظوں سے تمہیں مجرا کرتے ہیں جو لفظ اللہ نے تمہارے اعزاز میں نہ کہے۔

احمد اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں جید اسناد کے ساتھ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ

Marfat.com

7B
یہودی بوقت ملاقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہا کرتے تھے: ''اَلسَّامُ عَلَیْکَ'' تم پر موت ہو اور اس سے ان کی مراد برائی چاہنا تھا اور بجائے سلامتی کے بددعا دیتے تھے، بخاری ومسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ یہود کا ایک گروہ خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو انہوں نے کہا: ''اَلسَّامُ عَلَیْکَ یا ابا القاسم'' اے ابوالقاسم آپ پر موت ہو آپ نے جواب میں فرمایا: و علیکم اور تم پر بھی۔ حضرت عائشہ نے (یہ سن کر) فرمایا تمہیں موت پڑے اور اللہ کا غضب اور لعنت تم پر ہو۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! تو زیادتی کرنے والی نہ ہو، اللہ فحش گوئی کو پسند نہیں فرماتا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ آپ نے نہیں سنا کہ وہ کیا کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو کیا تم نے نہیں سنا جو میں نے کہا یعنی و علیکم اور تم پر بھی۔ تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی۔ بیضاوی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ یہود زمانۂ جاہلیت کا تحیہ انعم صباحاً کہتے تھے اور السلام علیکم نہیں کہتے تھے تاہم اس قول پر کوئی اثر مؤکد نہیں جب کہ صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ جب یہود تمہیں سلام کریں۔ فقولوا و علیکم تو تم اسی قدر کہو کہ تم پر بھی یعنی جواب میں سلام کا لفظ نہ کہو۔

تو بات واضح ہے کہ یہود زیادتی کرتے تھے اور آپ خود نہ تو زیادتی پسند فرماتے تھے اور نہ ہی آپ نے اس کی اجازت دی بلکہ یہود کی بات انہیں پر لوٹا دی کیونکہ جب تک زیادتی کرنے والے کو برابر جواب نہ دیا جائے جس پر زیادتی ہو اس کی طرف سے اللہ عزوجل کے فرشتے جواب دیتے ہیں۔

تو و علیکم میں حکمت یہ تھی کہ ان پر ملائکہ علیہم السلام کی طرف سے موت کی بددعا ہو چہ جائے کہ ہم ایسا کہیں اور دوسرے یہ کہ ان کی بددعا مردود ہے۔

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہنا ٹلنے کا نہیں ہے۔

وَيَقُولُونَ فِىٓ أَنفُسِهِمْ۔ اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں۔

ای فیما بینھم۔ یعنی آپس میں ایسا کہتے تھے یا دلوں میں یوں کہتے۔

لَوْلَا يُعَذِّبُنَا ٱللَّهُ بِمَا نَقُولُ۔ اللہ ہمیں عذاب کیوں نہیں کرتا ہمارے اس کہنے پر، یہ یہود ومنافقین کے دل کی بات ہے جو وہ کہتے تھے مراد اس سے یہ تھی:

ای ھلا یعذبنا اللہ تعالیٰ بسبب ذلک لو کان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبیا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے نبی ہوتے تو ہماری ان گستاخیوں کے باعث اللہ تعالیٰ ہمیں عذاب میں کیوں نہیں مبتلا کرتا، یعنی تحیہ کی جگہ جو بددعا کرتے ہیں اس پر گرفت کیوں نہیں ہوتی۔

حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۖ فَبِئْسَ ٱلْمَصِيرُ۔

انہیں جہنم بس ہے اس میں دھنسیں گے تو کیا ہی برا انجام ہے۔

یہود ومنافقین کے دلوں کے اندر جو روک اور گھمنڈ تھا اس کے جواب میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ تمہارے لئے عذاب ہے یعنی بالضرور ہوگا اور تم بالیقین اس عذاب میں داخل ہوگے اور جہنم کی گرمی تمہاری ہڈیوں سے گوشت اور اندر کا گودا نکال دے گی اور یہ سبب ہوگا اس بدکلامی و بے ہودگی کا جو تم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کرتے ہو تو جہنم تمہارا ٹھکانہ اور

Marfat.com

عذاب نار تمہارا مقدر ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ⑨

اے ایمان والو! تم جب آپس میں مشاورت کرو تو گناہ اور حد سے بڑھنے اور رسول کی نافرمانی کی مشاورت نہ کرو اور نیکی اور پرہیز گاری کی مشاورت کرو اور اللہ سے ڈرو جس کی طرف اٹھائے جاؤ گے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ۔ اے ایمان والو تم جب آپس میں مشاورت کرو۔

اس وقت جب تم کسی ضرورت سے سرگوشی کرو۔ اور اس وقت جب تم خلوت میں ہو فالخطاب للخاص تعريضا بالمنافقين و جوز جعله لهم و سمعوا مومنين باعتبار ظاهر احوالهم۔

ایمان والوں سے خطاب بطور خاص ہے اور منافقین پر تعریض ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ منافقین کے لئے ہی ہو اور ان کے ظاہری احوال کے پیش نظر انہیں مومنین سے موسوم کر کے خطاب فرمایا گیا ہو کیونکہ وہ ظاہراً تو ایمان کے مقر تھے اور اس کا دعویٰ کرتے تھے اگرچہ باطن میں کافر تھے۔

فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ

پس تم گناہ اور حد سے بڑھنے اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نافرمانی کی مشاورت نہ کرو۔

كما يفعله المنافقون۔

یعنی تمہاری جس طرح منافقین یا یہودی سرگوشیاں کرتے ہیں یا جس طرح ان کا چلن ہے اس طریق سے پرہیز کرو۔

وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ۔ اور نیکی اور پرہیز گاری کی مشاورت کرو۔

بما يتضمن خير المومنين واتقاء عن معصية الرسول صلى الله عليه وآله وسلم۔

یعنی تمہاری مشاورت ایسی ہو جو مومنوں کی بھلائی کی ضامن ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی سے بچنے پر مبنی ہو۔

وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ۔ اور اللہ سے ڈرو جس کی طرف اٹھائے جاؤ گے۔

فِيمَا تَأْتُونَ وَ مَا تَذَرُونَ۔

یعنی اس میں جو تم کرتے ہو اور جو تم چھوڑ دیتے ہو اللہ عزوجل سے ڈرتے رہو کہ وہ ہر عمل کے کرنے اور اس کے چھوڑنے پر ضرور بدلہ دے گا اور اللہ تعالیٰ تمہارے جملہ امور سے آگاہ ہے اور تمہیں اس کی طرف لوٹنا ہے اور وہ تمہیں تمہارے عمل کے موافق جزا دے گا۔

إِنَّمَا النَّجْوَىٰ مِنَ الشَّيْطَانِ لِيَحْزُنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيْسَ بِضَارِّهِمْ شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ⑩

وہ مشاورت تو شیطان ہی کی طرف سے ہے اس لئے کہ ایمان والوں کو رنج دے اور وہ ان سے کچھ نہیں بگاڑ سکتا بے حکم خدا کے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے۔

اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ۔ وہ مشاورت تو شیطان ہی کی طرف سے ہے۔

المعهودة التي هي التناجي بالاثم والعدوان والمعصية۔

النجویٰ سے مراد وہ مشاورت یا سرگوشی ہے جو گناہ اور سرکشی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی پر مبنی ہو۔

لا من غيره باعتبار انه هو المزين لها و الحامل عليها۔

وہ مشاورت شیطان ہی کی طرف سے ہے اور اس کے غیر کی طرف سے نہیں اس لئے کہ شیطان ہی اس کو ان نظروں میں لبھانے والا ہے اور اس پر آمادہ کرنے والا اور ابھارنے والا ہے، رہی اہل ایمان کی مشاورت تو وہ منع نہیں جبکہ خیر پر مبنی ہو اور حدیث میں ہے تین آدمی ہوں تو ایک کو چھوڑ کر دو باہم مشاورت وسرگوشی نہ کریں کہ تیسرے کو دکھ ہوگا اور اگر تیسرا اجازت دے تو درست ہے۔

لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ تاکہ ایمان والوں کو رنج دے۔

اي انما هي ليحزن المومنين بتوهمهم انما في نكبة اصابتهم۔

یعنی شیطان کی مشاورت تو بس یہی ہے کہ اہل ایمان کو حزن وملال ہو اس گمان کے تحت کہ انہیں کوئی تکلیف یا مصیبت پہنچنے والی ہے۔

وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْـًٔا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ اور وہ ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا بے حکم خدا کے۔

اي ليس الشيطان او التناجي بضار المومنين۔ یعنی نہ ہی شیطان اور نہ ہی سرگوشیاں اہل ایمان کو کوئی ضرر پہنچا سکتی ہیں سوائے اس کے کہ ارادہ الٰہی عزوجل یوں ہو اور حق تعالیٰ یوں چاہے۔

اس ارشاد سے اہل ایمان کی تشفی اور ان کے حزن وملال کا مداوا ہے۔

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسا چاہئے۔

و لا يبالوا بنجواهم۔

اور اہل ایمان کو منافقین ویہود کو مشاورت وسرگوشیوں کی کچھ پروانہ کرنا چاہئے اور اللہ عزوجل ہی کی ذات پر بھروسا کرنا چاہئے جس کی ذات پاک ہر شے سے محفوظ کرنے والی ہے اور اس کی مشیت وارادے کے بغیر کوئی شے ضرر نہیں پہنچا سکتی اور جو اس پر کامل یقین واعتماد کرتے ہیں ان کو کبھی بھی خسارہ نہیں ہوتا اسی کا پاک نام حفظ وایمان کا ضامن ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾

اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے مجلسوں میں جگہ دو تو جگہ دو اللہ تمہیں جگہ دے گا اور جب کہا جائے اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہو۔ اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ

اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے مجلسوں میں جگہ دو۔

Marfat.com

اس آیت مبارکہ کا نزول یہ ہے کہ جمعہ کے روز سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفہ میں جلوہ گر تھے اور جگہ کشادہ نہ تھی۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحاب بدر علیہم رضوان کی تکریم فرماتے تھے تو اہل ایمان سے چند لوگ جن میں ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ بھی تھے، حاضر خدمت ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بڑھ کر ارد گرد کھڑے ہو گئے اور بارگاہ عالیہ میں سلام عرض کیا آپ اور لوگوں نے انہیں سلام کا جواب دیا تو وہ لوگ منتظر رہے کہ ان کے لئے مجلس میں جگہ کی جائے مگر کسی نے جگہ نہ دی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شاق گزرا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نزدیک بیٹھنے والوں کو اٹھا کر ان کے لئے جگہ کی، اٹھنے والوں کو گراں گزرا اس پر یہ حکم نازل ہوا۔

یہ روایت ابن ابی حاتم نے مقاتل بن حیان رحمہم اللہ سے تخریج کی ہے اس کے لئے چند مزید اقوال بھی ہیں جو یہ ہیں:

۱- جب اہل بدر کے لئے مجلس میں جگہ کی گئی اور بعض اصحاب علیہم رضوان کو اٹھنا پڑا جو انہیں ناگوار خاطر تھا تو منافقوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا فرما کر انصاف نہیں کیا تو یہ حکم نازل ہوا۔

۲- حسن اور زید بن ابی حبیب علیہم رضوان کا قول ہے کہ یہ حکم میدان قتال میں ان مجاہدین علیہم رضوان کے لئے نازل ہوا جو شہادت کے لئے بڑے حریص تھے اور میدان کارزار میں نئے آنے والوں کے لئے اپنی صفوں میں جگہ نہیں دیتے تھے۔

۳- صحابہ کرام علیہم رضوان مجلس نبوی کے مشتاق اور کلام نبوی کے سننے پر بہت حریص تھے اور دوسروں کو جگہ دینے کے لئے اٹھنا پسند نہیں کرتے تھے۔ اس پر یہ حکم نازل ہوا۔

فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ۔ تو جگہ دو اللہ تمہیں جگہ دے گا۔

ای فی رحمة او فی منازلکم فی الجنة او فی قبورکم او فی صدورکم او فی رزقکم۔

یعنی اپنی رحمت سے، یا جنت میں تمہاری منازل میں یا تمہاری قبروں میں یا تمہارے سینوں میں یا تمہارے رزق میں وسعت عطا فرمائے گا۔ سیاق کلام سے مجلسی وسعت ہی مراد ہے کہ اگر تم گنجائش و کشائش پیدا کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری مجلس میں وسعت و کشادگی کر دے گا اور یہ کہ تم تنگی نہ کرو تاہم يَفْسَحِ کی تفسیر جو اوپر گزری ہے وہ ہر وسعت کو شامل ہے جو اللہ عزوجل سے مانگی جائے۔

صحیحین میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لا یقیم الرجل الرجل من مجلسه و لکن تفسحوا و توسعوا۔

کوئی شخص تم میں سے کسی کو اس کی نشست گاہ سے نہ اٹھائے اور ایک روایت میں مزید ہے ثم یجلس فیه پھر خود اس کی جگہ بیٹھ جائے البتہ تم گنجائش پیدا کرو اور کھل جاؤ۔

کیونکہ ایسا کرنے سے اسے بھی جگہ مل جائے گی اور مجلس میں وسعت پیدا کرنا ارشاد الٰہی عزوجل ہے بشرطیکہ تم بھی عملاً اس کا مظاہرہ کرو اور جو بصورت دیگر اگر کسی کو اٹھا کر بیٹھے گا تو ایک تو حکم الٰہی کا مخالف ہو گا دوسرے تنگ دلی کا مظاہرہ ہو گا۔ تیسرا جو اٹھے گا اس کے تاثرات اچھے نہ ہوں گے جو باعث فتنہ ہو سکتے ہیں اور چوتھے جو اٹھا کر بیٹھے گا اس کا یہ عمل دوسروں پر برتری کا گمان پیدا کرے گا جو اس کے اپنے حق میں مفید نہیں۔ لہٰذا اطاعت حکم میں ہی آسانی اور رحمت ہے۔

وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا۔ اور جب کہا جائے اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہوں۔

Marfat.com

ای انهضوا للتوسعه علی المقبلین۔
یعنی وسعت کے لئے پہلے سے آنے والے سمٹ جائیں یا جگہ کھول دیں۔ حسن قتادہ اور ضحاک رحمہم اللہ کا قول ہے:
المعنی اذا دعیتم الی قتال او صلاۃ او طاعۃ فاجیبوا۔
اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جب تم قتال (جہاد) یا نماز اطاعت کے لئے بلائے جاؤ تو تعمیل حکم کرو۔ ایک قول ہے:
اذا دعیتم الی القیام عن مجلس النبی صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم فقوموا۔
جب تم کو مجلس نبوی سے کھڑے ہونے کے لئے فرمایا جائے تو کھڑے ہو جاؤ۔
واضح مفہوم یہ ہے کہ جب تم کسی امر خیر کے لئے بلائے جاؤ تو سستی کا مظاہرہ نہ کرو اور اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں صلاۃ وسلام کے لئے کھڑے ہونے کا جواز بھی ہے۔
لہٰذا جب مجلس صلوٰۃ وسلام قائم ہو جو بلاشبہ امر خیر ہے تعظیماً کھڑا ہونا جائز مستحسن ہے۔
یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ۔
اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا۔
یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان والوں کے درجے بلند فرمائے گا
ان تنشزوا یرفع عزوجل المومنین منکم فی الاخرۃ جزاء الامتثال۔
یہ جواب حکم میں ہے جو پیچھے گزرا کہ اگر تم تعمیل ارشاد میں کھڑے ہو جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ حسب طاعت آخرت میں تم میں سے اہل ایمان کے مراتب بلند فرمائے گا۔
وَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ۔ اور ان کے جن کو علم دیا گیا (درجے بلند فرمائے گا)
یہاں علم سے مراد علوم شرعیہ ہیں اور درجات کا مفہوم یہ ہے:
ای کثیرۃ جلیلۃ کما یشعر بہ المقام۔ کہ جس طرح قدر و منزلت کا مقتضا ہوگا۔
بہت زیادہ بزرگی وعظمت عطا ہوگی اور عطف (وَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ) کا اٰمَنُوْا مِنْكُمْ پر عطف عام کا عطف خاص پر ہے جو ان کی تعظیم پر دلالت کرتا ہے اور اس سے علماء کی فضیلت عوام مومنین پر واضح ہے۔ ترمذی ابوداؤد اور دارمی رحمہم اللہ نے حضرت ابی الدرداء رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے:
فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلۃ البدر علی سائر الکواکب۔
عالم کی عابد پر فضیلت اس طرح ہے جس طرح چودھویں رات کے ماہ کامل کی فضیلت تمام ستاروں پر ہے۔
دارمی نے عمر بن کثیر رحمہم اللہ سے بروایت حسن رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
من جاءہ الموت و ھو یطلب العلم لیحیی بہ الاسلام فبینہ و النبیین درجۃ۔
جس کسی کو اسی حال میں موت آئی کہ وہ علم حاصل کرتا ہے تا کہ اس سے دین اسلام کو زندہ کرے تو اس کے اور انبیاء علیہم السلام کے درمیان ایک درجہ ہے اور انہی سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
بین العالم و العابد مائۃ درجۃ بین کل درجتین حضر الجواد المضمر سبعین سنۃ۔

عالم اور عابد کے درمیان سو درجے ہیں اور ہر دو درجوں کے درمیان چھریرے بدن کے تیز رفتار گھوڑے کی ستر برس دوڑنے کی مسافت ہے۔

اور انہی سے مروی ہے کہ:

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے روز تین قسم کے لوگ شفاعت کریں گے۔ انبیاء پھر علماء پھر شہداء تو علماء کا مرتبہ نبوت وشہادت کے درمیان عظیم ہوگا۔ جس طرح کہ حضور علیہ السلام نے شہادت وتصدیق فرمائی۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ خداوند قدوس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو تین چیزوں، علم، سلطنت اور دولت میں سے کسی ایک کے لئے مختار کیا تو آپ نے علم کو اختیار فرمایا پس حق تعالیٰ نے انہیں علم کے اختیار فرمانے پر سلطنت اور دولت بطور تبعیت عطا فرمائے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کی مسند میں عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ قیامت کے روز علماء کو جمع فرمائے گا ان سے فرمائے گا بلاشبہ میں نے تمہارے دلوں کو حکمت سے معمور فرمایا اور میرا ایسا فرمانا اس لئے ہی تو تھا کہ مجھے تمہاری بھلائی منظور تھی۔

اذ هبوا الى الجنة فقد غفرت لكم ما كان منكم۔

تو تم جنت میں داخل ہو جاؤ پس میں نے تم سے جو کچھ بھی واقع ہوا اسے بخش دیا۔

اس آیت سے علماء کی فضیلت واضح ہے ابن المنذر رحمہ اللہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے علماء کی قرآن میں کسی شے کے بارے میں یوں تخصیص نہیں فرمائی جس قدر اس آیت میں تخصیص فرمائی ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہی سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا: اے مومنو! اس آیت کے معنی کو سمجھو یہ تمہیں تحصیل علم پر رغبت وآمادہ کرنے والی ہے کہ اللہ فرما رہا ہے کہ اہل علم مومن بے علم مومنوں سے درجات میں بہت بلند ہے اور یہ آیت مشیر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل بدر کی تکریم کے پیش نظر جو اصحاب کو ان کے لئے جگہ دینے کے لئے اٹھنے کا حکم فرمایا تھا وہ نہ صرف صواب ودرست تھا بلکہ اہل بدر کی تکریم کے لائق تھا اور وہ اسی تکریم کے حقدار تھے۔

اور جنہوں نے ارشاد گرامی کی تعمیل کی ان کے لئے باعث ثواب ہوا اور جنہیں ناگوار خاطر ہوا ان کے لیے ہدایت ونصیحت تھی اور علماء کو مجالس میں بلند جگہ پر بٹھانا اور اونچی جگہ دینا بھی اس سے واضح ہے کہ ان کی تعظیم کا مقتضا یہی ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے:

بُعِثْتُ مُعَلِّمًا۔ میں معلم بنا کر مبعوث کیا گیا ہوں اور یہ حدیث فضیلت علم وعلماء پر روشن دلیل ہے۔

اور قرآن عظیم میں ہے کہ اہل علم اور بے علم کیونکر برابر ہو سکتے ہیں۔

هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ۔

العلم ورثة الانبياء علم ہی انبیاء کا ورثہ ہے اور علماء انبیاء کے وارث ہیں لہٰذا وراثت دولت وزر کو وراثت نبوت پر کیونکر فضیلت ہو سکتی ہے اور حق تعالیٰ کا ارشاد قُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا محبوب عرض کرو میرے پروردگار! میرے علم میں ترقی فرما۔ اس سے واضح ہے جس قدر فضیلت علم زیادہ فرمایا اسی قدر درجات وعنایات کی کثرت برکت ہے۔

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ۔ اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

تهديد لمن لم تمثل بالامر واستكره۔

اس جملہ میں ان لوگوں کی تہدید ہے جنہوں نے تعمیل ارشاد نہ کی اور اسے مکروہ جانا اور اس امر کی طرف اشارہ بھی ہے کہ فرماں برداری کرو اور آگاہ رہو کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے۔

اہل فضل و برکت کے مراتب سے اغماض کرنا اور ان کی فضیلت سے چشم پوشی نامناسب بات ہے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے پیش نظر کوئی حکم فرمادیا ہے تو تعمیل ہی لازم ہے اور کراہیت کا اظہار آپ سے مروی ہے۔

کیونکہ ارشاد نبوی کے بعد پسند و ناپسند کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو فرمادیا تو مومنوں کا حال یہی ہے کہ وہ سر تسلیم خم کریں یہی راہ صواب و ثواب و برکت ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ۭ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾

اے ایمان والو جب تم رسول سے کوئی بات آہستہ عرض کرنا چاہو تو اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقے دے لو یہ تمہارے لئے بہتر اور بہت ستھرا ہے پھر اگر تمہیں مقدور نہ ہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ

اے ایمان والو! جب تم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی بات آہستہ عرض کرنا چاہو۔

اى اذا اردتم المناجاة معه عليه الصلوة والسلام لامر ما من الامور۔

یعنی جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی معاملے میں عرض معروض کرنے کا اردہ کرو۔

فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً۔ تو اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے لو۔

اى فتصدقوا قبلها۔ یعنی بارگاہ عالیہ میں عرض معروض کرنے سے پہلے کچھ خیرات کرو۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

و فى هذا الامر تعظيم الرسول صلى الله عليه وآله وسلم و نفع الفقراء و تمييز بين المخلص و المنافق و محب الاخرة و محب الدنيا و دفع للتكاثر عليه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم من غير حاجة مهمة۔

اس ارشاد باری میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و توقیر، فقراء کے لئے منفعت، مخلص اور منافق کے درمیان تفریق ہو اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ماسوائے شدید و اہم حاجت کے تونگر لوگوں کی کثرت کا علاج ہو،

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ مسلمانوں میں سے ایک جماعت نے بارگاہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنی گفتگو کی کثرت کردی حالانکہ انہیں اس کی ضرورت نہ ہوتی مگر یہ اس لئے کہ بارگاہ اقدس میں ان کی قدر و منزلت یا رسائی کا اظہار ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درگزر فرماتے تھے اور کسی کو دور نہ فرماتے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ مقاتل رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اغنیاء حاضر خدمت ہو کر لمبی گفتگو کرتے کہ غرباء کو موقع ہی نہ ملتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کا یہ طرز عمل بار

Marfat.com

خاطر ہوا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ نزول حکم کے بعد امراء کنجوسی کی وجہ سے رک گئے اور غرباء تنگدستی کی وجہ سے معذور ہوئے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو یہ معذوری ومحرومی شاق گزری تو یہ حکم منسوخ ہو گیا اور رخصت نازل ہوئی۔ ترمذی شریف میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نزول حکم کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رائے دریافت فرمائی کہ صدقہ کی مقدار ایک دینار ہو تو کیسی ہے، مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی لوگوں میں اس کی طاقت نہیں، ارشاد ہوا نصف دینار مولا علی رضی اللہ عنہ نے مکرر عرض کی لوگوں میں اس کی طاقت بھی نہیں، ارشاد فرمایا تو پھر کتنی ہو مولا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ایک درہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم بڑے زاہد ہو، عہد نبوی میں ایک دینار دس درہم کا ہوتا تھا۔

اس حکم پر فقط حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمل کیا آپ کا قول ہے کہ میرے سوا اس حکم پر کسی نے عمل نہ کیا، آپ نے ایک دینار صدقہ کر کے دس مسئلے پوچھے۔ تفسیر خازن اور مدارک میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفا کیا ہے۔ ارشاد ہوا: وحدانیت اور توحید کی شہادت، عرض کیا: فساد کیا ہے۔ ارشاد ہوا: کفر و شرک۔ عرض کیا: حق کیا ہے۔ فرمایا: اسلام اور قرآن اور ولایت جب تمہیں ملے۔ عرض کیا: تدبیر کیا ہے فرمایا: ترک حیلہ، عرض کیا: مجھ پر کیا لازم ہے فرمایا: خدا اور رسول کی اطاعت۔ عرض کیا: اللہ تعالیٰ سے دعا کیسے مانگوں فرمایا: صدق و یقین کے ساتھ۔ عرض کیا: کیا طلب کروں فرمایا: عاقبت۔ عرض کیا: اپنی نجات کے لئے کیا کروں فرمایا: حلال (روزی) کھاؤ اور سچ کہو۔ عرض کیا: سرور کیا ہے۔ فرمایا: جنت۔ عرض کیا: راحت کیا ہے۔ فرمایا: دیدار الٰہی۔ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سوالوں کو پوچھ چکے تو یہ حکم منسوخ ہو گیا اور رخصت نازل ہوئی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کسی کو موقع ہی میسر نہ آیا کہ اس حکم پر عمل کر سکے۔

ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ۔ یہ تمہارے لئے بہتر اور بہت ستھرا ہے۔

ذٰلِكَ۔ ای تقديم الصدقات کا مقدم رکھنا (بارگاہ عالیہ میں عرض و معروض کرنے سے پہلے صدقہ دینا) بہتر ہے۔

خَيْرٌ لَّكُمْ۔ لما فيه من الثواب کہ اس میں تمہارے لئے ثواب ہو۔

وَاَطْهَرُ۔ وازكى لانفسكم اور تمہارے نفوس کو گناہوں کی آلودگی سے ستھرا اور پاکیزہ بنانے والا ہو اور بارگاہ عالی سے زیادہ سے زیادہ حصول فیض و برکت پر رغبت دلانے والا ہو اور مال کی محبت چھوڑ کر صدقات کی طرف معین ہو اور محبت رسول کا تعلق مضبوط کرنے کا باعث ہو۔

فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ پھر اگر تمہیں مقدور نہ ہو تو اللہ بخشنے والا ہے۔

ای لمن لم يجد حيث رخص سبحانه له فی المناجاة بلا تقديم صدقة۔

یعنی وہ شخص جو صدقہ دینے کی استطاعت نہیں رکھتا حق سبحانہ وتعالیٰ نے اسے بدوں صدقہ کئے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مناجات کی رخصت دی ہے لَّمْ تَجِدُوْا سے واضح ہے کہ یہ حکم عام نہیں جو طاقت رکھتا ہے خرچ کرے اور جس میں توفیق نہیں نادار و مفلس ہے تو اس کے لئے رخصت ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کی معذوری و ناداری کے باعث انہیں اس حکم سے معافی دی ہے اور انہیں رخصت عطا کی ہے یہ حکم عام مخصوص البعض ہے۔

ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ۚ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

Marfat.com

وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ⑬

کیا تم اس سے ڈرے کہ تم اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دو پھر جب تم نے یہ نہ کیا اور اللہ نے اپنی مہر سے تم پر رجوع فرمائی تو نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کے فرمانبردار رہو اور اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے۔

ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ

کیا تم اس سے ڈرے کہ تم اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دو۔

ای اخفتم الفقر لأجل تقديم الصدقات۔ یعنی صدقات کی تقدیم کے حکم سے تمہیں کیا تنگی و غربی کا خوف لاحق ہوا یا تم اس وجہ سے خیرات کرنے سے ڈر گئے کہ محتاج ہو جائیں۔

فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا۔ پھر جب تم نے یہ نہ کیا۔

ما امرتم به و شق عليكم ذلك جس کا تمہیں حکم دیا گیا تھا تم نے اس طرح نہ کیا اور یہ حکم تم پر دشوار گزرا۔

وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ۔ اور اللہ نے اپنی مہربانی سے تم پر رجوع فرمائی۔

بان رخص لكم المباحاة من تقديم صدقة۔ یعنی اللہ عزوجل نے تم پر انتہائی مہربانی فرمائی اور مناجات سے پہلے صدقہ کے حکم کو منسوخ کر دیا اور اس حکم پر عمل نہ کرنے کا مؤاخذہ تم پر سے اٹھا لیا اور تمہیں اجازت دی کہ اب خیرات فرض نہیں رہی۔

قتادہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ حکم دن کی ایک ساعت رہا اور مقاتل رحمہ اللہ کا قول ہے کہ عمل سے پہلے ہی یہ حکم منسوخ ہو گیا میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی بخوشی صدقہ دے تو یہ امر اب بھی مستحسن ہے اور برکت کا باعث ہے۔

بزرگوں کی خدمت نذر اور صلحاء کے مزارات پر جو تبرک تصدق کے لئے لے جایا جاتا ہے اس کا جواز اسی آیت میں ہے البتہ جو نادار و مفلس ہے۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع۔ سورۃ المجادلۃ۔ پ ۲۸

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ⑭	کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جو ایسوں کے دوست ہوئے جن پر اللہ کا غضب ہے وہ نہ تم میں سے نہ ان میں سے وہ دانستہ جھوٹی قسم کھاتے ہیں
اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ اِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ⑮	اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے بے شک وہ بہت ہی برے کام کرتے ہیں
اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ⑯	انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا لیا ہے تو اللہ کی راہ سے روکا تو ان کے لئے خواری کا عذاب ہے
لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ⑰	ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ کے سامنے انہیں کچھ کام نہ دیں گے وہ دوزخی ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا ہے

Marfat.com

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ؕ اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝۱۸

جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے گا تو اس کے حضور بھی ایسے ہی قسمیں کھائیں گے جیسی تمہارے سامنے کھا رہے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے کچھ کیا ہی نہیں، سنتے ہو بے شک وہی جھوٹے ہیں

اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰىهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۱۹

ان پر شیطان غالب آ گیا تو انہیں اللہ کی یاد بھلا دی وہ شیطان کے گروہ ہیں، سنتا ہے بے شک شیطان ہی کا گروہ ہار میں ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗۤ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ ۝۲۰

بے شک وہ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے وہ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِيْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝۲۱

اللہ لکھ چکا کہ ضرور میں غالب آؤں گا اور میرے رسول بے شک اللہ قوت والا عزت والا ہے

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَ اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَ يُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۲۲

تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت ہے، سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے

حل لغات　تیسرا رکوع سورۃ المجادلہ۔ پ ۲۸

اَ۔کیا	لَمْ۔نہ	تَرَ۔دیکھا تو نے	اِلَی۔طرف
الَّذِيْنَ۔ان کی جنہوں نے	تَوَلَّوْا۔دوستی کی	قَوْمًا۔ان سے کہ	غَضِبَ۔غضب ہوا
اللّٰهُ۔اللہ کا	عَلَيْهِمْ۔ان پر	مَا۔نہیں ہیں	هُمْ۔وہ
مِّنْكُمْ۔تم سے	وَ۔اور	لَا۔نہ	مِنْهُمْ۔ان سے
وَ۔اور	يَحْلِفُوْنَ۔قسمیں کھاتے ہیں	عَلَى۔اوپر	الْكَذِبِ۔جھوٹ کے
وَ۔اور	هُمْ۔وہ	يَعْلَمُوْنَ۔جانتے ہیں	اَعَدَّ۔تیار کیا
اللّٰهُ۔اللہ نے	لَهُمْ۔ان کے لئے	عَذَابًا۔عذاب	شَدِيْدًا۔سخت

Marfat.com

اِنَّھُمْ۔ بے شک	سَآءَ۔ برا ہے	مَا۔ جو	کَانُوْا۔ وہ
یَعْمَلُوْنَ۔ کیا کرتے تھے	اِتَّخَذُوْٓا۔ پکڑا انہوں نے	اَیْمَانَھُمْ۔ اپنی قسموں کو	جُنَّۃً۔ ڈھال
فَصَدُّوْا۔ تو روکا انہوں نے	عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ خدا کی راہ سے		فَلَھُمْ۔ تو ان کے لئے
عَذَابٌ۔ عذاب ہے	مُّھِیْنٌ۔ رسوا کرنے والا	لَنْ۔ ہرگز نہ	تُغْنِیَ۔ کام آئیں گے
عَنْھُمْ۔ ان کے	اَمْوَالُھُمْ۔ ان کے مال	وَ۔ اور	لَآ۔ نہ
اَوْلَادُ۔ اولاد	ھُمْ۔ ان کی	مِّنَ اللّٰہِ۔ اللہ سے	شَیْئًا۔ کچھ بھی
اُولٰٓئِکَ۔ یہ لوگ	اَصْحٰبُ النَّارِ۔ آگ والے ہیں		ھُمْ۔ وہ
فِیْھَا۔ اس میں	خٰلِدُوْنَ۔ ہمیشہ رہیں گے	یَوْمَ۔ جس دن	یَبْعَثُھُمُ۔ اٹھائے گا ان کو
اللّٰہُ۔ اللہ	جَمِیْعًا۔ سب کو	فَیَحْلِفُوْنَ۔ تو قسمیں کھائیں گے	
لَہٗ۔ اس کے سامنے	کَمَا۔ جیسے	یَحْلِفُوْنَ۔ قسمیں کھاتے ہیں	لَکُمْ۔ تمہارے سامنے
وَ۔ اور	یَحْسَبُوْنَ۔ سمجھتے ہیں کہ	اَنَّھُمْ۔ وہ	عَلٰی۔ اوپر
شَیْءٍ۔ کسی چیز کے ہیں	اَلَآ۔ خبردار	اِنَّھُمْ۔ بے شک وہ	ھُمُ۔ وہی
الْکٰذِبُوْنَ۔ جھوٹے ہیں	اِسْتَحْوَذَ۔ غالب آیا	عَلَیْھِمُ۔ ان پر	الشَّیْطٰنُ۔ شیطان
فَاَنْسٰھُمْ۔ تو بھلا دیا ان کو	ذِکْرَ۔ ذکر	اللّٰہِ۔ اللہ کا	اُولٰٓئِکَ۔ یہ لوگ
حِزْبُ۔ لشکر ہیں	الشَّیْطٰنِ۔ شیطان کا	اَلَآ۔ خبردار	اِنَّ۔ بے شک
حِزْبَ۔ لشکر	الشَّیْطٰنِ۔ شیطان کا	ھُمُ۔ وہی ہیں	الْخٰسِرُوْنَ۔ گھاٹے والے
اِنَّ۔ بے شک	الَّذِیْنَ۔ وہ جو	یُحَآدُّوْنَ۔ مخالفت کرتے ہیں	
اللّٰہَ۔ اللہ کی	وَ۔ اور	رَسُوْلَہٗ۔ اس کے رسول کی	اُولٰٓئِکَ۔ یہ لوگ ہیں
فِی۔ بیچ	الْاَذَلِّیْنَ۔ ذلیل لوگوں کے	کَتَبَ۔ لکھا	اللّٰہُ۔ اللہ نے
لَاَغْلِبَنَّ۔ ضرور غالب آؤں گا		اَنَا۔ میں	وَ۔ اور
رُسُلِیْ۔ میرے رسول	اِنَّ۔ بے شک	اللّٰہَ۔ اللہ	قَوِیٌّ۔ طاقت ور ہے
عَزِیْزٌ۔ غالب	لَا۔ نہ	تَجِدُ۔ پائے گا تو	قَوْمًا۔ کسی قوم کو جو
یُؤْمِنُوْنَ۔ ایمان رکھتے ہوں	بِاللّٰہِ۔ اللہ پر	وَ۔ اور	الْیَوْمِ۔ دن
الْاٰخِرِ۔ پچھلے پر	یُوَآدُّوْنَ۔ دوستی رکھیں	مَنْ۔ اس سے جو	حَآدَّ۔ مخالفت کرے
اللّٰہَ۔ اللہ کی	وَ۔ اور	رَسُوْلَہٗ۔ اس کے رسول کی	وَ۔ اور
لَوْ۔ اگرچہ	کَانُوْٓا۔ ہوں وہ	اٰبَآءَ۔ باپ	ھُمْ۔ ان کے
اَوْ۔ یا	اَبْنَآءَ۔ بیٹے	ھُمْ۔ ان کے	اَوْ۔ یا
اِخْوَانَھُمْ۔ بھائی ان کے	اَوْ۔ یا	عَشِیْرَتَھُمْ۔ قبیلہ ان کا	اُولٰٓئِکَ۔ یہی لوگ ہیں کہ

Marfat.com

كَتَبَ۔لکھا	فِيْ۔بیچ	قُلُوْبِهِمُ۔ان کے دلوں کے	الْإِيْمَانَ۔ایمان
وَ۔اور	اَيَّدَ۔مدد کی	هُمْ۔ان کی	بِرُوْحٍ۔ساتھ روح
مِّنْهُ۔اپنی طرف سے	وَ۔اور	يُدْخِلُهُمْ۔داخل کرے گا ان کو	جَنّٰتٍ۔باغوں میں کہ
تَجْرِيْ۔چلتی ہیں	مِنْ تَحْتِهَا۔اس کے نیچے	الْاَنْهٰرُ۔نہریں	خٰلِدِيْنَ۔ہمیشہ رہیں
فِيْهَا۔اس میں	رَضِيَ۔راضی ہوا	اللّٰهُ۔اللہ	عَنْهُمْ۔ان سے
وَ۔اور	رَضُوْا۔وہ راضی ہوئے	عَنْهُ۔اس سے	اُولٰٓئِكَ۔یہ لوگ ہیں
حِزْبُ۔لشکر	اللّٰهِ۔اللہ کا	اَلَآ۔خبردار	اِنَّ۔بے شک
حِزْبَ۔لشکر	اللّٰهِ۔اللہ کا	هُمُ۔وہی ہیں	الْمُفْلِحُوْنَ۔کامیاب

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع۔سورۃ المجادلۃ۔پ ۲۸

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴﴾

کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جو ایسوں کے دوست ہوئے جن پر اللہ کا غضب ہے وہ نہ تم میں سے نہ ان میں سے وہ دانستہ جھوٹی قسم کھاتے ہیں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے اس حدیث کی تخریج کی ہے: "انه كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم جالسا فى ظل حجرة من حجره و عنده نفرمن المسلمين، فقال انكم سيأتيكم انسان ينظر اليكم بعينى شيطان فاذا جاء كم فلاتكلموه فلم يلبثوا ان طلع عليهم رجل ارزق فقال عليه الصلوٰة والسلام حين راه: علامه تشتمنى انت و اصحابك فقال: ذرنى آتك بهم فانطلق فدعاهم فحلفوا فنزلت"

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے حجروں میں سے کسی حجرہ کے سایہ میں تشریف فرما تھے اور آپ کے پاس مسلمانوں کی ایک جماعت بھی موجود تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جلد ہی تمہارے پاس ایک آدمی آئے گا جو تمہیں بالکل شیطان کی طرح دیکھے گا پس جب وہ آئے تو تم اس سے گفتگو نہ کرنا، ابھی زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ ایک نیلی آنکھوں والا شخص ان کے پاس نمودار ہوا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دیکھتے ہی فرمایا: تم اور تمہارے ساتھی مجھے گالیاں کیوں دیتے ہو تو اس نے کہا ٹھہریئے میں ان کے ساتھ آپ کے پاس آتا ہوں۔ پھر وہ شخص گیا اور انہیں (اپنے ساتھیوں کو) بلا لایا تو انہوں نے قسمیں کھائیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا۔کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جو ایسوں کے دوست ہوئے۔

تعجيب من حال المنافقين الذين كانوا يتخذون اليهود اولياء و ينامحونهم و ينقلوا اليهم اسرار المومنين۔

منافقین کے حال پر بطور تعجیب کے ارشاد ہے یہ وہ منافقین تھے جو یہودیوں کو دوست رکھتے تھے اور ان کی خیر خواہی

Marfat.com

کرتے تھے اور مومنین کے راز انہیں پہنچاتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب ہے ای الم تنظر یعنی کیا آپ نے نہ دیکھا۔

قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ۔ لوگوں کو جن پر اللہ کا غضب ہے۔

وهم اليهود۔ اور یہ یہودی تھے۔

مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ۔ وہ نہ تم میں سے نہ ان میں سے۔

مَا هُمْ۔ سے مراد اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا وہ لوگ ہیں جو یہود کے دوست اور بہی خواہ تھے یعنی منافقین مِّنْكُمْ سے مراد معشر المومنین مومنوں کا گروہ ہے۔

اس پر یہ حکم لاگو نہیں ہوتا اور اغنیاء کے لئے مستحب تصدیق ہی ہے اس حکم کی ایک حکمت تو یہ تھی کہ فقراء حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صدقہ کھائیں اور اغنیا کو رغبت صدقہ ہو اور رفع حکم میں اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ تم کیا خرچ کرو گے سبھی تو محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صدقہ ہی کھاتے ہیں بلکہ ہر نعمت ان ہی کے در کی خیرات ہے اور اگر تم بالرغبت ہدیۂ ایسا کرو گے تو اس سے بڑھ کر لوٹائے جاؤ گے۔ اور وہ بارگاہ ایسی عظیم کہ وہاں ''لا'' ہے ہی نہیں۔

فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ۔ تو نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو۔

یعنی تم سے امر صدقہ کی پیروی نہ ہو سکی تو نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو، کیونکہ ذکر صدقات کا بدل ہے اور نماز سے بڑھ کر ذکر نہیں اور زکوٰۃ فی نفسہ صدقہ ہے جس کا مقصد تزکیۂ نفوس ہے ان دونوں سے اس سستی کا ازالہ ہو جائے گا جو تم سے واقع ہوئی۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہو۔

ای فی سائر الاوامر۔ یعنی تمام احکامات جو دیئے جائیں ان کی پوری پوری فرمانبرداری کرو اور انہیں خلوص سے بجالاؤ۔

وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ اور اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے۔

ظاهرا او باطنا۔ یعنی تمہارے ظاہر یا چھپے ہوئے سب کاموں سے باخبر ہے اور تمہیں اس ہی کے موافق جزا ملے گی۔

مومنوں کے گروہ سے نہیں ہیں وَلَا مِنْهُمْ سے مراد ای من اولئک القوم المغضوب علیهم یہود ہیں جن پر اللہ کا غضب ہے۔ یعنی منافقین یہود کے گروہ سے بھی نہیں۔ واضح مفہوم یہ ہے کہ منافقین گو دین کے ظاہر مقر ہیں لیکن دوستی یہود سے رکھتے ہیں اور یہود کے دین کے منکر اور دشمنی میں یہود کے ہمنوا و بہی خواہ ہیں لہٰذا دونوں سے نہیں بلکہ دونوں کے درمیان تذبذب کا شکار ہیں نہ مومن نہ کھلے کافر، دوغلے اور دورخے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے منافق کی مثال دو بکروں کے درمیان برہنہ بکری جیسی ہے دو کاٹنے والوں کے درمیان تذبذب نہ معلوم ان دونوں میں سے کس کا تتبع کرے۔

وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ۔ وہ دانستہ جھوٹی قسم کھاتے ہیں۔

يَحْلِفُوْنَ۔ مضارع کا صیغہ ہے جو واضح کرتا ہے کہ قسم کھانے میں تکرار کرتے ہیں یعنی بار بار قسمیں کھاتے ہیں اور دانستہ طور پر ایسا کرتے ہیں یوں نہیں کہ وہ سچے ہیں بلکہ دوسروں کو بتانے کے لئے کہ ہم سچے ہیں حالانکہ انہیں علم ہے کہ وہ جھوٹی قسم کھا رہے ہیں اور اپنے دعویٰ و بیان دونوں میں جھوٹے ہیں۔

Marfat.com

أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۖ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٥﴾

اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے بے شک وہ بہت برے کام کرتے ہیں۔

أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ۔ اللہ نے ان کے لئے تیار کر رکھا ہے۔

بسبب ذلک۔ اس سبب سے یعنی منافقوں کے لئے منافقت یہود دوستی اور اہل اسلام کی عداوت ومخالفت اوران کی جاسوسی کرنے کی وجہ سے۔

عَذَابًا شَدِيدًا۔ سخت عذاب نوعا من العذاب متفاقما۔

سخت برے اور دشوار عذاب کی ایک نوع جو انہیں نتھنوں کے بل لاحق ہوگا۔

إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔ بے شک وہ بہت برے کام کرتے تھے۔

ما اعتادوا عمله و تمونوا علیه۔

جو ان کے برے کام اور زیادتیاں تھیں اور جس پر وہ ڈٹے رہے واضح مفہوم ہے کہ منافقوں کو ان کے کرتوتوں کے بدلہ میں سخت ودشوار عذاب لاحق ہوگا۔

اِتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿١٦﴾۔

انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنالیا ہے تو اللہ کی راہ سے روکا تو ان کے لئے خواری کا عذاب ہے۔

اِتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ۔ انہوں نے بنایا اپنی قسموں کو۔

الفاجرة التی یحلفوا بها عند الحاجة۔ وہ بری اور گناہوں کی باتیں جن کے لئے قسمیں کھا کر ضرورت کے وقت سچے بننے کی کوشش کرتے یعنی قسموں کی آڑ میں اپنی کارروائیاں چھپالیتے اور خود کو سچا ثابت کرنے کی کوشش کرتے۔ حسن رحمہ اللہ نے ایمان کو پڑھا ہے۔

اس تقدیر پر معنی یہ ہوں گے اس ایمان کی وجہ سے جس کا اظہار وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور خالص مومنوں سے کرتے اپنی کارروائیوں کو تحفظ دیتے کہ ہم تو مومن ہیں ہم ایسا کیونکر کر سکتے ہیں یا کہہ سکتے ہیں اور اس پر جھوٹی قسم کھاتے تاکہ اعتبار قائم ہو۔

جُنَّةً۔ ڈھال وقاية و سترة عن المؤاخذة۔

بچنے کے لئے اور بطور آڑ کے یا سپر کے تاکہ مؤاخذہ نہ ہو سکے یعنی پکڑے نہ جائیں اور یہ کہ اپنا جان ومال محفوظ رہے۔

فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ۔ تو اللہ کی راہ سے روکا۔

فَصَدُّوا۔ ای الناس یعنی لوگوں کو

عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ۔ فی خلال امنهم بتشبیط من لقوا عن الدخول فی الاسلام و تضعیف امر المسلمین عندهم۔

اپنی حیلہ سازیوں سے ان کے امن وامان میں خلل ڈالا اور جو ان سے ملا اسے اسلام میں داخل ہونے سے روکا اور اپنے نزدیک مسلمانوں کے معاملے کو کمزور کیا کفار ومنافقین دوزخی ہیں اور انہیں دوزخ میں ہمیشہ ہمیش رہنا ہے یعنی ان پر ایسا

عذاب ہوگا جو کبھی ختم نہ ہوگا بلکہ عذاب پر مزید عذاب پاتے رہیں گے۔

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ؕ اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۸﴾

جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے گا تو اس کے حضور بھی ایسے ہی قسمیں کھائیں گے جیسی تمہارے سامنے کھا رہے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے کچھ نہیں کیا سنتے ہو وہ ہی جھوٹے ہیں۔

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا۔ جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے گا۔

یعنی قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ ان سب کو زندہ اٹھائے گا۔

فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ۔ تو اس کے حضور بھی ایسے ہی قسمیں کھائیں گے جیسی تمہارے سامنے کھا رہے ہیں۔

فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ۔ ای لِلّٰہِ تعالٰی یومئذ قائلین : وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے حضور اس دن یہ کہیں گے بخدا اے ہمارے پروردگار ہم شرک کرنے والے نہ تھے۔

كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ۔ فی الدنیا انهم مسلمون مثلكم۔

جس طرح دنیا میں اہل ایمان سے قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے باور کراتے تھے کہ وہ انہی کی طرح مسلمان ہیں۔

اور ہم بروز حشر بھی یونہی اللہ تعالیٰ کے حضور اسی طرح کہیں گے کہ ہم دنیا میں مخلص مومن تھے۔

وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ۔ اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے کچھ نہیں کیا۔

اَنَّهُمْ بتلک الایمان الفاجرة اس جھوٹے اور جعلی ایمان کی وجہ سے (منافقین کے ساتھ رہنے میں ہی) مضمر تھا۔ اور ایک قول ہے (صدوا) لازم ہے اور اس سے مراد ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو فی الحقیقت قبول اسلام سے روکا جیسا کہ ظاہر ہے۔

فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ۔ تو ان کے لئے خواری کا عذاب ہے۔

و عید ثان یوصف آخر لعذابهم و قیل : الاول عذاب القبر و هذا عذاب الآخرة۔

یہ دوسری وعید ہے کہ اللہ کی راہ سے روکنے پر انہیں آخرت میں عذاب ہوگا اور ایک قول ہے پہلی وعید سے مراد عذاب قبر اور اس سے (دوسری سے) مراد آخرت کا عذاب ہے جو ذلیل ورسوا کرنے والا ہوگا۔

لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾

ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ کے سامنے انہیں کچھ کام نہ دیں گے وہ دوزخی ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا ہے۔

لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا۔

ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ کے سامنے انہیں کچھ کام نہ دیں گے۔

یہ آیت تمام کفار کے حق میں عام ہے اور یہاں منافقین کے احوال کا ذکر کرکے ان پر واضح کیا گیا ہے کہ مال و اولاد جس پر انہیں ناز ہے اور زعم رکھتے ہیں، کوئی بھی کام نہ دے گا اور عذاب الٰہی عزوجل سے نہ بچا سکے گا، سورۂ آل عمران میں یہ آیت تکرار سے بتغیر الفاظ میں آئی ہے اور مفسرین کا قول ہے کہ وہاں یہ بنو قریظہ وغیرہ یہودی قبائل یا ابوجہل وغیرہ کے حق میں

28A

اتری جنہوں نے اسلام دشمنی میں کثیر مال خرچ کیا تھا اور اپنی اولاد پر زعم رکھتے تھے چونکہ منافقین بھی یہود و کفار کے دوست اور بہی خواہ تھے لہٰذا بعید نہیں کہ وہ بھی در پردہ اسلام دشمنی میں یہی چلن رکھتے ہوں اس لئے انہیں بھی بطور تہدید وعید شدید ہے۔

اُولٰٓئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ؕ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ۔ وہ دوزخی ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا ہے۔

عَلٰى شَیۡءٍ من جلب منفعة او دفع مضرة كما كانوا عليه في الدنيا حيث كانوا يدفعون بها عن ارواحهم و اموالهم و يستجوون بها فوائد دنيويه۔

فائدہ حاصل کرنے کی غرض سے یا اپنے سے ضرر کو دور کرنے کے لئے جیسا کہ دنیا کی زندگی میں کرتے تھے اور جس کی وجہ سے (جھوٹی قسموں کی آڑ میں) اپنے مال و جان کو محفوظ بناتے تھے اور انہی کے ساتھ دنیوی فائدہ حاصل کرتے تھے۔

اَلَاۤ اِنَّهُمۡ هُمُ الۡكٰذِبُوۡنَ۔

البالغون في الكذب الى غاية ليس وراء ها غاية حيث تجاسروا على الكذب بين يدى علام الغيوب و زعموا ان ايمانهم الفاجرة تروج الكذب لديه عزوجل كما تروجه عند المومنين۔

ایسے جھوٹے کہ اس سے بڑھ کر جھوٹے ہونے کی حد نہیں کہ خداوند قدوس جو پوشیدہ بھیدوں کا خوب جاننے والا ہے اس کے حضور بھی جھوٹ بولیں گے اور گمان کریں گے کہ ان کے جھوٹے اور جعلی ایمان کا دروغ گوئی کے ذریعہ اللہ عزوجل کے حضور بھی اسی طرح بھرم (اعتبار) قائم رہے گا جس طرح مومنوں کے ساتھ کارآمد ہو جاتا تھا۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ منافقین اپنی جھوٹی قسموں اور دروغ بے فروغ کو کارآمد سمجھیں گے۔ جبکہ ایسا خیال خام ہوگا اللہ تعالیٰ عالم الغیب، علیم بذات الصدور ہے لیکن ظالموں کی ڈھٹائی اور بے حد دروغ گوئی کا یہ حال ہوگا کہ دنیا میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل ایمان کے روبرو جھوٹ بولتے رہے اور روز حشر اللہ عزوجل کے حضور بھی جھوٹ بولیں گے اور سمجھیں گے کہ دنیا کی طرح داؤ چل جائے گا لیکن حقیقت میں خود کو دھوکہ دیں گے اور جہنم کے ابدی عذاب اور رسوائی کا شکار ہوں گے۔

اِسۡتَحۡوَذَ عَلَيۡهِمُ الشَّيۡطٰنُ فَاَنۡسٰٮهُمۡ ذِكۡرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزۡبُ الشَّيۡطٰنِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزۡبَ الشَّيۡطٰنِ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ﴿۱۹﴾

ان پر شیطان غالب آ گیا تو انہیں اللہ کی یاد بھلا دی وہ شیطان کے گروہ ہیں سنتا ہے بے شک شیطان ہی کا گروہ ہار میں ہے۔

اِسۡتَحۡوَذَ عَلَيۡهِمُ الشَّيۡطٰنُ۔ ان پر شیطان غالب آ گیا۔

اى غلب على عقولهم بوسوسة و تزيينه حتى اتبعوه فكان مستوليا عليهم۔

یعنی ان کی عقلوں پر وسوسوں اور ان کے دلوں کو بھی لبھانے اور سہانے کے ذریعہ ان کی عقلوں پر غالب آ گیا یہاں تک کہ انہوں نے اس کی پیروی کی پس وہ ان پر چھا گیا یا مسلط ہو گیا، قاموس میں الحوذ کے معنی تقيد السوق بالسريع کے ہیں یعنی جمع کر کے یا اکٹھا کر کے تیزی کے ساتھ ہانکنا یا چلانا جس طرح ساربان اونٹوں کو ہنکاتا ہے۔

فَاَنۡسٰٮهُمۡ ذِكۡرَ اللّٰهِ۔ تو انہیں اللہ کی یاد بھلا دی۔

في معنى لم يمكنهم من ذكره عزوجل بما زين لهم من الشهوات فهم لا يذكرونه اصلا

Marfat.com

28B

بقلوبهم و لا بالسنتهم۔

مطلب ہے کہ شیطان نے شہوات و مرغوبات کو ان کے لئے اس قدر سہانا اور دلفریب بنایا ہے کہ ان کے لئے اللہ عزوجل شانہ کا ذکر کرنا ممکن ہی نہیں رہا۔ پس وہ سرے سے نہ اپنے دلوں کے ساتھ اور نہ ہی اپنی زبانوں کے ساتھ اس کا ذکر کرتے ہیں یعنی انہیں اس قدر غافل کر دیا ہے کہ وہ عذاب و عقوبت سے نہیں ڈرتے۔ اور انہیں اس امر کا علم ہی نہیں کہ حق تعالیٰ ان کے اسرار کو بخوبی جانتا ہے۔

أُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ۔ وہ شیطان کے گروہ ہیں۔

ای جنوده و اتباعه۔ یعنی شیطان کے لشکر اور اس کے پیروکار ہیں۔

أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ۔ بے شک شیطان کا ہی گروہ ہار میں ہے۔

ای الموقوفون بالخسران الذی لا غاية وراء ه حيث فوتوا علی انفسهم النعيم والمقيم و اخذ وابدله العذاب الاليم۔

یعنی یہ لوگ گھاٹا و خسارہ اٹھانے والے ہیں ایسا خسارہ جس کی انتہا نہیں جس کی وجہ سے جنت کی دائمی نعمتوں سے محروم ہو گئے اور جہنم کے ابدی عذاب میں پکڑے گئے اور شیطانی گروہ کے لئے خسارہ ہی خسارہ ہے دائمی بربادی و ہلاکت ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ ﴿٢٠﴾

بے شک وہ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ۔

بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں یعنی شیطان کے گروہ اور اس کی پیروی کرنے والے مراد کفار و مشرکین اور منافقین وغیرہ۔

أُولَٰئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ۔ وہ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں۔

أُولَٰئِكَ۔ جن لوگوں کا پیچھے ذکر ہوا یعنی منافقین۔

فِي الْأَذَلِّينَ۔ اولین و آخرین سے جو اللہ نے پیدا کیا ذلیل ترین مخلوق میں شمار ہوں گے کہ ان سے زیادہ کوئی ذلیل نہیں ان کی ذلت ان کے کرتوتوں اور ان کی دشمنی کے حساب و مقدار سے ہوگی اور اس کی حد نہ ہوگی ظاہر ہے کہ عزت اللہ عزوجل اور اسے رسول ﷺ اور اس کے مومنین بندوں کے لئے ہے اور اللہ کریم کی عزت غیر متناہی اور بے انتہا ہے لہٰذا ان نافقوں کی ذلت اسی مناسبت سے ہوگی جس سے بڑھ کر کوئی ذلت نہ ہوگی اور نہ ہی اس کی انتہا ہوگی۔

كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي ۚ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿٢١﴾

اللہ لکھ چکا کہ ضرور میں غالب آؤں گا اور میرے رسول بے شک اللہ قوت والا عزت والا ہے۔

كَتَبَ اللَّهُ۔ اللہ لکھ چکا۔

ای! اثبت فی اللوح المحفوظ او قفی و حکم۔ یعنی لوح محفوظ میں لکھ چکا یا فیصلہ فرما دیا یا حکم فرما چکا۔

لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي۔ کہ ضرور میں غالب آؤں گا اور میرے رسول۔

ای الحجۃ و السیف یعنی حجت کے ساتھ اور تلوار کے ذریعہ واضح مفہوم یہ ہے کہ غلبہ کی ایک صورت یہ ہوگی کہ دلائل وبراہین سے منکروں کافروں کو عاجز کر دیں گے اور ایک صورت یہ ہے کہ رسول اور ان کے متبعین مومنین کفار پر جہاد میں غالب رہیں گے، اور یہ غلبہ واضح ہے جیسا کہ پیغمبروں کے تذکرہ میں گزرا کہ ان کے اعداء ہلاک ہوئے اور متبعین غالب رہے۔

قوم نوح، قوم لوط، قوم صالح علیہم السلام اور دیگر اقوام کے قصوں سے یہ بات ثابت ہے۔ جہاد کی صورت میں بھی کفار مغلوب ومقہور رہے جیسا کہ عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں غزوۂ بدر ودیگر مشاہدات میں ہوا، یہاں یہ بات پیش نظر رہے کہ جو حجت جہاد خالصتاً لوجہ اللہ ہوگا اسی کے بارے میں یہ ارشاد ہے۔ اس لئے کہ حق کا غلبہ امر قطعی ہے اور بمقابلہ حق باطل کا غلبہ ہو ہی نہیں سکتا۔

اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ اور اگر غلبۂ کفار ظاہر ہو تو واضح رہنا چاہئے کہ ایسا جہاد میں کوتاہی اور اخلاص میں کمی کی وجہ ہوگا۔

وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ تاہم یہ غلبہ عارضی ہوگا دائمی غلبہ حق ہی کے لئے ہے غزوۂ احد میں جو صورت پیدا ہوئی اس کے بارے میں محققین کا ارشاد یہی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف ہزیمت وشکست کی نسبت کرنا کفر ہے اور یہ اسی آیت سے مستفاد ہے۔

کیونکہ ان کا سارا معاملہ خدا عزوجل اور رسول ﷺ کی فرماں برداری میں تھا ایسا نہ ہوتا تو وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۗ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وارد نہ ہوتا اور یہی کافی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ۔ بے شک اللہ قوت والا اور عزت والا ہے۔

علی نصر رسلہ و لا یغلب علی مرادہ عزو جل۔

یعنی اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کی نصرت پر ایسی قوت رکھتا ہے کہ کوئی اس کے ارادہ ومشیت میں نہ رکاوٹ ڈال سکتا ہے اور نہ ہی کوئی اس پر غلبہ حاصل کر سکتا ہے۔ لاریب تمام قوت وعزت اسی ہی کے لئے ہے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ۗ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَ اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ۗ وَ يُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۗ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ۗ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۗ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۲۲﴾

تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت ہے سنتا ہے! اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ۔

تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول

کی مخالفت کی۔

خطاب للنبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اولکل احد یصلح لہ۔

یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب ہے یا ہر اس شخص سے جو اپنی خیر خواہی چاہتا ہے مطلب یہ ہے کہ مومنین سے یہ ہو ہی نہیں سکتا اور ان کی یہ شان ہی نہیں اور ایمان اس کو گوارا ہی نہیں کرتا کہ خدا عز وجل و رسول ﷺ کے دشمنوں سے دوستی کرے یا رکھے۔ کشاف میں ہے:

انہ من فرض غیر الواقع واقعا محسوسا حیث نفی الوجدان علی الصفۃ۔

جو یہ فرض کرلے کہ ایسا نہیں ہوا تو اس نے وجدان کی نفی کی کیونکہ اللہ نے تجد فرما کر صفت قوم بیان کی ہے یعنی مومن سے یہ امر ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ دشمنان خدا اور رسول سے دوستی رکھے یا اس میں ان کی دوستی پائی جائے۔

مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ سے مراد کفار ہیں اور بعض آثار میں فاسقین بھی اسی میں شامل ہیں اور فاسقین سے ترک موالات مشرکین و کفار ہی کی طرح ہے اور اس پر متعدد احادیث وارد ہیں ترمذی میں واثلہ سے مرفوعاً روایت ہے۔

یقول اللہ تبارک و تعالی: و عزتی لاینال رحمتی من لم یوال اولیائی و یعاد اعدائی۔

اللہ کریم فرماتا ہے کہ مجھے اپنی عزت کی قسم وہ میری رحمت ہرگز نہیں پائے گا جو میرے دوستوں سے محبت و دوستی نہ رکھے اور میرے دشمنوں سے بغض و عداوت نہ رکھے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔

اوثق الایمان الحب فی اللہ والبغض فی اللہ۔

پختہ ترین ایمان یہ ہے کہ اللہ عز وجل ہی کے لئے محبت ہو اور اللہ عز وجل ہی کے لئے عداوت ہو، اس سے واضح ہوا کہ بے دینوں، بدمذہبوں اللہ عز وجل اور اس کے رسولوں علیہم السلام اور دوستوں کی جناب میں گستاخی، بے باکی اور جرأت اور بے ادبی کرنے والوں سے مؤدت و اختلاط جائز نہیں۔

وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ۔

اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔

وَلَوْ كَانُوْٓا۔ ای من حاد اللہ و رسولہ علیہ الصلوۃ و السلام۔ یعنی وہ جو اللہ اور اس کے رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرتے ہوں۔ اٰبَآءَهُمْ کی تقدیم اس لئے ہے کہ اولاد پر ان کی (باپوں کی) اطاعت لازم ہے اور یونہی دنیا میں ان کی مصاحبت و محبت معروف ہے اور ان کے بعد بیٹوں کو ثانیاً ذکر کرنا ان کے ساتھ انتہائی تعلق کی وجہ سے کہ وہ ان کے جگر پارے ہیں اور تیسرے نمبر پر بھائیوں کا ذکر اس لئے ہے کہ وہ ان کے مددگار ہوتے ہیں اور اقارب (کنبہ والے) پر کلام کو ختم کیا ہے، جس کا مطلب ہے کہ برادری والے نہ صرف قابل اعتماد ہوتے ہیں بلکہ قوت و مدد کا باعث ہوتے ہیں ابو رجا نے عشائرھم یعنی جمع کے ساتھ بھی قراءت کی ہے لیکن اہل ایمان کو قرابت اور رشتہ داری کا لحاظ نہیں ہوتا کہ اس وجہ سے خدا اور رسول کے مخالفوں کے بارے میں نرم گوشہ رکھیں، اہل ایمان ان سب رشتوں کو قربان کر کے اللہ و رسول کی رضا کے طلب گار ہوتے ہیں۔ بخاری میں ہے کہ بروز بدر حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے اپنے والد جراح کو قتل کیا۔ حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے حقیقی بیٹے عبدالرحمٰن کو بروز بدر دعوت مبارزت دی مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنی مشاورت کے لئے روک لیا اور اجازت نہ دی۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے یوم احد اپنے بھائی عبداللہ کو قتل کیا اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو اور حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت حمزہ بن عبدالمطلب اور حضرت عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما نے ربیعہ کے بیٹوں عتبہ، شیبہ اور ولید بن عتبہ کو قتل کیا جو قریبی رشتہ دار تھے اور مفسرین کا کہنا ہے کہ یہ آیت ان مومنین کے حق میں نازل ہوئی۔

اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ۔ یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا۔

ای اثبت اللہ تعالیٰ فیھا۔

یعنی اللہ نے ان لوگوں کے دلوں میں جمادیا ہے گویا ان کے قلوب میں ایمان اس طرح جمع ہے جیسے انگوٹھی میں نگینہ یا انکے قلوب نور ایمان کے اثبات سے جگمگا رہے ہیں یا قنادیل نوری ہیں اور ان کے قلوب پر شک آ ہی نہیں سکتا۔

وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ۔ اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی۔

وَاَيَّدَهُمْ۔ ای قواھم یعنی انہیں قوت ومضبوطی عطا کی۔ (بِرُوْحٍ مِّنْهُ) والمراد بالروح نور القلب اور روح سے مراد قلب کا نور ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے اس کے دل میں ڈالتا ہے جس سے طمانیت عروج اور تحقیق کی بلندیاں حاصل ہوتی ہیں۔

ایک قول ہے کہ مراد رحمت الٰہی عزوجل ہے اور بعض نے کہا مراد جبرائیل علیہ السلام ہیں اور یونہی ایک قول ہے بدر کے روز جبرائیل علیہم السلام اور فرشتے علیہم السلام اہل ایمان کی تائید ونصرت کے لئے نازل ہوئے۔

وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا۔

اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں۔

یعنی آخرت میں ان پر یہ انعامات ہوں گے اور وہ ہمیشہ ہمیش ایسے باغوں میں رہیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور دائمی نعمتوں سے نوازے جائیں گے یہ ان کے ایمان واخلاص کا ثمرہ ہوگا اور یہ اللہ عزوجل کا وعدہ ہے۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔

اللہ کریم کا ان سے راضی ہونا ان کے ایمان واخلاص واطاعت کے سبب ہوگا۔ اور وہ اللہ کریم کی رحمت وکرم اور اخروی انعامات کے حصول پر اپنے پروردگار عزوجل سے خوش ہوں گے۔

اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ۔ یہ اللہ کی جماعت ہے۔

تشریف لھم ببیان اختصاصھم به تعالی۔ یہ ان لوگوں کی بزرگی وعظمت شان کے اظہار کے لئے فرمایا اس وجہ سے کہ وہ خلوص وللہیت کے ساتھ اپنے پروردگار کے دین کے مؤید اور اس کے احکام کے پابند تھے اور اسی نسبت سے حزب اللہ قرار دیئے گئے کہ غلبہ حق کے لئے طاغوتی قوتوں کے سامنے ڈٹے رہے یہاں تک کہ اس کے حضور پہنچے۔

اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔

بیان لاختصاصھم لسعادۃ الدارین۔

یہ ان لوگوں کے لئے دونوں جہان کی خصوصی نوازشوں کے بطور خاص بیان کے لئے ارشاد ہے واضح مفہوم یہ ہے کہ یہ لوگ اللہ عزوجل کی جماعت ہے اور اللہ کی جماعت ہی دین و دنیا اور عقبیٰ و آخرت کی جملہ کامیابیوں و کامرانیوں کو پانے والی ہے اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بڑی مدح و تعریف ہے اور اللہ عزوجل نے انہیں اپنا گروہ فرمایا ہے لہٰذا اس گروہ سے رائی برابر بھی بے رخی و بے ہودگی بربادیٔ ایمان و آخرت کا باعث ہے اور اللہ عزوجل نے انہیں کو کامیاب قرار دیا ہے۔ جو انہیں ناکام جانے یا ان کے بارے میں سوءِ ظنی رکھے وہ نامراد ہے اللہ عزوجل نے اس آیت میں انہیں نہ صرف نعمتوں کی بشارت دی ہے وعدہ فرمایا ہے بلکہ اپنی رضا اور ان کی رضا کا ذکر کر کے ان کے محبوبانِ بارگاہ ہونے کو قطعی فرمادیا ہے اور محبوبانِ بارگاہ اقدس کی عداوت اللہ عزوجل سے اعلان جنگ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ حِزْبِكَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْ حِزْبِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔

(الحمد للہ سورہ مجادلہ کی تفسیر تمام ہوئی)

۲۹ جمادی الثانیہ ۱۴۱۰ھ بمطابق ۲۷ جنوری ۱۹۹۰ بروز ہفتہ

Marfat.com

مختصر تفسیر سورة الحشر پارہ ۲۸

سورۃ الحشر مدنی ہے اس میں چوبیس آیات اور تین رکوع ہیں البقاعی کا قول ہے کہ سورۃ کا نام سورۃ بنی النضیر ہے۔ امام بخاری وغیرہ رحمہم اللہ نے ابن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عباس سے کہا سورۃ الحشر تو انہوں نے کہا کہ سورۃ بنی النضیر کہو ابن حجر رحمہ اللہ کا قول ہے گویا انہوں نے (عبداللہ بن عباس نے) اس سورۃ کو سورۃ الحشر کے نام سے موسوم کرنے کو مکروہ جانا شائد اس لئے کہ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ اس سے مراد قیامت کا دن ہے اور یہاں تو صرف بنی النضیر کا جلاوطن کرنا ہی مراد ہے۔

اس سورۃ مبارکہ کی پچھلی سورۃ مبارکہ المجادلہ سے مناسبت یہ ہے کہ دونوں کے مضامین مشترک ہیں مجادلہ میں منافقین اور یہود اور ان کی روگردانیوں اور سرکشیوں کا ذکر ہے اور اس میں فقط یہود کا ذکر ہے تاہم منافقین کی معاونت بھی مشیر ہے۔ المجادلہ کے آخر میں فرمایا گیا تھا کہ اللہ لکھ چکا کہ میں اور میرے رسول ہی غالب رہیں گے۔

سورۃ بنی النضیر میں یہودی قبیلہ بنی نضیر کی جلاوطنی اور سازشوں کے باوجود مغلوبیت روشن ہے۔ کتاب المغازی میں ابن اسحٰق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنونضیر کا سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معاہدہ ہوا تھا کہ ہم نہ تو آپ سے اور نہ ہی آپ کے مخالفوں سے آپ کی حمایت میں لڑیں گے اور نہ ہی آپ کے مخالفوں کے ہمراہ آپ کے خلاف لڑیں گے۔ پس جب غزوۂ بدر میں مسلمانوں کو عظیم فتح حاصل ہوئی تو بنونضیر کہنے لگے۔ یہی وہ نبی ہیں جن کی نعت تورات میں ہے اور ان کا علم کبھی سرنگوں نہ ہوگا لیکن غزوۂ احد میں جب مسلمانوں کو زخم پہنچا تو وہ متذبذب ہو گئے اور شبہہ میں پڑ گئے اور انہوں نے میثاق مدینہ کی خلاف ورزی کی اور اسے توڑ ڈالا۔

کعب بن الاشرف چالیس سواروں کے ساتھ مکہ پہنچا اور کعبہ معظّمہ کے نزدیک حلف اٹھایا کہ بنی نضیر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف قریش کی مدد کریں گے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس معاہدہ کی خبر دی جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کعب بن اشرف کے قتل کا حکم صادر فرمایا۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مردود کو واصل جہنم کیا۔ بنونضیر نے پیہم غداریاں کیں اور معاہدے کی پاسداری نہ کی۔ بنونضیر نے آپ کی دعوت ارشاد سننے کے بہانے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کی سازش دو مرتبہ کی مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے فضل سے محفوظ رہے اور آپ کو ان کے فاسد ارادوں کی اطلاع ہو گئی۔ اسی طرح غزوۂ بیر معونہ سے واپسی پر عمرہ بن امیہ ضمری کے ہاتھ دو مقتولوں کی دیت کے سلسلے میں جب آپ بنی نضیر کے ہاں پہنچے تو انہوں نے بلندی سے پتھر لڑھکا کر آپ کے قتل کی سازش کی مگر حق تعالیٰ نے آپ کو اطلاع فرمائی اور محفوظ رکھا اور آپ ان کی مجلس سے اٹھ کر تشریف لے گئے اور اس کے بعد محمد بن مسلمہ کو بلا کر انہیں بنی نضیر کے یہود کے پاس جا کر انہیں یہ حکم دینے کو کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ پیغام دے کر بھیجا ہے کہ تم لوگ میرے شہر سے نکل جاؤ اور تمہیں صرف دس روز کی مہلت ہے۔

Marfat.com

اس مدت کے بعد جو کوئی یہاں پایا گیا قتل کیا جائے گا۔ یہ فرمان عالی شان سننے کے بعد یہود کو بہت فکر ہوئی اور وہ نکلنے کی تیاریوں میں مشغول ہوئے۔ عبداللہ ابن ابی نے ان کی بڑی دلجوئی کی اور انہیں دو ہزار سواروں کے ساتھ حفاظت کا یقین دلایا اور بنوقریظہ اور بنوغطفان کی امداد کا بھروسا دلایا اور خوب کوشش کی مگر کعب بن اسد قرظی نے صاف انکار کر دیا اور کوشش کی کہ معاملہ طویل ہو۔ اللہ تعالیٰ نے سب کو ناکام کیا۔ یہود مرعوب ہو کر جلاوطن ہوئے اور شام، اریحا اور خیبر کی طرف چلے گئے، اسی جلاوطنی کا ذکر اس سورۃ مبارکہ کا موضوع ہے۔

سورة الحشر مدنيه

اس میں تین رکوع چوبیس آیتیں چار سو پینتالیس کلمے اور ایک ہزار نو سو تیرہ حروف ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بامحاورہ ترجمہ رکوع اول۔سورۃ الحشر۔پ ۲۸

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ①

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور وہی عزت و حکمت والا ہے

هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ۭ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۤ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۤ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ②

وہی ہے جس نے ان کافر کتابیوں کو ان کے گھروں سے نکالا ان کے پہلے حشر کے لئے تمہیں گمان نہ تھا کہ وہ نکلیں گے اور وہ سمجھتے تھے کہ ان کے قلعے انہیں اللہ سے بچالیں گے تو اللہ کا حکم ان کے پاس آیا جہاں سے ان کا گمان بھی نہ تھا اور اس نے ان کے دلوں میں رعب ڈالا کہ اپنے گھر ویران کرتے ہیں اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں تو عبرت لو اے نگاہ والو

وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاۗءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۭ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ③

اور اگر نہ ہوتا کہ اللہ نے ان پر گھر سے اجڑنا لکھ دیا تھا تو دنیا میں ان پر عذاب فرماتا اور ان کے لئے آخرت میں آگ کا عذاب ہے

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاۗقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاۗقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ④

یہ اس لئے کہ وہ اللہ سے اور اس کے رسول سے پھٹے رہے اور جو اللہ اور اس کے رسول سے پھٹا رہے تو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَاۗىِٕمَةً عَلٰٓي اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ⑤

جو درخت تم نے کاٹے یا ان کی جڑوں پر قائم چھوڑ دیے یہ سب اللہ کی اجازت سے تھا اور اس لیے کہ فاسقوں کو رسوا کرے

Marfat.com

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۶﴾

اور جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول کو ان سے تو تم نے ان پر نہ اپنے گھوڑے دوڑائے تھے اور نہ اونٹ ہاں اللہ اپنے رسولوں کے قابو میں دے دیتا ہے جسے چاہے اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ؕ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۷﴾

جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسولوں کو شہر والوں سے وہ اللہ اور رسول کی ہے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے کہ تمہارے اغنیاء کا مال نہ ہو جائے اور جو کچھ تم کو رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿۸﴾ۚ

ان فقراء ہجرت کرنے والوں کے لئے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے اللہ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے اور اللہ و رسول کی مدد کرتے وہی سچے ہیں

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕۚ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۹﴾ۚ

اور جنہوں نے پہلے سے اس شہر میں ایمان لانے سے پہلے گھر بنا لیا دوست رکھتے ہیں انہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے گئے اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے اس چیز کی جو دیے گئے اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں شدید محتاجی ہو اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا تو وہی کامیاب ہیں

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰﴾

اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کے لئے کینہ نہ رکھ اے ہمارے رب بے شک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے

Marfat.com

حل لغات رکوع اول-سورۃ الحشر-پ ۲۸

سَبَّحَ-پاکی بولتا ہے	لِلّٰہِ-اللہ کی	مَا-جو	فِی-بیچ
السَّمٰوٰتِ-آسمانوں کے ہے	وَ-اور	مَا-جو	فِی-بیچ
الْاَرْضِ-زمین کے ہے	وَ-اور	هُوَ-وہ	الْعَزِیْزُ-غالب
الْحَکِیْمُ-حکمت والا ہے	هُوَ-وہ	الَّذِیْٓ-وہ ہے جس نے	اَخْرَجَ-نکالا
الَّذِیْنَ-ان کو جو	کَفَرُوْا-کافر ہوئے	مِنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ-اہل کتاب میں سے	
مِنْ دِیَارِهِمْ-ان کے گھروں سے		لِاَوَّلِ-واسطے پہلے	الْحَشْرِ-حشر کے
مَا-نہ	ظَنَنْتُمْ-گمان تھا تم کو	اَنْ-یہ کہ	یَّخْرُجُوْا-نکل جائیں گے
وَ-اور	ظَنُّوْٓا-وہ بھی سمجھتے تھے	اَنَّهُمْ-کہ ان کو	مَّانِعَتُهُمْ-بچالیں گے
حُصُوْنُهُمْ-ان کے قلعے	مِّنَ اللّٰهِ-اللہ سے	فَاَتٰىهُمُ-تو آیا ان کے پاس	اللّٰهُ-اللہ کا حکم
مِنْ حَیْثُ-جہاں سے	لَمْ-نہ	یَحْتَسِبُوْا-گمان کرتے تھے	وَ-اور
قَذَفَ-ڈالا	فِیْ-بیچ	قُلُوْبِهِمُ-ان کے دلوں کے	الرُّعْبَ-رعب
یُخْرِبُوْنَ-خراب کرتے ہیں		بُیُوْتَهُمْ-اپنے گھر	بِاَیْدِیْهِمْ-اپنے ہاتھوں
سے	وَ-اور	اَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ-مومنوں کے ہاتھوں سے	
فَاعْتَبِرُوْا-تو عبرت پکڑو	یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ-اے آنکھوں والو		وَ-اور
لَوْلَآ-اگر نہ ہوتا	اَنْ-یہ کہ	کَتَبَ-لکھا	اللّٰهُ-اللہ نے
عَلَیْهِمُ-ان پر	الْجَلَآءَ-جلاوطن ہونا	لَعَذَّبَهُمْ-تو عذاب کرتا ان پر	
فِی-بیچ	الدُّنْیَا-دنیا کے	وَ-اور	لَهُمْ-ان کے لئے
فِی-بیچ	الْاٰخِرَةِ-آخرت کے	عَذَابُ-عذاب ہے	النَّارِ-آگ کا
ذٰلِكَ-یہ		بِاَنَّهُمْ-اس لئے کہ انہوں نے	شَآقُّوا-مخالفت کی
اللّٰهَ-اللہ	وَ-اور	رَسُوْلَهٗ-اس کے رسول کی	وَ-اور
مَنْ-جو	یُّشَآقِّ-مخالفت کرے	اللّٰهَ-اللہ کی	فَاِنَّ-تو بے شک
اللّٰهَ-اللہ	شَدِیْدُ-سخت	الْعِقَابِ-عذاب والا ہے	مَا-جو
قَطَعْتُمْ-کاٹے تم نے	مِّنْ لِّیْنَةٍ-کھجور کے درخت	اَوْ-یا	تَرَکْتُمُوْ-چھوڑا تم نے
هَا-ان کو	قَآئِمَةً-کھڑے	عَلٰٓی-اوپر	اُصُوْلِهَا-اپنی جڑوں کے
فَبِاِذْنِ-تو وہ حکم	اللّٰهِ-الٰہی سے ہے	وَ-اور	لِیُخْزِیَ-تاکہ رسوا کرے
الْفٰسِقِیْنَ-فاسقوں کو	وَ-اور	مَآ-جو	اَفَآءَ-غنیمت دے
اللّٰهُ-اللہ	عَلٰی-اپنے	رَسُوْلِهٖ-رسول کو	مِنْهُمْ-ان سے

Marfat.com

فَمَآ۔تو نہیں	اَوْجَفْتُمْ۔دوڑائے تم نے	عَلَيْهِ۔اس پر	مِنْ خَيْلٍ۔گھوڑے
وَّ۔اور	لَا۔نہ	رِكَابٍ۔اونٹ	وَّ۔اور
لٰكِنَّ۔لیکن	اللّٰهَ۔اللہ	يُسَلِّطُ۔غالب کرتا ہے	رُسُلَهٗ۔اپنے رسولوں کو
عَلٰى۔اوپر	مَنْ۔جس کے	يَّشَآءُ۔چاہے	وَ۔اور
اللّٰهُ۔اللہ	عَلٰى۔اوپر	كُلِّ۔ہر	شَيْءٍ۔چیز کے
قَدِيْرٌ۔قادر ہے	مَآ۔جو	اَفَآءَ۔غنیمت دے	اللّٰهُ۔اللہ
عَلٰى۔اپنے	رَسُوْلِهٖ۔رسول کو	مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى۔شہر والوں سے	
فَلِلّٰهِ۔تو اللہ کے لئے	وَ۔اور	لِلرَّسُوْلِ۔رسول کے لئے	وَ۔اور
لِذِي الْقُرْبٰى۔قرابت والوں کے لئے		وَ۔اور	الْيَتٰمٰى۔یتیموں
وَ۔اور	الْمَسٰكِيْنِ۔مسکینوں کے لئے ہے		وَ۔اور
ابْنِ السَّبِيْلِ۔مسافروں کے لئے		كَيْ۔تاکہ	لَا۔نہ
يَكُوْنَ۔ہو	دُوْلَةً۔مال	بَيْنَ۔درمیان	الْاَغْنِيَآءِ۔غنیوں کے
مِنْكُمْ۔تم میں سے	وَ۔اور	مَآ۔جو	اٰتٰكُمُ۔دے تم کو
الرَّسُوْلُ۔رسول	فَخُذُوْهُ۔تو لو اس کو	وَ۔اور	مَا۔جو
نَهٰكُمْ۔روکے تم کو	عَنْهُ۔اس سے	فَانْتَهُوْا۔تو باز آجاؤ	وَ۔اور
اتَّقُوا۔ڈرو	اللّٰهَ۔اللہ سے	اِنَّ۔بے شک	اللّٰهَ۔اللہ
شَدِيْدُ۔سخت	الْعِقَابِ۔عذاب والا ہے	لِلْفُقَرَآءِ۔فقیر	الْمُهٰجِرِيْنَ۔مہاجروں کے
لئے	الَّذِيْنَ۔جو	اُخْرِجُوْا۔نکالے گئے	مِنْ دِيَارِ۔گھروں
هِمْ۔اپنے سے	وَ۔اور	اَمْوَالِهِمْ۔اپنے مالوں سے	يَبْتَغُوْنَ۔چاہتے ہیں
فَضْلًا۔فضل	مِّنَ اللّٰهِ۔اللہ کا	وَ۔اور	رِضْوَانًا۔رضامندی
وَّ۔اور	يَنْصُرُوْنَ۔مدد کرتے ہیں	اللّٰهَ۔اللہ کی	وَ۔اور
رَسُوْلَهٗ۔اس کے رسول کی	اُولٰٓئِكَ۔یہ	هُمُ۔وہی ہیں	الصّٰدِقُوْنَ۔سچے
وَ۔اور	الَّذِيْنَ۔وہ جنہوں نے	تَبَوَّؤُ۔جگہ بنائی	الدَّارَ۔اس شہر
وَ۔اور	الْاِيْمَانَ۔ایمان میں	مِنْ قَبْلِهِمْ۔ان سے پہلے	يُحِبُّوْنَ۔پسند کرتے ہیں
مَنْ۔جو	هَاجَرَ۔ہجرت کرتا ہے	اِلَيْهِمْ۔ان کی طرف	وَ۔اور
لَا۔نہیں	يَجِدُوْنَ۔پاتے	فِيْ۔بیچ	صُدُوْرِ۔سینوں
هِمْ۔اپنے کے	حَاجَةً۔تنگی	مِّمَّآ۔اس سے جو	اُوْتُوْا۔دیئے گئے
وَ۔اور	يُؤْثِرُوْنَ۔ترجیح دیتے ہیں	عَلٰٓى۔اوپر	اَنْفُسِهِمْ۔اپنی جانوں کے

Marfat.com

وَ۔اور لَوْ۔اگرچہ کَانَ۔ہو بِهِمْ۔ان کو اس میں
خَصَاصَةٌ۔تنگی وَ۔اور مَنْ۔جو یُّوْقَ۔بچایا گیا
شُحَّ۔بخیلی نَفْسِهٖ۔اپنے نفس کی سے فَاُولٰٓئِكَ۔تو یہ هُمُ۔وہی ہیں
الْمُفْلِحُوْنَ۔کامیاب وَ۔اور الَّذِیْنَ۔وہ جو جَآءُوْ۔آئے
مِنْۢ بَعْدِ۔بعد هِمْ۔ان کے یَقُوْلُوْنَ۔کہتے ہیں رَبَّنَا۔اے ہمارے رب
اغْفِرْ۔بخش دے لَنَا۔ہم کو وَ۔اور لِاِخْوَانِنَا۔ہمارے بھائیوں
کو الَّذِیْنَ۔جو سَبَقُوْ۔پہلے گزر گئے نَا۔ہم سے
بِالْاِیْمَانِ۔ساتھ ایمان کے وَ۔اور لَا۔نہ
تَجْعَلْ۔رکھ فِیْ۔بیچ قُلُوْبِنَا۔ہمارے دلوں کے غِلًّا۔کینہ
لِّلَّذِیْنَ۔ان کے لئے جو اٰمَنُوْا۔ایمان لائے رَبَّنَآ۔اے ہمارے رب اِنَّكَ۔بے شک
رَءُوْفٌ۔مہربان ہے رَّحِیْمٌ۔رحم کرنے والا

مختصر تفسیر اردو رکوع اول۔سورۃ الحشر۔پ ۲۸

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ①

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور وہی عزت و حکمت والا ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں۔

یعنی جاندار اور بے جان ہر کوئی اللہ عزوجل کی پاکی بولتا ہے آسمانوں میں جیسے ملائکہ علیہم السلام اور اجرام فلکی وغیرہ اور زمین میں جاندار اور بے جان مخلوق بھی اسی کا ذکر کرتے ہیں۔

وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ۔اور وہی عزت و حکمت والا ہے۔

یعنی عزت غلبہ اسی کے لئے اور اس کے تمام امور حکمتوں بھرے ہیں۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؔ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ یَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَیْثُ لَمْ یَحْتَسِبُوْا ۗ وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَهُمْ بِاَیْدِیْهِمْ وَاَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ ۗ فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ ②

وہی ہے جس نے ان کافر کتابیوں کو ان کے گھروں سے نکالا ان کے پہلے حشر کے لئے تمہیں گمان نہ تھا کہ وہ نکلیں گے اور وہ سمجھتے تھے کہ ان کے قلعے انہیں اللہ سے بچالیں گے تو اللہ کا حکم ان کے پاس آیا جہاں سے ان کا گمان بھی نہ تھا اور ان کے دلوں میں رعب ڈالا کہ اپنے گھر ویران کرتے ہیں اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں تو عبرت لو اے نگاہ والو!

هُوَ الَّذِیْٓ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِیَارِهِمْ

وہی ہے جس نے ان کافر کتابیوں کو نکالا۔

Marfat.com

هُوَ الَّذِیۡۤ ۔ وہی ہے یعنی اللہ کریم یہ اللہ تعالیٰ کی عزت وشان اور اس کے حکیمانہ احکام کے بیان کے طور پر ارشاد ہے اور لاریب وعلی الاطلاق عزت والا قہار اور حکمت باہرہ کا مالک ہے۔

اَخۡرَجَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ

کافر کتابیوں سے مراد یہود ہیں جو بنونضیر سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے مدینہ منورہ کے نواح میں قلعے تعمیر کر رکھے تھے اور پشتوں سے وہاں آباد تھے یہ بنونضیر یہود خیبر کا بنو قریظہ کی طرح بہت بڑا قبیلہ تھے انہیں ''الحیین'' کہا جاتا تھا۔ یعنی الکاھنان کیونکہ یہ دونوں قبیلے کاہن بن ہارون کی اولاد سے تھے۔ جیسا کہ ''بحر'' میں وارد ہے ایک قول ہے کہ یہ لوگ بنی اسرائیل کی اس جماعت کے ایک گروہ سے متعلق تھے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کے انتظار میں مدینہ کے نواح میں ٹھہر گئے تھے۔

اَخۡرَجَ ۔ سے مراد بنونضیر کا نواح مدینہ سے جلاوطن ہونا ہے۔

مِنۡ دِیَارِہِمۡ ۔ ان کے گھروں سے، یعنی نواح مدینہ سے جہاں وہ آباد اور سکونت رکھتے تھے۔

لِاَوَّلِ الۡحَشۡرِ ۔ ان کے پہلے حشر کے لئے۔

لام توقیت کے لئے ہے یعنی پہلے حشر کے وقت، حشر کے معنی اکٹھا کرنا یا کسی گروہ کو ایک جگہ سے نکال کر دوسری جگہ جمع کرنا ہے۔ یعنی یہ جلاوطنی ان لوگوں کا پہلا حشر ہے اور دوسرا حشر عہد فاروقی میں ہوا جب خیبر سے شام کی طرف نکالے گئے اور تیسرا حشر روز قیامت ہوگا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میدان حشر ملک شام میں ہوگا۔ کلبی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اول حشر اس لئے فرمایا کہ یہود پہلی دفعہ جزیرۂ عرب سے جلاوطن کئے گئے۔ بخاری میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آگ سب لوگوں کو سرزمین شام کی طرف ہنکا کر لے جائے گی۔

مَا ظَنَنۡتُمۡ ۔ تمہیں گمان نہ تھا۔

اب مسلمانوں سے خطاب ہے ایھا المسلمون اے مسلمانو! تمہیں گمان بھی نہ تھا۔

اَنۡ یَّخۡرُجُوۡا ۔ کہ وہ نکلیں گے۔

لشدۃِ بَاسِھِمۡ وَ مَنَعَتِھِمۡ وَوَثَاقَۃِ حُصُونِھِمۡ وَ کَثۡرَۃِ عَدَدِھِمۡ وَعِدَّتِھِمۡ ۔

یعنی وہ مدینہ سے کیسے نکلیں گے اور تمہیں ان کے اس طرح جلاوطن ہونے کا خیال بھی نہ تھا کیونکہ وہ بہت جنگجو لشکر اور طاقت ور تھے محفوظ قلعوں میں رہتے تھے اور ان کی تعداد بہت زیادہ تھی جاگیردار مالدار تھے۔

وَظَنُّوۡۤا اَنَّہُمۡ مَّانِعَتُہُمۡ حُصُوۡنُہُمۡ مِّنَ اللّٰہِ

اور وہ سمجھتے تھے کہ ان کے قلعے انہیں اللہ سے بچالیں گے۔

ای ظنوا ان حصونھم مانعتھم او تمنعھم من باس اللہ تعالیٰ۔

یعنی یہود بنونضیر یہ گمان کرتے تھے کہ ان کے مضبوط ومستحکم قلعے ان کو اللہ تعالیٰ کی گرفت وعذاب سے بچالیں گے یا حائل ہو جائیں گے اور انہیں کوئی خطرہ ہی نہ تھا کہ اہل ایمان ان پر لشکر کشی کریں گے ان کے قلعے چار تھے جن کے نام بروایت مشہورہ ''الکتیبہ''، ''الوطیع''، ''السلالم''، ''النطاۃ'' اور بعض نے پانچواں الوحذہ یا ''شقا'' بھی کہا ہے۔

Marfat.com

فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا۔ تو اللہ کا حکم ان کے پاس آیا جہاں سے ان کا گمان بھی نہ تھا۔

فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ۔ ای امرہ سبحانہٗ و قدرہ عزوجل المتاح لھم۔ یعنی ان کی جلاوطنی اور اکھیڑنا اللہ عزوجل کے حکم سے ان کے لئے مقدر کر دیا گیا۔

مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا۔ جہاں سے ان کا گمان بھی نہ تھا۔

ولم یخطر ببالھم۔ یعنی ایسا خطرہ بھی ان کے دلوں پر نہ گزرا تھا جیسا کہ سدی اور ابو صالح اور ابن جریج رحمہم اللہ سے مروی ہے کہ ان کا سردار کبیر کعب بن اشرف قتل ہوا تو یہ ان کی قوت کی کمزوری کا باعث ہوا اور ان کی شوکت گھٹ گئی اور ان کے دلوں سے سکون وطمانیت سلب ہو گئی اگر ''اتاھم'' کی ضمیر بنونضیر کی بجائے مومنین کی طرف راجع سمجھی جائے تو معنی ہوں گے کہ مومنوں کو نصرت وتائید ایسی یوں پہنچی کہ وہ اس کا گمان بھی نہ رکھتے تھے۔

وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ۔ اور اس نے ان کے دلوں میں رعب ڈالا۔ قاموس میں ہے: رَعَبَہ خوف یا گھبراہٹ یا بدحواسی ان پر ڈال دی گئی اور ان کے دلوں پر چھا گئی۔ ایک قول ہے کہ کعب بن اشرف کے قتل کے بعد وہ خوف میں مبتلا ہو گئے اور ان کا سکون لٹ گیا۔

يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ

کہ اپنے گھر ویران کرتے ہیں اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں۔

لیسدوا بما نقضوا منھا من الخشب والحجارۃ افواہ الازقہ ولئلا تبقی صالحۃ لسکنی المسلمین بعد جلائھم و لینقلوا بعض الاشیاء المرغوب فیھا مما یقبل النقل کالخشب والعمد والابواب۔

تاکہ بیکار کر دیں ان گھروں سے وہ چیزیں جو ڈھائے گئے جیسے لکڑی اور پتھر جنہیں انہوں نے بکھیر دیا تھا تاکہ کوئی شے صحیح سالم باقی نہ رہے تاکہ ان کی جلاوطنی کے بعد مسلمانوں کی سکونت وغیرہ کے کام نہ آسکیں اور اس لئے بھی کہ وہ چیزیں جو انہیں مرغوب ہوں اور قابل نقل وحمل ہوں ساتھ لاد کر لے جائیں جیسے لکڑی کے بالے شہتیر اور دروازے وغیرہ اور مسلمان اس لئے ڈھاتے تھے کہ میدان جنگ صاف ہو جائے یا وسعت پیدا ہو جائے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اسلحہ کے سوا تمام اشیاء کا اختیار دیا تھا کہ جو لے جانا چاہیں لے جائیں۔

فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِي الْاَبْصَارِ۔ تو عبرت لو اے نگاہ والو۔

فاتعظوا بما جری علیھم من الامور الھائلۃ علی وجہ لاتکاد تھتدی الیہ الافکار و اتقوا مباشرۃ ما اواھم الیہ من الکفر و المعاصی ، واعبروا من حالھم فی عذرھم و اعتمادھم علی غیر اللہ تعالٰی — الصائرۃ سببا لتخریب بیوتھم بایدیھم و ایدی اعدائھم و مفارقۃ اوطانھم مکرھین الی حال انفسکم فاتعولوا علی تعاضد الاسباب و تعتمدوا علی غیرہ عزوجل بل توکلوا علیہ سبحانہٗ۔

پس تم نصیحت حاصل کرو اس سے جن تباہ کن معاملات سے وہ دوچار ہوئے جن کو انہوں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا اور جو کفر

Marfat.com

ومعاصی کی وجہ سے ان پر مصیبت پڑی اس سے بچو اور ان کے باغیانہ طرز عمل اور غیر اللہ تعالیٰ پر بے جا اعتماد و بھروسہ سے جو ان کی حالت ہوئی اس سے عبرت حاصل کرو، یہ سب امور وجہ ہوئے کہ ان کے گھر بار ان کے اپنے ہاتھوں اور ان کے دشمنوں کے ہاتھوں برباد و تباہ ہوئے اور اپنے نہ چاہنے کے باوجود مجبوراً اپنے وطن سے جدا ہوئے، پس تم اسباب کی قوت اور غیر اللہ عزوجل پر اعتماد و بھروسہ رکھ کر ظلم وزیادتی سے بچو بلکہ حق سبحانہ وتعالیٰ پر توکل و بھروسا رکھو تا کہ تم ان کی طرح ایسی صورت احوال سے دوچار نہ ہوا ے بصیرت والو تمہارے لئے اس میں پند و موعظت ہے "فَاعْتَبِرُوْا" سے استدلال کیا گیا ہے کہ قیاس شرعی دلیل ہے اور فَاعْتَبِرُوْا میں اعتبار کا حکم موجود ہے۔

و هو العبور و الانتقال من شئ الى غيره۔ اور وہ کسی شے سے اس کے غیر کی طرف روایت کر کے یا لے جا کر تعبیر لینا یا سوچ و بچار کرنا یا جانچنا ہے اور قیاس میں یہی متحقق ہے کیونکہ اس میں اصل حکم سے فرع کی طرف انتقال ہوتا ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا دانتوں کی دیت کے بارے میں قول ہے "اعتبر حكمها بالاصابع فى ان ديتها متساوية" اس حکم کا اعتبار انگلیوں کی دیت کے بارے میں یہ ہے کہ دیت سب انگلیوں کے لئے یکساں ہو، خفاجی رحمہ اللہ کا قول ہے اعتبار کا حکم جو اس آیت میں وارد ہے وہ یہ ہے:

"و هورد الشىء الى نظيره بان يحكم عليه بحكمه" یعنی وہ کسی شے کا اس سے مشابہ یا ملتی جلتی شے کی طرف اسے لوٹانا تا کہ اس کے حکم پر فیصلہ دیا جائے۔

اور یہ الفاظ (سوچ، باریک بینی) اور قیاس عقلی وشرعی کو شامل ہے۔

وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِى الدُّنْيَا ۖ وَلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ③

اور اگر نہ ہوتا کہ اللہ نے ان پر گھر سے اجڑنا لکھ دیا تھا تو دنیا ہی میں ان پر عذاب فرماتا اور ان کے لئے آخرت میں آگ کا عذاب ہے۔

وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ۔ اور اگر نہ ہوتا کہ اللہ نے ان پر گھر سے اجڑنا لکھ دیا تھا۔

كَتَبَ اللّٰهُ۔ اى الاخراج او الخروج عن اوطانهم على ذلك الوجه الفظيع۔ اللہ نے لوح محفوظ میں نہ لکھ دیا ہوتا۔ یعنی نکالنا یا ان کا وطن سے نکلنا اس ذلت و رسوائی کے ساتھ، واضح مفہوم یہ ہے کہ اگر اللہ عزوجل نے لوح محفوظ میں ان کی اس ذلت و رسوائی کے ساتھ جلاوطنی نہ لکھ دی ہوتی۔

لَعَذَّبَهُمْ فِى الدُّنْيَا۔ تو ضرور دنیا ہی میں ان پر عذاب فرماتا۔

بالقتل كأهل بدر وغيرهم او كما فعل سبحانهٗ ببنى قريظة فى سنة خمس اذ الحكمة لو لم يكتب الجلاء عليهم۔

تو اللہ تعالیٰ انہیں دنیا میں ہی عذاب فرماتا یعنی کفار بدر وغیرہ کی طرح قتل ہوتے یا جس طرح حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے پانچ ہجری میں بنو قریظہ کے ساتھ فرمایا جب کہ اللہ کی حکمت بالغہ ان کی وطن بدری نہ ہوتی (اللہ نے ان کے لئے یوں مقدر نہ فرمایا) بعض علماء نے اخراج اور جلاء میں فرق کیا ہے ماوردی کا قول ہے جلاوطنی نہیں ہوتی مگر جماعت کی البتہ اخراج منفرد اور جماعت دونوں کے لئے ہوتا ہے۔

Marfat.com

وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ۔
اوران کے لئے آخرت میں آگ کا عذاب ہے۔

ای انهم ان نجوا من عذاب الدنیا و هو القتل لأمر اشق علیهم و هو الجلاء لم ینجوا من عذاب الاٰخرة۔

یہ لولا کے جواب کے ساتھ غیر متعلق استیناف ہے یعنی الگ جملہ ہے۔ اگر وہ دنیا کے عذاب سے جو کہ قتل ہے، نجات پا گئے ہیں (یعنی وقتی طور پر بچ گئے ہیں) اور وہ حکم ان پر بہت گراں ہے کہ وہ وطن بدر ہوئے تو اس سے وہ آخرت کے عذاب سے ہرگز نہ بچ سکیں گے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

یہ اس لئے کہ وہ اللہ سے اور اس کے رسول سے پھٹے اور جو اللہ سے پھٹا رہے تو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

ذٰلِكَ۔ یہ ای ما نزل بهم و ما سینزل یعنی ذلت وسزا ان پر پڑی اور جو جلد ہی پڑنے والی ہے۔

بِاَنَّهُمْ۔ اس لئے کہ وہ بسبب۔ اَنَّهُمْ یعنی ان ہی کے باعث یا اس وجہ سے کہ وہ

شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔ اللہ اور اس کے رسول سے پھٹے رہے۔

و فعلوا ما فعلوا من القبائح۔ اور انہوں نے جو کچھ خرابی برائی ومخالفت ہو سکتی تھی وہ انہوں نے ڈٹ کر کی یا یہ مفہوم ہے کہ ہمیشہ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت اور ایذا رسانی پر تلے رہے۔

وَمَنْ يُّشَآقِّ۔ اور جو اللہ کی مخالفت کرے۔

والاقتصار علی ذکر مشاقته عزوجل لتضمنها مشاقته علیه الصلوٰة والسلام۔

یہاں اللہ عزوجل شانہ کی مخالفت پر ذکر کا اقتصار کا مطلب ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت بھی اسی ہی کے ضمن میں شامل ہے لہٰذا مفہوم واضح ہے کہ جو اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرے تو یہی وہ امر ہے جو مخالفت کرنے والوں کی عقوبت وسزا کا سبب ہے۔ جیسا کہ آگے فرمان عالی شان ہے۔

فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۔ تو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

چونکہ ان کی مخالفت بھی شدید تھی لہٰذا عقوبت بھی شدید ہے۔

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝

جو درخت تم نے کاٹے یا ان کی جڑوں پر قائم چھوڑ دیئے یہ سب اللہ کی اجازت سے تھا اور اس لئے کہ فاسقوں کو رسوا کرے۔

اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ جسے ابن اسحٰق نے یزید بن رومان سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنو نضیر پر لشکر کشی کی تو بنو نضیر اپنے قلعوں میں پناہ گزین ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے باغ کاٹ ڈالنے اور انہیں جلا دینے کا حکم دیا اس پر اللہ اور اس کے رسول کے دشمن (بنو نضیر) بہت گھبرائے اور رنجیدہ ہوئے اور انہوں نے کہنا شروع کیا کہ تمہاری کتاب میں اس کا حکم ہے اس پر مسلمانوں کی دو رائیں ہو گئیں ایک گروہ کا خیال ہوا کہ

Marfat.com

درخت نہ کاٹے جائیں یہ درخت ''عجوہ'' اور ''لون'' کے تھے۔ ''عجوہ'' کھجور کی بہت نادر اور قیمتی قسم تھی جب کہ ''لون'' معمولی قسم تھی۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جو درختوں کے کاٹنے پر مامور تھے وہ ''عجوہ'' چھوڑ دیتے اور لون کاٹ ڈالتے اور کہتے تھے کہ مجھے امید ہے کہ یہ (عجوہ) ہمیں بطور غنیمت عطا ہوگی اور ابولیلٰی مازنی رضی اللہ عنہ بھی جو درختوں کے کاٹنے پر مامور تھے وہ عجوہ کے درخت کاٹتے اور انہوں نے کہا کہ یہ اس لئے کاٹتا ہوں کہ دشمنان اللہ و رسول رسوا ہوں اور وہ غیظ و غضب کی آگ میں جلیں تو اللہ عزوجل نے یہ حکم اتارا اور دونوں کو دوست قرار دیا اور فرمایا کاٹنا یا چھوڑ دینا اللہ ہی کے حکم سے ہے۔

مَاقَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ۔ جو درخت تم نے کاٹے۔

لِّيْنَةٍ۔ حسن مجاہد، ابن زید، عمرو بن میمون اور راغب رحمہم اللہ کے نزدیک هی النخلة مطلقاً یہ کھجور کا عام درخت ہے اور اس کی جمع الوان ہے اور یہ دیمة کے وزن ہے اور ل مکسور ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ایک جماعت کا قول ہے جو اہل لغت ہیں یہ عام کھجور کا درخت ہے جب کہ عجوہ نہ ہو۔

امام جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ یہ عجوہ ہے۔ (مَاقَطَعْتُمْ) جو تم نے کاٹے تھے اور عجوہ چھوڑ دیئے تھے۔

اَوْتَرَكْتُمُوْهَاقَآىِٕمَةً عَلٰۤى اُصُوْلِهَا۔ یا ان کی جڑوں پر قائم چھوڑ دیئے۔

ای ابقیتموها کما کانت و لم تتعرضوا لها بشرما۔

یعنی تم نے انہیں باقی رکھا اسی حال پر جس پر وہ تھے اور تم نے ان سے کچھ بھی تعرض نہ کیا (قطع و برید نہ کی) حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عجوہ کے درخت چھوڑ دیئے تھے اس گمان غالب کے تحت کہ یہ قیمتی درخت اللہ عزوجل کے فضل سے ہماری غنیمت بنیں گے۔

فَبِاِذْنِ اللّٰهِ۔ یہ سب اللہ کی اجازت سے تھا۔

ای فذلک ای قطعها او ترکها بامر اللہ تعالی الواصل الیکم بواسطة رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم او بارادته سبحانه و تعالی و مشیئته عزوجل۔

یعنی یہ سب معاملہ یعنی درختوں کا کاٹنا یا چھوڑ دینا سب اللہ تعالیٰ کے حکم (اجازت و مرضی) سے ہوا جو تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے سے پہنچی یا اللہ پاک کے ارادہ و مشیت سے ہوا کہ یہودیوں کی رسوائی ہو۔

وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ۔ اور اس لئے کہ فاسقوں کو رسوا کرے۔

ای لیعز المومنین و لیخزی الفسقین ای لیذلهم اذن عزوجل فی القطع و الترک۔

یعنی ایمان والوں کو معزز کرے اور فاسقین (یہود بنو نضیر) کو رسوا (ذلیل کرے یعنی اہل ایمان کو درختوں کے کاٹنے یا چھوڑنے کی اجازت سے ذلیل کرے۔ اس آیت کے تحت احناف کے نزدیک جائز ہے کہ کفار کے مکان ڈھائے جائیں یا ان کے کھیت درخت اجاڑے جائیں یا انہیں آگ لگا دی جائے اور یہ اجازت ضرورت کے ساتھ مشروط ہے کہ اس کے بغیر کفار پر غلبہ و تسلط کا گمان نہ ہو۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب بھی یہی ہے کہ اگر غلبہ یقینی ہو تو ایسا نہ کرنا مستحب ہے۔

وَمَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَاۤ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۞

Marfat.com

29B

اور جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول کو ان سے تو تم نے ان پر نہ اپنے گھوڑے دوڑائے تھے اور نہ اونٹ، ہاں اللہ اپنے رسولوں کے قابو میں دے دیتا ہے جسے چاہے وہ اللہ سب کچھ کرسکتا ہے۔

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ۔ اور جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول کو ان سے۔

فَیْءٌ۔ کے معنی بہتر حالت کی طرف پلٹنا کے ہیں، بحر میں ہے کہ اَفَآءَ مضارع کے معنی میں ہے یعنی لوٹایا۔ سورۃ البقرہ میں اس کی نظیر آیت ایلاء میں ہے: فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ پس اگر وہ لوٹالیں تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ بیضاوی رحمہ اللہ کا قول ہے یہاں اَفَآءَ بمعنی صَيَّرَ یعنی ملکیت پھیر دی۔ مِنْهُمْ سے مراد بنونضیر ہیں والمراد بما افاء سبحانه علیه صلی الله علیه و آله وسلم منهم اموالهم التی بقیت بعد جلائهم و المراد باعادتها علیه علیه الصلوة والسلام تحویلها الیه اور اَفَآءَ سے مراد حق سبحانہ وتعالیٰ کا عطا کرنا ہے ان کے (بنونضیر کے) ان اموال سے جو ان کی وطن بدری کے بعد باقی رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹانے سے مراد انہیں آپ کی تحویل میں دینا ہے کہ جس طرح چاہیں تصرف فرمائیں۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے بنونضیر کی ملکیت سلب کر کے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی ملکیت کا بطور خاص مالک ومتصرف فرمایا۔

فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ۔

تو تم نے ان پر نہ اپنے گھوڑے دوڑائے تھے اور نہ اونٹ۔

اَوْجَفْتُمْ۔ "جیف" سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں سرعة السیر تیز رفتار، سبک خرام، ابن ہشام رحمہ اللہ کا قول ہے: ما اَوْجَفْتُمْ سے مراد ہے حرکتم و اتبعتم فی السیر تمہیں کوئی بھاگ دوڑ یا کوفت مشقت نہ کرنا پڑی۔

مِنْ خَيْلٍ۔ فردا من افراد الخیل یعنی تم میں سے کسی کو بھی گھوڑ سواری کی نوبت نہ آئی صرف دو میل کا فاصلہ تھا سب لوگ پیدل ہی پہنچ گئے صرف سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سواری استعمال کی۔

وَّلَا رِكَابٍ۔ ولا یرکب من الابل اور نہ ہی کوئی اونٹ پر سوار ہو کر پہنچا یعنی کسی سواری کی نوبت ہی نہ آئی رکاب ہر نوع کی سواری کو شامل ہے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ جب مومنین رحمہم اللہ کو کوئی تکلیف ہی نہ اٹھانا پڑی تو وہ اس کے کیونکر حقدار ہوتے لہٰذا اللہ عزوجل نے اپنے رسول ﷺ کو عطا کیا اور مالک ومختار ومتصرف فرمایا۔

وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ

ہاں اللہ اپنے رسولوں کو قابو دے دیتا ہے جسے چاہے۔

فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ خَاصَّةً۔

تو یہ غنیمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے خاص ہوگئی کیونکہ ان کے لئے مسلمانوں کو بنونضیر سے نہ جنگ لڑنا پڑی اور نہ ہی کسی طرح کی کوئی مشقت وکوفت اٹھانا پڑی، اللہ عزوجل نے آپ کو اس غنیمت کا مالک ومتصرف کر دیا کہ جس طرح چاہیں خرچ کریں۔ حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بخاری ومسلم میں مروی ہے:

فکان ینفق علی اهله منها نفقة سنة ثم یجعل ما بقی فی السلاح والکراع عدة فی سبیل اللہ تعالی۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس غنیمت کے خالص وخاص مالک ومتصرف تھے پس آپ اپنے گھر والوں کا سالانہ خرچ اسی طرح فرماتے تھے اوراس کے بعد جو باقی رہ جاتا اس کو اللہ کے راستے میں جہاد کی تیاری (اسلحہ اور گھوڑوں کی خریداری) وغیرہ میں لگا دیتے تھے۔

ضحاک رحمہ اللہ کا قول ہے کہ یہ غنیمت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے خاص تھی اور سنت الٰہی عز وجل پیغمبروں میں یونہی جاری رہی کہ وہ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے تسلط عطا فرماتا ہے لہٰذا حضور ﷺ ہی اس غنیمت کے مالک ومتصرف تھے کہ جس طرح چاہیں خرچ کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مال میں سے صرف مہاجرین کو عطا کیا اور انہیں میں بانٹ دیا اور انصار میں سے کسی کو کچھ عطا نہ فرمایا سوائے تین اشخاص کے جو فقیر اور حاجت مند تھے وہ ابو دجانہ سماک بن خرشہ، سہل بن حنیف اور حارث بن الصمہ علیہم رضوان تھے۔ ابن ہشام رحمہ اللہ نے حارث بن الصمہ رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا البتہ یہ بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعد بن معاذ کو ابن ابی الحقیق کی تلوار عطا کی۔

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اور اللہ سب کچھ کرسکتا ہے۔

فیفعل ما یشاء کما یشاء تارة علی الوجوه المعهودة واخری علی غیرها۔

پس وہ جو کچھ چاہتا ہے جس طرح چاہتا ہے کرتا ہے خواہ ظاہری ذرائع کے ذریعے یا بغیر ظاہری ذرائع کے یعنی بلاواسطہ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ۭ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۤ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول کو شہر والوں سے وہ اللہ اور رسول کی ہے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے کہ تمہارے اغنیاء کا مال نہ ہو جائے اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى

جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول کو شہر والوں سے۔

بیان لحکم ما افاء ہ اللہ تعالی علی رسوله صلی اللہ تعالی علیه واله وسلم من قری الکفار علی العموم بعد بیان حکم ما افاء ہ من بنی نضیر کما رواه القاضی ابو یوسف فی کتاب الخراج عن محمد بن اسحق عن الزهری عن عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنه۔

بنو نضیر کے اموال غنیمت کے بیان کے بعد ان غنائم کے حکم کا عمومی بیان ہے جو اللہ عز وجل نے اپنے رسول ﷺ کو کفار کی بستیوں سے دلائے جیسا کہ قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ نے کتاب الخراج میں محمد بن اسحاق رحمہ اللہ سے بواسطہ امام زہری رحمہ اللہ اور حضرت عمر خطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

یہ جملہ پچھلے جملہ پر عطف نہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں الگ الگ غنیمتیں نہیں۔ ہاں اس جملہ میں اہل القریٰ سے مراد کفار کی بستیاں ہیں اور یہ بنونضیر کو بھی شامل ہے۔ لہٰذا مفسرین کے نزدیک یہ جملہ پہلے جملہ کا بیان ہے اور انصار کو اموال بنو نضیر سے حصہ دار نہ ہونے پر شبہہ ڈالتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ انصار نے ایثار سے کام لیا اور اپنا حق مہاجرین کے لئے چھوڑ دیا تاہم بعض مفسرین نے اس قول سے اتفاق نہیں کیا اور فرمایا کہ پچھلی آیت فقط اموال وغنائم بنونضیر کے بارے میں اتری اور اللہ عزوجل نے اپنے رسول ﷺ کو اس پر مسلط کیا اور ان کے لئے خاص فرما کر مالک ومتصرف فرمایا اور یہ آیت ہر اس بستی کی غنیمتوں کے بارے میں ہے جسے مسلمان بزور شمشیر حاصل کریں۔

اَهْلِ الْقُرٰى کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ بنو قریظہ، بنونضیر، فدک، عرینہ اور خیبر کی بستیاں مراد ہیں۔ اس آیت میں مال فے کی تقسیم کا بیان بھی ہے تقسیم فے اور تقسیم غنائم میں بدیہی فرق ہے۔ فے وہ مال ہے جو کفار سے بغیر قتال کے حاصل ہو اور غنیمت وہ مال ہے جو اصلی کفار حربی سے قتال کے ساتھ حاصل ہو۔

مال فے کی تقسیم اللہ عزوجل کے رسول ﷺ کی مرضی پر موقوف اور یونہی آپ کے بعد آپ کے خلفاء کی صواب دید پر ہے اور یہی قول جمہور علماء شافعیہ واحناف وغیرہ کا ہے۔

فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ۔ تو اللہ اور رسول کے لئے۔

ابن عباس اور حسن بن محمد بن الحنفیہ علیہم رضوان سے مروی ہے کہ اللہ کے ذکر سے افتتاح یمن وبرکت کے لئے ہے کیونکہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اللہ ہی کے لئے ہے اور رسول کے ذکر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غایت درجہ تعظیم اور رفعت شان ہے اس لئے سهمه سبحانه و سهم رسوله واحد کہ خدا اور رسول کا حصہ ایک ہی ہے یعنی جو خدا کا حصہ ہے وہ اس کے رسول ہی کا حصہ ہے اور خدا اور رسول کا حصہ متفرق نہیں بلکہ ایک ہے۔

ابوالعالیہ رحمہ اللہ کا قول ہے: سهم الله تعالى ثابت يصرف الى بناء بيتة وهو الكعبة المشرفة کہ اللہ کا حصہ ثابت ہے یعنی اپنی جگہ الگ ثابت ہے اور اس کا مصرف اس کے گھر یعنی کعبہ معظمہ کی تعمیر وغیرہ ہے اور یونہی دوسری مساجد بھی اس کا مصرف ہوں گی۔

اگر یہ مان لیا جائے کہ اللہ کا حصہ الگ ہے تو یہ چھ حصے ہوئے اور یہ سلف سے جو منقول ہے یعنی خمس، کے خلاف ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو پانچوں حصوں میں سے پانچواں حصہ رکھتے تھے اپنے ظاہری زمانہ حیات میں بھی پانچواں حصہ ہی لیتے تھے اور اسے اپنی ذات مبارکہ، عیال اور بعض بیویوں کے سالانہ ضرورتوں پر خرچ فرماتے اور جو بچتا اسے مسلمانوں کی فلاح کے لئے خرچ کردیتے، ہمارے احناف کے نزدیک ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد یہ ساقط ہوگیا اور خلفاء کرام کی صوابدید پر ہوگیا۔

لان الحكم معلق بوصف مشتق وهو الرسول۔ کیونکہ حکم مشتق وصف کے ساتھ متعلق اور وہ رسول ہے جو رسالۃ سے مشتق ہے یعنی رسول کا مادۂ اشتقاق رسالۃ ہے اور آپ کے بعد یہ علت کسی میں موجود نہیں۔ لہٰذا خلفاء مجاز ہوئے کہ مذکورہ حصہ داروں میں سے جس کو چاہیں عطا کریں۔

وَلِذِی الْقُرْبٰى۔ اور رشتہ داروں کے لئے۔

والمراد بذی القربی قرابته صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
والمراد بھم بنو ھاشم و بنو المطلب۔

اور قرابت داروں سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابت دار ہیں اور رشتہ داروں سے مراد بنو ہاشم اور بنوالمطلب ہیں۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں میں حصہ رکھا اور دونوں کے بھائیوں کی اولاد جیسے عثمان اور نوفل کو حصہ دار نہ کیا، آپ کا ارشاد گرامی ہے: "نحن وَ بنو المطلب شیٔ واحد" ہم اور بنوالمطلب ایک ہی ہیں۔

شوافع رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اس حصہ میں بنو ہاشم اور بنوالمطلب کے غنی وفقیر لوگ سبھی یکساں ہوں گے یعنی مشترک ہوں گے جیسا کہ آیت کریمہ کا اطلاق ہے اور جس طرح کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا حالانکہ وہ غنی ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ کا قول ہے کہ تقسیم کا معاملہ امام کی رائے پر موقوف ہے، اگر چاہے ان کے درمیان بانٹے اور اگر چاہے بعض کے سوا بعض کو دے دے اور اگر چاہے تو ان کے غیر کو دے دے اگر اس کا معاملہ ان کے معاملہ سے زیادہ اہم ہو۔ سرنی اور ثوری رحمہم اللہ کا قول ہے مرد اور عورت حصہ میں برابر ہوں گے۔ ہمارے نزدیک (احناف) ذوی القربیٰ بنی ہاشم اور بنو المطلب کے ساتھ مخصوص ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ مگر یہ کہ ان کے لئے کوئی مستقل حصہ نہیں ہے اور نہ ہی وہ مطلقاً دیئے جائیں گے اور صرف ان کے مسکین و یتامیٰ و مسافر دیئے جائیں گے کہ ان کا بھی یتامیٰ مساکین اور مسافروں میں اندراج ہے۔ ہاں وہ ان اصناف میں سے اپنے سے علاوہ (اعتبار پر) فوقیت دے جائیں گے۔ مقدم ہوں گے اور یہی وجہ ہے کہ خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم ان کے لئے کوئی مخصوص حصہ نہیں نکالتے تھے اور وہ صرف خمس کو تین حصے فرماتے تھے یتامیٰ کا حصہ، مساکین کا حصہ اور مسافروں کا حصہ اور مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے دور خلافت میں اس کے بالکل خلاف نہ فرمایا باوجودیکہ وہ مسائل میں ان سے اختلاف رکھتے تھے اور احتمال یہی ہے کہ انہوں نے خلفاء ثلاثہ کی رائے کے مطابق رجوع کر لیا ہو۔ اگر ان کے نزدیک ایسا صحیح تھا، ہمارے بعض اصحاب نے مختار رکھا کہ آیت مذکورہ مصارف پانچ ہیں جس کا مطلب ہرگز نہیں اس کا مصرف سب کے لئے ہو سوائے ان کے جن کا استحقاق ہے یعنی واقعی مستحق ہیں۔ پس جائز ہوگا کہ صرف ایک ہی صنف پر اقتصار ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سارا خمس اکیلے مسافروں ہی کو دے دیا جائے۔

وَالْیَتٰمٰی۔ اور یتیموں۔

والمراد بالیتامی الفقراء منهم قال الشافعیة: الیتیم هو صغیر لا أب له وان کان له جد و یشترط اسلامه و فقره او مسکنة علی المشهور۔

اور یتامیٰ سے مراد ان میں سے فقراء ہیں شوافع رحمہ اللہ کا کہنا ہے یتیم وہ ہے جو کم سن ہو اور اس کا باپ نہ ہو اگرچہ اس کا دادا بھی ہو اور اس کا مسلمان اور فقیر ہونا مشروط ہے یا اس کی غربت کا پتا ہو (مشہور ہو)

وَالْمَسٰكِيْنِ۔ اور مسکینوں، جس کے پاس مال وغیرہ کچھ نہ ہو اور غریب وفقیر یا حاجت مند ہو۔

وَابْنِ السَّبِيْلِ۔ اور مسافروں کے لئے۔

جس کے پاس اگرچہ وطن میں مال ہو مگر سفر میں یہ صورت نہ ہو، یعنی بحالت سفر مال نہ رکھتا ہو یا ضرورت مند ہو۔

Marfat.com

كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ۔

کہ تمہارے اغنیاء کا مال نہ ہو جائے۔

تعلیل للتقسیم۔ تقسیم کے لئے تعلیل ہے یعنی ایسا نہ ہو کہ غرباء اور فقراء نقصان میں رہیں، عربوں کے ہاں زمانہ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ غنیمت کے اموال سے ایک چوتھائی سردار لے لیتا اور باقی قوم کے لئے چھوڑ دیتا جس میں سے مالدار لوگ زیادہ لے جاتے اور غرباء کے لئے بہت تھوڑا رہ جاتا۔

لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی اسی طرح بانٹنے کو کہا تو اللہ عزوجل نے تقسیم کا مکمل اختیار اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تفویض فرما دیا اور تقسیم کا طریقہ بیان فرما دیا اور رسول کی مصلحت و مرضی پر موقوف فرمایا تا کہ یہ تقسیم صرف تونگروں میں نہ رہے بلکہ سب مستحقوں کو ملے اس ٹکڑے میں ارتکاز دولت اور دولت کی غیر منصفانہ تقسیم کے بارے واضح تردید ہے جو اسلام کے نظام اقتصادی واضح کرتی ہے جس میں تونگروں کی اجارہ داری کی مذمت ہے۔

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ

اور جو کچھ رسول تمہیں عطا فرمائیں وہ لے لو۔

ای ما اعطاکم من الفیٔ – لانه حقکم الذی احله الله تعالی لکم۔

یعنی جو کچھ تمہیں اموال فے سے عطا کریں وہ لو اس لئے کہ اللہ عزوجل نے اسے تمہارے لئے حلال کیا ہے۔

وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔

ای عن أخذہ منه۔ یعنی آپ سے اسے لینے سے باز رہو مطلب یہ ہے کہ اگر آپ اموال فے سے نہ عطا فرمائیں تو تم اس کے لئے حرص نہ کرو۔

فَانْتَهُوْا عنه یعنی جس امر سے روک دیں اس سے رک جاؤ۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ۔ اور اللہ سے ڈرو۔

فی مخالفته علیه الصلوة والسلام۔ یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت نہ کرو اور آپ کے احکام کی بجا آوری میں سستی نہ کرو۔

اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۔ بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

فیعاقب من یخالفه صلی الله علیه و آله وسلم۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرے گا اس پر عذاب ہوگا۔

اور یونہی جو مال غنیمت میں سے حقداروں کے سوا طمع کرے گا تو یہ بھی گویا نافرمانی ہی ہے جو موجب عقوبت ہوگی۔

اس آیت کو اموال فے کے ساتھ خصوص پر محمول کیا گیا ہے اور حسن رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ قرینہ یہاں یہی ہے کہ یہ آیت اموال فے کے بارے میں خاص ہو اور کشاف میں ہے: ''الاجود ان یکون عامة فی کل ما امر'' کہ عموم الفاظ کے پیش نظر یہ آیت ہر اس حکم کے لئے عام ہو جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

کیونکہ ہر امر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت واجب ہے خواہ اوامر سے ہو یا نواہی سے۔

Marfat.com

اور شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا مجھ سے پوچھو جو تم چاہو میں تمہیں اللہ کی کتاب اور سنت رسول سے خبر دوں گا تو عبداللہ بن محمد بن ہارون رحمہ اللہ نے کہا: ''ما تقول فی المحرم یقتل الزنبور'' آپ اس محرم کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو زنبور بھڑ کو مار ڈالے تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو اور ہم سے سفیان بن عیینہ نے بروایت حذیفہ بن الیمان بیان کیا کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں کی پیروی کرو جو میرے بعد میں یعنی ابوبکر وعمر۔ اور سفیان بن عیینہ نے معر بن کدام سے انہوں نے قیس بن مسلم سے انہوں نے طارق بن شہاب سے اور انہوں نے حضرت عمر بن خطاب سے بیان کیا کہ حضرت عمر نے بھڑ (زنبور) کو مارنے کا حکم دیا۔ اسی طرح ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنی اسد کی ایک بی بی کو گدوانے والی عورت پر لعنت کے بارے میں اسی آیت سے استدلال فرمایا۔

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّ يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۚ﴿۸﴾

ان فقیر ہجرت کرنے والوں کے لئے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے، اللہ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے اور اللہ ورسول کی مدد کرتے وہی سچے ہیں۔

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ۔ ان فقیر ہجرت کرنے والوں کے لئے۔

زمخشری رحمہ اللہ کا قول ہے: بدل من قوله تعالى (لِذِی الْقُرْبٰی) یہ جملہ اللہ کے قول لِذِی الْقُرْبٰی سے بدل ہے اور اس پر معطوف ہے اور جس نے کہا یہ جملہ ''لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ'' سے بدل نہیں ہے اور جو اس کے بعد ہے کہ اس سے مراد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں تو اللہ نے اپنے محبوب کو فقراء سے یہ کہہ کر نکال لیا ہے۔

يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لفظ فقیر سے موسوم کرنا شدید سوء ادبی ہے وگرنہ رسول کا اپنی مدد کرنا لازم آئے گا جو درست نہیں لہٰذا لِلْفُقَرَآءِ سے مراد وہی لوگ ہیں جن کی تفصیل پچھلی آیت میں گزری۔

اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ۔

جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے۔

حيث اضطرهم كفار مكة واحوجوهم الى الخروج فخرجوا منها و هذا وصف باعتبار الغالب و قيل: كان هولاء مائة رجل۔

کفار مکہ نے ان کو وہاں مضطر کر دیا تھا اور انہیں گھروں سے نکلنے پر مجبور کر دیا تھا پس وہ گھروں سے جبراً نکلے اور یہ وصف غلبہ کے اعتبار سے ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ کل سو شخص تھے۔ اس آیت کے تحت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک کافر کو مالک قرار دیا جائے گا اگر وہ مسلمان کے مال پر دار الکفر میں قبضہ کر لے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی دلیل یہ ہے کہ اللہ نے لفظ فقیر بولا ہے اور فقیر وہ ہوتا ہے جس کی ملکیت وغیرہ کچھ نہ ہو۔ البتہ امام شافعی رحمہ اللہ اس کے قائل نہیں، اور احادیث اس باب میں متفرق و مختلف ہیں۔ تاہم فتح مکہ کے روز جیسا کہ بخاری و مسلم میں مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عقیل بن ابی طالب کے قبضہ کو تسلیم کر لیا تھا۔ واللہ اعلم

Marfat.com

يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا۔ اللہ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے۔

ای طالبین منه تعالی رزقا فی الدنیا و مرضاة فی الاخرة. وصفوا اولا بما یدل علی استحقاقهم للفئ من الاخراج من الدیار و الاموال و قید ذلک ثانیا بما یوجب تفخیم شانهم و یؤکده مما یدل علی توکلهم التام و رضاهم بما قدره الملیک العلام۔

یعنی اللہ تعالیٰ سے دنیا میں رزق اور آخرت میں رضاؤں کے طلب کرنے والے ہیں اور پہلے ان کے دیار واموال سے جبراً نکالے جانے کا ذکر فرما کر ان کی توصیف فرمائی جو ان کے اموال فے کے استحقاق پر دلالت کرتی ہے اور پھر دوبارہ اس وصف سے مقید کیا ہے جو ان کی عظمت اور جلالت شان کی مقتضی ہے اور اس سے مؤکد ہوتا ہے کہ وہ لوگ بکمال متوکل اور اللہ کریم نے جو ان کے لئے مقدر فرمایا اس پر غایت درجہ راضی ہیں۔ اور ایک قول ہے کہ ثواب آخرت کو ترجیح دیتے ہیں۔

وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔ اور اللہ ورسول کی مدد کرتے۔

یہ يَبْتَغُوْنَ پر عطف ہے اور وہ ان لوگوں کی مقدرہ حالت ہے ای ناوین لنصرة الله و رسوله یعنی اللہ اور اس کے رسول کی نصرت وتائید دل وجان ومال سے کرتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ۔ وہی سچے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ الموصوفون بما ذکر من الصفات الجلیلة یعنی جو صفات جلیلہ مذکور ہوئے ان کے موصوف (مہاجرین)

هُمُ الصّٰدِقُوْنَ۔ ای الکاملون فی الصدق فی دعواهم الایمان یعنی وہ اپنے دعویٰ ایمان میں کامل سچے ہیں اور سچے مخلص ومومن ہیں قتادہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ مہاجرین ہی تھے جنہوں نے اللہ ورسول کی محبت میں وطن، گھر بار، مال ودولت، کنبہ وقرابت کو چھوڑا اور اسلام کو قبول کیا اور ہر قسم کی سختیاں مصائب وشدائد جھیلے محض اس وجہ سے کہ وہ مومن تھے اور ان کی حالت یہ ہوئی کہ بھوک برداشت کرنے کے لئے پیٹ پر پتھر باندھتے اور موسم سرما غاروں میں سر چھپاتے اور کپڑا نہ ہونے کا تدارک کرتے یا گڑھے کھود کر ان میں پناہ لیتے، میں کہتا ہوں کہ یہ لوگ امت میں افضل ترین مومن تھے اور اہل ایمان کا ہراول دستہ تھے جو ایمان واستقلال کے کوہ وقار تھے جن کے صبر وثبات کی نظیر نہیں جن کی زندگی کا خلاصہ اللہ عزوجل و رسول ﷺ کی محبت ورضا تھی اور فقط اسی ہی کے مشتاق تھے اور ان کے قلوب انوار الٰہیہ عزوجل سے ایسے روشن تھے کہ ماہتاب وآفتاب کی چمک ان کی کرن کو نہ پہنچ سکے، عشق رسول میں فنا اور مقام میں مستغرق تھے۔ حدیث شریف میں کہ یہ مہاجرین اغنیاء سے چالیس برس قبل جنت میں داخل ہوں گے اور بعض اصحاب تفسیر نے اس آیت سے خلافت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا استدلال کیا ہے جو کوئی مہاجرین مومنین کے ایمان میں شبہہ رکھے یا ان کو معاذ اللہ سچا نہ جانے بلاشبہہ ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر ہے۔

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۗ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

اور جنہوں نے پہلے سے اس شہر اور ایمان میں گھر بنا لیا دوست رکھتے ہیں انہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے گئے اور

Marfat.com

اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے اس چیز کی جو دیئے گئے اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں شدید محتاجی ہو اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا تو وہی کامیاب ہیں۔

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُو الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ

اور جنہوں نے پہلے سے اس شہر اور ایمان میں گھر بنالیا۔

الاكثرون على انه معطوف على المهاجرين والمراد بهم الانصار والتبوء النزول فی المکان، و منه المباءة للمنزل و نسبة الى الدار و المراد بها المدينة ظاهر۔

یعنی ان میں سے اکثر لوگ کیونکہ وَالَّذِيْنَ میں واؤ مہاجرین پر عطف ہے اور اس سے مراد انصار مدینہ ہیں تَبَوَّءُو سے مراد مکان میں مقیم ہونا ہے اور اس سے قرارگاہ کی طرف اشارہ ہے اور اس کی نسبت دار (شہر مکان) سے ہے اور اس سے مراد مدینہ منورہ ہے جو دارالہجرت ہے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ وہ لوگ جو کہ دارالہجرت میں مقیم رہے اور ایمان پر قائم اور ڈٹے رہے اور ایمان سے مراد بھی مدینہ منورہ ہی ہے اور بعض نے کہا کہ انصار مدینہ چونکہ ہمیشہ ایمان پر قائم رہے لہٰذا ایمان کو ان کا قرارگاہ فرمایا اور ان کی اس طرح توصیف فرمائی کہ وہ لوگ جنہوں نے مدینہ منورہ کو اپنا مستقر بنالیا اور اسلام لائے اور مدینہ منورہ کے اسماء جلیلہ میں سے ایک مبارک نام دارالایمان بھی ہے حدیث شریف میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: والذی نفسی بیده تربتها المومنة قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے خاک مدینہ مومن ہے۔ اور تورات میں اس شہر پاک کا نام مومنہ ہے یہی وہ شہر پاک ہے جہاں سے ایمان کے احکام نکلے ہیں اور شعائر اسلام کا مرکز بھی یہی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سارے شہر تلوار سے فتح ہوئے ایک مدینہ ہی تو ہے جو قرآن سے فتح ہوا ہے لہٰذا دارالایمان بطور نام ہونا بھی واضح ہے بلکہ میں کہتا ہوں کہ حدیث میں وارد ہے کہ جو فرشتہ دلوں پر ایمان کی مہر لگاتا ہے وہ بھی یہیں کا یعنی مدینہ منورہ کا رہنے والا ہے زادها الله عزا و شرفا۔

مِنْ قَبْلِهِمْ۔ ای قبل المهاجرین۔ ان سے پہلے یعنی مہاجرین کی ہجرت مدینہ سے پہلے یعنی وہ لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مہاجرین کی تشریف آوری سے پہلے ہی اسلام لاچکے اور ایمان پر جمے رہے اور مسجدیں قائم کیں۔

يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ۔ دوست رکھتے ہیں انہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے گئے۔

ای یحبون المهاجر الیهم من حیث مهاجرته الیهم لحبهم الایمان۔

یعنی وہ ہجرت کرنے والے سے جہاں سے بھی وہ ان کے پاس آئے اپنی محبت ایمانی کی وجہ سے ان کو دوست رکھتے ہیں ان کو اپنے گھروں میں اتارتے ہیں اور اپنے مالوں میں آدھا شریک ٹھہراتے ہیں۔

وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا

اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے اس چیز کی جو دیئے گئے۔

وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ۔ ای ولا یعلمون فی انفسهم۔ یعنی وہ اپنے دلوں میں مال کی طلب نہیں پاتے یا کوئی ضرورت نہیں پاتے (حَاجَةً) ای طلب محتاج الیه ضرورت یا طمع یا طلب یا خواہش (مِّمَّآ اُوْتُوْا) ای مما

اعطی المہاجرون من الفیء وغیرہ یعنی جو کچھ اموال فے وغیرہ میں سے مہاجرین کو عطا کیا گیا۔

روایت میں ہے بنونضیر کا مال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبضہ وتصرف میں آیا تو آپ نے انصار کے دونوں قبیلوں اوس وخزرج کو جمع کر کے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو یہ مال تمہیں اور مہاجروں کو برابر بانٹ دوں اور اگر تم چاہو تو مہاجرین کو دے دوں تا کہ وہ تمہارے گھروں اور اموال وغیرہ کو چھوڑ دیں تو سعدین رضی اللہ عنہما نے فیصلہ کیا کہ آپ یہ مال مہاجرین کو ہی تقسیم فرمائیں اور وہ جس طرح ہمارے ہاں مقیم ہیں بدستور اسی طرح مقیم رہیں گے، یہ فیصلہ سنتے ہی انصار نے بیک آواز کہا یا رسول اللہ! ہم کو یہ منظور ہے اور ہم اس پر راضی ہیں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کے لئے رحمت کی دعا فرمائی اور سارا مال مہاجرین پر تقسیم فرمایا اور انصار میں سے تین محتاجوں سہل بن حنیف ابو دجانہ اور حارث بن صمہ رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سوا کسی کو کچھ نہیں دیا البتہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ابن ابی الحقیق رئیس یہود کی تلوار بطور خاص عطا فرمائی اس تلوار کی بڑی دھوم تھی اور سعد رضی اللہ عنہ تیغ زنی میں مشہور تھے اور بنو اوس کے سردار تھے۔

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ

اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگر چہ انہیں شدید محتاجی ہو۔

ای یقدمون المهاجرین فی کل شیء من الطیبات حتی ان من کان عنده امرأتان کان ینزل عن احداهما ویزوجها واحدا منهم۔

یعنی مہاجرین کو پاکیزہ وستھری اشیاء میں سے ہر ایک شی میں فوقیت وترجیح دیتے ہین یہاں تک کہ اگر ان میں سے کسی کے پاس دو بیبیاں ہیں تو وہ ان دونوں میں سے کسی ایک سے شرعاً دستبردار ہو جاتا اور ان میں سے کسی ایک کے ساتھ اسے بیاہ دیتا۔ صحیح بخاری میں ہے کہ خدمت نبوی میں ایک بھوکا شخص آیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل بیت سے کھانے کے بارے میں معلوم کرایا مگر کسی کے ہاں بھی کھانے کو کچھ نہ تھا۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب سے فرمایا جو اس شخص کی مہمان داری کرے گا اللہ کریم اس پر رحمت فرمائے گا۔ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی اجازت سے اسے اپنے گھر لے گئے، بیوی نے بتایا کہ صرف بچوں کے لئے تھوڑا سا کھانا رکھا ہے اور کچھ نہیں۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا بچوں کو بہلا کر سلا دو اور جب مہمان کے روبرو کھانا چن دیا جائے تو چراغ درست کرنے اٹھے اور بجھا دے تا کہ وہ اچھی طرح کھا لے تا کہ مہمان کو معلوم نہ ہو اور وہ شکم سیر ہو کر کھا سکے، سو اس طرح مہمان کو کھلا دیا اور خود بھوکے ہی رات گزار دی جب صبح ہوئی تو حاضر خدمت نبوی ہوئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فلاں فلاں لوگوں میں عجیب معاملہ پیش آیا اللہ تعالیٰ ان سے بہت راضی ہے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ۔ اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا۔

الشح اللؤم و هو ان تکون النفس کزة حریصة علی المنع۔ شح سے مراد بخل یا کمینگی ہے اور وہ یہ ہے کہ نفس اس قدر کمینہ یا حریص ولالچی ہو جائے کہ کسی کو کچھ نہ دے یعنی مال خرچ کرنے سے روکے۔ راغب رحمہ اللہ کا قول ہے: الشح بخل مع حرص، شح سے مراد بخل کا حرص کے ساتھ جمع ہونا ہے یعنی خسیس ہو۔

حسن کا قول ہے: البخل ان یبخل الانسان بما فی یده و الشح ان یشح علی ما فی ایدی الناس،

Marfat.com

بخل یہ ہے کہ آدمی جو کچھ اس کے ہاتھ میں ہے اسے لالچ کی وجہ سے نہ دے اور شح یہ ہے کہ جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس طمع و حرص سے دیکھے کہ مجھے حاصل ہو جائے یا ناجائز طور پر اسے کھائے۔ آدمی کے نفس کو مال کی رغبت و محبت ہوتی ہے اور خرچ کرنا اسے بھلا معلوم نہیں ہوتا وہ اسے روکتا ہے کہ کہیں فقیر نہ ہو جائے یا کمی نہ واقع ہو اور وہ تنگدلی کا مظاہرہ کرتا ہے اور جو لوگ فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور نفس کی اس رغبت سے مغلوب نہیں ہوتے بلکہ اس کے برعکس خرچ کرتے ہیں تو وہی لوگ بھلائی حاصل کرنے والے ہیں۔ نسائی میں ہے کسی بندہ کے دل میں شح اور ایمان جمع نہیں ہو سکتے۔

واضح مفہوم یہی ہے کہ جس چیز کا لینا عندالشرع جائز نہیں اسے نہ لے اور نہ ہی اس کی طمع رکھے اور جس کے خرچ کرنے کا حکم ہے اسے لالچ و بخل کے تحت نہ روکے بلکہ خرچ کرے اور یہ کہ کسی پر ظلم نہ کرے کہ اس کی وجہ سے دوسروں کا مال ہڑپ کر جائے یا کسی کی حق تلفی کرے۔

حاکم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ نے جنت عدن کو پیدا کیا اور اس کے درخت اپنے دست کرم سے لگائے پھر اس سے (جنت عدن) کہا بول تو اس نے کہا: قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ بے شک مراد کو پہنچے ایمان والے تو اللہ عزوجل شانہ نے فرمایا: مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم میں تجھ میں بخیل کو داخل نہ کروں گا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھا:

وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ تو وہی کامیاب ہیں۔

الفائزون بکل مطلوب الناجون من کل مکروہ۔

یعنی یہی لوگ مطلوب پائیں گے اور ہر ناپسندیدہ شے سے محفوظ ہوں گے۔

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ⑩

اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ اے ہمارے رب بے شک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے۔

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ۔ اور وہ جو ان کے بعد آئے۔

اکثر علماء کے نزدیک "وَالَّذِيْنَ" میں ومہاجرین پر ہی عطف ہے اور اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے تقویت اسلام کے بعد ہجرت کی۔ اور ایک قول ہے: ھم المومنون بعد الفریقین الی یوم القیامۃ۔ مراد وہ مومن ہیں جو مہاجرین وانصار کے بعد قیامت تک ہوں گے۔ تاہم اس پر سلف وخلف کا اتفاق ہے کہ یہ آیت تمام مومنین کو شامل ہے جو بعد میں ہوں گے۔

يَقُوْلُوْنَ۔ عرض کرتے ہیں۔

دعا کرتے ہیں یعنی ان کا حال یہ ہے کہ اسلام کے اس ہراول دستے کے لئے بطور ممنونیت التجا کرتے ہیں کیونکہ ان کا پچھلوں پر حق ہے کہ ان سے محبت رکھیں، ان کی توقیر کریں، ان کے درجات علیا کے لئے التجا و دعا کریں اور ان کی راہ جو راہ

Marfat.com

سعادت وکامرانی ہے، مانگیں کہ وہ پچھلوں اور رسولوں کے درمیان واسطہ رشد وہدایت، ایمان وایقان ہیں۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ

اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔

ای فی الدین الذی هو اعز و اشرف عندهم من النسب۔

یعنی دین میں جو کہ ان کے نزدیک نسب سے زیادہ اعزاز وفضیلت رکھتا ہے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ وہ ہمارے دینی بھائی ہیں اور دینی رشتہ نسبی رشتوں سے کہیں بڑھ کر ہے چونکہ وہ ہم سے پہلے ہوئے اور ایمان لائے لہٰذا ہم بعد میں آنے والے ان کے لئے دعائے رحمت وبخشش کرتے ہیں اس آیت سے مستفاد ہے کہ مہاجرو انصار جو صحابہ اور تابعین کے لئے دعا نہیں کرتا اور بغض وعداوت یا کینہ رکھتا ہے یا ان کو برا بھلا کہے وہ اہل ایمان کی تین قسموں سے جیسا کہ اوپر گزرا، خارج ہے یعنی مومن نہیں ہے۔ان کے سبقت ایمانی کے ذکر میں ان کی توصیف اور اعتراف فضیلت ہے اور اس کا انکار کھلا مکابرہ ہے۔

وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ۔

ای حقدا و قرئ غمراً۔ یعنی بغض، کینہ اور غمراً بھی پڑھا گیا جس کا مطلب ہے، سینے کا کسی کے خلاف کینہ سے بھر جانا، یعنی مہاجرین وانصار اور ان کے بعد آنے والوں کے بارے میں ہمارے دل میں بغض نہ ہو۔اس دعائیہ ٹکڑے سے مزید واضح ہو گیا کہ جو صحابہ کو سب وشتم کرے وہ اہل ایمان سے خارج ہے۔

رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ

اے رب ہمارے بے شک تو نہایت مہربان رحم والا ہے۔

ای مبالغ فی الرأفة و الرحمة۔ یعنی اے اللہ! تو بہت زیادہ (انتہائی) مہربانی اور رحمت کرنے والا ہے۔اس آیت کی رو سے صحابہ (انصار ومہاجرین وتابعین) علیہم رضوان کے لئے دعا کا حکم ہے اور ان کے بارے میں دل کو کینہ سے پاک وصاف رکھنے کی تلقین ہے۔ابن المنذر رسے بروایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: **امروا ان یستغفروا لاصحاب النبی صلی اللہ علیه و آله وسلم فسبوهم ثم قرأت هذه الایة** (وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ) لوگوں کو حکم دیا گیا کہ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دعائے مغفرت ورحمت کریں تو وہ انہیں گالیاں دیتے ہیں پھر یہ آیت پڑھی: وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ الخ۔ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو بعض مہاجرین صحابہ علیہم رضوان کے بارے میں برا کہتے سنا تو اسے بلایا۔پھر یہ آیت (لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِیْنَ) الخ پڑھی اور کہا جن کا ذکر ہوا یہ مہاجرین ہیں کیا تم ان میں سے ہو تو اس شخص نے کہا: "نہیں" پھر آپ نے یہ آیت (وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ) الخ پڑھی اور کہا کیا تم ان میں سے ہو۔اس آدمی نے کہا: میں ایسا ہی خیال کرتا ہوں (امید رکھتا ہوں) تو فرمایا: خدا کی قسم ہرگز وہ کبھی بھی ان لوگوں میں سے نہیں ہو سکتا جو ان لوگوں کو برا بھلا کہے (سب وشتم کرے)۔امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اس آیت سے یہ مسئلہ بھی نکلتا ہے کہ صحابہ وتابعین کو

Marfat.com

سب وشتم کرنے والا یا ان سے کینہ رکھنے والا مال فے کا کوئی حقدار نہیں۔ اکثر علماء تفسیر کے نزدیک اموال فے کے مستحق مذکورہ تینوں اقسام کے لوگ ہیں بشرطیکہ فقیر ہوں اور بعض کے نزدیک فقیر ہونا مشروط نہیں اور علماء کا اس امر پر اجماع ہے کہ اموال فے ہر قسم کے مسلمانوں کا (بلا تخصیص غنی وفقیر) حق ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اموال فے میں تمام مسلمانوں کو یکساں حصہ دیتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فضیلت دینی اور خدمات دینی کے فرق کا لحاظ بھی رکھا اور اموال فے میں بھی اسے ترجیح دی اور حصہ برابر نہ رکھا البتہ غنی وفقیر کا لحاظ انہوں نے بھی نہ رکھا۔

ہدایہ میں ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اس مال سے جو حکومت اسلامیہ کو بغیر لڑائی کے حاصل ہو جائے جیسے خراج ارضی، جزیہ، عشر، لاوارث ذمی کا ترکہ وغیرہ تو خمس نہیں نکالا جائے گا اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے بھی یہی ہے اور یہ مال رفاہ عامہ پر خرچ کیا جائے گا۔ امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہی مروی ہے البتہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک خمس نکالا جائے گا۔ اور وہ جائیداد جو غیر منقولہ ہو، وقف کر دی جائے گی اور اس کے محصولات کی تقسیم منقولہ اموال فے کی طرح ہوگی۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع دوم۔سورۃ الحشر۔پ ۲۸

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۱﴾	کیا تم نے منافقوں کو نہ دیکھا کہ اپنے بھائیوں کافر کتابیوں سے کہتے ہیں کہ اگر تم نکالے گئے تو ضرور ہم تمہارے ساتھ نکل جائیں گے اور ہرگز تمہارے بارے میں کسی کی نہ مانیں گے اور تم سے لڑائی ہوئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے اور اللہ گواہ ہے کہ وہ جھوٹے ہیں
لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲﴾	اگر وہ نکالے گئے تو یہ ان کے ساتھ نہ نکلیں گے اور ان سے لڑائی ہوئی تو یہ ان کی مدد نہ کریں گے اور اگر ان کی مدد کی بھی تو ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے پھر مدد نہ پائیں گے
لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۱۳﴾	بے شک ان کے دلوں میں اللہ سے زیادہ تمہارا ڈر ہے یہ اس لئے کہ وہ ناسمجھ لوگ ہیں
لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ ؕ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ؕ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۴﴾	یہ سب مل کر بھی تم سے نہ لڑیں گے مگر قلعہ بند شہروں میں یا دھسوں کے پیچھے آپس میں ان کی آنچ سخت ہے تم انہیں ایک جتھا سمجھو گے اور ان کے دل الگ الگ ہیں یہ اس لئے کہ وہ بے عقل لوگ ہیں
كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۵﴾	ان کی سی کہاوت جو ابھی قریب زمانہ میں ان سے پہلے تھے انہوں نے اپنے کام کا وبال چکھا اور ان کے لئے

Marfat.com

درد ناک عذاب ہے

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّیْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶﴾

شیطان کی سی کہاوت جب اس نے آدمی سے کہا کفر کر پھر جب اس نے کفر کرلیا بولا میں تجھ سے الگ ہوں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہان کا رب ہے

فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَاۤ اَنَّهُمَا فِی النَّارِ خَالِدَیْنِ فِیْهَا ؕ وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۷﴾ ع

تو ان دونوں کا انجام یہ ہوا کہ یہ دونوں آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں اور ظالموں کی یہی سزا ہے

حل لغات رکوع دوم۔سورۃ الحشر۔پ ۲۸

اَ۔کیا	لَمْ۔نہ	تَرَ۔دیکھا تونے	اِلَی۔طرف
الَّذِیْنَ۔ان کی جو	نَافَقُوْا۔منافق ہیں	یَقُوْلُوْنَ۔کہتے ہیں	لِاِخْوَانِہِمْ۔اپنے بھائیوں
سے	الَّذِیْنَ۔جو	کَفَرُوْا۔کافر ہیں	مِنْ اَہْلِ الْکِتٰبِ۔اہل
کتاب سے	لَئِنْ۔اگر	اُخْرِجْتُمْ۔تم نکالے گئے	لَنَخْرُجَنَّ۔تو ہم بھی ضرور
نکلیں گے	مَعَکُمْ۔تمہارے ساتھ	وَ۔اور	لَا۔نہ
نُطِیْعُ۔کہا مانیں گے	فِیْکُمْ۔تمہارے متعلق	اَحَدًا۔کسی کا	اَبَدًا۔کبھی بھی
وَّ۔اور	اِنْ۔اگر	قُوْتِلْتُمْ۔تم سے لڑائی ہوئی	لَنَنْصُرَنَّکُمْ۔تو ہم ضرور
تمہاری مدد کریں گے	وَ۔اور	اللّٰہُ۔اللہ	یَشْہَدُ۔گواہی دیتا ہے
اِنَّہُمْ۔کہ وہ	لَکٰذِبُوْنَ۔یقیناً جھوٹے ہیں		لَئِنْ۔اگر
اُخْرِجُوْا۔نکالے گئے تو	لَا۔نہ	یَخْرُجُوْنَ۔نکلیں گے وہ	مَعَہُمْ۔ساتھ ان کے
وَ۔اور	لَئِنْ۔اگر	قُوْتِلُوْا۔لڑائی کیے گئے تو	لَا۔نہ
یَنْصُرُوْنَہُمْ۔مدد کریں گے ان کی		وَ۔اور	لَئِنْ۔اگر
نَّصَرُوْ۔مدد کریں گے	ھُمْ۔ان کی	لَیُوَلُّنَّ۔تو ضرور پھیریں گے	الْاَدْبَارَ۔پیٹھیں
ثُمَّ۔پھر	لَا۔نہ	یُنْصَرُوْنَ۔مدد دیے جائیں گے	
لَاَ۔بے شک	اَنْتُمْ۔تم	اَشَدُّ۔زیادہ سخت ہو	رَھْبَۃً۔ڈر کے لحاظ سے
فِیْ۔بیچ	صُدُوْرِ۔سینوں	ہِمْ۔ان کے کے	مِّنَ اللّٰہِ۔اللہ سے
ذٰلِکَ۔یہ	بِاَنَّہُمْ۔اس لئے کہ وہ	قَوْمٌ۔قوم ہیں	لَّا۔جو نہیں
یَفْقَہُوْنَ۔سمجھتے	لَا۔نہیں	یُقَاتِلُوْنَکُمْ۔لڑیں گے تم سے	جَمِیْعًا۔اکٹھے ہو کر بھی
اِلَّا۔مگر	فِیْ۔بیچ	قُرًی۔بستیوں	مُّحَصَّنَۃٍ۔قلعہ بند کے
اَوْ۔اور یا پھر	مِنْ وَّرَآءِ۔پیچھے	جُدُرٍ۔دیواروں کے	بَاْسُہُمْ۔لڑائی ان کی
بَیْنَہُمْ۔آپس میں	شَدِیْدٌ۔سخت ہے	تَحْسَبُہُمْ۔تم خیال کرتے ہو ان کو	

Marfat.com

جَمِیۡعًا-اکٹھے	وَّ-اور	قُلُوۡبُهُمۡ-ان کے دل	شَتّٰی-پھٹے ہوئے ہیں
ذٰلِكَ-یہ	بِاَنَّهُمۡ-اس لئے کہ وہ	قَوۡمٌ-لوگ ہیں جو	لَّا-نہیں
یَعۡقِلُوۡنَ-سمجھتے ہوئے	كَمَثَلِ-ان کی مثال	الَّذِیۡنَ-وہ ہیں جو	مِنۡ قَبۡلِهِمۡ-ان سے پہلے
	قَرِیۡبًا-قریب زمانہ میں	ذَاقُوۡا-انہوں نے چکھا	وَبَالَ-وبال
اَمۡرِ-کام	هِمۡ-اپنے کا	وَ-اور	لَهُمۡ-ان کے لئے
عَذَابٌ-عذاب ہے	اَلِیۡمٌ-دردناک	كَمَثَلِ-جیسے	الشَّیۡطٰنِ-شیطان کی مثال
اِذۡ-کہ جب	قَالَ-کہتا ہے	لِلۡاِنۡسَانِ-انسان کو	اكۡفُرۡ-کفر کر
فَلَمَّا-تو جب	كَفَرَ-اس نے کفر کیا	قَالَ-کہا	اِنِّیۡ-میں
بَرِیۡٓءٌ-بیزار ہوں	مِّنۡكَ-تجھ سے	اِنِّیۡۤ-بے شک میں	اَخَافُ-ڈرتا ہوں
اللّٰهَ-اللہ سے جو	رَبَّ-رب ہے	الۡعٰلَمِیۡنَ-جہانوں کا	فَكَانَ-تو ہوا
عَاقِبَتَهُمَاۤ-ان کا انجام	اَنَّهُمَا-کہ وہ دونوں	فِی-بیچ	النَّارِ-آگ کے ہیں
خَالِدَیۡنِ-ہمیشہ رہیں	فِیۡهَا-اس میں	وَ-اور	ذٰلِكَ-یہ ہے
جَزٰٓؤُا-بدلہ	الظّٰلِمِیۡنَ-ظالموں کا		

مختصر تفسیر اردو رکوع دوم-سورۃ الحشر-پ ۲۸

اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ نَافَقُوۡا یَقُوۡلُوۡنَ لِاِخۡوَانِهِمُ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ لَئِنۡ اُخۡرِجۡتُمۡ لَنَخۡرُجَنَّ مَعَكُمۡ وَلَا نُطِیۡعُ فِیۡكُمۡ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنۡ قُوۡتِلۡتُمۡ لَنَنۡصُرَنَّكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ یَشۡهَدُ اِنَّهُمۡ لَكٰذِبُوۡنَ ﴿۱۱﴾

کیا تم نے منافقوں کو نہ دیکھا کہ اپنے بھائیوں کافر کتابیوں سے کہتے ہیں کہ اگر تم نکالے گئے تو ضرور ہم تمہارے ساتھ نکل جائیں گے اور ہرگز تمہارے بارے میں کسی کی نہ مانیں گے اور تم سے لڑائی ہوئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے اور اللہ گواہ ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔

اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ نَافَقُوۡا-کیا تم نے منافقوں کو نہ دیکھا۔

ابونعیم رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہ آیت بنی عوف کے ایک گروہ کے بارے میں اتری جن میں عبداللہ بن ابی سلول، ودیعۃ بن مالک، سوید اور داعس وغیرہ تھے، یہ لوگ بنونضیر کے پاس گئے اور انہیں کہا کہ تم مدینہ سے نہ نکلنا، ہمارے پاس دو ہزار شخص ہیں جو تمہارے ہمراہ قلعہ بند ہو جائیں گے۔ سدی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ بنونضیر اور بنو قریظہ سے کچھ لوگ اسلام لائے تھے اور ان میں منافق بھی تھے وہ بنونضیر کے پاس گئے اور انہیں اپنی مدد کا ذکر کر کے مدینہ سے نکلنے کے بارے میں منع کیا۔ واضح مفہوم یہ ہے کہ آپ نے عبداللہ بن ابی سلول اور اس کے ساتھیوں کو ملاحظہ نہ فرمایا۔

یَقُوۡلُوۡنَ لِاِخۡوَانِهِمُ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ

کہ اپنے بھائیوں کافر کتابیوں کو کہتے ہیں۔ یعنی بنونضیر سے کہتے ہیں: والمراد باخوتهم الاخوة فی الدین و اعتقاد الکفرة او الصداقة۔ انہیں کافر کتابیوں کا بھائی کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ بھائی چارہ کفریہ اعتقادات اور ان

Marfat.com

کے دینی نقطۂ نظر سے ہے یا باہمی موالات اور مسلمانوں سے مخالفت وکنبہ کے اشتراک کی وجہ سے ہے۔

لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ

کہ اگر تم نکالے گئے تو ضرور ہم تمہارے ساتھ ہی نکل کھڑے ہوں گے۔

وَلَئِنْ اُخْرِجْتُمْ۔ گویا بطور شرط قسم یا علت قسم ہے اور اس کے جواب میں ان کا کہنا ہے: ای واللہ لئن اخرجتم من دیارکم قسرا لنخرجن من دیارنا معکم البتۃ و نذھبن فی صحبتکم اینما ذھبتم۔

یعنی خدا کی قسم اگر تم اپنی بستیوں سے جبراً نکالے گئے تو ہم ضرور تمہارے ساتھ اپنی بستیوں سے نکل کھڑے ہوں گے اور تم جہاں کہیں بھی جاؤ گے ہم تمہارے ساتھ وہیں جائیں گے۔

وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا

اور ہرگز تمہارے بارے میں کسی کی نہ مانیں گے۔

فی شأنکم۔ یعنی تمہارے خلاف کسی کی نہ مانیں گے۔ ایک قول ہے: لا نطیع فی قتالکم او خذلانکم۔ یعنی تمہارے بارے میں جنگ یا اگر تمہاری رسوائی ہوئی تو کسی کی بات نہ مانیں گے یا تمہاری نصرت سے دستکش ہونے کو قبول نہ کریں گے خواہ یہ مشورہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ہو یا اہل ایمان یوں چاہیں۔

وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ

اور تم سے لڑائی ہوئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے۔

ای لنعاوننکم علی عدوکم۔ یعنی ہمارے تمہارے (دشمن) کے خلاف تم سے ضرور تعاون کریں گے۔ واضح مفہوم یہ ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل ایمان نے تمہارے ساتھ قتال کیا تو ہم تمہارا بھرپور ساتھ دیں گے۔

وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ

اور اللہ گواہ ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔

ای فی مواعیدھم۔ یعنی اللہ کریم تمہیں خبر دیتا ہے کہ یہ منافق لوگ اپنے مواعید میں بالکل جھوٹے ہیں۔

لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲﴾

اگر وہ نکالے گئے تو یہ ان کی ساتھ نہ نکلیں گے اور ان سے لڑائی ہوئی تو یہ ان کی مدد نہ کریں گے اگر ان کی مدد کی بھی تو ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے پھر مدد نہ پائیں گے۔

لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ

اگر وہ نکالے گئے تو یہ ان کے ساتھ نہ نکلیں گے۔

یعنی اگر یہود بنونضیر نکالے گئے تو یہ منافقین ان کے ساتھ نہیں نکلیں گے۔ اَجلّہ علماء تفسیر کا فرمانا ہے کہ یہ اخبار غیوب سے ہے یا پیشین گوئی ہے جو اعظم دلائل نبوت سے ہے اس لئے کہ عبداللہ بن ابی نے بنونضیر سے خفیہ کہا تھا کہ نہ نکلو تو اللہ نے اپنے رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی جاسوسی کی اطلاع فرما دی اور ہوا بھی اسی طرح کہ جب بنونضیر مدینہ سے جلاوطن

Marfat.com

30A

کیے گئے تو عبداللہ بن ابی سلول نے ان کا ساتھ نہ دیا اور پیشین گوئی روشن ہوگئی جو آفتاب سے زیادہ روشن معجزۂ نبوت ہے۔

وَلَئِنۡ قُوۡتِلُوۡا لَا يَنۡصُرُوۡنَهُمۡ

اور ان سے لڑائی ہوئی تو یہ ان کی مدد نہ کریں گے۔

و کان الامر کذلک۔ اور معاملہ بالکل اسی طرح ہوا کہ یہود بنونضیر جلاوطن کیے گئے تو منافقین میں سے کوئی ان کے ساتھ نہ نکلا اور یونہی جب بنوقریظہ سے جنگ ہوئی اور وہ قتل کیے گئے تو جس طرح منافقین اور یہود بنوقریظہ نے یہود بنو نضیر کی کوئی مدد نہ کی تھی بالکل اسی طرح منافقین نے بنوقریظہ کی مدد نہ کی اور نہ ہی انہیں ایسی جرأت ہو سکی اور اللہ عزوجل کا فرمان سپیدۂ سحر کی طرح روشن ہوگیا اور اللہ کا قول حق، اس کا وعدہ سچا ہے اور اس کی خبر حق ہے۔

وَلَئِنۡ نَّصَرُوۡهُمۡ لَيُوَلُّنَّ الۡاَدۡبَارَ ثُمَّ لَا يُنۡصَرُوۡنَ

اگر ان کی مدد کی بھی تو ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے پھر مدد نہ پائیں گے۔ علی سبیل الفرض والتقدیر۔ اگر بالفرض منافقوں نے مدد کی بھی تو یہ منافق بھاگ نکلیں گے اور اس کے بعد اللہ انہیں ہلاک کردے گا اور انہیں ان کے اظہار کفر کے بعد ان کی منافقت بچا نہ سکے گی، اگر لَا يُنۡصَرُوۡنَ کی ضمیر یہود کی طرف راجع مانیں تو معنی یہ ہوں گے کہ اگر یہود کی منافقین نے مدد کی یا ارادہ کیا تو ان کا حشر بھی ایسا ہوگا۔

لَاَنۡتُمۡ اَشَدُّ رَهۡبَةً فِىۡ صُدُوۡرِهِمۡ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰ لِكَ بِاَنَّهُمۡ قَوۡمٌ لَّا يَفۡقَهُوۡنَ ﴿۱۳﴾

بے شک ان کے دلوں میں اللہ سے زیادہ تمہارا ڈر ہے یہ اس لئے کہ وہ ناسمجھ لوگ ہیں۔

لَاَنۡتُمۡ اَشَدُّ رَهۡبَةً فِىۡ صُدُوۡرِهِمۡ مِّنَ اللّٰهِ

بے شک ان کے دلوں میں اللہ سے زیادہ تمہارا ڈر ہے۔

لَاَنۡتُمۡ اَشَدُّ رَهۡبَةً۔ ای اشد مرھوبیة ان (رَهۡبَةً) مصدر من المبنی للمفعول لان المخاطبین و ھم المومنون مرھوب منھم لا راھبون۔

یعنی منافقین تم سے شدید خائف ہیں رَهۡبَةً مبنی للمفعول سے مصدر ہے کیونکہ جن لوگوں کو خطاب کیا گیا ہے وہ ایمان والے ہیں لہٰذا منافقین ان سے ڈرتے ہیں اور مومن ان سے خوف نہیں رکھتے۔

فِىۡ صُدُوۡرِهِمۡ مِّنَ اللّٰهِ۔ ای رھبتم منکم فی السر اشد مما یظھرونه بکم من رھبة اللہ عزوجل و کانوا یظھرون لھم رھبة شدیدة من اللہ عزوجل و یجوز ان یراد انھم یخافونکم فی صدورھم اشد من خوفھم من اللہ تعالی ولشدة البأس والتشجع ما کانوا یظھرون ذلک۔

یعنی ان کا (منافقین) تم سے اندر سے ڈرنا اس سے زیادہ ہے جو تم سے اللہ عزوجل سے ڈرنے کی بابت ظاہر کرتے ہیں اور یہ لوگ اللہ عزوجل سبحانہ کی نسبت تم سے زیادہ ڈرتے ہیں اور یہ بھی جائز ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ منافقین اپنے دلوں میں اللہ عزوجل سے زیادہ تم سے ڈرتے ہیں شدید جنگ اور دلیری کی وجہ جو اس طرح سے تم سے ظاہر ہوتی رہتی ہے۔ ایک قول ہے کہ فِىۡ صُدُوۡرِهِمۡ فرمانا بطور مبالغہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ عینی مشاہدہ اسی طرح ہے۔ واضح مفہوم یہ ہے کہ یہ لوگ باطن کافر ہیں اور ڈر کر بظاہر ایمان کے مدعی ہیں اور اللہ عزوجل کو ان کی اندرونی حالت کا علم ہے مگر ان کا حال یہ ہے کہ تم سے

Marfat.com

ڈرتے ہیں لیکن اللہ عزوجل سے نہیں ڈرتے جو سینوں کے بھید جانتا ہے اور جس کی گرفت شدید ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ۔ یہ اس لئے کہ وہ ناسمجھ ہیں۔

اس سے مراد دونوں یہود اور منافقین ہیں کہ انہیں عظمت الٰہی عزوجل کا ادراک نہیں اور وہ اس کی معرفت سے بیگانہ ہیں اگر سمجھدار ہوتے تو مومنوں کی بجائے اللہ عزوجل سے ڈرتے جو نفع ونقصان کا مالک اور صرف بندوں ہی نہیں بلکہ ان کے اعمال کا بھی خالق ہے۔

لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ ؕ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ؕ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّ قُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۴﴾

یہ سب مل کر بھی تم سے نہ لڑیں گے مگر قلعہ بند شہروں میں یا دھسوں کے پیچھے آپس میں ان کی آنچ سخت ہے تم انہیں ایک جتھا سمجھو گے اور ان کے دل الگ الگ ہیں یہ اس لئے کہ وہ بے عقل لوگ ہیں۔

ای الیهود و المنافقون و قیل : الیهود یعنی لا یقتدرون علی قتالکم۔

ای مجتمعین متفقین فی موطن من المواطن۔ یعنی یہود اور منافقین، اور کہا گیا ہے کہ صرف یہود یعنی وہ تم سے قتال پر قدرت نہ پائیں گے۔ جَمِيْعًا۔ یعنی اکٹھے متفق ہو کر تم سے کسی جگہ نہ لڑیں گے یا مقابلہ نہ کریں گے۔

اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ۔ مگر قلعہ بند شہروں میں۔

بالدروب و الخنادق و نحوها۔ ایسی بستیوں میں رہ کر جو محفوظ فصیلوں والی ہوں اور خندقیں (کھائیاں) کھود کر اور اسی قسم کے حفاظتی انتظامات کے ذریعہ محفوظ ہو کر۔

اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ۔ یا دھسوں کے پیچھے۔

یستترون بها دون ان یصحروا لکم ویبارزوکم قذف الله تعالی الرعب فی قلوبهم و مزید رهبة منکم۔

تمہارے آمنے سامنے ہو کر اور تمہیں مقابلے کی دعوت دے کر نہ لڑیں گے۔ البتہ قلعوں کے پیچھے چھپ کر ایسا چاہیں گے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا ہے اور تمہارا خوف ان میں سخت بڑھا دیا ہے۔ قراء مکہ نے جدار جیم کے کسرہ سے بھی پڑھا ہے جس کے معنی دیوار یا فصیل کے ہیں یعنی کسی آڑ میں تم سے لڑیں گے مگر بالمشافہ قتال نہ کریں گے کہ تم سے خوف زدہ ہیں۔

بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ۔ آپس میں ان کی آنچ سخت ہے۔

پیچھے جو ان کے تم سے خوف زدہ ہونے کا ذکر گزرا اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ کمزور یا بھگوڑے ہیں بلکہ جب ان کی لڑائی آپس میں ہوتی ہے تو وہ قوت و پامردی سے لڑتے ہیں مگر تمہارے مقابل نہ لڑنے کی صرف یہی وجہ ہے کہ اللہ نے ان کے دلوں میں تمہاری ہیبت ڈال دی ہے اور وہ اس دہشت کی وجہ سے بالمشافہ مقابلہ سے کتراتے ہیں۔

تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّ قُلُوْبُهُمْ شَتّٰى

تم انہیں ایک جتھا سمجھو گے اور ان کے دل الگ الگ ہیں۔

Marfat.com

تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا۔ ای مجتمعین ذوی الفة و اتحاد۔ یعنی تم انہیں باہم محبت والے اور اتفاق والے اور متحد و اکٹھے سمجھتے ہو یا خیال کرتے ہو حالانکہ حقیقت نفس الامری یہ ہے:

قُلُوبُهُمْ شَتّٰى۔ جمع شتیت ای متفرقة لا الفة بینها یعنی ان بینهم اختلاف و عدواة فلا یتعاضدون حق التعاضد و لا یرمون عن قوس واحدة و هذا تجسیر۔

اور ان کے درمیان کوئی پیار نہیں یعنی ان کے درمیان اختلافات کمان وحدت کی کمزوری ہے اور دشمنیاں ہیں پس وہ جس طرح مقابلہ کا حق ہے نہیں لڑتے اور ایک ہی کمان سے تیر نہیں پھینکتے (حقیقۃً متحد ہو کر مقابلہ نہیں کرتے اور امر یہ مومنوں کے لئے حوصلہ بڑھانے والا اور ان سے قتال پر دلوں کو نڈر، دلیر، تیز بنانے والا ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ۔ یہ اس لئے کہ وہ ناسمجھ لوگ ہیں۔

ای ما ذکر من تشتت قلوبهم بسبب انهم۔

یعنی جیسا کہ ان کے دلوں میں تفرقہ کا ذکر ہوا یہی ان کی حماقت کا سبب ہے اور یہ لوگ غور وفکر سے عاری ہیں اور حق کو پہچاننے کی کوشش نہیں کرتے اور کفر ومخالفت نے ان کے قلوب کو گھیر رکھا ہے اگر ذرا برابر بھی سمجھ رکھتے تو رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلے میں جمع نہ ہوتے جن کی حقانیت روشن وظاہر ہے اور یہ لوگ اسے دیکھتے بھی ہیں مگر دشمنی سے باز نہیں آتے اور یہی بات ان کی نادانی کی دلیل ہے۔

كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۵﴾

ان کی سی کہاوت جو ابھی قریب زمانہ میں ان سے پہلے تھے انہوں نے اپنے کام کا وبال چکھا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا

ان کی سی کہاوت جو ابھی قریب زمانہ میں ان سے پہلے تھے جملہ خبریہ ہے کہ مبتداء محذوف ہے اور اس کی تقدیر ان کی مثال ہے یعنی یہود بنونضیر کی مثال ان جیسی ہی ہے جو ان سے پہلے تھے یا ان کی اور منافقوں کی مثال اہل بدر کی سی ہے اور مجاہد رحمہ اللہ کا قول یہی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے: کبنی قینقاع کہ بنوقینقاع کی مانند ہے اور بنوقینقاع ان یہودیوں کا ایک قبیلہ (شاخ) تھے جنہوں نے مدینہ کے گردونواح میں سکونت اختیار کر کے قلعے تعمیر کر رکھے تھے۔ بنوقینقاع بھی معاہدۂ مدینہ کے پابند تھے غزوۂ بدر میں اس قبیلے نے بدعہدی کی اور کھلی سرکشی دکھائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا محاصرہ کیا جو دو ہفتے تک رہا، یہودی مرعوب ومغلوب ہو کر اس شرط پر قلعوں سے اتر آئے کہ ہمارے بال بچوں کو غلام نہ بنایا جائے مگر حضور علیہ السلام نے ان کو گرفتار کر کے مشکیں کسنے کا حکم دیا، عبداللہ بن ابی جو منافقین کا سرغنہ تھا، ان کا حلیف تھا اس نے جب بنوقینقاع کی مغلوبی ومقہوری دیکھی تو دوستی کا بھرم رکھنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حسن سلوک اور معافی کی اصرار کے ساتھ درخواست کی کہ آپ کو سخت ناگوار خاطر ہوا اور آپ نے یہود اور ان کے ساتھیوں پر لعنت فرمائی اور حکم دیا کہ انہیں چھوڑ دیا جائے اور وہ تین دن کے اندر مدینہ سے نکل کر اذرعات چلے گئے اور یہ قبیلہ اپنی دولت وشجاعت کے باوصف ذلیل ورسوا اور برباد ہوا، مجاہد رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ان کی مثال کفار بدر کی طرح ہے جو ہلاک ورسوا اور اسیر وذلیل ہوئے اور

Marfat.com

ایک قول ہے کہ ان کی مثال گزشتہ امتوں کے منافقین کی طرح ہے۔ یہود بنو قینقاع کی جلاوطنی ماہ شوال ۲ ہجری میں ہوئی۔

ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ۔ انہوں نے اپنے کام کا وبال چکھا۔

ای ذاقوا سوء عاقبة کفرهم من زمن قریب من عصیانهم ای لم نتأخر عقوبتهم و عوقبوا فی الدنیا اثر عصیانهم۔

یعنی انہوں نے اپنی سرکشی کی سزا و برائی قریب زمانے میں ہی چکھ لی اور ان کے بعض گناہوں کی سزا متاخر نہ کی گئی اور وہ اپنے ان گناہوں کی سزا دنیا میں بھی دیئے گئے۔

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

فی الاخرة: یعنی دنیاوی عذاب تو ہو چکا آخرت میں بھی ان کیلئے شدید دردناک عذاب ہوگا اور دنیوی عذاب گویا اس عذاب آخرت کی تمہید ہے۔

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ⑯

شیطان کی سی کہاوت جب اس نے آدمی سے کہا کفر کر پھر جب اس نے کفر کر لیا بولا میں تجھ سے الگ ہوں میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہان کا رب ہے۔

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ۔ شیطان کی سی کہاوت۔

ای مثلهم کمثل الشیطن۔ یعنی ان منافقین کی مثال شیطان کی مثال کی طرح ہے۔

اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ۔ جب اس نے آدمی سے کہا کفر کر۔

ای اغراه علی الکفر۔ یعنی اسے کفر و سرکشی کی ترغیب دی یا فریب سے آمادہ کیا۔

فَلَمَّا كَفَرَ۔ پھر جب اس نے کفر کر لیا۔ یعنی جب شیطان نے فریب سے اسے کفر پر آمادہ کر لیا اور اس نے ارتکاب کر لیا۔

قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ۔ بولا میں تجھ سے الگ ہوں۔

تَبَرَّاَ مِنْهُ۔ یعنی اس نے اس سے بریت کا اظہار کیا کہ میرا تیرے کام سے (کفر کے ارتکاب سے) کوئی تعلق نہیں اور تو اپنے کرتوت کا خود ذمہ دار ہے۔

اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ

میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہانوں کا رب ہے۔

مخالفة ان یشارکه فی العذاب و لم ینفعه ذلک۔

یعنی شیطان کا بریت ظاہر کرنا اس خوف کی وجہ سے ہے کہ کہیں اس کفر کرنے والے شخص کے کفر کے عذاب میں وہ بھی شریک نہ ہو جائے یا اسے مشارکت کا عذاب نہ ملے لیکن شیطان کی یہ چال اور بیزاری اسے ہرگز نہ بچا سکے گی اور یہ عیاری نفع نہ دے گی۔ جس طرح شیطان کا طریقہ واردات ہے بعینہٖ یہود بنو نضیر کو منافقین نے مسلمانوں کے خلاف ابھارا اور سرکشی پر یہ کہہ کر آمادہ کیا کہ وہ ان کے ساتھ نکل کھڑے ہوں گے اور اگر لڑائی ہو ان کی مدد کریں گے اور یہ کہ وہ ان کے ساتھ دو ہزار لڑنے والوں کے ہمراہ قلعہ بند ہو جائیں گے۔ اور عبداللہ ابن ابی اور اس کے گماشتے ان باتوں کا یقین دلاتے رہے اور کہا کہ

ہم تمہارے بارے میں کسی کا کہا نہ مانیں گے مگر جب بنونضیر برسر جنگ ہوئے تو منافقین بیٹھ گئے اور نہ ان کا ساتھ دیا اور نہ ہی ان کی مدد کر سکے تو منافقین یہ نہ سمجھیں کہ وہ اس جرم بغاوت اور مخالفت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں برابر کے شریک نہیں اور ان کی عیارانہ کارروائیاں انہیں عذاب وگرفت الٰہی عزوجل سے بچنے میں کچھ فائدہ مند ہوں گی تو ان کے لئے بھی اسی طرح ہلاکت و بربادی ہے جو ان کے دوستوں پر مقدر ہو چکی اور جس میں وہ گرفتار ہو چکے جیسا کہ آگے ارشاد باری ہے:

فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيهَا ۚ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِينَ ﴿١٧﴾

تو ان دونوں کا انجام یہ ہوا کہ وہ دونوں آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں اور ظالموں کی یہی سزا ہے۔

فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيهَا

تو ان دونوں کا انجام یہ ہوا کہ وہ دونوں آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں۔

یعنی اس شیطان و انسان کا انجام یہ ہوا کہ وہ ابدالآباد تک جہنم میں رہیں گے۔ جمہور کے نزدیک شیطان و انسان سے مراد جنس ہے کہ قیامت کے روز مشارکت عذاب کے خوف سے ایسا کہے گا اور اس کا کہنا کہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں یہ محض بناوٹ ہے اس لئے کہ شیطان اور خوف خدا عزوجل میں کیا تعلق ہے وہ تو سرشت کے اعتبار سے خبیث ہے اور روز حشر بھی لوگوں کے اس عذر پر، کہ ہمیں شیطان نے ورغلایا، یہ ظالم کہے گا کہ میں نے تمہیں دعوت دی تم نے قبول کر لی تو تم مجھے ملامت کیوں کرتے ہو۔

لُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ۔ تم اپنے آپ ہی کو ملامت کرو اور بعض اصحاب تفسیر کا ارشاد ہے کہ شیطان سے مراد ابلیس ہے اور انسان سے مراد ابوجہل ملعون سے کہا تھا کہ آج کے دن لوگوں میں سے تم پر کوئی غالب نہ آئے گا اور یہ کہ تمہاری پناہ ہوں (ضامن ومددگار ہوں) شیطان بدر کے روز سردار بنوکنانہ سراقہ بن مالک کی صورت میں مع ایک گروہ کے شریک ہوا تھا اور اس نے کفار مکہ کو ہمت دلائی اور اپنی ضمانت و پناہ ومدد کا یقین دلایا اور جب سید الملائکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا تو بھاگ نکلا کفار مکہ کے سرداروں نے کہا کہ تم تو ذمہ دار اور مددگار تھے تو اس نے کہا کہ جو میں دیکھتا ہوں وہ تم نہیں دیکھتے اور یہ کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ اس موقع پر بھی ابلیس نے اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ کہا تو گویا اس لعین کا طریقہ واردات یہی ہے اور انجام دونوں آمر و مامور کا دائمی جہنم ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ اس تمثیل میں منافقین کے کردار کی گہری مماثلت و مشابہت ہے جس طرح شیطان انسان کو بغاوت وسرکشی پر برانگیختہ کرتا ہے اور جب انسان کفر کرتا ہے تو شیطان ساتھ چھوڑ جاتا ہے اور خود کو بری الذمہ قرار دیتا ہے، یہی حال منافقین کا تھا کہ انہوں نے پہلے بنونضیر کو آمادۂ جنگ کیا، سرکشی پر تحری دلائی، ساتھ نبھانے کا اور پہلو بہ پہلو لڑنے کا یقین دلایا جب وہ برسر جنگ ہوئے تو منافقین بیٹھے رہے اور ان کے ساتھ اپنے سب وعدے، یقین دہانیاں بھول گئے اور ان کا ساتھ نہ دیا۔ لہٰذا تمثیل سے کردار شیطانی اور منافقین کی حالت میں گہری مماثلث ہے اور ان کے جرم کا انجام ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہنا ہے۔

وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِينَ۔ اور ظالموں کی یہی سزا ہے۔

یعنی اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالفوں کا یہی انجام ہے کہ انہوں نے نہ ہی حق قبول کیا اور نہ ہی حق کا ساتھ دیا بلکہ سرکشی اختیار کی اور بغاوت میں حد سے تجاوز کر گئے، دنیا بھی برباد اور آخرت بھی تباہ ہوگئی اور باطل پرستوں

Marfat.com

شیطان کی سزا یہی ہے کہ وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع سوم۔سورۃ الحشر۔پ ۲۸

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۱۸	اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر جان دیکھے کہ کل کے لئے کیا آگے بھیجا اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے
وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ۭ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۱۹	اور ان جیسے نہ ہو جو اللہ کو بھول بیٹھے تو اللہ نے انہیں بلا میں ڈالا کہ اپنی جانیں یاد نہ رہیں یہی لوگ فاسق ہیں
لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۭ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝۲۰	دوزخ والے اور جنت والے برابر نہیں جنت والے ہی مراد کو پہنچے
لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰي جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَ تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝۲۱	اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے تو ضرور تو اسے دیکھتا جھکا ہوا پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے اور یہ مثالیں لوگوں کے لئے ہم بیان فرماتے ہیں کہ وہ سوچیں
هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝۲۲	وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہر نہاں وعیاں کا جاننے والا وہی ہے بڑا مہربان رحمت والا
هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۲۳	وہی ہے اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ہے بادشاہ نہایت پاک سلامتی دینے والا، امان بخشنے والا، حفاظت فرمانے والا، عزت والا، عظمت والا، تکبر والا اللہ کو پاکی ہے ان کے شرک سے
هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۭ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۲۴	وہی ہے اللہ پیدا کرنے والا بنانے والا ہر ایک کو صورت دینے والا اسی کے ہیں سب اچھے نام اس کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی عزت و حکمت والا ہے

حل لغات رکوع سوم۔سورۃ الحشر۔پ ۲۸

يَآاَيُّهَا۔اے	الَّذِيْنَ۔لوگو جو	اٰمَنُوا۔ایمان لائے ہو	اتَّقُوا۔ڈرو
اللّٰهَ۔اللہ سے	وَ۔اور	لْتَنْظُرْ۔چاہئے کہ دیکھے	نَفْسٌ۔ہر آدمی
مَّا۔جو	قَدَّمَتْ۔آگے بھیجا	لِغَدٍ۔کل کے لئے	وَ۔اور
اتَّقُوا۔ڈرو	اللّٰهَ۔اللہ سے	اِنَّ۔بے شک	اللّٰهَ۔اللہ

Marfat.com

خَبِیْرٌ۔خبردار ہے	بِمَا۔اس سے جو	تَعْمَلُوْنَ۔تم کرتے ہو	وَ۔اور
لَا۔نہ	تَكُوْنُوْا۔ہوجاؤ	كَالَّذِیْنَ۔ان کی طرح جو	نَسُوا۔بھول گئے
اللّٰهَ۔اللہ کو	فَاَنْسٰىهُمْ۔تو بھلادیں ان کو	اَنْفُسَهُمْ۔ان کی جانیں	اُولٰٓئِكَ۔وہی
هُمُ۔لوگ	الْفٰسِقُوْنَ۔فاسق ہیں	لَا۔نہیں	یَسْتَوِیْٓ۔برابر ہیں
اَصْحٰبُ۔رہنے والے	النَّارِ۔آگ کے	وَ۔اور	اَصْحٰبُ۔رہنے والے
الْجَنَّةِ۔جنت کے	اَصْحٰبُ۔رہنے والے	الْجَنَّةِ۔جنت کے	هُمُ۔وہی ہیں
الْفَآئِزُوْنَ۔کامیاب	لَوْ۔اگر	اَنْزَلْنَا۔اتارتے ہم	هٰذَا۔اس
الْقُرْاٰنَ۔قرآن کو	عَلٰی۔اوپر	جَبَلٍ۔پہاڑ کے	لَّرَاَیْتَهٗ۔تو دیکھتا تو اسے
خَاشِعًا۔جھکتا	مُّتَصَدِّعًا۔پھٹتا	مِّنْ خَشْیَةِ۔ڈر	اللّٰهِ۔اللہ سے
وَ۔اور	تِلْكَ۔یہ	الْاَمْثَالُ۔مثالیں	نَضْرِبُهَا۔بیان کرتے ہیں
ہم ان کو	لِلنَّاسِ۔لوگوں کے لئے	لَعَلَّهُمْ۔تاکہ وہ	یَتَفَكَّرُوْنَ۔سوچیں
هُوَ۔وہ	اللّٰهُ۔اللہ	الَّذِیْ۔وہی ہے کہ	لَآ۔نہیں
اِلٰهَ۔کوئی معبود	اِلَّا۔مگر	هُوَ۔وہی	عٰلِمُ۔جاننے والا ہے
الْغَیْبِ۔غیب	وَ۔اور	الشَّهَادَةِ۔حاضر کا	هُوَ۔وہ ہے
الرَّحْمٰنُ۔مہربان	الرَّحِیْمُ۔رحمت والا	هُوَ۔وہ	اللّٰهُ۔اللہ
الَّذِیْ۔وہ ہے کہ	لَآ۔نہیں	اِلٰهَ۔کوئی معبود	اِلَّا۔مگر
هُوَ۔وہی	اَلْمَلِكُ۔بادشاہ	الْقُدُّوْسُ۔نہایت پاک	السَّلٰمُ۔سلامتی دینے والا
الْمُؤْمِنُ۔امان بخشنے والا	الْمُهَیْمِنُ۔حفاظت کرنے والا	الْعَزِیْزُ۔غالب	الْجَبَّارُ۔عظمت والا
الْمُتَكَبِّرُ۔تکبر والا	سُبْحٰنَ۔پاک ہے	اللّٰهِ۔اللہ	عَمَّا۔اس سے جو
یُشْرِكُوْنَ۔شرک کرتے ہیں	هُوَ۔وہی	اللّٰهُ۔اللہ ہے	الْخَالِقُ۔پیدا کرنے والا
الْبَارِئُ۔بنانے والا	الْمُصَوِّرُ۔شکل دینے والا	لَهُ۔اسی کے ہیں	الْاَسْمَآءُ۔نام
الْحُسْنٰى۔اچھے	یُسَبِّحُ۔پاکی بولتا ہے	لَهٗ۔اس کی	مَا۔جو
فِیْ۔بیچ	السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں	وَ۔اور	الْاَرْضِ۔زمین کے ہے
وَ۔اور	هُوَ۔وہ	الْعَزِیْزُ۔غالب	الْحَكِیْمُ۔حکمت والا

مختصر تفسیر اردو رکوع سوم۔سورۃ الحشر۔پ ۲۸

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر جان دیکھے کہ کل کے لئے کیا آگے بھیجا اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ کو تمہارے

Marfat.com

کاموں کی خبر ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ۔اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو۔

فی کل ماتأتون و تذرون۔ان تمام امور میں جو تم کرو، اللہ سے ڈرو یعنی اس کے حکم کے خلاف نہ کرو، خلوت و جلوت میں اس کا ڈر رکھو۔

وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ

اور ہر جان دیکھے کہ کل کے لئے کیا آگے بھیجا۔

ای ایُّ شیٔ قدمت من الاعمال لیوم القیامة عبر عنه۔

یعنی ہر شخص یہ دیکھے کہ اس نے اپنے اعمال میں سے روز حساب کے لئے کیا آگے بھیجا ہے اور اس سے نصیحت حاصل کرنی چاہئے لان الدنیا لیوم والآخرة غد کیونکہ دنیا ایک دن کی مانند ہے اور آخرت کل یعنی دوسرا دن ہے۔اور غدٍ کہنے سے یہی مراد ہے۔واضح مفہوم یہ ہے کہ ہر جان کو روز حساب سے غافل نہ ہونا چاہئے اور اسے اپنے کاموں پر نگاہ رکھنا چاہئے کہ اس نے اس دن کے لئے کیا تیاری کی ہے لہٰذا گناہوں سے استغفار لازم ہے اور نیکی کے لئے خوب کوشش چاہئے اور معصیت سے پرہیز کرے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ۔اور اللہ سے ڈرو۔تکریر للتاکید، جملہ کی تکرار تاکید کے لئے ہے اور مطلب یہ ہے کہ گناہوں سے بچو اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری میں سرگرم عمل رہو۔

اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔بے شک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

ای من المعاصی۔یعنی جو کچھ تم نے گناہ کیے ہیں بلاشبہ اللہ کو ان کی خبر ہے۔

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ؕ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۹﴾

اور ان جیسے نہ ہو جو اللہ کو بھول بیٹھے تو اللہ نے انہیں بلا میں ڈالا کہ اپنی جانیں یاد نہ رہیں، یہی لوگ فاسق ہیں۔

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ نَسُوا اللّٰهَ۔اور ان جیسے نہ ہو جو اللہ کو بھول بیٹھے۔

ای نسوا حقوقه تعالی شانه: وما قدروا الله حق قدره ولم یراعوا مواجب امره سبحانه و نواهیه عزوجل حق رعایتها۔یعنی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے حقوق کو فراموش کر دیا، اس کے احکام کو بھول گئے اور اللہ کی قدر نہ جانی جیسی چاہئے تھی اور حق سبحانہ وتعالیٰ کے احکام کی جیسا کہ واجب تھا، کوئی رعایت نہ رکھی اور نہ ہی اللہ عزوجل شانہ کے ممنوعات کا کوئی لحاظ رکھا جیسا کہ چاہئے تھا۔

فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ۔

تو اللہ نے انہیں بلا میں ڈالا کہ اپنی جانیں یاد نہ رہیں۔

فَاَنْسٰىهُمْ الله تعالی بسبب ذلک۔یعنی اللہ نے انہیں بلا میں ڈالا اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ کو بھلا دیا۔

اَنْفُسَهُمْ۔ای جعلهم سبحانه ناسین لها حتی لم یسعوا بما ینفعها ولم یفعلوا ما یخلصها۔یعنی اللہ نے انہیں خود ان کی جانوں سے غافل و بے پروا بنا دیا اس حد تک کہ وہ اپنے لئے فائدہ دینے والے عمل ہی نہ کر سکے اور نہ

Marfat.com

ہی وہ کام کر سکے جو انہیں (دوزخ) سے بچاتے۔ ایک قول ہے کہ اللہ عزوجل نے انہیں ہلاکت اور عذاب الیم کے منظر دکھائے گا۔ یا بروز حشر عذاب کی صورت ایسی ہوگی کہ ان کے نفوس بھلا دیں گی اور خود فراموشی حقیقۃً ہوگی۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ وہی فاسق ہیں۔

الکاملون فی الفسوق۔ یعنی پکے گناہ گار اور نافرمان ہیں۔

لَا یَسْتَوِیْۤ اَصْحٰبُ النَّارِ وَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ؕ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآىِٕزُوْنَ ۝۲۰

دوزخ والے اور جنت والے برابر نہیں جنت والے ہی مراد کو پہنچے۔

لَا یَسْتَوِیْۤ اَصْحٰبُ النَّارِ وَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ۔ دوزخی اور جنتی یکساں نہیں۔

اَصْحٰبُ النَّارِ الذین نسوا اللہ تعالی فاستحقوا الخلود فی النار۔ وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا پس ترک اطاعت کی وجہ سے وہ عذاب دوزخ کے دائمی مستحق ہو گئے۔

اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ الذین اتقوا اللہ فاستحقوا الخلود فی الجنۃ۔ وہ لوگ جو اللہ کا ڈر رکھتے تھے اور اس کی معصیت سے بچتے تھے اور فرماں برداری کرتے تھے تو وہ اطاعت کی وجہ سے ہمیشہ ہمیش کی جنت کے مستحق ہوئے۔ واضح مفہوم یہ ہے کہ آخرت میں دوزخی اور جنتی برابر نہیں ہوں گے۔

اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآىِٕزُوْنَ۔ جنتی ہی مراد کو پہنچے۔

ای هم الفائزون فی الآخرۃ۔ یعنی جنتی لوگ ہی آخرت میں کامرانی حاصل کرنے والے ہیں اور ہر امر مکروہ سے نجات پائیں گے۔ آیت کا مرکزِ مفہوم ترک غفلت اور فکر آخرت ہے۔

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ ؕ وَ تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ ۝۲۱

اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے تو ضرور تو اسے دیکھتا جھکا ہوا پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے اور یہ مثالیں لوگوں کے لئے ہم بیان فرماتے ہیں کہ وہ سوچیں۔

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ

اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے۔

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ۔ العظیم الشان المنطوی علی فنون القوارع۔ انتہائی اعلیٰ درجے کے فنون جن کا تمام تر انحصار اس عظیم کتاب پر ہے یہ کتاب حکیم (عَلٰى جَبَلٍ) من الجبال او جبل عظیم۔ کسی پہاڑ یا بہت بڑے پہاڑ پر نازل کی جاتی۔ ایک قول ہے کہ اگر کسی بڑے پہاڑ کو انسانوں کی مانند تمیز عطا کر دیتے۔

لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ

تو ضرور تو اسے دیکھتا جھکا ہوا پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے۔

ای متشققا منه۔ یعنی وہ اس سے پھٹ جاتا۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ اگر پہاڑ کو انسان کی سی قوت تمیز عطا کی جاتی تو پہاڑ باوجود اپنی شدت وسختی اور مضبوطی کے عظمت و

Marfat.com

شان قرآن کے سامنے جھک کر پاش پاش ہو جاتا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ کفار و منکرین کی قساوت قلبی کس درجے کی ہے کہ وہ اس کتاب حکیم سے اثر پذیر نہیں ہوتے اور عظمت قرآن کے سامنے نہ ہی جھکتے ہیں اور نہ ہی اس میں غور و فکر کرتے ہیں حالانکہ انہیں عظمت و حکمت کتاب کا ادراک بھی حاصل ہے۔

وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ

اور یہ مثالیں لوگوں کے لئے ہم بیان فرماتے ہیں کہ وہ سوچیں۔

اس میں قول (لَوْ اَنْزَلْنَا) کی طرف اشارہ ہے اور یہ تمثیل ہے اور غالباً عظمت قرآن کے اظہار کے لئے تمثیل متخیلہ ہے اور کلام سے واضح ہے کہ ایسا بر تقدیر وقوع ہے اور تِلْكَ سے مراد یہی ہے کہ اس طرح کی امثلہ کے بیان سے مقصود یہ ہے کہ لوگ غور و فکر سے کام لیں اور اس کے ذریعہ حق تک رسائی حاصل کریں اور وہ ادراک و شعور جو خدا عزوجل نے انسانوں کو عطا کیا ہے اس کا تقاضا یہی ہے اور عظمت قرآن کا خاصا یہی ہے کہ اس کے سامنے پہاڑ بھی جھک جائیں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ اور اگر انسان اثر پذیر نہ ہو تو پھر اس کی قساوت قلبی اور نصیحت سے انتہائی غفلت کا اندازہ خوب لگایا جا سکتا ہے کہ وہ کس قدر سرکش اور لاپروا ہے۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۲۲﴾

وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہر نہاں و عیاں کا جاننے والا وہی ہے بڑا مہربان رحمت والا۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

وحدہٗ سبحانہ۔ یعنی اللہ پاک وحدہ لاشریک ہے اور اس کے سوا کوئی معبود یعنی بندگی و عبادت کے لائق۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ۔ و هو ما لم يتعلق به علم مخلوق و احساسه اصلا و هو الغيب المطلق۔ علم غیب سے مراد وہ علم ہے جس علم محسوسات کا مخلوق سے اصلاً کوئی تعلق نہیں اور وہ غیب مطلق ہے۔

وَالشَّهَادَةِ۔ و هو ما يشاهده مخلوق۔ اور وہ علم ہے جس کا مخلوق مشاہدہ کرتی ہے یا کرے گی۔

راغب رحمہ اللہ کا قول ہے: الشهود والشهادة الحضور مع المشاهدة اما بالبصر او بالبصيرة و قد تعتبر الحضور مفرداً لكن الشهود بالحضور المجرد اولى والشهادة مع المشاهدة اولى و حمل الغيب على المطلق هو المتبادرو "ال" فيه الاستغراق اذ لا قرينة عليها – و مقام المدح يقتضيه مع قوله تعالى (عٰلِمُ الْغَيْبِ) فيشمل كل غيب واجبا كان او ممكنا موجودا او معدوما او ممتنعا لم يتعلق به علم مخلوق او يطلق الغيب على ما لم يتعلق به علم مخلوق معين و هو الغيب المضاف اى الغيب بالنسبة الى ذلك المخلوق و هو على ما قيل: مراد الفقهاء فى قولهم: مدعى علم للغيب كافر و هذا قد يكون من عالم الشهادة كمالا يخفى و ذكر الشهادة مع انه اذا كان كل غيب معلوما له تعالى كان كل شهادة معلوما له سبحانه بالطريق الاولى من باب قوله عزوجل: لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا –

Marfat.com

شہود اور شہادت (حاضر اور عالم ظاہر - یقینی خبر) مشاہدہ کے ساتھ حاضر (موجود) ہونا خواہ آنکھ کے ساتھ ہو یا بصیرت (دانائی) کے ساتھ ہو اور حضور کا تنہا ہونا معتبر ہے لیکن شہود کا مجرد حضور کے ساتھ ہونا اولیٰ ہے اور شہادت نظارہ کے ساتھ اولیٰ ہے اور غیب کا معمول ہونا مطلق پر ہے اور وہ سبقت کرنے والا ہے (متبادر ہے) اور ال تعریف یہاں استغراقی ہے کیونکہ ال عہدی ہونے کا کوئی قرینہ نہیں ہے اور مقام مدح کا اقتضاء یہی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

علام الغیوب تو یہ ہر اس سے کوئی تعلق نہ ہو اور غیب کا اطلاق اس پر ہوتا ہے جس سے معین طور پر علم مخلوق کا تعلق نہ ہو اور وہ غیب مضاف ہے یعنی ایسا غیب جو مخلوق کی طرف نسبت کے ساتھ ہو اور وہ ہے جو اوپر گزرا اور ایسے غیب کے متعلق (غیب مطلق) فقہاء کا کہنا ہے کہ علم غیب کا مدعی کافر ہے اور ایسا یوں ہوتا ہے کہ وہ عالم شہادت سے ہوتا ہے جیسا کہ ظاہر ہے اور شہادت کا اس کے ساتھ ذکر اس لئے ہے کہ جس طرح تمام غیوب اللہ کو معلوم ہیں اسی طرح تمام شہادات (عیاں) بھی حق سبحانہ وتعالیٰ کو بدرجہ اولیٰ معلوم ہیں اور اللہ عزوجل کا ارشاد یہی ہے کوئی چھوٹی یا بڑی شے ایسی نہیں مگر اس (اللہ) نے اسے گھیر رکھا ہے (معلوم ہے)

اور ایک قول یہ ہے: الغیب ما لا یقع علیه الحس من المعدوم او الموجود الذی لا یدرک والشهادة ما یقع علیه الادراک بالحس۔ غیب وہ ہے جس پر حس واقع نہ ہو خواہ معدومات سے ہو یا موجودات سے جس کا ادراک نہ ہو سکے اور شہادت وہ ہے جس پر حس کے ساتھ ادراک ہو سکے۔

امام ابوجعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے: الغیب ما لم یکن والشهادة ما کان۔ غیب وہ ہے جو ہر گز نہ ہوا ہو اور شہادت وہ ہے جو ہو اور حسن رحمہ اللہ کا قول ہے: الغیب السر و الشهادة العلانیة۔ غیب نہاں ہے اور شہادت عیاں ہے۔

اور ایک قول ہے کہ شہادت سے مراد دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اور غیب سے مراد آخرت اور جو کچھ اس میں ہے اور غیب کا شہادت پر مقدم فرمانا (پہلے ذکر کرنا) اس لئے ہے کہ اس کے ساتھ علم ہونا بالشہادت پر دلیل کی مانند ہے اور ایک قول ہے شہادت پر غیب کا مقدم ہونا اس لئے ہے کہ ہر شہادت (شہود مشہود) پہلے غیب ہی تھا اور جو سامنے آیا یعنی جو کچھ ظاہر ہوا وہ سب غیب کے خزانوں سے ہی ہے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ اللہ کریم موجود کا بھی اور معدوم کا بھی دنیا کا بھی اور آخرت کا بھی جاننے والا ہے اور اس کا علم لامتناہی ہے اور ازلی سرمدی قدیم حقیقی ہے۔ اور اس کی ذات کے ساتھ واجب ہے اور فنا وتبدیلی سے پاک ہے۔ اگر اس کے علوم میں سے ایک قطرہ کی بات کریں تو وہ قطرہ بھی لامتناہی در لامتناہی ہے جب کہ مخلوق کا علم متناہی ہے اور وہ علم الٰہی کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جس قدر اس کی ذات کریم چاہے۔ اور بندوں کا علم محدود و متناہی اور فانی ہے لہٰذا علم الٰہی عزوجل سے مساوات کا تصور ہی سرے سے باطل ہے اور جو علم الٰہی عزوجل کے برابر مانے بلاشبہ مشرک ہے خواہ وہ علم کا ایک قطرہ مانے اس لئے کہ کل ہو یا جزو، اللہ عزوجل کا علم لامتناہی در لامتناہی ہے۔

هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ۔ وہی ہے بڑا مہربان رحمت والا۔

یہ دونوں اللہ عزوجل کی صفتیں ہیں اس کے معنی ہیں نہایت رحمت والا اور مہربانی فرمانے والا یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں

Marfat.com

پر غایت درجہ مہربان اور ترس فرمانے والا ہے۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾۔

وہی ہے اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ہے بادشاہ نہایت پاک سلامتی دینے والا، امان بخشنے والا، حفاظت فرمانے والا، عزت والا، عظمت والا، تکبر والا اللہ کو پاکی ہے ان کے شرک سے۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔

وہی ہے اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

دوبارہ ارشاد ہے کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں اور تکرار میں امر توحید کا بدرجہ غایت اظہار ہے کہ سارے دین کی اصل یہی ہے۔

اَلْمَلِكُ۔ بادشاہ المتصرف بالامر والنهی او المالک لجمیع الاشیاء الذی له التصرف فیها او الذی یعز من یشاء ویذل من یشاء یستحیل علیه الاذلال او الذی یولی و یعزل ولا یتصدر علیه تولیة ولا عزل، او المفرد بالعز و السلطان او ذوالملک و الملک خلقهٗ او القادر۔

امر نہی کے ساتھ تصرف (علی الاطلاق) فرمانے والا یا تمام اشیاء کا مالک اور ان میں مکمل تصرف فرمانے والا یا وہ ذات کریم جس کو چاہے معزز کرے (عزت عطا فرمائے) اور جسے چاہے پست و ذلیل رکھے (رسوا کرے) اور وہ پستیوں (ذلتوں) سے پاک ہے یعنی ذلت اس کے لئے محال ہے وہ لامتناہی عزت والا ہے یا وہی ہے جو اقتدار عطا کرتا ہے اور معزول کر دیتا ہے اور اس کے لئے معزولی و تولیت تصور بھی نہیں کی جا سکتی یعنی اس کا معزول ہونا اور کسی کی زیر نگین ہونا محال ہے یا وہ عزتوں کے ساتھ فرد ہے یعنی سب عزت اسی ہی کے لئے ہے اور وہ معزز یکتا ہے اور وہی حاکم علی الاطلاق ہے بادشاہی والا ہے اور بادشاہی اس کی تخلیق ہے یعنی حاکم رہی ہے اور حکومت اسی کی ہے یا قدرت والا ہے۔ اس کی حکومت و سلطنت دائمی ہے جسے زوال نہیں۔

اَلْقُدُّوْسُ۔ نہایت پاک۔ البلیغ فی النزاهة عما یوجب نقصانا۔ ہر عیب و نقص سے اور تمام برائیوں سے نہایت پاک او الذی له الکمال فی وصف اختص به۔ یا وہ ذات جس کے لئے جو اوصاف مخصوص ہیں ان میں نہایت کمال والا او الذی لا یحد و لا یتصور یا وہ ذات جس کی پاکیزگی کی انتہا نہیں اور نہ ہی اس کی پاکی تصور میں آ سکتی ہے۔

اَلسَّلٰمُ۔ سلامتی دینے والا۔ ذوالسلامة من کل نقص و آفة ہر نقص و آفت سے قطعاً پاک، منزہ ہے۔ سلام وصف کے طور پر مبالغہ آیا ہے اگرچہ مصدر ہے اور جبائی رحمہ اللہ کا قول ہے:

هو الذی ترجی منه السلامة۔ وہ ذات ہے جس سے سلامتی کی امید رکھی جائے یا وہ سلامتی عطا کرے اور ایک قول ہے: ای الذی یسلم علی اولیاء ہ فیسلمون من کل مخوف۔ یعنی وہ ذات جو اپنے دوستوں کو سلامتی عطا کرے تو وہ ہر قسم کے خوف سے محفوظ ہو جائیں یا اپنی مخلوق کو سلامتی دینے والا۔

Marfat.com

اَلْمُؤْمِنُ۔امان بخشنے والا۔قیل: المصدق لنفسه ولرسله علیهم السلام فیما بلغوه عنه سبحانه اما بالقول او بخلق المعجزه او واهب عباده الأمن الفزع الاكبر او مرمنهم منه اما بخلق الطمانينة فی قلوبهم او باخبارهم ان لا خوف علیهم وقیل: و قال ثعلب: المصدق المومنین فی انهم امنوا، و قال النحاس: فی شهادتهم علی الناس یوم القیمة و قیل: ذوالامن من الزوال لاستحالته علیه سبحانهٗ و قیل: غیر ذلک۔

ایک قول ہے کہ اپنے نفس کریم کی اور اپنے رسولوں علیہم السلام کی اس میں تصدیق فرمانے والا جو انہوں نے اللہ پاک کی طرف سے تبلیغ فرمایا (پہنچایا) خواہ اپنے قول کے ساتھ یا اظہار معجزہ کے ذریعہ یا اپنے بندوں کو بڑی گھبراہٹ (نفخۂ اخیرہ) سے امن دینے والا یا اس سے انہیں مامون رکھنے والا خواہ ان کے دلوں میں طمانینت پیدا کر کے یا انہیں خبروں کے ذریعہ کہ ان پر کوئی خوف نہیں۔اور ایک قول ہے مخلوق کو اس کے ظالموں سے بچانے والا۔اور ثعلب کا قول ہے مومنوں کی اس میں جو وہ ایمان لائے تصدیق فرمانے والا۔اور نحاس کا قول ہے قیامت کے دن لوگوں پر ان کی شہادتوں میں امان بخشنے والا۔ایک قول ہے کہ زوال سے پاک ومنزہ اور حق سبحانہ وتعالیٰ کے لئے زوال محال ہے اور ایک قول ہے کہ لوگوں کو امان بخشنے والا۔اور ایک قول ہے کہ اپنے اطاعت گزار بندوں کو اپنے عذاب سے امان بخشنے والا۔

اَلْمُهَيْمِنُ۔حفاظت فرمانے والا۔الرقیب الحافظ لکل شیٔ۔ ہر ایک شے کی نگہبانی اور حفاظت فرمانے والا ضحاک رحمہ اللہ کا قول ہے کہ مهیمن اسماء الٰہی عزوجل سے ایک ہے اور پچھلی کتابوں میں بھی مذکور ہے اس کے حقیقی معنی اللہ عزوجل ہی کو معلوم ہیں قاموس میں اس کے معنی الرقیب بالحفیظ کے ہیں یعنی نگہبانی اور حفاظت فرمانے والا۔

اَلْعَزِيْزُ۔عزت والا۔ الغالب یعنی غلبے والا۔ و قیل: الذی لا مثل له اور ایک قول ہے کہ وہ ذات جس کی مثل نہ ہو۔ و قیل: الذی یعذب من اراد اور ایک قول ہے کہ وہ ذات کہ جس کو چاہے عذاب دے۔ و قیل: الذی علیه ثواب العاملین اور کہا گیا وہ ذات جو عمل کرنے والوں کو ثواب عطا فرمائے۔ و قیل: الذی لا یحط من منزله اور ایک قول ہے کہ وہ ذات جس کی عزت وعظمت کا احاطہ نہ کیا جاسکے یا جس کو ان کی منزلت (شان) سے گرایا (کم) نہ جاسکے۔

اَلْجَبَّارُ۔عظمت والا۔و قال ابن عباس: هو العظیم۔اور ابن عباس کا قول ہے وہ بڑائی و بزرگی والا ہے ایک قول ہے: الذی جبر خلقه علی ما ارادوا قسرهم علیه وہ ذات جس نے اپنی مخلوق کو درست کر دیا اس پر جو اس نے چاہا اور انہیں اس پر مجبور کر دیا۔

اَلْمُتَكَبِّرُ۔تکبر والا۔ البلیغ الکبریاء والعظمة۔ انتہائی بڑائی اور عظمت (بزرگی) والا اپنی ذات اور اپنی تمام صفات میں اور اپنی بڑائی یا تکبر کا اظہار اسی کو زیبا ہے اور وہی اس کے لائق ہے۔حدیث شریف میں ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا التکبر ردائی والعظمة ازاری تکبر میری چادر ہے اور عظمت میرا تہبند ہے (ایسا مجازاً ارشاد ہے اور اللہ عزوجل ان امور سے پاک ہے) جس نے مجھ سے ان دونوں کو چھیننا چاہا (ان دونوں کو اپنے لئے چاہا) تو مجھے اپنی کبریائی کی قسم میں اسے ضرور آگ میں پھینکوں گا۔لہٰذا بندوں کو عاجزی ہی چاہئے اور انکساری لازم ہے۔

سُبۡحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ۔ اللہ کو پاکی ہے ان کے شرک سے۔

تنزیه لله تعالی عما یشر کون۔ اللہ تعالیٰ شرک کرنے والوں کے شرک سے منزہ ہے پاک ہے کیونکہ جن صفات کا ذکر گزرا ان تمام صفات میں نہ کوئی اس کا شریک ہے نہ نظیر و مثیل ہے وہ اپنی تمام صفات میں بے مثل یگانہ ہے۔

هُوَ اللّٰهُ الۡخَالِقُ الۡبَارِئُ الۡمُصَوِّرُ لَهُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی ؕ یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ وَ هُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۲۴﴾

وہی ہے اللہ بنانے والا پیدا کرنے والا ہر ایک کو صورت دینے والا اسی کے ہیں سب اچھے نام اس کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی عزت و حکمت والا ہے۔

هُوَ اللّٰهُ الۡخَالِقُ۔ وہی ہے اللہ بنانے والا (پیدا کرنے والا)

المقدر للاشياء على مقتضى الحكمة او مبدع الاشياء من غير اصل ولا مثال و يفسر الخلق بايجاد الشئ من الشئ۔ اشیاء کو اپنی حکمت کے تقاضوں کے مطابق پیدا کرنے والے یا چیزوں کو بغیر کسی اصل و مثال کے بنانے والا یا ایجاد کرنے والا اور خلق کی تفسیر کسی شے سے کسی شے کو ایجاد کرنے (بنانے) کی کی گئی ہے یا کی جاتی ہے۔ ایک قول ہے کہ نیست سے ہست کرنے والا۔

الۡبَارِئُ۔ بنانے والا۔ الموجد لها برئية من تفاوت ما تقتضيه بحسب الحكمة والجبلة و قيل: المميز بعضها عن بعض بالاشكال المختلفه۔ مخلوق کا بغیر تفاوت کے ایجاد کرنے والا جس طرح کہ اس کی حکمت کے لائق اور جبلت کا مقتضی ہے اور ایک قول ہے بعض اشیاء کو بعض اشیاء سے مختلف شکلوں کے ساتھ ممتاز کرنے والا یعنی ان میں باہم امتیاز ہو۔ ایک قول ہے عدم سے وجود میں لانے والا۔

الۡمُصَوِّرُ۔ ہر ایک کو صورت دینے والا۔

الموجد لصورها و كيفياتها كما اراد۔ مخلوق کی صورتوں اور اس کی حالتوں (کیفیتوں) کا اس طرح بنانے والا جس طرح اس نے (اللہ عزوجل نے) چاہا۔

لَهُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی۔ اسی کے ہیں سب اچھے نام۔

الدالة على محاسن المعاني۔ وہ نام جو بہترین اوصاف اور اچھے معانی پر دلالت کرتے ہیں یعنی ان سے عظمت الٰہی عزوجل کی معرفت ہوتی ہے یا اظہار ہوتا ہے حدیث مبارکہ میں ننانوے نام آئے ہیں لیکن عدد ۹۹ (ننانوے) پر حصر نہیں۔ کیونکہ اسماء کریمہ ان گنت اور لاتعداد ہیں جو اللہ عزوجل کی عظمت لامتناہی کے نقیب ہیں۔

یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ۔

اس کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔

من الموجودات بلسان الحال او بلسان المقال۔ موجودات میں سے ہر ایک شے زبان حال سے یا زبان مقال سے جس طرح بھی اسے عطا کیا گیا ہے اللہ عزوجل کی پاکی بولتی ہے۔ اس پر تفصیلی کلام پیچھے کئی مقامات پر ہو چکا ہے۔

وَ هُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ۔ اور وہی عزت و حکمت والا ہے۔

Marfat.com

الجامع للکمالات کافة۔ یعنی جملہ کمالات کا جامع اللہ ہی ہے اور غلبہ والا ہے۔

سورۂ حشر کی ان آیات کی (آخری تین آیات) روایات میں بڑی فضیلت وشان آئی ہے اور یہ آیات فضل عظیم کا خزانہ ہیں۔ امام احمد، دوامی، ترمذی رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے اور اس کی تحسین کی ہے۔ (حسن رحمہ اللہ نے کہا ہے) اور طبرانی، ابن الفریس اور بیہقی نے شعب میں معقل بن یسار رحمہم اللہ سے روایت کی ہے کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے صبح کے وقت تین مرتبہ کہا: اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطن الرجیم پھر (بدون بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ) کا اضافہ کئے سورۂ حشر کی تین آیات (هُوَ اللّٰهُ الَّذِىۡ......الخ) تک پڑھیں تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے لئے ستر ہزار فرشتے مؤکل کرے گا (مقرر فرمائے گا) جو شام تک اس پر رحمت بھیجیں گے اس کے لئے (بخشش مانگیں گے) اور اگر اس دن میں مرجائے گا تو شہید مرے گا اور جو شام کو پڑھے گا تو بھی صبح تک یہی منزلت پائے گا۔

دیلمی رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ سورۂ حشر کی آخری سات آیات میں اسم اعظم ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے منقول ہے کہ انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے کہا اے براء جب تو اسم اعظم کے ساتھ اللہ سے دعا کا ارادہ کرے تو سورۂ الحدید کی پہلی دس آیات اور سورۃ الحشر کی آخری آیات پڑھ لے۔ دیلمی رحمہ اللہ نے علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کے قول لَوۡ اَنۡزَلۡنَا هٰذَا الۡقُرۡاٰنَ سے آخر سورت تک کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ یہ صداع (ہر قسم کی رکاوٹ) کے لئے تعویذ ہے۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے تاریخ میں متعدد رواۃ کے حوالہ سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب میں نے سورۂ حشر کی آخری آیات سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پڑھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے کہا کہ آپ اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ لے کیونکہ جب جبرائیل علیہ السلام ان آیات کو لے کر مجھ پر نازل ہوئے تو مجھ سے کہا کہ آپ اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ لیں کیونکہ ان آیات میں بجز موت کے ہر مرض کے لئے شفا ہے۔

الحمدللہ سورۂ حشر کی تفسیر پایہ تکمیل کو پہنچی۔

۲۳ مارچ ۱۹۹۰ء، ۲۵ شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ کو تکمیل پائی

سورۃ الممتحنۃ مکیۃ

سورۃ الممتحنہ مدنی ہے اور اس میں تیرہ آیات اور دو رکوع ہیں۔ ابن حجر کا قول ہے کہ یہ سورۂ مبارکہ اسی نام (الممتحنہ) سے مشہور ہے اور لفظ ''الممتحنہ'' میں حا فتحہ کے ساتھ ہے جبکہ یہ زیر (کسرہ) کے ساتھ پڑھا جاتا ہے، اگر فتحہ (زبر کے ساتھ پڑھ لیا جائے تو یہ اس عورت کی صفت ہوگی جس کے سبب یہ سورۃ نازل ہوئی۔ اور اگر کسرہ سے پڑھا جائے جیسا کہ قراءت مشہورہ و متواترہ ہے تو یہ سورۂ مبارکہ کی صفت ہوگی جس طرح کہ سورۂ براءۃ کو الفاضحۃ کہا گیا ہے اور جمال القراء میں اس سورۂ مبارکہ کو سورۃ الامتحان کے نام سے بھی موسوم کیا گیا ہے اور اس کا نام سورۃ المودۃ بھی ہے۔ عبداللہ ابن عباس اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کے نزدیک یہ سورت مطلقاً مدنی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اس سورۂ مبارکہ کا ابتدائی حصہ فتح مکہ کے روز نازل ہوا اور باقی سورہ مدنی ہے اور ایسا کہنا شائد باعتبار تغلیب ہے کہ یہ مدنی ہے کیونکہ ہجرت کے بعد نازل ہوئی۔ سورۂ حشر کے ساتھ اس سورۂ مبارکہ کی مناسبت اس طرح ہے کہ اس میں کتابی کافروں کے ساتھ موالات و معاہدات وغیرہ کا ذکر ہے اور اس میں مومنوں کو کفار سے موالات کی نہی کی گئی ہے اور دونوں میں اس سلسلہ میں بسیط کلام ہے اور یہ سورۂ مبارکہ صلح حدیبیہ کے زمانہ میں نازل ہوئی اور سورۂ حشر میں اہل کتاب سے معاہدہ کا ذکر ہے اور یہ سورۂ حشر اور الصف اور اس کے بعد کی سورتوں کے درمیان بطور فصل ہے کہ وہ سورتیں سبح کے ساتھ شروع ہوئیں۔ اس سورۂ مبارکہ کا شان نزول یہ ہے کہ بنو ہاشم کی ایک باندی سارہ نامی جو معروف مغنیہ اور خوبرو نوجوان (مراشن) تھی۔ صلح حدیبیہ کے آخری دور میں مدینہ منورہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دوران فتح مکہ کے لئے تیاری فرما رہے تھے آپ نے اس باندی سے پوچھا کہ تو مسلمان ہو کر آئی ہے تو اس نے کہا نہیں آپ نے پوچھا تو کیا ہجرت کر کے آئی ہے اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا پھر کیوں آئی ہے تو اس نے کہا محتاجی سے تنگ ہو کر آپ سے امداد کے لئے حاضر ہوئی ہوں۔ آپ نے بنی عبدالمطلب کو اس کی امداد کے لئے کہا تو انہوں نے اس کی خوب مدد کی اور کپڑے کھانے پینے وغیرہ کا سامان بھی دیا۔ حاطب بن عمرو ابن ابی بلتعہ بدری جو بنو عبدالعزیٰ کے موالی تھے اس باندی سے ملے اور اس کی مدد کی اور اسے ایک خط اہل مکہ کے نام دیا جس میں یہ تحریر تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم پر حملہ کی تیاری کر رہے ہیں تم اپنی حفاظت کی جو تدبیر کر سکو کر لو، سارہ یہ خط لے کر روانہ ہو گئی اللہ کریم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی۔ امام احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن حبان اور ایک جماعت رحمہم اللہ نے مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اور زبیر اور مقداد رضی اللہ عنہما کو روانہ کیا اور فرمایا کہ تمہیں روضۃ خاخ پہنچنے پر ایک عورت ملے گی جس کے پاس ابن ابی بلتعہ کا خط ہے جو اہل مکہ کے نام ہے وہ خط اس سے لے لو اور میرے پاس لے آؤ، اگر وہ خط نہ دے تو اس کی گردن مار دو، یہ اصحاب جب وہاں پہنچے تو اس باندی کو وہیں پایا جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ سارہ نے قسم کھائی اور کہا کہ خط اس کے پاس نہیں ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے جب ساتھیوں کی واپسی کا ارادہ دیکھا تو قسم کھا کر کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر کے خلاف ہو ہی نہیں سکتا اور تلوار نکال کر سارہ کو کہا کہ یا تو خط دے دو یا قتل کے لئے تیار ہو جاؤ۔ سارہ نے جب یہ صورتحال دیکھی تو اپنے

جوڑے سے خط نکال کر آپ کو دے دیا اصحاب نے خط ملنے کے بعد اسے چھوڑ دیا اور خدمت نبوی میں خط لا پیش کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاطب بن ابی بلتعہ کو طلب فرمایا اور ان سے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب سے میں نے اسلام قبول کیا میں نے کفر نہیں کیا اور نہ ہی کبھی آپ کی خیانت کی ہے اور جب سے مہاجر ہوا ہوں کبھی اہل مکہ سے محبت نہ رکھی لیکن بات بس اس قدر ہے کہ مہاجرین میں سے ہر کسی کا کوئی دوست یا رشتہ دار مکہ میں موجود ہے جو اس کے اہل بیت کا محافظ ہے اور میں مکہ میں اجنبی تھا اگرچہ قوم قریش کے ساتھ رہتا تھا اور میرے اہل خانہ وہاں ان کے پاس ہیں مجھے صرف ان کی فکر دامن گیر ہوئی اور میں نے اس خیال سے کہ ان پر کوئی احسان کر دوں تا کہ میرے گھر والے محفوظ رہیں اور مجھے اس امر کا قطعی یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ اہل مکہ پر ضرور عذاب نازل فرمانے والا ہے اور میرا خط انہیں نہ بچا سکے گا۔

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا عذر قبول کر لیا اور ان کی تصدیق فرمائی حضرت عمر بن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: حضور! مجھے اجازت دیں کہ میں اس منافق کی گردن مار دوں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عمر بن خطاب اللہ تعالیٰ خبیر ہے جب ہی اس نے اہل بدر کے بارے میں فرمایا ہے کہ جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اشکبار ہو گئے اور سورہ الممتحنۃ کی آیات نازل ہوئیں۔ حضرت حاطب ابن ابی بلتعہ بدری تھے۔

سورة الممتحنة مكية

اس میں دو رکوع، تیرہ آیتیں، تین سو اڑتالیس کلمے اور ایک ہزار پانچ سو دس حروف ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بامحاورہ ترجمہ رکوع اول-سورۃ ممتحنۃ-پ ۲۸

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ۭ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ڰ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ڰ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ۭ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ①

اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم انہیں خبریں پہنچاتے ہو دوستی سے حالانکہ وہ منکر ہیں اس حق کے جو تمہارے پاس آیا گھر سے جدا کرتے ہیں رسول کو اور تمہیں اس پر کہ تم اپنے رب پر ایمان لائے اگر تم نکلے ہو میری راہ میں جہاد کرنے اور میری رضا چاہنے کو تو ان سے دوستی نہ کرو تم انہیں خفیہ پیام محبت کا بھیجتے ہو اور میں خوب جانتا ہوں جو تم چھپاؤ اور جو ظاہر کرو اور تم میں جو ایسا کرے بے شک وہ سیدھی راہ سے بہکا

اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّيَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ۭ②

اگر تمہیں پائیں تو تمہارے دشمن ہوں گے اور تمہاری طرف اپنے ہاتھ اور اپنی زبانیں برائی کے ساتھ دراز کریں گے اور ان کی تمنا ہے کہ کسی طرح تم کافر ہو جاؤ

Marfat.com

لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَ لَآ اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۭ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ③

ہرگز کام نہ آئیں گے تمہیں تمہارے رشتے اور نہ تمہاری اولاد قیامت کے دن تمہیں ان سے الگ کر دے گا اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَ مِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫ كَفَرْنَا بِكُمْ وَ بَدَا بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَ الْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَ مَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَ اِلَيْكَ اَنَبْنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ④

بے شک تمہارے لئے اچھی پیروی تھی ابراہیم اور اس کے ساتھ والوں میں جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا بے شک ہم بیزار ہیں تم سے اور ان سے جنہیں اللہ کے سوا پوجتے ہو ہم تمہارے منکر ہوئے اور ہم میں اور تم میں دشمنی اور عداوت ظاہر ہوگئی ہمیشہ کے لئے جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ مگر ابراہیم کا اپنے باپ (چچا) سے کہنا کہ میں ضرور تیری مغفرت چاہوں گا اور میں اللہ کے سامنے تیرے کسی نفع کا مالک نہیں۔ اے ہمارے رب ہم نے تجھی پر بھروسہ کیا اور تیری ہی طرف رجوع لائے اور تیری ہی طرف پھرنا ہے

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ اغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ⑤

اے ہمارے رب ہمیں کافروں کی آزمائش میں نہ ڈال اور ہمیں بخش دے اے ہمارے رب بے شک تو ہی عزت وحکمت والا ہے

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ ۭ وَ مَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ⑥

بے شک تمہارے لئے ان میں اچھی پیروی تھی اسے جو اللہ اور پچھلے دن کا امیدوار ہو اور جو منہ پھیرے تو بے شک اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا

حل لغات رکوع اول - سورۃ ممتحنۃ - پ ۲۸

يٰٓاَيُّهَا - اے	الَّذِيْنَ - وہ لوگو جو	اٰمَنُوْا - ایمان لائے ہو	لَا - نہ
تَتَّخِذُوْا - بناؤ	عَدُوِّيْ - میرے دشمنوں کو	وَ - اور	عَدُوَّكُمْ - اپنے دشمنوں کو
اَوْلِيَآءَ - دوست	تُلْقُوْنَ - تم خبریں پہنچاتے ہو		اِلَيْهِمْ - ان کو
بِالْمَوَدَّةِ - دوستی سے	وَ - اور	قَدْ - بے شک	كَفَرُوْا - وہ منکر ہوئے
بِمَا - اس کے جو	جَآءَ - آیا	كُمْ - تمہارے پاس	مِّنَ الْحَقِّ - حق
يُخْرِجُوْنَ - نکالتے ہیں	الرَّسُوْلَ - رسول کو	وَ - اور	اِيَّا - خاص
كُمْ - تم کو بھی	اَنْ - یہ کہ	تُؤْمِنُوْا - تم ایمان لائے	بِاللّٰهِ - اللہ پر
رَبِّكُمْ - جو تمہارا رب ہے	اِنْ - اگر	كُنْتُمْ - ہو تم	خَرَجْتُمْ - نکلے

Marfat.com

جِهَادًا۔جہاد کے لئے	فِيْ۔بیچ	سَبِيْلِيْ۔راہ میری کے	وَ۔اور واسطے
ابْتِغَآءَ۔چاہنے	مَرْضَاتِيْ۔میری رضامندی کے	تُسِرُّوْنَ۔چھپاتے ہوتم	اِلَيْهِمْ۔ان کی طرف
بِالْمَوَدَّةِ۔دوستی سے	وَ۔اور	اَنَا۔میں	اَعْلَمُ۔خوب جانتاہوں
بِمَآ۔جو	اَخْفَيْتُمْ۔تم چھپاتے ہو	وَ۔اور	مَآ۔جو
اَعْلَنْتُمْ۔ظاہر کرتے ہو	وَ۔اور	مَنْ۔جو	يَّفْعَلْهُ۔کرے گا ایسا
مِنْكُمْ۔تم میں سے	فَقَدْ۔تو بےشک	ضَلَّ۔گمراہ ہوا	سَوَآءَ۔سیدھی
السَّبِيْلِ۔راہ سے	اِنْ۔اگر	يَّثْقَفُوْ۔پائیں	كُمْ۔تم کو
يَكُوْنُوْا۔تو ہوں	لَكُمْ۔تمہارے	اَعْدَآءً۔دشمن	وَّ۔اور
يَبْسُطُوْٓا۔پھیلائیں	اِلَيْكُمْ۔تمہاری طرف	اَيْدِيَهُمْ۔اپنے ہاتھ	وَ۔اور
اَلْسِنَتَهُمْ۔اپنی زبانیں	بِالسُّوْٓءِ۔برائی کے ساتھ	وَ۔اور	وَدُّوْا۔پسند کرتے ہیں
لَوْ۔کاش کہ	تَكْفُرُوْنَ۔تم کفر کرو	لَنْ۔ہرگز نہ	تَنْفَعَكُمْ۔نفع دیں گے تم کو
اَرْحَامُكُمْ۔تمہارے رشتے	وَ۔اور	لَآ۔نہ	اَوْلَادُ۔اولاد
كُمْ۔تمہاری	يَوْمَ۔دن	الْقِيٰمَةِ۔قیامت کے	يَفْصِلُ۔فیصلے کرے گا
بَيْنَكُمْ۔تمہارے درمیان	وَ۔اور	اللّٰهُ۔اللہ	بِمَا۔اس سے جو
تَعْمَلُوْنَ۔تم کرتے ہو	بَصِيْرٌ۔دیکھنے والا ہے	قَدْ۔بے شک	كَانَتْ۔تھی
لَكُمْ۔تمہارے لئے	اُسْوَةٌ۔پیروی	حَسَنَةٌ۔اچھی	فِيْٓ۔بیچ
اِبْرٰهِيْمَ۔ابراہیم کے	وَ۔اور	الَّذِيْنَ۔ان کے جو	مَعَهٗ۔اس کے ساتھ تھے
اِذْ۔جبکہ	قَالُوْا۔بولے	لِقَوْمِهِمْ۔اپنی قوم سے	اِنَّا۔بے شک ہم
بُرَءٰٓؤُا۔بیزار ہیں	مِنْكُمْ۔تم سے	وَ۔اور	مِمَّا۔اس سے جس کو
تَعْبُدُوْنَ۔تم پوجتے ہو	مِنْ دُوْنِ۔سوا	اللّٰهِ۔اللہ کے	كَفَرْنَا۔کفر کیا ہم نے
بِكُمْ۔تمہارا	وَ۔اور	بَدَا۔ظاہر ہوگئی	بَيْنَنَا۔ہمارے درمیان
وَ۔اور	بَيْنَكُمْ۔تمہارے درمیان	الْعَدَاوَةُ۔عداوت	وَ۔اور
الْبَغْضَآءُ۔دشمنی	اَبَدًا۔ہمیشہ کے لئے	حَتّٰى۔یہاں تک کہ	تُؤْمِنُوْا۔تم ایمان لاؤ
بِاللّٰهِ۔اللہ	وَحْدَهٗٓ۔اکیلے پر	اِلَّا۔مگر	قَوْلَ۔بات
اِبْرٰهِيْمَ۔ابراہیم کی	لِاَبِيْهِ۔اپنے باپ (چچا) سے	لَاَسْتَغْفِرَنَّ۔ضرور بخشش مانگوں گا	
لَكَ۔تیرے لئے	وَ۔اور	مَآ۔نہیں	اَمْلِكُ۔اختیار رکھتا میں
لَكَ۔تیرے لئے	مِنَ اللّٰهِ۔اللہ سے	مِنْ۔کسی	شَيْءٍ۔چیز کا
رَبَّنَا۔اے ہمارے رب	عَلَيْكَ۔تجھ پر	تَوَكَّلْنَا۔ہم نے بھروسہ کیا	وَ۔اور

اِلَیۡکَ۔ تیری ہی طرف	اَنَبۡنَا۔ ہم نے رجوع کیا	وَ۔ اور	اِلَیۡکَ۔ تیری ہی طرف ہے
الۡمَصِیۡرُ۔ پھرنا	رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب	لَا۔ نہ	تَجۡعَلۡنَا۔ بنا ہم کو
فِتۡنَۃً۔ آزمائش	لِّلَّذِیۡنَ۔ ان کے لئے جو	کَفَرُوۡا۔ کافر ہیں	وَ۔ اور
اغۡفِرۡ۔ بخش	لَنَا۔ ہم کو	رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب	اِنَّکَ۔ بے شک تو
اَنۡتَ۔ تو ہی	الۡعَزِیۡزُ۔ غالب	الۡحَکِیۡمُ۔ حکمت والا ہے	لَقَدۡ۔ بے شک
کَانَ۔ تھی	لَکُمۡ۔ تمہارے لئے	فِیۡہِمۡ۔ ان میں	اُسۡوَۃٌ۔ پیروی
حَسَنَۃٌ۔ اچھی	لِّمَنۡ۔ ان کے لئے	کَانَ۔ جو	یَرۡجُوا۔ امید رکھتا ہے
اللّٰہَ۔ اللہ کی	وَ۔ اور	الۡیَوۡمَ۔ دن	الۡاٰخِرَ۔ آخرت کی
وَ۔ اور	مَنۡ۔ جو	یَّتَوَلَّ۔ منہ پھیرے	فَاِنَّ۔ تو بے شک
اللّٰہَ۔ اللہ	ھُوَ۔ وہی ہے	الۡغَنِیُّ۔ بے نیاز	الۡحَمِیۡدُ۔ خوبیوں سراہا

مختصر تفسیر اردو رکوع اول۔ سورۃ ممتحنۃ۔ پ ۲۸

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡا عَدُوِّیۡ وَ عَدُوَّکُمۡ اَوۡلِیَآءَ تُلۡقُوۡنَ اِلَیۡہِمۡ بِالۡمَوَدَّۃِ وَ قَدۡ کَفَرُوۡا بِمَا جَآءَکُمۡ مِّنَ الۡحَقِّ ۚ یُخۡرِجُوۡنَ الرَّسُوۡلَ وَ اِیَّاکُمۡ اَنۡ تُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰہِ رَبِّکُمۡ ؕ اِنۡ کُنۡتُمۡ خَرَجۡتُمۡ جِہَادًا فِیۡ سَبِیۡلِیۡ وَ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِیۡ ٭ۖ تُسِرُّوۡنَ اِلَیۡہِمۡ بِالۡمَوَدَّۃِ ٭ۖ وَ اَنَا اَعۡلَمُ بِمَاۤ اَخۡفَیۡتُمۡ وَ مَاۤ اَعۡلَنۡتُمۡ ؕ وَ مَنۡ یَّفۡعَلۡہُ مِنۡکُمۡ فَقَدۡ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیۡلِ ①

اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم انہیں خبریں پہنچاتے ہو دوستی سے حالانکہ وہ منکر ہیں اس حق کے جو تمہارے پاس آیا۔ گھر سے جدا کرتے ہیں رسول کو اور تمہیں اس پر کہ تم اپنے رب اللہ پر ایمان لائے۔ اگر تم نکلے ہو میری راہ میں جہاد کرنے اور میری رضا چاہنے کو تو ان سے دوستی نہ کرو تم انہیں خفیہ پیام محبت کا بھیجتے ہو اور میں خوب جانتا ہوں جو تم چھپاؤ اور جو ظاہر کرو اور تم میں سے جو ایسا کرے بے شک وہ سیدھی راہ سے بہکا۔

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡا عَدُوِّیۡ وَ عَدُوَّکُمۡ اَوۡلِیَآءَ

اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔

ای لا تتخذوا الکفار اولیاء۔ یعنی کافروں کو دوست نہ بناؤ کہ یہ میرے بھی دشمن ہیں اور تمہارے بھی دشمن ہیں۔

تُلۡقُوۡنَ اِلَیۡہِمۡ بِالۡمَوَدَّۃِ۔ تم انہیں خبریں پہنچاتے ہو دوستی سے۔

المودۃ۔ میں با مفعول کے ساتھ (میں زائد ہے اور القاء المودۃ (دوستی سے پہنچانا) اس کے اظہار کے لئے مجازاً ہے اور اس سے تفسیر یہ ہوگی: ای توصلون الیھم المودۃ یعنی تم ان سے دوستی کا رابطہ رکھتے ہو اور ایک قول ہے باء سببیہ ہے اور القاء ارسال سے مجاز ہے۔

ای ترسلون الیھم اخبار النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بسبب المودۃ التی بینکم۔ یعنی تم

Marfat.com

انہیں (کافروں کو) اس دوستی کی وجہ سے جو تمہارے درمیان تھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبریں پہنچاتے ہو اور ایک قول ہے باء تعدی کے لئے ہے اس صورت میں معنی یہ ہوں گے:

تفضون الیھم بالمودة۔ یعنی تم ان کی طرف دوستی سے مشکل کو حل کرتے ہو یا جمعیت کو متفرق کرتے ہو یا پلٹتے ہو۔

وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ

حالانکہ وہ منکر ہیں اس حق کے جو تمہارے پاس آیا۔

یہ مفعول سے حال ہے۔ مراد ہے وہ اسلام اور قرآن کے منکر ہیں جو تمہیں اللہ نے دیا اور منکروں اور مومنوں میں کیسی دوستی؟

يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ

گھر سے جدا کرتے ہیں رسول کو اور تمہیں اس پر کہ تم اپنے رب پر ایمان لائے۔

ای من مکة۔ یعنی مکۃ المکرمہ سے۔ ای لایمانکم او کراھة ایمانکم باللہ عزوجل یعنی تمہارے ایمان لانے کے سبب سے یا اللہ عزوجل شانہٗ جو تمہارا پروردگار ہے اس پر ایمان لانے کو ناپسند کرنے کی وجہ سے۔ رَبِّكُمْ میں ضمیر مومنوں کی تغلیب کے لئے ہے ورگنہ رب تو سبھی کا ہے میں کہتا ہوں کہ کُمْ کی ضمیر میں اہل ایمان کی عظمت ہے کہ وہ اللہ عزوجل کے دوست ہیں کیونکہ سیاق کلام میں اللہ کے دشمنوں اور مومنوں کے دشمنوں سے دوستی نہ رکھنے کا ارشاد ہے تو لطیف اشارہ ہے کہ دوست کا دشمن بھی تمہارا دشمن ہے اور اللہ مومنوں ہی کو دوست رکھتا ہے لہٰذا جب اللہ کافروں کو دشمن فرماتا ہے تو مومن جن کا دوست اور ولی، اللہ ہے وہ کافروں کو کیوں دوست رکھیں تو اللہ کی دوستی مومنوں کو ہر شے پر مقدم ہے اور صحابہ کرام علیہم رضوان کی یہ خصوصیت ہے اور "رَبِّكُمْ" میں بڑی عظمت اور گہرائی ہے۔ آیت کے اس ٹکڑے ضمیر مخاطب سے حسن التفات بھی ہے۔

واضح مفہوم ہے کہ کفار رسول کو اور تمہیں ایمان باللہ ہی کی وجہ سے مکہ سے نکال چکے ہیں۔

اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ

اگر تم نکلے ہو میری راہ میں جہاد کرنے اور میری رضا چاہنے کو۔

یہ قول الٰہی (لَا تَتَّخِذُوْا) سے متعلق ہے ای لا تتولوا اعدائی ان کنتم اولیائی یعنی اگر تم میرے دوست ہو تو میرے دشمنوں سے موالات (دوستی) نہ رکھو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ حال ہو تو اس صورت پر معنی یہ ہوں گے کہ اگر تم جہاد کرنے والے ہو اور میری رضاؤں کے طالب ہو اور غزوہ (جنگ) کے لئے نکلے ہو یا مہاجر ہو کر نکلے ہو (کیونکہ خطاب مہاجرین سے خاص ہے) تو میرے اور اپنے دشمنوں سے ہمدردی یا خیر خواہی نہ رکھو۔

تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ۔ تو ان سے دوستی نہ رکھو۔

ایک قول ہے کہ یہ "تُلْقُوْنَ" سے بدل ہے اگر القاء سے خفیہ پیغام مراد ہے تو یہ بدل کل من کل ہے۔ ایک قول ہے کہ استیناف بیانی ہے کیونکہ جو پیچھے گزرا اس میں عتاب ہے۔

ابن عطیہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ یہ خبر ہے مبتداء محذوف ہے یعنی تم دوستی رکھتے ہو اور کلام میں استیناف ان پر انکار کے

Marfat.com

لئے۔ واضح مفہوم یہ ہے کہ تم کفار سے موالات نہ رکھو۔

وَ اَنَا اَعْلَمُ بِمَاۤ اَخْفَیْتُمْ وَ مَاۤ اَعْلَنْتُمْ

اور میں خوب جانتا ہوں جو تم چھپاؤ اور جو ظاہر کرو۔

اَعْلَمُ۔ تفصیل ہے اور تفصیل علیہ محذوف ہے یعنی مِنْكُمْ (تم سے) ابن عطیہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اَعْلَمُ فعل مضارع ہو سکتا ہے اور العلم باء سے متعدی ہو جاتا ہے یا پھر زائد ہے اور ما یا تو موصولہ ہے یا مصدر یہ ہے۔ اور مَاۤ اَعْلَنْتُمْ کا ذکر اس سے استغناء کے ساتھ اشارہ کے لئے ہے کہ اللہ عزوجل شانہ کے دونوں علم یکساں ہیں خواہ نہاں ہو یا عیاں اور اس حال میں "مَاۤ اَخْفَیْتُمْ" کا تقدم (پہلے فرمانا) اشارہ ہے کہ تمہاری کفار سے دوستی و خیر خواہی اللہ کو خوب معلوم ہے اور جو تم نے چھپایا یا ظاہر کیا اللہ عزوجل نے اس کی اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دے دی۔

وَ مَنْ یَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ۔ اور تم میں جو ایسا کرے۔

ای الاسرار۔ یعنی کفار سے رازداری یا دوستی یا خیر خواہی۔

فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ۔ بے شک وہ سیدھی راہ سے بہکا۔

ای الطریق المستوی و الصراط الحق۔ یعنی وہ سیدھے راستہ اور حق کی راہ سے بہک گیا اور اس راہ پر جا پڑا جو ایمان و ہدایت کا راستہ نہیں۔

اِنْ یَّثْقَفُوْكُمْ یَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّ یَبْسُطُوْۤا اِلَیْكُمْ اَیْدِیَهُمْ وَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۲﴾

اگر تمہیں پائیں تو تمہارے دشمن ہوں گے اور تمہاری طرف اپنے ہاتھ اور اپنی زبانیں برائی کے ساتھ دراز کریں گے اور ان کی تمنا ہے کہ کسی طرح تم کافر ہو جاؤ۔

اِنْ یَّثْقَفُوْكُمْ۔ اگر تمہیں پائیں۔

ای ان یظفروا بکم۔ یعنی اگر وہ (کفار) تم پر فتح مند ہوں یا قابو پائیں۔

واصل الثقف الحذق فی ادراک الشئ و فعلہ۔ اور ثقف کا اصل مفہوم یہ ہے کہ کسی شے کا پالینا عقل و سمجھ میں غالب آنا اور مقابلہ کرنا۔ عربی محاورہ ہے: رجل ثقف ذہن یا ہوشیار اور مہذب شخص۔ البتہ یہاں مراد غلبہ پانا ہے۔

یَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً۔ تو تمہارے دشمن ہوں گے۔

ای عداوۃ یترتب علیھا ضرر بالفعل۔ یعنی اگر تم پر کفار موقع پا جائیں یا غلبہ پالیں تو عملی طور پر نقصان پہنچانے کے لئے ان سے اس پر عداوت و دشمنی ظاہر ہو گی۔ اور تمہیں ان کی خیر خواہی سے کوئی نفع نہ ہو گا۔ اور وہ اپنی دلی عداوت کا مظاہرہ کریں گے۔

وَّ یَبْسُطُوْۤا اِلَیْكُمْ اَیْدِیَهُمْ وَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ

اور تمہاری طرف اپنے ہاتھ اور اپنی زبانیں برائی کے ساتھ دراز کریں گے۔

ای بما یسوء کم من القتل و الاسر و الشتم۔ یعنی وہ کریں گے جس سے تمہیں دکھ پہنچے جیسے قتل کریں گے، قیدی بنائیں گے اور گالی گلوچ کریں گے۔

Marfat.com

المراد وادة یترتب علیها القدرة علی الرد الی الکفر۔ مراد یہ ہے کہ دوستی کا نتیجہ یہ مرتب ہوگا کہ وہ کفر کی طرف لوٹانے کی قدرت پائیں گے۔ تو ایسے لوگوں سے دوستی رکھنا اور بھلائی کی توقع رکھنا عبث ہے اور اس میں غفلت بڑی خرابی کا پیش خیمہ ہے۔ تو تمہارا یہ طرز عمل ان کی آرزوؤں کو پورا کرنے والا ہے۔

لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ③

ہرگز کام نہ آئیں گے تمہیں تمہارے رشتے اور نہ تمہاری اولاد قیامت کے دن، تمہیں ان سے الگ کردے گا اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ

ہرگز کام نہ آئیں گے تمہیں تمہارے رشتے۔

ای ذوارحامکم۔ یعنی تمہاری رشتہ داریاں اور رحم سے مراد عورت کا رحم (بچہ دانی ہے) لیکن اشتهر فی القرابة حتی صار کالحقیقة فیها لیکن لفظ رحم بطور قرابت کے مشہور ہوگیا یہاں تک اب انہی معنوں میں حقیقت بن گیا۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ جن قرابت داریوں کی وجہ سے تم کفار سے رازداری و دوستی رکھتے ہو وہ تمہیں ہرگز نفع نہ دیں گے۔ یہ اس عذر کی مذمت ہے کہ رازداری رشتہ داروں کی حفاظت کے نقطۂ نظر سے تھی یا ان کے اس خیال کا رد ہے کہ وہ اسے کفار سے موالات کے لئے مفید عذر سمجھتے تھے۔

وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔ اور نہ تمہاری اولاد قیامت کے دن۔

ای لن ینفعکم قراباتکم او اقاربکم ولا اولاد کم الذین توالون المشرکین لاجلهم و تتقربون الیهم محاماة علیهم بدفع ضرر او جلب نفع۔ یعنی تمہیں تمہاری قرابت داریاں اور رشتہ داریاں اور نہ ہی تمہاری اولاد جن کے باعث تم مشرکوں سے رازداری اور دوستی رکھتے ہو اور اس لئے کہ ان سے تعلق کی گہرائی کی وجہ سے تم ان سے قریب و پاس ہو جاؤ، تمہیں ہرگز نفع نہ دیں گی۔ اس آیت میں حاطب بن ابی بلتعہ پر عتاب ہے اور ان کے عذر پر باوجودیکہ حقیقت تھا ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے اور حقیقت حال کی طرف واضح نشاندہی ہے کہ ایسا ہرگز نہ چاہئے تھا۔

يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۔ تمہیں ان سے الگ کردے گا۔

یعنی قیامت کے روز اللہ عزوجل تمہارے درمیان تفریق کردے گا یا اہل ایمان اور اہل کفر و نفاق الگ گروہ ہو جائیں گے یا تمہارے درمیان فیصلہ کردے گا اور مومنوں کو جنت دے گا اور کفار کو داخل جہنم کرے گا تو تم دنیا میں ان سے کیوں الگ نہیں ہوتے اور ان سے دوستی و رازداری کیوں نہیں ترک کرتے۔

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۔ اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

فیجزیکم به۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو تمہارے خفی و جلی امور و اعمال کی خبر ہے اور اللہ عزوجل تمہیں تمہارے اعمال کے موافق بدلہ عطا فرمائے گا۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۡ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ اِلَّا قَوْلَ

اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝

بے شک تمہارے لئے اچھی پیروی تھی ابراہیم اور ان کے ساتھ والوں میں جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا بے شک ہم بیزار ہیں تم سے اور ان سے جنہیں اللہ کے سوا پوجتے ہو ہم تمہارے منکر ہوئے اور ہم میں اور تم میں دشمنی اور عداوت ظاہر ہو گئی ہمیشہ کے لئے جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ مگر ابراہیم کا اپنے باپ (چچا) سے کہنا کہ میں ضرور تیری مغفرت چاہوں گا اور میں اللہ کے سامنے تیرے کسی نفع کا (بالذات) مالک نہیں اے ہمارے رب ہم نے تجھی پر بھروسا کیا اور تیری ہی طرف رجوع لائے اور تیری ہی طرف پھرنا ہے۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ

بے شک تمہارے لئے اچھی پیروی تھی ابراہیم اور اس کے ساتھ والوں میں۔

اُسْوَةٌ ہمزہ کے پیش اور زیر دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے اور دونوں لغتیں ہیں اور تمام قراء نے سوائے عاصم کے زیر سے پڑھا ہے جس کے معنی اقتداء (پیروی) کے ہیں اور اس کا اطلاق اس خصلت پر ہوتا ہے جس کے مطابق اس شخص کی پیروی کی جائے جو اس صفت سے موصوف (متصف ہو) یا مراد قول و عمل کی اقتداء ہے۔

حَسَنَةٌ کے معنی بھلی، عمدہ اچھی کے ہیں اور یہ اسم اسوہ کی صفت ہے اور فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ یا تو اسوہ کی صفت بعد صفت ہے یا خبر ہے لَكُمْ تمہارے لئے مراد وہ لوگ ہیں جو مخاطب ہیں یعنی حضرت حاطب رضی اللہ عنہ اور دوسرے مومنین وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے متبعین (اتباع کرنے والے مومنین) ہیں لیکن طبری اور ایک جماعت رحمہم اللہ کا قول ہے: "المراد بهم الانبياء الذين كانوا قريباً من عصره عليه و عليهم الصلاة والسلام" مراد وہ انبیاء علیہم السلام ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے قریب و متصل تھے کیونکہ آپ کی قوم سے بیزاری اور ہجرت کے وقت آپ (حضرت ابراہیم علیہ السلام) کے ساتھ اہل ایمان کا گروہ نہ تھا جو آپ کے ساتھ ان سے اظہار بیزاری کرتے اور انہیں چھوڑتے جیسا کہ روایت میں آیا ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کے شہر سے ملک شام کی طرف ہجرت فرمائی تو سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ما على الارض من يعبد الله تعالى غيري و غيرك اس وقت روئے زمین پر میرے اور تمہارے سوا کوئی نہیں ہے جو اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی کرنے والا ہو۔ تو جاننا چاہئے کہ کفار سے کشمکش کے پہلے وقت اتباع کرنے والے مومنین کا ہونا لازم نہیں البتہ ایسا بعد میں ہوا یا بعد میں ہو سکتا ہے تو من معهٗ کے معنی اسی پر محمول ہوں گے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ مخاطبین کو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کے اسوہ (قول و عمل) کی پیروی لازم ہے جو عمدہ نمونہ ہے۔

اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ

جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا بے شک ہم بیزار ہیں تم سے۔

اى وقت وجودهم۔ یعنی اس وقت جب اہل قوم موجود ہوئے۔ واضح مفہوم یہ ہے اپنی قوم کے مشرکوں اور کفار سے کہا کہ ہم تم سے بیزار ہیں اور ہمارا تم سے نہ کوئی علاقہ ہے اور نہ ہی کوئی تعلق۔

Marfat.com

وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ اوران سے جنہیں اللہ کے سوا پوجتے ہو۔

من الاصنام الكواكب وغيرها۔ بتوں اور ستاروں وغیرہ سے، قوم ابراہیم بت پرست تھی اور نجوم وکواکب کی پرستش بھی کرتی تھی۔ یعنی ہم تم سے، تمہارے کفروشرک، بت پرستی اور کواکب پرستی کی وجہ سے بیزار ہیں۔

كَفَرْنَا بِكُمْ۔ ہم تمہارے منکر ہوئے۔ یہاں لفظ کفر بطور کنایہ یا مجازاً ہے اور حق تعالیٰ کے قول اِنَّا بُرَءٰٓ ؤُا کی توضیح و بیان ہے اور اس کا مطلب ہے: كفرنا بكم و بما تعبدون من دون الله۔ یعنی ہم تم سے اور ان سے جن کی تم عبادت کرتے ہو بیزار ہیں اور تمہارے اور تمہارے مذہب اور عقیدہ وعمل کے منکر ہیں یا یہ مفہوم ہے کہ ہم نے تمہارے دین کی مخالفت اختیار کی اور ہم تم سے الگ ہیں، ہمارے نزدیک تم کسی شے پر نہیں ہو تمہارا مذہب باطل اور لغو ہے۔

وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا

اور ہم میں اور تم میں دشمنی اور عداوت ظاہر ہوگئی ہمیشہ کے لئے۔

اى هذا دأبنا معكم لا نتركه۔ یعنی ہمارا تمہارے ساتھ یہی طریقہ رہے گا اور ہم اسے کبھی نہ ترک کریں گے یعنی تم سے عداوت وبغض ہی رکھیں گے۔

حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ۔ جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ۔

و تتركوا ما انتم عليه من الشرك فتنقلب العداوة ولاية والبغضاء محبة۔ ہم تمہیں چھوڑے رکھیں گے (تم سے الگ تھلگ رہیں گے) جب تک کہ تم کفروشرک کی راہ پر ہو اور جب تم ایمان لے آؤ اور اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرلو تو ہماری عداوت دوستی سے اور بغض محبت سے بدل جائے گا۔ عداوت صداقت کی ضد ہے اور صداقت کی تفسیر محبت سے کی گئی ہے اور یہاں عداوت وبغض کے معنی میں قریب قریب ہیں۔ راغب رحمہ اللہ کا قول ہے عداوت موافقت چاہت قلبی کے منافی بات ہے اور بغض نفس کا کسی شے سے نفرت کرنا ہے جس کی رغبت نہ ہو یا اسے چھوڑ رکھا ہو اور بغض حب کی ضد ہے۔ اور اکثر کے نزدیک عداوت کے معنی الگ رہنے کے ہیں یا کاٹنے (کٹے رہنے) کے ہیں۔

اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ

مگر ابراہیم کا اپنے باپ (چچا) سے کہنا کہ میں ضرور تیری مغفرت (بخشش) چاہوں گا۔

یہ اللہ کے قول اسوۂ حسنہ سے مستثنیٰ ہے جیسا کہ قتادہ اور ایک جماعت کا قول ہے اور یہ اسوہ کی تفسیر یا تجرید کی تقدیر ہے لیکن بعض کا قول ہے کہ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ میں اِلَّا بمعنی غیر لیا جائے گا کیونکہ اسوہ نکرہ ہے اور مستثنیٰ کا اس میں دخول وعدم دخول یقینی نہیں ہے لہٰذا مستثنیٰ منہ کا محذوف قرار دینا ہی اولیٰ ہے اس تقدیر پر یہ عبارت یوں ہوگی: اتبعوا اقوال ابراهيم غير قوله لابيه کہ ابراہیم کی سبھی باتوں کی پیروی کرو بجز اس بات کے جو انہوں نے اپنے باپ (چچا) سے کہی تھی۔ یہ قول اتباع نہیں ہے اس لئے آپ کا ایسا کہنا ایک وعدے کی بناء پر تھا سورۂ مریم میں اس کی تفصیل ہے کہ آپ نے فرمایا تھا سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ بعض کے نزدیک یہاں استغفار کے معنی اللہ سے اس امر کی التجا تھی کہ اللہ عزوجل اسے توبہ کی توفیق دے اور ایمان کے ساتھ ہدایت دے اور ایسا جائز تھا عقلاً بھی اور شرعاً بھی کیونکہ اس وقت تک آپ پر اس امر کی اطلاع نہ ہوئی تھی کہ وہ اہل جہنم سے ہے اور کفر پر مستقل رہے گا تو جب ظاہر ہوگیا تو آپ نے اس سے بیزاری ظاہر کی، تو کافروشرک

Marfat.com

کے لئے خواہ وہ کتنا ہی عزیز ورشتہ دار کیوں نہ ہو دعاء مغفرت منع ہے جیسا کہ سورۂ توبہ میں ارشاد ہے:

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿١١٣﴾

اور طیبی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ حضرت کا سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّي فرمانا اپنے باپ (چچا) کے قول "لَأَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا" کے جواب میں بطور رحمت ورافت تھا اور آپ کو جب باپ (چچا) کے کفر پر مستقل رہنے کی اطلاع ہوئی تو آپ نے دعا ترک فرمائی اور اس سے بیزاری ظاہر کی۔ آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ آپ کا یہ قول حیات دنیا میں تھا اس کے مرنے کے بعد نہ تھا اور یونہی وحی واطلاع سے پہلے تھا جب کہ ممانعت دعا مرنے کے بعد ہے اور اطلاع دراصل آپ کو اس سلسلہ میں دعا کے عدم قبول کی تھی واللہ اعلم۔

وَمَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ۔ اور میں اللہ کے سامنے تیرے کسی نفع کا مالک نہیں۔ یہ مستثنیٰ کا تکملہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر تو کفر وشرک پر قائم رہے اور اسی حال پر مرجائے کہ نافرمان ہو تو میں اللہ کے سامنے تیرے لئے کسی شے کا مالک نہیں اور میرا وعدہ دعاء مغفرت کا تمہارا دعا کا قبول ہونا تو یہ مشیت الٰہی پر ہے اور معاف کرنا یا بخش دینا یہ اللہ ہی کی شان ہے۔

رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ۔

اے ہمارے رب ہم نے تجھی پر بھروسہ کیا اور تیری طرف رجوع لائے اور تیری طرف ہی پھرنا ہے۔

یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے ساتھ والے مومنین کی دعا ہے اور جو استثناء گزرا اس سے متصل ہے لہٰذا اس دعا میں آپ کی پیروی لازم ہے۔

فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ۔ بے شک اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ بے شک تمہارے لئے ان میں اچھی پیروی تھی۔

ای فی ابراھیم علیه السلام و من معه۔

لَكُمْ سے مراد امت سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے ان سے ارشاد ہے کہ بلاشبہ تمہارے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھ والوں میں بہترین نمونہ ہے یعنی ان کی حیات مقدسہ اور ان کے عقائد واعمال میں تمہارے لئے اچھی پیروی ہے اور ان کی پیروی سے اعراض کرے وہ راہ ثواب سے دور اور بدعقیدہ ہے۔

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٥﴾

اے ہمارے پروردگار ہمیں کافروں کی آزمائش میں نہ ڈال اور ہمیں بخش دے اے ہمارے رب بے شک تو ہی عزت و حکمت والا ہے۔

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا

اے ہمارے پروردگار ہمیں کافروں کی آزمائش میں ڈال۔

الفتنة مصدر ہے اور المفتون کے معنی میں ہے یعنی رسوا کن آزمائشوں سے جب وہ خوفزدہ کریں معذب کرنا عذاب

Marfat.com

دکھ دینا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے: ای لا تسلطھم علینا فیسبونا و یعذبونا یعنی انہیں (کافروں کو) ہم پر مسلط نہ فرما کہ وہ ہمیں سب وشتم کریں یا دکھ (عذاب) پہنچائیں۔ مجاہد رحمہ اللہ کا قول ہے: ای لاتعذبنا بایدیھم یعنی ہمیں ان کے ہاتھوں سے عذاب نہ دے او بعذاب من عندک اور نہ ہی اپنی طرف سے عذاب نازل فرما فیظنوا انھم محقون وانا مبطلون فیفتنوا لذلک کہیں وہ گمان نہ کریں کہ وہ سچے ہیں اور ہم جھوٹے ہیں جبھی تو مبتلا عذاب ہوئے۔

وَاغۡفِرۡ لَنَا۔ اور ہمیں بخش دے۔

ما فرط منا۔ جو ہم سے لغزشیں یا کوتاہیاں واقع ہوئیں انہیں بخش دے۔

رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ

اے ہمارے رب بے شک تو ہی عزت وحکمت والا ہے۔

الغالب الذی لایذل من التجأ الیه ولا یخیب رجاء من توکل علیه والذی لا یفعل الا ما فیه حکمته بالغة۔ ایسا غلبے والا کہ جو اس کے حضور التجا کرے اس کو ذلیل ورسوا نہ ہونے دے اور جو اس پر توکل واعتماد کرے اور اس سے امید کرم رکھے اسے کبھی نامراد نہ کرے اور وہ ذات جو بھی فرمائے اس میں بس حکمت بالغہ ہی ہو۔ یعنی اس کا ہر کام لامتناہی حکمتوں سے معمور ہو۔ دعائے متصل یہاں مکمل ہوئی اور رَبَّنَا کے مکرر اضافہ سے دعا کی تقویت واستحکام کی طرف اشارہ ہے۔

لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِيۡهِمۡ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنۡ كَانَ يَرۡجُوا اللّٰهَ وَالۡيَوۡمَ الۡاٰخِرَ ؕ وَمَنۡ يَّتَوَلَّ

بے شک تمہارے لئے ان میں اچھی پیروی تھی اسے جو اللہ اور پچھلے دن کا امیدوار ہو اور جو منہ پھیرے تو

لِّمَنۡ كَانَ يَرۡجُوا اللّٰهَ وَالۡيَوۡمَ الۡاٰخِرَ۔

اسے جو اللہ اور پچھلے دن کا امیدوار ہو۔

ای ثوابه تعالی او لقاءہ سبحانه و نعیم الاخرة او ایام الله تعالی والیوم الاخر خصوصاً۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے ثواب یا حق سبحانہ وتعالیٰ کی ملاقات اور آخرت کی نعمتوں کا طلبگار ہو یا عذاب الٰہی یا روز قیامت کا بطور خاص خوف رکھے، اور رجاء کا احتمال اصل (امید) پر ہے اور خوف صلہ ہے "حسنۃ" کے لئے یا صفت ہے اور جائز ہے کہ "لَكُمۡ" کا بدل ہو جیسا کہ اخفش وغیرہ کا قول ہے کہ ضمیر مخاطب سے بدل ظاہر ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے مقتضائے ایمان یہی ہے کہ خلیل رب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کی جائے۔

وَمَنۡ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡغَنِىُّ الۡحَمِيۡدُ۔

اور جو منہ پھیرے تو بے شک اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا۔

یعنی جو حضرت ابراہیم اور ان کے ساتھ والوں کی پیروی سے منہ موڑے یا ایمان کی راہ سے ہٹ جائے اور کافروں کے ساتھ دوستی رکھے تو اللہ عزوجل اس سے بے نیاز ہے اور سب تعریف اسی کے لائق ہے۔ ظاہر ہے کہ اقتداء کا نفع اسی کے لئے ہے

جو ایسا اعتقاد رکھے اور اس کے مطابق عمل کرے۔ بصورت دیگر وبال بھی اسی پر ہے اور اللہ تعالیٰ ان سب امور سے بے نیاز ہے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع دوم-سورۃ ممتحنة-پ ۲۸

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ؕ وَ اللّٰهُ قَدِيْرٌ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۷

قریب ہے کہ اللہ تم میں اور ان میں جو ان میں سے تمہارے دشمن ہیں دوستی کر دے اور اللہ قادر ہے اور بخشنے والا مہربان ہے

لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ لَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَ تُقْسِطُوْۤا اِلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝۸

اللہ تمہیں انُ سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین میں نہ لڑے اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہ نکالے کہ ان کے ساتھ احسان کرو اور ان سے انصاف کا برتاؤ برتو بے شک انصاف والے اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں

اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ اَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَ ظٰهَرُوْا عَلٰۤى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۹

اللہ تمہیں انہیں سے منع کرتا ہے جو تم سے دین میں لڑے یا تمہیں گھروں سے نکالے یا تمہارے نکالنے پر مدد کرے کہ ان سے دوستی کرو اور جو ان سے دوستی کرے تو وہی ستمگار ہیں

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَ لَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَ اٰتُوْهُمْ مَّاۤ اَنْفَقُوْا ؕ وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ؕ وَ لَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَ سْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقْتُمْ وَ لْيَسْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقُوْا ؕ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۱۰

اے ایمان والو جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں کفرستان سے اپنے گھر چھوڑ کر آئیں تو ان کا امتحان کرو اللہ ان کے ایمان کا حال بہتر جانتا ہے پھر اگر تمہیں ایمان والیاں معلوم ہوں تو انہیں کافروں کو واپس نہ دو نہ یہ انہیں حلال اور نہ وہ انہیں حلال اور ان کے کافر شوہروں کو دے دو جو ان کا خرچ ہوا اور تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ان سے نکاح کر لو جب ان کے مہر ان کو دو اور کافرانیوں کے نکاح پر جمے نہ رہو اور مانگ لو جو تمہارا خرچ ہوا اور کافر مانگ لیں جو انہوں نے خرچ کیا یہ اللہ کا حکم ہے وہ تم میں فیصلہ فرماتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے

وَ اِنْ فَاتَكُمْ شَیْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَاۤ اَنْفَقُوْا ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝۱۱

اور اگر مسلمانوں کے ہاتھ سے کچھ عورتیں کافروں کی طرف نکل جائیں پھر تم کافروں کو سزا دو تو جن کی عورتیں جاتی رہی تھیں غنیمت میں سے انہیں اتنا دو جو ان کا خرچ ہوا تھا اور اللہ سے ڈرو جس پر تم کو ایمان ہے

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰۤى

اے نبی جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں

Marfat.com

اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْـًٔا وَّ لَا یَسْرِقْنَ وَ لَا یَزْنِیْنَ وَ لَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَ لَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ وَ لَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْهُنَّ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۲﴾

اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا کچھ شریک نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گے اور نہ وہ بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان یعنی موضع ولادت میں اٹھائیں اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی تو ان سے بیعت لو اور اللہ سے ان کی مغفرت چاہو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ قَدْ یَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا یَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ﴿۱۳﴾ ع

اے ایمان والو ان لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ کا غضب ہے وہ آخرت سے آس توڑ بیٹھے ہیں جیسے کافر آس توڑ بیٹھے قبر والوں سے

حل لغات رکوع دوم-سورۃ ممتحنۃ-پ ۲۸

عَسٰی-قریب ہے	اللّٰہُ-اللہ	اَنْ-یہ کہ	یَّجْعَلَ-بنادے
بَیْنَکُمْ-تمہارے درمیان	وَ-اور	بَیْنَ-درمیان	الَّذِیْنَ-ان لوگوں کے کہ
عَادَیْتُمْ-دشمنی رکھی تم نے	مِّنْهُمْ-ان سے	مَّوَدَّةً-دوستی	وَ-اور
اللّٰہُ-اللہ	قَدِیْرٌ-قادر ہے	وَ-اور	اللّٰہُ-اللہ
غَفُوْرٌ-بخشنے والا	رَّحِیْمٌ-مہربان ہے	لَا-نہیں	یَنْهٰکُمُ-منع کرتا تم کو
اللّٰہُ-اللہ	عَنِ الَّذِیْنَ-ان سے	لَمْ-کہ نہ	یُقَاتِلُوْ-لڑے وہ
کُمْ-تم سے	فِی-بیچ	الدِّیْنِ-دین کے	وَ-اور
لَمْ-نہ	یُخْرِجُوْ-نکالا	کُمْ-تم کو	مِّنْ دِیَارِ کُمْ-تمہارے
گھروں سے	اَنْ-یہ کہ	تَبَرُّوْ-نیکی کرو تم	هُمْ-ان سے
وَ-اور	تُقْسِطُوْٓا-انصاف کرو	اِلَیْهِمْ-ان سے	اِنَّ-بے شک
اللّٰہَ-اللہ	یُحِبُّ-پسند کرتا ہے	الْمُقْسِطِیْنَ-انصاف والوں کو	
اِنَّمَا-اس کے سوانہیں	یَنْهٰکُمُ-منع کرتا ہے تم کو	اللّٰہُ-اللہ	عَنِ الَّذِیْنَ-ان سے
قٰتَلُوْ-جو لڑے	کُمْ-تم سے	فِی-بیچ	الدِّیْنِ-دین کے
وَ-اور	اَخْرَجُوْ-نکالا	کُمْ-تم کو	مِّنْ دِیَارِ کُمْ-تمہارے
گھروں سے	وَ-اور	ظٰهَرُوْا-مدد کی	عَلٰٓی-اوپر
اِخْرَاجِکُمْ-نکالنے تمہارے کے		اَنْ-یہ کہ	تَوَلَّوْ-دوستی رکھو
هُمْ-ان سے	وَ-اور	مَنْ-جو	یَّتَوَلَّهُمْ-دوستی رکھے ان سے

Marfat.com

فَاُولٰٓئِکَ۔ تو یہی	هُمُ۔ ہیں وہ	الظّٰلِمُوْنَ۔ ظالم	یٰٓاَیُّهَا۔ اے
الَّذِیْنَ۔ وہ جو	اٰمَنُوْٓا۔ مومن ہو	اِذَا۔ جب	جَآءَ۔ آئیں
کُمُ۔ تمہارے پاس	الْمُؤْمِنٰتُ۔ مومن عورتیں	مُهٰجِرٰتٍ۔ ہجرت کر کے	فَامْتَحِنُوْ۔ تو امتحان کرو
هُنَّ۔ ان کا	اَللّٰهُ۔ اللہ	اَعْلَمُ۔ خوب جانتا ہے	بِاِیْمَانِهِنَّ۔ ان کے ایمان کو
فَاِنْ۔ پھر اگر	عَلِمْتُمُوْ۔ معلوم کرو	هُنَّ۔ ان کو	مُؤْمِنٰتٍ۔ مومن
فَلَا۔ تو نہ	تَرْجِعُوْ۔ لوٹاؤ	هُنَّ۔ ان کو	اِلَی۔ طرف
الْکُفَّارِ۔ کافروں کی	لَا۔ نہ	هُنَّ۔ وہ عورتیں	حِلٌّ۔ حلال ہیں
لَّهُمْ۔ ان کے لئے	وَ۔ اور	لَا۔ نہ	هُمْ۔ وہ مرد
یَحِلُّوْنَ۔ حلال ہیں	لَهُنَّ۔ ان عورتوں کے لئے	وَ۔ اور	اٰتُوْ۔ دو
هُمْ۔ ان کو	مَّآ۔ جو	اَنْفَقُوْا۔ خرچ کیا انہوں نے	وَ۔ اور
لَا۔ نہیں	جُنَاحَ۔ کوئی گناہ	عَلَیْکُمْ۔ تم پر	اَنْ۔ یہ کہ
تَنْکِحُوْ۔ نکاح کرو	هُنَّ۔ ان سے	اِذَآ۔ جب	اٰتَیْتُمُوْ۔ دو تم
هُنَّ۔ ان کو	اُجُوْرَ۔ حق مہر	هُنَّ۔ ان کے	وَ۔ اور
لَا۔ نہ	تُمْسِکُوْا۔ روکو	بِعِصَمِ۔ نافرمان	الْکَوَافِرِ۔ کافر عورتوں کو
وَ۔ اور	سْئَلُوْا۔ مانگ لو	مَآ۔ جو	اَنْفَقْتُمْ۔ خرچ کیا تم نے
وَ۔ اور	لْیَسْئَلُوْا۔ چاہئے کہ وہ بھی مانگ لیں		مَآ۔ جو
اَنْفَقُوْا۔ خرچ کیا انہوں نے	ذٰلِکُمْ۔ یہ ہے	حُکْمُ۔ حکم	اللّٰهِ۔ اللہ کا
یَحْکُمُ۔ حکم کرتا ہے	بَیْنَکُمْ۔ تمہارے درمیان	وَ۔ اور	اللّٰهُ۔ اللہ
عَلِیْمٌ۔ جاننے والا	حَکِیْمٌ۔ حکمت والا ہے	وَ۔ اور	اِنْ۔ اگر
فَاتَکُمْ۔ چلی جائے	شَیْءٌ۔ کوئی	مِّنْ اَزْوَاجِکُمْ۔ تمہاری بیویوں سے	
اِلَی۔ طرف	الْکُفَّارِ۔ کافروں کی	فَعَاقَبْتُمْ۔ تو سزا دو ان کو	فَاٰتُوا۔ تو دو
الَّذِیْنَ۔ ان کو کہ	ذَهَبَتْ۔ چلی گئی ہیں	اَزْوَاجُهُمْ۔ ان کی بیویاں	مِّثْلَ۔ مثل
مَآ۔ اس کے جو	اَنْفَقُوْا۔ خرچ کیا انہوں نے	وَ۔ اور	اتَّقُوا۔ ڈرو
اللّٰهَ۔ اللہ سے	الَّذِیْٓ۔ وہ کہ	اَنْتُمْ۔ تم	بِهٖ۔ اس پر
مُؤْمِنُوْنَ۔ ایمان لائے ہو	یٰٓاَیُّهَا۔ اے	النَّبِیُّ۔ نبی	اِذَا۔ جب
جَآءَ۔ آئیں	کَ۔ تیرے پاس	الْمُؤْمِنٰتُ۔ مومن عورتیں	یُبَایِعْنَکَ۔ بیعت کریں
آپ سے	عَلٰٓی۔ اوپر	اَنْ۔ اس کے کہ	لَا۔ نہ
یُشْرِکْنَ۔ شریک بنائیں گی	بِاللّٰهِ۔ اللہ کے ساتھ	شَیْئًا۔ کسی کو	وَّ۔ اور

Marfat.com

لَا ۔نہ   يَسۡرِقۡنَ ۔چوری کریں گی   وَ ۔اور   لَا ۔نہ
يَزۡنِيۡنَ ۔زنا کریں گی   وَ ۔اور   لَا ۔نہ   يَقۡتُلۡنَ ۔قتل کریں گی
اَوۡلَادَ ۔اولاد   هُنَّ ۔اپنی کو   وَ ۔اور   لَا ۔نہ
يَاۡتِيۡنَ ۔لائیں گی   بِبُهۡتَانٍ ۔بہتان   يَّفۡتَرِيۡنَهٗ ۔کہ اٹھائیں اس کو   بَيۡنَ اَيۡدِيۡهِنَّ ۔اپنے
ہاتھوں   وَ ۔اور   اَرۡجُلِهِنَّ ۔پاؤں کے درمیان
وَ ۔اور   لَا ۔نہ   يَعۡصِيۡنَكَ ۔نافرمانی کریں گی تیری
فِيۡ ۔بیچ   مَعۡرُوۡفٍ ۔بھلے کام کے   فَبَايِعۡهُنَّ ۔تو بیعت کروان سے
وَ ۔اور   اسۡتَغۡفِرۡ ۔بخشش مانگ   لَهُنَّ ۔ان کے لئے   اللّٰهَ ۔اللہ سے
اِنَّ ۔بے شک   اللّٰهَ ۔اللہ   غَفُوۡرٌ ۔بخشنے والا   رَّحِيۡمٌ ۔مہربان ہے
يٰۤاَيُّهَا ۔اے   الَّذِيۡنَ ۔لوگو جو   اٰمَنُوۡا ۔ایمان لائے ہو   لَا ۔نہ
تَتَوَلَّوۡا ۔دوستی رکھو   قَوۡمًا ۔ان لوگوں سے کہ   غَضِبَ ۔غضب ہوا   اللّٰهُ ۔اللہ کا
عَلَيۡهِمۡ ۔ان پر   قَدۡ ۔بے شک   يَئِسُوۡا ۔مایوس ہوگئے   مِنَ الۡاٰخِرَةِ ۔آخرت سے
كَمَا ۔جیسے   يَئِسَ ۔مایوس ہوئے   الۡكُفَّارُ ۔کافر   مِنۡ اَصۡحٰبِ ۔باشندگان
الۡقُبُوۡرِ ۔قبور سے

مختصر تفسیر اردو رکوع دوم-سورۃ ممتحنۃ-پ ۲۸

عَسَى اللّٰهُ اَنۡ يَّجۡعَلَ بَيۡنَكُمۡ وَبَيۡنَ الَّذِيۡنَ عَادَيۡتُمۡ مِّنۡهُمۡ مَّوَدَّةً ؕ وَاللّٰهُ قَدِيۡرٌ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ○

قریب ہے کہ اللہ تم میں اور ان میں سے جو تمہارے دشمن ہیں دوستی کردے اور اللہ قادر ہے اور بخشنے والا مہربان ہے۔

عَسَى اللّٰهُ اَنۡ يَّجۡعَلَ بَيۡنَكُمۡ وَبَيۡنَ الَّذِيۡنَ عَادَيۡتُمۡ مِّنۡهُمۡ مَّوَدَّةً

قریب ہے کہ اللہ تم میں اور ان میں سے جو تمہارے دشمن ہیں، دوستی کردے۔

ای من اقاربکم المشرکین یعنی تمہارے مشرک رشتہ داروں میں سے (مَّوَدَّةً) کا مفہوم یہ ہے: ای یوافقوکم فی الدین یعنی کفار مکہ یا تمہارے مشرک رشتہ دار دین میں تمہاری موافقت کریں گے۔ یہ قرآن عظیم کی پیشین گوئی ہے جو حرف بحرف پوری ہوئی، اس آیت کا نزول فتح مکہ سے قبل ہوا جیسا کہ جمہور کا قول ہے اور فتح مکہ کے بعد اکثر مسلمان ہوگئے۔

الَّذِيۡنَ عَادَيۡتُمۡ مِّنۡهُمۡ۔ گو عام ہے لیکن مخصوص البعض ہے۔

اور ایک قول ہے کہ چونکہ اہل ایمان اور مہاجرین صحابہ علیہم رضوان نے کفار مکہ اور اپنے مشرک رشتہ داروں سے شدید سختی، مخالفت، دین دشمنی اور قطع رحمی دیکھی تھی اور شدائد و مصائب سے گزرے تھے جو انہیں اپنے باپوں، بھائیوں، بیٹوں اور رشتہ داروں سے پہنچے تھے تو اللہ عزوجل نے ان کی تالیف قلبی فرما کر ان سے وعدہ فرمایا اور جلد ہی اسے فتح مکہ کے ساتھ ہی پورا فرمادیا اور اکثر لوگ ایمان لائے، معدودے چند افراد کے جو بحالت کفر ہی مرے۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور دوسرے

Marfat.com

بہت سے لوگ اسلام لائے اور مسلمانوں کے دوست اور بھائی بن گئے اور نفرتیں محبتوں میں بدل گئیں اور ایک قول ہے کہ جب کفار سے ترک موالات وموانست کا حکم نازل ہوا تو اہل ایمان نے کافر رشتہ داروں سے بشدت اعراض کیا اور ان سے بیزاری ظاہر کی اور اس میں مبالغہ کیا تو ان کی تسکین کے لئے یہ آیت اتری مگر ان کے قلوب میں الفت ورقت پوشیدہ رہی جو فطری امر ہے۔

وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ۔ اور اللہ قادر ہے۔

مبالغ فی القدرة فیقدر سبحانهٗ علی تقلیب القلوب و تغییر الاحوال و تسهیل اسباب المودة۔ قدرت میں بطور مبالغہ ارشاد ہے یعنی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ دلوں کے بدلنے اور احوال کے تبدیل کرنے اور دوستی کے اسباب آسان فرمانے (میسر فرمانے) پر مکمل قادر ہے۔

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

مبالغ فی المغفرة فیغفر جل شانه لما فرط منکم فی موالاتهم۔

غایت درجہ بخشش فرمانے والا ہے پس اللہ کریم جو کچھ تم سے کفار سے موالات کے سلسلہ میں واقع ہوا اسے بخش دے گا یا اس نے بخش دیا اور وہ انتہائی رحم کرنے والا ہے۔

لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ⑧

اللہ تمہیں ان سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین میں لڑے اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہ نکالے کہ ان کے ساتھ احسان کرو اور ان سے انصاف کا برتاؤ برتو تو بے شک انصاف والے اللہ کو محبوب ہیں۔

لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ

اللہ تمہیں ان سے منع نہیں کرتا جو تم میں سے دین میں نہ لڑے اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہ نکالے کہ ان کے ساتھ احسان کرو اور ان سے انصاف کا برتاؤ برتو۔

حسن اور ابو صالح رحمہم اللہ کا قول ہے کہ یہ آیت (لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ الخ) بنوخزاعہ، بنی الحرث بن کعب بنو کنانہ، بنو مزینہ اور عرب کے ان قبائل کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس امر پر صلح کر رکھی تھی کہ وہ نہ تو آپ سے لڑیں گے اور نہ ہی آپ کے خلاف کسی کی اعانت کریں گے۔ قرۃ الہمدانی عطیہ عوفی رحمہم اللہ کا قول ہے کہ یہ آیت بنوہاشم کے بعض لوگوں کے بارے میں اتری جن میں سے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ آیت کفار کی عورتوں اور بچوں کے بارے میں اتری۔ مجاہد رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اس قوم کے بارے میں نازل ہوئی جو مکہ میں ایمان لائے لیکن انہوں نے ہجرت نہ کی کیونکہ انصار ومہاجرین ان لوگوں کے ترک ہجرت پر ان سے شدید خفا تھے اور انہیں دوست نہیں رکھتے تھے۔

اور ایک قول ہے کہ ان لوگوں کے بارے میں اتری جو اہل مکہ میں سے مومن تھے اور کفار کے درمیان ہی ٹھہر گئے تھے

Marfat.com

اورانہوں نے قدرت کے باوجود ہجرت نہ کی تھی۔ نحاس اور ثعلبی رحمہم اللہ کا قول ہے کہ کمزور مومنین کے بارے میں نازل ہوئی جو ہجرت کی استطاعت نہیں رکھتے تھے۔ بخاری وغیرہ سے اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ قریش سے عہد کے زمانے میں میرے پاس میری ماں آئی اور وہ مجھ سے حسن سلوک کی رغبت رکھتی تھی لیکن وہ مشرکہ تھی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوچھا کہ کیا میں اس سے صلہ رحمی کروں تو یہ آیت اتری تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں تو اپنی ماں سے صلہ رحمی کر۔ امام احمد اور ایک جماعت نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ قتیلہ بنت عبدالعزیٰ اپنی بیٹی اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے پاس تحائف کے ساتھ ملنے آئی۔ یہ تحائف روغن زیتون کی چٹنی اور خرادی اشیاء اور گھی وغیرہ تھے اور مشرکہ تھی تو اسماء رضی اللہ عنہما نے اس کے تحائف لینے سے انکار کر دیا اور اسے گھر میں داخل نہ ہونے دیا یہاں تک کہ مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پوچھنے کے لئے بھیجا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کریں تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے ہدایا قبول کرنے اور اسے گھر میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ یہ قتیلہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی جسے آپ نے عہد جاہلیت میں طلاق دے دی تھی اور یہی حضرت اسماء کی حقیقی ماں تھی اور ابن عطیہ رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ خالہ تھی اور اسے امی مجازاً کہتی تھیں۔ اس آیت میں کفار کی اس قسم سے حسن سلوک کی اجازت ہے اور خفاجی رحمہ اللہ کا قول ہے۔ جیسا کہ درمنثور میں ہے یہ آیت کریمہ اللہ کے ارشاد فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ سے منسوخ ہے۔

اس آیت سے بعض علماء کے نزدیک اہل حرب کے سوا اہل ذمہ کے لئے نفلی صدقہ جائز ہے اور یونہی ماسوا حربی کے ذمی کافروں کے باپوں کا نفقہ بھی واجب ہے اگرچہ اس کا قتل واجب ہو۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ۔

بے شک انصاف والے اللہ کو محبوب ہیں ای العادلین یعنی عدل کرنے والے اللہ کو پیارے ہیں۔

اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

اللہ تمہیں انہی سے منع کرتا ہے جو تم سے دین میں لڑے یا تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا یا تمہارے نکالنے پر مدد کی کہ ان سے دوستی کرو اور جو ان سے دوستی کرے تو وہی ستمگار ہیں۔

اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ

اللہ تمہیں انہی سے منع کرتا ہے جو تم سے دین میں لڑے یا تمہیں تمہارے گھروں سے نکالے یا تمہارے نکالنے پر مدد کرے۔

کمشر کی مکة، فان بعضم سعوا فی اخراج المومنین وبعضهم اعانوا المخرجین۔

جیسے مشرکین مکہ تو ان میں سے بعض نے مومنوں کو نکالنے میں خوب کوشش کی اور ان میں سے بعض نے نکالنے والوں کی ڈٹ کر مدد کی۔

اَنْ تَوَلَّوْهُمْ۔ کہ ان سے دوستی کرو۔

ای انما ینھاکم سبحانہٗ عن ان تتولوھم۔ یعنی حق سبحانہ وتعالیٰ نے تمہیں اِسی امر سے ہی تو منع کیا ہے کہ تم ان جیسے کفار سے کسی قسم کی دوستی نہ رکھو۔ بعض علماء نے اس آیت میں صرف موالات کو ہی منع جانا ہے البتہ دنیوی طور پر حسن سلوک کو مباح کہا ہے بشرطیکہ اس سے اہل ایمان واسلام کو ضرر کا اندیشہ وخطرہ نہ ہو۔

وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔

اور جو ان سے دوستی کرے تو وہی ستمگار ہیں۔

لوضعھم الولایۃ موضع العداوۃ او ھم الظلمون لانفسھم بتعریضھا للعذاب۔

آیت کے شروع میں ''اِنَّمَا'' کلمۂ حصر ہے جو بطور مبالغہ کے ہے اور شدت ممانعت کو ظاہر کر رہا ہے کہ کفار کی دوستی عداوت کا باعث ہوگی یا جو دوستی رکھیں گے وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں گے اور اس میں اس امر پر عذاب کا ارشاد ورمز ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ؕ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْئَلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْئَلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ؕ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰﴾

اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں کفرستان سے اپنے گھر چھوڑ کر آئیں تو ان کا امتحان کرو، اللہ ان کے ایمان کا حال بہتر جانتا ہے پھر اگر تمہیں ایمان والیاں معلوم ہوں تو انہیں کافروں کو واپس نہ دو، نہ یہ انہیں حلال نہ وہ انہیں حلال اور ان کے کافر شوہروں کو دے دو جو ان کا خرچ ہوا اور تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ان سے نکاح کرلو جب ان کے مہر انہیں دے دو اور کافر عورتوں کے نکاح پر جمے نہ رہو اور مانگ لو جو تمہارا خرچ ہوا اور کافر مانگ لیں جو انہوں نے خرچ کیا یہ اللہ کا حکم ہے وہ تم میں فیصلہ فرماتا ہے اور اللہ علم وحکمت والا ہے۔

یہ آیت صلح حدیبیہ کے بعد نازل ہوئی، معاہدۂ حدیبیہ میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ اہل مکہ سے جو شخص مسلمان ہو کر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو اس کو اہل مکہ واپس لے سکتے ہیں، اس آیت میں واضح کیا گیا کہ یہ شرط صرف مردوں کے لئے ہے معاہدے میں عورتوں کی تصریح نہیں اور نہ عورتیں اس قرارداد میں داخل ہوسکتی ہیں کیونکہ مسلمان عورت کافر کے لئے حلال نہیں۔ بعض علماء کے نزدیک یہ آیت حکم اول کی ناسخ ہے مگر ایسا صرف اسی طور درست ہے اگر معاہدہ حدیبیہ میں عورتیں شامل ہوں لیکن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جو معاہدہ حدیبیہ کے الفاظ مروی ہیں ان کی رو سے عورتیں معاہدہ میں داخل وشامل نہیں اور ایک روایت میں مِنَّا رَجُلٌ کی بجائے احدٌ مِنَّا کا لفظ وارد ہوا ہے جس سے عورتوں کی واپسی کا حکم منسوخ ہوگیا اور اس کے بدلے وہ مہر جو کافر شوہر نے دیا تھا اس کی واپسی واجب ہوگئی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ

اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں کفرستان سے اپنے گھر چھوڑ کر آئیں تو ان کا امتحان کرو۔

فاختبروھن بما یغلب علی ظنکم موافقۃ قلوبھن لانستھن فی الایمان۔

یعنی جب مسلمان عورتیں کفرستان سے اپنے گھر چھوڑ کر آئیں تو تم اپنے گمان کے مطابق جوان کے زبانی ایمان کے

Marfat.com

اظہار پر نہیں بلکہ ان عورتوں کے دلوں کے موافق غالب نظر آئے ان کا امتحان یا ان کی پرکھ کرلو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان عورتوں کے امتحان کے بارے میں مروی ہے کہ جب کوئی مہاجرہ عورت خدمت نبوی میں حاضر ہوتی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس بی بی سے اس بات کا حلف لیتے کہ وہ کسی دنیوی عشق و رغبت کی وجہ سے ہجرت کر کے نہیں آئی اور نہ ہی اپنے شوہر کی عداوت کے تحت نکلی ہے اور نہ ہی کسی دنیوی غرض سے نکلی ہے اور بخدا صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں نکلی ہے یعنی خالص دین کے لئے اور اپنے ایمان کے تحت ہجرت کی ہے۔

اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ۔ اللہ ان کے ایمان کا حال بہتر جانتا ہے۔

من كل احد او منكم فانه سبحانه هو المطلع على ما في قلوبهن۔

یعنی اللہ ہر ایک کو یا تم میں سے سب کو جانتا ہے کیونکہ حق سبحانہ وتعالیٰ جو کچھ ان عورتوں کے دلوں میں ہے اس پر آگاہ ہے چونکہ تم ان عورتوں کے دلی حال سے آگاہ نہیں ہو تو تم ان کے بارے میں پختہ رائے قائم کرلو۔

فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ۔

پھر اگر تمہیں ایمان والیاں معلوم ہوں تو انہیں کافروں کو واپس نہ دو۔

اى ظننتموهن ظنا قويا يشبه العلم بعد الامتحان مومنت فى نفس الامر فلا ترجعوهن الى ازواجهن الكفرة۔

یعنی جب تمہیں ان عورتوں کے جانچ لینے کے بعد قوی گمان ہو جائے اور علم الیقین کے مشابہ ہو کہ وہ فی الواقع ایمان دار ہیں تو تم انہیں ان کے کافر شوہروں کے پاس نہ جانے دو۔

لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ۔ نہ یہ انہیں حلال نہ وہ انہیں حلال۔

تو یہ ان عورتوں کے ان کے کافر شوہروں کو واپس نہ کرنے کی ممانعت کی علت ہے اور جملہ اولیٰ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ ان کے درمیان فرقت کا ثبوت اور نکاح اول (کافر کے ساتھ نکاح) کے زائل ہونے کو متحقق ہے۔ اور جملہ اخریٰ اولیٰ کی تاکید ہے جس کا مطلب ہے کہ کافر مرد مومن عورت کے لئے حلال نہیں ہے اور یونہی مومنہ عورت کے لئے کافر مرد حلال نہیں۔ اور ان دونوں کے درمیان علیحدگی واجب ہے۔

وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا۔ اور ان کے کافر شوہروں کو دے دو جو ان کا خرچ ہوا۔

اى واعطوا ازواجهن مثل ما دفعوا اليهن المهور قيل وجوبا و قيل: تدبا۔

یعنی ان کے کافر شوہروں کو جو انہوں نے مہر وغیرہ سے انہیں ادا کیا تھا یا جو کچھ خرچ کیا تھا وہ رقم یا مال انہیں لوٹا دو اور کہا گیا کہ یہ واجب ہے اور ایک قول ہے کہ مندوب ہے۔ ابن ابی حاتم نے مقاتل رحمہم اللہ سے روایت کی ہے کہ سبیعۃ بنت الحرث الاسلمیہ مومنہ ہو کر خدمت نبوی میں ہجرت کر کے آئی اور وہ صیفی بن الراہب کے نکاح میں تھی اہل مکہ سے جو مشرک تھا تو اس نے سبیعہ کی واپسی کا مطالبہ کیا تو یہ آیت کریمہ اتری اور اس (کافر شوہر صیفی) نے جو خرچ کیا تھا اسے دے دیا گیا اور اس عورت (سبیعہ) سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکاح کرلیا۔ اور اسی طرح کی اور روایات بھی ہیں تاہم یہ واقعہ شاید اسباب نزول سے ہے۔ معاہدہ حدیبیہ میں مردوں کی واپسی کی شرط تھی اور عورتوں کے بارے میں شرط نہ تھی جب کہ ایک

Marfat.com

روایت میں دونوں کی شرط آئی ہے اور ضحاک رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مشرکین کے درمیان معاہدہ کی ایک شق یہ بھی تھی کہ اگر کوئی عورت مومنہ ہو کر مسلمانوں کی طرف سے کفار کے لئے شرط تھی اور ایسا آیت کے مطابق اور موافق ہے لیکن ابوداؤد رحمہ اللہ سے اس کا نسخ مروی ہے۔ اور ابن جریر وغیرہ نے قتادہ رحمہم اللہ سے روایت کی ہے کہ اس نے اس عہد کے حکم کے مطابق منسوخ کر دیا کہ کافر شوہروں کو جو انہوں نے خرچ کیا نہ لوٹایا جائے تاہم کشف میں عورتوں کا لوٹانا مشروط ہے اگر مشروط نہ ہو تو ادائیگی لازم نہیں کیونکہ صلح حدیبیہ سے پہلے مہاجرہ عورتوں کے مہر وغیرہ نہ لوٹائے جاتے تھے اور نہ ہی عورتیں لوٹائی جاتی تھیں صلح کے بعد یہ صورت ہوئی۔ یعنی یہ حکم عام مخصوص البعض تھا اگر حکم منسوخ مانا جائے۔ لیکن ضحاک رحمہ اللہ کی روایت سے واضح ہے کہ شرط مساویانہ تھی لیکن یہ بات پکی ہے کہ حق تعالیٰ نے اس حکم کو مہاجرین کے ساتھ مخصوص کیا اور فتح مکہ کے بعد نہ ہجرت رہی اور نہ ہی یہ حکم باقی رہا۔ یہی وجہ ہے کہ اب بھی اگر ایسا ہو تو مہر کا لوٹانا واجب نہیں ہے بلکہ مندوب ہے۔ علماء کے اقوال دونوں طرف ہیں تاہم میں کہتا ہوں کہ اب اگر ایسی صورت ہو تو مہر وغیرہ کا لوٹانا مندوب ہے اور ایسا کثیر علماء سے منقول ہے اور یہی صواب ہے۔ واللہ اعلم۔ کیونکہ فتح مکہ کے بعد یہ صورت ہی نہ رہی اور حکم باقی نہ رہا کہ وجوب کا حکم لگایا جائے اور معاہدہ کے بعد عورتوں کی واپسی کا منسوخ ہونا قریش کے طرز عمل کے مقابل برابری کی بنیاد پر ترک معاہدہ اور منسوخ کی حرمت ہے اور ایک قول ہے کہ صرف لوٹانے کی شرط تھی لیکن تجدید نکاح کے باوجود اور نہ ہی الفاظ معاہدہ سے عورتوں کی واپسی پر صادر کیا گیا اور غیر مومنہ کی واپسی تو درست رہی لیکن مومنہ مہاجرہ کو روکنے کا حکم دیا گیا۔ مومنہ عورت کافر شوہر پر حلال نہ تھی اور نہ ہی اس کا نکاح درست، تو لوٹانے کا کیا فائدہ۔ لہٰذا مہر و خرچہ دینا واجب ہوا اور واپسی کا حکم منسوخ ہو گیا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ واپسی کی شرط مابین الفریقین مساوی تھی لہٰذا حرمت کا حکم کہ مومنہ روک لی جائیں اور ان کے کفار شوہروں کو خرچہ کی ادائیگی کر دی جائے اس مسئلے میں بطور استحسان و بیان وصراحت اور مسئلے کا حل تھی گو اس کی تفصیل معاہدہ میں نہ تھی اور یونہی اہل ایمان کو وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا بطور حکم وامر ہے اور اس کا عکس اگر کوئی عورت مرتد ہو کر اہل کفر کے ہاں جائے تو اہل ایمان کو ان سے زوجیت کا تعلق نہ رکھنے کی ہدایت ہے اور یونہی ان کو طلاق دینے کی ترغیب ہے حالانکہ مرتدہ مومن کے نکاح سے بدوں طلاق باہر نہ ہوگی البتہ مطالبۂ مہر و خرچہ کو باقی رکھا اور ارشاد ہے:

وَسْئَلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ الخ اور کفار نے ادائیگی نہ کی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مال غنیمت سے دلوایا، اگرچہ یہ سب امور فتح مکہ کے بعد یا آیت غنیمت سے منسوخ ہو گئے اور بعض کا قول ہے کہ سنت سے منسوخ ہو گئے تو یہ حرمت اور ادائیگی اس شرط کا بدل تھی نہ کہ معاہدہ کی شق کی منسوخی، جس سے عہد شکنی کا وہم ہوتا ہے جو اللہ اور اس کے رسول سے ہو ہی نہیں سکتی اور بدل شرط میں مساوی حکم ہے جو فی نفسہ شرط کی جگہ وضاحت شرط اور مابین الفریقین نزاعی نہیں ہے بالکل قابل تسلیم ہے۔

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ

اور تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ان سے نکاح کر لو جب ان کے مہر انہیں دو۔

اى فى نكاحهن حيث حال اسلامهن بينهن و بين ازواجهن الكفار۔

یعنی مہاجرہ مومنہ عورتوں سے نکاح کرنے میں کوئی گناہ نہیں باوجودیکہ ان کے شوہر دار الحرب میں موجود ہوں کیونکہ ان کے اسلام وایمان کی وجہ سے ان کے درمیان فرقت ہو گئی اور وہ اپنے کافر شوہروں پر اور ان پر ان کے کافر شوہر حرام ہو گئے۔

Marfat.com

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس آیت کی رو سے مومنہ مہاجرہ عورت کے لئے کوئی عدت نہیں سوائے اس کے کہ وہ حاملہ ہو، یہ نکاح ادائیگی مہر سے مشروط ہے کہ یہ مہر اس مہر وخرچہ کے علاوہ ہوگا جو تم ان مومنہ مہاجرہ عورتوں کے کافر شوہروں کو واپس کر چکے ہو یعنی وہ ادائیگی اس مہر میں شامل نہ ہوگی۔ اور از سر نو مہر مقرر کرو اور انہیں ادا کرو کیونکہ المهر بدل البضع اور یہ تم پر لازم ہے اس کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوگا اور جب تم مہر ادا کر دو تو نکاح کرنے میں حرج نہیں البتہ مہر کا فوراً ادا کرنا لازمی نہیں اور ذمہ داری قبول کرنا کافی ہے۔ جیسا کہ تعین کے وقت ہوتا ہے۔

وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْئَلُوا مَا أَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْئَلُوا مَا أَنْفَقُوا

اور کافر عورتوں کے نکاح پر جمے نہ رہو اور مانگ لو جو تمہارا خرچ ہوا اور کافر مانگ لیں جو انہوں نے خرچ کیا۔

کوافر کافرہ کی جمع ہے کوافر عورتوں اور مردوں دونوں کو شامل ہے اور وہ عورتوں کی جماعت کا وصف ہے اور فاعلۃ کی جمع فواعل پر مطرد ہے۔

ابوحیان رحمہ اللہ کا قول ہے: عصم عصمة کی جمع ہے وهي ما يعتصم به من عفة اور اس کے معنی ہیں مضبوط گانٹھ یا پختہ بندھن۔

وَ لَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ۔ والمراد نهى المومنين عن ان يكون بينهم و بين الزوجات المشركات الباقية فى دارالحراب علقة من علق الزوجية اصلا حتى لا يمنع احداهن نكاح خامسة او نكاح اختها فى العدة بناء على انه لا عدة لَهُنَّ قال ابن عباس من كانت له امرأه كافرة بمكة فلا يعتدن بها من نسائه لاختلاف الدارين قطع عصمتها منه واخرج سعيد بن منصور ابن المنذر عن ابراهيم النخعى انهٗ قال : نزل قوله تعالىٰ: وَلَا تُمْسِكُوا الخ فى المرأة من المسلمين تلحق بالمشركين فلا يمسک زوجها بعصمتها قد برئ منها۔

اور اس سے مراد دراصل ایمان والوں کو اور ان کی مشرکہ مرتدہ عورتوں کے درمیان جو دار الحرب میں رہ گئیں، ہر قسم کے تعلقات زوجیت سے ہی روکنا اور منع فرمانا ہے یہاں تک کہ ان عورتوں میں کسی ایک کے بعد پانچواں نکاح یا اس عورت کی بہن کے ساتھ نکاح جو عدت میں ہو، منع نہیں۔ اس وجہ سے کہ ان پر سرے سے عدت ہی نہیں۔ ابن عباس کا قول ہے جس کسی کی کافرہ بیوی مکہ میں تھی تو اس کے ساتھ اس کی عورتوں میں (تعداد کے اعتبار سے) زیادتی نہ ہوگی کہ دارین یعنی دار الاسلام اور دار الحرب کے اختلاف کی وجہ سے اس کا مسلمان شوہر سے رشتہ نکاح قطع ہو گیا اور سعید بن منصور اور ابن المنذر ابراہیم نخعی سے راوی ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ یہ آیت مسلمانوں کی ان بیویوں کے حق میں اتری جو مشرکین سے مل گئیں (مشرکوں کے ساتھ رہ گئیں) تو اس کے شوہر کو بندھن نکاح سے منع کر دیا گیا اور وہ ان عورتوں سے الگ ہو گئے۔ مجاہد رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مومنوں کو ان بیویوں کو جو کافروں کے ساتھ ٹھہر گئی تھیں (ایمان نہ لائیں اور کافروں کے ساتھ رہیں) طلاق دینے اور ان عورتوں سے علیحدگی اختیار کرنے کا حکم فرمایا اور مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی حکم کے تحت اپنی کافرہ بیوی فاطمہ جو ام سلمہ بنت ابی امیۃ بن المغیرہ المخزومی کی بہن تھی کو طلاق دے دی تو اس نے معاویہ بن ابی سفیان سے نکاح کر لیا اور دوسری کافرہ بیوی کلثوم بنت حرول الخزاعی کو بھی طلاق دے دی تو اس نے ابوجہم بن حذیفہ العدوی

سے نکاح کرلیا اور یونہی حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیوی اروی بنت ربیعہ کو طلاق دے دی۔

اس پر شوافع اور احناف کا تعاقب کیا گیا ہے کہ دارالحرب میں جاتے ہی وہ عورت نکاح سے نکل گئی اور فرقت ہوگئی لیکن احناف کا قول ہے کہ مرتدہ نکاح سے باہر نہیں ہوتی جب تک طلاق نہ دی جائے اور وَلَا تُمْسِكُوْا میں اسی طرف اشارہ ہے اگر وہ مرتد ہونے کی وجہ سے یا دارالحرب میں داخل ہونے کی وجہ سے نکاح سے نکل جاتی اور تفریق ہو جاتی تو وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ نہ فرمایا جاتا چنانچہ صحابہ کرام علیہم رضوان نے اس حکم کے نازل ہونے کے بعد اپنی کافر عورتوں کو طلاق دے دی۔ جو مکہ رہ گئی تھیں یا کافروں سے مل گئیں تھیں۔

وَسْـَٔلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ۔ اور مانگ لو جو تمہارا خرچ ہوا۔

ای واسئلو الکفار مهور نسائکم اللاحقات بهم۔

یعنی اگر کوئی عورت اسلام سے پھر کر مشرکوں کے ہاں چلی جائے اور کافروں مشرکوں نے اسے روک لیا اور کسی کافر نے اس سے نکاح کرلیا یا کافرہ جو مکہ ہی رہ گئی تھیں اور پھر کسی کافر کے نکاح میں آگئی تو شوہر اول یعنی مسلمان اس شوہر ثانی یعنی کافر سے اپنے ادا کئے ہوئے مہر وغیرہ کا مطالبہ کرے اور وصول کرے۔

وَلْيَسْـَٔلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا۔ اور کافر مانگ لیں جو انہوں نے خرچ کیا۔

ای ویسئلکم الکفار مهورنسائهم المهاجرات الیکم۔

یعنی کافر بھی اپنی عورتوں کے مہر کا مطالبہ کریں یا کرسکتے ہیں اور وصول کریں جو مسلمان ہو کر ہجرت کرکے مسلمانوں کے پاس آگئیں اور کسی مسلمان سے نکاح کرلیا تو جس مسلمان نے نکاح کیا اس سے کافر شوہر مہر کا مطالبہ کرے اور اس پر ادائیگی لازم ہے چنانچہ اس حکم کے مطابق مسلمانوں نے کفار کے مطالبہ پر ادائیگی کردی مگر کافروں نے ادائیگی سے انکار کردیا۔

ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ۔ یہ اللہ کا حکم ہے وہ تم میں فیصلہ فرماتا ہے۔

یعنی جیسا اوپر ذکر گزرا یہ اللہ کا حکم ہے اور تمہارے درمیان اس مسئلہ کا فیصلہ ہے یعنی کافر شوہر مومنہ مہاجرہ عورتوں کے مہر اس مومن شوہر سے جس سے نکاح کریں، مطالبہ کرکے وصول کرلیں اور یونہی مومن شوہر مرتدہ و کافرہ عورتوں کے مہر اس کافر و مشرک سے وصول کریں جس سے وہ نکاح کرے۔ اس آیت میں کافروں کو بھی حکم ہے جو مساوات پر مبنی ہے اور اہل ایمان کو ادائیگی کا مجازاً ارشاد ہے اور اس کی پیروی کے لئے کہا گیا ہے، چنانچہ اہل ایمان نے تعمیل حکم کی اور ادائیگی کردی جب کہ کافروں نے اس فیصلہ کو ماننے سے انکار کردیا جس پر اگلی آیت نازل ہوئی۔

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۔ اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

یشرع ما تقتضیه الحکمة البالغة۔ یعنی وہ حکم فرماتا ہے جو اس کی حکمت بالغہ کا مقتضی اور بندوں کے لئے خیر و بھلائی والا اور فتنہ کو روکنے والا ہے۔

وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾

اور اگر مسلمانوں کے ہاتھ سے کچھ عورتیں کافروں کی طرف نکل جائیں پھر تم کافروں کو سزا دو تو جن کی عورتیں جاتی رہیں

Marfat.com

تھیں غنیمت میں سے انہیں اتنا دے دو جوان کا خرچ ہوا تھا اور اللہ سے ڈرو جس پر تمہیں ایمان ہے۔

وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ۔

اور اگر مسلمانوں کے ہاتھ کچھ عورتیں کافروں کی طرف نکل جائیں۔

گزشتہ آیت میں اہل ایمان کو کافرہ مرتدہ عورتوں کے مہر کے مطالبے کا فرمایا گیا تھا جبکہ وہ کافروں کے ساتھ ملحق ہو گئیں اور کسی کافر سے نکاح کر لیا اور یونہی مومنہ مہاجرہ عورتوں کے کسی مومن کے ساتھ نکاح کرنے پر سابق کافر شوہر کو اس عورت کا مہر وغیرہ ادا کر دیں اور یہ مہر نکاح جدید کے مہر کے علاوہ ہوگا تو اہل ایمان نے کفار کو ادائیگی کر دی لیکن کفار نے ادائیگی سے انکار کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اور فرمایا:

وَاِنْ فَاتَكُمْ۔ ای سبقکم و انفلت منکم۔ یعنی تمہیں چھوڑ جائے یا تمہارے ہاتھ سے نکل جائے۔

شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ۔ ای احد من ازواجکم۔ یعنی تمہاری بیویوں میں سے کوئی ایک۔ شَيْءٌ یا تو مہر مراد ہے یا ایسا مرتدہ کافرہ عورتوں کی تحقیر کے لئے فرمایا گیا کیونکہ وہ اپنے اس کردار کی بنیاد پر تحقیر کے ہی لائق تھیں کشاف میں ہے ایسی کل چھ عورتیں تھیں۔ واضح مفہوم یہ ہے اگر مسلمانوں کے ہاتھ سے ان کی بعض عورتیں کافرہ مرتدہ ہو کر نکل کر کافروں سے جا لگیں یا ان کے کافروں کے ساتھ نکاح کر لینے کی صورت میں ان کا مہر کافر شوہروں کی طرف سے عدم ادائیگی کی وجہ سے وصول نہ ہو یا ان کے انکار کی وجہ سے مہر کی رقم ہاتھ سے نکل جائے یعنی وصول نہ ہو تو اس صورت میں۔

فَعَاقَبْتُمْ۔ پھر تم کافروں کو سزا دو یا تمہاری نوبت آئے۔

من العقبة لا من العقاب۔ یہ عقبہ ہے اور عقوبت سے نہیں اور عقبہ کا مفہوم یہ ہے:

التوبة فی رکوب احد الرفیقین علی دابة لهما والآخر بعده ای فجاءت عقبتکم ای نوبتکم من اداء المهر شبه ما حکم به علی المسلمین والکافرین من اداء هؤلاء مهور نساء اولئک تارة واداء اولئک مهور نساء هؤلاء اخری۔

دو رفیقوں میں سے ایک کا سواری پر جوان دونوں کے لئے ہو اپنی باری پر سوار ہونا ہے اور دوسرے کا اس کے بعد یعنی تمہاری باری آ گئی یعنی ادائے مہر سے تمہاری باری ہے اس کے مشابہ ہے جس کا کہ مسلمانوں اور کافروں کو حکم دیا گیا کہ ان عورتوں کے یہ مہور ان پر دو مرتبہ ہیں اور یونہی ان عورتوں کے مہر کافروں اور دوسروں پر بھی ادا کرنا ہے ایک قول ہے کہ تم کامیاب ہو گئے بالآخر تمہاری باری آ گئی۔ اوشبه الحکم بالاداء المذکور بامر یتعاقبون فیه کما یتعاقب فی الرکوب و حاصل المعنی ان الحق احد منکم ازواجکم بالکفار او فاتکم شیٔ من مهورهن ولزمکم اداء المهر کما لزم الکفار۔ یا مذکورہ ادائے مہر کے حکم کا مطلب ہے کہ تمہیں اسی طرح تعاقب کا حکم ہے جس طرح سے سواری میں تعاقب کرتے ہیں۔ تاہم حاصل گفتگو یہ ہے کہ اگر تمہاری بیویوں میں سے کوئی کفار کے ساتھ مل جائے (ملحق ہو جائے) یا ان کے مہروں وغیرہ میں سے کچھ تمہارے ہاتھ سے نکل جائے تو جس طرح کفار کے لیے مہور کی ادائیگی لازم اسی طرح تمہارے لئے بھی لازم ہے۔

زجاج رحمہ اللہ کا قول ہے عقبہ سے مراد کافروں پر غلبہ پانے کے بعد مال غنیمت کا ملنا ہے۔

Marfat.com

فَاٰتُوا الَّذِیْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَاۤ اَنْفَقُوْا۔

تو جن کی عورتیں جاتی رہی تھیں غنیمت میں انہیں اتنا دے دو جوان کا خرچ ہوا تھا۔

من مهر المهاجرة التی تزوجتموها ولا تؤتوه زوجها الكافر ليكون قصاصا۔
یعنی مومنہ مہاجرہ عورتیں جن سے تم نکاح کرو تو ان کے مہران کے کافر شوہروں کو واپس نہ کرو تاکہ برابری یا بدلہ ہو جائے بغوی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ کفار کے ادائیگی مہور سے انکار پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرتدہ کافر عورتوں کے مہران کے مسلمان شوہروں (سابق شوہروں) کو غنیمت کے اموال سے ادا کئے۔ یعنی جب کفار کو مہور کی رقم لوٹانا واجب تھا تو اہل ایمان کے لئے اس صورت میں کیونکر واجب نہ ہوتا چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غنائم سے ادائیگی فرما دی یا مسلمانوں کو مرتدہ کافرہ عورتوں کے مہر مومنہ مہاجرہ عورتوں کے مہور کے مقابلے میں مجحوب کر کے وضع کرنے کی اجازت دی گئی تاکہ مساوات قائم رہے اور صورۃً قصاص ہو جائے کہ کفار نے انکار کر دیا تھا۔ معاہدہ حدیبیہ کے ختم ہوتے ہی یہ سب احکام مرتفع ہو گئے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ

اور اللہ سے ڈرو جس پر تمہیں ایمان ہے۔

فان الايمان به عزوجل يقتضى التقوى منه سبحانه و تعالى۔ یعنی اللہ تعالیٰ عزوجل سبحانہ پر ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ تم اس ذات کریم سے ڈرو اور پرہیزگاری کا چلن اختیار کرو اور اس کے ارشادات کی تعمیل بجا لاؤ اور نافرمانی و تعدی سے بچو۔

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْــٴًـا وَّ لَا یَسْرِقْنَ وَ لَا یَزْنِیْنَ وَ لَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَ لَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ وَ لَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْهُنَّ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۲﴾

اے نبی جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا کچھ شریک نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ وہ بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان یعنی موضع ولادت میں اٹھائیں اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی تو ان سے بیعت لو اور اللہ سے ان کی مغفرت چاہو، بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ

اے نبی جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں بیعت کرنے کو۔

ای مبایعات لك ای قاصدات للمبايعة۔ یعنی جب آپ کے حضور آپ کے دست حق پر بیعت کرنے یا بیعت ہونے کے ارادہ سے آپ کی بارگاہ میں حاضر آئیں۔

عَلٰۤى اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْــٴًـا

اس پر کہ اللہ کا کچھ شریک نہ ٹھہرائیں گی۔

Marfat.com

ای شیئا من الاشیاء اوشیئا من الاشراک۔ یعنی اشیاء میں سے کسی شے کو یا شرک کی باتوں میں سے کسی بات کے ساتھ اللہ کا شریک نہ ٹھہرائیں گی اللہ عزوجل کی توحید کو مانیں گی اور شرک کی تمام صورتوں سے بچیں گی اور ذات و صفات اسماء واحکام وغیرہ میں کسی کو کسی طرح نہ شریک ٹھہرائیں گی اور نہ ایسا اعتقاد رکھیں گی۔

وَلَا یَسْرِقْنَ۔ اور نہ چوری کریں گی۔

شرک کے بعد چوری کا ذکر ہے جس سے چوری کے گناہ کبیرہ ہونے کا پتا چلتا ہے۔ چوری ثابت کرنے کے لئے دو گواہ ضروری ہیں یا دو مرتبہ خود اقرار کرنا دس درہم سے کم کے مال میں حد (قطع یمین نہیں) اور اگر ماخوذ ہونے سے قبل توبہ واصلاح کر لے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے لیکن مال مسروقہ چونکہ حق العباد ہے وہ بدستور اس کے ذمے رہے گا بشرطیکہ ضائع نہ ہو گیا ہو۔ زمانہ جاہلیت میں عورتوں میں یہ وبا بکثرت تھی چوری خفیہ حرام ہے اور دوسرے کے ساتھ ظلم اور ان کی حق تلفی۔ لہٰذا بیعت میں حق اللہ کے ساتھ حق العباد کا بھی ذکر ہوا۔ واللہ اعلم

وَلَا یَزْنِیْنَ۔ اور نہ زنا کریں گی۔

بدکاری اپنی قوم کی آبرو کو برباد کرنا اور شادی کے بعد شوہر کی حق تلفی ہے۔ چوری کے بعد بدکاری کے ذکر میں جو تعلق ہے وہ دونوں امور کا خفیہ ہونا ہے حد سرقہ میں مرد کو مقدم اور حد زنا میں عورت کو مقدم ذکر کیا گیا ہے جس سے واضح ہے کہ عورت جو پردہ میں ہی رہتی ہے اس خفیہ گناہ میں بغیر ارادے کے کیونکر ملوث ہو سکتی ہے حالانکہ اس کے لئے بچنا آسان ہے اور جب یہ فعل شنیع واقع ہو تو عورت پر گناہ کا بوجھ زیادہ ہے۔

وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ۔ اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی۔

فان العرب کانت تفعل ذلک من اجل الفقر والفاقة۔ عہد جاہلیت میں عورتیں اپنی بچیوں کو زندہ دفن کر دیتی تھیں عہد جاہلی کے لوگ لڑکیوں کی پیدائش کو باعث عار خیال کرتے تھے اور بھوک وافلاس کے خوف سے زندہ درگور کر کے قتل کر دیتے تھے جو نہ صرف نسل کشی تھی بلکہ قتل ناحق تھا۔

ایک قول ہے کہ عورتیں ناجائز اولاد کو عار کی وجہ سے اسقاط کے ذریعہ مار ڈالتیں یا وضع حمل کے بعد قتل کر ڈالتی تھیں اور ایسا عورتوں میں بکثرت ہوتا تھا۔ لہٰذا مسلمان عورتوں سے اس امر پر بیعت لی گئی۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ نے مردوں عورتوں پر ماؤں کی نافرمانی اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا حرام فرمایا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حسن اور السلمی نے وَلَا یُقَتِّلْنَ کو تشدید کے ساتھ پڑھا ہے یہ حکم عام ہے اور ہر قسم کے اسقاط کو بھی شامل ہے خواہ جنین میں روح پڑنے کے قبل ہو یا بعد ہو۔ تفصیلی بحث سورہ نحل و بنی اسرائیل میں ہو چکی۔

وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ

اور نہ وہ بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان یعنی موضع ولادت میں اٹھائیں۔

قال الفراء: کانت المرأة فی الجاهلیة تلتقط المولود فتقول: ولدی منک فذلک البهتان المفتری بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ۔ فراء کا قول ہے زمانہ جاہلیت میں عورت پرایا بچہ لے کر (بدکاری کے ذریعہ) شوہر سے کہتی ہے کہ میرا یہ بچہ تجھ سے ہے تو مفتریوں کا یہی بہتان ہے جو ان کے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان اٹھائیں اور بہتان

Marfat.com

کا یہی ذکر ہے۔

ایک قول یہ ہے: والمراد النهی عن القذف و یدخل فیه الکذب و الغیبة۔ ممانعت سے مراد تہمت لگانا ہے اور اس میں جھوٹ اور غیبت بھی داخل ہیں اور ضحاک رحمہ اللہ سے مروی ہے: حمل ذلک علی القذف۔ آیت کا محمول تہمت لگانا ہی ہے۔

ایک قول ہے کہ ہاتھوں کے درمیان بہتان سے مراد بوس وکنار اور پاؤں کے درمیان بدکاری ہے اور ایک قول ہے دونوں ہاتھوں کے درمیان بہتان سے مراد زبان کی چغل خوری اور پاؤں کے درمیان شرمگاہ کی بدکاری ہے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ تہمت طرازی نہ کریں گی یا غیر کی اولاد کو شوہر سے منسوب نہ کریں اور نہ کسی پر اس امر کا بہتان باندھیں گی اور ایک قول ہے کہ بہتان سے مراد سحر (جادو) ہے کہ عورتوں کو اس کی خوب رغبت ہوتی ہے تو وہ اس سے منع کی گئیں۔

وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ۔

اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی۔

ای فیما تامرهن به من معروف و تنهاهن عنه من منکر۔ یعنی اس بات کا جو آپ ان کو نیکی میں سے حکم کریں اور اس بات سے جو برائی جس سے آپ انہیں منع فرمائیں۔ واضح مفہوم یہی ہے کہ ہر امر خیر میں نافرمانی نہ کریں گی اور برائیوں سے باز رہیں گی۔

و خص بعضهم هذا المعروف بترک النیاحة۔ اور بعض نے معروف کو خاص کیا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ہمیشہ امر خیر ہی فرماتے تھے اور معروف کی یہ تخصیص نوحہ کا ترک کرنا ہے۔ امام احمد، ترمذی نے اس روایت کی تحسین کی اور ابن ماجہ وغیرہ نے ام سلمہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے ان بیعت کرنے والی عورتوں میں سے ایک بی بی نے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ وہ معروف کیا ہے جس کے لئے ہمیں روکا گیا کہ ہم اس میں آپ کی نافرمانی نہ کریں تو آپ نے فرمایا: ''لا تنحن'' تم نوحہ نہ کرو۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: هو النوح و شق الجیوب و وشم الوجوه ووصل الشعر۔ وہ نوحہ کرنا ہے گریبان پھاڑنا رخسارے پیٹنا یا نوچنا اور شعر ملانا ہے۔ بخاری ومسلم میں ہے جو رخسار پیٹے گریبان پھاڑے اور عہد جاہلیت کے بین کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ ابوسعید خدری کی روایت میں ہے جسے ابوداؤد نے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوحہ کرنے اور سننے والیوں پر لعنت فرمائی۔ مجاہد کا قول ہے کہ معروف سے مراد غیر مردوں کے ساتھ خلوت گزینی ہے۔

فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ

تو ان سے بیعت لو اور اللہ سے ان کی مغفرت چاہو۔

فَبَايِعْهُنَّ۔ بضمان الثواب علی الوفاء بهذه الاشیاء و تقیید مبایعتهن بما ذکر من بحثهن لحثهن علی المسارعة الیها مع کمال الرغبة فیها من غیر دعوة لهن الیها۔ یعنی ان عورتوں سے اس عہد میں جو کچھ مذکور ہوا ان قیود بیعت (شرائط) کے ساتھ بیعت لو اور اس کو وفا کرنے پر انہیں ثواب کی ضمانت دو اور جو کچھ مذکور ہوا اس کی کماحقہ کوشش اور پابندی کریں گی اور بکمال رغبت اس پر قائم رہیں گی بغیر اس کے کہ انہیں اس کے لئے دعوت دی جائے۔

Marfat.com

وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ زيادة على ما فى ضمن المبايعة من ضمان الثواب۔
یعنی بیعت کے ضمن میں جو کچھ بیان ہوا ضمانت ثواب کے ساتھ ان کے لئے مزید بخشش مانگئے اور کہا گیا کہ ان کے ماضی کے گناہوں کی معافی کے لئے دعا مانگیں۔

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اى مبالغ جل شانه فى المغفرة والرحمة فيغفر عزوجل لهن و يرحمهن اذا وفين بما بايعن عليه۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی بخشش اور رحمت غایت درجہ ہے پس اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمائے گا اور ان پر رحمت کرے گا، جبکہ وہ جس پر بیعت کی ہے اسے وفا کریں گی۔

ابن ابی حاتم نے مقاتل رحمہم اللہ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت فتح کے دن اتری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردوں سے کوہ صفا پر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوہ صفا کے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے عورتوں سے بیعت لی اور یہ بھی مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنفس نفیس عورتوں سے بھی بیعت لی۔ امام احمد، نسائی، ابن ماجہ اور ترمذی رحمہم اللہ نے امیمہ بنت رقیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں خدمت نبوی میں بیعت کے لئے حاضر ہوئی تو آپ نے ہم سے عہد لیا قرآن حکیم میں ہے: اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ کہ ہم اللہ کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائیں گی جب آپ اس پر پہنچے: وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فيما استطعن واطقن۔ جس قدر تم میں استطاعت وقدرت ہے تو ہم نے عرض کیا: الله و رسوله ارحم بنا من انفسنا يا رسول الله الا تصافحنا قال: انى لا اصافح النساء انما قولى لمائة امرأة كقولى لامرأة واحدة۔ اللہ اور اس کے رسول ہم پر ہماری جانوں سے بھی زیادہ مہربان تھے کیا آپ ہم سے مصافحہ نہ فرمائیں گے ارشاد فرمایا: میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا اور میرا یہ قول سو عورتوں کے لئے بھی ویسا ہی ہے جیسا ایک عورت کے لئے ہے۔

سعید بن منصور اور ابن سعد نے شعبی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب عورتوں سے بیعت لیتے تھے تو آپ کے ہاتھ میں کپڑا ہوتا تھا اور بعض روایتوں میں آیا ہے کہ جب آپ عورتوں سے بیعت لیتے تو آپ اور عورتوں کے درمیان کپڑا ہوتا (جس کا ایک سرا آپ کے ہاتھ میں ہوتا) عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتوں سے بیعت لیتے تو پانی سے بھرا ہوا ایک پیالہ طلب فرماتے پھر اس میں اپنا دست کرم ڈال کر نکال لیتے پھر عورتیں اس میں ہاتھ ڈال کر بیعت کرتیں اور یہ مصافحہ کا بدل تھا اور اس کی صحت کا حال اللہ ہی کو معلوم ہے۔ بیعت مکہ میں فتح کے بعد واقع ہوئی اور مدینہ میں بھی ہوئی۔ مکہ میں ہند بنت عتبہ زوجہ ابی سفیان وغیرہ نے بیعت کی اور یہ بھی روایت میں آیا ہے کہ سب سے پہلے جن عورتوں میں سے جس نے بیعت کی وہ ام سعد بن معاذ اور کبشہ بنت رافع وغیرہ تھیں۔ فتح مکہ کے روز مردوں سے بھی بیعت لی گئی تھی جو ان عورتوں کی بیعت سے پہلے ہوئی یہ بیعت صرف اسلام اور جہاد پر تھی جبکہ عورتوں سے بیعت تفصیلی تھی کیونکہ ان امور کا جن کا ذکر بیعت کے ضمن میں گزرا عورتوں سے اس کا صدور بکثرت ہوتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ﴿۱۳﴾

اے ایمان والو! ان لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ کا غضب ہے وہ آخرت سے آس توڑ بیٹھے ہیں جیسے کافر آس توڑ بیٹھے قبر والوں سے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ

اے ایمان والو! ان لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ کا غضب ہے۔

حسن ابن زید اور منذر بن سعید سے مروی ہے:

انهم اليهود لانه عزوجل قد عبر عنهم فى غير هذه الاية بالمغضوب عليهم۔ بے شک ''ان لوگوں'' سے مراد یہودی ہیں کیونکہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اس آیت کے علاوہ بھی انہیں ان لوگوں سے تعبیر کیا ہے جن پر اس کا غضب نازل ہوا۔

ایک قول ہے: هم اليهود والنصارىٰ وہ یہود اور نصاریٰ ہیں۔ اور ابن عباس سے مروی ہے: انهم كفار قریش بے شک وہ لوگ کفار قریش ہیں اور کئی ایک علماء کا قول ہے:

هم عامة الكفرة۔ یہ عام کافر ہیں۔ طیبی کا کہنا ہے کہ یہ آیت قصہ مشرکین سے متصل ہے جس میں اہل ایمان کو ان سے موالات کی ممانعت کی گئی ہے اور حق سبحانہ کا ارشاد کہ جو ان سے موالات رکھیں وہی ظالم ہیں پھر مومنہ مہاجرہ وغیرہ عورتوں کا ذکر ہے تو خاتمہ سورت کو افتتاح سے صورت اتصال ہے اور یہ آیت باب الاستطراد سے ہے اور قول کے مطابق اس سے مراد مطلقاً اہل کتاب ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ فقراء مومنین میں بعض یہود سے میل جول رکھتے تھے تاکہ ان کے پھلوں وغیرہ کو حاصل کریں تو یہ آیت نازل ہوئی۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ ان لوگوں سے جن پر اللہ نے غضب نازل کیا، دوستی نہ رکھو۔ میں کہتا ہوں کہ كَمَا یَىِٕسَ الْكُفَّارُ کے جملے سے بھی واضح ہوتا ہے کہ مراد یہود و اہل کتاب ہی ہیں۔

قَدْ یَىِٕسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ۔ وہ آخرت سے آس توڑ بیٹھے۔

والمراد قد يئسوا من خير الاخرة و ثوابها لعنادهم الرسول صلى الله تعالى عليه وآله وسلم المنعوت فى كتابهم المويد بالايات البينات والمعجزات الباهرات وا ذا اريد بالقوم الكفرة فيئس من الاخرة لكفرهم بها۔

اگر مراد یہود و اہل کتاب ہیں تو یہ لوگ آخرت کی بھلائی اور اس کے ثواب سے اس وجہ سے مایوس ہو گئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغض وعناد رکھتے تھے حالانکہ آپ کی نعت توصیف ان کی کتاب میں موجود تھی جو روشن دلائل اور واضح معجزات کی تائید کے ساتھ مؤید تھی اور اگر اس سے کافر لوگ مراد ہیں تو ان کی مایوسی آخرت سے بایں وجہ ہے کہ وہ اس کے منکر ہیں یعنی نہ تو انہیں آخرت پر اعتقاد تھا اور نہ ہی وہ عذاب آخرت یا ثواب آخرت کو مانتے تھے لہٰذا انہیں اپنی کتاب سے معلوم تھا کہ آپ نبی برحق ہیں اور آپ سے بغض کی وجہ سے انہیں آخرت میں محرومی ہے۔

كَمَا یَىِٕسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ۔

جیسے کافر آس توڑ بیٹھے قبر والوں سے۔

ای الذین هم اصحاب القبورای الکفار الموتی علی ان (مِنْ) بیانیة والمعنی ان یئس هؤلاء من الاخرة کیئس الکفار الذین ماتوا و سکنوا القبور و تبینوا حرمانهم من نعیمها المقیم۔ یعنی وہ لوگ جو قبروں میں ہیں یعنی مرے ہوئے کفار مراد ہیں اس میں من بیانیہ ہے اور معنی یہ ہے ان لوگوں کی طرف سے مایوسی ان کفار کی مایوسی کی طرح ہے جو مر گئے اور قبروں میں پڑ گئے اور انہیں اپنی بدنصیبی اور نعمائے جنت سے محرومی کا واضح یقین ہو گیا یعنی بعد مرنے کے یہ صورت ان پر واضح ہوگئی کہ وہ نعماء و مثوبات اخروی سے محروم ہیں۔

مجاہد رحمہ اللہ کا قول ہے کہ جس طرح مردہ کفار آخرت کی بھلائیوں سے آس توڑ بیٹھے ہیں یونہی یہود بھی فلاح اخروی سے ناامید ہو چکے ہیں۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے یہاں مختصر سی تفسیر صوفیانہ بھی علماء سے نقل کی ہے: ارشاد الٰہی یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ سے نفس امارہ سے ترک موالات کی طرف اشارہ ہے اس سے دوستی رکھنا (تُلْقُوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ) سے مراد نفس امارہ ہی ہے جو عدو اکبر بڑا دشمن ہے جیسا کہ فرمایا گیا ''اعدائک نفسک التی بین جنبک'' تیرا دشمن تیرا نفس ہی ہے جو تیرے پہلو میں ہے اور یہ کبھی بھی نہیں ٹلتا کہ راہ حق سے نہ روکے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معارضہ نہ کرے اور عقل اس کی ہمنوا ہے اور یہ تجھ سے اس وقت تک نہ ٹلے گا یہاں تک کہ تیرا نفس مطمئنہ راضیہ مرضیہ نہ ہو جائے اور عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّجْعَلَ بَیْنَكُمْ الخ میں اسی طرف اشارہ ہے اور قول الٰہی عزوجل لَا یَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ سے اشارہ بھی نفس کی پیروی اور اس کی خواہش جائز بھی ہوتی ہے اور اسے اس کے جائز لذائذ کا دینا مباح ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ ارشاد فرمایا: ''لنفسک علیک حق'' تیرے نفس کا بھی تجھ پر حق ہے اور قول الٰہی عزوجل یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ سے اشارہ مرید صادق کا جس کا نفس مومن ہو مرید کی بیعت ہے۔ اور اس کی بیعت اختیار کا ترک کرنا اور حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف جملہ امور کا تفویض کرنا ہے اور یہ کہ وہ جس شئے کا اہل نہیں اس میں رغبت نہ رکھے اور نہ ہی شہوات نفس میں پڑے اور بشریت کی مٹی (خاکی طبیعت) کے تحت جو وساوس و خطرات گزریں ان واردات کی تائید و پیروی نہ کرے اور نہ ہی افتراء (بہتان طرازی) جھوٹ گھڑنا کرے کہ اس زعم میں مبتلا ہو کر اس کے قلبی خطرات اور روح کے اسرار ہیں اور یونہی روح کے اسرار مشاہدۂ حق ہیں اور لَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ سے اشارہ معرفت الٰہی عزوجل کی پابندی و پختگی ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ سے مبالغہ کے ساتھ اس ضمن میں صفات الٰہیہ کی برکات سے اپنی صفات کو اور اس کے وجود سے اپنے وجود کو مستور کرنے کی طلب کرنا ہے۔ حاصل گفتگو یہ کہ اللہ عزوجل سے فنا کے بعد بقاء کی طلب و جستجو ہے اور یہ اللہ عزوجل کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔

الحمدللہ تفسیر سورۃ الممتحنہ مکمل ہوئی

Marfat.com

سورۃ الصّف

سورت الصّف مدنی ہے اس میں دو رکوع اور چودہ آیات ہیں اس سورت کو سورت الحواریین اور سورت عیسیٰ علیہ السلام بھی کہا گیا ہے اور جمہور کے قول کے مطابق جن میں ابن الزبیر رضی اللہ عنہما، ابن عباس رضی اللہ عنہما، حسن رضی اللہ عنہ، قتادہ عکرمہ اور مجاہد رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ یہ سورہ مبارکہ مدنی ہے۔ ابن یسار سے منقول ہے کہ یہ مکی ہے اور ابن عباس اور مجاہد رضی اللہ عنہم سے یوں بھی (مکی ہونا) مروی ہے لیکن مدنی ہونا مختار ہے اور اس پر وہ روایت جو امام حاکم رضی اللہ عنہ وغیرہ نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے، دلالت کرتی ہے۔ انہوں نے کہا صحابہ کرام علیہم رضوان کی ایک جماعت ہمارے پاس بیٹھی ہوئی گفتگو و مذاکرہ کر رہی تھی تو ہم نے کہا کہ اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون سا عمل محبوب ترین ہے تو ہم ضرور وہ عمل بجالاتے تو اللہ تعالیٰ نے "سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ...... مَا لَا تَفْعَلُوْنَ" نازل فرمائی۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم پر پڑھا یہاں تک کہ سورۂ مبارکہ ختم فرمائی اور یہ حدیث روایت کی گئی ہے اور یہ حدیث امام احمد و ترمذی رحمہ اللہ کے نزدیک شیخین کی شرائط پر صحیح ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا قول ہے کہ یہ صحیح ترین مسلسل ہے جو دنیا میں روایت کی گئی اگرچہ مسلسلات میں اس کی مثل واقع ہوئی جو اس کی علوشان میں اضافہ ہے۔ ضحاک رحمہ اللہ سے اسباب نزول میں مروی ہے کہ چند نوجوان مسلمانوں نے کہا تھا کہ اب اگر جنگ ہوئی تو ہم غزوہ (جنگ) اس طرح لڑیں گے پھر انہوں نے ایسا نہ کیا تو یہ سورۃ اتری۔ پچھلی سورت میں کفار سے موالات کی ممانعت تھی تو اس سورہ میں جہاد کی ترغیب و تحریص ہے۔

سورة الصف مدنية

اس سورت میں دو رکوع، چودہ آیتیں، دو سو اکیس کلمے اور نو سو حروف ہیں۔ یہ سورہ بالاتفاق مدنی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بامحاورہ ترجمہ رکوع اول۔ سورۃ الصّف۔ پ ۲۸

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ①	اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور وہ عزت و حکمت والا ہے
یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ②	اے ایمان والو کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے
كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ③	کیسی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو
اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ ④	بے شک اللہ دوست رکھتا ہے انہیں جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں پرا باندھ کر گویا وہ عمارت ہیں رانگا پلائی

Marfat.com

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِیْ وَ قَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْؕ فَلَمَّا زَاغُوْۤا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ۵

اور یاد کرو جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم مجھے کیوں ستاتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔ پھر جب وہ ٹیڑھے ہوئے تو اللہ نے ان کے دل ٹیڑھے کر دیئے اور اللہ فاسق لوگوں کو راہ نہیں دیتا

وَ اِذْ قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ۶

اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب توراۃ کی تصدیق کرتا ہوں اور اس رسول کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے پھر جب احمد ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر تشریف لائے بولے یہ کھلا جادو ہے

وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَ هُوَ یُدْعٰۤى اِلَى الْاِسْلَامِؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ۷

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے حالانکہ اسے اسلام کی طرف بلایا جاتا ہو اور ظالم لوگوں کو اللہ راہ نہیں دیتا

یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ اللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۸

چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور بجھا دیں اپنے مونہوں سے اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا ہے۔ پڑے برا مانیں کافر لوگ

هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۹

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے پڑے برا مانیں مشرک

حل لغات رکوع اول۔سورۃ الصّف۔پ ۲۸

سَبَّحَ۔پاکی بولتا ہے	لِلّٰهِ۔اللہ کی	مَا۔جو	فِیْ۔بیچ
السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں کے	وَ۔اور	مَا۔جو	فِیْ۔بیچ
الْاَرْضِ۔زمین کے ہے	وَ۔اور	هُوَ۔وہ	الْعَزِیْزُ۔عزت والا
الْحَكِیْمُ۔حکمت والا ہے	یٰۤاَیُّهَا۔اے	الَّذِیْنَ۔لوگو جو	اٰمَنُوْا۔ایمان لائے ہو
لِمَ۔کیوں	تَقُوْلُوْنَ۔کہتے ہو	مَا۔جو	لَا۔نہیں
تَفْعَلُوْنَ۔کرتے ہو	كَبُرَ۔بڑی ہے	مَقْتًا۔ناپسند	عِنْدَ۔پاس
اللّٰهِ۔اللہ کے	اَنْ۔کہ	تَقُوْلُوْا۔کہو تم	مَا۔جو
لَا۔نہیں	تَفْعَلُوْنَ۔کرتے ہو	اِنَّ۔بے شک	اللّٰهَ۔اللہ

Marfat.com

يُحِبُّ۔ پسند کرتا ہے	الَّذِيْنَ۔ ان کو جو	يُقَاتِلُوْنَ۔ لڑتے ہیں	فِيْ۔ بیچ
سَبِيْلِهٖ۔ اس کی راہ کے	صَفًّا۔ صف بنا کر	كَاَنَّهُمْ۔ گویا کہ وہ	بُنْيَانٌ۔ دیوار ہیں
مَّرْصُوْصٌ۔ رانگا پلائی	وَ۔ اور	اِذْ۔ جب	قَالَ۔ کہا
مُوْسٰى۔ موسیٰ نے	لِقَوْمِهٖ۔ اپنی قوم سے	يٰقَوْمِ۔ اے میری قوم	لِمَ۔ کیوں
تُؤْذُوْنَنِيْ۔ ستاتے ہو مجھ کو	وَ۔ اور	قَدْ۔ بے شک	تَّعْلَمُوْنَ۔ جانتے ہو تم
اَنِّيْ۔ کہ میں	رَسُوْلُ۔ رسول ہوں	اللّٰهِ۔ اللہ کا	اِلَيْكُمْ۔ تمہاری طرف
فَلَمَّا۔ پھر جب	زَاغُوْٓا۔ وہ ٹیڑھے ہو گئے تو	اَزَاغَ۔ ٹیڑھا کر دیا	اللّٰهُ۔ اللہ نے
قُلُوْبَهُمْ۔ ان کے دلوں کو	وَ۔ اور	اللّٰهُ۔ اللہ	لَا۔ نہیں
يَهْدِي۔ ہدایت دیتا	الْقَوْمَ۔ قوم	الْفٰسِقِيْنَ۔ فاسق کو	وَ۔ اور
اِذْ۔ جب	قَالَ۔ کہا	عِيْسَى۔ عیسیٰ	ابْنُ۔ بیٹے
مَرْيَمَ۔ مریم نے	يٰبَنِيْٓ۔ اے اولاد	اِسْرَآءِيْلَ۔ اسرائیل	اِنِّيْ۔ بے شک میں
رَسُوْلُ۔ رسول ہوں	اللّٰهِ۔ اللہ کا	اِلَيْكُمْ۔ تمہاری طرف	مُّصَدِّقًا۔ تصدیق کرتا
لِّمَا۔ اس کی جو	بَيْنَ۔ مجھ سے	يَدَيَّ۔ پہلے ہے	مِنَ التَّوْرٰىةِ۔ تورات
وَ۔ اور	مُبَشِّرًا۔ بشارت دیتا ہوں	بِرَسُوْلٍ۔ ایک رسول کی	يَّاْتِيْ۔ جو آئے گا
مِنْۢ بَعْدِي۔ میرے بعد	اسْمُهٗٓ۔ اس کا نام ہوگا	اَحْمَدُ۔ احمد	فَلَمَّا۔ پھر جب
جَآءَ۔ آیا	هُمْ۔ ان کے پاس	بِالْبَيِّنٰتِ۔ کھلے دلائل کے ساتھ	
قَالُوْا۔ تو بولے	هٰذَا۔ یہ	سِحْرٌ۔ جادو ہے	مُّبِيْنٌ۔ کھلا
وَ۔ اور	مَنْ۔ کون	اَظْلَمُ۔ زیادہ ظالم ہے	مِمَّنِ۔ اس سے جو
افْتَرٰى۔ باندھے	عَلَى۔ اوپر	اللّٰهِ۔ اللہ کے	الْكَذِبَ۔ جھوٹ
وَ۔ اور	هُوَ۔ وہ	يُدْعٰٓى۔ بلایا جاتا ہو	اِلَى۔ طرف
الْاِسْلَامِ۔ اسلام کی	وَ۔ اور	اللّٰهُ۔ اللہ	لَا۔ نہیں
يَهْدِي۔ ہدایت دیتا	الْقَوْمَ۔ قوم	الظّٰلِمِيْنَ۔ ظالموں کو	يُرِيْدُوْنَ۔ چاہتے ہیں
لِيُطْفِـُٔوْا۔ کہ بجھا دیں	نُوْرَ۔ نور	اللّٰهِ۔ خداوندی کو	بِاَفْوَاهِهِمْ۔ اپنے مونہوں
سے	وَ۔ اور	اللّٰهُ۔ اللہ	مُتِمُّ۔ پورا کرنے والا ہے
نُوْرِ۔ نور	هٖ۔ اپنے کو	وَ۔ اور	لَوْ۔ اگرچہ
كَرِهَ۔ ناپسند کریں	الْكٰفِرُوْنَ۔ کافر	هُوَ۔ وہ اللہ	الَّذِيْٓ۔ وہ ہے جس نے
اَرْسَلَ۔ بھیجا اپنا	رَسُوْلَهٗ۔ رسول	بِالْهُدٰى۔ ہدایت	وَ۔ اور
دِيْنِ۔ دین	الْحَقِّ۔ حق دے کر	لِيُظْهِرَهٗ۔ تاکہ غالب کرے اس کو	

Marfat.com

عَلٰى۔ اور | الدِّيْنِ۔ سارے | كُلِّهٖ۔ دینوں کے | وَ۔ اور
لَوْ۔ اگرچہ | كَرِهَ۔ ناپسند کریں | الْمُشْرِكُوْنَ۔ مشرک

مختصر تفسیر اردو رکوع اول۔ سورۃ الصّف۔ پ ۲۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ①

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور وہی عزت وحکمت والا ہے۔

یعنی ہر شے خواہ جمادات سے ہو یا نباتات سے ایک طرح کی خالص زندگی کے ساتھ کہ اس کا شعور دی گئی ہے اور وہ سب اپنی اس حالت میں اپنی مخصوص زبان میں عظمت وتوحید ربانی کا اقرار کر رہی ہے اور اس کی پاکی بول رہی ہے خواہ انسان اس تسبیح خلقت یا تسبیح معرفت یا تسبیح ضرورت کو نہ سمجھے۔ بہر حال ہر مخلوق جبلی طور پر اور عطائے معرفت پر مشغول تسبیح ہے اور یونہی اللہ ہر جوہر پر تسبیح جاری فرماتا ہے جو معرفت پر منحصر نہیں اور اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ②

اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔

حاکم نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت باہم مذاکرہ میں کہہ رہی تھی کہ اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون سا عمل محبوب ترین ہے تو ہم ان کو ضرور بجالاتے اور اس وقت تک جہاد کا حکم نازل نہ ہوا تھا۔ ابن زید رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ یہ آیت منافقوں کے بارے میں اتری جنہوں نے مسلمانوں سے کہا تھا کہ ہم تم میں سے ہیں اور ہم تمہارے ساتھ ہیں، پھر ان کے اقوال و افعال سے اس کے خلاف ظاہر ہوا۔ محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی کہ شرکاء بدر کی فضیلت سن کر بعض نوجوان صحابہ کو تحریص ہوئی اور انہوں نے کہا کہ آئندہ غزوہ ہوا تو ہم اپنا جان ومال قربان کر دیں گے اور شجاعت کا مظاہرہ کریں گے پھر یہ لوگ احد کی جنگ میں ثابت قدم نہ رہ سکے اور اپنا قول پورا نہ کر سکے تو یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ بات منہ سے کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ③

کیسی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو

ابن عطیہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے: المقت البغض من اجل ذنب او ريبة او دناءة يصنعها الممقوت۔ مقت کا معنی ناپسندیدگی ہے جو گناہ یا شک وشبہ کے سبب سے ہو یا بزدلی سے جو اسے ناپسندیدہ بنا دے۔ المبرد کا قول ہے: رجل ممقوت و مقيت اذ كان يبغضه كل واحد۔ ناپسندیدہ شخص اور ایسی ناپسندیدگی جبکہ ہر ایک شخص اسے مکروہ وناپسند جانے۔

بيان لغاية قبح ما فعلوه۔ یہ آیت غایت درجہ قباحت کو واضح کر رہی ہے جو انہوں نے کیا یعنی ان کا قول سخت ناپسندیدہ اور قبیح ہے۔ (انتہائی برا ہے)

المقت لانه اشد البغض وابلغه۔ مقت کا معنی ہے شدید بغض (انتہائی ناپسندیدہ) یا انتہائی برائی کا اظہار د

Marfat.com

بیان۔ و منه نکاح المقت لتزوج الرجل امرأة ابیه۔ اسی طرح نکاح مقت سے مراد (بدترین ذلیل نکاح) یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کی عورت سے نکاح کرے۔ غرضیکہ واضح مفہوم یہ ہے کہ اللہ عزوجل کو یہ بات انتہائی مذموم ہے ناپسندیدہ اور سخت ناراضگی کا باعث ہے کہ کوئی ایسی بات کہے جو نہ کرے۔ بعض علماء نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ نذر کا پورا کرنا واجب ہے یعنی جب نذر مانی ہے تو ایفاء واجب ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝

بے شک اللہ دوست رکھتا ہے انہیں جو اس راہ میں لڑتے ہیں پرا باندھ کر گویا وہ عمارت ہیں رانگا پلائی۔

بیان لما هو مرضی عنده سبحانه و تعالی بعد بیان ما هو ممقوت عنده جل شانهٗ۔ اس بیان کے بعد جو پروردگار جل سجانہ کے نزدیک انتہائی ناپسندیدہ اور ناراضگی کا موجب ہے۔ اب اس بات کا ذکر ہے جو حق سبحانہ و تعالیٰ کے نزدیک خوب پسندیدہ اور اس کی رضا کا باعث ہے جیسا کہ سبب نزول میں ضحاک رضی اللہ عنہ یا ابن زید رضی اللہ عنہ سے مروی کہ غزوۂ احد میں جب ان لوگوں سے ثابت قدمی ظاہر نہ ہوئی جنہوں نے کہا تھا کہ ہم اپنا سارا زور صرف کریں گے تو اس آیت سے اس کی توثیق ہوتی ہے کہ مقام مدح میں ان لوگوں کا ذکر فرمایا جو راہ خدا عزوجل میں جم کر صف بستہ ہو کر لڑتے ہیں۔ الفراء اور منذر بن سعید رضی اللہ عنہ المرصوص کے بارے میں کہتے ہیں: هو المعقود بالرصاص و یراد به الحکم۔ وہ ایسی صف بندی ہے جو باہم پیوست ہو اور اس کے درمیان کوئی دراڑ یا شگاف نہ رہے اور اس سے مراد پختگی اور مضبوطی ہے، ان لوگوں کی صف بندی ہے بنیان مرصوص سے تشبیہ دی گئی ہے جس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ ایسے ہیں کہ ان کی نیتیں (ارادے) درست اور غیر متزلزل ہیں یہاں تک کہ وہ باہم مل کر بنیان مرصوص کی طرح ہیں جن کے درمیان کوئی دراڑ، شگاف یا خلا نہیں اور وہ انضمام الاسنان کی طرح ہیں جس طرح ایک جبڑے میں پیوست مضبوط دانت ہیں ایک قول ہے کہ وہ لوگ قتال میں نماز کی صف کی طرح ہوتے ہیں یعنی ایک سے دوسرا ملا ہوا اور ہر ایک اپنی اپنی جگہ جما ہوا اور دشمن کے مقابل ایک مضبوط دیوار کی مانند ڈٹا ہوا۔

الحوفی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ صف بندی مقام نعت میں ہے اور نماز میں صفوں کی درستگی لازمی ہے۔ بلکہ نماز کی تکمیل و اتمام ہے۔ یونہی جہاد میں صف بستہ جم کر دشمن کا مقابلہ کرنا جہاد فی سبیل اللہ کی تکمیل ہے۔ نماز میں صفوں کے بارے میں بڑی تاکید آئی ہے ارشادات نبوی کی مختصر سی تفصیل یہ ہے:

(ا) شیخین نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر لوگ جانتے کہ اذان اور پہلی صف میں کیا ہے تو قرعہ ڈالتے۔

(ب) شیخین اور ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ صفیں برابر کرو کہ نماز کی تکمیل اسی سے ہے۔

(ج) بخاری اور دیگر کتب صحاح میں نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفیں تیر کی طرح سیدھی کرتے یہاں تک کہ آپ نے خیال فرمایا کہ ہم لوگ سمجھ گئے۔ پھر ایک روز تشریف لائے اور کھڑے ہوئے قریب تھا کہ تکبیر کہیں کہ ایک شخص کا سینہ جماعت سے نکلا ہوا آپ نے ملاحظہ فرمایا تو ارشاد فرمایا: اللہ کے بندو صفیں برابر کرو ورنہ تمہارے اندر اللہ تعالیٰ اختلاف ڈال دے گا۔

Marfat.com

(د) امام احمد، ابوداؤد، نسائی اور حاکم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو صف کو ملائے گا اللہ اسے ملائے گا اور جو اسے قطع کرے گا اللہ تعالیٰ اسے قطع کرے گا۔

(ھ) مسلم، ابوداؤد نسائی اور ابن ماجہ نے جابر بن سمرہ سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اس طرح صفیں کیوں نہیں باندھتے جس طرح فرشتے رب ذوالجلال کے حضور صف بندی کرتے ہیں۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وآلک وسلم فرشتے اللہ کے حضور کس طرح صف باندھتے ہیں۔ فرمایا: اگلی صف پوری کرتے ہیں اور صف میں مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔

(و) امام احمد اور ابن ماجہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے فرشتے ان لوگوں پر درود بھیجتے ہیں جو صف بندی کرتے ہیں۔

(ز) امام احمد اور طبرانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اور فرشتے پہلی صف پر درود بھیجتے ہیں عرض کیا گیا دوسری صف پر فرمایا اللہ اور فرشتے پہلی صف پر درود بھیجتے ہیں۔ مکرر عرض کیا گیا دوسری صف پر تو فرمایا صفوں کو برابر کرو مونڈھوں کو مقابل کرو اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں کے درمیان نرم ہو جاؤ اور کشادگیوں (خلا، شگاف) کو بند کرو کہ شیطان بھیڑ کے بچے کی طرح تمہارے درمیان داخل ہو جاتا ہے۔

(ح) ابن ماجہ، ابوداؤد اور ابن حبان نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اور مسلم ونسائی نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگ پہلی صف سے ہمیشہ پیچھے ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ انہیں اپنی رحمت سے پیچھے کر کے آگ میں ڈال دے گا۔

(ط) ابوداؤد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ پہلی صف پوری کرو پھر اس کو جو اس کے بعد ہو اور اگر کچھ کمی ہو تو پچھلی میں ہو۔

(ی) ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مردوں کی سب صفوں میں سے بہتر پہلی صف اور سب سے کم تر پچھلی اور عورتوں کی پچھلی صف سب سے بہتر اور کمتر پہلی صف ہے۔

(ک) طبرانی نے کبیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو مسجد کی بائیں جانب کو اس لئے آباد کرے کہ ادھر کم لوگ ہیں تو اس کے لئے دوگنا ثواب ہے۔

بزار نے ابوجحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جو صف کی کشادگی بند کرے (خلا وشگاف) تو اس کی مغفرت ہو جائے گی اور ابن ماجہ میں بلندی درجہ اور طبرانی میں جنت میں گھر بنانے کا بھی ذکر ہے۔

(ل) ابوداؤد نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس قدم سے بڑھ کر کسی قدم کا ثواب نہیں جو اس لئے چلا کہ صف میں کشادگی (خلا) بند کرے۔

جب نماز کی صفوں کی یہ فضیلت ہے تو اسی پر جہاد فی سبیل اللہ میں صف بندی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ میدان جہاد میں سیسہ پلائی دیوار بن کر دشمن کے مقابل ڈٹنا درحقیقت اس قول وقرار کی عملی توثیق ہے جو اہل ایمان اپنے اللہ عزوجل سے

Marfat.com

کرتے ہیں اور غیر متزلزل ہو کر جم کر لڑ نا کہ دشمن اس سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے اور اس میں شگاف نہ کر سکے یہی وہ وصف و عمل ہے جس کی توصیف ذات باری نے اپنی محبت ورضا سے فرمائی ہے۔

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَ قَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ؕ فَلَمَّا زَاغُوْۤا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ۝۵

اور یاد کرو جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم مجھے کیوں ستاتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں پھر جب وہ ٹیڑھے ہوئے اللہ نے ان کے دل ٹیڑھے کر دئیے اور اللہ فاسق لوگوں کو راہ نہیں دیتا۔

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ

اور یاد کرو جس موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم مجھے کیوں ستاتے ہو۔

واذ منصوب علی المفعولية ہے جس میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوشیدہ خطاب ہے المعرضين عن القتال وقت قول موسى عليه السلام لبنی اسرائیل حین ندبهم الى قتال الجبابرة۔ یعنی ان لوگوں کو یاد کیجئے یعنی بنی اسرائیل کو جب انہیں موسیٰ علیہ السلام نے جبابرہ کے ساتھ قتال کا حکم فرمایا تو انہوں نے قتال مندوب سے روگردانی کی اور کہا اے موسیٰ علیہ السلام تم اور تمہارا رب دونوں لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں اور اس پر مصر ہو کر اس طرح سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اذیت پہنچائی۔ تو انہوں نے قوم سے بطور توبیخ فرمایا: لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ۔ ای بالمخالفة و العصيان فيما امرتكم به۔ یعنی جس بات کا میں نے تمہیں حکم دیا تم اس کی مخالفت اور نافرمانی کے ساتھ مجھے کیوں ایذاء پہنچاتے ہو اور ایک قول ہے کہ قوم بنی اسرائیل کے لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جھوٹی تہمتیں لگاتے تھے حالانکہ آپ علیہ السلام معصوم اور ان کے ہر نوع افتراء سے مبرا ومنزہ و پاکیزہ تھے۔ منجملہ ان کی افتراء پردازیوں کے ایک یہ بھی تھی کہ آپ کو ادرہ کا مرض لاحق ہے یعنی خصیوں میں ورم وسوجھن ہے یا جسم میں برص کے داغ ہیں اور ایک قول سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایسے مطالبوں سے تکلیف پہنچانا ہے جو آپ کی تذلیل کے برابر تھے جیسے گائے کی پرستش اور رویت باری کا مطالبہ۔

وَ قَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ

حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔

جملہ حالیہ ہے جو ایذا کے انکار کے لئے اور اس کے سبب کی نفی کو مؤکد ہے اور قد تحقیق علم کے لئے ہے نہ کہ تقلیل و تقریب کے لئے، کہ اس مقام کے حال کے مناسبت نہیں ہے اور صیغہ مضارع استمرار پر دلالت کرتا ہے جس کا مطلب ہے:

انكم تعلمون علما قطعيا مستمرا بمشاهدة ما ظهر على يدى من المعجزات الباهرة التى معظمها اهلاک عدوكم و انجائكم من ملكته انى رسول الله اليكم لارشدكم الى خيرى الدنيا والاخرة و من مقتضى علمكم بذلک ان تبالغوا فی تعظيمى و تسارعوا الى طاعتى۔

بے شک تم قطعی طور پر علم رکھتے ہو (جانتے ہو) اور تمہیں ان پیہم مشاہدات سے بھی معلوم ہے جو میرے ہاتھوں پر روشن معجزات کی صورت میں ظاہر ہوئے جن میں سب سے معظم تمہارے دشمن (فرعون) کی ہلاکت اور تمہیں اس کی غلامی سے

Marfat.com

رہائی ہے کہ بے شک میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اس لئے کہ دنیا اور آخرت کی بھلائیوں کے لئے راہ نمائی کروں اور تمہارے اس علم کا مقتضا یہ ہے کہ تم میری انتہائی تعظیم و تکریم کرو اور مجھے بالیقین رسول جانتے ہوئے میری اطاعت اور فرمان برداری میں خوب کوشش اور مبالغہ کرو۔ لہٰذا رسولوں کو جو واجب التعظیم والتکریم ہوتے ہیں ایذا دینا سخت حرام، فعل شنیع اور حد درجہ کی شقاوت ہے۔

فَلَمَّا زَاغُوْٓا۔ پھر جب وہ ٹیڑھے ہوئے۔

ای اصروا علی الزیغ والانحراف عن الحق الذی جاء به علیه السلام واستمروا علیه۔

یعنی جب وہ کجروی پر ڈٹے رہے اور حق سے جس کے ساتھ حضرت کلیم اللہ علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے، انحراف ہی کرتے رہے اور اسی راہ مخالفت پر جمے رہے اور دعوت حق کو قبول نہ کیا اور نہ ہی فرمانبرداری کی۔

اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ۔ اللہ نے ان کے دل ٹیڑھے کر دیئے۔

ای صرفها عن قبول الحق والمیل الی الصواب لصرف اختیارهم نحو العمی والضلال۔

یعنی ان کے دلوں کو قبول حق سے محروم کر دیا (توفیق چھین لی) اور صحیح راستے کی طرف سے انہیں بے رغبت بنا دیا اور اس لئے کہ وہ بے بصیرتی اور گمراہی کی طرف ہی پھرے رہیں۔ اس جملے سے معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء و رسل کی شان میں گستاخی یا ایذا رسانی شقاوت قلبی، ہدایت سے محرومی اور موجب ہلاکت اور بربادیٔ آخرت ہے۔

وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ۔ اور اللہ فاسق لوگوں کو راہ نہیں دیتا۔

یعنی وہ لوگ علم اللہ میں اطاعت سے روگرداں اور راہ حق سے پھرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو توفیق ہی عطا نہیں فرماتا کہ وہ عرفان حق حاصل کریں یا فلاح پالیں۔ لہٰذا وہ اتباع حق سے محروم ہیں۔

وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۞۔

اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے اولاد یعقوب میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب کی تصدیق کرتا ہوا اور اس رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے پھر جب احمد ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر تشریف لائے بولے یہ کھلا جادو ہے۔

وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ۔ اور یاد کر جب عیسیٰ بن مریم نے کہا۔

یا تو پہلے اذ پر معطوف ہے اور اس کے عامل پر معمول ہے یا معمول ہے مضمر معطوف کے لئے جو اس پر عامل ہے۔ ای اذکر قول عیسی علیه السلام لبنی اسرائیل۔

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بنی اسرائیل سے فرمانے کو یاد کیجئے۔

یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ۔ اے بنی اسرائیل (اولاد یعقوب علیہ السلام)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یا قومی کہہ کر خطاب فرمایا تھا جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایسا نہ فرمایا اور فرمایا اے بنی اسرائیل۔ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بنی اسرائیل سے نسبی تعلق نہ تھا کہ نسب باپ

سے متعین ہوتا ہے اور آپ بن باپ پیدا ہوئے۔ میں کہتا ہوں کہ اگرچہ یہ صحیح ہے لیکن آیت میں آپ کی ابنیت سیدہ مریم کی طرف واضح ہے اور سیدہ مریم سلام اللہ علی ابنھا وعلیھا بنی اسرائیل ہی سے تھیں اور آپ کا بنی اسرائیل کہہ کر خطاب فرمانا بطور تعظیم تھا کہ وہ لوگ آل اسرائیل ہونے پر متفاخر تھے اور اس نسبت کو معزز جانتے تھے۔

اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوۡرٰىۃِ

بے شک میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرتا ہوا۔

ای مرسل منه تعالی الیکم حال کونی مصدقا۔ یعنی پروردگار عالم کی طرف سے تمہاری جانب رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں اس حال کے ساتھ کہ میں تصدیق کرتا ہوں اپنے سے پہلی کتاب تورات کی اور دیگر کتب وصحائف الٰہیہ کی اور پہلے تمام انبیاء ورسل کو مانتا ہوں اور یہ تصدیق آپ نے اظہار حق اور شہادت وموافقت حق کے لئے فرمائی کہ انبیاء ورسل باہم ایک دوسرے کے مصدق ہیں۔

وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوۡلٍ یَّاۡتِیۡ مِنۡۢ بَعۡدِی اسۡمُہٗۤ اَحۡمَدُ

اور اس رسول کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

وَ۔ مُّصَدِّقًا پر معطوف ہے و هو داع الی تصدیقه علیه السلام من حیث ان البشارة بهذا الرسول صلی الله علیه السلام واقعة فی التوراة۔

اور اس میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی طرف بھی دعوت ہے اس لئے کہ اس رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت تورات میں موجود ہے۔ تورات کے پانچویں باب فصل بستم میں فرمان الٰہی عزوجل ہے: خداوند وادیٔ سینا سے ظاہر ہوا اور کوہ سعیر سے جلوہ گر ہوا اور فاران کے پہاڑوں سے ظاہر ہوا کہ اس کے دائیں جانب قدسیوں (پاکیزہ لوگوں کے) لشکر اس کے ساتھ ہیں ایک جگہ ان کی تعداد دس ہزار آئی ہے (غالباً فتح مکہ کی طرف اشارہ ہے کہ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دس ہزار صحابہ کرام تھے فاران مکہ میں بنو ہاشم کے پہاڑوں کے نام ہیں یا مکہ کا نام ہے۔ اور تورات کے اسی مذکورہ باب میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ یقیناً میں جلد ہی بنی اسرائیل کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تیری مثل ایک رسول مبعوث کروں گا اور میں اس کے منہ میں اپنا کلام رکھوں گا اور وہ انہیں اس کے مطابق میرا حکم فرمائے گا اور جو شخص اس نبی کی بات کو (فرمان کو) نہ قبول کرے گا میں بالضرور اس سے انتقام لوں گا اور اس سے بھی جو اس کے غیر سے وابستہ ہوا۔

کعب احبار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ان کے حواریوں نے پوچھا: یا روح اللہ کیا ہمارے بعد بھی کوئی امت ہے ارشاد فرمایا: ہاں احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہے کہ وہ لوگ حکماء وعلماء وہی نیکوکار اور پرہیزگار ہیں اور تفقہ فی الدین میں انبیاء کے نائب ہیں اور حق تعالیٰ سبحانہ سے معمولی رزق پر راضی اور حق سبحانہ وتعالیٰ ان کے تھوڑے عمل پر ان سے راضی ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اس عہد کا حصہ بھی ہے جو انبیاء علیہم السلام سے لیا گیا تھا جس کا تذکرہ سورۂ آل عمران میں گزر چکا اور اس عہد کے تحت تمام انبیاء ورسل نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی بشارت دی اور تمام کتب سماویہ میں اس کا ذکر ہے۔

اور یَّاۡتِیۡ مِنۡۢ بَعۡدِی اسۡمُہٗۤ اَحۡمَدُ کا جملہ رسول کے لئے موضع صفت ہے اور اسی لئے حق تعالیٰ کا قول اسۡمُہٗۤ

Marfat.com

اَحْمَدُ مدح ہے۔ احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم جلیل واسم علم ہے حسان رضی اللہ عنہ کا کیا خوب شعر ہے

صلی الالہ و من یحف عرشہ و الطیبون المبارک احمد

اللہ نے صرف آپ ﷺ پر ہی درود بھیجا اور انہوں نے بھی جنہوں نے عرش کو گھیرا اور پاکوں نے بھی صرف اور صرف برکتوں والے احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی پر ان سب نے درود نہ بھیجا۔

بخاری، مسلم، ترمذی اور نسائی نے جبیر بن مطعم سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک میرے کئی نام ہیں میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں حاشر ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر محشور ہوں گے اور میں ماحی ہوں کہ اللہ میرے ذریعہ کفر کو مٹائے گا اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہوتا ہے جس کے پیچھے کوئی نبی نہ ہو۔

حدیث شریف میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اہل زمین میں میرا نام محمد اہل آسمان کے نزدیک میرا نام احمد ہے۔ اور بعض کا قول ہے کہ امم ماضیہ میں آپ احمد سے مشہور تھے بالخصوص حضرت موسیٰ علیہ السلام آپ کو اسی نام سے (احمد) یاد فرماتے تھے غالباً ایسا یاد فرمانا غایت درجہ تعظیم کے لحاظ سے ہے۔ احمد اسم ذات ہے اور یوں ہی محمد بھی، یہ حمد سے مشتق اور مبالغہ کے معنی میں مقید ہے اسم احمد باعتبار کیفیت ہے اور محمد باعتبار کمیت۔ آپ حق سبحانہ وتعالیٰ کی حمد افضل محامد سے فرماتے ہیں اور دنیا و آخرت میں کثرت محامد سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمد وستائش کی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احمد الحامدین یعنی حمد بیان کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر حمد کرنے والے اور احمد المحمودین یعنی تمام تعریف کئے ہوؤں میں سب سے زیادہ تعریف کئے گئے اور اَفْضَلُ مَنْ حَمِدَ جو بھی حمد کرے ان سب سے بڑھ کر حمد کرنے والے ہیں اور روز قیامت آپ کے ہمراہ لواء الحمد ہوگا جو کمال حمد کا اتمام ہوگا اور حامدیت ومحمودیت کی صفت سے عرصات محشر میں مشہور کئے جائیں گے اور حق سبحانہ وتعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا فتح باب شفاعت کے وقت اولین و آخرین بھی آپ کی حمد کریں گے۔ اور حق سبحانہ وتعالیٰ آپ کو جب ایسی حمد تعلیم فرمائے گا جو کسی اور کو نہ عطا کی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی امت کا نام اللہ پاک کے نزدیک "حمادون" ہے لہٰذا سزاوار ہے کہ آپ کا اسم گرامی احمد ومحمد ہوتا احمد بمعنی حامد تر بروزن اَفْعَل اسم تفضیل برائے فاعل ہے جیسا کہ استعمال میں یہ معنی بہت زیادہ ہیں اور ممکن ہے کہ بمعنی محمودتر ہو جو مفعول کے لئے مشتق ہے تو مقصود محمودیت ہوگی خواہ کمالات کے لحاظ سے ہو یا کثرت کی وجہ سے ہو۔

زیر نظر آیت میں "احمد" مضارع کا صیغہ متکلم بھی ہو سکتا ہے۔ جس کے معنی میں واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایسا فرمانا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کے غایت درجہ اظہار کے لئے اور لفظ احمد بطور علم نہیں بلکہ حمد مشتق سے معنا لیا ہے۔

یوحنا کی انجیل میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یوں منقول ہے:

(i) "میں اپنے باپ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ تمہیں دوسرا فارقلیط عطا فرمائے جو تمہارے ساتھ آخر زمانہ تک ثابت و قائم رہے اور وہ روح حق ہے اور وہ تمہیں ہر چیز سکھائے گا۔"

(ii) "بیٹا جانے والا ہے کیونکہ اب اس کے بعد فارقلیط آنے والا ہے جو تمہارے بھیدوں کو زندہ کر کے ہر شے کو بدل دے گا اور وہ میری شہادت وصفائی دیں گے جس طرح میں ان کی شہادت و بشارت دے رہا ہوں میں تمہارے لئے امثال لایا ہوں

Marfat.com

وہ اس کی تاویل لائے گا۔"

فارقلیط کی تفسیر میں نصاریٰ کا گروہ متذبذب ہے۔ ایک گروہ کے نزدیک فارقلیط کے معنی المخلص۔ نجات دہندہ کے ہیں جبکہ بعض کے نزدیک فارقلیط کے معنی حامد کے ہیں اور انجیل برناباس میں یہی معنی معتبر ہیں۔ ان معانی کے پیش نظر فارقلیط یعنی حامد لفظ احمد کے قریب ہے بلکہ دونوں کا مادہ ایک ہی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمانا کہ وہ میری شہادت دے گا ایسا امر واقع ہے اہل نصاریٰ کو بھی انکار محال ہے کیونکہ جو عظمت و بزرگی ہمارے نبی اکرم ﷺ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی بیان فرمائی کسی سے اس کا حبہ تک ظاہر نہ ہوا۔ اہل کتاب کی تحریف اور کتمان حق کے باوجود عظمت مصطفوی روشن و ظاہر ہے۔

فَلَمَّا جَآءَهُم۔ پھر جب وہ ان کے پاس آئے۔

ای عیسیٰ علیه السلام، یعنی عیسیٰ علیہ السلام اور ایک قول ہے کہ ضمیر احمد کی طرف راجع ہے اور حضرت عیسیٰ کا ارشاد "احمد" پر ختم ہو گیا اور میرے نزدیک یہی صحیح ہے کہ جیسا کہ کثیر علماء سے منقول ہے تو معنی یہ ہوئے کہ جب احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس آئے۔

بِالْبَيِّنٰتِ۔ ساتھ روشن نشانیوں کے۔

ای بالمعجزات الظاهرة۔ یعنی واضح اور روشن معجزات کے ساتھ جیسے پتھروں کی شہادت، شق القمر، درختوں کی گواہی، وحوش و بہائم کا کلام کرنا، انگلیوں سے پانی کا جاری، تکثیر طعام وغیرہ اور سب سے بڑا معجزہ قرآن حکیم ہے جو زندہ و دائمی معجزہ ہے اور اگر مراد عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے تو ان کے معجزات مشہور ہیں جیسے احیاء موتی اور مادرزاد اندھوں کو بینا کرنا اور ذخیرہ کی خبریں وغیرہ۔

قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ۔ بولے یہ کھلا جادو ہے۔

یعنی جب عیسیٰ علیہ السلام بشارت احمدی دے چکے تو کفار نے آپ کے روشن معجزات دیکھنے کے باوصف ایسا کہا یا جب احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واضح معجزات کے ساتھ تشریف لائے تو کفار نے کہا کہ یہ کھلا جادو ہے۔ میں کہتا ہوں کہ کفار نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "ساحر" کہا اور معجزہ شق القمر کے بعد بھی سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ کے لفظ کہے اور اسی طرح قرآن حکیم میں متعدد نظیریں ہیں جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ایسا کہنا کہیں بایں طور منقول نہیں۔ واضح مفہوم یہ ہے کہ واضح دلائل کے باوجود اہل کتاب میں سے اکثر اور کفار نے بالعموم یہ کہہ کر آپ کی رسالت کو نہ مانا اور تکذیب میں پڑے رہے۔

وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَ هُوَ يُدْعٰۤى اِلَى الْاِسْلَامِ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ⑦

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے حالانکہ اسے اسلام کی طرف بلایا جاتا ہو اور ظالم لوگوں کو اللہ راہ نہیں دیتا۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰۤى اِلَى الْاِسْلَامِ

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے حالانکہ اسے اسلام کی طرف بلایا جاتا ہو۔

ای ایّ الناس اشد ظلما ممن یدعی الی السلام الذی یوصله الی سعادة الدارین فیضع

Marfat.com

موضع الاجابة الافتراء علی الله عزوجل بتکذیب رسوله و تسمیة ایاته سحرا فان الافتراء علی الله تعالٰی یعم نفی الثابت و اثبات المنفی ای لا اظلم من ذلک و المراد انه اظلم من کل ظالم۔

یعنی لوگوں میں اس آدمی سے بڑھ کر ظالم کون ہوسکتا ہے جس کو اسلام کی دعوت دی جائے جو اسے دارین (دونوں جہانوں) کی سعادت سے ہمکنار کرنے والا ہے تو وہ اسے قبول کرنے کی بجائے حق سبحانہ وتعالیٰ پر جھوٹ باندھ کر اس کے رسول کو جھٹلائے اور ان آیات بینات کو جادو سے موسوم کرنے لگ جائے تو اللہ پر افتراء باندھنا روشن حقائق کی نفی اور نفی کا ثابت کرنا یعنی جھوٹ کو حق ثابت کرنا دونوں کو شامل ہے اس سے بڑھ کر کون سی بات ظالمانہ ہوسکتی ہے اور مراد یہ کہ ایسا شخص سب ظالموں سے بڑھ کر ظالم ہے۔ ایک قول ہے کہ ایسے شخص سے مراد وہ ہے جو حق سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرائے اور اس کے لئے بیٹا مانے جیسا کہ یہود و نصاریٰ کا چلن ہے۔ یہود نے حضرت عزیر علیہ السلام کو اور نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ قرار دیا جو بدترین شرک ہے اور حق سبحانہ وتعالیٰ نے شرک کو ظلم عظیم فرمایا ہے اور ایک قول ہے مراد وہ شخص یا گروہ ہے جو کہتے تھے کہ حق تعالیٰ نے کسی شخص پر کچھ نہیں نازل فرمایا اور یہ کہ کسی کو رسول نہ ماننا جب تک سوختنی قربانی پیش نہ کرے یا شریعت موسویہ کو منسوخ نہیں ماننا۔ اور سیاق کلام سے ظاہر ہے کہ مراد اہل کتاب ہی ہیں جن کے ایسے خیالات تھے اور جن کی افتراء پردازیوں کو قرآن حکیم میں تفصیلی ذکر و مذمت ہے۔

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ۔ اور ظالم لوگوں کو اللہ راہ نہیں دیتا۔

ای لا یرشدهم الی ما فیه فلاحهم لسوء استعدادهم و عدم توجههم الیه۔

ان کی قبول حق سے عدم توجہ اور استعداد کی خرابی کے باعث اللہ تعالیٰ انہیں توفیق ہدایت نہیں دیتا جس میں ان کی فلاح ہے یعنی حصول سعادت سے محروم کردیئے گئے ہیں یا ان کے ظالمانہ طرز عمل کا ثمرہ یہی ہے کہ وہ ہدایت سے روک دیئے گئے ہیں اور اللہ عزوجل کو ظالموں کا علم ہے۔

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝۸

چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے مونہوں سے بجھادیں اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا ہے، پڑے برا مانیں کافر۔

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ

چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے مونہوں سے بجھادیں۔

تمثیل لحالهم فی اجتهادهم فی ابطال الحق بحالة من ینفخ الشمس بفیه لیطفئها تهکما و سخریة بهم کما تقول الناس: هو یطفی عین الشمس، و ذهب بعض الاجلة الی ان المراد بنور الله دینه تعالٰی الحق کما روی عن السدی عن سبیل الاستعارة التصریحة۔

یہ کفار کے حال کے مطابق تمثیل ہے کہ وہ سچ کو جھوٹ بنانے میں (حق کو ناکام بنانے) میں کس قدر کوشش کررہے ہیں اور ان کی حالت ایسی ہے جس طرح کوئی سورج کی روشنی کو اپنے منہ کی پھونک مار کر چاہے کہ بجھادے اور اسے برباد کردے اور وہ اس میں معاذب و ذلیل ہیں (کہ ایسا کر نہیں سکتے) جس طرح کہ کہاوت ہے ''وہ چشمہ آفتاب کو بجھاتا ہے یا سورج پر تھوکتا ہے کہ بجھ جائے'' اور بعض علماء اعلام اس طرف گئے ہیں کہ نور اللہ سے مراد دین حق ہے یعنی اسلام جیسا کہ سدی رحمہ اللہ

Marfat.com

سے بر سبیل استعارہ بطور تصریح مروی ہے۔ نور اللہ کے بارے میں ابن عباس اور ابن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: یریدون ابطال القرآن و تکذیبه بالقول کہ وہ کافر لوگ اپنی باتوں سے قرآن کا ابطال چاہتے ہیں اور اسے جھوٹ ثابت کرنا چاہتے ہیں یا جھٹلانا چاہتے ہیں۔ ابن بحر رحمہ اللہ کا قول ہے کہ کفار اپنے جھٹلانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی حجت کو مٹانا چاہتے تھے اور ضحاک رحمہ اللہ کا قول ہے کہ "یریدون هلاک رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم بالاراجیف" کفار چاہتے ہیں کہ اپنی جھوٹی افواہوں اور خبروں کے ساتھ اللہ کے رسول ﷺ کو ہلاک کر ڈالیں (معاذ اللہ) اور ایک قول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت وشان کو جوان کی کتاب میں واضح وظاہر ہے اسے چھپا کر مٹانا چاہتے ہیں اور اپنی جھوٹی گفتگو اور مکاریوں سے اس ظہور قدسی کا انکار کرتے ہیں تا کہ عظمت محمدی کا اظہار اخفاء میں رہے اور حق واضح نہ ہو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وحی میں چالیس روز تک تاخیر ہوئی تو کعب بن الاشرف یہودی نے ہرزہ سرائی کی کہ اے گروہ یہود تمہیں خوشخبری ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو جوان پر نازل ہوا تھا اللہ نے اسے بجھا دیا ہے اور ان کے نور کا اکمال واتمام نہ ہوگا تو اس پر خواجہ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملال ہوا تو حق سبحانہ وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ

اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا ہے پڑے برا مانیں کافر۔

کفار کے اقوال کا رد ہے اور بشارت ووعدہ ہے کہ اللہ عزوجل اپنے نور کو بالضرور مکمل فرمائے گا اور دین اسلام کو پورا کرے گا کافر خواہ برا مانتے رہیں یا نہ مانیں اللہ کو ان کی کچھ پروا نہیں اور نہ ہی وہ اپنی آرزوں اور جھوٹی افواہوں سے اکمال و اتمام دین کو روک سکتے ہیں اور ایسا ضرور ہو کر رہے گا۔ چنانچہ سورۂ مائدہ میں اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ الخ فرما کر اس عہد کو پورا کر دیا اور منکرین حسد کی آگ میں جلتے رہے اور پڑے جلتے رہیں۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ⑨

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے پڑے برا مانیں مشرک۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ۔ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو بھیجا۔

ای محمدا صلی الله علیه وآله وسلم۔

یعنی اللہ عزوجل نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا رسول بنا کر بھیجا۔

بِالْهُدٰى۔ ساتھ ہدایت

بالقرآن، او بالمعجزة۔ قرآن حکیم کے ساتھ یا معجزات کے ساتھ۔

وَدِيْنِ الْحَقِّ۔ اور سچے دین۔

ای الاسلام، دین الله والملة الحنیفة۔ یعنی اسلام، دین اللہ اور ملت حنیفہ جس کا طغریٰ راست روی اور حق کی پیروی ہے۔

لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ۔ کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔

لیعلیه علی جمیع الادیان المخالفة له و لقد انجز الله عزوجل وعدہ حیث جعله بحیث لم یبق دین من الادیان الاو هو مغلوب مقهور بدین الاسلام۔ تاکہ اسے اس کے دین کے ساتھ (اسلام کو) تمام مخالف دینوں پر غالب و بلند فرمائے اور بلاشبہہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کو جس طرح فرمایا پورا کر دیا اور پورا کرے گا اور مذاہب وادیان عالم میں سے کوئی دین باقی نہ رہا مگر یہ کہ وہ دین اسلام کے سامنے مغلوب ومقہور ہو کر رہ گیا۔ اور مجاہد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے زمین پر کوئی دین سوائے دین اسلام کے نہ ہوگا۔

وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۔ پڑے برا مانیں مشرک۔

یعنی اگرچہ کافروں ومشرکوں کو غلبہ اسلام اچھا لگے یا نہ لگے اللہ عزوجل بالضرور دین حق کو غالب و روشن فرمائے گا کہ اس کی آب وتاب حقانیت ونورانیت کے سامنے بھی دین مغلوب ومقہور ہو جائیں گے۔ اور اللہ عزوجل کا دین ہی غالب و بلند ہو گا اور اللہ عزوجل کو منکروں کافروں مشرکوں کی پروا نہیں اور نہ ان کا برا ماننا اس میں حائل ہو سکتا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع دوم۔ سورۃ الصّف۔ پ ۲۸

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۱۰

اے ایمان والو کیا میں بتا دوں تم کو وہ تجارت جو تمہیں دردناک عذاب سے بچا لے

تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۱۱

ایمان رکھو اللہ اور اس کے رسول پر اور اللہ کی راہ میں اپنے جان ومال سے جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو

يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۱۲

وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں اور پاکیزہ محلوں میں جو بسنے کے باغوں میں ہیں یہی بڑی کامیابی ہے

وَ اُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ؕ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَتْحٌ قَرِيْبٌ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۳

اور ایک نعمت تمہیں اور دے گا جو تمہیں پیاری ہے اللہ کی مدد اور جلد آنے والی فتح اور اے محبوب مسلمانوں کو خوشی سنا دو

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَ كَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ ۚ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ۝۱۴

اے ایمان والو دین خدا کے مددگار رہو جیسے عیسیٰ بن مریم نے حواریوں سے کہا تھا کون ہیں جو اللہ کی طرف ہو کر میری مدد کریں۔ حواری بولے ہم دین خدا کے مددگار ہیں تو بنی اسرائیل سے ایک گروہ ایمان لایا اور ایک گروہ نے کفر کیا تو ہم نے ایمان والوں کو ان کے دشمنوں پر مدد دی تو غالب ہو گئے

Marfat.com

حل لغات رکوع دوم۔سورۃ الصّف۔پ ۲۸

یٰۤاَیُّهَا۔اے	الَّذِیْنَ۔وہ جو	اٰمَنُوْا۔ایمان لائے ہو	هَلْ۔کیا
اَدُلُّكُمْ۔بتاؤں میں تم کو	عَلٰی۔ایک	تِجَارَةٍ۔تجارت	تُنْجِیْكُمْ۔جو بچالے تم کو
مِّنْ عَذَابٍ۔عذاب	اَلِیْمٍ۔دردناک سے	تُؤْمِنُوْنَ۔تم ایمان لاؤ	بِاللّٰهِ۔اللہ
وَ۔اور	رَسُوْلِهٖ۔اس کے رسول پر	وَ۔اور	تُجَاهِدُوْنَ۔جہاد کرو
فِیْ۔بیچ	سَبِیْلِ۔راہ	اللّٰهِ۔خدا کے	بِاَمْوَالِكُمْ۔اپنے مالوں
وَ۔اور	اَنْفُسِكُمْ۔اپنی جانوں سے	ذٰلِكُمْ۔یہ	خَیْرٌ۔بہتر ہے
لَّكُمْ۔تمہارے لئے	اِنْ۔اگر	كُنْتُمْ۔ہوتم	تَعْلَمُوْنَ۔جانتے
یَغْفِرْ۔بخشے گا	لَكُمْ۔تم کو	ذُنُوْبَكُمْ۔تمہارے گناہ	وَ۔اور
یُدْخِلْكُمْ۔داخل کرے گا تم کو		جَنّٰتٍ۔باغوں میں	تَجْرِیْ۔کہ چلتی ہیں
مِنْ تَحْتِهَا۔ان کے نیچے	الْاَنْهٰرُ۔نہریں	وَ۔اور	مَسٰكِنَ۔مکان
طَیِّبَةً۔اچھے	فِیْ۔بیچ	جَنّٰتِ۔جنت	عَدْنٍ۔بسنے کے
ذٰلِكَ۔یہ ہے	الْفَوْزُ۔کامیابی	الْعَظِیْمُ۔بڑی	وَ۔اور
اُخْرٰی۔ایک اور نعمت	تُحِبُّوْنَهَا۔کہ پسند کرو تم اس کو		نَصْرٌ۔مدد ہوگی
مِّنَ اللّٰهِ۔اللہ کی طرف سے	وَ۔اور	فَتْحٌ۔فتح	قَرِیْبٌ۔نزدیک
وَ۔اور	بَشِّرِ۔خوشخبری دو	الْمُؤْمِنِیْنَ۔مومنوں کو	یٰۤاَیُّهَا۔اے
الَّذِیْنَ۔وہ جو	اٰمَنُوْا۔ایمان لائے ہو	كُوْنُوْۤا۔ہوجاؤ	اَنْصَارَ۔مددگار
اللّٰهِ۔اللہ کے	كَمَا۔جیسے	قَالَ۔کہا	عِیْسَی۔عیسیٰ
ابْنُ۔بیٹے	مَرْیَمَ۔مریم نے	لِلْحَوَارِیّٖنَ۔حواریوں سے	مَنْ۔کون ہے
اَنْصَارِیْۤ۔میرا مددگار	اِلَی۔طرف	اللّٰهِ۔اللہ کی	قَالَ۔بولے
الْحَوَارِیُّوْنَ۔حواری	نَحْنُ۔ہم ہیں	اَنْصَارُ۔مددگار	اللّٰهِ۔اللہ کے
فَاٰمَنَتْ۔تو ایمان لائی	طَّآىِٕفَةٌ۔ایک جماعت	مِّنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ۔بنی اسرائیل سے	
وَ۔اور	كَفَرَتْ۔کفر کیا	طَّآىِٕفَةٌ۔ایک جماعت نے	فَاَیَّدْنَا۔پھر مدد کی ہم نے
الَّذِیْنَ۔ان کی جو	اٰمَنُوْا۔ایمان لائے	عَلٰی۔اوپر	عَدُوِّ۔دشمن
هُمْ۔ان کے	فَاَصْبَحُوْا۔تو ہو گئے وہ	ظٰهِرِیْنَ۔غالب	

مختصر تفسیر اردو رکوع دوم۔سورۃ الصّف۔پ ۲۸

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰی تِجَارَةٍ تُنْجِیْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝۱۰

اے ایمان والو! کیا میں بتادوں وہ تجارت جو تمہیں دردناک عذاب سے بچالے۔

ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مومنین نے کہا تھا کہ اگر ہم کو معلوم ہو کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کو کون سا عمل محبوب ہے اور کون سی تجارت ہے جو عذاب الیم سے بچانے والی ہے تو ہم وہی کرتے اور اپنے مال اہل وعیال کی قربانی سے بھی دریغ نہ کرتے تو یہ آیت نازل ہوئی اور ارشاد ہوا کیا اہل ایمان کو تجارت نہ بتائی جائے جو انہیں عذاب الیم سے محفوظ کردے۔

یہاں عمل کو تجارت کہنے میں یہ اشارہ ہے کہ تجارت میں اصل زر محفوظ اور نفع کی توقع ہوتی ہے تو اسی طرح ان پسندیدہ اعمال سے بہترین نفع دوزخ سے نجات، حصول جنت اور رضائے الٰہی عزوجل ہے اور ایک قول ہے کہ دنیا میں تجارت نفع دیتی ہے اور فقروفاقہ سے محفوظ کرتی ہے جبکہ اخروی تجارت دردناک عذاب سے نجات دینے والی ہے وہ تجارت کیا ہے۔ اگلی آیت میں اس کی صراحت ہے اور اس آیت میں رغبت دلائی گئی ہے۔

تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۙ﴿۱۱﴾

ایمان رکھو اللہ اور اس کے رسول پر اور اللہ کی راہ میں اپنے مال وجان سے جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔

تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ

ایمان رکھو اللہ اور اس کے رسول پر اور اللہ کی راہ میں اپنے مال وجان سے جہاد کرو۔

استیناف بیانی ہے یعنی نئے سرے سے بیان ہے کیونکہ کہا گیا تھا کہ وہ تجارت کونسی ہے ہمیں اس پر اطلاع فرمائی جائے تو جواباً ارشاد ہوا: تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ الخ یہ جملہ خبریہ اور امر کے معنوں میں ہے اور تجارت کی تفسیر ہے کہ مراد اس سے اخلاص کے ساتھ اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا اور راہ خدا عزوجل میں مال وجان سے جہاد کرنا ہے۔

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

ای ما ذکر من الایمان والجهاد علی الاطلاق او من اموالکم و انفسکم۔

یعنی جو ایمان وجہاد کا ذکر ہوا یہی علی الاطلاق تمہارے لئے بہتر ہے یا یہ باتیں تمہارے مالوں وجانوں سے بڑھ کر بہتر ہیں۔

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ اگر تم جانو۔

یعنی اگر تم ایسا کرو تو یہ ہی تمہارے لئے خوب ہے گویا خبر کا مقتضیٰ یہی ہے کہ تم یونہی کرو جب تم پر واضح ہو گیا کہ ایمان و جہاد ہی تمہارے بہترین عمل ہیں اعلیٰ تجارت ہے اور ہر شے سے بڑھ کر ہے۔

يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ يُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَ مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۙ﴿۱۲﴾

وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں اور پاکیزہ محلوں میں جو بسنے کے باغوں میں ہیں یہی بڑی کامیابی ہے۔

يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ۔ وہ تمہارے گناہ بخش دے گا۔

یہ جواب امر ہے جو لفظ خبر پر مدلول ہے جیسا کہ ان کے قول میں ہے یعنی ایمان و جہاد کی وجہ سے تمہارے گناہ بخش دیئے جائیں گے یا شرط کے لئے جواب ہے کہ اگر ایمان لاؤ گے اور راہ حق میں جہاد کرو گے تو تمہارے گناہ بخش دوں گا۔ یا استفہام ہے جیسا کہ کلام دلالت کرتا ہے اور تقدیر یہ ہے کہ ان تومنوا و تجاهدوا یغفرلکم یا یہ ہے کہ هل تقبلون ان ادلکم کیا تم قبول کرو گے اگر میں تمہیں وہ تجارت بتاؤں اور فراء رحمہ اللہ کا قول ہے کہ مذکور استفہام کا جواب ہے ای هل ادلکم اور تعاقب کیا ہے کہ مجرد دلالت سے مغفرت واجب نہیں ہوتی لیکن یہ درست نہیں ہے۔ واضح مفہوم یہ ہے کہ اگر تم بتائی ہوئی تجارت کرو گے تو اللہ تمہارے گناہ بخش دے گا۔

وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ۔

اور تمہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں اور پاکیزہ محلوں میں بسنے کے باغوں میں۔

ای طاهرة زکیه مستانده وهذا اشارة الی حسنها بذاتها۔

یعنی ستھرے پاکیزہ اور لطف دوبالا کرنے والا باغوں میں لے جائے گا جن کی کیفیت یہ ہوگی کہ ان باغوں کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور اس میں جنت کے ذاتی حسن کی طرف اشارہ ہے عدن کے معنی کسی جگہ قرار پکڑنے اور ٹھہرنے یا قیام کرنے کے ہیں اور عدن جنت کی صفت ہے یعنی ایسے باغوں میں جو ٹھہرنے یا قیام کرنے کے محل ہیں ان باغوں میں پاکیزہ ٹھکانوں میں داخل فرمائے گا۔ بیہقی رحمہ اللہ نے مَسٰكِنَ طَيِّبَةً کی تفسیر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ اس سے مراد موتی کا ایک محل ہے جس کے اندر سرخ یاقوت کے ستر مکان اور ہر مکان کے اندر ستر کمرے کہ ہر کمرے میں تخت بچھا ہوا جس پر ستر انواع کے کھانے چنے ہوں گے اور ہر کمرے میں خدام، مومن کو یہ نعمتیں ہر صبح میسر ہوں گی۔

حاکم رحمہ اللہ نے بروایت انس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کو پیدا کیا اور اس میں اپنے دست کرم سے اشجار (درخت) لگائے پھر اس سے کہا بول۔ تو جنت عدن گویا ہوئی: قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ بلاشبہ مومنوں نے کامیابی پائی تو حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم میں تجھ میں بخیل کو داخل نہ کروں گا۔ مقاتل رحمہ اللہ کا قول ہے کہ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ میں جو دو جنتیں مراد ہیں ان میں سے ایک جنت عدن اور دوسری جنت نعیم ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ کل جنتیں آٹھ ہیں۔ (ابوداؤد)

اور صحیحین میں ہے کہ چار ہیں دو جنتیں سونے کی اور دو چاندی کی اور اہل جنت عدن میں اپنے رب کو دیکھیں گے۔

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔

الذی لا فوز وراءه۔ یعنی گناہوں کی بخشش اور جنت کی ان نعمتوں کا حصول ایسی کامیابی ہے کہ کوئی کامیابی اس سے بڑی نہیں ہوگی۔

وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ۭ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۳

اور ایک نعمت تمہیں اور دے گا جو تمہیں پیاری ہے اللہ کی مدد اور جلد آنے والی فتح اور اے محبوب مسلمانوں کو خوشی سنا دو۔

وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا۔ اور ایک نعمت تمہیں اور دے گا جو تمہیں پیاری ہے۔

ای ولکم الی ما ذکر من النعم نعمة اخری۔ یعنی اور تمہارے لئے ان نعمتوں میں سے ایک اور نعمت عطا فرمائے گا جن کا پیچھے تذکرہ ہوا۔

تُحِبُّوْنَهَا۔ تمہیں محبوب و پسند ہے۔

فی موضوع الصفة۔ اس نعمت کی توصیف ہے کہ تمہیں اس کا ملنا پسندیدہ ہے۔

نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ۔ اللہ کی مدد اور جلد آنے والی فتح۔

ای عاجل۔ یعنی جلد ملنے والی۔ کشاف میں ہے: یہ جواب امر پر عطف ہے اور اس کا مطلب ہے: جاهدوا تؤجروا ولکم الغنیمة راہ حق میں جہاد کرو اور تم اجر دیئے جاؤ گے اور تمہارے لئے غنیمت عطا ہوگی۔ اور تُحِبُّوْنَهَا اس کی تعبیر ہے یعنی تمہیں غنائم کا حصول محبوب ہے۔ ابن ابی عیلة نے نَصْرٌ اور فَتْحٌ کو منصوب پڑھا جس کا مطلب ہے تنصرون نصرا و یفتح لکم فتحا تم اللہ کی مدد سے نصرت دیئے جاؤ گے۔ اور تمہارے لئے فتح کا باب کھولا جائے گا اس میں عموم ہے کہ اگر ایمان و جہاد کا مظاہرہ کرو گے تو اس تجارت کا نفع نصرت و فتح حصول غنائم کی صورت میں پاؤ گے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ اس سے مراد فتح مکہ یا فتح خیبر ہے اور عطار حمہم اللہ کا قول ہے: بلاد روم و فارس کی فتح مراد ہے۔

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ اور اے محبوب! مومنوں کو خوشی سنا دو۔

بَشِّرِ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب ہے یعنی اے محمد! صلی اللہ علیک وآلک وسلم فتح و نصرت موعود کی مسلمانوں کو خوشخبری سنا دیجئے۔

ایک قول ہے کہ مسلمانوں کو قریبی اور فوری فتح کی دنیا میں اور آخرت میں جنت و نعماء جنت کی بشارت دے دیجئے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ وَ كَفَرَتْ طَّآىِٕفَةٌ ۚ فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِیْنَ ﴿۱۴﴾

اے ایمان والو! دین خدا کے مددگار رہو جیسے عیسیٰ بن مریم نے حواریوں سے کہا تھا کون جو اللہ کی طرف ہو کر میری مدد کریں حواری بولے ہم دین خدا کے مددگار ہیں تو بنی اسرائیل سے ایک گروہ ایمان لایا اور ایک گروہ نے کفر کیا۔ تو ہم نے ایمان والوں کو ان کے دشمنوں پر مدد دی تو غالب ہو گئے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ

اے ایمان والو! دین خدا کے مددگار رہو۔

ای نصرة دینه سبحانه و عونة رسوله علیه الصلوة والسلام۔

یعنی اللہ کے دین اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مددگار بن جاؤ۔ الاعرج عیسیٰ، ابو عمرو اور اہل حرم نے اس آیت میں اَنْصَارَ اللّٰهِ کو انصاراً لِلّٰهِ پڑھا ہے یعنی تنوین کے ساتھ قراءت کیا ہے اور ایسا تبعیض کے لئے ہے تو معنی یہ ہوں گے تم اس کے (اللہ عزوجل) کے بعض مددگار رہو۔ اور کشاف میں ابن مسعود کی قراءت ہے: کونوا انتم انصار اللہ ہو جاؤ تم اللہ کے مددگار ہو لیکن انتم زائد ہے اور کونوا سے علاوہ ہے جو صواب نہیں۔

Marfat.com

كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيِّينَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ

جیسے عیسیٰ بن مریم نے حواریوں سے کہا تھا کون ہیں جو اللہ کی طرف ہو کر میری مدد کریں۔

ای من جندی متوجها الی نصرة الله تعالی لیطابق قوله سبحانه۔ یعنی میرے لشکر میں سے ہو جاؤ۔ جو کہ اللہ کے دین کی نصرت کی طرف متوجہ ہے تا کہ حق سبحانہ کے قول کے مطابق ہو جائے کہ حواریوں نے کہا: نَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں۔ اور بعض نے کہا: إِلَى اللَّهِ میں إِلَى بمعنی ساتھ کے ہے اور انصاری میں اضافت مشارکت نصرت کے لئے ہے کہ اللہ کے نبی کے ساتھ ہو کر نصرت الٰہی کے لئے اشتراک عمل کرو۔ زمخشری کا قول ہے کہ مطلب یہ ہے کہ تم اللہ کے دین کے اسی طرح مددگار ہو جاؤ۔ جس طرح حواری عیسیٰ علیہ السلام کے مددگار ہوئے جبکہ انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ کون ہیں جو اللہ کی طرف ہو کر میری مدد کریں جبکہ یہ فرمایا جارہا ہے یعنی بالکل اسی طرح تم اللہ کے رسول (جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے مددگار بن جاؤ۔

حواری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصفیاء ہیں (مخلصین ہیں) یہ کل بارہ شخص تھے جو سب سے اول آپ پر ایمان لائے انہیں جیسا کہ بحر میں ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شہروں میں بانٹ دیا۔ (بھیج دیا) تو ان میں سے کسی کو روم، کسی کو بابل، کسی کو افریقہ، کسی کو افسس، کسی کو بیت المقدس، کسی کو حجاز اور کسی کو بربر کے علاقے کی طرف بھیجا اس روایت کی صحت ثقہ نہیں اور نہ ہی ان کے نام معلوم ہیں۔ البتہ سیوطی رحمہ اللہ نے الاتقان میں ان کا ذکر کیا ہے۔ حواری کا مادہ اشتقاق الحور سے ہے جس کے معنی سفیدی کے ہیں اور حواری اسی نام سے اس لئے موسوم ہوئے کہ وہ سفید پوش تھے یا دھوبی ہے۔

ایک قول ہے کہ اپنی ظاہری اور باطنی پاکیزگی کی وجہ سے حواری موسوم ہوئے! بعض کا قول ہے کہ انہیں قصارین (دھوبی) اس لئے کہتے تھے کہ وہ دین اور علم کے افادے سے لوگوں کے نفوس کو پاکیزہ بناتے تھے۔ ایک قول ہے حواریوں سے مراد مجاہدین ہیں اور حدیث شریف میں ہے کہ ہر نبی کے لئے حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے اور ایک روایت میں طلحہ اور زبیر فرمایا رضی اللہ عنہما۔ اور بعض نے حواری کی تفسیر خاص ساتھی (مخلص رفیق) مخصوص ساتھی سے کی ہے۔ الازہری اور الناصر رحمہم اللہ کا قول ہے: الذی اخلص و تقی و من کل عیب. جو مخلص ہو اور تمام نقائص سے پاکیزہ ہو۔ قتادہ رحمہ اللہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے علاوہ دیگر اصحاب پر حواری کا اطلاق کیا ہے اور انہوں نے کہا: بے شک حواری سب کے سب قریش ہی سے تھے اور وہ ابوبکر، عمر، علی، حمزہ، جعفر، ابوعبیدہ بن الجراح، عثمان بن مظعون، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، عثمان بن عفان، طلحہ بن عبید اللہ اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔

قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ

حواری بولے ہم خدا کے دین کے مددگار ہیں۔

یعنی ان بارہ اصحاب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حضور عرض کیا کہ ہم دین خدا کے مددگار ہیں۔

فَآمَنَتْ طَائِفَةٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ

تو بنی اسرائیل سے ایک گروہ ایمان لایا۔

ای بعیسی علیه السلام۔ یعنی ایک گروہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لایا۔

وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ۔اور ایک گروہ نے کفر کیا۔

اخری یعنی دوسرا گروہ کافر ہوا، ان دونوں گروہوں میں قتال ہوا۔

فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ

تو ہم نے ایمان والوں کو ان کے دشمنوں پر مدد دی۔

و هم الذين كفروا۔اور وہ کفار تھے.....عدو سے مراد گروہ کفار ہے۔

فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ۔تو غالب ہو گئے۔

فصار و اغالبين تو وہ غالب ہو گئے۔یعنی مومن غالب آئے۔زید بن علی اور قتادہ رحمہم اللہ کا قول ہے کہ وہ حجت و برہان کے ساتھ غالب آئے۔ایک قول ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمانوں پر اٹھا لئے گئے تو ان کی قوم کے ایک گروہ نے کہا: بے شک وہ اللہ سبحانہ تھے جو آسمانوں پر چلا گیا اور ان کی قوم کے دوسرے گروہ نے کہا بے شک وہ اللہ کے بیٹے تھے۔اللہ نے اسے اپنے پاس بلا لیا (تعالى الله عن ذلك علوا كبيرا) معاذ اللہ۔اور ان کی قوم کے تیسرے گروہ نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں تو انہوں نے قتال کیا تو قوم عیسیٰ کے دونوں گروہ جو الوہیت عیسیٰ اور ابنیت عیسیٰ کے مدعی تھے، مومنوں پر غالب آ گئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو مومن فرقہ دونوں کافر گروہوں پر غالب آ گیا اور یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔اور ایک قول ہے کہ مومنوں اور کافروں کے درمیان رفع عیسیٰ کے بعد قتال واقع ہوا تو مومن کفار پر تلوار سے غالب آ گئے اور مشہور یہ ہے کہ قتال شریعت عیسیٰ علیہ السلام میں نہ تھا اور ایک قول ہے کہ طائفہ مومنہ سے مراد بعض بنی اسرائیل کا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا اور طائفہ کفار سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار ہے تو اللہ عزوجل نے مومنوں کو کافروں پر مدد دی اور وہ غالب آ گئے لیکن یہ ظاہر کے خلاف ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

الحمد للہ تفسیر سورۃ الصف مکمل ہوئی۔

۲۷ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ، ۲۳ اپریل ۱۹۹۰ء بروز اتوار

4B

سورۃ الجمعۃ

یہ سورۃ مبارکہ مدنی ہے اس میں دو رکوع اور گیارہ آیات ہیں۔ جمہور کے نزدیک جن میں ابن عباس، ابن الزبیر، حسن، مجاہد، عکرمہ اور قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی شامل ہیں، یہ سورہ مبارکہ مدنی ہے۔ البتہ ابن یسار کا قول ہے کہ یہ مکی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد رضی اللہ عنہ سے اس کے مکی ہونے پر بھی حکایت منقول ہے لیکن صحیح یہی ہے کہ مدنی ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری اور دیگر کتب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم اس وقت بارگاہ نبوی میں بیٹھے ہوئے تھے جبکہ سورۃ الجمعہ نازل ہوئی۔ ابو ہریرہ کا قبول اسلام ہجرت کے بعد مسلمہ متفقہ ہے۔ اور آیت قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ مدینہ کے سوا کیونکر ہوسکتی ہے پچھلی سورت کے ساتھ اس کے اتصال کی وجہ موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام اور ان کی قوم کا ذکر ہے جبکہ اس سورۃ مبارکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی امت کے فضل وشرف کا دونوں امتوں کے مقابل ذکر ہے اور اسی وجہ سے اس سورت میں یہود کے ذکر سے تعرض ہے پچھلی سورت میں بشارت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے تھی کہ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ اور اس میں اس بشارت کے اشارے سے ارشاد ہوا: هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا پچھلی سورت کا خاتمہ تجارت اخروی یعنی ایمان و جہاد کے ذکر پر تھا اور اس میں جمعہ کے حکم کے ساتھ جو کہ تجارت دنیوی سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اس میں صف اور عبادت کا ذکر تھا اس میں جمعہ اور جماعت کا۔ مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ رضی اللہ عنہم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز جمعہ میں سورۃ الجمعہ اور سورۃ المنافقون پڑھتے تھے۔

بیہقی نے جابر بن سمرہ علیہم رضوان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب جمعہ نماز مغرب میں سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص پڑھتے تھے۔

اور یہ بھی آیا ہے کہ شب جمعہ نماز عشاء سورت الجمعہ پڑھتے تھے اور ان احادیث سے سورۂ مبارکہ کی فضیلت وشرافت واضح ہوتی ہے۔

Marfat.com

سورة الجمعة مدنية

اس سورت میں دو رکوع، گیارہ آیات، ایک سو اسی کلمے اور سات سو بیس حروف ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بامحاورہ ترجمہ رکوع اول - سورۃ الجمعۃ - پ ۲۸

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ①

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے بادشاہ کمال پاکی والا عزت والا حکمت والا

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ ②

وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب اور حکمت کا علم فرماتے ہیں اور بے شک وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے

وَّ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ③

اور ان میں سے اوروں کو پاک کرتے اور علم عطا فرماتے ہیں جو ان اگلوں سے نہ ملے اور وہی عزت و حکمت والا ہے

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ④

یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ⑤

ان کی مثال جن پر توریت رکھی گئی تھی پھر انہوں نے اس کی حکم برداری نہ کی گدھے کی مثال ہے جو پیٹھ پر کتابیں اٹھائے کیا ہی بری مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے اللہ کی آیتیں جھٹلائیں اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں دیتا

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْۤا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ⑥

تم فرماؤ اے یہودیو اگر تمہیں یہ گمان ہے کہ تم اللہ کے دوست ہو اور لوگ نہیں تو مرنے کی آرزو کرو اگر تم سچے ہو

وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗۤ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ⑦

اور وہ کبھی اس کی آرزو نہ کریں گے ان کوتکوں کے سبب جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں اور اللہ ظالموں کو جانتا ہے

قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ

تم فرماؤ وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ تو ضرور تمہیں

Marfat.com

مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۸﴾

ملنی ہے پھر اس کی طرف پھیرے جاؤ گے جو چھپا اور ظاہر سب کچھ جانتا ہے پھر وہ تمہیں بتا دے گا جو تم نے کیا تھا

حل لغات رکوع اول - سورۃ الجمعۃ - پ ۲۸

يُسَبِّحُ - پاکی بولتا ہے	لِلّٰهِ - اللہ کی	مَا - جو کچھ	فِي - بیچ
السَّمٰوٰتِ - آسمانوں کے	وَ - اور	مَا - جو کچھ	فِي - بیچ
الْاَرْضِ - زمین کے ہے	الْمَلِكِ - بادشاہ	الْقُدُّوْسِ - کمال پاکی والا	الْعَزِيْزِ - عزت والا
الْحَكِيْمِ - حکمت والا	هُوَ - وہ	الَّذِيْ - اللہ وہ ہے جس نے	بَعَثَ - بھیجا
فِي - بیچ	الْاُمِّيّٖنَ - ان پڑھوں کے	رَسُوْلًا - رسول	مِّنْهُمْ - انہی میں سے
يَتْلُوْا - پڑھتا ہے	عَلَيْهِمْ - ان پر	اٰيٰتِهٖ - اس کی آیتیں	وَ - اور
يُزَكِّيْهِمْ - پاک کرتا ہے ان کو		وَ - اور	يُعَلِّمُهُمُ - سکھاتا ہے ان کو
الْكِتٰبَ - کتاب	وَ - اور	الْحِكْمَةَ - حکمت	وَ - اور
اِنْ - بے شک	كَانُوْا - تھے وہ	مِنْ قَبْلُ - اس سے پہلے	لَفِيْ - بیچ
ضَلٰلٍ - گمراہی	مُّبِيْنٍ - ظاہر کے	وَّ - اور	اٰخَرِيْنَ - اوروں کو بھی
مِنْهُمْ - ان میں سے	لَمَّا - جو نہیں	يَلْحَقُوْا - ملے	بِهِمْ - ان کے ساتھ
وَ - اور	هُوَ - وہ	الْعَزِيْزُ - عزت والا	الْحَكِيْمُ - حکمت والا ہے
ذٰلِكَ - یہ	فَضْلُ - فضل ہے	اللّٰهِ - اللہ کا	يُؤْتِيْهِ - دیتا ہے وہ
مَنْ - جسے	يَّشَآءُ - چاہے	وَ - اور	اللّٰهُ - اللہ
ذُو - صاحب	الْفَضْلِ - فضل	الْعَظِيْمِ - بڑے کا ہے	مَثَلُ - مثال
الَّذِيْنَ - ان کی جو	حُمِّلُوا - اٹھوائے گئے	التَّوْرٰىةَ - تورات	ثُمَّ - پھر
لَمْ - نہ	يَحْمِلُوْ - اٹھایا	هَا - اس کو	كَمَثَلِ - جیسے
الْحِمَارِ - گدھا	يَحْمِلُ - جو اٹھائے	اَسْفَارًا - کتابیں	بِئْسَ - بہت بری
مَثَلُ - مثال ہے	الْقَوْمِ - لوگوں	الَّذِيْنَ - ان کی	كَذَّبُوْا - کہ جھٹلایا
بِاٰيٰتِ - آیات	اللّٰهِ - الٰہی کو	وَ - اور	اللّٰهُ - اللہ
لَا - نہیں	يَهْدِي - ہدایت دیتا	الْقَوْمَ - قوم	الظّٰلِمِيْنَ - ظالم کو
قُلْ - فرمادو	يٰۤاَيُّهَا - اے لوگو	الَّذِيْنَ - جو	هَادُوْۤا - یہودی ہو
اِنْ - اگر	زَعَمْتُمْ - تم یہ سمجھتے ہو کہ	اَنَّكُمْ - تم	اَوْلِيَآءُ - دوست ہو
لِلّٰهِ - اللہ کے	مِنْ دُوْنِ - سوائے	النَّاسِ - لوگوں کے	فَتَمَنَّوُا - تو خواہش کرو

Marfat.com

الْمَوْتَ۔موت کی	اِنْ۔اگر	كُنْتُمْ۔تم	صٰدِقِيْنَ۔سچے ہو
وَ۔اور	لَا۔نہ	يَتَمَنَّوْنَهٗ۔خواہش کریں گے اس کی	
اَبَدًا۔کبھی بھی	بِمَا۔بہ سبب اس کے جو	قَدَّمَتْ۔آگے بھیجا	اَيْدِيْهِمْ۔ان کے ہاتھوں
نے	وَ۔اور	اللّٰهُ۔اللہ	عَلِيْمٌ۔جانتا ہے
بِالظّٰلِمِيْنَ۔ظالموں کو	قُلْ۔فرمادو	اِنَّ۔بے شک	الْمَوْتَ۔موت
الَّذِيْ۔وہ جس سے	تَفِرُّوْنَ۔تم بھاگتے ہو	مِنْهُ۔اس سے	فَاِنَّهٗ۔تو وہ
مُلٰقِيْكُمْ۔تم کو ملنے والی ہے	ثُمَّ۔پھر	تُرَدُّوْنَ۔لوٹائے جاؤ گے	اِلٰى۔طرف
عٰلِمِ۔جاننے والے	الْغَيْبِ۔غیب	وَ۔اور	الشَّهَادَةِ۔حاضر کی
فَيُنَبِّئُكُمْ۔تو وہ ضرور تم کو خبر دے گا		بِمَا۔اس کی جو	كُنْتُمْ۔تم
تَعْمَلُوْنَ۔کیا کرتے تھے			

مختصر تفسیر اردو رکوع اول۔سورۃ الجمعۃ۔پ ۲۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ①

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے بادشاہ کمال پاکی والا عزت والا حکمت والا۔

ہر شے جو زمین و آسمانوں میں ہے اللہ عزوجل کی پاکی بیان کرتی ہے اور یہ تسبیح ایک خاص نوعیت کی ہے اور اپنی خاص نوعی زبان میں اقرار عظمت کر رہی ہے اور ہر شے توحید ذات باری تعالیٰ پر دلالت کرتی ہے اور اپنے موجد کی پاکی بولتی ہے وہ موجد الملک ہے یعنی حکومت کا مالک پادشاہ قابض و متصرف بالذات الْقُدُّوْسِ یعنی باعظمت اور ہر عیب و نقص سے پاک، الْعَزِيْزِ یعنی غالب اور ایسا کہ کوئی اس کی نظیر و مثیل نہیں یا ایسا معظم کہ اس کی منزلت کا احاطہ نہ ہو سکے الْحَكِيْمِ ہر شے کو اپنی حکمت بالغہ کے تحت فرمانے والا یعنی ہر شے کی تسبیح سے اس ذات کریم کی جو ان معظم صفات کی مالک ہے عظمت و ربوبیت، قدرت و الوہیت کا اظہار و اقرار ہو رہا ہے۔

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ②

وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بے شک وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے۔

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ۔وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں بھیجا۔

يعنی سبحانه العرب لان اكثرهم لا يكتبون ولا يقرءون۔

یعنی حق سبحانہ وتعالیٰ نے عرب میں رسول کو بھیجا جن کی اکثریت لکھنے پڑھنے سے نابلند تھی (ناآشنا تھی) بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے بروایت ابن عمر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

Marfat.com

''انا امّیة لا نکتب و لا نحسب'' بے شک ہم ایک ان پڑھ امت ہیں نہ ہی لکھتے ہیں اور نہ ہی حساب کرتے ہیں' اور اس سے خیال ہوتا ہے کہ بے شک وہ اپنی ماں کی ولادت کے اصل حال پر ہیں کہ کتابت وحساب وغیرہ کی تعلیم ہرگز نہیں دیئے گئے تو گویا وہ اپنی پہلی حیات پر ہیں اور امی ہونا ان کی ماں کی طرف منسوب ہے جس نے اسے جنا۔

ایک قول ہے کہ امی ہونا قوم عرب کی طرف منسوب ہے اور ایک قول ہے کہ مراد ام القریٰ کی طرف نسبت ہے کہ مکہ کو ام القریٰ کہتے ہیں۔

رَسُوْلًا مِّنْهُمْ۔ انہی میں سے ایک رسول۔

ای کائنا من جملتهم امیا مثلهم۔ یعنی رسول بھی ان ان پڑھوں میں سے تھے ایک بے پڑھے تھے یعنی ان کی طرح لکھتے اور کتاب سے کچھ نہ پڑھتے تھے۔ ایک قول ہے کہ مِّنْهُمْ میں رسول کی عظمت کا اظہار ہے کہ وہ رسول ایسا محترم و محتشم ہے کہ ان کے نسب وشرافت کو وہ خوب جانتے پہچانتے ہیں اور ان کا اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ آپ کی صفات جلیلہ میں سے ایک صفت یہ بھی ہے کہ آپ ''نبی امی'' ہیں اور آپ ان پڑھ امت کی طرف مبعوث فرمائے گئے کتاب شعیاء (گزشتہ صحیفوں میں سے ایک صحیفہ) میں ہے کہ حق سبحانہ نے فرمایا میں امیوں میں ایک نبی امی بھیجوں گا اور اس پر نبوت ختم کردوں گا۔

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ۔ کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں۔

مع کو نه امیا مثلهم لم یعهد منه قراء ة و لا تعلم۔

یعنی اہل عرب کی اکثریت کی طرح امی ہونے کے باوصف کہ کتاب سے کچھ نہ پڑھتے اور لکھتے تھے، لوگوں کو آیات قرآن سناتے ہیں یعنی ان پر اللہ عزوجل کا کلام پڑھتے ہیں اور یہ دلائل نبوت میں سے ایک عظیم دلیل ہے کہ آپ اس قوم میں جو سب کی سب امی اور ناخواندہ تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں امی پیدا ہوئے۔ اور انہی لوگوں میں عمر گزاری جن میں گزشتہ علوم واخبار کا جاننے والا کوئی نہ تھا اور نہ ہی آپ نے تحصیل علم کی اور نہ ہی کسی عالم کی طرف سفر کیا کہ گزشتہ امتوں اور کتب کے حالات جانتے، بلاشبہ ان کتابوں کے اجلہ علماء وعرفاء کی اکثریت پر آپ نے حجت قاہرہ قائم فرمائی کہ وہ دلیل لانے اور حجت نبویہ کے رد سے عاجز آ گئے اور یہی دلیل ہے کہ بلاشبہ آپ اللہ عزوجل کی طرف سے رسول تھے اور اسی کی طرف سے سب کچھ لائے تھے اس پر قیاس کیجئے کہ بغیر تعلیم واکتساب علم آپ علم ومعرفت کے جس اعلیٰ مقام پر متمکن تھے علوم اولین وآخرین کی رسائی وہاں تک ممکن ہی نہیں ہے۔ ملا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا:

امی و دقیقہ دان عالم   بے سایہ و سائبان عالم

غرضیکہ آپ کی مثال ونظیر کوئی پیدا ہی نہیں ہوا کہ نبوت ورسالت کا دعویٰ کرے اور یوں لوگوں کو مسخر کیا ہو اور ان لوگوں کو جو جہالت کی اندھیروں میں بھٹک رہے تھے اپنے فیضان وصحبت وتربیت سے علم وعمل کے اوج کمال پر پہنچایا ہو یہ سب اللہ عزوجل کا فضل تھا جو آپ کو عطا ہوا۔ علماء کا قول ہے کہ قراءت وکتابت کی آپ کو حاجت ہی نہ تھی کہ غایت حضور علم عطا کئے گئے تھے اور خط (لکھنا پڑھنا) ایک صنعت ذہنیہ ہے جو آلہ جسمانیہ سے صادر ہوتی ہے تو وہ ہستی کہ قلم اعلیٰ اس کے زیر فرمان ہو اس کو کتابت کی کیا ضرورت ہے۔

Marfat.com

وَيُزَكِّيهِمْ۔ اور انہیں پاک کرتے ہیں۔
وَيَتْلُوا۔ پر عطف اور رسول کی صفت ہے۔
ای یحملهم علی ما یصیرون به ازکیأ طاهرین من خبائث العقائد والاعمال۔ یعنی ان کو فرماتے ہیں جس سے وہ گندے عقیدوں (شرک و کفر) اور برے اعمال (جاہلیت کے کام) سے پاک وصاف ہو جاتے ہیں اور طہارت ظاہری و باطنی سے آراستہ ہو جاتے ہیں۔ اور اخلاق رذیلہ سے محفوظ اور اخلاق فاضلہ سے مستور ہو جاتے ہیں اور نفرت کرتے ہیں اور نفاست وزینت پاتے ہیں۔
واضح مفہوم یہ ہے کہ ان کے نفوس کی مکمل تہذیب اصلاح فرماتے ہیں۔
وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ۔
اور انہیں کتاب اور حکمت علم عطا فرماتے ہیں۔
یعنی ان کو قرآن کی تعلیم دیتے ہیں اور حکمت یعنی اسرار طریقت بتاتے ہیں یا احکام شریعت کی سمجھ عطا کرتے ہیں یا حکمت سے مراد تمسک بالسنۃ اور شغل فی الفقہ ہے۔
ایک قول کہ حکمت سے مراد محکمات شریعت ہیں بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا:

کفاک بالعلم فی الامی معجزة ۔۔۔ فی الجاهلیة و التادیب فی الیتم

تیرے لئے یہی کافی دلیل ہے کہ امی میں علم کا ہونا معجزہ ہے اور جاہلیت میں ادب وتہذیب در یتیم میں ہے۔
وَإِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔
اور بے شک وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے۔
من الشرک و خبث الجاهلیة
یعنی سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے اہل عرب شرک وکفر اصنام پرستی باطل عقائد اور انتہائی گندے اور گھناؤنے اعمال میں گرفتار تھے جیسے شراب نوشی جواء سود خوری لڑکیوں کا زندہ در گور کرنا وغیرہ ان کے سارے اعمال بصیرت کے منافی تھے۔
وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۳
اور ان میں سے اوروں کو پاک کرتے اور علم عطا فرماتے ہیں جو ان اگلوں سے نہ ملے اور وہی عزت وحکمت والا ہے۔
وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ۔ اور ان میں سے اوروں کو پاک کرتے اور علم عطا فرماتے ہیں۔
آخرین آخر کی جمع غیر کے معنوں میں ہے اور یہ امیین پر عطف ہے اس تقدیر پر معنی یہ ہوں گے ای من الامیین یعنی امیوں میں سے اور یہاں من بیانیہ ہے اور اگر عطف يُعَلِّمُهُمْ کی ضمیر مفعول پر ہو۔ معنی یہ ہوں گے کہ ان کے علاوہ اور لوگوں کو بھی تعلیم دیتے ہیں اور یہ دوسرے پہلے لوگوں میں سے ہی ہیں یعنی ان کے ہم مذہب اور انہی کے راستہ پر چلنے والے ہیں۔
ابن زید کا قول ہے وہ تمام لوگ مراد ہیں جو قیامت تک اسلام میں داخل ہوں گے۔ مجاہد کا قول ہے: مراد اہل عجم ہیں مقاتل اور عکرمہ کا قول ہے: تابعین مراد ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ قول سب سے قوی ہے کہ تابعین سے مراد وصحابہ کے بعد میں آنے

والے ہیں قیامت تک اور اگر تابعین سے مراد مخصوص جماعت ہو تو یہ بالکلیہ صحیح نہیں ہے تابعین کا لفظ صراحت کے لئے کافی ہے جیسا کہ یُعَلِّمُهُمُ کی ضمیر مفعول کی وضاحت میں گزرا۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ اہل عرب وعجم سبھی جو قیامت تک آنے والے ہیں اور ان کے دین وطریق پر چلیں گے۔

لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ۔ جو اگلوں سے نہ ملے۔

ای لم یلحقوا بھم بعدد سیلحقون و ھم الذین جاء وا بعد الصحابه الی یوم الذین۔

یعنی وہ لوگ جو ابھی ان کے ساتھ نہیں ملے اور بعد میں جلد ہی مل جائیں گے اور وہ لوگ ہیں جو صحابہ کے بعد روز قیامت تک ہوں گے۔ ایک قول ہے کہ ان (اگلوں) کے فضل وشرف کو نہ پہنچے۔ صحابہ کی فضیلت تابعین الی یوم الدین پر واضح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر تم میں سے کوئی ایک احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو وہ صحابہ کے مد یا اس کے نصف کو بھی نہیں پہنچے گا۔

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔ اور وہی عزت وحکمت والا ہے۔

یعنی وہی عزت والا غالب ہے کہ نبی امی کو ایسے کمالات عظیمہ عطا فرمائے اور حکمت والا کہ جسے چاہے اپنی رسالت کے منصب سے سرفراز فرمائے۔

اس میں حمد باری کے ساتھ نعت نبوی بھی ہے کہ مقتضائے عزت وحکمت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی ہے اور آپ پر اللہ عزوجل کا یہ فضل خصوصی ہے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝۴

یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

ذٰلِكَ۔ یہ۔ اشارة الی ما تقدم من کونه علیه الصلوة والسلام رسولا فی الامیین و من بعدھم معلما مزکیا۔

اس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے جس کا ذکر پیچھے گزرا یعنی رسول ﷺ کا ان پڑھوں میں مبعوث ہونا اور جو ان کے بعد ہوئے ان کیلئے معلم ومزکی ہونا یعنی ان لوگوں کو تعلیم دینا اور انہیں پاک وستھرا کرنا جو بعد میں آنے والے ہیں۔

فَضْلُ اللّٰهِ۔ اللہ جل شانہ کا فضل واحسان یعنی جو کچھ مذکور ہوا یہ سب حق سبحانہ وتعالیٰ کا احسان اور لطف وکرم ہے۔

يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ۔ جسے چاہے دے۔

من عباده تفضلا و لا یشاء سبحانه ایتاء ہ لاحد بعده صلی الله علیه و آله وسلم۔

اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے فضل سے نوازتا ہے اور اسے فضائل وکمالات عظیمہ سے سرفراز فرماتا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول ومعلم ومزکی بنانا اللہ عزوجل کا فضل ہے جو ان کو عطا ہوا اور یونہی ان کی امت یا ان کے متبعین پر اللہ عزوجل کا فضل خصوصی ہے کہ بوساطت رسول ہدایت دیئے گئے، تعلیم کتاب سے سنوارے گئے اور ان کے نفوس کا تزکیہ کیا گیا اور حق سبحانہ وتعالیٰ اس فضل واحسان کو ان کے بعد (سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کسی اور کو یہ عطا نہیں فرمانا چاہتا۔ یعنی تمام فضائل وکمالات آپ پر پورے کردیئے گئے اور یہ نعمت آپ پر ہی مکمل کردی گئی اور آپ کے بعد

Marfat.com

یہ کسی اور کو عطا نہ ہوگی اس میں ختم نبوت کی طرف بھی اشارہ ہے۔

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

یعنی اللہ اپنی مخلوق پر بہت فضل والا ہے کہ ان کی ہدایت کے واسطے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور وہ ایسے فضل والا ہے کہ دنیا و آخرت کی نعمتیں اس کی عطا کے سامنے کچھ بھی نہیں۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

ان کی مثال جن پر تورات رکھی گئی پھر انہوں نے اس کی حکم برداری نہ کی گدھے کی مثال ہے جو پیٹھ پر کتابیں اٹھائے، کیا ہی بری مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے اللہ کی آیتیں جھٹلائیں اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں دیتا۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ۔ ان کی مثال جن پر تورات رکھی گئی۔

ای علموها و کلفوا العمل بما فيها و المراد بهم اليهود۔

یعنی ان لوگوں کو اس کی (تورات) تعلیم دی گئی اور جو کچھ اس میں تھا اس کے ساتھ عمل کرنے کی تکلیف دی گئی اور ان لوگوں سے مراد یہود کا گروہ ہے۔

ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا۔ پھر انہوں نے اس کی حکم برداری نہ کی۔

ای لم يعلموا بما فی تضاعيفها التی من جملتها الآيات الناطقه بنبوة رسول الله صلی الله عليه و آله وسلم۔

یعنی جو کچھ اس میں (تورات میں) بکثرت تھا جن میں وہ آیات بھی تھیں جو سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر ناطق تھیں، ان سب کو یعنی اوصاف و علامات کو دیکھنے کے باوجود اس پر عمل نہ کیا یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہ لائے یا مراد ہے کہ بکثرت احکام تورات کی پیروی نہ کی اور اس کے مطابق عمل نہ کیا۔

كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا۔ گدھے کی مثال ہے جو پیٹھ پر کتابیں اٹھائے۔

ای کتبا کبارا علی ما يشعر به التنكير و ايثار لفظ السفر و ما فيه من معنى الكشف من العلم يتعب بحملها ولا ينتفع بها و (يحمل) اما حال من الحمار لكونه معرفته لفظا و العامل فيه معنى المثل اوصفة له لان تعريفه ذهنی فهو معنى نكرة فيوصف على الاصح۔

یعنی بڑی بڑی کتابیں جیسا کہ تنکیر سے اشارہ ہے اور لفظ سفر سے مراد کتاب مقدس اور جو کچھ اس میں ہے روشن ہوتا، یا حقائق علم کا کھولنا ہے کہ حامل ان کتابوں کے بوجھ سے تھکا جاتا ہے اور ان سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کرتا۔ اور يَحْمِلُ یعنی اٹھاتا ہے یا تو گدھے کی حالت ہے تا کہ اس کی الفاظ کے ذریعے پہچان ہو اور اس میں عامل بمعنی مثل (مانند) ہے یا اس کی صفت ہے تا کہ اس کی ذہنی تعریف ہو (پہچان ہو) اور معنی کے لحاظ سے نکرہ ہے پس اس کی صحیح حسب حال تعریف کی گئی ہے۔

ابوحیان نے محققین کے لئے اسی طرح تعیین حالت پر نسب کیا ہے اور آیت کے ماقبل سے ارتباط کی وجہ اس ضمن کی طرف مشیر ہے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اس رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ جس کی نعت تورات میں مذکور اور

Marfat.com

بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام کی زبان سے جاری و واضح ہوئی جیسا کہ کہا گیا کہ وہی ذات ہے جس نے اس مبشر کو مبعوث فرمایا جس کی تورات میں نبی الامی کے نام سے نعت بیان ہوئی ہے اور وہ امیوں کی طرف بھیجا گیا۔ اسی طرح وہ شخص جس کے پاس ان کی نعت و مدح جو تورات میں مذکور تھی، پہنچی اور اس نے اسے خوب جان پہچان لیا (اسے معلوم ہو گیا پھر وہ ایمان نہ لایا تو اس کی مثال گدھے کی طرح ہی ہے کہ اخبار کتب اور علم و معلومات صحیحہ کے باوجود فائدہ نہیں اٹھاتا اور محض کتابوں کے بوجھ تلے تھکا ماندہ ہے، اپنے علم کے موافق عمل نہیں کرتا اور اس آیت میں دلیل ہے اس عالم کی بری حالت کی جو اپنے علم کے موافق عمل نہیں کرتا اور گدھے کے ساتھ تشبیہ اس کی جہالت پر واضح ہے اور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے علم سے پناہ مانگی جو نفع نہ دے ارشاد ہے: **اللھم انی اعوذ بک من علم لا ینفع** اور یونہی عمل بلا علم کے بارے میں تمثیلاً ارشاد ہے: **المتعبد بلا فقه کالحمار فی اطاحونة** عابد شخص علم کے بغیر خراس گدھے کی مانند ہے۔ مقصد یہ ہے کہ علم بغیر عمل نہیں اور عمل بغیر علم نہیں اور بے عمل عالم کو حق سبحانہ وتعالیٰ نے جاہل فرمایا جیسا کہ اس آیت سے بھی مشیر ہے: نَبَذَ فَرِيقٌ مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ۔

جس طرح علماء یہود صرف تورات اٹھائے پھرتے تھے اور اس کے الفاظ رٹ لیتے اور اس سے نہ نفع اٹھاتے اور نہ ہی اس کے موافق عمل بجالاتے تو یہی مثال امت مسلمہ کے ان لوگوں کی ہے جو قرآن حکیم کے معانی کو نہ سمجھیں اور نہ ان پر غور کریں اور نہ ہی اس کے موافق عمل بجالائیں یا اس سے روگردانی کریں۔ گویا سچا عالم وہی ہے جس کا عمل اس کے علم کے موافق ہو۔

بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

کیا ہی بری مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے اللہ کی آیتیں جھٹلائیں۔

والمراد بهم اليهود۔ اور ان سے (لوگوں سے) مراد یہود ہیں اور الَّذِينَ قوم کی صفت ہے اور مخصوص محذوف ہے اور مثل بمعنی ھو ہے اور یہ ضمیر مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ کی طرف راجع ہے۔ یعنی یہود وہ لوگ ہیں جنہوں نے نہ صرف تورات کے احکام کو پس پشت ڈالا کتمان حق کیا، تحریف کے مرتکب ہوئے اور ان آیات کو جو نعت رسول امی کو واضح تھیں جھٹلایا اور اس طرح اس رسول معظم ﷺ کی بعثت کے بعد آیات قرآن کا انکار کیا اور آپ کی رسالت کے منکر ہوئے۔

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِينَ۔ اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں دیتا۔

یعنی وہ لوگ جنہوں نے تصدیق کی بجائے تکذیب کی یا جنہوں نے ظلم کو پسند کیا تو وہ اپنی اس روش کی وجہ سے ہدایت سے خود ہی محروم ہو گئے اور یہ ان کے طرز عمل کا منطقی ثمرہ ہے کہ تکذیب کی وجہ سے ہمیشہ ہمیش کے عذاب سے دوچار ہوں گے۔ اور اللہ کریم ایسے لوگوں سے توفیق ہدایت سلب فرما دیتا ہے۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ⑥

تم فرماؤ اے یہودیو اگر تمہیں یہ گمان ہے کہ تم اللہ کے دوست ہو اور لوگ نہیں تو مرنے کی آرزو کرو اگر تم سچے ہو۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوٓا۔ تم فرماؤ اے یہودیو!

ای تهودوا ای صاروا یهودا۔ یعنی تم ہدایت والے ہو جاؤ یعنی تم یہودی ہو جاؤ۔

Marfat.com

اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ۔ اگر تمہیں یہ گمان ہے کہ تم اللہ کے دوست ہو۔

ای احباء له سبحانه و لم یصف اولیاء الله تعالی کما فی قوله سبحانه: (اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ) قال الطیبی لیوذن بالفرق بین مدعی الولایة و من یخصه عزوجل بها۔

یعنی تم (اگر یہ گمان رکھتے ہو) اگر حق سبحانہ وتعالیٰ کے پیارے ہو اور ''اولیاء'' کو اپنی طرف مضاف نہ فرمایا جیسا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کے قول میں ہے: ''اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ'' کہ اس میں اولیاء، اللہ پر مضاف ہے اور اللہ مضاف الیہ، طیبی کا قول ہے کہ یہ اس لئے کہ ولایت الٰہیہ کے خودساختہ مدعی اور اس شخص میں جس کو حق تعالیٰ اپنی ولایت سے مخصوص فرمائے واضح تفریق ہو جائے۔

مِنْ دُوْنِ النَّاسِ۔ اور لوگ نہیں۔

ای متجاوزین من الناس۔ یعنی لوگ دوسرے لوگوں کو چھوڑ کر صرف تمہیں لوگ اللہ کے لاڈلے ہو چہیتے ہو اور یہ کہ جنت میں بس وہی داخل ہوگا جو یہودی ہوگا جیسا کہ یہودی کہتے ہیں۔

فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ۔ تو مرنے کی آرزو کرو۔

ای فتمنوا من الله تعالیٰ ان یمیتکم و ینقلکم من دار البلیة الی محل الکرامة۔

یعنی اگر تم اپنے گمان میں سچے ہو اور اپنے اس دعویٰ میں پکے ہو کہ ہم حق پر ہیں اور آخرت تو خالص انہی کے لئے ہے تو موت کی آرزو کرو کیونکہ جو یقین رکھتا ہے وہ اہل جنت سے ہے اس دار البلاء (دنیا) سے خلاصی کو محبوب رکھتا ہے اور اللہ عزوجل نے قُلْ فرما کر سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم فرمایا کہ ان سے (یہود سے) یوں فرمائیں تاکہ ان کے جھوٹے دعووں، خودساختہ بڑائیوں اور آرزوؤں کی حقیقت کھل جائے اور ان کا جھوٹ واضح ہو جائے۔ اور روایت ہے کہ جب سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہوا تو مدینہ کے یہودیوں نے یہود خیبر کو لکھا اگر تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع کرو گے تو ہم بھی ان کی اطاعت کریں گے اور اگر تم نے ان کی مخالفت کی تو ہم بھی ان کی مخالفت کریں گے تو انہوں نے (یہود خیبر نے) کہا کہ اللہ کے خلیل (حضرت ابراہیم علیہ السلام) کی اولاد ہیں اور عزیر علیہ السلام جو اللہ کے بیٹے تھے (معاذ اللہ) اور انبیاء علیہم السلام ہم میں سے تھے اور نبوت اہل عرب میں کیونکر ہو سکتی ہے کہ ہم اس کے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت زیادہ حق دار ہیں لہٰذا ان کے اتباع میں کوئی گنجائش نہیں ہے تو یہ آیہ مبارکہ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا الخ نازل ہوئی۔

وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۞

اور وہ کبھی اس کی آرزو نہ کریں گے ان کرتوتوں کے سبب جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں اور اللہ ظالموں کو جانتا ہے۔

وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًا۔ اور وہ کبھی اس کی آرزو نہ کریں گے۔

اخبار بحالهم المستقبلة و هو عدم تمنیهم الموت۔ یہ ان کے آئندہ زمانے کی حالت کی خبر اور وہ یہ ہے کہ وہ کبھی موت کی تمنا نہ کریں گے۔ اور یہ ان مخاطبین کی جماعت کے لئے خاص تھے جیسا کہ اس خبر سے واضح ہے اور مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں سے فرمایا:

''والذی نفسی بیده لا یقولها احد منکم الا غص بریقه'' اس ذات برحق جل سبحانہ کی قسم جس کے

Marfat.com

قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ان میں سے کوئی بھی اسے نہیں کہے گا۔ (موت کی تمنا نہیں کرے گا) مگر یہ کہ بجلی کی کوندی کی طرح پھنداڈال دے گی۔ (اسی وقت موت وارد ہو جائے گی) تو ان میں سے کسی ایک نے بھی موت کی آرزو نہ کی اور یہ اس لئے کہ انہیں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت وحقانیت کا پختہ یقین تھا تو انہیں معلوم تھا کہ اگر انہوں نے تمنا موت کی تو وہ اسی گھڑی میں مرجائیں گے اور وعید عذاب سے ملحق ہو جائیں گے اور یہ امر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روشن معجزات میں سے ایک ہے۔

بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ

ان کرتوتوں کے سبب جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں۔

سببية متعلقة بما يدل عليه النفي اى يابون المتمنى بسبب ما قدمت۔

یہ سببیہ متعلقہ ہے جو نفی پر دلالت کرتا ہے یعنی وہ لوگ موت کی آرزو کرنے سے انکار کریں گے اس سبب سے جو وہ آگے بھیج چکے۔ والمراد بما قدمته ايديهم الكفر والمعاصى الموجبة لدخول النار۔ اور جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے اس سے مراد ان کے کفر و معاصی ہیں جو ان کے دخول جہنم کا موجب ہیں کیونکہ انہیں اپنے کفریہ اعمال اور برے کرتوتوں کی پاداش میں اپنے دوزخی ہونے کا یقین تھا اور ان کی یہی وہ اندرونی کیفیت تھی جو انہیں تمنائے موت سے روکتی تھی تو گویا یہ ان کی حالت باطن کا افشاء ہے جو بالتصریح معجزہ ہے کہ دونوں صورتوں میں حجت الٰہیہ عزوجل میں گرفتار تھے کہ آرزو کریں تو موت سے دوچار ہوں اور نہ کریں تو اپنے کذب اور دوزخی ہونے پر خود دلیل بن جائیں اور اللہ عزوجل کی حجت ہی غالب ہے اور اس کی پکڑ شدید ہے۔

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ۔ اور اللہ ظالموں کو جانتا ہے۔

یعنی اللہ کریم کو معلوم ہے جو کچھ ان لوگوں سے صادر ہو چکا ہے یعنی ان کے کفر و معاصی اللہ کو معلوم ہیں اور وہ جلد ہی ان کے موافق انہیں سزا دے گا۔

قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۝۸

تم فرماؤ وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ تو ضرور تمہیں ملنی ہے پھر اس کی طرف پھیرے جاؤ گے جو چھپا اور ظاہر سب کچھ جانتا ہے پھر وہ تمہیں بتادے گا جو تم نے کیا تھا۔

قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ۔ تم فرماؤ وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو۔

ولا تجترئون على ان تمنوه مخافة ان توخذوا بوبال افعالكم۔

اور تم (موت کے لئے) اس وجہ سے آرزو کی جرأت نہیں کرتے کہ تم ڈرتے ہو کہ تم اپنے افعال کے وبال کی وجہ سے پکڑے جاؤ گے مگر تم اس سے بچ نہیں سکتے اور تمہارا بھاگنا سودمند نہ ہوگا۔

فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ۔ وہ تو ضرور تمہیں ملنی ہے۔

ان الموت هو الشئ الذى تفرون منه فيلا قيكم۔

بے شک موت ہی وہ شے ہے جس سے تم بھاگتے ہو تو وہ بالضرور تمہیں آکر رہے گی یعنی اگر تم اب موت کی آرزو نہیں کرتے تو تمہیں یہ بھی معلوم ہو کہ موت تو بہر حال ایک روز آنی ہی ہے حرف ان مکرر آیا ہے اور یہ تاکید شدید کے لئے ہے اور یہ تاکید ان کے اصرار کے مقابل ہے کہ وہ اپنے کفر و معاصی پر شدید مصر تھے اور موت سے انہیں یونہی سخت انکار تھا۔

ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

پھر اس کی طرف پھیرے جاؤ گے جو چھپا ظاہر سب کچھ جانتا ہے۔

الذی لا یخفی علیه خافیة۔ یعنی اس ذات کی طرف جس پر ہر چھپ جانے والی شے نہ چھپ سکے گی۔

فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ

پھر وہ تمہیں بتادے گا جو تم نے کیا تھا۔

من الكفر والمعاصی بان یجازیکم بها۔ یعنی تمہارے کفر اور تمہارے گناہوں کو تم پر کھول دے گا اور اس کے موافق تمہاری سزا ہوگی۔ آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس آیت سے اشارۃً علماء کی ایک کثیر جماعت نے طاعون کی وباء سے بھاگنے کو برا جانا ہے اور اس میں طویل بحث ہے۔ ان علماء میں سے ایک ابن خزیمہ رحمہ اللہ ہیں جن کے نزدیک طاعون سے فرار گناہ کبیرہ ہے اور انہوں نے اپنی صحیح میں "باب الفرار من الطاعون من الكبائر" کے تحت لکھا ہے (ترجمہ کیا ہے) اور بے شک اللہ تعالیٰ اس کا تعاقب فرمائے گا جس سے ایسا واقعہ ہوا اور وہ اس سے درگزر نہ فرمائے گا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث سے استدلال کیا ہے "الفرار من الطاعون كالفرار من الزحف" طاعون سے بھاگنا میدان جہاد و قتال سے بھاگنے جیسا ہے اور اس حدیث کو امام احمد، طبرانی اور ابن عدی وغیرہ رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن رضی اللہ عنہ ہے اور امام تاج الدین سبکی رحمہ اللہ نے کہا کہ اکثر علماء اس کی تحریم کے قائل ہیں اور ان علماء میں سے بعض نے کہا مکروہ ہے اور ان میں امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ وغیرہ نے اس جگہ سے جہاں طاعون پھیلے، نکلنے کا جواز صحابہ کی ایک جماعت سے جن میں ابو موسیٰ الاشعری اور مغیرہ بن شعبہ اور تابعین جن میں سے اسود بن ہلال مسروق شامل ہیں، نقل کیا ہے۔

امام احمد اور طبرانی نے روایت کیا ہے کہ عمرو بن عاص نے طاعون میں اپنے آخری خطبہ میں کہا: بے شک یہ عذاب سیلاب کی مانند ہے جو اس میں مصیبت زدہ ہو گیا تو اس نے غلطی کی اور آگ کی مثل ہے جو اس سے مصیبت زدہ ہوا تو اس نے غلطی کی (گناہ کیا) اور جو ٹھہرا رہا تو اس نے اسے جلا ڈالا اور یہ الفاظ بھی منقول ہیں: بے شک یہ طاعون عذاب ہے پس تم اس میں گھاٹیوں پھیل جاؤ اور ان وادیوں میں متفرق ہو جاؤ۔ پس جب یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو آپ نے نہ تو اس سے روکا اور نہ ہی اسے مکروہ جانا۔ اور طارق بن شہاب سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: ہم ابو موسیٰ الاشعری سے بات چیت کر رہے تھے جبکہ وہ اپنے کوفہ کے گھر میں تھے تو انہوں نے ہم سے کہا: طاعون پھیل گیا ہے تم پر جائز نہیں کہ تم اس بستی سے الگ ہو تا کہ تم اپنے شہروں میں پھر و یہاں تک کہ یہ وباء ختم ہو تو یقیناً میں تمہیں خبر دوں گا اس سے جو اس سے (بڑھ کر) مکروہ ہے کہ جس نے گمان کیا کہ اگر نہ نکلا تو وہ اسے (طاعون) پہنچے گا اور اگر نکلا تو وہ اسے نہ پہنچے گا (طاعون سے بچ جائے گا) پس جو کوئی ایسا گمان نہ رکھے تو اس پر نکلنے اور کہیں اور جانے میں حرج نہیں۔ اور بیہقی وغیرہ نے بسند حسن روایت کی ہے کہ جب یہ طاعون

واقع ہو جائے تو جو وہاں سے نکلنے کا ارادہ کرے تو اس کو ضرور نکلنا چاہئے اور دو باتوں سے (جو ہونے والی ہو سکتی ہیں) ڈرو جیسا کہ کسی کہنے والے نے کہا نکلنے والا نکلا تو سلامت رہا اور بیٹھ رہنے ڈالا بیٹھ رہا تو وہ مبتلا ہوا پس اگر تو نکلتا تو سلامت رہتا جس طرح کہ فلاں محفوظ رہا اور اگر تو ٹھہرا رہتا تو مبتلا ہوتا جس طرح کہ فلاں مبتلا ہوا اور جاننا چاہئے کہ نکلنے میں کچھ حرج نہیں بشرطیکہ یہ اعتقاد ہو کہ بے شک ہر وہ شے جو مقدر ہے ہو کر رہنے والی ہے اور میں گویا اس کے تحت مختار ہوں۔ سیوطی کا قول ہے کہ طاعون عام مہلکات سے مستثنیٰ ہے اور اس سے فرار کے لئے نہی تحریمی ہے جبکہ دوسری صورتوں میں قرار نہی تنزیہی ہے اور بعض علماء کے نزدیک نہی تعبدی ہے۔

میں کہتا ہوں خلاصہ یہ ہے کہ طاعون پچھلی قوموں کے لئے عذاب تھا جبکہ امت محمدیہ کے لئے اجر شہادت کا باعث ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ہے کہ الطاعون شهادة طاعون شہادت ہے (اجر ہے) اور اس مرض میں ہلاک ہونے والا شہید کے حکم میں ہے اور یونہی طاعون کے زخم شہداء کے زخموں کی مانند ہوں گے جن سے خوشبو پھیلے گی۔ لہٰذا طاعون سے فرار کہ بچ جاؤں اور اگر رہا تو مبتلا نہ ہو جاؤں ایسا امر ہے کہ اس کی کراہت واضح ہے اور مومن تقدیر الٰہی عزوجل پر ایمان رکھتا ہے لہٰذا اگر ہلاکت مقدر ہے تو فرار میں کوئی نفع نہیں اور اگر مقدر نہیں تو ٹھہرنے میں خطرہ نہیں لہٰذا اپنے معاملہ کو خدا عزوجل کے سپرد کرنا چاہئے اور وہی وکیل و کفیل ہے البتہ اہل سنت کا اجماعی عقیدہ یہی ہے کہ جہاں طاعون پھیل جائے وہاں سے نہ نکلو اور جہاں پھیلا ہوا ہو وہاں نہ جاؤ۔

اور ہمارا احناف کا اسی پر عمل ہے اور حدیث عائشہ جو پیچھے گزری اس پر بعض علماء نے تشبیہ کا اطلاق کیا ہے اور اعتراض کرتے ہوئے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ ''مر بحائط مائل فاسرع ولم يمنع احد من ذلك'' کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک گرتی ہوئی دیوار کے پاس سے گزرے تو جلدی فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے کسی کو منع نہ فرمایا۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع دوم۔سورۃ الجمعہ۔پ ۲۸

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۹

اے ایمان والو! جب نماز کی اذان ہو جمعہ کے دن تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۱۰

پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ

وَ اِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْۤا اِلَيْهَا وَ تَرَكُوْكَ قَآئِمًا ؕ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَ مِنَ التِّجَارَةِ ؕ وَ اللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝۱۱ ع

اور جب انہوں نے کوئی تجارت یا کھیل دیکھا تو اس کی طرف چل دیئے اور تمہیں خطبے میں کھڑا چھوڑ گئے تم فرماؤ وہ جو اللہ کے پاس ہے کھیل اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ کا رزق سب سے اچھا ہے

حل لغات رکوع دوم۔سورۃ جمعہ۔پ ۲۸

يَاَيُّهَا۔اے	الَّذِيْنَ۔لوگو جو	اٰمَنُوْٓا۔مومن ہو	اِذَا۔جب
نُوْدِيَ۔اذان کہی جائے	لِلصَّلٰوةِ۔نماز کے لئے	مِنْ يَّوْمِ۔دن	الْجُمُعَةِ۔جمعہ کے
فَاسْعَوْا۔تو دوڑو	اِلٰى۔طرف	ذِكْرِ۔ذکر	اللهِ۔اللہ کے
وَ۔اور	ذَرُوا۔چھوڑ دو	الْبَيْعَ۔خرید وفروخت	ذٰلِكُمْ۔یہ
خَيْرٌ۔بہتر ہے	لَّكُمْ۔تمہارے لئے	اِنْ۔اگر	كُنْتُمْ۔ہو تم
تَعْلَمُوْنَ۔جانتے	فَاِذَا۔پھر جب	قُضِيَتِ۔پوری ہو جائے	الصَّلٰوةُ۔نماز
فَانْتَشِرُوْا۔تو پھر پھیل جاؤ		فِي۔بیچ	الْاَرْضِ۔زمین کے
وَ۔اور	ابْتَغُوْا۔تلاش کرو	مِنْ فَضْلِ۔فضل	اللهِ۔اللہ کا
وَ۔اور	اذْكُرُوا۔یاد کرو	اللهَ۔اللہ کو	كَثِيْرًا۔بہت
لَّعَلَّكُمْ۔تاکہ تم	تُفْلِحُوْنَ۔کامیاب ہو	وَ۔اور	اِذَا۔جب
رَاَوْا۔دیکھا انہوں نے	تِجَارَةً۔تجارت کو	اَوْ۔یا	لَهْوًا۔کھیل کو
انْفَضُّوْا۔تو دوڑ گئے	اِلَيْهَا۔اس کی طرف	وَ۔اور	تَرَكُوْ۔چھوڑ گئے
كَ۔تجھ کو	قَآئِمًا۔کھڑا ہوا	قُلْ۔فرماؤ	مَا۔جو
عِنْدَ۔پاس	اللهِ۔اللہ کے ہے	خَيْرٌ۔وہ بہتر ہے	مِّنَ اللَّهْوِ۔کھیل سے
وَ۔اور	مِنَ التِّجَارَةِ۔تجارت سے	وَ۔اور	اللهُ۔اللہ
خَيْرُ۔بہتر ہے	الرّٰزِقِيْنَ۔رزق دینے والا		

مختصر تفسیر اردو رکوع دوم۔سورۃ جمعہ۔پ ۲۸

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللهِ وَ ذَرُوا الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۹

اے ایمان والو جب نماز کی اذان ہو جمعہ کے دن تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ

اے ایمان والو جب نماز کی اذان ہو۔

ای فعل النداء لها ای الاذان، والمراد به علی حکاه فی الکشاف الاذان عند قعود الامام علی المنبر۔یعنی اس لئے ندا ہو یعنی اذان کہی جائے اور اس اذان سے مراد جیسا کہ کشاف میں تفصیل آئی ہے وہ اذان ہے جو امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت دی جاتی ہے۔کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایک ہی اذان کہتا تھا جبکہ

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھ کر رونق افروز منبر ہوتے اور یہ اذان مسجد شریف کے دروازے پر دی جاتی پس جب منبر پر سے نزول فرماتے تو نماز کھڑی ہوتی پھر شیخین کریمین کے عہد سعادت مآب میں بھی یونہی ہوتا رہا یہاں تک کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور لوگوں کا اژدہام ہوگیا اور آبادیاں پھیل گئیں تو آپ نے ایک اذان (دوسری اذان) بڑھادی تو آپ نے اذان اول کو اپنے اس گھر پر جس کا نام زوراء تھا، کہنے کا حکم فرمایا پھر جب منبر شریف پر بیٹھتے تو مؤذن دوسری اذان کہتا پھر جب منبر سے اترتے تو نماز قائم فرماتے تو اس پر کسی نے برا نہ جانا۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب عثمان خلیفہ ہوئے اور لوگ بڑھ گئے تو آپ نے زوراء پر تیسری اذان بڑھادی اور بخاری ومسلم کی روایت میں ہے کہ دوسری اذان بڑھائی اور سب کے لئے توضیح یہ ہے کہ اذان اول کو ثانی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ عہد نبوی میں نہ تھی اور یہ ثانی اس اعتبار سے ہوئی اور یہی وہ اذان ہے جو زوراء پر دی جاتی اور اذان اول جو منبر پر بیٹھنے کے بعد دی جاتی یہی عہد نبوی میں تھی اور تیسری دراصل وہ ہے جو اقامت ہے کہ اسے بھی اذان کے نام سے موسوم کیا گیا جیسا کہ حدیث میں ہے۔ "بين كل اذانين صلوة" ان سب اذانوں کے درمیان نماز ہے۔ مفتی احناف حضرت صدر الافاضل سعد اللہ جلبی کے نزدیک حکم کا تعلق یعنی فَاسْعَوْا (تو نماز کے لئے دوڑو) اذان اول سے ہے مراد ہمارے نزدیک زوراء والی اذان ہی ہے اور وجوب سعی اور ترک بیع وشراء اسی سے متعلق ہے اور کنز اور اس کی شرح میں یہی مذکور ہے۔ اور یہ قول کہ اذان ثانی یعنی جلوس منبر کے بعد والی اذان تو احناف کے نزدیک یہ درست نہیں۔ اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ سے اذان اول (زوراء والی) عموم کے تحت خود بخود آجاتی ہے لہٰذا خرید وفروخت اور سارے کاروبار ترک کرکے نماز کی طرف دوڑنا اسی اذان سے متعلق ہوگا۔

مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ۔ جمعہ کے دن۔

ای فیها۔ یعنی اس میں یعنی من بمعنی فی ہے اور بعض نے کہا من بیانیہ ہے کہ جمعة يوم من الايام الاسبوع ہے اور بعض نے کہا تبعیضیہ ہے۔

بلحاظ لغت جمعہ کے معنی ومفہوم

جمعہ میم کے پیش کے ساتھ ہے اور یہی افصح ہے اور اکثر کے نزدیک یہ شائع اور جمہور کی قراءت بھی یہی ہے ابن الزبیر، ابوحیوۃ، ابن ابی عیلۃ، زید بن علی اور اعمش نے م کے سکون کے ساتھ قراءت کی ہے۔ ابی عمرو سے مروی ہے اور ایسا بنوتمیم کے لغت ہے اور اس پر فتحہ بھی آیا ہے مگر اس طرح پڑھنا کسی سے منقول نہیں اور بعض نے زیر کے ساتھ بھی آیا ہے اور اکثر نے کہا کہ جمعہ میم کے ضمہ کے ساتھ الجمعہ کے سکون کی طرح ہے اور اس کے معنی المجموع کے ہیں یعنی فوج کے اکٹھے ہونے کے دن جس طرح کہ ان کا قول ہے: ضحكة للضحوک منه اس کی طرف بہت ہنسنے والوں کا ایک دوسرے کے ساتھ ہنسنا ضحکہ کا ایک معنی زمین کا پودوں سے ڈھک جانا بھی ہے اور اگر جمعہ فتح کے ساتھ ہو تو اس کے معنی ہوں گے الجامع اکٹھا کرنے والا۔ ای یوم الوقت الجامع۔ اکٹھے ہونے کا وقت۔ ابوالبقاء کا قول ہے کہ الجمعہ دو پیشوں کے ساتھ اور میم کے سکون کے ساتھ مصدر ہے۔ جس کے معنی اجتماع کے ہیں یعنی اکٹھا ہونا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ کسی جگہ یا مکان پر اکٹھا ہونا اور جمعہ بطور علم ہفتے کے ایام میں سے ایک دن مشہور ہوگیا۔ کثیر علماء کا قول ہے کہ زمانہ جاہلیت میں اس دن کو عروبہ (عین کے زبر اور راء کے پیش اور با موحدہ کے ساتھ) کہتے تھے اور یہی محقق ہے اور جمعہ اسلامی نام ہے کہ اس دن نماز کے لئے اجتماع ہوتا ہے۔

Marfat.com

35A

جمعہ کا قدیمی نام اور تحقیق

ابن الاثیر نے نہایہ میں لکھا ہے کہ عروبہ جمعہ کا قدیمی نام ہے اور یہ اسم علم ہے کہ ال کے ساتھ اور اس کے بغیر بھی بولا جاتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے ال (عروبہ پر) لازمی ہے اور خفاجی نے کہا پہلا قول صحیح ہے اور بعض نے کہا یہ عربی لفظ نہیں۔ جمال الدین عبداللہ بن احمد شیشی کا قول ہے عروبہ نکرہ بھی ہے اور معرفہ بھی اور وہ جمعہ کا دن ہے اور یہ نام سریانی زبان سے معرب ہے۔ سہیلی کا قول ہے العروبہ بمعنی رحمت ہے۔ ایک قول ہے کہ عروبہ اعراب سے ماخوذ ہے اور اس کے معنی ہیں روشن و بزرگ دن اور سب سے پہلے جس شخص نے عروبہ کی بجائے جمعہ نام رکھا وہ کعب بن لوئی قرشی (سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجداد مکرم سے تھے) کعب اس روز قریش کو جمع کر کے خطاب فرماتے اور انہیں بعثت نبوی آپ کے مولد کی خبریں دیتے اور ان کے ظہور پر ایمان لانے کی تاکید کرتے، ان کے بعض اشعار اس ضمن میں کتابوں میں مذکور ہیں۔ ایک قول ہے کہ عربی خطبہ میں اما بعد کا لفظ بھی کعب کی ایجاد ہے۔

ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل صحابہ رضی اللہ عنہم کا جمعہ پڑھنا اور اس کی تفصیل

عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن المنذر نے ابن سیرین رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ مدینہ منورہ میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے اور جمعہ کے حکم کے نزول سے پہلے اہل مدینہ جمع ہوئے تو انصار نے کہا! یہودیوں کے لئے ہفتے کے دنوں میں سے ایک دن ہے جس میں وہ اکٹھے ہوتے ہیں اور نصاریٰ کے لئے بھی یونہی ہے تو ہمیں کیا ہے کہ ہم بھی اپنے لئے ایک دن مقرر کر لیں جس میں ہم اکٹھے ہوں اور ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر بجا لائیں اور اس کے حضور شکر گزاری کریں تو انہوں نے کہا! ہفتے کا دن یہود کے لئے ہے اور اتوار کا دن نصاریٰ کے لئے، پس تم یوم العروبہ مقرر کر لو اور وہ اس دن کو یوم الجمعہ کہتے تھے اس لئے کہ وہ اس میں عبادت کے لئے اسعد ابن زرارہ کے پاس جمع ہوتے تھے اور وہ ان کے ساتھ اس دن دو رکعت نماز پڑھتے اور انہیں وعظ و نصیحت کرتے تھے پس انہوں نے اس کا نام جمعہ رکھا وہ اسعد بن زرارہ کے پاس جمع ہوتے تو وہ ان کے لئے بکری ذبح کرتے تاکہ اس سے کھائیں اور فرحت بھی حاصل کریں اور ایسا کرنا ان کا معمول تھا، پھر اللہ نے یہ آیت یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ اتاری۔

سب سے اول کس نے جمعہ قائم کیا تحقیق

اسعد پہلے شخص تھے جنہوں نے جمعہ قائم کیا (لوگوں کو اس روز جمع کیا) اس کو ابن سیرین کے علاوہ بھی کثیر اصحاب نے روایت کیا ہے۔ ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن حبان اور بیہقی نے عبدالرحمٰن بن کعب سے روایت کی ہے کہ ان کے والد جب جمعہ کے روز اذان سنتے اسعد بن زرارہ کے لئے دعائے رحمت فرماتے تو میں نے کہا: اے والد بزرگوار! آپ جب بھی اذان جمعہ سنتے ہیں تو اسعد بن زرارہ کے لئے استغفار فرماتے ہیں یہ کیا معاملہ ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ اس لئے کہ وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے ہمیں اکٹھا کیا اور نماز پڑھائی۔ میں نے کہا اس وقت آپ لوگ کتنے تھے کہا چالیس مرد تھے۔ لیکن امام طبرانی نے ابن مسعود الانصاری سے روایت کی ہے کہ مہاجرین میں سے سب سے اول مدینہ آنے والے مصعب بن عمیر تھے اور وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے جمعہ کے روز لوگوں کو جمعہ کے لئے جمع کیا اس سے پہلے کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی رونق افروز مدینہ نہ

ہوئے تھے اور یہ لوگ بارہ شخص تھے اور جیسا کہ امام سیوطی نے بخاری سے اسی طرح نقل کیا ہے کہ ایسا کرنا (جمعہ قائم کرنا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے تھا چنانچہ دار قطنی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت سے پہلے جمعہ کا حکم دیا اور مکہ میں آپ اس کو قائم نہ کر سکے تو آپ نے مصعب بن عمیر کو لکھوایا کہ تم دیکھو کہ یہود کس روز جہر کے ساتھ زبور کی تلاوت کرتے ہیں تو اسی روز اپنی عورتوں اور بچوں کو جمع کرو اور جمعہ کے روز زوال کے بعد دن ڈھلے (ظہر کے وقت) دو رکعتیں پڑھ کر اللہ کا تقرب حاصل کرو۔ تو اس روایت کی رو سے اولیت مصعب کے لئے ہے لہٰذا ان روایات میں تطبیق ضروری ہے اس ضمن میں وارد روایتوں اور توجیہات کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔ اسعد بن زرارہ امیر تھے اور مصعب امام تھے۔

۲۔ مصعب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے ہجرت کر کے آئے تھے۔

۳۔ مصعب کا آنا انصار مدینہ کی تربیت و تعلیم کے لئے بھی تھا۔

۴۔ اگر اسعد نے جمعہ قائم کیا تو یہ صحابہ کا اجتہاد تھا یا حکم جمعہ کے نزول کا پیش خیمہ تھا۔

۵۔ حدیث سے واضح نہیں کہ اسعد کس وقت دوگانہ پڑھاتے یا ظہر پڑھتے تھے یا صرف دوگانہ پر اکتفا کرتے تھے اور اگر یونہی تھا تو ایسا حکم نبوی کے بغیر کیونکر ہوتا تھا۔

۶۔ اسعد نے مدینہ کے قریب قریہ میں جمعہ قائم کیا اور مصعب نے مدینہ میں قائم کیا۔

۷۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں جمعہ قائم نہ فرما سکے جیسا کہ دار قطنی کی روایت میں ہے۔

۸۔ سورۂ جمعہ کا نزول مدنی ہے جبکہ بعض کے نزدیک مکی ہے جیسا کہ ابن لیار ابن عباس اور مجاہد سے منقول ہے۔

میں کہتا ہوں کہ ان تمام امور کے پیش نظر اور آیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت میں جمعہ کے روز ذکر الٰہی کے لئے دوڑنے اور بیع تجارت سے باز رہنے کا حکم ہے تو ایسا رغبت اور اہمیت و عظمت کے اظہار کے لئے بھی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ مختلف مشاغل مانع ذکر تھے جو عظمت جمعہ کے منافی تھے اور تساہل واقع ہوتا ہوگا۔ لہٰذا فَاسْعَوْا میں بلیغ رغبت و اشارہ اور آخر میں ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ کہنا اس کو مزید مؤکد کرتا ہے اور یہ واضح ہوتا ہے کہ جمعہ اہل ایمان میں اس سے قبل بھی معروف تھا اور سورۂ جمعہ کے بارے میں جن اصحاب نے مکی کا حکم لگایا ہے اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ جمعہ کا حکم مکہ میں نازل ہوا ہو اور اس کی اقامت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صوابدید پر یا حالات میں تبدیلی کے پیش نظر چھوڑ دی گئی ہو کہ جب ہو سکے قائم کر لیں۔ دار قطنی کی حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن زہری کے نزدیک اس کا مرسل ہونا بلحاظ متن صحیح ہے لہٰذا جب انصار مدینہ بیعت عقبہ اولیٰ میں حاضر ہوئے تو انہیں جمعہ کی فرضیت معلوم ہوئی اگرچہ مکہ میں اقامت جمعہ نہ ہو سکی تھی تو انہوں نے مدینہ میں جمعہ قائم کر لیا لیکن اس کی اقامت اجتہادی تھی جب مصعب رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو وہ حضور کی طرف سے معلم بن کر آئے تھے تو انہوں نے حکم نبوی کی صراحت کر دی اور جمعہ کی اقامت کی تو اسعد کا جمعہ امیر کا جمعہ تھا اور مصعب رضی اللہ عنہ کا جمعہ بطور امام کے تھا جسے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجاز فرمایا تھا اور ہجرت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فی الفور اس کو قائم فرمایا گویا اقامت جمعہ کے لئے دو تین مرحلے تھے جو یکے بعد دیگرے پیش آئے۔ اور جن اصحاب نے سورہ مبارکہ کو مدنی قرار دیا اور حکم جمعہ کو مدینہ سے مقید کیا تو اس کی توجیہ یہی ہے کہ یہ حکم مکی حکم کی تکمیل ہے اگرچہ حکم اول مذکور

Marfat.com

نہیں اور اس کی مثال رمضان کی راتوں میں مباشرت کی اجازت کا حکم ہے اور سحری کا طلوع فجر تک ہونا ہے۔ واللہ اعلم

حضور کا ہجرت کے بعد جمعہ قائم کرنا

صحیح روایت میں آیا ہے کہ جب سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لائے تو قبا میں بنی عمرو بن عوف کے گھروں میں ٹھہرنے اور ان کے یہاں چار روز (پیر، منگل، بدھ اور جمعرات) قیام فرمایا اور ان کی مسجد کی بنیاد رکھی پھر جمعہ کے روز مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اور آپ نے بنی سالم بن عوف کے محلہ میں نماز جمعہ کا وقت پایا اور ان کی مسجد جو بطن وادی میں تھی وہاں خطبہ ارشاد فرمایا اور نماز جمعہ پڑھی اور یہی پہلا جمعہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھایا۔ اور بعض علماء نے فرمایا کہ جمعہ کا دن اس لئے جمعہ کے نام سے موسوم ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کا خمیر اس روز جوڑا گیا اور ابن مردویہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا۔

''اے اللہ کے نبی! کس شے کی وجہ سے جمعہ کے روز کا نام جمعہ ہوا؟'' تو ارشاد فرمایا: اس لئے کہ اس میں تمہارے باپ آدم علیہ السلام کی طینت جمع کی گئی۔

جمعہ کی فضیلت اور تسمیہ کی مزید وضاحت

اور یہ خبر ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کعب بن لوی سے بہت پہلے جمعہ ہی کے نام سے موسوم تھا اور فرشتے قیامت کے روز اسے یوم المزید سے پکاریں گے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس روز میں اہل جنت کے لئے تجلی فرمائے گا اور انہیں وہ عطا فرمائے گا جو کسی آنکھ نے نہ کبھی دیکھا اور نہ کسی کان نے کبھی سنا اور نہ کسی بشر کے دل پر اس کا خطرہ (خیال و وسوسہ) گزرا جیسا کہ حدیث میں ہے۔

ابن ابی شیبہ نے انس سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ جمعہ دنوں میں سب سے فضیلت والا ہے اور اخبار میں ہے جنہیں کثیر علماء نے روایت کیا جن میں امام احمد ہیں اور ابن ماجہ نے ابی لبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ جمعہ دنوں کا سردار ہے اور اللہ عزوجل کے نزدیک عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دنوں سے بڑھ کر معظم ہے اور یہی وہ دن ہے جس میں آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اور اسی دن میں زمین پر اتارے گئے (ہبوط ہوا) اور اسی میں ان کی وفات ہوئی۔ اور اس میں اجابت یعنی دعا کے قبول ہونے کی ایک گھڑی ہے بشرطیکہ حرام شے نہ مانگے اور اسی روز قیامت برپا ہوگی۔ اور طبرانی کی روایت میں ہے اور جمعہ ہی میں حضرت آدم جنت میں داخل ہوئے اور اسی میں وہاں سے نکلے اور اسی میں ان کی توبہ مقبول ہوئی اور اسی روز ان کی (آدم علیہ السلام) کی وفات ہوئی۔

صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہم دنیا میں آنے کے لحاظ سے آخر ہیں اور قیامت کے روز پہلے سوا اس کے کہ انہیں (یہود کو) ہم سے پہلے کتاب ملی اور ہمیں ان کے بعد۔ یہی جمعہ وہ دن ہے کہ ان پر فرض کیا گیا وہ اس سے خلاف ہو گئے اور ہمیں اللہ عزوجل نے بتا دیا دوسرے لوگ ہمارے تابع ہیں۔ یہود نے دوسرے دن (ہفتہ) کو اور نصاریٰ نے تیسرے دن یعنی اتوار کو مقرر کیا۔ ابی داؤد و نسائی و ابن ماجہ و بیہقی نے اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارے افضل دنوں سے جمعہ کا دن ہے اسی میں آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اور اسی میں انتقال کیا اور اسی میں نفخہ ہے (دوسری بار صور پھونکا جائے گا) اور اسی میں صعقہ۔ (پہلی بار

Marfat.com

صور پھونکا جانا) ہے اس دن میں مجھ پر درود کی کثرت کرو کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت حضور پر ہمارا درود کیونکر پیش کیا جائے گا جب آپ پردہ فرما چکے ہوں گے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے جسم کھانا حرام کر دیا ہے اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ فرماتے ہیں جمعہ کے دن مجھ پر درود کی کثرت کرو کہ یہ دن مشہود ہے اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور جو مجھ پر دور سے پڑھے گا پیش کیا جائے گا۔ راوی کہتے ہیں میں نے عرض کی اور موت کے بعد تو ارشاد فرمایا: بے شک اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ ان کے جسم کھائے اور اللہ کا نبی زندہ ہے روزی دیا جاتا ہے۔ طبرانی اوسط میں بسند حسن انس بن مالک سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ کریم کسی مسلمان کو جمعہ کے دن بغیر بخشش فرمائے نہ چھوڑے گا۔

ابو یعلیٰ نے انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن اور رات میں کوئی ساعت ایسی نہیں جس میں اللہ کریم چھ لاکھ شخصوں کو جن پر جہنم واجب ہوگئی تھی، جہنم سے آزاد نہ کرتا ہو، ترمذی نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں مرے گا اللہ تعالیٰ اسے فتنہ قبر سے بچائے گا۔ اور ابو نعیم کی روایت میں اس قدر مزید کہ وہ شخص قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس پر شہیدوں کی مہر ہو گی۔ بیہقی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کی رات روشن رات اور جمعہ کا دن چمکدار دن ہے۔

فضائل نماز جمعہ

مسلم، ابو داؤد ترمذی اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر جمعہ کے لئے حاضر ہوا اور خطبہ سنا اور خاموش رہا اس کے گناہوں کی جو ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ کے درمیان ہوئے اور مزید تین روز کے گناہوں کی بخشش ہو جائے گی۔ بخاری میں ہے عبایہ بن رفاعہ رضی اللہ عنہ جمعہ کے لئے جا رہے تھے کہ ابو عبس رضی اللہ عنہ ملے اور انہوں نے کہا کہ تمہارے یہ قدم اللہ کی راہ میں ہیں اور میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا جس کے قدم اللہ کی راہ میں گرد آلود ہوں وہ آگ پر حرام ہیں۔

ترک جمعہ پر وعید

مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا لوگ جمعہ چھوڑنے سے باز نہ آئیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر کر دے گا پھر وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔ کتب صحاح میں ابن عمر، ابو ہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بتواتر مروی ہے کہ جو تین جمعہ سستی کی وجہ سے چھوڑے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر کر دے گا۔ ایک روایت میں ہے اس سے اپنی امان اٹھالے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ منافق ہے یا منافقین میں لکھ دیا گیا۔ مسلم شریف میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے ارادہ کیا کہ کسی شخص کو نماز پڑھانے کا حکم دوں اور جو لوگ جمعہ سے پیچھے رہ گئے ان کے گھروں کو جلا دوں۔ دار قطنی میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس پر جمعہ (نماز) فرض ہے مگر مریض مسافر اور عورت یا نابالغ و غلام پر نہیں اور جو کھیل یا کاروبار میں مشغول رہا تو اللہ اس سے بے پروا ہے اور وہ غنی حمید ہے۔

Marfat.com

جمعہ کے دن نماز کے لئے غسل و تیاری کی فضیلت

بخاری میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن آئے تو غسل کرے اور جس کو طہارت کی ضرورت ہو کرے اور تیل لگائے اور گھر میں جو خوشبو ہو لگائے ترمذی میں ہے جس نے جمعہ کے دن وضو کیا فبہا اور اچھا ہے اور جس نے غسل کیا تو یہ افضل ہے۔ ابن ماجہ میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کو اللہ نے عید کیا تو جو جمعہ کو نکلے وہ نہائے اور خوشبو ہو تو لگائے۔ طبرانی میں ہے غسل جمعہ گناہوں اور خطاؤں کو مٹا دیتا ہے اور ہر قدم پر بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ایک روایت میں ہے غسل جمعہ گناہوں کو بالوں کی جڑوں سے کھینچ لیتا ہے۔

بخاری و مسلم اور کتب صحاح میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے جیسے جنابت کا غسل ہے پھر پہلی ساعت میں جمعہ کے لئے نکلے تو گویا اس نے اونٹ کی قربانی کی اور جو دوسری ساعت میں گیا اس نے گائے کی قربانی کی اور جو تیسری ساعت میں گیا اس نے سینگ والے مینڈھے کی قربانی کی اور جو چوتھی ساعت میں گیا اس نے مرغی صدقہ کی اور جو پانچویں ساعت میں گیا گویا اس نے انڈہ صدقہ کیا۔

بخاری و مسلم نے ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب جمعہ کا دن ہوتا ہے، فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوتے ہیں اور حاضر ہونے والوں کے نام لکھتے ہیں سب میں پہلا اور پھر اس کے بعد والا پھر وہی ثواب جو اوپر کی حدیث میں ذکر فرمایا اور فرمایا جب امام خطبہ کے لئے نکلتا ہے فرشتے اپنے دفتر لپیٹ لیتے ہیں اور ذکر سنتے ہیں۔ امام احمد نے یہی روایت ابو امامہ سے نقل کی ہے البتہ اتنا مزید ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ جو شخص امام نکلنے کے بعد آئے کیا اس کا جمعہ ہو گیا فرمایا ہاں لیکن وہ دفتر میں نہ لکھا گیا۔

ترمذی نے معاذ سے روایت کی ہے کہ جس نے جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگیں (دیر سے آیا اور ایسا کیا) تو اس نے جہنم کی طرف پل بنایا اور ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس نے ایذا پہنچائی۔ ابو داؤد میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جو شخص بیکار (لغو) بات کرتا ہے اور گردنیں پھلانگتا ہے اس کو جمعہ کا ثواب نہیں ملتا بلکہ اس کی ظہر کی نماز ہوتی ہے۔

ساعت جمعہ کا تعین اور فضیلت

بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ میں ایک ساعت ایسی ہے کہ مسلمان بندہ اگر اسے پالے اور اس وقت اللہ تعالیٰ سے بھلائی کا سوال کرے تو وہ اسے دے گا اور مسلم کی روایت میں کہ وہ ساعت خفیف ہے۔ تھوڑا وقت ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو موسیٰ اشعری کا بیان ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ وہ ساعت امام کے بیٹھنے اور نماز ختم کرنے کے درمیان ہے۔ ابو داؤد، ترمذی، مالک، نسائی، احمد میں وہ ساعت جمعہ کے دن پچھلی ساعت ہے۔ ترمذی میں مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کے دن مطلوبہ ساعت عصر کے بعد غروب آفتاب تک تلاش کرو۔

Marfat.com

شرائط جمعہ

قرآن وحدیث اور علماء کے اجماع کی روشنی میں نماز جمعہ فرض عین ہے اور اس کی فرضیت محکم اور ظہر سے زیادہ مؤکد ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔ جمعہ پڑھنے کے لئے چھ شرطیں ہیں کہ ایک بھی نہ پائی جائے تو جمعہ نہ ہوگا۔

اول: مصر یا فنائے مصر

مصر وہ جگہ ہے جہاں متعدد گلیاں بازار ہوں اور وہ ضلع ہو کہ اس سے متعلق دیہات شمار ہوتے ہوں اور وہاں کوئی حاکم ہو جو ظالم سے مظلوم کا حق دلوا سکتا ہو یا اس کی قدرت رکھتا اگرچہ خود جابر ہونے کی وجہ سے نہ دلوائے اور وہاں کوئی عالم مرجع خلائق بھی ہو۔ یہ قول امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔ شہر سے باہر کی چیزیں جیسے قبرستان، عدالتیں، فوج کی چھاؤنی اور آمد و رفت کے اڈے تو ان کو فنائے مصر کہتے ہیں۔ لغت میں مصر کے معنی شہر کے ہیں۔ گاؤں میں جمعہ نہ ہوگا۔ بعض کے نزدیک مصر اس بستی کو کہتے ہیں جس کی سب سے بڑی مسجد میں بستی کے سارے لوگ نہ سما سکیں۔ امام مالک کے نزدیک جس بستی میں گھر باہم پیوستہ ہوں اور مسجد اور بازار وغیرہ بھی ہوں تو وہاں جمعہ واجب ہے اور آبادی اتنی ہو کہ اسے بستی قرار دیا جا سکے۔ امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک جس بستی میں چالیس مرد متوطن ہوں اور یہ سارے عاقل و بالغ ہوں اور وہاں کے مستقل رہائشی ہوں تو وہاں جمعہ واجب ہے۔ ابن حزم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کی تصحیح کی ہے جسے ابن ابی شیبہ رضی اللہ عنہ نے نقل کیا کہ مصر جامع یا بڑے شہر کے سوا کسی بستی میں نہ جمعہ ہے نہ تکبیرات تشریق اور نہ صلوٰۃ العیدین۔

بخاری میں ہے کہ مدینہ کی نواح بستیوں کے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جمعہ پڑھتے تھے اور ابن ماجہ میں ہے کہ اہل قبا بھی یونہی کرتے اور بیہقی نے اہلیان ذوالحلیفہ کے بارے میں بھی یونہی روایت کی ہے۔ یعنی یہ لوگ اپنی بستیوں میں نماز جمعہ نہیں پڑھتے تھے اور بعض علماء نے بنی سالم بن عمرو بن عوف کے محلوں میں جو اول نماز جمعہ پڑھی گئی اس سے قرایا میں (گاؤں میں) جمعہ کو جائز رکھا۔ لیکن ہمارے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہی کا قول محقق ہے۔

دوم: سلطان اسلام یا اس کا نائب جمعہ قائم کرے یا حکم دے

سلطان عادل ہو یا ظالم یا شرعاً اس کو حق امامت نہ ہو مثلاً قرشی نہ ہو یا کوئی اور شرط نہ پائی جائے تو جمعہ قائم کر سکتا ہے اور یونہی اگر عورت بطور حاکم مسلط ہو گئی تو اس کے حکم سے جمعہ قائم ہوگا مگر وہ خود قائم نہیں کر سکتی اور عورت کی امارت فتنہ عظیمہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لن یفلح قوم ولوا امرھم امراۃ (بخاری) اگر سلطان اسلام وغیرہ کے حکم سے جمعہ قائم نہ ہو تو لوگ جسے چاہیں امام بنا دیں اور یونہی اگر کوئی بادشاہ اقامت جمعہ سے روکے تو لوگ خود قائم کر لیں۔ صحت جمعہ کے لئے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حاکم شہر یا اس کی اجازت سے کسی دوسرے کا امام ہونا لازم ہے جبکہ ائمہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک امامت جمعہ کے لئے یہ شرط ضروری نہیں۔ ابن ہمام نے ابن ماجہ کی روایت کے تحت کہ جس نے بدیں حالت جمعہ ترک کیا کہ اس کا امام ظالم ہو یا عادل موجود تھا تو آگاہ رہو کہ اللہ تعالیٰ اس کی زبوں حالی دور نہ فرمائے گا اور نہ اس کے کام میں برکت دے گا اور سنو کہ اس کی نماز نہ ہوگی اس حدیث میں الفاظ ہیں: وَلہ امام جابر او عادل جس سے اس شرط کا پایا جانا ضروری ہے تاہم اس حدیث کی سند قوی نہیں جیسا کہ ابن عبدالبر کا قول ہے۔

Marfat.com

سوم: ظہر کا وقت ہونا

یعنی اداء جمعہ کے لئے ظہر کا وقت ضروری اور جمعہ کی نماز ظہر کے قائم مقام ہے۔ جب تک ظہر کا وقت نہ نکلے جمعہ ہو سکے گا اور خروج وقت کے ساتھ جمعہ جاتا رہا۔ ظہر کا اول وقت زوال کے بعد سورج ڈھلنے کا ہے خواہ اول وقت ہو یا درمیانی وقت، جمعہ ادا ہو جائے گا۔

بخاری نے انس اور مسلم نے سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے جب سورج ڈھل جاتا تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ جبکہ امام احمد کے نزدیک اگر نماز جمعہ وقت میں شروع کی لیکن دوران نماز وقت ظہر جاتا رہا تو اسی پر ظہر کی بنا کرے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز باطل ہو گئی، نئے سرے سے ظہر کی نماز پڑھے کہ جمعہ الگ نماز ہے اور ظہر الگ نماز ہے۔ ظہر کا آخری وقت وہ ہے جب ہر شے کا سایہ اپنے سائے کے علاوہ دو مثل ہو جائے۔

چہارم: اذن عام

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جمعہ کی ادائیگی کے لئے عام اجازت لازمی شرط ہے اگر حاکم لوگوں کو روک دے یا شہر کا دروازہ بند کرا دے تو جمعہ کی نماز درست نہ ہوگی البتہ عورتوں کو روکنا اذن عام کے منافی نہیں۔ ابن ہمام کے نزدیک امام صاحب کا قول نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ سے مؤید ہے کہ اذن کا عام ہونا نداء (اذان۔ پکار) کا مقتضی ہے جب اذن عام نہ ہوگا تو لوگ کیونکر سعی کر سکتے ہیں۔

پنجم: خطبہ

جمہور کا مذہب ہے کہ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ سے مراد نماز ہے اور ذکر کا لفظ نماز کے علاوہ خطبہ کو بھی شامل ہے۔ خطبہ ذکر الٰہی کا نام ہے خواہ طویل ہو یا مختصر۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایک مرتبہ الحمدللہ یا سبحان اللہ پڑھ لیا تو فرض ادا ہو گیا جبکہ صاحبین کے نزدیک اس قدر پر اکتفا مکروہ ہے مگر یہ اس قدر ہونا چاہئے جسے خطبہ کہا جا سکے یا بقدر سنت ہو۔ اور سنت میں ہے کہ دو خطبے پڑھے جائیں اور بڑے بڑے نہ ہوں اگر دونوں مل کر طوال مفصل سے بڑھ جائیں تو مکروہ ہے خصوصاً موسم سرما میں۔ خطبہ جمعہ میں شرط یہ ہے کہ وقت میں ہو اور نماز سے پہلے اور ایسی جماعت کے سامنے جو جمعہ کے لئے شرط ہے یعنی خطیب کے علاوہ تین شخص (مرد) ہوں اور اتنی آواز سے کہ پاس والے سن سکیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے صحیحین میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن دو خطبے دیتے تھے اور دونوں کے درمیان جلسہ فرماتے تھے۔

امام شافعی اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک کھڑے ہو کر خطبہ دینا واجب ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک درمیانی جلسہ واجب ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام احمد رحمہما اللہ کے نزدیک قیام وجلسہ دونوں واجب نہیں، البتہ سنت ہونے میں انہیں اختلاف نہیں۔ خطبہ جمعہ میں پانچ باتیں سنت ہیں۔ حمد باری، درود شریف، نصیحت تقویٰ اہل ایمان مرد اور عورتوں کے لئے دعا اور طہارت، امام شافعی کے نزدیک یہ سبھی واجب ہیں جبکہ جمہور کے نزدیک طہارت واجب نہیں اور یونہی بوقت خطبہ امام شافعی کے نزدیک مقررہ تعداد (۴۰ مرد) کا حاضر ہونا لازمی ہے وگرنہ خطبہ جائز نہ ہوگا جبکہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک مخاطب ایک شخص کا موجود ہونا بھی کافی ہے۔ جمعہ کے خطبہ میں یہ امور سنت ہیں: خطیب کا پاک ہونا، کھڑا ہونا، خطبہ

سے پہلے بیٹھنا، منبر پر ہونا، سامعین کی طرف رخ کرنا اور قبلہ کو پیٹھ کرنا، حاضرین کا متوجہ ہونا، خطبہ سے پہلے تعوذ کا آہستہ پڑھنا اتنی بلند آواز سے پڑھنا کہ لوگ سنیں، الحمد سے شروع کرنا، اللہ کریم کی ثنا کرنا اور اس کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی شہادت دینا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھنا، کم از کم ایک آیت کا پڑھنا پہلے خطبہ میں وعظ و نصیحت اور دوسرے میں حمد وثنا وشہادت ودرود کا مکرر پڑھنا، دوسرے خطبہ میں مسلمانوں کے لئے دعا کرنا دونوں خطبے ہلکے اور متوسط ہونا، دونوں خطبوں کے درمیان بقدر تین آیات کے جلسہ کرنا۔ مستحب یہ ہے کہ دوسرے خطبہ میں آواز نسبتاً پست ہو اور خلفاء راشدین اور عمین الکریمین اور سبطین الکریمین مع امہما رضی اللہ عنہم کا ذکر جمیل ہو۔

مسائل

اثنائے خطبہ کلام کرنا مکروہ ہے اور حاضرین کو کلام کرنا حرام ہے خواہ خطبہ سنیں یا نہ سنیں امام مالک اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہما کا مذہب یہی ہے امام احمد کے نزدیک خطبہ سنائی دے رہا ہو تو کلام حرام نہیں مگر متوجہ رہنا اور خاموشی مستحب ہے۔ اور امام شافعی کے نزدیک اس کا عکس ہے کہ سنائی دے رہا ہو تو کلام حرام نہیں مگر مکروہ ہے۔ البتہ خطیب دوران خطبہ نیک بات کا حکم اور برائی سے منع کرے تو حرج نہیں۔ ابن ہمام کا قول یہی ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک خطیب کے لئے دوران خطبہ ہر طرح کا کلام جائز ہے۔ صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب امام خطبہ دے رہا ہو اور تیرا ساتھی کوئی بات کر رہا ہو اور تم اپنے ساتھی سے کہو کہ چپ رہ تو تو نے لغو بات کہی۔ تاہم کراہت واضح امر ہے۔ سنت جمعہ اور تحیۃ المسجد کے بارے میں اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک خروج امام کے بعد کوئی نماز جائز نہیں نہ دوران نہ خطبہ کے بعد سوائے فرض جمعہ کے اور بعض کے نزدیک دو رکعت پڑھ لے تو حرج نہیں۔ کذا فی الحدیث۔

ششم جماعت

جمعہ کی نماز کے لئے جماعت کا ہونا لازمی ہے اس پر جمعہ کا لفظ ہی دلالت کر رہا ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک امام کے علاوہ کم از کم تین مرد جماعت کے لئے لازم ہیں۔

وجوب جمعہ کی شرائط

جمعہ واجب ہونے کے لئے گیارہ شرطیں ہیں: (۱) شہر میں مقیم ہونا، (۲) صحت، (۳) آزاد ہونا، (۴) مرد ہونا، (۵) بالغ ہونا، (۶) عاقل ہونا، (۷) بینا ہونا، (۸) چلنے پر قادر ہونا، (۹) قیدی نہ ہونا، (۱۰) جابر بادشاہ یا کسی ظالم (ڈاکوں وغیرہ) کا خوف نہ ہو، (۱۱) مینہ یا اندھیری یا برفباری، شدید سردی کا نہ ہونا۔

جن پر جمعہ واجب نہیں

(۱) مسافر، (۲) بیمار مریض کہ جمعہ میں حاضر ہونے کی وجہ سے مرض بڑھنے کا اندیشہ ہو یا دیر میں اچھا ہوگا، (۳) غلام پر جمعہ فرض نہیں کہ اس کا آقا منع کرسکتا ہے البتہ مکاتب پر فرض ہے، (۴) عورت پر جمعہ فرض نہیں، (۵) بالغ و عاقل ہونا ہر عبادات کے وجوب میں شرط ہے نابالغ پر جمعہ فرض نہیں اور یہی مجنون بھی معذور ہے۔ اندھا شخص جو خود مسجد جمعہ تک بلا تکلف

Marfat.com

نہ جاسکتا ہو اس پر جمعہ فرض نہیں اور اپاہج پر جمعہ فرض نہیں، قیدی پر بشرطیکہ قید دین (قرض) کی وجہ سے نہ ہو اور ادا کرنے پر قادر ہو تو اس پر جمعہ فرض نہیں۔ اسی طرح مینہ یا اندھیری میں نقصان کا خوف ہو تو جمعہ فرض نہیں۔ اور اگر یہ لوگ نماز جمعہ میں حاضر ہو جائیں تو درست ہے (جائز ہے)۔

جمعہ کے دن سفر

جس پر جمعہ فرض ہو اسے جمعہ ہونے سے پہلے ظہر پڑھنا حرام ہے اور اگر پڑھ لی تو جب بھی جمعہ کے لئے جانا فرض ہے۔ جمعہ کے دن سفر کیا اور زوال سے پہلے آبادی سے باہر گیا تو حرج نہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک نماز جمعہ ادا کئے بغیر سفر کرنا ناجائز ہے خواہ زوال سے پہلے ہو یا بعد البتہ امام احمد علیہ الرحمہ کے نزدیک بدوں ادائیگی جمعہ جہاد کیلئے نکلنا جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ نماز جمعہ کا وجوب زوال کے بعد ہوتا ہے لہٰذا روانگی (سفر کے لئے) جائز ہے۔ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کے روز سفر کیا تھا ظاہر ہے کہ ایسا زوال سے قبل ہوا ہوگا۔

کیا جمعہ ایک جگہ ہونا چاہئے

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک شہر کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو نماز جمعہ ایک سے زائد جگہ جائز نہیں۔ امام طحاوی نے امام مالک، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما کا بھی یہی قول نقل کیا ہے۔ قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ شہر میں دو جگہ جمعہ جائز رکھتے ہیں بشرطیکہ دریا نے اس شہر کو بانٹ رکھا ہو، بلکہ ان سے یہ بھی منقول ہے کہ پل توڑا جائے تاکہ جمعہ دو جگہ ہو سکے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک شہر خواہ بڑا ہو یا چھوٹا تعدد جمعہ جائز ہے۔ ابن ہمام کا قول ہے کہ جب اقامت جمعہ کے لئے شہر شرط ہے تو اجزائے شہر پر بھی شہر کا اطلاق ہوگا۔ ابن المنذر کا قول ہے کہ عہد نبوی وخلفاء میں جمعہ ہمیشہ مسجد نبوی میں ہی ہوتا رہا لہٰذا جمعہ ایک ہی ہونا چاہئے۔ جمعہ کے دن باقی مسجدوں کو ظہر کے وقت بند رکھا جائے۔ تاہم مذہب مختار یہی ہے کہ کثرت آبادی کی وجہ سے لوگوں کا جمعہ ہونا دشوار ہو جائے تو کئی جگہ ایک جمعہ پڑھا جاسکتا ہے۔ ہمارے زمانے میں تقریباً ہر چھوٹی بڑی مسجد میں جمعہ ہوتا ہے جس کے لئے کوئی سند نہیں ہر شخص نے ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنا رکھی ہے بڑے شہروں میں لازم ہے کہ صرف چند محدود بڑی مساجد میں جمعہ ہو اور اس وقت عام چھوٹی مسجدیں بند رکھی جائیں۔

جمعہ کی سنتوں کا بیان اور احتیاط الظہر

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک جمعہ کی نماز سے پہلے اور بعد چار چار رکعتیں پڑھنا مسنون ہے۔ صحیح مسلم میں بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ تم میں سے جو جمعہ پڑھے تو جمعہ کے بعد چار رکعت اور پڑھ لے۔ ترمذی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی یونہی روایت کی ہے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز جمعہ کے بعد چھ رکعتیں پڑھنا مسنون ہیں اور ابن ہمام نے اسی پر صاد کیا ہے۔

ظہر احتیاطی خواص کے لئے ہے جن کو فرض جمعہ ادا ہونے میں شک ہو وہ جمعہ کے بعد چار رکعت (اس نیت سے کہ سب سے پچھلی ظہر جس کا وقت پایا اور نہ پڑھی) پڑھیں اور اگر عوام بھی ایسا کریں تو وہ نماز جمعہ کے بعد پوری نماز ظہر پڑھیں۔ اور وہ

Marfat.com

گاؤں جہاں جمعہ جائز نہیں اگر لوگ جمعہ قائم کریں تو ظہر احتیاطی ضرور پڑھیں۔

روز جمعہ قراءت مسنون اور فضائل اوراد

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کی پہلی رکعت میں سورۃ الجمعہ اور دوسری رکعت میں سورۃ المنافقون پڑھتے تھے۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ اور دوسری میں سورۃ الغاشیۃ پڑھتے تھے اور ابوداؤد اور نسائی سے بھی یونہی مروی ہے ہمارے احناف کے نزدیک کسی ایک سورۃ کو مقرر کر لینا مکروہ ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اتباع سنت کے طور پر کبھی یوں بھی پڑھ لے ورنہ جہاں سے چاہے قرآن پاک میں سے پڑھے۔

نسائی و بیہقی شریف میں بسند صحیح ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے روز سورۂ کہف (دن یا رات میں) پڑھے اس کے لئے دونوں جمعوں کے درمیان نور روشن ہوگا اور دارمی میں ہے کہ اس شخص کے لئے کعبہ تک نور روشن ہوگا۔ ابن مردویہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ جو جمعہ کے روز سورۂ کہف پڑھے اس کے قدم سے آسمان تک نور بلند ہوگا جو قیامت کے روز اس کے لئے روشن ہوگا اور دو جمعوں کے درمیان جو گناہ ہوئے بخش دیئے جائیں گے۔ طبرانی میں ہے جو شخص جمعہ کے دن یا رات میں سورۂ حٰم الدخان پڑھے اس کے لئے اللہ جنت میں گھر بنائے گا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس کی بخشش ہو جائے گی اور ایک روایت میں ہے کہ رات کو سورۂ حٰم الدخان پڑھنے والے کے لئے ستر ہزار فرشتے استغفار کریں گے۔ جمعہ کے روز یا شب سورۂ یٰس پڑھنے والے کی مغفرت ہو جائے گی۔

فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ۔ تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو۔

ای امشوا الیه بدون افراط فی السرعة۔ یعنی اللہ کے ذکر کی طرف تیز تیز قدم اٹھائے چل دو۔ لغت میں سعی کے معنی بھاگنے، دوڑنے اور قدموں سے تیز تیز چلنے کو کہتے ہیں اور حدیث میں سعی کے مقابل مشی کا لفظ آیا ہے جس کے معنی چل پڑنے کے ہیں اور اسے جمعہ کے خصائل میں شمار کیا گیا ہے۔ کتب صحاح میں بواسطہ ابو سلمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب نماز میں شریک ہو اور جو چھوٹ جائے (نماز کا جو حصہ رہ جائے) اسے (بعد میں منفرداً) پورا کر لو ایک قول یہ ہے کہ دوڑنے (سعی) سے مراد بھاگنا نہیں بلکہ نماز کے لئے تیاری شروع کر دینا ہے۔ واضح مفہوم یہ ہے کہ جب اذان جمعہ ہو جائے تو نماز کے لئے کوشش و تیاری کے ساتھ چل پڑو۔ ذکر اللہ عزوجل سے مراد نماز جمعہ ہے اور بعض کا قول ہے کہ اس سے مراد خطبہ ہے اور بعض نے کہا دونوں مراد ہیں۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی دلیل یہی ہے کہ خطبہ فقط ایک مرتبہ الحمد للہ یا سبحان اللہ کہنے سے ہو جاتا ہے کیونکہ سبحان اللہ کہنا ذکر ہے لیکن صاحبین کے نزدیک خطبہ ایسا ہو کہ اس پر خطبہ کا اطلاق ہو سکے اور سنت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے لیکن امام کا کہنا کہ ذکر طویل ہو یا کثیر ذکر ہی ہے اور ادائیگی خطبہ کے لئے اسی قدر کافی ہے تاہم مستحب وہی ہے جو جمہور کے نزدیک ہے کہ خطبہ ایسا ہو کہ اس پر خطبہ کا اطلاق ہو سکے اور خطبے دو ہوں جن کے درمیان فصل ہو اور یہ کہ ذکر اللہ عزوجل سے مراد بھی خطبہ یا امام کا وعظ ہے۔ کثیر صحابہ اور تابعین نے فَاسْعَوْا کی بجائے فامضوا بھی پڑھا ہے جس سے مراد اطمینان سے چل دینا ہے۔

Marfat.com

وَذَرُوا الْبَيْعَ۔ اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔

ای واترکوا المعاملة علی ان البیع مجاز عن ذلک فیعم البیع والشراء والاجارة وغیرها من المعاملات۔ یعنی معاملات چھوڑ دو اس لئے کہ یہاں البیع سے مراد عام ہے جو خرید وفروخت اور مزدوری وغیرہ جیسے سب کاروبار کو شامل ہے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ جو کاروبار ذکر اللہ عزوجل سے غافل کرے یا اس میں حارج ہو اسے چھوڑ دو۔ جمہور کا مذہب یہی ہے کہ اذان جمعہ کے ہوتے ہی خرید وفروخت اجارہ وغیرہ حرام ہو جاتا ہے اور جمعہ کی اذان کے وقت بیع کرنا گناہ اور حرام ہے۔ اگر کسی نے ایسا کر لیا تو مذہب حنفی میں بیع فاسد نہ ہوگی اور نماز بھی ہو جائے گی اگرچہ بیع کا کرنا حرام وگناہ ہوگا۔ یعنی گناہ اپنی جگہ برقرار رہے گا اور بیع ونماز پر اس کا اثر نہ ہوگا۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مذہب بھی یہی ہے کہ یہ ممانعت اصل عقد یا نماز میں کوئی قباحت پیدا نہیں کرتی جبکہ امام مالک اور امام احمد علیہم رضوان کے نزدیک بیع بھی فاسد ہوگی کیونکہ وہ ترک بیع اور سعی نماز پر مامور تھے۔

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

ای انفع من مباشرة البیع فان نفع الآخرة اجل وابقیٰ۔ یعنی کاروبار خرید وفروخت کے نفع سے زیادہ سودمند ہے کیونکہ آخرت کا نفع بہت بڑا اور حقیقی سودمند اور باقی رہنے والا ہے جبکہ نفع دنیوی عارضی ہے۔

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ اگر تم جانو۔

اگر تم اپنے لئے حقیقی خیر یا حقیقی شر کو جانتے ہو تو ایسا کرو یا اگر تم واقعی سمجھدار ہو تو پھر خرید وفروخت چھوڑ کر وہ بھلائی حاصل کرو جو حقیقۃً سودمند اور جس کا نفع لازوال ہے۔

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ⑩

پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ۔ پھر جب نماز ہو چکے۔

ای ادیت و فرغ منها۔ یعنی جب نماز ادا ہو جائے اور اس سے فارغ ہوں۔

فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ۔ تو زمین میں پھیل جاؤ۔

لاقامة مصالحکم۔ یعنی اپنی ذاتی مصلحتوں یا کاموں کے کرنے کے لئے زمین میں پھیل جاؤ یعنی نماز سے فارغ ہو کر اب معاش وغیرہ کے کاموں میں مشغول ہونا جائز ہے یا اس کی اجازت ہے۔

وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ۔ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔

ای الربح علی ما قیل۔ یعنی کاروبار خرید وفروخت جس سے تمہیں روکا گیا تھا مطلب یہ ہے کہ اب کاروبار وغیرہ کی اجازت ہے۔ مکحول، حسن اور ابن المسیب رحمہم اللہ نے کہا کہ اللہ کا فضل تلاش کرنے کے حکم سے مراد طلب علم ہے۔ ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ لوگ اس سے دنیا طلبی وغیرہ کا کچھ حکم نہیں دیئے گئے

Marfat.com

بلکہ تلاش فضل سے مراد بیمار کی عیادت، جنازہ میں شرکت، اپنے مومن بھائی کی خالصتاً للہ ملاقات وزیارت ہے۔ ابن جریر رحمہ اللہ نے بھی انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً اسی طرح روایت کی ہے اور ''وَابْتَغُوْا'' کا صحیح حکم یہ ہے کہ اباحت کے لئے ہے پس نماز جمعہ کے بعد مسجد میں بیٹھنا مباح ہے اور نکلنا ضروری نہیں ہے اور مجاہد وضحاک رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔

ابن المنذر، طبرانی اور ابن مردویہ نے عبداللہ بن بسر الحرانی رضی اللہ عنہم نے روایت کی ہے کہ میں نے عبداللہ بن بسر المانی صحابی رسول رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ جب نماز جمعہ سے فارغ ہوتے تو تھوڑی دیر کے لئے بازار میں چکر لگاتے پھر مسجد میں لوٹ آتے پھر جس قدر اللہ چاہتا (توفیق ہوتی) نماز پڑھتے تو ان سے کہا گیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں تو فرمایا کہ میں نے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا پھر یہ آیت پڑھی فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ الخ۔ ابن المنذر رحمہ اللہ نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: جب تم جمعہ کے روز نماز سے فارغ ہو جاؤ تو مسجد کے دروازے کے قریب تک نکلو پس کسی شے کا سودا کرو یعنی بھاؤ وغیرہ کرو اگر چہ تم اسے نہ خریدو اور انہیں سے منقول ہے کہ ایسا کرنا مندوب اور ارشاد باری کے قریب وموافق ہے۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا۔ اور اللہ کو بہت یاد کرو۔

ای ذکرا کثیرا ولا تخصوا ذکرہ عزوجل بالصلوۃ۔

یعنی اللہ عزوجل کو بکثرت یاد کرو اور اس کے ذکر کو صرف نماز تک ہی مخصوص نہ رکھو۔ اس حکم کے تحت ہر وہ کار خیر داخل ہے جس پر نماز کے علاوہ ''ذکر'' کا اطلاق ہوتا ہے جیسے تسبیحات وغیرہ کا پڑھنا، قرآن کریم کی تلاوت، دعا میں کہتا ہوں کہ نماز و تلاوت کے بعد درود وسلام کا پڑھنا اعلیٰ ترین ذکر ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھ پر جمعہ کے روز درود کی کثرت کرو اور اس آیت میں ذکر کثیر کا حکم ہے لہٰذا درود وسلام کی کثرت کرنا زیادہ قرین صواب ہے اور کثیر صالحین کا اس پر عمل رہا اور ہے کہ وہ بعد جمعہ محفل صلوٰۃ وسلام منعقد کرتے اور بارگاہ نبوت میں ہدایائے نیاز بھیج کر عنداللہ اور عندالرسول اعزاز وقرب پاتے ہیں اور عظمت نبوی کے بیان میں ارشاد ربانی ہے: وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ اور ذکر حضور ﷺ کی بلندی یہ ہے کہ جہاں ذکر خدا عزوجل ہو وہاں ذکر محبوب ﷺ بھی ہو تو یہ اولیٰ ہے کہ درود وسلام اور نعت نبی کی مجلس ہو۔ واللہ اعلم

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ گے۔

یعنی نماز جمعہ سے فراغت کے بعد تلاش فضل اور ذکر کثیر اس امید پر کرو کہ تمہاری دنیا اور آخرت دونوں سنور جائیں۔

وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ۭ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿١١﴾

اور جب انہوں نے کوئی تجارت یا کھیل دیکھا اس کی طرف چل دیئے اور تمہیں خطبہ میں کھڑے چھوڑ گئے تم فرماؤ وہ جو اللہ کے پاس ہے کھیل سے اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ کا رزق سب سے اچھا ہے۔

امام احمد، بخاری، مسلم، ترمذی اور ایک جماعت نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جمعہ کے روز جب کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے خطبہ دے رہے تھے تو مدینہ کا ایک قافلہ گزرا تو حاضرین خطبہ چھوڑ کر مسجد سے نکل گئے یہاں تک کہ میرے اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سمیت صرف بارہ آدمی رہ گئے تو یہ آیت وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً الخ

نازل ہوئی اور ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ بے شک مسجد میں بارہ مرد اور سات عورتیں رہ گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''لو خرجوا کلھم لاضطرم المسجد علیھم ناراً'' اگر یہ سب کے سب نکل جاتے کہ مسجد خالی ہو جاتی تو ان پر آگ برستی۔ اور قتادہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے اگر تم میں سے آخری شخص بھی مسجد چھوڑ جاتا (سب نکل جاتے) تو وادی آگ سے بھر جاتی اور تمہیں لپیٹ کر لے جاتی۔ ایک روایت میں ہے کہ مدینہ معظمہ میں ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرمارہے تھے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ایک قافلہ آیا جو غلے سے لدا ہوا تھا اور اہل مدینہ پر یہ زمانہ قحط، بھوک اور تنگی کا تھا حاضرین میں سے اکثر اس خیال سے کہ کہیں غلہ ختم نہ ہو جائے اس کی طرف چل دیئے کیونکہ بطور اعلان طبل بھی بج رہا تھا، مسجد شریف میں صرف بارہ شخص جن میں عشرہ مبشرہ کے علاوہ عبداللہ ابن مسعود یا عمار اور جابر یا بلال (رضی اللہ عنہم) شامل تھے، رہ گئے اور ایک روایت میں کہ قافلہ دحیہ بن خلیفہ کا تھا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

تجارت سے مراد خرید و فروخت اور لہو سے مراد کھیل کود شغل وغیرہ ہے اور اِلَیۡہَا کی ضمیر تِجَارَۃً کی طرف راجع ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ نکلنے والوں کا مقصد صرف تجارت تھی اور لَہۡوَۨا سے پہلے اَوۡ کے لفظ بھی تجارت پر ہی دلالت کرتا ہے کیونکہ اس زمانہ میں قافلہ کا اعلان ڈھول پیٹ کر کیا جاتا تو ہوسکتا ہے کہ کچھ لوگ بایں خیال بھی نکلے ہوں اور ان سب کا مقصد یہ تھا کہ کہیں تاخیر کی وجہ سے غلہ نہ خرید پائیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اثنائے خطبہ چھوڑ کر مسجد سے نکل گئے تو اس پر عتاب ہوا کہ تجارت جو منع کی گئی تھی باوجود یکہ وہ ضرورت ہے تو لہو (کھیل کود) کے لئے یوں نکلنا زیادہ مذموم ہے۔ اس آیت کے تحت شرکائے جمعہ کی تعداد پر بحث ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک شرکائے جمعہ کی تعداد امام کے علاوہ تین شخص ہیں اور اگر ان میں سے ایک آدمی بھی کم ہو گیا تو جمعہ باطل ہو گیا جبکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک چالیس مردوں کی موجودگی نماز کے آخر تک ضروری ہے اور کم رہنے کی صورت میں از سر نو ظہر پڑھیں اور قَآئِمًا سے خطبہ کا کھڑے ہو کر پڑھنا مسنون ہے اور تمام کتب صحاح میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو خطبے دیتے اور درمیان میں فصل کے لیے بیٹھتے تھے اور ایسا ہی خلفاء کے دور میں ہوتا رہا اور سب سے پہلے جس نے بیٹھ کر خطبہ پڑھا وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تھے اور ہو سکتا ہے کہ انہوں نے ایسا قیام سے معذوری کی وجہ سے کیا ہو۔

قُلۡ مَا عِنۡدَ اللّٰہِ خَیۡرٌ مِّنَ اللَّہۡوِ وَ مِنَ التِّجَارَۃِ

تم فرماؤ جو اللہ کے پاس ہے کھیل سے اور تجارت سے بہتر ہے۔

فان فی ذلک نفع محقق مخلد بخلاف ما فیھا من النفع، فان نفع اللھو لیس بمحقق بل ھو متوھم و نفع التجارۃ لیس بملخد و تقدیم اللھو لیس من تقدیم العدم علی الملکۃ کما توھم بل لانہ اقوی مذمۃ۔

کیونکہ نماز میں مشغول رہنے اور خدمت نبوی میں حاضر رہنے کا جو ثواب و نفع ہے وہ یقیناً حقیقی اور دائمی ہے برخلاف تجارت اور لہو کے نفع کے، اس لئے لہو کا نفع حقیقی نہیں بلکہ محض تصور و خیال یا واہمہ ہے اور تجارت کی منفعت ہمیشہ رہنے والی نہیں ہے اور لہو کا پہلے ذکر کرنا یا لانا اس لئے نہیں کہ اس مہارت پر ملکہ (عبور) کا ہونا یا اس پر قابو رہنا نہیں ہوتا جیسا کہ خیال کیا

Marfat.com

جاتا ہے بلکہ اس لئے کہ وہ زیادہ مذموم ہے۔ تجارت جو کہ ضرورت ہے اور اس پر طلب و رغبت بھی ہوتی ہے اور کاروبار پر قدرت بھی اور اس سے منع کیا گیا تو لہو (کھیل کود اور ایسے مشاغل) کیونکہ مذموم نہ ہوگا بلکہ وہ اندریں حالات سے بایں وجہ مذموم ہوگا کہ وہ نہ اصلاً ضروری تھا اور نہ ہی قابل التفات ہے۔ لہٰذا اس کا مقدم ہونا بطور مذمت شدیدہ کے ہے۔

وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ۔ اور اللہ کا رزق سب سے اچھا۔

فالیه سبحانهٗ اسعوا و منه عزوجل اطلبوا الرزق۔

تو جب وہ شے جو اللہ عزوجل کے پاس ہے سب سے زیادہ نافع محقق ہے اور دائمی ہے تو حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سعی کرنی چاہئے یعنی اعمال خیر (نماز جمعہ، تلاش فضل، ذکر کثیر، حاضریٔ رسول وغیرہ) کی طرف کوشش اور ان کا اہتمام لازم ہے اور اللہ عزوجل سے رزق طلب کرنا چاہئے کہ وہی الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ہے اور اس کا دیا ہوا رزق سب نعمتوں سے بڑھ کر ہے لہٰذا مال دولت کی غیر ضروری طلب اور حرص منع ہے کہ مال کی حرص ہلاک کرنے والی ہے اور مال دنیا سے غنا حاصل نہیں ہوتی غنا تو دل کا غنی ہونا اور تقدیر الٰہی پر راضی رہنا ہے اور حسن طلب حرام سے بچنا اور حلال کو لینا ہے۔

الحمدللہ آج تفسیر سورۃ الجمعہ تمام ہوئی

۲۸ ذوالحجہ ۱۴۱۰ ہجری بمطابق ۲۲ جولائی ۱۹۹۰ء

Marfat.com

سورۃ المنافقون

سورہَ منافقون مدنی ہے اس میں دو رکوع اور گیارہ آیتیں ہیں سورہ جمعہ کے ساتھ اس کے اتصال کی وجہ یہ ہے کہ سورہَ جمعہ میں مومنو کا تذکرہ ہے جبکہ اس سورہَ مبارکہ میں ان کے برعکس یعنی منافقوں کا ذکر ہے سعید بن منصور اور طبرانی رحمہم اللہ نے اوسط میں سند حسن کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز جمعہ کی پہلی رکعت میں سورۃ الجمعہ تلاوت فرماتے تھے تاکہ اس سے مومنوں کو ترغیب ہو اور دوسری رکعت میں سورۃ المنافقون تلاوت فرماتے تھے تاکہ اس سے منافقوں کو رنجیدگی اور ندامت ہو۔ ابو حیان نے اس بارے میں کہا ہے یقیناً سورہَ مبارکہ کے نزول کے سبب خطبہ نبوی کے سماع کے دوران لوگوں کا چل دینا تھا اور یہ بات یقیناً منافقوں کے لئے خوشی کا باعث تھی اس لئے کہ منافقوں کا مطمع نظر یہی تو تھا اور اہل ایمان میں سے بہت سے لوگوں نے قافلہ تجارت کا پیچھا کیا جو ناپسندیدہ امر تھا اور وہ اس پر عتاب کئے گئے لہٰذا منافقوں اور ان کی سازشوں کو بے نقاب کیا گیا تاکہ اہل ایمان کو نصیحت اور منافقوں سے کراہت شدید ہو اور وہ ان کے افعال پر کڑی نگاہ رکھیں اور ان کے شر سے محفوظ ہوں۔

سورة المنافقون مدنية

اس سورت میں دو رکوع، گیارہ آیات ایک سو اسی کلمات اور نو سو چھہتر حروف ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع اول۔سورۃ المنافقون۔پ ۲۸

إِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ﴿۱﴾

جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں حضور بے شک یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ تم اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں

اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲﴾

اور انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال ٹھہرا لیا تو انہوں نے اللہ کی راہ سے روکا بے شک وہ بہت ہی برے کام کرتے ہیں

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۳﴾

یہ اس لئے کہ وہ زبان سے ایمان لائے پھر دل سے کافر ہوئے تو ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی تو اب وہ کچھ نہیں سمجھتے

وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ۭ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ۭ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ۭ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۭ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ۭ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۡ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۴﴾

اور جب تو انہیں دیکھے تو ان کے جسم تجھے بھلے معلوم ہوں اور اگر بات کریں تو تو ان کی بات غور سے سنے گویا وہ کڑیاں ہیں دیوار سے ٹکائی ہوئی ہر بلند آواز اپنے ہی اوپر لے جاتے ہیں وہ دشمن ہیں تو ان سے بچتے رہو اللہ

انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَ رَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝٥

اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ رسول اللہ تمہارے لئے معافی چاہیں تو اپنے سر گھماتے ہیں اور تم انہیں دیکھو کہ غرور کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے ہیں

سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝٦

ان پر ایک سا ہے تم ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو اللہ انہیں ہرگز نہ بخشے گا بے شک اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا

هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ؕ وَ لِلّٰهِ خَزَآىِٕنُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝٧

وہی ہیں جو کہتے ہیں کہ ان پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہے یہاں تک کہ پریشان ہو جائیں اور اللہ ہی کے لئے ہیں آسمانوں اور زمین کے خزانے مگر منافقوں کو سمجھ نہیں

يَقُوْلُوْنَ لَىِٕنْ رَّجَعْنَاۤ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝٨

کہتے ہیں ہم مدینہ پھر کر گئے تو ضرور جو بڑی عزت والا ہے وہ اس میں سے نکال دے گا اسے جو نہایت ذلت والا ہے اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں

حل لغات رکوع اول ۔ سورۃ المنافقون ۔ پ ۲۸

اِذَا ۔ جب	جَآءَ ۔ آتے ہیں	كَ ۔ آپ کے پاس	الْمُنٰفِقُوْنَ ۔ منافق
قَالُوْا ۔ تو کہتے ہیں	نَشْهَدُ ۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ	اِنَّكَ ۔ آپ ضرور	لَرَسُوْلُ ۔ رسول ہیں
اللّٰهِ ۔ اللہ کے	وَ ۔ اور	اللّٰهُ ۔ اللہ	يَعْلَمُ ۔ جانتا ہے
اِنَّكَ ۔ بے شک آپ	لَرَسُوْلُهٗ ۔ اس کے رسول ہیں	وَ ۔ اور	اللّٰهُ ۔ اللہ
يَشْهَدُ ۔ گواہی دیتا ہے	اِنَّ ۔ بے شک	الْمُنٰفِقِيْنَ ۔ منافق	لَكٰذِبُوْنَ ۔ یقیناً جھوٹے
ہیں	اِتَّخَذُوْٓا ۔ بنالیا انہوں نے	اَيْمَانَهُمْ ۔ اپنی قسموں کو	جُنَّةً ۔ ڈھال
فَصَدُّوْا ۔ تو روکا انہوں نے	عَنْ سَبِيْلِ ۔ راہ	اللّٰهِ ۔ خدا سے	اِنَّهُمْ ۔ بے شک وہ
سَآءَ ۔ برا ہے	مَا ۔ جو	كَانُوْا ۔ تھے وہ	يَعْمَلُوْنَ ۔ عمل کرتے
ذٰلِكَ ۔ یہ	بِاَنَّهُمْ ۔ اس لئے کہ وہ	اٰمَنُوْا ۔ ایمان لائے	ثُمَّ ۔ پھر
كَفَرُوْا ۔ کافر ہوئے	فَطُبِعَ ۔ تو مہر کردی گئی	عَلٰى ۔ اوپر	قُلُوْبِهِمْ ۔ ان کے دلوں کے
فَهُمْ ۔ تو وہ	لَا ۔ نہیں	يَفْقَهُوْنَ ۔ سمجھتے	وَ ۔ اور
اِذَا ۔ جب	رَاَيْتَهُمْ ۔ دیکھتا ہے تو ان کو	تُعْجِبُكَ ۔ پسند آتے ہیں تجھ کو	

Marfat.com

اجسامهم۔ان کے جسم	و۔اور	ان۔اگر	يقولوا۔بات کریں وہ
تسمع۔تو آپ سنتے ہیں	لقولهم۔ان کی بات	كانهم۔گویا وہ	خشب۔لکڑیاں ہیں
مسندة۔ٹیک لگائی ہوئی	يحسبون۔خیال کرتے ہیں	كل۔ہر	صيحة۔آواز کو
عليهم۔اوپر اپنے	هم۔وہی	العدو۔دشمن ہیں	فاحذرهم۔تو بچو
هم۔ان سے	قاتلهم۔برباد کرے انہیں	الله۔اللہ	انى۔کہاں
يؤفكون۔پھرے جاتے ہیں		و۔اور	اذا۔جب
قيل۔کہا جاتا ہے	لهم۔ان سے	تعالوا۔آؤ	يستغفر۔بخشش مانگیں
لكم۔تمہارے لئے	رسول۔رسول	الله۔اللہ کے	لووا۔تو پھیرتے ہیں
رءوسهم۔اپنے سر	و۔اور	رايتهم۔دیکھتا ہے تو ان کو	يصدون۔روکتے ہیں
و۔اور	هم۔وہ ہوتے ہیں	مستكبرون۔تکبر کرتے	سواء۔برابر ہے
عليهم۔ان پر	استغفرت۔بخشش مانگے تو	لهم۔ان کے لئے	ام۔یا
لم۔نہ	تستغفر۔بخشش مانگے	لهم۔ان کے لئے	لن۔ہرگز نہیں
يغفر۔بخشے گا	الله۔اللہ	لهم۔ان کو	ان۔بے شک
الله۔اللہ	لا۔نہیں	يهدي۔ہدایت دیتا	القوم۔قوم
الفسقين۔فاسق کو	هم۔وہی ہیں	الذين۔جو	يقولون۔کہتے ہیں
لا۔نہ	تنفقوا۔خرچ کرو	على۔اوپر	من۔ان کے جو
عند۔پاس	رسول۔رسول	الله۔اللہ کے ہے	حتى۔یہاں تک کہ
ينفضوا۔دوڑ جائیں	و۔اور	لله۔اللہ کے لئے ہیں	خزائن۔خزانے
السموت۔آسمان	و۔اور	الارض۔زمین کے	و۔اور
لكن۔لیکن	المنفقين۔منافق	لا۔نہیں	يفقهون۔سمجھتے
يقولون۔کہتے ہیں	لئن۔اگر	رجعنا۔ہم لوٹے	الى۔طرف
المدينة۔مدینہ کی	ليخرجن۔تو ضرور نکالے گا	الاعز۔زیادہ عزت والا	منها۔اس سے
الاذل۔زیادہ ذلیل کو	و۔اور	لله۔اللہ کے لئے ہے	العزة۔عزت
و۔اور	لرسوله۔اس کے رسول کی	و۔اور	للمؤمنين۔ایمان داروں
کی	و۔اور	لكن۔لیکن	المنفقين۔منافق
لا۔نہیں	يعلمون۔جانتے		

Marfat.com

B

مختصر تفسیر اردو رکوع اول-سورۃ المنافقون-پ ۲۸

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِذَا جَآءَکَ الۡمُنٰفِقُوۡنَ قَالُوۡا نَشۡهَدُ اِنَّکَ لَرَسُوۡلُ اللّٰهِ ۘ وَ اللّٰهُ یَعۡلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوۡلُهٗ ؕ وَ اللّٰهُ یَشۡهَدُ اِنَّ الۡمُنٰفِقِیۡنَ لَکٰذِبُوۡنَ ۚ﴿۱﴾

جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ تم اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں۔

اِذَا جَآءَکَ الۡمُنٰفِقُوۡنَ۔ جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں۔

ای حضروا مجلسک والمراد بهم عبدالله بن ابی سلولی و اصحابه۔

یعنی جب منافق لوگ آپ کی مجلس شریفہ میں آتے ہیں یعنی ان کی حاضری بخوشی نہیں بلکہ ضمیر کے خلاف ہوتی ہے اور منافقوں سے مراد ان کا سرخیل عبداللہ بن ابی اور اس کا ٹولہ ہے۔

قَالُوۡا نَشۡهَدُ اِنَّکَ لَرَسُوۡلُ اللّٰهِ۔

کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور بے شک اللہ کے رسول ہیں۔

التاکید بان واللام للازم فائدة الخبر و هو علمهم بهذا الخبر المشهود به فیفید تاکید الشهادة ویدل علی ادعائهم فیها المواطاة وان کانت فی نفسها تقع علی الحق والزور۔

حرف اَنَّ کے ساتھ تاکید ہے اور لام فائدہ خبر کے لئے لازم ہے اور یہ ان کا علم اس خبر کے ساتھ یقینی ظاہر کرتی ہے یا اطلاع ہے جس سے شہادت کے مؤکد ہونے کا فائدہ حاصل ہوتا ہے اور ان کے دعویٰ پر دلالت کرتا ہے جس میں رنگ برنگ کی باتیں کرتے ہیں اگرچہ ان کا باطن ظاہر کے موافق نہیں اور جو کہتے ہیں وہ حق ہے اور جو باطن میں ہے وہ جھوٹ پر مبنی ہے۔ یعنی ان کی شہادت کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، دل سے سچی نہیں اگرچہ بظاہر اس کے مدعی ہیں۔

وَاللّٰهُ یَعۡلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوۡلُهٗ۔ اور اللہ جانتا ہے کہ تم اس کے رسول ہو۔

لمزید الاعتناء بشان الخبر، اولیس الا لیوافق صنیعهم۔ اور خبر کی اہمیت کو مزید واضح کرنے کے لئے ارشاد ہوا یہ کہ جیسا وہ منافقین باتیں بنا رہے ہیں وہ ان کے باطن کے موافق نہیں اور اللہ کو بخوبی علم ہے کہ بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں یعنی آپ کی رسالت حق اور ہر قسم کے شک وشبہ سے بالاتر ہے۔

وَاللّٰهُ یَشۡهَدُ اِنَّ الۡمُنٰفِقِیۡنَ لَکٰذِبُوۡنَ۔ اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں۔

خبر کے اعتبار سے تکذیب نَشۡهَدُ (قول منافقین) کی طرف راجع ہے (ل تاکید) دلالت کرتا ہے چونکہ ان کا قول ان کے دل کے موافق نہ تھا لہٰذا فرمایا کہ وہ جھوٹے ہیں یا لَکٰذِبُوۡنَ کے معنی یہ بھی کئے گئے بشرطیکہ یہ جملہ انشائیہ ہو کہ وہ اپنے خیال میں جھوٹ بول رہے ہیں حالانکہ یہ بات حق ہے کہ آپ بلاشبہ اللہ کے رسول ہیں لیکن وہ اسے جھوٹ جانتے ہیں اور اسی خیال کے تحت جھوٹی بات کہہ رہے ہیں۔ واضح مفہوم یہ ہے کہ جو کہتے ہیں اس کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں اور اللہ عزوجل کی شہادت تو پھر اللہ عزوجل کی شہادت ہے۔

Marfat.com

اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۲

اورانہوں نے اپنی قسموں کوڈھال ٹھہرالیا تو اللہ کی راہ سے روکا بے شک وہ بہت ہی برے کام کرتے ہیں۔

اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً

اورانہوں نے اپنی قسموں کوڈھال ٹھہرالیا۔

ای الکاذبة علی ما یشیر الیه الاضافة۔ یعنی ''جھوٹوں کو جیسا کہ اضافت اس کی طرف مشیر ہے ایمان سے مراد (جھوٹی قسمیں یا جھوٹی شہادت) شہادت بھی دوقسم ہے۔

جُنَّةً۔ کے معنی آڑ، اوٹ یاڈھال کے ہیں کہ اس کے ذریعہ سے قتل وقید سے بچ رہیں ضحاک کا قول ہے:

ای اتخذوا حلفهم بالله انهم لمنکم جنة عن القتل او السبی۔ یعنی انہوں نے اللہ کی قسمیں کھانے کو کہ ہم بلاشبہ تم میں سے (مومنوں میں سے) آڑ بنا رکھا ہے کہ قتل وگرفتاری سے محفوظ رہیں۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

وَ ما انتسبوا الی الاسلام الا ۔ لصون دمائهم ان لا تسالا

اور وہ اپنے آپ کو اسلام سے منسوب نہیں کرتے مگر اس لئے کہ ان کے خون جانیں محفوظ رہیں اور اس لئے کہ ان سے بازپرس نہ ہو۔

فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ تو اللہ کی راہ سے روکا۔

ای من اراد الدخول فی دین الاسلام۔ یعنی جس نے دین اسلام قبول کرنے کا ارادہ کیا یا اطاعت بجالانے کا اظہار کیا تو انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے سے طرح طرح کے وساوس وشبہات میں ڈالا۔

ایک قول ہے کہ مومنوں کو جہاد سے روکا۔ اگر فَصَدُّوْا کا مصدر صدود ہو جو لازم ہے تو معنی یہ ہوں گے کہ ایمان لانے یا جہاد سے یا اطاعت رسول سے خود رک گئے۔

اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔

بے شک وہ بہت ہی برے کام کرتے ہیں۔

من النفاق و ما یتبعه۔ ایمان کے مقابل کفر ونفاق کی پیروی کرتے ہیں۔

یعنی منافقت اور اس کی راہوں پر چلنا یا راہ خدا عزوجل سے لوگوں کو دور رکھنا یا روکنا بہت ہی برائی کا دھندہ ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝۳

یہ اس لئے کہ وہ زبان سے ایمان لائے پھر دل سے کافر ہوئے تو ان کے دلوں پر مہر کردی گئی تو اب وہ کچھ نہیں سمجھتے۔

ابن عطیہ کا قول ہے: ''اشارة الی سوء ما عملوا، فالمعنی ساء عملهم'' یہ اشارہ ہے ان کے برے کاموں کی طرف، پس مراد ہے ان کے برے اعمال یعنی نفاق، جھوٹی قسموں کو آڑ بنانا، اسلام سے یا جہاد سے روکنا۔ بِاَنَّهُمْ اس لئے کہ وہ۔ ای ...... سب انهم۔ یعنی اپنے ان برے کاموں کی وجہ سے اور ایسا کرنا اس لئے کہ ان کے ایمان کا اعتماد ہو۔

اٰمَنُوْا۔ زبان سے ایمان لائے۔

ای نطقوا بکلمة الشهادة کسائر من یدخل فی الاسلام۔ یعنی انہوں نے اور لوگوں کی طرح کلمہ

شہادت پڑھا جس طرح کہ کوئی اسلام میں داخل ہوتا ہے۔

ثُمَّ كَفَرُوْا۔ پھر دل سے کافر ہوئے۔

ظهر كفرهم و تبين بما اطلع عليه من قولهم: ان كان ما يقوله محمد (صلى الله عليه وآله وسلم) حقا فنحن حمير، و قولهم في غزوة تبوک : ايطمع هذا الرجل ان تفتح له قصور كسرى - و قيصر هيهات؛ وغير ذلک۔

ان کا کفر ظاہر ہو گیا اور ان کے اقوال سے جس کی اطلاع کر دی گئی، واضح ہو گیا (اور وہ اقوال یہ تھے) اگر وہ حق ہے جو کچھ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہتے ہیں تو ہم گدھے ہیں اور ان کا قول غزوۂ تبوک میں (یہ تھا) کیا یہ شخص (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خواہش رکھتا ہے کہ اس کے لئے کسریٰ اور قیصر کے محلات فتح ہوں گے کتنی دور ہے اور اسی طرح کی باتیں۔

یا اس سے مراد ہے: ثم اسروا الکفر پھر انہوں نے کفر کو چھپایا یا مومنوں کے سامنے ایمان کا اقرار کیا پھر جب اپنے شیاطین کے پاس خلوتوں میں اکٹھے ہوئے تو کفر بکا کئے اور دین اسلام کا تمسخر اڑایا اور ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ آیت ان میں سے ایمان سے پھر جانے والوں کے بارے میں ہے یعنی اول ایمان لائے پھر ان کے شیطان دوستوں نے انہیں شبہات ڈالے اور راہ راست سے بھٹکا دیا کہ کافر ہو گئے۔

فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ۔ تو ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی۔

حتى يموتوا على الكفر۔

ان کے نفاق اور برے اعمال کی وجہ سے ان سے قبول حق کی استعداد سلب کر لی گئی یہاں تک کہ وہ کفر پر ہی جمے رہے اور کفر پر ہی مر گئے۔

فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ۔ تو اب وہ کچھ نہیں سمجھتے۔

حقيقة الايمان اصلا۔ یعنی اب وہ اصلاً ایمان کی حقیقت ہی نہیں سمجھتے۔

وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ؕ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ؕ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ؗ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ۝

اور جب تو انہیں دیکھے تو ان کے جسم تمہیں بھلے معلوم ہوں اور اگر بات کریں تو ان کی بات غور سے سنے، گویا وہ کڑیاں ہیں دیوار سے ٹکائی ہوئی ہر بلند آواز اپنے ہی اوپر لے جاتے ہیں۔ وہ دشمن ہیں تو ان سے بچتے رہو، اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔

وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ

اور جب تو انہیں دیکھے ان کے جسم تمہیں بھلے معلوم ہوں۔ مراد عبداللہ بن ابی اور اس کا ٹولہ ہے۔

لصباحتها و تناسب اعضاء۔ آپ جب انہیں دیکھیں گے تو ملاحظہ فرمائیں گے کہ ان کے قد لمبے اور اعضاء جسمانی متناسب اور ان کی رنگت خوشنما سفید ہے۔ یعنی ان کا ظاہری ڈیل ڈول اور رنگت خوشنما ہے۔

وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ

Marfat.com

اور اگر بات کریں تو ان کی بات غور سے سنے۔

لفصاحتهم و ذلاقة السنتهم و حلاوة کلامهم۔ ان کی فصاحت کی وجہ سے اور ان کی چرب زبانی اور کلام و گفتگو کی شیرینی کی وجہ سے۔ عبداللہ بن ابی جسیم، قد آور اور فصیح شخص تھا وہ اپنے ہی جیسے لوگوں جیسے جد بن قیس، معتب بن قشیر وغیرہ کے ساتھ مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوتا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب علیہم رضوان ان کے قد و قامت، ڈیل ڈول، خوبروئی کو دیکھ کر تعجب فرماتے اور ان کے کلام و گفتگو کو سنتے۔ ظاہر ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعجب فرماتے تو دوسرے کیونکر نہ فرماتے ہوں گے اور ان کی باتیں بظاہر سچی معلوم ہوتی تھیں کہ باتیں بنانے میں گھاگ تھے۔ خطاب اِذَا رَاَيْتَهُمْ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔ اور ایک قول ہے کہ ہر اس شخص کے لئے جو انہیں دیکھے یا اسے ان سے سابقہ پڑے۔

كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ

گویا وہ کڑیاں ہیں دیوار سے ٹکائی ہوئی۔

والمراد به ماهو المعروف شبهوا فی جلوسهم مجالس رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم مستندین فیها و ما هم الا اجرام الخالیة عن الایمان والخیر۔

اور اس سے مراد وہی ہے جو معروف تھا کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجالس شریفہ میں اسی ہیئت و صورت میں حاضر ہوتے کہ جیسے وہ دیوار کے آسرے ٹکائی ہوئی شہتیریاں ہیں مگر وہ ایمان اور بھلائی سے کھوکھلے بے جان تصویر کی طرح کہ ان میں نہ ہی ایمان و معرفت اور نہ ہی فکر عاقبت رکھنے والی عقل، ظاہری شکل و صورت، ڈیل ڈول خوشنما اور باطن میں نفاق و شرک کی گندگی، کلام دل پذیر مگر حلاوت ایمان سے دور اور کھوٹ سے بھرپور۔

يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ۔ ہر بلند آواز اپنے ہی اوپر لے جاتے ہیں۔

ای واقعة علیهم ضارة لهم لجبنهم و هلعهم فکانوا کما قال مقاتل : متی سمعوا بنشد ان ضالة او صیاحا بای وجه کان طارت عقولهم و ظنوا ذلک ایقاعا بهم۔

چونکہ انہیں اپنے نفاق کے افشاء کا دھڑکا لگا رہتا ہے اس لئے ہر بلند آواز کو وہ اپنی خباثت و کمینگی اور بے صبری کی وجہ سے اپنے اوپر ہونے والی اور اپنے لئے نقصان دہ (ہلاکت کا باعث) سمجھتے ہیں تو گویا وہ اس طرح ہیں جیسے مقاتل رحمہ اللہ کا قول ہے جب کوئی گم شدہ جانور ڈھونڈنے کے بارے میں یا کسی پکارنے والے کی پکار کو خواہ کسی بھی وجہ سے ہو سنتے ہیں تو ان کی عقلیں متاثر ہو جاتی ہیں اور وہ گمان کرنے لگتے ہیں کہ وہ اس کی وجہ سے پکڑے جائیں گے یا کوئی حکم ان کے بارے میں نازل ہو گیا۔

هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ۔ وہ دشمن ہیں تو ان سے بچتے رہو۔

ای هم الکاملون فی العداوة والراسخون فیها ...... ولا تغترن بظاهرهم۔ یعنی وہ دشمن ہیں اور اپنی عداوت و دشمنی میں پختہ ہیں۔ فَاحْذَرْهُمْ میں تحذیر و انتباہ ہے کہ ان کو نگاہ میں رکھو اور ان کے ظاہری حال سے دھوکا نہ کھاؤ۔ واضح مفہوم یہ ہے کہ محتاط رہو اور ان سے ہوشیار رہو اور ان سے بے خوف نہ رہو۔

قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ۔ اللہ انہیں مارے۔

بعض کا قول ہے کہ یہ کلمہ مذمت اور توبیخ کے لئے ہے اور اہل عرب اسے لعنت کا قصد کرنے کی بجائے تعجب کے موقع ومحل پر بولتے ہیں۔ بعض نے کہا یہ دعا ہے اور حق سبحانہ وتعالیٰ اپنی ذات بابرکات سے منافقوں پر لعنت چاہ رہے ہیں یا پھر مومنوں کو اس کی تعلیم دی جارہی ہے کہ منافقوں کے لئے ایسا چاہیں۔ ایک قول ہے: ای لعنھم و طردھم فان القتل قصاری شدائد الدنیا و فظائعھا یعنی ان پر لعنت فرمائی اور انہیں مردود ٹھہرایا کیونکہ قتل دنیا کے اندر شدید ترین سزا اور محرومی ہے۔

اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ۔ کہاں اوندھے جاتے ہیں۔ یہ ان (منافقین) کے حال پر بطور تعجب ارشاد ہے۔

ای کیف یصرفون عن الحق الی ما ھم علیه من الکفر والضلال۔

یعنی وہ کس طرح راہ حق سے پھرے جاتے ہیں اور کس طرح کفر وضلالت پر ڈٹے ہوئے ہیں اور روشن دلائل کے باوجود راہ حق سے انحراف کرتے ہیں۔

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَ رَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَ هُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ۝۵ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ۝۶

اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے لئے معافی چاہیں تو اپنے سر گھماتے ہیں اور تم انہیں دیکھو کہ غرور کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے ہیں ان پر ایک سا ہے تم ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو اللہ انہیں ہرگز نہ بخشے گا بے شک اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

اس آیت مبارکہ کا شان نزول یہ ہے کہ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے عبداللہ بن ابی سے خود سنا کہ وہ اپنے ساتھیوں سے کہہ رہا تھا جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہیں جب تک وہ انہیں چھوڑ کر الگ نہ ہو جائیں ان پر کچھ خرچ نہ کرو اور اگر ہم مدینے کو لوٹے تو وہاں سے عزت والے لوگ ان ذلیلوں کو نکال دیں گے میں نے اس کا تذکرہ اپنے چچا سے کیا اور انہوں نے بارگاہ رسالت میں عرض کر دیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بلا بھیجا تو میں نے واقعہ بیان کیا جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن ابی اور اس کے دوستوں کو بلا کر پوچھا انہوں نے قسمیں کھالیں کہ انہوں نے ایسی بات نہیں کہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے (ظاہراً) جھوٹا قرار دیا اور ابن ابی کو سچا مان لیا اس فیصلے سے مجھے ایسا صدمہ پہنچا کہ اس سے پہلے کبھی نہ پہنچا تھا۔ میرے چچا نے کہا میں تو تجھے جھوٹا نہ کہنا چاہتا تھا مگر اب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجھے جھوٹا قرار دیا ہے اور آپ تجھ سے متنفر ہو گئے ہیں اس پر سورۂ منافقون کی آیات کا نزول ہوا تو سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے طلب فرما کر یہ آیات پڑھیں اور فرمایا اللہ نے تیری بات کی تصدیق کی ہے۔

محمد ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ غزوۂ مریسیع یا غزوہ بنو مصطلق سے فارغ ہو کر چشمہ مریسیع پر جو قدید کی طرف سے ساحل کی طرف تھا، تشریف فرما تھے کہ ایک واقعہ پیش آیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بنی غفار کا ایک مزدور تھا جو آپ کے گھوڑے کی لگام پکڑ کر چلتا تھا اس کا نام جہجاہ بن سعید تھا۔ سنان بن وبرہ جہنی جو قبیلہ عوف بن خزرج کا حلیف تھا اس سے جہجاہ کا جھگڑا ہو گیا۔ جہجاہ نے سنان کو مار کر لہولہان کر دیا سنان نے گروہ انصار کو مدد کے لئے پکارا اور جہجاہ نے گروہ مہاجرین کو مدد کے لئے پکارا، دونوں طرف سے ایک ایک گروہ ہتھیاروں کے ساتھ نکل آیا اور مہاجرین کی طرف سے جعال نامی شخص

Marfat.com

نے جہجاہ غفاری کی مدد کی اور قریب تھا کہ بڑا فساد ہو جاتا کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے اور فرمایا کہ یہ جاہلیت کی کیا پکار مچار کھی ہے۔ لوگوں نے صورت حال عرض کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چھوڑ و یہ فتنہ ہے (جو اسلام میں ناپسندیدہ فعل ہے) آدمی کو اپنے بھائی کی مدد کرنی چاہئے خواہ ظالم ہو یا مظلوم۔ ظالم ہو تو اس کو ظلم سے روک دے یہی اس کی امداد ہے اور مظلوم ہو تو اس کی حمایت کرے اس کے بعد باہمی کوشش سے سنان اپنے حق سے دستبردار ہو گئے۔ اس وقت عبداللہ بن ابی بھی اپنی جگہ اپنے دس ساتھیوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ، جو کمسن لڑکے تھے وہ بھی ان کے قریب بیٹھے ہوئے تھے۔ ابن ابی نے شان اقدس میں اس وقت بہت گستاخانہ اور بے ہودہ باتیں بکیں اور کہنے لگا کیا ان لوگوں نے یہ حرکت کی اب ہم پر فخر کرنے اور ہماری بستیوں میں ہمیں سے لڑنے لگے ہماری اور ان کی حالت اس کہاوت جیسی ہے کہ اپنے کتے کو پال کر موٹا کر کہ تجھے کاٹ کھائے، خدا کی قسم جب ہم مدینہ واپس لوٹیں گے تو ہم میں سے عزت والے ذلیلوں کو نکال دیں گے اگر تم انہیں اپنا جوٹھا کھانا نہ دیتے تو یہ تمہاری گردنوں پر سوار نہ ہوتے، اب ان پر کچھ خرچ نہ کرو تاکہ یہ مدینہ سے بھاگ جائیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے ہٹ جائیں۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا تو برافروختہ ہو کر کہا خدا کی قسم تو اپنی قوم میں ذلیل ہے اور ان میں بغض ڈالنے والا ہے اور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے رب نے عزت وقوت دی ہے اور وہ مسلمانوں کے دلوں میں محبوب ترین ہیں۔ عبداللہ ابن ابی یہ سن کر گھسیانا ہو گیا اور کہنے لگا۔ لڑکے چپ رہ میں تو یونہی مذاق سے کہہ رہا تھا۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے اس کی اطلاع سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی تو یہ بات آپ کو ناگوار گزری۔ پھر فرمایا لڑکے! شاید تو نے اس پر (عبداللہ بن ابی پر) جھوٹ باندھا ہے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے عرض کی: خدا کی قسم یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے اس سے خود سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شاید تجھے سننے میں اشتباہ ہوا۔ زید نے عرض کیا حضور میرے سننے میں کوئی غلطی نہیں ہوئی۔ لشکر اسلام میں اس بات کا چرچا ہوا اور بعض انصاریوں نے زید کو ملامت کی کہ تو نے اپنی قوم کے سردار عبداللہ بن ابی پر تہمت لگائی اور بڑی نامناسب بات کی ہے اور قطع رحمی کی ہے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا خدا کی قسم میں نے جو کچھ اس سے خود سنا وہی بیان کیا ہے خدا کی قسم اگر میں ایسی بات اپنے باپ سے سنتا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ضرور عرض کرتا مجھے امید ہے کہ اللہ میری تصدیق فرمائے گا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن ابی کے قتل کی اجازت مانگی مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرما دیا اور ارشاد فرمایا کہ لوگ کہیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں اور لشکر کی روانگی کا حکم فرمایا حضور نے ابن ابی کو بلا کر دریافت فرمایا کہ تو نے یہ باتیں کہیں تھیں تو وہ فوراً مکر گیا اور قسمیں کھانے لگا کہ میں نے کچھ بھی نہیں کہا۔ اس کے دوست مالک سوید زید بن صلت اور معتب وغیرہ جو مجلس شریفہ میں موجود تھے، عرض کرنے لگے کہ ابن ابی مرد بزرگ ہے یہ جو کہتا ہے ٹھیک ہی کہتا ہے، زید بن ارقم کو غلط فہمی ہوئی ہے، غرضیکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن ابی کا عذر قبول فرما لیا اور زید کو لوگ ملامت کرنے لگے زید اس واقعہ پر بہت ملول ہوئے اور آپ کے قریب جانے سے ہچکچانے لگے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روانہ ہوئے تو سب سے پہلے اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملے اور سلام کے بعد ایسے وقت میں روانگی کے بارے میں عرض کیا جو عادت کریمہ کے موافق نہ تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم کو وہ بات نہیں پہنچی جو تمہارے ساتھی نے کہی تھی۔ سعد یا اسید رضی اللہ

عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کون ساتھی!!! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عبداللہ بن ابی کہتا ہے کہ جب وہ مدینے لوٹ کر جائے گا تو بڑی عزت والا وہاں سے بڑے ذلیل کو نکال دے گا۔ سعد نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر آپ چاہیں تو اس کو نکال دیں وہ خود بڑا ذلیل ہے اور آپ بڑی عزت والے ہیں، عزت تو اللہ کے لئے اور مومنوں کے لئے ہے۔ بغوی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ سورۂ مبارکہ مدینہ میں نازل ہوئی لیکن روایت سے واضح ہے کہ بحالت سفر ہی آیات کا نزول ہوا اور اللہ نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصدیق اور ابن ابی کی تکذیب نازل فرمائی۔ جب آیات نازل ہو چکیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زید کا کان پکڑ کر فرمایا: زید! اللہ نے تیری تصدیق کر دی اور تیرے قول کو پورا کر دیا۔ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن ابی کے متعلق آیات کے نزول سے قبل حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے ابن ابی سے کہا کہ وہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرے لئے بخشش چاہیں گے۔ یہ سن کر عبداللہ بن ابی گردن پھیرنے لگا۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ تیری یہ گردن گھمانے کے متعلق ضرور کچھ نازل ہوگا جو تیرے لئے عذاب ہوگا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جب ابن ابی کا جھوٹ کھل گیا تو اس سے کہا گیا تیرے متعلق سخت آیات نازل ہوئی ہیں اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت حاضر ہو کر معافی چاہو حضور تیرے لئے دعائے بخشش فرمادیں گے تو ابن ابی گردن پھیر کر بولا تم نے کہا ایمان لاؤ تو میں ایمان لے آیا۔ تم نے کہا زکوٰۃ دے دو تو میں نے زکوٰۃ دی، اب تو یہی باقی رہ گیا ہے کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کروں تو اس پر آیت وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ الخ نازل ہوئی اس کے چند روز بعد وہ بیمار رہا اور مر گیا۔

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ

اور جب ان سے کہا جائے آؤ تمہارے لئے معافی چاہیں اللہ کے رسول تو اپنے سر گھماتے ہیں۔

یہ تکبر اور اعراض سے کنایہ ہے جیسا کہ کہا گیا اور ایک قول ہے: هو علی حقيقة ای حرکوها استهزاءً اور یہ حقیقت حال پر مبنی ہے یعنی انہوں نے بطور ٹھٹھا کے ایسی حرکت کی یعنی گردن گھمائی۔ روایت میں ہے جیسا کہ پیچھے تفصیل سے گزرا کہ عبداللہ بن ابی سے کہا گیا کہ وہ اپنے گناہ کا اعتراف کرلے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جا وہ تیرے لئے مغفرت کی دعا مانگیں گے تو اس نے اپنے سر کو پھیرا گویا اس مشورہ سے انکار کیا اور کہنے لگا کہ تم نے ایمان کا مشورہ دیا میں ایمان لایا، تم نے زکوٰۃ ادا کرنے کو کہا میں نے وہ ادا کی اور اب اس کے سوا اور کیا رہ گیا ہے کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کروں، اور جب اس سے کہا گیا: ''توبہ کرلو'' تو اس نے اپنی گردن نیوڑائی تو یہ آیت نازل ہوئی۔

وَ رَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَ هُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ

اور تم انہیں دیکھو کہ وہ غرور کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے ہیں۔

یہ خطاب مسلمانوں سے ہے جنہوں نے منافقوں کو اعتراف جرم اور خدمت نبوی میں حاضر ہو کر دعائے بخشش کا مشورہ دیا تھا یعنی تم دیکھو گے کہ وہ استغفار سے منہ موڑتے ہیں اور اعتراف جرم سے تکبر کرتے اور معذرت سے گریز کرتے ہیں۔

سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ۔

ان پر ایک سا ہے تم ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو۔

فهو للتسوية بين الامرين الاستغفار لهم و عدمه۔ تو گویا یہ دونوں صورتیں یعنی ان کے لئے دعائے بخشش

Marfat.com

مانگنایادعائے بخشش کانہ مانگنا یکساں ہے اور اس سے عدم نفع کی خبر ہے جیسا کہ آگے ارشاد باری عزوجل ہے:

لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۔ اللہ انہیں ہرگز نہ بخشے گا۔

چونکہ وہ نفاق میں پختہ ہو چکے ہیں اور راہ نفاق پر ہی قائم رہیں گے۔ تو اللہ انہیں بایں وجہ نہ بخشے گا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ

بے شک اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

ای الکاملین فی الفسق الخارجین عن دائرۃ الاستصلاح المنهمکین لسوء استعدادھم بانواع القبائح فان المغفرۃ نوع الھدایۃ۔

یعنی یہ لوگ اپنے فسق وفجور میں راسخ و پختہ ہو چکے ہیں اور اس دائرہ سے جس میں ان کی اصلاح ممکن تھی، خارج ہو چکے ہیں اور یہ اپنی استعداد و قابلیت کو برے کاموں میں لگانے میں منہمک ہیں اور مختلف قسم کی برائیوں میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ لہٰذا یہ درست نہیں ہو سکتے اور علم الٰہی عزوجل کی رو سے قبول ہدایت سے محروم ہو چکے ہیں، مغفرت جو ہدایت کی شاخ ہے جب اس سے تکبر و اعراض کرتے ہیں تو کیونکر ہدایت پا سکتے ہیں گویا ان کی استعداد سلب ہو چکی ہے۔

هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ؕ وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝

وہی ہیں جو کہتے ہیں کہ ان پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہیں یہاں تک کہ پریشان ہو جائیں اور اللہ ہی کے لئے ہیں آسمانوں اور زمین کے خزانے مگر منافقوں کو سمجھ نہیں۔

هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا

وہی ہیں جو کہتے ہیں کہ ان پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ ﷺ کے پاس ہیں یہاں تک کہ پریشان ہو جائیں۔

واضح استیناف ہے بعض امور کے لئے جو ان منافقوں کے فسق پر دلالت کرتا ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ ان کے عدم مغفرت کی علت ہو۔

اور هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سے مراد رأس المنافقین عبداللہ بن ابی اور وہ سارے لوگ ہیں جو اس بات (قول) سے راضی تھے۔ غزوۂ بنو المصطلق یا غزوۂ مریسیع سے واپسی پر جب جہجاہ غفاری اور سنان کے درمیان لڑائی ہوگئی اور جب یہ معاملہ رفع ہو گیا تو عبداللہ بن ابی نے شان اقدس میں بہت گستاخانہ اور بے ہودہ باتیں بکیں جن میں سے ایک یہ ہے جس کا ذکر خدا نے فرمایا۔ بدبخت نے اپنی قوم سے بکا کہ اگر تم اپنا جوٹھا کھانا نہ دو تو یہ تمہاری گردنوں پر سوار نہ ہوں اب ان پر کچھ خرچ نہ کرو تا کہ یہ مدینہ سے بھاگ جائیں۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو خدمت اقدس میں عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن ابی سے دریافت کیا تو وہ سرے سے مکر گیا اور قسم کھا گیا کہ اس نے کچھ نہیں کہا۔ (پیچھے تفصیل گزر چکی ہے) اب اللہ نے اس کا جھوٹ آشکار کر دیا۔

عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ سے مراد فقراء مہاجرین ہیں اور ان منافقین کا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لفظ کہنا یا تو اس لئے تھا کہ وہ ظاہراً آپ کی رسالت کے مقر تھے اگر چہ باطناً منافق تھے یا پھر انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

کے غلبہ کے پیش نظر ایسا کہا اور ہوسکتا ہے کہ انہوں نے ایسا نہ کہا ہو اور اللہ عزوجل نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجلال و تعظیم کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لفظ بطور بدل فرمایا ہو۔ واللہ اعلم

اور انفضاض سے مراد بٹ جانا، بکھر جانا ہے اور حتی کا لفظ تعلیل کے لئے ہے۔ یعنی ان لوگوں پر خرچ نہ کرو یہاں تک کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منتشر ہو جائیں اور آپ کی صحبت چھوڑ دیں۔

وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اور اللہ ہی کے لئے ہیں آسمانوں اور زمین کے خزانے۔

منافقوں کے قول کا رد اور ابطال ہے کہ وہ گمان کرتے ہیں کہ ان کے ان لوگوں پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہیں، نہ خرچ کرنے کی وجہ سے انہیں پریشانی ہوگی اور وہ مدینہ سے بھاگ جائیں گے یا آپ کے پاس سے منتشر ہو جائیں گے اس کی وضاحت کر کے ارشاد ہے:

ان خزائن الارزاق بید الله تعالی خاصة یعطی منها من یشاء و یمنع من یشاء۔ کہ تمام انواع رزق کے خزانے سب اللہ پاک ہی کے دست قدرت میں ہیں اور وہ ان میں جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے عطا نہیں فرماتا۔ مطلب یہ ہے کہ کوئی اس قابل کہاں ہے کہ اللہ عزوجل کے حکم و مشیت کے بغیر کچھ دے سکے یا کچھ روک سکے۔ اللہ ہی سب کا رزاق ہے اور وہی سب کو دیتا ہے اور منافقوں کا کہنا کہ نہ خرچ کرو جہالت خالص و بے ہودگی ہے یا وہ عظمت الٰہی عزوجل سے بیگانہ ہیں۔

وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ۔ مگر منافقوں کو سمجھ نہیں۔

ذلک لجهلهم بالله تعالی و بشؤنه عزوجل ولذلک یقولون من مقالات الکفرة ما یقولون۔ یہ ان منافقین کی عظمت الٰہیہ عزوجل سے جہالت و بے خبری ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ کفریہ باتیں کرتے ہیں اگر سمجھ دار ہوتے تو ایسا ہرگز نہ کہتے۔

يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۸﴾

کہتے ہیں ہم مدینہ پھر کر گئے تو ضرور جو بڑی عزت والا ہے وہ اس میں سے نکال دے گا اسے جو نہایت ذلت والا ہے اور عزت اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ

کہتے ہیں ہم مدینہ پھر کر گئے تو ضرور جو بڑی عزت والا ہے وہ اس میں سے نکال دے گا اسے جو نہایت ذلت والا ہے۔

قائله کما سمعت ابن ابی و عنی بالأعز نفسه او ومن یلوذ به و بالاذل من اعزه الله عزوجل و هو الرسول صلی الله علیه وآله وسلم او هو علیه الصلوة والسلام والمومنون۔

ایسا کہنے والا جیسا کہ سنا گیا (بروایت زید بن ارقم) عبداللہ بن ابی ہے اور بڑی عزت والے سے مراد اس کی اپنی ذات یا وہ شخص جو عزت کا حریص و بھوکا ہے (ابن ابی) اور نہایت ذلت والے سے مراد وہ ذات ہے جس کو اللہ عزوجل شانہ نے

Marfat.com

نہایت معزز فرمایا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل ایمان مراد ہیں۔

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ

اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے۔

رد لما زعموہ ضمنا من عزتھم و ذل من نسبوا الیہ الذل، وحاشاہ منہ ای و للہ تعالی الغلبۃ والقوۃ و لمن اعزہ اللہ تعالیٰ من رسولہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و المومنین لا للغیر۔

یہ منافقوں کے اس زعم کا رد ہے جو انہیں اپنے معزز ہونے کے بارے میں تھا اور اس کا ابطال جس کی طرف انہوں نے ذلت والے کی نسبت کی تھی اور وہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنین) اس سے پاک ہیں یعنی عزت وغلبہ اور قوت اللہ ہی کے لئے ہے اور اس کے لئے ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے نہایت معزز فرمایا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ایمان والوں کو اور ان کے غیر کو نہیں۔

تقدیم خبر سے حصر کا فائدہ ظاہر ہے۔ اور ایک قول ہے کہ اسناد کی نسبت سے پہلے عطف معتبر ہے اور وہ اس کے منافی نہیں اور حرف جارہ کے اعادہ کو مضر نہیں کیونکہ وہ نسبت میں استقلال کے افادہ کے لئے نہیں ہے بلکہ ثبوت عزت میں تفاوت کا فائدہ دیتا ہے تو اس کا ثبوت یہ ہے کہ عزت اللہ تعالیٰ کے لئے ذاتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بواسطہ رسالت اور اہل ایمان کے لئے ایمان کے واسطے سے ہے اور کئی طریق سے مروی ہے کہ عبداللہ بن ابی کا بیٹا عبداللہ مخلص مومن تھا اس نے جب اپنے باپ کے اس قول کے بارے میں سنا تو اپنے باپ پر اشراف مدینہ کے روبرو تلوار کھینچ لی اور کہا خدا کی قسم کہ میں تمہیں اس وقت تک نہ چھوڑوں گا جب تک کہ تو یہ نہ کہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتہائی عزت والے ہیں اور میں سب سے زیادہ ذلیل ہوں پس اس نے باپ کو نہ چھوڑا جب تک اس نے یوں نہ کہا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ مدینہ کے باہر ٹھہر گیا اور لوگ مدینہ میں داخل ہوتے رہے یہاں تک کہ اس کا باپ (عبداللہ بن ابی) آیا تو اس نے کہا: ''ٹھہر جا'' ابن ابی بولا تجھ پر افسوس ہے کہ تجھے کیا ہو گیا ہے۔ عبداللہ بن عبداللہ بن ابی نے کہا: خدا کی قسم کہ تو کبھی بھی مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا مگر یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرے لئے اجازت فرمائیں اور آج تجھے ضرور پتا چل جائے گا کہ سب سے زیادہ عزت والا کون ہے اور سب سے زیادہ ذلت والا کون ہے پھر وہ پلٹ کر گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی اور جو کچھ اس کے بیٹے نے کیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی طرف پیغام بھجوایا کہ اس کو چھوڑ دو اور (جانے دو) تو انہوں نے باپ کو جانے دیا اور اس آیت میں اہل ایمان کی بزرگی وفضیلت پر دلیل ہے اور اسی جگہ بعض صالحات نے کہا ہے اور ان کا یہ قول عقل کی کمی کی وجہ سے ہے: ''کیا میں اسلام پر نہیں ہوں اور وہ ایسی عزت ہے کہ اس کے ساتھ ذلت نہیں اور ایسی غنا ہے جس کے ساتھ فقر نہیں ہے''۔ اور حسن بن علی سبط رسول رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ان سے کہا بے شک لوگ گمان رکھتے ہیں کہ اس میں (اس آیت میں) آپ کے لئے غرور (تیہ، تکبر فخر بڑائی) ہے، ارشاد فرمایا تکبر ہرگز نہیں بلکہ عزت ہے اور یہ آیت لِلّٰهِ الْعِزَّةُ الخ تلاوت کی اور تیہ سے مراد تکبر ہے اور عزت سے اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ عزت کبر نہیں ہے اور ابو حفص سہروردی قدس سرہ نے اسے نص قرار دے کر فرمایا: ''العزۃ غیر الکبر لان العزۃ معرفۃ الانسان بحقیقۃ نفسہ و اکرامھا'' عزت کبر میں داخل نہیں

Marfat.com

کیونکہ عزت سے نفس انسانی کی حقیقت اور اس کے فضل و شرف کی معرفت ہوتی ہے اور اس کا اطلاق غیر پائیدار اقسام پر نہیں ہوتا جس طرح کہ کبر و غرور جو کہ نفس انسانی کا جہل ہے اور اس کی قدر و منزلت کو نیچے گرانے والا ہے تو عزت ذلت کی ضد ہے جس طرح کہ تکبر تواضع کی ضد ہے۔ تاہم عزت کی تفسیر قوت و غلبہ ہی سے کی گئی ہے اور یہ بھی خدا عزوجل اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنوں کے لئے ثابت ہے۔

وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

من فرط جهلهم و غرورهم فيهذون ما يهذون۔ یعنی منافق اپنی جہالت اور نادانی اور تکبر و غرور کے باعث اس بات کو نہیں جانتے پس وہ یاوہ گوئی کرتے ہیں جو ان کے جی میں آتا ہے۔ علماء تفسیر نے نقل کیا ہے کہ اس آیت کے نزول کے تھوڑا عرصہ بعد ابن ابی بحالت نفاق مر گیا گویا اس میں اس کے انجام کی خبر تھی کہ اسے جلد معلوم ہو جائے گا کہ بڑی عزت والا کون ہے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع دوم۔ سورۃ المنافقون۔ پ ۲۸

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ⑨	اے ایمان والو! تمہارے اموال نہ تمہاری اولاد کوئی چیز تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرے اور جو ایسا کرے تو وہی لوگ نقصان میں ہیں
وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَاۤ اَخَّرْتَنِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ⑩	اور ہمارے دیئے میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کو موت آئے پھر کہنے لگے اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی مدت تک کیوں مہلت نہ دی کہ میں صدقہ دیتا اور نیکوں میں ہوتا
وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ⑪ ع	اور ہرگز اللہ کسی جان کو مہلت نہ دے گا جب اس کا وعدہ آ جائے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے

حل لغات رکوع دوم۔ سورۃ المنافقون۔ پ ۲۸

يٰۤاَيُّهَا۔ اے	الَّذِيْنَ۔ لوگو جو	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے ہو	لَا۔ نہ
تُلْهِكُمْ۔ غافل کریں تم کو	اَمْوَالُكُمْ۔ تمہارے مال	وَ۔ اور	لَاۤ۔ نہ
اَوْلَادُ۔ اولاد	كُمْ۔ تمہاری	عَنْ ذِكْرِ۔ یاد	اللّٰهِ۔ الٰہی سے
وَ۔ اور	مَنْ۔ جو	يَّفْعَلْ۔ کرے گا	ذٰلِكَ۔ ایسا تو
فَاُولٰٓئِكَ۔ یہی	هُمْ۔ لوگ ہیں	الْخٰسِرُوْنَ۔ خسارہ میں	وَ۔ اور
اَنْفِقُوْا۔ خرچ کرو	مِنْ مَّا۔ اس سے جو	رَزَقْنٰكُمْ۔ دیا ہم نے تم کو	مِّنْ قَبْلِ۔ پہلے
اَنْ۔ اس سے کہ	يَّاْتِيَ۔ آئے	اَحَدَ۔ ایک	كُمْ۔ تمہارے کو

Marfat.com

الْمَوْتُ۔موت	فَيَقُوْلَ۔تو کہے	رَبِّ۔اے میرے رب	لَوْلَآ۔کیوں نہ
اَخَّرْتَنِیْٓ۔مہلت دی تو نے مجھ کو		اِلٰٓی۔طرف	اَجَلٍ۔مدت
قَرِیْبٍ۔قریب کی	فَاَصَّدَّقَ۔تو میں صدقہ کرتا	وَ۔اور	اَکُنْ۔ہوتا
مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ۔نیک لوگوں سے		وَ۔اور	لَنْ۔ہرگز نہیں
یُّؤَخِّرَ۔مہلت دیتا	اللّٰهُ۔اللہ	نَفْسًا۔کسی جان کو	اِذَا۔جب
جَآءَ۔آجائے	اَجَلُهَا۔مدت اس کی	وَ۔اور	اللّٰهُ۔اللہ
خَبِیْرٌ۔خبردار ہے	بِمَا۔اس سے	تَعْمَلُوْنَ۔جو تم کرتے ہو	

مختصر تفسیر اردو رکوع دوم۔سورۃ المنافقون۔پ ۲۸

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ①

اے ایمان والو تمہارے مال نہ تمہاری اولاد (کوئی چیز) تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرے اور جو ایسا کرے تو وہی لوگ نقصان میں ہیں۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔

اے ایمان والو تمہارے مال نہ تمہاری اولاد کوئی چیز تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرے۔

ای لا یشغلکم الاهتمام بتدبیر امورها والاعتناء بمصالحها والتمتع بها عن اشتغال بذکر الله عزوجل من الصلوة و سائر العبادات المذکورة للمعبود الحق جل شانه فذکر الله تعالی مجاز عن مطلق العبادة کما یقتضیه کلام الحسن و جماعة والعلاقة السببیة لان العبادة سبب لذکره سبحانه و هو المقصود فی الحقیقة منها۔

یعنی (اولاد و مال کی محبت) تمہیں اس کے امور کی تدبیر کے ساتھ ان کے بندوبست میں مشغول نہ کر دے اور نہ ہی اس کی مصلحتوں کی طرف متوجہ اور اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے منہمک رکھے کہ تم اللہ عزوجل کے ذکر سے جیسے نماز اور جملہ عبادتیں جو معبود برحق سبحانہ وتعالیٰ کی یاد کے لئے (مقرر) ہیں غافل ہو جاؤ (لاتعلق ہو جاؤ) پس اللہ عزوجل کے ذکر سے مجازاً مراد مطلق عبادت ہے جیسا کہ اس کا مقتضیٰ (تقاضا) ہے۔حسن اور ایک جماعت کا یہی قول ہے کہ اور سبب کا علاقہ یوں کہ عبادت حق سبحانہ کی یاد کا باعث ہے اور وہی حقیقۃً اس سے مقصود (مطلوب) ہے۔و فی روایة عن الحسن ان المراد به جمیع الفرائض۔اور ایک روایت میں حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بے شک اس سے مراد تمام فرض عبادتیں ہیں جیسے نماز پنجگانہ و قال الضحاک و عطا : الذکر هنا الصلوة المکتوبة اور ضحاک اور عطار حمہم اللہ کا قول ہے کہ یہاں ذکر سے مراد فرض نمازیں ہیں۔ و قال الکلبی : الجهاد مع الرسول صلی الله علیه و آله وسلم اور کلبی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ راہ خدا عزوجل میں جہاد کرنا ہے۔ و قیل : القرآن اور ایک قول ہے کہ مراد (ذکر سے) قرآن ہے اور ذکر کا عمومی معنی اولیٰ ہے تاہم معنی یہ ہے: لا تشغلنکم

Marfat.com

الدنيا عن الدين کہ تمہیں دنیاوی مشغولیت اوراس کے دھندے دین سے غافل نہ کردیں اور صاحب کشاف کے نزدیک اموال واولاد سے مراد دنیا ہی ہے کیونکہ حق سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے: اَلْمَالُ وَ الْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا مال اور بیٹے (اولاد) دنیاوی زندگانی کی زینت ہے۔ واضح مفہوم یہی ہے کہ دنیاوی شغل دین کو نہ بھلادیں اور مال واولاد کی محبت فکر آخرت سے روک نہ بنے۔

وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ۔ اور جو ایسا کرے۔

ای اللهو بها و هو الشغل۔

یعنی لہو ولعب جو کہ شغل دنیا ہے اس میں پڑ جائے اور دین کو بھلادے اور فکر آخرت سے صرف نظر کرے اور دنیا اور اس کے امور کی طلب میں پڑ جائے اور آخرت کی دائمی زندگی اور اس کی نعمتوں کے حصول سے بے پرواہی برتے اور عارضی زندگی دنیاوی کے لئے ہی ساری ہمت صرف کردے تو یہ سودا کیسا ہے اگلے جملے میں ارشاد ہے:

فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔ تو وہی لوگ نقصان میں ہیں۔

حيث باعوا العظيم الباقي بالحقير الفاني۔ تو ایسے لوگ جنہوں نے فنا ہونے والی شے کو اس عظیم اور ہمیشہ رہنے والی نعمت کے بدلے خرید لیا اور سودا خسارے ہی خسارے کا ہے اس آیت میں مومنوں کو فکر آخرت کی خوب ترغیب ہے۔

وَ اَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْ لَاۤ اَخَّرْتَنِیْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِیْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَ اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ⑩

اور ہمارے دیئے میں سے ہماری راہ میں خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کو موت آئے پھر کہنے لگے اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی مدت تک کیوں مہلت نہ دی کہ میں صدقہ دیتا اور نیکوں میں ہوتا۔

وَ اَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ

اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرو۔

ای بعض ما اعطيناكم و تفضلنا به عليكم من الاموال ادخاراً للآخرة۔ یعنی اس میں سے کچھ جو ہم نے تمہیں عطا فرمایا اور اس کے ساتھ تمہیں اموال وغیرہ سے بزرگی بخشی تاکہ وہ آخرت کے لئے ذخیرہ (سرمایہ) ہو۔ ابن المنذر رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وَ اَنْفِقُوْا سے مراد زکوٰۃ کا ادا کرنا، حج کے دوران صدقہ ہے۔ ایک قول ہے اس سے صدقات واجبہ مراد ہیں۔

مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ

اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کو موت آئے۔

ای اماراته و مقدماته۔ یہ کلام برتقدیر مضاف ہے یعنی موت کی علامتیں اور نشانیاں اور وہ باتیں جو بالعموم موت کا پیش خیمہ ہوتی ہیں ظاہر ہو جائیں۔

فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْ لَاۤ اَخَّرْتَنِیْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِیْبٍ

پھر کہنے لگے اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی مدت تک کیوں مہلت نہ دی۔

Marfat.com

ای امھلنی ای امد قصیر۔

یعنی حالت ورود موت میں کہنے لگے کہ مجھے مہلت دے یعنی تھوڑی سی مہلت (وقت) یا یہ کہ تھوڑے سے وقت کے لئے زندگی دے دے۔

فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ

کہ میں صدقہ دیتا اور صالحین میں سے ہو جاتا۔

ان اخرتنی اصدق و اکن من الصلحین۔ یعنی اگر تو مجھے تھوڑی زندگی دے دے تو میں صدقہ کروں اور نیکوں میں سے ہو جاؤں۔

لَوْلَآ سے مستفاد یہ ہے کہ مرنے والا بطور حسرت ایسا کہے گا اور بعض کا قول ہے: فَاَصَّدَّقَ سے مراد ہے کہ میں اگر تھوڑی زندگی اور پاؤں تو میں تیری تصدیق کروں (ایمان لاؤں) اور اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ سے مراد ہے مومنوں میں سے ہو جاؤں کیونکہ ان کے نزدیک یہ منافقوں کے حق میں اتری۔ اور ایسا حرف و (عطف) کی تعبیر کے پیش نظر ہے۔

ترمذی اور طبرانی رحمہم اللہ وغیرہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے پاس مال ہو، جو حج بیت اللہ کو لازم کرلے یا اس پر زکوٰۃ میں سے کچھ واجب ہو اور وہ ایسا نہ کرے (نہ حج کرے نہ زکوٰۃ دے) موت کے وقت رجوع (زندگی) کی درخواست کرتا ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی شخص نے کہا اے ابن عباس رضی اللہ عنک اللہ سے ڈر زندگی کی طرف لوٹنے کی درخواست تو صرف کفار کریں گے تو آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ لہٰذا صدقہ وہی بہتر ہے جو زندگی میں ہو بحالت صحت اور مال کی محبت کے باوجود ہو اور جب موت آ پہنچی تو وقت جاتا رہا اور مال وارثوں کا ہو گیا۔ لازم ہے کہ صدقات واجبہ فی الفور ادا کر جائیں اور تاخیر نہ کی جائے۔

وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ۚ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿١١﴾۔

اور ہرگز اللہ کسی جان کو مہلت نہ دے گا جب اس کا وعدہ آ جائے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا۔ اور اللہ ہرگز کسی جان کو مہلت نہ دے گا۔

ای ولن یمھلھا۔ یعنی اللہ اس کو ہرگز مہلت (وقت تھوڑی زندگی) نہ عطا فرمائے گا اگرچہ وہ اس کی آرزو کرے۔

اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا۔ جب اس کا وعدہ آ جائے۔

ای آخر عمرھا۔ یعنی اس کی عمر کا وقت پورا ہو جائے۔

حدیث شریف میں ہے کہ بندے کی عمر شکم مادر میں نفخہ روح کے ساتھ ہی لکھ دی جاتی ہے۔ لہٰذا جب وقت مکتوب پورا ہو جائے تو مہلت ہرگز نہ دی جائے گی اور دیگر مقامات پر قرآن حکیم میں مزید وضاحت ہے کہ جب وعدہ آ جائے تو ایک لمحے کی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ ایک قول ہے کہ عمر پوری ہو جائے جو لوح محفوظ میں مکتوب ہے۔

وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

یعنی حیات دنیوی میں تم نے جو کچھ کیا اللہ کو معلوم ہے اور وہ تمہیں اسی کے موافق جزا دے گا۔

سورۂ منافقون کی تفسیر مکمل ہوئی، ۱۷ محرا الحرام ۱۴۱۱ ہجری

Marfat.com

سورۃ التغابن

اکثر علماء کے نزدیک سورۃ التغابن مدنی ہے عبداللہ بن عباس اور عطا بن یسار رضی اللہ عنہما کے نزدیک یہ سورۃ مبارکہ سوائے اس کے آخری آیات یٰٓاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّ مِنۡ اَزۡوَاجِکُمۡ......الخ کے مکی ہے اور جمہور کے نزدیک اس کی آیات اٹھارہ ہیں اور دو رکوع ہیں۔ سورۃ منافقون سے اس کی مناسبت یوں ہے کہ اس میں حق سبحانہ وتعالیٰ نے منافقوں کا حال ذکر کیا پھر اہل ایمان سے خطاب فرمایا اور اس سورۃ مبارکہ (التغابن) میں لوگوں کی تقسیم بیان کی کہ ان میں سے بعض مومن اور ان میں سے بعض کافر ہیں۔ بعض علماء نے سورت منافقون کی آخری آیت وَلَنۡ یُّؤَخِّرَ اللّٰہُ نَفۡسًا الخ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف کے تریسٹھ برس ہونے کا استنباط کیا ہے کہ سورۃ منافقون تریسٹھویں سورۃ مبارکہ ہے اور اس کے بعد حق سبحانہ وتعالیٰ نے تغابن کا ذکر فرمایا۔

سورة التغابن مدنية

اس سورت میں دو رکوع اٹھارہ آیتیں، دوسو اکتالیس کلمے اور ایک ہزار ستر حروف ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بامحاورہ ترجمہ رکوع اول۔ سورۃ تغابن۔ پ ۲۸

یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ۚ لَہُ الۡمُلۡکُ وَلَہُ الۡحَمۡدُ ۫ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ①

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اسی کا ملک ہے اور اسی کی تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

ھُوَ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ فَمِنۡکُمۡ کَافِرٌ وَّمِنۡکُمۡ مُّؤۡمِنٌ ؕ وَاللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ ②

وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا تو تم میں کوئی کافر اور تم میں کوئی مسلمان اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ وَصَوَّرَکُمۡ فَاَحۡسَنَ صُوَرَکُمۡ ۚ وَاِلَیۡہِ الۡمَصِیۡرُ ③

اس نے آسمان اور زمین حق کے ساتھ بنائے اور تمہاری تصویر کی تو تمہاری اچھی صورت بنائی اور اسی کی طرف پھرنا ہے

یَعۡلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَیَعۡلَمُ مَا تُسِرُّوۡنَ وَمَا تُعۡلِنُوۡنَ ؕ وَاللّٰہُ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ④

جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جانتا ہے جو تم چھپاتے اور ظاہر کرتے ہو اور اللہ دلوں کی بات جانتا ہے

اَلَمۡ یَاۡتِکُمۡ نَبَؤُا الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ قَبۡلُ ۫ فَذَاقُوۡا وَبَالَ اَمۡرِھِمۡ وَلَھُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ⑤

کیا تمہیں ان کی خبر نہ آئی جنہوں نے تم سے پہلے کفر کیا تو اپنے کام کا وبال چکھا اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے

ذٰلِکَ بِاَنَّہٗ کَانَتۡ تَّاۡتِیۡھِمۡ رُسُلُھُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ

یہ اس لئے کہ ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں

Marfat.com

فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ یَّهْدُوْنَنَا٘ فَكَفَرُوْا وَ تَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَی اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ﴿٦﴾

لاتے تو بولے کیا ہمیں آدمی راہ بتائیں گے تو کافر ہوئے اور پھر گئے اور اللہ نے بے نیازی کو کام فرمایا اور اللہ بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا

زَعَمَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ یُّبْعَثُوْا ؕ قُلْ بَلٰی وَ رَبِّیْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ؕ وَ ذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرٌ ﴿٧﴾

کافروں نے بکا کہ وہ ہرگز نہ اٹھائیں جائیں گے تم فرماؤ کیوں نہیں میرے رب کی قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے پھر تمہارے کوتک تمہیں جتا دیئے جائیں گے اور یہ اللہ کو آسان ہے

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ النُّوْرِ الَّذِیْٓ اَنْزَلْنَا ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ﴿٨﴾

تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول اور اس نور پر جو ہم نے اتارا اور اللہ تمہارے کاموں سے پورا خبردار ہے

یَوْمَ یَجْمَعُكُمْ لِیَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ یَوْمُ التَّغَابُنِ ؕ وَ مَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَ یَعْمَلْ صَالِحًا یُّكَفِّرْ عَنْهُ سَیِّاٰتِهٖ وَ یُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿٩﴾

جس دن تمہیں اکٹھا کرے گا سب کو جمع ہونے کے دن وہ دن ہے ہار والوں کی ہار کھلنے کا اور جو اللہ پر ایمان لائے اور اچھا کام کرے اس کی برائیاں اتار دے گا اور اسے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں کہ وہ ہمیشہ ان میں رہیں یہی بڑی کامیابی ہے

وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ ﴿١٠﴾ ع

اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں وہ آگ والے ہیں ہمیشہ اس میں رہیں اور کیا ہی برا انجام ہے

حل لغات رکوع اول۔سورۃ التغابن۔پ ۲۸

یُسَبِّحُ۔پاکی بولتا ہے	لِلّٰهِ۔اللہ کی	مَا۔جو	فِی۔بیچ
السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں کے ہے	وَ۔اور	مَا۔جو	فِی۔بیچ
الْاَرْضِ۔زمین کے ہے	لَهُ۔اسی کا	الْمُلْكُ۔ملک ہے	وَ۔اور
لَهُ۔اسی کی	الْحَمْدُ۔تعریف ہے	وَ۔اور	هُوَ۔وہ
عَلٰی۔اوپر	كُلِّ۔ہر	شَیْءٍ۔شے کے	قَدِیْرٌ۔قادر ہے
هُوَ۔وہ اللہ	الَّذِیْ۔وہ ہے جس نے	خَلَقَكُمْ۔تم کو پیدا کیا	فَمِنْكُمْ۔تو بعض تم سے
كَافِرٌ۔کافر ہیں	وَّ۔اور	مِنْكُمْ۔بعض تم سے	مُّؤْمِنٌ۔مومن ہیں
وَ۔اور	اللّٰهُ۔اللہ	بِمَا۔اس سے	تَعْمَلُوْنَ۔جو کرتے ہو تم
بَصِیْرٌ۔دیکھنے والا ہے	خَلَقَ۔پیدا کئے	السَّمٰوٰتِ۔آسمان	وَ۔اور
الْاَرْضَ۔زمین	بِالْحَقِّ۔حق کے ساتھ	وَ۔اور	صَوَّرَ۔صورت بنائی
كُمْ۔تمہاری	فَاَحْسَنَ۔پھر اچھی بنائی	صُوَرَ۔شکل	كُمْ۔تمہاری

وَ۔اور	اِلَیۡهِ۔اسی کی طرف ہے	الۡمَصِیۡرُ۔پھرنا	یَعۡلَمُ۔جانتا ہے
مَا۔جو	فِی۔بیچ	السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں	وَ۔اور
الۡاَرۡضِ۔زمین کے ہے	وَ۔اور	یَعۡلَمُ۔جانتا ہے	مَا۔جو
تُسِرُّوۡنَ۔تم چھپاتے ہو	وَ۔اور	مَا۔جو	تُعۡلِنُوۡنَ۔ظاہر کرتے ہو
وَ۔اور	اللّٰهُ۔اللہ	عَلِیۡمٌۢ۔جانتا ہے	بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ۔سینے
کی باتیں	اَ۔کیا	لَمۡ۔نہیں	یَاۡتِکُمۡ۔آئی تمہاری پاس
نَبَؤُا۔خبر	الَّذِیۡنَ۔ان	کَفَرُوۡا۔کافروں کی	مِنۡ قَبۡلُ۔جو پہلے ہو چکے
فَذَاقُوۡا۔تو چکھا انہوں نے	وَبَالَ۔وبال	اَمۡرِهِمۡ۔اپنے کام کا	وَ۔اور
لَهُمۡ۔ان کے لئے	عَذَابٌ۔عذاب ہے	اَلِیۡمٌ۔دردناک	ذٰلِكَ۔یہ
بِاَنَّهٗ۔اس لئے کہ	کَانَتۡ۔تھے	تَّاۡتِیۡهِمۡ۔آتے ان کے پاس	رُسُلُهُمۡ۔ان کے رسول
بِالۡبَیِّنٰتِ۔دلائل لے کر	فَقَالُوۡۤا۔تو بولے	اَ۔کیا	بَشَرٌ۔آدمی
یَّهۡدُوۡنَنَا۔ہدایت دیں گے ہم کو		فَکَفَرُوۡا۔تو کافر ہو گئے	وَ۔اور
تَوَلَّوۡا۔پھر گئے	وَّ۔اور	اسۡتَغۡنَی۔بے نیازی کی	اللّٰهُ۔اللہ نے
وَ۔اور	اللّٰهُ۔اللہ	غَنِیٌّ۔بے نیاز ہے	حَمِیۡدٌ۔سراہا ہوا
زَعَمَ۔خیال کیا	الَّذِیۡنَ۔انہوں نے جو	کَفَرُوۡۤا۔کافر ہیں	اَنۡ۔یہ کہ
لَّنۡ۔ہرگز نہ	یُّبۡعَثُوۡا۔اٹھائیں جائیں گے		قُلۡ۔فرمائیں
بَلٰی۔ہاں کیوں نہیں	وَ۔قسم ہے	رَبِّیۡ۔میرے رب کی	لَتُبۡعَثُنَّ۔ضرور اٹھائے
جاؤ گے	ثُمَّ۔پھر	لَتُنَبَّؤُنَّ۔تم خبر دیئے جاؤ گے	
بِمَا۔جو	عَمِلۡتُمۡ۔کیا تم نے	وَ۔اور	ذٰلِكَ۔یہ
عَلَی۔اوپر	اللّٰهِ۔اللہ کے	یَسِیۡرٌ۔آسان ہے	فَاٰمِنُوۡا۔تو ایمان لاؤ
بِاللّٰهِ۔اللہ پر	وَ۔اور	رَسُوۡلِهٖ۔اس کے رسول پر	وَ۔اور
النُّوۡرِ۔نور پر	الَّذِیۡۤ۔جو	اَنۡزَلۡنَا۔ہم نے اتارا	وَ۔اور
اللّٰهُ۔اللہ	بِمَا۔اس سے جو	تَعۡمَلُوۡنَ۔جو عمل کرتے ہو تم	خَبِیۡرٌ۔خبردار ہے
یَوۡمَ۔جس دن	یَجۡمَعُکُمۡ۔جمع کرے گا تم کو	لِیَوۡمِ۔دن	الۡجَمۡعِ۔جمع ہونے کے
ذٰلِكَ۔یہ	یَوۡمُ۔دن ہے	التَّغَابُنِ۔ہار جیت کا	وَ۔اور
مَنۡ۔جو	یُّؤۡمِنۡۢ۔ایمان لائے	بِاللّٰهِ۔اللہ پر	وَ۔اور
یَعۡمَلۡ۔عمل کرے	صَالِحًا۔اچھے	یُّکَفِّرۡ۔تو دور کرے گا	عَنۡهُ۔اس سے
سَیِّاٰتِهٖ۔برائیاں اس کی	وَ۔اور	یُدۡخِلۡهُ۔داخل کرے گا اس کو	

Marfat.com

جَنّٰتٍ۔ باغوں میں کہ	تَجْرِیْ۔ چلتی ہیں	مِنْ تَحْتِهَا۔ اس کے نیچے	الْاَنْهٰرُ۔ نہریں
خٰلِدِیْنَ۔ ہمیشہ رہیں	فِیْهَاۤ۔ اس میں	اَبَدًا۔ ہمیشہ تک	ذٰلِكَ۔ یہ ہے
الْفَوْزُ۔ کامیابی	الْعَظِیْمُ۔ بڑی	وَ۔ اور	الَّذِیْنَ۔ وہ جو
كَفَرُوْا۔ کافر ہوئے	وَ۔ اور	كَذَّبُوْا۔ جھٹلایا	بِاٰیٰتِنَاۤ۔ ہماری آیتوں کو
اُولٰٓىِٕكَ۔ یہ لوگ ہیں	اَصْحٰبُ۔ رہنے والے	النَّارِ۔ آگ کے	خٰلِدِیْنَ۔ ہمیشہ رہیں
فِیْهَا۔ اس میں	وَ۔ اور	بِئْسَ۔ برا	الْمَصِیْرُ۔ ٹھکانا ہے

مختصر تفسیر اردو رکوع اول۔ سورۃ التغابن۔ پ ۲۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ ۫ وَ هُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ①

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اسی کی ملک ہے اور اسی کی تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں۔

ای تنزیه سبحانه و تعلی جمیع المخلوقات عما لا یلیق بجناب کبریائه سبحانه تسبیحا مستمرا و ذلک بدلالتها علی کماله عزوجل واستغنائه تعالی۔

یعنی تمام مخلوقات ان تمام عیوب ونقائص سے جو اللہ کی شان کبریائی کے ہرگز لائق نہیں اس کی پاکی۔ (بے عیب ہونا) دائمی جاری تسبیح کے ساتھ بیان کررہی ہے اور اس کے ساتھ اللہ عزوجل کی یہ شان بے نیازی اور اس کی کمال عظمت پر دلالت کررہی ہے لفظ ما غیر ذوی العقول پر بولا جاتا ہے مخلوقات غیر ذوی العقول ہو یا ذوی العقول سبھی اپنی نوعی زبان میں حمد سرا ہیں۔

لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ۔ اسی کا ملک ہے اور اسی کی تعریف۔

لہٗ۔ کو ملک اور حمد سے بالتکرار مقدم بولا گیا جو حصر کا فائدہ دیتا ہے جس کا مطلب ہے لا بغیره تعالی یعنی اس کے سوا بالذات اور بالحقیقت کسی کا نہیں۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ بادشاہی فقط اسی ہی کی ہے اور یونہی سب تعریف فقط اسی کو سزاوار ہے وہ اپنے ملک میں متصرف بالذات ہے جو چاہتا ہے جیسے چاہتا ہے فرماتا ہے کرتا ہے نہ کوئی اس کا شریک وہم سر اور سب تعریفیں اسی کے لئے ہیں فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَ رَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ⑯ وَ لَهُ الْكِبْرِیَآءُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۪ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ۔

وَ هُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

لان نسبة ذاته جل شانه المقتضیة للقدرة الی الکل سواء۔

Marfat.com

اس لئے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ ذات کی نسبت جو مقدرات کے لئے مقتضی ہے سب کے لئے یکساں ہے اور وہ جو چاہتا ہے اس پر مکمل قدرت رکھتا ہے اور عیب و عجز سے پاک ہے۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّ مِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝۲

وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا تو تم میں کوئی کافر اور تم میں کوئی مسلمان اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ۔ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا۔

ای هو الذی اوجدکم کما شاء۔ یعنی وہی ذات ہے جس نے تمہیں ایجاد کیا (پیدا کیا، بنایا) جس طرح کہ اس کی حکمت بالغہ نے چاہا۔

فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّ مِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ۔

تو تم میں کوئی کافر اور تم میں کوئی مسلمان۔

ای فبعضکم کافر به تعالی و بعضکم مومن به عزوجل۔

یعنی تم میں سے بعض نے اللہ تعالیٰ سے کفر کیا اور تم میں سے بعض حق سبحانہ وتعالیٰ پر ایمان لائے فاء تعقیب کے لئے ہے جس کا مطلب ہے کہ تخلیق کے بعد بعض نے کفر اختیار کیا اور بعض مومن ہوئے کفر و ایمان خلق و پیدائش کے ضمن میں سے ہے۔ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ اللہ عزوجل نے بندوں کے افعال و اعمال کو بھی پیدا فرمایا اور یونہی ایمان و کفر خلق و پیدائش کے ساتھ ہی مقدر ہو چکا لیکن (بندوں) کو افعال و اعمال میں قدرے اختیار دیا گیا ہے اور اسی کو کسب کہتے ہیں اور بندے کے کسب پر ہی ثواب و عذاب ہے اور اسی پر امت کا اجماع ہے۔ اور اس عقیدہ کی وضاحت احادیث مبارکہ سے ہوتی ہے۔

بخاری و مسلم و ترمذی اور ابوداؤد نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور وہ صادق و مصدوق ہیں بے شک تم میں سے ہر ایک کا مادۂ خلقت اس کی ماں کے بطن (رحم) میں چالیس روز تک صورت نطفہ جوڑا (جمع کیا) جاتا ہے پھر وہ چالیس روز کے بعد (وہ نطفہ) جما ہوا خون ہو جاتا ہے پھر چالیس روز گزرنے کے بعد گوشت کا لوتھڑا ہو جاتا ہے پھر چالیس روز کے بعد اس کی طرف اللہ عزوجل ایک فرشتہ بھیجتا ہے جسے چار باتوں کے لکھنے کا حکم ہوتا ہے۔ اس کا رزق، اس کی عمر اور یہ کہ وہ سعید (نیک بخت) یا شقی (بد بخت) ہوگا لکھ دیتا ہے پھر اس میں روح ڈال دی جاتی ہے اور عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب شکم مادر میں منی (نطفہ) کو پڑے چالیس راتیں گزر جاتی ہیں تو اس کے پاس ملک النفوس آتا ہے تو وہ اس کے ساتھ اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور عرض کرتا ہے اے پروردگار کیا یہ مرد ہوگا یا عورت تو اللہ تعالیٰ فیصلہ دیتا ہے جو وہ ہوگا، پھر وہ فرشتہ عرض کرتا ہے کہ بد بخت ہوگا یا نیک بخت، پس وہ لکھ دیتا ہے جیسا ہونے والا ہوتا ہے۔ اور کفر کی ایمان پر تقدیم شائد غلبہ و کثرت کی وجہ سے ہے۔

وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ۔ اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

ای فیجازیکم بما یناسب ذلک۔ یعنی وہ تمہیں جو اس کے مناسب ہے جزا دے گا اور کفر و ایمان کی تخلیق کے منافی نہیں کیونکہ وہ دونوں امور بندے کے لئے مکتوب ہیں۔

Marfat.com

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ③

اس نے آسمان اور زمین حق کے ساتھ بنائے اور تمہاری تصویر کی تو تمہاری اچھی صورت بنائی اور اسی کی طرف پھرنا ہے۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ

اس نے آسمان اور زمین حق کے ساتھ بنائے۔

بالحکمة البالغة المتضمنة للمصالح الدينية والدنيوية۔ یعنی حق سبحانہ وتعالیٰ نے زمین و آسمان کو حکمت بالغہ کے ساتھ جو دینی اور دنیاوی مصلحتوں کو متضمن تھیں، پیدا فرمایا۔ یا یہ مراد ہے کہ ان دونوں کی تخلیق وجود صانع پر حقیقی طور پر دلالت کر رہی ہے۔

وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ۔

اور تمہاری تصویر کی تو تمہاری اچھی صورت بنائی۔

حیث برأكم سبحانه فی احسن تقویم و اودع فیکم من القوی والمشاعر الظاهرة والباطنة ما نيط بها جميع الكمالات البارزة والكامنة و زينكم بصفوة صفات مصنوعاته و خصكم بخلاصة خصائص مبدعاته و جعلكم انموذج جميع مخلوقات فی هذه النشأة و قد ذكر بعض المحققين ان الانسان جامع بين العالم العلوی والسفلی و ذلک لروحه التی هی من عالم المجردات و بدنه الذی هو من عالم الماديات و انشدوا :

و تزعم انک جرم صغير و فيک انطوی العالم الاكبر

اس لئے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے تمہیں بہترین خلق میں پیدا کیا (وجود میں لایا) اور تمہیں عقل (یا طاقت) اور ظاہری و باطنی حواس ودیعت فرمائے (تم میں رکھے) جن کے ساتھ وہ تمام فوقیت دلانے والے اور مخفی کمالات ملے یا ان پر ان کا انحصار ہے اور تمہیں اس نے اپنی بنائی ہوئی اشیاء کی صفات وخصوصیات کے علم سے زینت بخشی اور تمہیں اپنی ایجادات کے خصائص کے نچوڑ کے ساتھ خاص کیا۔ (تمہیں ان کے علم کے لئے چن لیا) اور اپنی تمام مخلوقات میں اس نشوونما (اٹھان) میں تمہیں حسین بنایا اور بے شک بعض محققین نے بیان کیا ہے کہ بلاشبہ انسان عالم سفلی وعلوی کے درمیان جامع ہے اور یہ اس لئے کہ اس کی روح وہ ہے جو عالم مجردات سے تعلق رکھتی ہے اور اس کا بدن ایسا ہے کہ عالم مادیات سے متعلق ہے اور یہ شعر کیا خوب ہے:

اور تو خیال کرتا ہے کہ تو محض چھوٹا سا جرثومہ ہے حالانکہ تمہارے اندر ایک بہت بڑا جہان پوشیدہ ہے (سمویا لپیٹا ہوا ہے)

لہٰذا لازم ہے کہ اللہ عزوجل نے جب صورت اچھی عطا فرمائی تو سیرت بھی اچھی رکھی جائے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعاؤں میں سے ایک اہم ومشہور دعا ہے: ''اَللّٰهُمَّ اَحْسِنْ خُلُقِيْ كَمَا اَحْسَنْتَ خَلْقِيْ'' اے اللہ میری سیرت کو عمدہ بنادے جس طرح تو نے میری تخلیق کو عمدہ بنایا۔

وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ۔ اور اسی کی طرف پھرنا۔

یعنی آخرت میں تم سب کو اسی کے حضور پیش ہونا ہے لہٰذا اپنی صورت کو شرک وکفر اور اعمال شنیعہ سے بدصورت نہ بناؤ

Marfat.com

کہ حشر کے روز کافروں کی صورتیں بدل جائیں گی اور وہ صورت آدم کے سوا بہائم وغیرہ کی صورت پر جہنم میں داخل ہوں گے گویا یہ ان کے اعمال کی صورت مثالی ہوگی جس پر بدلہ پائیں گے اور جہنم میں کوئی آدمی صورت آدم پر جہنم میں داخل نہ ہوگا جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ④

جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے جانتا ہے جو تم چھپاتے اور ظاہر کرتے ہو اور اللہ دلوں کی بات جانتا ہے۔

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔

من الامور الكلية والجزئية والاحوال الجليلة والخفية۔

یعنی تمام کلی اور جزئی امور کو جانتا ہے اور تمام احوال سے باخبر ہے خواہ نہاں ہوں یا عیاں۔

وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ

اور جانتا ہے جو تم چھپاتے اور ظاہر کرتے ہو۔

ای ما تسرونه فیما بینکم و ما تظهرونه من الامور۔ یعنی جو کچھ اس میں سے جو تمہارے درمیان ہے چھپاتے ہو اور جو کچھ تم امور سے ظاہر کرتے ہو سبھی اللہ کو معلوم ہے وہ تمہارے تمام مخفی ارادے اور خیالات سے اور جو کچھ تم برملا کہتے ہو سبھی سے بخوبی آگاہ ہے۔

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ

اور اللہ دلوں کی باتیں جانتا ہے۔

چونکہ تمام تخلیق وجود صانع وخالق پر دلالت کرتی ہے لہٰذا ایجاد وصنعت کے تمام اسرار وحکم (حکمتیں) بھی اللہ کریم کے علم پر دلیل ہیں اور علم سے پہلے قدرت کے ذکر کا یہی مطلب ہے اور یہاں علم کا مکرر تذکرہ جلالت شان کے اظہار کے لئے ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دلوں میں گزرنے والے خطرات ووساوس وغیرہ کو بخوبی جانتا ہے اور اس کا علم ذاتی تمام امور کو محیط ہے۔

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۡ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ⑤

کیا تمہیں ان کی خبر نہ آئی جنہوں نے تم سے پہلے کفر کیا اور اپنے کام کا وبال چکھا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

اَلَمْ يَاْتِكُمْ۔ کیا تمہیں نہ آئی۔

بعض علماء تفسیر کے نزدیک اس سے مراد اہل مکہ ہیں۔

فکانه قیل : اَلَمْ يَاْتِكُمْ يَا اَهْلَ مَكَّة۔ گویا کہ کہا گیا ہے کہ اے اہل مکہ کیا تمہیں خبر نہ پہنچی یا انہیں بطور خاص مخاطب کرنے کے بعد دلالت فرمایا اے کافرو!۔

نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ

خبر ان لوگوں کی جنہوں نے تم سے پہلے کفر کیا۔

Marfat.com

كقوم نوح و هود و صالح وغيرهم من الامم المصرة على الكفر۔ جس طرح قوم نوح، قوم ھود اور قوم صالح اوران کے علاوہ ان امتوں کے لوگ جو کفر وبغاوت پر اصرار کرتے رہے یا ڈٹے رہے اور ایک قول ہے کہ اس سے مراد ہے کہ کیا تمہیں گزشتہ امتوں کے بارے میں خبریں نہیں پہنچیں جو رسولوں کی تکذیب کرتے رہے اور کفر پر قائم رہے۔

فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ۔ تو اپنے کام کا وبال چکھا۔

وبال کی اصل شدت وثقل ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ وبيل الطعام ایسا کھانا جو معدہ پر بوجھ ہو اور ثقیل ہو۔

وابل المطر الثقيل القطار۔ ایسی بارش جو خوب موٹی اور تل دھار اور پر دھار ہو۔ اى ضرر كفرهم فى الدنيا من غير مهلة۔

یعنی انہوں نے دنیا کی زندگی ہی میں اپنے کفر کے انجام (مزہ) اس طرح چکھ لیا کہ انہیں مہلت ہی نہ ملی۔ انہیں ان کے کفر و سرکشی اور تکذیب رسل کی سزا دنیا ہی میں مل گئی اور آخرت کی سزا تو الگ ہے یا اس کے ساتھ ہی لاحق ہوگی۔

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

فى الاخرة ...... لا يقادر قدره۔

یعنی آخرت میں ان کے لئے ایسا عذاب ہوگا جس کے برداشت کی طاقت نہ رکھیں گے۔ یہ دردناک عذاب عذاب دنیا کے ساتھ ہی لاحق ہو جائے گا اور ایسا الیم وشدید ہوگا کہ ان کے حوصلے پست اور ہمتیں ٹوٹ جائیں گی۔ اعاذنا الله بهذا۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ۡ فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝

یہ اس لئے کہ ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لائے تو بولے کیا آدمی ہمیں راہ بتائیں گے تو کافر ہوئے اور پھر گئے اور اللہ نے بے نیازی کو کام فرمایا اور اللہ بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا۔

ذٰلِكَ۔ یہ اى ما ذكر من العذاب الذى ذاقوه فى الدنيا و ما سيذوقونه فى الاخرة۔ یعنی وہ عذاب جس کا ذکر گزرا جو انہوں نے دنیاوی زندگی میں چکھا اور وہ عذاب جو جلد ہی آخرت میں چکھیں گے۔

بِاَنَّهٗ۔ اس لئے کہ اى بسبب ان الشان یعنی یہ عذاب اس سبب سے ہوا کہ وہ اللہ اور اس کے رسولوں کے دشمن ہوئے یا رسولوں سے دشمنی کی اور انہیں جھٹلایا۔

كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ

ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لائے۔

اى قال كل قوم من اولئک الاقوام الذين كفروا فى حق رسولهم الذى اتاهم بالمعجزات منكرين لكون الرسول من جنس البشر او متعجبين من ذلک البشر يهدينا كما قالت ثمود : ''اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗ'' ''فَقَالُوْٓا'' ۔ کانت پر عطف ہے۔ اَبَشَرٌ میں استفہام انکاری ہے اور بشر اسم جنس ہے جو جمع پر بھی بولا جاتا ہے۔

یعنی ان تمام اقوام میں سے جنہوں نے کفر کیا ہر ایک نے اپنے رسول کے بارے میں جو ان کے پاس روشن معجزات لیکر

Marfat.com

آیا انکار کرتے ہوئے یہی کہا کہ بشر کیونکر اللہ کا رسول ہو سکتا ہے یا اس بات پر متعجب ہوئے کہ بشر ہمیں ہدایت کرتا ہے جس طرح کہ قوم ثمود نے صالح علیہ السلام کے بارے میں کہا کہ کیا ہم اپنے میں کے ایک آدمی کی تابعداری کریں۔ یعنی انہوں نے بشر کے رسول ہونے کا تو انکار کیا اور جمادات (پتھروں) کو خدا مان لیا اور یہ ان کی حد درجہ کی بے وقوفی اور بے عقلی اور کج فہمی پر دلیل ہے۔

فَكَفَرُوْا۔ تو کافر ہوئے۔

بالرسل عليهم السلام۔ یعنی اللہ کے رسولوں کا انکار کر کے کافر ہوئے۔

وَتَوَلَّوْا۔ اور پھر گئے۔

عن التامل فيما اتوا به من البينات و عن الايمان۔ اور ان لوگوں نے اس میں تامل کیا جو واضح دلائل ونشانیاں ان کے پاس لے کر آئے یعنی انبیاء کے واضح اور روشن معجزات کے باوجود راہ حق سے پھرے رہے اور ایمان نہ لائے۔

وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ۔ اور اللہ نے بے نیازی کو کام فرمایا۔

اى اظهر سبحانه غناه عن ايمانهم طاعتهم حيث اهلكهم و قطع دابرهم۔ یعنی حق سبحانہ وتعالیٰ نے ان کے ایمان قبول نہ کرنے اور ان کے فرماں برداری بجالانے سے بے نیازی کو ظاہر فرمایا اور انہیں اسی حال میں ہلاک کر دیا اور ان کی جڑ کاٹ دی۔ حق سبحانہ وتعالیٰ لوگوں کی اطاعت یا عدم طاعت دونوں سے بے نیاز ہے۔ اللہ کریم پر کوئی شے واجب نہیں اور رسولوں کو مبعوث فرمایا تو اس کا فضل واحسان ہے جب کفار نے اس لطف واحسان کا انکار کیا اور قبول حق سے روگردانی کی حالانکہ ان کی فلاح اسی میں تھی تو گویا یہ رویہ خود ان کی ہلاکت کا سبب ہوا جب وہ خود خسارے کے سودے پر راضی تھے تو اللہ نے انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا یا ان کی طرف بے نیازی فرمائی اور بلاشبہ اللہ ہر شے سے بے نیاز ہے سبھی اس کے محتاج اور نیازمند ہیں۔

وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ

اور اللہ بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا۔

عن العالمين فضلا عن ايمانهم و طاعتهم يحمده كل مخلوق بلسان الحال الذى هو افصح من لسان المقال او مستحق جل شانه للحمد بذاته و ان لم يحمده سبحانه حامد۔

اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے خواہ وہ ایمان واطاعت بجالائیں یا نہ لائیں بے نیاز ہے (بے پرواہ ہے) تمام مخلوق اپنی زبان حال سے جو زبان مقال سے زیادہ فصاحت والی ہے حق سبحانہ وتعالیٰ کی تعریف کرتی ہے یا مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ بذات خود تمام تعریفوں کے لائق ہیں اور اگر کوئی اس کی تعریف نہ کرے تو وہ خود ہی قابل تعریف ہے (حامد ہے) لہٰذا اسے کسی کی حمد وستائش کی حاجت نہیں۔ سبحان الله والحمد لله۔

زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝

کافروں نے بکا کہ وہ ہرگز نہ اٹھائے جائیں گے تم فرماؤ کیوں نہیں میرے رب کی قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے پھر

Marfat.com

تمہارے کرتوت (کام) تمہیں جتادیئے جائیں گے اور یہ اللہ کو آسان ہے۔

زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا

کافروں نے بکا کہ وہ ہرگز نہ اٹھائے جائیں گے۔

الزعم ادعاء العلم و اکثر ما یستعمل الادعاء الباطل۔ لفظ زعم سے مراد علم کا دعویٰ ہے اور اکثر یہ جھوٹے دعویٰ کے لئے بولا جاتا ہے اور ابن عمر اور ابن شریح رحمہم اللہ سے مروی ہے کہ زعم سے مراد کذب (جھوٹ) سے کنایہ ہے اور مشہور یہی ہے کہ اس کا معنی جھوٹی بات کا دعویٰ ہے کشاف میں ہے: الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا سے مراد اہل مکہ ہیں جیسا کہ اگلے جملے میں قُلْ بَلٰى کے الفاظ سے بھی ظاہر ہے۔ واضح مفہوم یہ ہے کہ کفار مکہ یا کافر لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ دوبارہ زندہ کر کے نہ اٹھائے جائیں گے۔

قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ

تم فرماؤ کیوں نہیں میرے رب کی قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے۔

یہ کفار کے زعم کا رد ہے جو اس امر کے مدعی تھے کہ مرنے کے بعد وہ دوبارہ زندہ کر کے نہ اٹھائے جائیں گے اور ان کے زعم کے بطلان کے لئے اظہار ہے کہ جس چیز کی تم نفی کرتے ہو وہ بالضرور ہوگی لفظ بَلٰى قطعی اثبات کے لئے بولا جاتا ہے اور واؤ قسمیہ ہے اور جملہ قسمیہ سے اس کو مزید مؤکد کیا گیا ہے۔

ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ

پھر تمہارے کام تمہیں جتادیئے جائیں گے۔

ای لتحاسبن و تجزون باعمالکم۔ یعنی بالضرور تمہارا محاسبہ ہوگا اور تمہیں تمہارے اعمال کے موافق جزا دی جائے گی۔

وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ۔ اور یہ اللہ کو آسان ہے۔

ای ما ذکر من البعث والجزاء۔ یعنی بعث (دوبارہ زندہ ہو کر اٹھنے) اور جزا و سزا کے بارے میں جو کچھ بیان ہوا وہ اللہ کو آسان ہے کیونکہ اللہ عزوجل نے جس امر کا وعدہ فرمایا ہے وہ ضرور پورا ہوگا اور کافروں کا خیال کہ ایسا نہ ہوگا یا ایسا محال ہے تو یقیناً ایسا ہوگا اور یہ ہرگز محال نہیں اور اللہ عزوجل کی قدرت کامل ہے اور وہ ہر شے پر بالکلیہ قدرت رکھتا ہے۔

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ⑧

تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول اور اس نور پر جو ہم نے اتارا اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا

تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول اور اس نور پر جو ہم نے اتارا۔

ای اذا کان الامر کذلک فامنوا۔ یعنی جب ایسا ہونا (حشر اور قبروں سے زندہ اٹھنا اور جزا و سزا) یقینی امر ہے تو ایمان لاؤ اللہ عزوجل پر اور اس کے رسول یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور اس نور پر یعنی قرآن کریم پر جس کا معجزہ اور نور ہونا ظاہر ہے کیونکہ انوار قرآن کی عظمتیں دور ہوتی ہیں اور حقائق اشیاء کی معرفت روشن ہوتی ہے۔ اور ہم نے یہ نور اتارا ہے تو

Marfat.com

اس فرمانے میں عظمت قرآن کا اظہار ہے۔

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ

اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

من الامتثال بالامر و ترکه۔ یعنی تمہاری فرماں برداری اور نافرمانی سب کا علم ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں سے آگاہ ہے اور تمہیں اسی کے موافق جزا سزا دے گا۔

يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ⑨

جس دن تمہیں اکٹھے کرے گا سب جمع ہونے کے دن وہ دن ہے ہار والوں کی ہار کھلنے کا اور جو اللہ پر ایمان لائے اور اچھا کام کرے اللہ اس کی برائیاں اتار دے گا اور اسے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں کہ وہ ہمیشہ ان میں رہیں یہی بڑی کامیابی ہے۔

يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ۔ جس دن تمہیں اکٹھا کرے گا۔

یعقوب، زید بن علی اور شعبی نے يَجْمَعُكُمْ کو نَجْمَعُكُمْ (بالنون) پڑھا ہے۔ یعنی ہم تمہیں اکٹھا کریں گے اس دن سے مراد یوم قیامت ہے اور بعض نے کہا کہ اس دن سے مراد بدلے کا دن کہ جزا و سزا دی جائے گی۔

لِيَوْمِ الْجَمْعِ۔ سب جمع ہونے کے دن۔

لیوم یجمع فیه الاولون و الآخرون، و قیل : الملائکة علیهم السلام و الثقلان۔ اس دن میں جس میں کہ اولین و آخرین اکٹھے ہوں گے اور ایک قول ہے کہ فرشتے علیہم السلام اور دونوں بڑے گروہ یعنی جن اور انسان،

لِيَوْمِ الْجَمْعِ میں ل تعلیل کے لئے ہے جس کا مطلب ہے: ای لاجل ما فی یوم الجمع من الحساب یعنی اکٹھے ہونے کے دن میں محاسبہ اور بدلے کے لئے سب کو جمع کیا جائے گا۔

ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ۔ وہ دن ہے ہار والوں کی ہار کھلنے کا۔

ابن عباس، مجاہد، قتادہ علیہم رضوان سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: یوم غبن فیه اهل الجنة اهل النار۔ اس دن جب اہل جنت جیت جائیں گے اور اہل جہنم ہار جائیں گے۔ ظاہر ہے کہ ہار جیت کا حقیقی دن یوم آخرت ہے جب کامیابی اور نامرادی کی حقیقت واضح ہو جائے گی اور کثیر علماء کا قول ہے کہ يَوْمُ التَّغَابُنِ سے مراد وہ دن ہے جس میں بعض لوگ بعض لوگوں کو ہار دیں گے اور جیت جائیں گے یعنی مومن کافروں پر جیت جائیں گے اور وہ اس طرح ہوگا کہ بامراد لوگ بدبختوں کے جنتی ٹھکانوں کے وارث ہوں گے اگر وہ بامراد نہ ہوئے تو نقصان حقیقی سے دوچار ہوں گے۔ اور اس کی تائید صحیح بخاری و مسلم کی حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ قبر میں مومن کو اس کا جہنم کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے اگر وہ مومن نہ ہوتا تو اس جگہ ہوتا پھر جنت کا مقام دکھایا جاتا ہے (تاکہ اسے فرحت حقیقی حاصل ہو) اور کافر کو اس کا عکس یعنی پہلے جنت کا مقام پھر دوزخ کا تاکہ اسے حسرت ہو۔ اور ایک قول ہے يَوْمُ التَّغَابُنِ سے مراد قیامت کے دن کافروں کی محرومی ظاہر ہونا ہے۔

وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا

Marfat.com

اور جو اللہ پر ایمان لائے اور اچھا کام کرے۔

ای عملاً صالحاً۔ یعنی جو اللہ پر ایمان اور اچھے اعمال بجالائے۔

یُّكَفِّرْ۔ وہ اتار دے گا۔

ای اللہ تعالی۔ یعنی اللہ تعالیٰ کفارہ فرمادے گا۔

عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ۔ اس سے اس کی برائیاں۔

فی ذلک الیوم۔ یعنی اللہ تعالیٰ بروز قیامت ان لوگوں کی برائیاں اتار دے گا، ان کے گناہ معاف کر دے گا جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے۔ ان کی نیکیاں ان کے گناہوں کا کفارہ ہو جائیں گی۔ یا نیکیوں کی برکت سے ان کے گناہوں کا نقصان دور فرمادے گا لہٰذا گناہ کا ضرر انہیں نہ پہنچے گا۔

وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا

اور اسے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں کہ وہ ہمیشہ ان میں رہیں۔

ای مقدرین الخلود فیہا۔ یعنی ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے مقدر فرمادیا گیا کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے اور وہ ایسے باغ ہیں کہ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔

ذٰلِكَ۔ یہی۔

ای ما ذکر من تکفیر السیآت وادخال الجنات۔ یعنی جیسا کہ ذکر گزرا کہ ان لوگوں کے گناہوں کا کفارہ ہوجائے گا اور وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ یہ امر صرف ایمان و اعمال صالحہ پر مبنی ہے اور یہ گناہوں کی معافی اور حصول جنت دونوں باتیں غیر معمولی کامیابی ہیں۔

الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔ بڑی کامیابی ہے۔

الذی لا فوز وراء ہ تطوائد علی النجاۃ من اعظم الھلکات و الظفر باجل الطلبات۔ یعنی ایسی بڑی کامیابی ہے کہ کوئی کامیابی اس سے بڑھ کر نہیں کہ جس کا ثمرہ بہت بڑی ہلاکتوں سے نجات اور انتہائی مضرتوں (نقصانوں) سے رہائی ہے۔ اور اخروی نعمتوں اور منفعتوں کا حصول ہے (جنت کا داخلہ ہے)۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۱۰

اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں وہ آگ والے ہیں ہمیشہ اس میں رہیں اور کیا ہی برا انجام۔

ای النار و کان ھذہ الآیۃ والتی قبلھا لاحتوانھا علی منازل السعداء والاشقیاء بیان للتغابن علی تفسیرہ یتغابن بین الفریقین علی التقابل۔

یعنی منکروں کا ٹھکانہ دوزخ اور ان کا انجام برا ہے اور اس آیت اور جو اس سے پہلے گزری نیکوکاروں اور بدبختوں کی منزلوں (انجام، ٹھکانوں) کا ذکر ہے یا یہ دونوں آیتیں تغابن کی تفسیر ہیں کہ دونوں گروہ (مومنین اور کفار) کس طرح مقابلۃً جیت اور ہار سے دوچار ہوں گے اور دونوں گروہوں کا انجام اور نتیجہ کیا ہوگا۔ یا یوم الجمع کی اصل غایت کا بیان ہے۔

Marfat.com

بامحاورہ ترجمہ رکوع دوم-سورۃ التغابن-پ ۲۸

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ یُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ یَهْدِ قَلْبَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۱۱﴾	کوئی مصیبت نہیں پہنچتی مگر اللہ کے حکم سے اور جو اللہ پر ایمان لائے اللہ اس کے دل کو ہدایت فرمادے گا اور اللہ سب کچھ جانتا ہے
وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ﴿۱۲﴾	اور اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو پھر اگر تم منہ پھیرو تو جان لو کہ ہمارے رسول پر صرف صریح پہنچادینا ہے
اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۳﴾	اللہ ہے جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں اور اللہ ہی پر ایمان والے بھروسہ کریں
یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَ اِنْ تَعْفُوْا وَ تَصْفَحُوْا وَ تَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۴﴾	اے ایمان والو تمہاری کچھ بی بیاں اور بچے تمہارے دشمن ہیں تو ان سے احتیاط رکھو اور اگر معاف کرو اور درگزر کرو اور بخش دو تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے
اِنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۵﴾	تمہارے مال اور تمہارے بچے جانچ ہی ہیں اور اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے
فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَ اسْمَعُوْا وَ اَطِیْعُوْا وَ اَنْفِقُوْا خَیْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ؕ وَ مَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۶﴾	تو اللہ سے ڈرو جہاں تک ہو سکے اور فرمان سنو اور حکم مانو اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اپنے بھلے کو اور جو اپنی جان کے لالچ سے بچایا گیا تو وہی فلاح پانے والے ہیں
اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا یُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِیْمٌ ﴿ۙ۱۷﴾	اگر تم اللہ کو اچھا قرض دو گے تو وہ تمہارے لئے اس کے دونے کردے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ قدر فرمانے والا حلم والا ہے
عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۱۸﴾	ہر نہاں وعیاں کا جاننے والا عزت والا حکمت والا

حل لغات رکوع دوم-سورۃ التغابن-پ ۲۸

مَا-نہیں	اَصَابَ-پہنچتی	مِنْ-کوئی	مُّصِیْبَةٍ-مصیبت
اِلَّا-مگر	بِاِذْنِ-حکم	اللّٰهِ-اللہ سے	وَ-اور
مَنْ-جو	یُّؤْمِنْ-ایمان لائے	بِاللّٰهِ-اللہ پر	یَهْدِ-ہدایت دے گا
قَلْبَهٗ-اس کے دل کو	وَ-اور	اللّٰهُ-اللہ	بِكُلِّ-ہر
شَیْءٍ-چیز کو	عَلِیْمٌ-جاننے والا ہے	وَ-اور	اَطِیْعُوا-کہا مانو
اللّٰهَ-اللہ کا	وَ-اور	اَطِیْعُوا-کہا مانو	الرَّسُوْلَ-رسول کا

Marfat.com

فَاِنْ۔ پھر اگر	تَوَلَّيْتُمْ۔ تم پھر جاؤ	فَاِنَّمَا۔ تو اس کے سوا نہیں کہ	عَلٰى۔ اوپر
رَسُوْلِنَا۔ ہمارے رسول کے	الْبَلٰغُ۔ پہنچانا ہے	الْمُبِيْنُ۔ ظاہر	اَللّٰهُ۔ اللہ
لَآ۔ نہیں	اِلٰهَ۔ کوئی معبود	اِلَّا۔ مگر	هُوَ۔ وہی
وَ۔ اور	عَلَى۔ اوپر	اللّٰهِ۔ اللہ ہی کے	فَلْيَتَوَكَّلِ۔ بھروسہ کریں
الْمُؤْمِنُوْنَ۔ مومن	يٰٓاَيُّهَا۔ اے	الَّذِيْنَ۔ لوگو جو	اٰمَنُوْٓا۔ ایمان لائے ہو
اِنَّ۔ بے شک	مِنْ۔ بعض	اَزْوَاجِكُمْ۔ تمہاری بیویوں سے	وَ۔ اور
اَوْلَادِ۔ اولاد	كُمْ۔ تمہاری سے	عَدُوًّا۔ دشمن ہیں	لَّكُمْ۔ تمہارے
فَاحْذَرُوْ۔ سو بچو	هُمْ۔ ان سے	وَ۔ اور	اِنْ۔ اگر
تَعْفُوْا۔ تم معاف کرو	وَ۔ اور	تَصْفَحُوْا۔ درگزر کرو	وَ۔ اور
تَغْفِرُوْا۔ بخش دو	فَاِنَّ۔ تو بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ	غَفُوْرٌ۔ بخشنے والا
رَّحِيْمٌ۔ مہربان ہے	اِنَّمَآ۔ اس کے سوا نہیں	اَمْوَالُكُمْ۔ تمہارے مال	وَ۔ اور
اَوْلَادُ۔ اولاد	كُمْ۔ تمہاری	فِتْنَةٌ۔ آزمائش ہے	وَ۔ اور
اللّٰهُ۔ اللہ	عِنْدَ۔ پاس	هٗ۔ اس کے	اَجْرٌ۔ اجر ہے
عَظِيْمٌ۔ بڑا	فَاتَّقُوا۔ تو ڈرو	اللّٰهَ۔ اللہ سے	مَا۔ جتنی
اسْتَطَعْتُمْ۔ تمہیں طاقت ہو	وَ۔ اور	اسْمَعُوْا۔ سنو	وَ۔ اور
اَطِيْعُوْا۔ کہا مانو	وَ۔ اور	اَنْفِقُوْا۔ خرچ کرو	خَيْرًا۔ بہتر ہے
لِّاَنْفُسِكُمْ۔ تمہاری جانوں کے لئے		وَ۔ اور	مَنْ۔ جو
يُّوْقَ۔ بچایا گیا	شُحَّ۔ لالچ	نَفْسِهٖ۔ اپنے نفس کے سے	فَاُولٰٓئِكَ۔ تو یہ
هُمُ۔ وہی ہیں	الْمُفْلِحُوْنَ۔ کامیاب	اِنْ۔ اگر	تُقْرِضُوا۔ قرض دو تم
اللّٰهَ۔ اللہ کو	قَرْضًا۔ قرض	حَسَنًا۔ اچھا	يُّضٰعِفْهُ۔ دگنا کرے گا
اس کو	لَكُمْ۔ تمہارے لئے	وَ۔ اور	يَغْفِرْ۔ بخشے گا
لَكُمْ۔ تم کو	وَ۔ اور	اللّٰهُ۔ اللہ ہے	شَكُوْرٌ۔ قدردان
حَلِيْمٌ۔ حوصلے والا	عٰلِمُ۔ جاننے والا ہے	الْغَيْبِ۔ غائب	وَ۔ اور
الشَّهَادَةِ۔ حاضر کا	الْعَزِيْزُ۔ غالب ہے	الْحَكِيْمُ۔ حکمت والا	

مختصر تفسیر اردو رکوع دوم۔ سورۃ التغابن۔ پ ۲۸

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ⑪

کوئی مصیبت نہیں پہنچتی مگر اللہ کے حکم سے اور جو اللہ پر ایمان لائے اس کے دل کو ہدایت فرما دے گا اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

Marfat.com

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ۔ کوئی مصیبت نہیں پہنچتی۔

ای ما اصاب احدا مصیبة۔ یعنی کسی ایک شخص کو کوئی مصیبت نہیں پہنچتی اور مصیبت سے مراد بیماری اور وہ شی جو بندے کو فی نفسہٖ تکلیف دے، زخم، یا مال اور اولاد کا نقصان یا زبان یا کسی حرکت سے تکلیف پہنچے یا موت، واضح مفہوم یہ ہے کہ جس کسی شخص کو دنیاوی تکالیف وغیرہ میں سے جو کچھ پہنچے یا کوئی اچھا یا برا حادثہ پیش آئے۔

اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ مگر اللہ کے حکم سے۔

ای بارادته سبحانه و تمکینه عزوجل کان الرزیة بذاتها متواجهة الی العبد متواقفة علی ارادته تعالی و تمکینه جل و علا۔

یعنی حق سبحانہ وتعالیٰ کے ارادے اور اس کی تقدیر سے کیونکہ مرض یا نقصان اپنی ذات میں بندے کی طرف متوجہ ہوتا ہے لیکن درحقیقت وہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی مشیت وتقدیر پر موقوف ہوتا ہے۔

وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ

اور جو اللہ پر ایمان لائے اللہ اس کے دل کو ہدایت فرمادے گا۔

عند اصابتها للصبر و الاسترجاع۔ جب کوئی مصیبت پہنچے تو بلا پر صبر اور عطا پر شکر کرے اور مصیبت کے وقت استرجاع پڑھے یعنی کہے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ اے اللہ ہم تیرے ہی لئے ہیں اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹنا ہے اور علقمہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ جانے (اس بات کا یقینی علم رکھے) کہ جو کچھ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہی کے ارادہ وتقدیر سے ہوتا ہے تو امر الٰہی عزوجل پر راضی رہے اور تسلیم ورضا کا مظاہرہ کرے۔

يَهْدِ قَلْبَهٗ کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یقین رکھے اور جانے کہ جو بات یا مصیبت اسے پہنچی وہ اس سے ٹلنے والی نہیں تھی اور جو ٹل گئی وہ اسے ہرگز پہنچنے والی نہ تھی۔ اور ایک قول ہے کہ اس حال میں اللہ سے مہربانی مانگے اور وہ زیادہ سے زیادہ نیکیوں اور طاعتوں میں مشغول ہو اور ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ اس کا دل مطمئن اور پرسکون رہے، بلا پر صابر عطا پر شاکر رہے۔ اور اگر اس عقیدہ سے پھرا تو دوزخ میں جائے گا۔

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔ اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

من الاشیاء التی من جملتها القلوب و احوالها۔ یعنی اللہ تعالیٰ دلوں اور اس کے احوال غرضیکہ سب کچھ جانتا ہے اور اسے بندوں کے ایمان کا بخوبی علم ہے۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۲﴾

اور اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو پھر اگر تم منہ پھیرو تو جان لو کہ ہمارے رسول پر صرف صریح پہنچا دینا ہے۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ۔ اور اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو۔

کرر الامر للتاکید والایذان بالفرق بین الاطاعتین فی الکیفیة۔

تاکید امر کے لئے تکرار ہے اور کیفیت کے اعتبار سے دونوں اطاعتوں کے درمیان فرق کے بارے میں خبردار کیا ہے۔ وگرنہ اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت دو الگ چیزیں نہیں ہیں۔ اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہی

درحقیقت اللہ عزوجل کی اطاعت ہے۔

فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ۔ پھر اگر تم منہ پھیرو۔

ای عن اطاعة الرسول۔

یعنی اگر تم اللہ کے رسول کی اطاعت سے روگردانی کروگے۔

فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

تو جان لو کہ ہمارے رسول پر صریح پہنچا دینا ہے۔

یعنی اگر تم اللہ کے رسول کی اطاعت سے منہ موڑو گے تو تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ہمارے رسول کی ذمہ داری یہی ہے کہ وہ احکام الٰہی پہنچادیں اور وہ تبلیغ دین کا فرض ادا کر چکے، تمہاری نافرمانی ان کو کسی طور مضر نہیں بلکہ تمہارے لئے ہی ہلاکت کا باعث ہے۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۳﴾

اللہ ہے جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں اور اللہ ہی پر ایمان والے بھروسہ کریں۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

اللہ ہے جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔

یعنی اللہ عزوجل پر ایمان لاؤ اور اس کی اطاعت بجالاؤ کہ وہی اللہ عزوجل ہے جس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں گویا یہ علت حکم ہے جو پچھلی آیت میں اطاعت کا حکم ہوا۔

وَعَلَى اللّٰهِ۔ اور اللہ پر ہی۔

ای علیه تعالی خاصة دون غیره لا استقلالا ولا اشتراکا۔ یعنی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسا کرنا چاہئے اور اس کے علاوہ کسی پر نہ ہی بالاستقلال اور نہ ہی بالاشتراک توکل چاہئے۔ عَلَى اللّٰهِ کا مقدم ہونا حصر کا فائدہ دے رہا ہے۔

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ ایمان والے بھروسا کریں۔

اس میں اظہار اجلال ہے یا اس میں حکم ہے کہ الوہیت کا تقاضا یہی ہے کہ سب کو چھوڑ چھاڑ کر صرف اور صرف اسی پر توکل کریں اور مومنوں کی تخصیص اس لئے ہے کہ ایمان کا مقتضیٰ ہی یہی ہے کہ اللہ عزوجل پر ہی بالکلیہ بھروسا ہو۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾

اے ایمان والو تمہاری کچھ بیبیاں اور بچے تمہارے دشمن ہیں تو ان سے احتیاط رکھو اور اگر معاف کرو اور درگزر کرو اور بخش دو تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ اہل مکہ میں سے کچھ لوگوں نے اسلام قبول کیا اور اس امر کا ارادہ کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں (ہجرت کر کے مدینہ طیبہ خدمت اقدس میں حاضر ہوں) تو ان کی بیویوں اور بچوں

Marfat.com

نے انہیں روکا اور کہا کہ ہم تمہاری جدائی پر صبر نہ کر سکیں گے اور تمہارے بعد ہلاک ہو جائیں گے جس سے متأثر ہو کر وہ رک رہے پھر کچھ عرصہ گزرا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہجرت کر کے آئے تو انہوں نے اصحاب نبی کو دیکھا کہ دین کی سمجھ میں خوب ماہر ہو گئے ہیں اور وہ بہت سے مثوبات اور علم دین سے پیچھے یا محروم رہ گئے ہیں تو انہوں نے اس محرومی کو بشدت محسوس کیا اور اپنے بیوی بچوں کو سزا دینا چاہی کہ انہوں نے انہیں کیوں روک رکھا یا وہ ہمارے مانع کیوں ہوئے اور اس امر کا ارادہ کیا کہ ان کا خرچہ بند کر دیں تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں درگزر اور معافی کی تلقین کی گئی۔ ترمذی رحمہ اللہ نے اسے روایت کیا اور حاکم رحمہ اللہ نے اس کو صحیح کہا اور ابن جریر رحمہ اللہ وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یونہی روایت کی ہے۔ اور عطاء رحمہ اللہ کا قول ہے کہ یہ آیت عوف بن مالک الاشجعی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اتری جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں غزوہ (جنگ) میں شرکت کا ارادہ رکھتے تھے مگر ان کے اہل وعیال جمع ہوئے اور ان کی باتوں نے جیسا اوپر گزرا انہیں روک رکھا پھر وہ نادم ہوئے اور انہیں سزا دینا چاہی کہ ان کی وجہ سے وہ مثوبات وغیرہ سے پیچھے رہ گئے یا محروم ہو گئے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ

اے ایمان والو تمہاری کچھ بیبیاں اور بچے تمہارے دشمن ہیں۔

ای ان بعضهم كذلك فمن الازواج ازواجاً يعادين بعولتهن و يخاصمنهم و يجلبن عليهم و من الاولاد يعادون آباء هم و يعقونهم و يجرعونهم الغصص والاذى وقد شاهدنا من الازواج من قتلت زوجها و من افسدت عقله باطعام بعض المفسدات للعقل و من كسرت قارورة عرضه و من مزقت كيس ماله۔

یعنی ان میں سے بعض تو حقیقۃً اسی طرح ہیں تو ازواج میں سے بعض بیبیاں ایسی ہیں جو اپنے شوہر سے بولنے میں تجاوز کرتی ہیں یا دشمنی یا ظلم کرتی ہیں اور ان سے لڑتی جھگڑتی ہیں اور ان کو دھمکاتی ہیں یا شور مچا کر ان پر لوگوں کو جمع کر لیتی ہیں اور اولاد میں سے بعض اولاد ایسی ہے کہ اپنے باپوں پر زیادتی یا ظلم کرتے ہیں (یا گستاخی کرتے ہیں) اور ان کی نافرمانی کرتے ہیں (یا انہیں چھوڑ دیتے ہیں) اور انہیں غم واندوہ کے اچھو لگانے والے گھونٹ پلاتے ہیں اور ہم نے عورتوں میں سے بعض کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے شوہروں کو قتل کر ڈالا اور بعض نے ان کی دولت کے ذریعے جو پاگل بنا دیتی ہے، شوہروں کو فاتر العقل (پاگل) بنا دیا اور بعض نے ان کی آبرو کے آبگینے کو پاش پاش کر دیا اور بعض نے ان کی دولت برباد کر دی۔

ایک قول یہ ہے کہ اس لئے دشمن ہیں کہ وہ تمہیں افعال خیر سے روکتے ہیں یا ان کی وجہ سے نیکی سے باز رہتے ہو۔ یہاں من تبعیضیہ ہے اور سب کو شامل نہیں یعنی ساری بیبیاں اور ساری اولاد ایک جیسی نہیں۔

فَاحْذَرُوهُمْ۔ تو ان سے احتیاط رکھو۔

هُمْ کی ضمیر عدد کے لئے ہے اور اس کا اطلاق جمع پر ہوتا ہے جس طرح کہ اللہ عزوجل کا قول ہے: فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّي تو ضرور ہے کہ سب سے احتیاط چاہئے خواہ بیبیاں ہوں یا اولاد۔ اور لازم ہے کہ ان کے کہنے میں آ کر یا ان کی باتوں وغیرہ سے مرعوب ومغلوب ہو کر امور خیر سے نہ رک جاؤ اور ان کی محبت نیکی کی راہوں میں آڑے نہ آئے۔ اور ان کی وجہ سے یا ان کے شر سے غافل نہ رہو۔

Marfat.com

38A

وَإِنْ تَعْفُوْا۔اور اگر معاف کرو۔

عن ذنوبهم القابلة للعفو بان تكون متعلقة بامور الدنيا او بامور الدين لكن مقارنة للتوبة بان لم تعاقبوهم عليها۔

یعنی ان کے وہ گناہ معاف کر دو جو بخشش کے قابل ہوں خواہ وہ دنیا سے متعلق ہوں یا ایسے دینی امور سے جو توبہ کے لائق ہوں تو تم ان پر ان کا تعاقب نہ کرو۔(پیچھے نہ پڑو)۔

وَتَصْفَحُوْا۔اور در گزر کرو۔

تعرضوا بترک التثريب والتعبير۔اور تم ملامت کے بغیر آزمائش (پرکھنے) یا بغیر وضاحت چاہے ان سے چشم پوشی کرو(جانے دو چھوڑ دو)

وَتَغْفِرُوْا۔اور بخش دو۔

تستروها باخفائها و تمهيد معذرتهم فيها۔تم ان کی لغزشوں کو چھپاتے ہوئے اور اس بارے میں ان کی معذرت خواہی وغیرہ سے صرف نظر کر کے ان کو معاف کر دو یا پردہ پوشی کرو۔

فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یہ جواب کا قائم مقام ہے والمراد يعاملكم بمثل ما عملتم و يتفضل عليكم اور مراد یہ ہے کہ تمہارے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرے گا جیسا تم معاملہ کرو گے اور یہ کہ تم پر لطف و کرم فرمائے گا اس لئے کہ وہ یعنی حق سبحانہ وتعالیٰ غایت درجہ مہربان اور معاف فرمانے والا ہے۔

إِنَّمَآ أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۗ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ أَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿١٥﴾

تمہارے مال اور تمہارے بچے جانچ ہی ہیں اور اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے۔

إِنَّمَآ أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ

تمہارے مال اور تمہارے بچے جانچ ہی ہیں۔

اى بلاء و محنة و يترتب عليهم الوقوع فى الاثم والشدائد الدنيوية و غير ذلک و فى الحديث "يوتى برجل يوم القيامة فيقال : اكل عياله حسناته" و عن بعض السلف العيال سوس الطاعات۔

یعنی آزمائش اور امتحان ہے اور (انہی کی وجہ سے) گناہوں کا اور دنیاوی سختیوں (پریشانیوں) وغیرہ کا وقوع ہونا ہے مطلب یہ ہے کہ مال واولاد کی وجہ سے بندہ گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اطاعت الٰہی عزوجل سے باز رہتا ہے۔حدیث شریف میں ہے کہ بروز حشر ایک شخص کو لایا جائے گا تو کہا جائے گا "اس کے عیال (کنبے) نے اس کی نیکیاں کھا لیں" اور بعض سلف سے مذکور ہے کہ کنبہ نیکیوں کے درخت کا گھن ہے (جس طرح گھن لکڑی کو کھا جاتا ہے یونہی بال بچے نیکیاں اکارت کر دیتے ہیں)۔اور ایک قول ہے کہ جب تمہارے لئے ہجرت اور جہاد فی سبیل اللہ ممکن ہو (تمہیں موقع مل رہا ہو) تو تمہیں ان دونوں امور سے مال واولاد کی محبت فتنے میں نہ ڈال دے کہ تم ان کی وجہ سے باز رہو اور کشف میں ہے کہ مال واولاد کی طرف

Marfat.com

38B

میلان کا فتنہ (آزمائش) عقوبت (سزا) اور گناہ کے علاوہ ہے۔ یعنی یہ میلان (بشرطیکہ نیکی سے مانع ہو) فی نفسہ گناہ اور مستوجب سزا ہے اور اس کے علاوہ ایک آزمائش ہے۔ اور مال کا بطور تقدیم کے ذکر اس لئے ہے کہ بلاشبہ یہ عظیم فتنہ ہے اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: ''كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰۤى ۙ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ؕ'' ہاں ہاں بے شک آدمی سرکشی کرتا ہے اس پر کہ اپنے آپ کو غنی (مالدار) سمجھ لیا۔ اور احمد، طبرانی، حاکم، ترمذی رحمہم اللہ نے بافادۂ تصحیح کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ان لكل امة فتنة و ان فتنة امتي المال'' بے شک ہر امت کے لئے پرکھ (آزمائش تھی) اور میری امت کے لئے فتنہ و جانچ مال ہے۔ اور اس آیت میں کسی کا استثنیٰ نہیں جبکہ پچھلی آیت میں من تبعیضیہ تھا۔ مطلب یہ ہے کہ مال و اولاد سب کے لئے امتحان ہیں اور سب کا میلان ان کی طرف ہوتا ہے خواہ وہ امور خیر سے مانع ہوں یا نہ ہوں۔ احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور حاکم رحمہم اللہ نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر شریف پر جلوہ گر خطبہ فرماتے تھے کہ شہزادگان اہل بیت سبطین پیغمبر حسن اور حسین رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لڑکھڑاتے قدموں میں حاضر ہوئے (بچپن میں جب ابھی چلنا آیا ہی تھا) اور دونوں شہزادوں پر سرخ دھاری دار پوشاکیں تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے اتر آئے اور ہر ایک کو اپنے بازوؤں میں الگ الگ اٹھالیا پھر رونق افروز منبر ہوئے تو فرمایا حق سبحانہ وتعالیٰ نے سچ فرمایا کہ تمہارے مال و اولاد تمہارے لئے فتنہ ہیں، ان بچوں کو دیکھ کر مجھ سے نہ رہا گیا کہ میں نے خطبہ چھوڑا اور ان دونوں کی طرف بڑھ گیا۔'' اور ابن مردویہ کی روایت میں ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ شیطان کو ہلاک کرے بے شک اولاد کڑی آزمائش ہے ذات باری کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ''مادريت اني نزلت عن منبري'' مجھ سے نہ رہا گیا اور میں اپنے منبر پر اتر پڑا۔

وَاللّٰهُ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ⑮ اور اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے۔

لمن آثر محبة الله تعالى و طاعته على محبة الاموال والاولاد والسعي في مصالحهم على وجه يخل ذلك۔ یعنی اس شخص کے لئے جس کو اموال و اولاد کی محبت اور ان کے مصالح میں بھاگ دوڑ اللہ کی محبت اور اس کی فرماں برداری پر غالب نہ آئے اور وہ اطاعت حق میں مشغول رہے تو ایسے شخص کے لئے اللہ کے ہاں بڑا ثواب ہے اور جو ایسا نہ کرے وہ ثواب عظیم سے محروم ہو گیا۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ⑯

تو اللہ سے ڈرو جہاں تک ہو سکے اور فرمان سنو اور حکم مانو اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اپنے بھلے کو اور جو اپنی جان کے لالچ سے بچایا گیا تو وہی فلاح پانے والے ہیں۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ۔ تو اللہ سے ڈرو جہاں تک ہو سکے۔

اي ابذلوا في تقواه عزوجل جهدكم و طاقتكم۔ یعنی اپنی وسعت و طاقت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈرو یا اللہ عزوجل سے تقویٰ رکھنے میں اپنی پوری ہمت و کوشش صرف کرو۔ ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت ''اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ'' نازل ہوئی تو لوگوں کو عمل میں شدت و دشواری ہوئی تو اللہ

تعالیٰ نے یہ آیت مسلمانوں کے لئے بطور تخفیف نازل فرمائی اور لوگوں کی دشواری آسانی سے بدل گئی اور پہلا حکم منسوخ ہو گیا۔ مجاہد رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اس آیت سے مراد ہے کہ ''ان یطاع سبحانہ فلا یعصی'' حق سبحانہ وتعالیٰ کی طاعت و عبادت بجالاؤ اور نافرمانی نہ کرو۔ تاہم جمہور کا مذہب وہی ہے جو پیچھے گزرا اور بعض کا قول عدم نسخ ہے اور ان کے نزدیک یہ آیت حَقَّ تُقٰتِهٖ کی تفسیر و توضیح ہے اور حَقَّ تُقٰتِهٖ سے مراد کامل خلوص اور للّٰہیت ہے اور محض رضا الٰہی عزوجل کا حصول ہے۔

وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا۔ اور فرمان سنو اور حکم مانو۔

مواعظہ تعالیٰ و اوامرہ عزوجل و نواھیہ سبحانہ۔ حق تعالیٰ کی نصیحت یا جو اللہ عزوجل شانہ نے حکم فرمایا اور جس شے سے منع فرمایا یعنی اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام بجالاؤ اور سر تسلیم خم کردو۔

وَاَنْفِقُوْا۔ اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔

مما رزقکم في الوجوہ التی امرکم بالانفاق فیھا خالصا لوجھہ جل شانہ۔

یعنی جو کچھ ہم نے تمہیں روزی دی ہے اس میں سے اس طرح خرچ کرو جس طرح کہ تمہیں خرچ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور خرچ فقط رضائے الٰہی عزوجل کے حصول کے لئے ہو۔

خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ۔ تم اپنے بھلے کو۔

یعنی خرچ کرو جو تمہارے لئے بھلائی کا موجب اور باعث منفعت ہے۔ اور ایک قول ہے کہ مال خرچ کرو جو تمہارے لئے مال و اولاد سے بڑھ کر نفع بخش ہے اور یہاں خیر سے مراد مال بھی لیا گیا ہے۔

وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ۔ اور جو اپنی جان کے لالچ سے بچالیا گیا۔

قاموس میں شُحَّ کا معنی بخل اور حرص ہے۔ جوہری کہتے ہیں: شُحَّ کا معنی البخل مع الحرص، سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا قول ہے: شُحَّ کا معنی حرام مال کا حاصل کرنا ہے۔ آدمی کا نفس مال سے شدید محبت رکھتا ہے اور ایسی طمع آدمی کو خرچ سے مانع ہوتی ہے۔ یعنی واضح مفہوم یہ ہے کہ جو شخص اپنی جان کے لالچ سے بچایا گیا اور اس نے نفس کی طمع کے باوجود اپنا مال اللہ عزوجل و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے موافق خرچ کیا تو ایسا شخص ہی کامیاب ہے۔

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ تو وہی فلاح پانے والے ہیں۔

الفائزون بکل مرام۔ یہی وہ لوگ ہیں جو ہر لحاظ سے کامیاب و کامران ہیں۔

اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝

اگر تم اللہ کو اچھا قرض دو گے تو وہ تمہارے لئے اس سے دونے (دگنے) کردیگا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ قدر فرمانے والا حلم والا ہے۔

اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا۔ اگر تم اللہ کو اچھا قرض دو گے۔

قرض حسن سے مراد ہے: ''مقرونا بالاخلاص و طیب النفس'' خلوص و نیک نیتی اور خوش دلی و رغبت سے خرچ کرنا، یعنی اگر تم اللہ عزوجل کی راہ میں احکام شریعت کے مطابق حلال طیب مال خلوص و خوشدلی سے صدقہ دو گے۔ قرض اس لئے بھی کہا گیا ہے کہ وہ لوٹایا جاتا ہے اور اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ ہوا مال پورا پورا لوٹایا جائے گا جیسا کہ ارشاد ہے: وَمَا

Marfat.com

تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ تاہم واضح مفہوم قرض کا یہ ہے کہ ایسا خرچ جس پر ثواب کی امید بھی رکھے یا نمود و ریا سے پاک خرچ کرنا ہے۔

يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ۔ وہ تمہارے لئے اس کے دونے کرے گا۔

یعنی بڑھادے گا اور یہ بڑھوتری دوگنا تک محدود نہیں بلکہ دس گنا سے سات سوگنا تک بھی ہوسکتی ہے۔ اور بغیر حساب کے بھی۔ اور یہ بندے کے خلوص پر اور اللہ عزوجل کے فضل وقبول پر مبنی ہے۔ يُّضٰعِفْهُ کو يَضْعَفْهُ بھی پڑھا گیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس مال (قرض حسن) کو بڑھاتا رہے گا۔

وَيَغْفِرْ لَكُمْ۔ اور تمہیں بخش دے گا۔

ببركة الانفاق ما فرط منكم من بعض الذبوب۔

یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی برکت سے جو کچھ تم سے سرزد ہوا بعض انہیں سے گناہ معاف فرمادیئے جائیں گے۔

وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ۔ اور اللہ قدر فرمانے والا حلم والا ہے۔

يعطى الجزيل بمقابلة النزر القليل۔ یعنی اللہ کریم قدر فرمانے والا اور معمولی کے بدلے اور مقابلے میں انتہائی (غیر معمولی) عطا فرمانے والا ہے اور حلیم یعنی "لا يعاجل بالعقوبة مع كثرة الذنوب" ایسا بردبار کریم ہے کہ باوجود گناہوں کی کثرت کے بندوں کو سزا دینے میں جلدی نہیں فرماتا یعنی فوری گرفت نہیں فرماتا بلکہ موقع عطا فرماتا ہے کہ توبہ کرسکے اور رجوع الی اللہ کرے۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾

ہر چھپے اور ظاہر کا جاننے والا عزت والا حکمت والا۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ۔ ہر نہاں اور عیاں کا جاننے والا۔

لا يخفى عليه سبحانه شيء۔ یعنی اللہ پر کوئی بھی شے چھپی نہیں، اللہ کو سب معلوم ہے۔

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ عزت والا حکمت والا۔

المبالغ فى القدرة والحكمة۔

قدرت وحکمت مین انتہائی کامل ہے، ہر شے پر غالب اور قادر ہے اور اس کی حکمت بے انتہا اور علم لامتناہی ہے۔ اس آیت میں جو قرضہ حسنہ کے ذکر سے ان اسماء جلیلہ پر مکمل ہے، اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب ہے لیکن انفاق سے مراد میں اختلاف ہے کہ انفاق فی سبیل اللہ سے مراد فرض انفاق یعنی زکوٰۃ مراد ہے تاہم یہ واضح ہے اور بعض کا قول ہے کہ مراد انفاق صدقہ مندوب ہے اور بعض کے نزدیک یہ ہر قسم کے انفاق فی سبیل اللہ کو شامل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

آج تفسیر سورۃ تغابن مکمل ہوئی

۱۱ ربیع الاول ۱۴۱۱ ہجری بمطابق ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۰ء

Marfat.com

سورۃ الطلاق

صحیح بخاری وغیرہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس سورۃ مبارکہ کا نام ''النساء القصریٰ'' (چھوٹی سورۃ النساء) مذکور ہے۔ داؤدی رحمہ اللہ نے اس نام پر کراہت کا اظہار کیا ہے کہ میں القصریٰ کہنے کو محفوظ نہیں سمجھتا اور یہ کہ قرآنی سورتوں میں سے کسی کو قصریٰ نہ کہا جائے اور نہ ہی صغریٰ کہا جائے۔ ابن حجر نے داؤدی رحمہم اللہ کا تعاقب کیا ہے اور کہا ہے کہ ایسا کہنا (قصریٰ، صغریٰ کا انکار کرنا) احادیث ثابتہ سے مردود ہے اور غیر مستند ہے کیونکہ قصر وطول امر نسبتی ہے اور بخاری میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا طولی الطولین۔ (دو لمبی سورتوں میں سے لمبی سورت) اور اس سے مراد سورۃ الاعراف لیا، یہ سورۃ مبارکہ بالاتفاق مدنی ہے اور اس میں دو رکوع اور بارہ آیتیں ہیں۔ البتہ بصری قراء کے نزدیک آیتوں میں گنتی گیارہ ہے یعنی وہ بارہویں آیت کو الگ قرار نہیں دیتے۔ گزشتہ سورۃ مبارکہ میں ذکر گزرا کہ بے شک تمہاری کچھ بیبیاں اور بچے تمہارے دشمن ہیں اور عداوت کا منطقی نتیجہ طلاق ہوتا ہے یعنی علیحدگی، لہٰذا اس سورۂ مبارکہ میں اسی مضمون سے متعلق طلاق (علیحدگی) کا ذکر ہے لہٰذا ان دونوں میں خوب ربط ہے۔

سورة الطلاق مدنية

اس سورۃ میں دو رکوع، بارہ آیتیں اور دو سو انچاس کلمے اور ایک ہزار ساٹھ حروف ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بامحاورہ ترجمہ رکوع اول-سورۃ الطلاق-پ ۲۸

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوۡهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَ اَحۡصُوا الۡعِدَّةَ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمۡ ۚ لَا تُخۡرِجُوۡهُنَّ مِنۡۢ بُیُوۡتِهِنَّ وَ لَا یَخۡرُجۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ یَّاۡتِیۡنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ ؕ وَ تِلۡكَ حُدُوۡدُ اللّٰهِ ؕ وَ مَنۡ یَّتَعَدَّ حُدُوۡدَ اللّٰهِ فَقَدۡ ظَلَمَ نَفۡسَهٗ ؕ لَا تَدۡرِیۡ لَعَلَّ اللّٰهَ یُحۡدِثُ بَعۡدَ ذٰلِكَ اَمۡرًا ①

فَاِذَا بَلَغۡنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمۡسِكُوۡهُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ فَارِقُوۡهُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ وَّ اَشۡهِدُوۡا ذَوَیۡ عَدۡلٍ مِّنۡكُمۡ وَ اَقِیۡمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ؕ ذٰلِكُمۡ یُوۡعَظُ بِهٖ مَنۡ كَانَ یُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ۬ؕ وَ مَنۡ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجۡعَلۡ لَّهٗ مَخۡرَجًا ۙ②

اے غیب دان نبی جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے وقت پر انہیں طلاق دو اور عدت کا شمار رکھو اور اپنے رب اللہ سے ڈرو عدت میں انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ آپ نکلیں مگر یہ کہ کوئی صریح بے حیائی کی بات لائیں اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھا بے شک اس نے اپنی جان پر ظلم کیا تمہیں نہیں معلوم شاید اللہ اس کے بعد کوئی نیا حکم بھیجے تو جب وہ اپنی میعاد کو پہنچنے کو ہوں تو انہیں بھلائی کے ساتھ روک لو یا بھلائی کے ساتھ جدا کرو اور اپنے میں سے دو ثقہ گواہ کر لو اور اللہ کے لئے گواہی قائم کرو اس سے نصیحت فرمائی جاتی ہے اسے جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہو اور جو اللہ سے ڈرے اس کے لئے نجات

کی راہ نکال دے گا

وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۚ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۚ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ③

اور اسے وہاں سے رزق دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے بے شک اللہ اپنا کلام پورا کرنے والا ہے بے شک اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ رکھا ہے

وَالّٰٓئِيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓئِيْ لَمْ يَحِضْنَ ۚ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ④

اور تمہاری عورتوں میں جنہیں حیض کی امید نہ رہی اگر تمہیں کچھ شک ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور ان کی جنہیں ابھی حیض نہ آیا۔ اور حمل والیوں کی میعاد یہ ہے کہ وہ اپنا حمل جن لیں اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے کام میں آسانی فرما دے گا

ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗۤ اِلَيْكُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗۤ اَجْرًا ⑤

یہ اللہ کا حکم ہے کہ اس نے تمہاری طرف اتارا اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کی برائیاں اتار دے گا اور اسے بڑا ثواب دے گا

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ۚ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗۤ اُخْرٰى ⑥

عورتوں کو وہاں رکھو جہاں خود رہتے ہو اپنی طاقت بھر اور انہیں ضرر نہ دو کہ ان پر تنگی کرو اور اگر حمل والیاں ہوں تو انہیں نان و نفقہ دو یہاں تک کہ ان کے بچہ پیدا ہو پھر اگر وہ تمہارے لئے بچہ کو دودھ پلائیں تو انہیں اس کی اجرت دو اور آپس میں معقول طور پر مشورہ کرو پھر اگر باہم مضائقہ کرو (تنگی محسوس کرو) تو قریب ہے کہ اسے اور دودھ پلانے والی مل جائے گی

لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ۚ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّاۤ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ۚ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَاۤ اٰتٰىهَا ۚ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ⑦

مقدور والا اپنے مقدور کے قابل نفقہ دے اور جس پر اس کا رزق تنگ کیا گیا وہ اس میں سے نفقہ دے جو اسے اللہ نے دیا اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں رکھتا مگر اسی قابل جتنا اسے دیا ہے قریب ہے اللہ دشواری کے بعد آسانی فرما دے

حل لغات رکوع اول۔ سورۃ الطلاق۔ پ ۲۸

يٰۤاَيُّهَا۔ اے | النَّبِيُّ۔ غیب کی خبریں دینے والے | اِذَا۔ جب | طَلَّقْتُمُ۔ طلاق دو تم

النِّسَآءَ۔ عورتوں کو | فَطَلِّقُوْ۔ تو طلاق دو | هُنَّ۔ ان کو | لِعِدَّتِهِنَّ۔ ان کی عدت پر

Marfat.com

وَ-اور	اَحۡصُوا-گنتے رہو	الۡعِدَّةَ-ان کی عدت کو	وَ-اور
اتَّقُوا-ڈرو	اللّٰهَ-اللہ سے	رَبَّكُمۡ-جوتمہارا رب ہے	لَا-نہ
تُخۡرِجُوۡ-نکالو	هُنَّ-ان کو	مِنۡۢ بُيُوۡتِهِنَّ-ان کے گھروں سے	
وَ-اور	لَا-نہ	يَخۡرُجۡنَ-نکلیں	اِلَّاۤ-مگر
اَنۡ-یہ کہ	يَّاۡتِيۡنَ-لائیں	بِفَاحِشَةٍ-بے حیائی	مُّبَيِّنَةٍ-کھلی کو
وَ-اور	تِلۡكَ-یہ ہیں	حُدُوۡدُ-حدیں	اللّٰهِ-اللہ کی
وَ-اور	مَنۡ-جو	يَّتَعَدَّ-گزر جائے	حُدُوۡدَ-حدیں
اللّٰهِ-اللہ کی	فَقَدۡ-تو بے شک	ظَلَمَ-ظلم کیا اس نے	نَفۡسَهٗ-اپنی جان پر
لَا-نہیں	تَدۡرِىۡ-جانتا تو	لَعَلَّ-شاید	اللّٰهَ-اللہ
يُحۡدِثُ-پیدا کر دے	بَعۡدَ-بعد	ذٰلِكَ-اس کے	اَمۡرًا-کوئی اور کام
فَاِذَا-پھر جب	بَلَغۡنَ-پہنچ جائیں	اَجَلَهُنَّ-اپنی عدت کو	فَاَمۡسِكُوۡ-تو روک لو
هُنَّ-ان کو	بِمَعۡرُوۡفٍ-اچھے طریقے سے	اَوۡ-یا	فَارِقُوۡ-چھوڑ دو
هُنَّ-ان کو	بِمَعۡرُوۡفٍ-اچھے طریقے سے	وَّ-اور	اَشۡهِدُوۡا-گواہ بناؤ
ذَوَىۡ-دو صاحب	عَدۡلٍ-انصاف	مِّنۡكُمۡ-مسلمان	وَ-اور
اَقِيۡمُوا-قائم کرو	الشَّهَادَةَ-شہادت	لِلّٰهِ-اللہ کے لئے	ذٰلِكُمۡ-یہ
يُوۡعَظُ-نصیحت کیا جاتا ہے	بِهٖ-اس سے	مَنۡ-جو	كَانَ-ہے
يُؤۡمِنُ-ایمان رکھتا	بِاللّٰهِ-اللہ	وَ-اور	الۡيَوۡمِ-دن
الۡاٰخِرِ-پچھلے پر	وَ-اور	مَنۡ-جو	يَّتَّقِ-ڈرے
اللّٰهَ-اللہ سے	يَجۡعَلۡ-بنائے گا	لَّهٗ-اس کے لئے	مَخۡرَجًا-کشادگی
وَّ-اور	يَرۡزُقۡهُ-رزق دے گا اس کو	مِنۡ حَيۡثُ-جہاں سے	لَا-نہیں
يَحۡتَسِبُ-خیال کرتا	وَ-اور	مَنۡ-جو	يَّتَوَكَّلۡ-بھروسہ کرے
عَلَى-اوپر	اللّٰهِ-اللہ کے	فَهُوَ-تو وہ	حَسۡبُهٗ-کافی ہے اس کو
اِنَّ-بے شک	اللّٰهَ-اللہ	بَالِغُ-پہنچنے والا ہے	اَمۡرِهٖ-اپنے کام کو
قَدۡ-بے شک	جَعَلَ-بنایا	اللّٰهُ-اللہ نے	لِكُلِّ-واسطے ہر
شَىۡءٍ-چیز کے	قَدۡرًا-ایک اندازہ	وَ-اور	الّٰٓـىِٔۡ-وہ عورتیں جو
يَئِسۡنَ-مایوس ہوں	مِنَ الۡمَحِيۡضِ-حیض سے	مِنۡ نِّسَآئِكُمۡ-تمہاری عورتوں سے	...
اِنِ-اگر	ارۡتَبۡتُمۡ-تمہیں شک ہو	فَعِدَّتُهُنَّ-توان کی عدت	ثَلٰثَةُ-تین
اَشۡهُرٍ-مہینے ہے	وَّ-اور	الّٰٓـىِٔۡ-وہ جو ابھی	لَمۡ-نہیں

Marfat.com

يَحِضْنَ۔حیض کو پہنچیں	وَ۔اور	اُولَاتُ الْاَحْمَالِ۔حمل والی عورتیں	
اَجَلُهُنَّ۔ان کی عدت	اَنْ۔یہ ہے کہ	يَّضَعْنَ۔جن لیں	حَمْلَهُنَّ۔اپنا حمل
وَ۔اور	مَنْ۔جو	يَّتَّقِ۔ڈرے	اللّٰهَ۔اللہ سے
يَجْعَلْ۔بنائے گا	لَّهٗ۔اس کے لئے	مِنْ اَمْرِ۔کام	هٖ۔اس کے میں
يُسْرًا۔آسانی	ذٰلِكَ۔یہ	اَمْرُ۔حکم ہے	اللّٰهِ۔اللہ کا
اَنْزَلَهٗ۔اتارا اس کو	اِلَيْكُمْ۔تمہاری طرف	وَ۔اور	مَنْ۔جو
يَّتَّقِ۔ڈرے	اللّٰهَ۔اللہ سے	يُكَفِّرْ۔دور کرے گا	عَنْهُ۔اس سے
سَيِّاٰتِهٖ۔اس کے گناہ	وَ۔اور	يُعْظِمْ۔بڑا کرے گا	لَهٗ۔اس کے لئے
اَجْرًا۔اجر	اَسْكِنُوْ۔رکھو	هُنَّ۔ان کو	مِنْ حَيْثُ۔جہاں
سَكَنْتُمْ۔رہو تم	مِّنْ وُّجْدِ۔طاقت	كُمْ۔اپنی کے مطابق	وَ۔اور
لَا۔نہ	تُضَآرُّوْ۔تکلیف دو	هُنَّ۔ان کو	لِتُضَيِّقُوْا۔کہ تنگی کرو
عَلَيْهِنَّ۔ان پر	وَ۔اور	اِنْ۔اگر	كُنَّ۔ہوں وہ
اُولَاتِ حَمْلٍ۔حمل والیاں تو		فَاَنْفِقُوْا۔خرچ کرو	عَلَيْهِنَّ۔ان پر
حَتّٰى۔یہاں تک کہ	يَضَعْنَ۔جنیں وہ	حَمْلَهُنَّ۔اپنا حمل	فَاِنْ۔پھر اگر
اَرْضَعْنَ۔دودھ پلائیں	لَكُمْ۔تمہارے لئے	فَاٰتُوْ۔تو دو	هُنَّ۔ان کو
اُجُوْرَ۔اجرت	هُنَّ۔ان کی	وَ۔اور	اْتَمِرُوْا۔مشورہ کرو
بَيْنَكُمْ۔آپس میں	بِمَعْرُوْفٍ۔اچھے طریقہ سے	وَ۔اور	اِنْ۔اگر
تَعَاسَرْتُمْ۔تم آپس میں مضایقہ کرو (تنگی محسوس کرو)		فَسَتُرْضِعُ۔تو جلدی دودھ پلا دے گی	
لَهٗ۔اس کے لئے	اُخْرٰى۔کوئی دوسری	لِيُنْفِقْ۔چاہئے کہ خرچ کریں	
ذُوْ۔صاحب	سَعَةٍ۔وسعت	مِّنْ سَعَتِهٖ۔اپنی فراخی سے	وَ۔اور
مَنْ۔جو کہ	قُدِرَ۔تنگ	عَلَيْهِ۔اس پر	رِزْقُهٗ۔رزق اس کا
فَلْيُنْفِقْ۔تو وہ خرچ کرے	مِمَّآ۔اس سے کہ	اٰتٰىهُ۔دیا اس کو	اللّٰهُ۔اللہ نے
لَا۔نہیں	يُكَلِّفُ۔تکلیف دیتا	اللّٰهُ۔اللہ	نَفْسًا۔کسی آدمی کو
اِلَّا۔مگر	مَآ۔جو	اٰتٰىهَا۔دیا اس کو	سَيَجْعَلُ۔جلدی کرے گا
اللّٰهُ۔اللہ	بَعْدَ۔بعد	عُسْرٍ۔تنگی کے	يُّسْرًا۔آسانی

مختصر تفسیر اردو رکوع اول۔سورۃ الطلاق۔پ ۲۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَ اَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا

Marfat.com

تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَ لَا يَخْرُجْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ؕ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ①

اے غیب کی خبریں دینے والے جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے وقت پر انہیں طلاق دو اور عدت کا شمار رکھو اور اپنے رب اللہ سے ڈرو، عدت میں انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ آپ نکلیں مگر یہ کہ کوئی صریح بے حیائی کی بات لائیں اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھا بے شک اس نے اپنی جان پر ظلم کیا تمہیں نہیں معلوم شاید اللہ اس کے بعد کوئی نیا حکم بھیجے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ۔

اے غیب کی خبریں دینے والے جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو۔

خص النداء به صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و عم الخطاب بالحکم لان النبی علیہ الصلوة والسلام امام امته کما یقال لرئیس القوم و کبیرهم: یا فلان افلعوا کیت و کیت اظهاراً لتقدمه اعتبارا لترؤسه۔

یہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خصوصی خطاب ہے اور خطاب ونداء سے مراد حکم ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کے امام ہیں اور جس طرح قوم کے امام اور ان کے بزرگ کو کہا جاتا ہے کہ اے فلاں تم اس طرح کرو اور ایسا اس کی مقتدائی کے اظہار کے لئے اور اس کی سرداری کے اعتبار سے ہوتا ہے گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب ساری امت کو بھی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ بلند مرتبت والے محبوب اپنی امت کو فرما دیجئے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہاں خطاب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بطور نداء کے ہے اور طَلَّقْتُمُ میں جمع کی ضمیر آپ کی تعظیم کے لئے ہے اگرچہ آپ مخاطب ہیں لیکن حکم عام اور سب کو شامل ہے۔ واضح مفہوم یوں ہوگا کہ جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دینے کا ارادہ کرو یا طلاق دو۔

فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ

تو ان کی عدت کے وقت پر انہیں طلاق دو۔

ای لاستقبال عدتهن۔ یعنی وہ عورتیں جن کو طلاق دو طلاق کے بعد عدت کا استقبال (شروع) کریں۔ یہ معنی اس تقدیر پر ہوں گے جب لام کا تعلق محذوف لفظ سے ہو۔ شوافع کے نزدیک لِعِدَّتِهِنَّ میں لام توقیت کے لئے ہے یعنی عدت کے وقت پر انہیں طلاق دو، احناف کے نزدیک یہ لام توقیت کے لئے نہیں بلکہ لام عاقبت ہے۔ بخاری ومسلم میں ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو بحالت حیض طلاق دی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوی میں عرض کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سن کر شدید ناراض ہوئے اور اس بی بی کو لوٹانے کا حکم دیا اور فرمایا حیض کے ایام ختم ہونے تک روکے رکھو کہ پاک ہو جائے پھر حیض آئے اور یہاں تک کہ پاک ہو جائے اس کے بعد اگر طلاق کا ارادہ ہو تو ایسے طہر میں جس میں وطی نہ کی ہو طلاق دے یہ وہ عدت ہے جس کا حکم اللہ نے فرمایا ہے۔

علماء کا اس پر اجماع ہے کہ بحالت حیض اور جس طہر میں وطی کی ہو طلاق دینا حرام ہے۔ شوافع کے نزدیک عدت کا شمار طہر سے ہوگا اور حیض سے شمار نہ ہوگا جب کہ احناف کے نزدیک حیض میں طلاق ہو جاتی ہے اور عدت کی گنتی طہر سے صحیح

Marfat.com

نہیں۔ان کے نزدیک لام کا یہ مفہوم فی وقت عدتھن لینا اگر مانا جائے تو عدت کی طلاق پر تقدیم یا دونوں کا ایک ہی وقت میں ہونا لازم آتا ہے اور آیت کا مقتضی یہی ہے لہٰذا یہ مفہوم درست نہیں بلکہ لام تعقیب بمعنی نتیجہ ہے یعنی طلاق کے بعد عدت کا استقبال کریں۔

سورۂ بقرہ میں قروء کی بحث میں کہ اس سے مراد حیض ہے یا طہر تفصیل گزر چکی ہے۔تاہم احناف کے نزدیک آیت کا مفہوم یہ ہے کہ لِعِدَّتِهِنَّ سے مراد طلاق کا وقت ہے یعنی وہ وقت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کا حکم دیا ہے یعنی بحالت طہر اور رہی وہ عدت جو طلاق کے بعد ہے تو وہ حیض سے شمار ہوگی اور یونہی اگر حیض کی حالت میں طلاق دے دی جو کہ سخت حرام ہے لیکن طلاق ہو جائے گی اگرچہ دینے والا گناہ گار ہوگا۔

اس آیت میں عورتوں سے مراد وہ عورتیں ہیں جو مدخول بہا ہیں یعنی شوہر ان سے وطی کر چکے ہوں، حاملہ نہ ہوں اور نہ ہی آئسہ یعنی وہ عورتیں جو حیض سے مایوس ہو چکی ہوں گی (بوڑھی ہوگئی ہوں یا حیض بند ہو چکا ہو) یا ایسی صغیرہ ہو کہ جو وطی کے قابل نہ ہوں (کمسن ہوں)۔اور جس عورت سے شوہر نے وطی نہ کی ہو اس پر عدت ہی نہیں غیر مدخول بہا کو حیض میں طلاق دینا درست ہے نابالغہ صغیرہ کمسن کہ ابھی حیض شروع ہی نہیں ہوا وطی سے پہلے یا وطی کے بعد طلاق دینا درست ہے اور آئسہ کو بھی بعد وطی طلاق دینا صحیح ہے۔

وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ۔اور عدت کا شمار رکھو۔

واضبطوها واكملوها ثلاثة قروء كوامل۔اور اسے (عدت) کو یاد رکھو اور پورے تین حیض مکمل کر کے اسے پورا کرو یا شمار رکھنے کا مفہوم یہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم عدت گزرنے کے بعد رجوع کر لو یا انقضائے عدت سے پہلے ہی کوئی عورت کسی دوسرے مرد سے نکاح کر لے کہ دونوں صورتیں احکام شرعی کے مخالف اور ناجائز ہیں۔یہاں مراد وہ مدخول بہا عورتیں ہی ہیں جن کی عدت حیض سے شمار ہوگی۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ۔اور اپنے رب اللہ سے ڈرو۔

في تطويل العدة عليهن والاضرار بهن۔یعنی ان عورتوں (مطلقہ عورتوں) کی عدت کو لمبا کرنے اور انہیں تکلیف و ایذا رسانی سے پرہیز کرو اور پروردگار سے اس معاملے میں ڈرو۔

لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ

عدت میں ان کو گھروں سے نہ نکالو۔

من ساكنهن عند الطلاق الى ان تنقضي عدتهن۔

یعنی طلاق کے بعد اپنے گھروں سے (شوہروں کے گھروں) نہ نکالی جائیں یہاں تک کہ عدت پوری ہو جائے خواہ عورت کو طلاق رجعی ہو یا بائنہ، هُنَّ کی ضمیر سے واضح ہے کہ شوہر کے گھر کی سکونت پر ان عورتوں کا مکمل استحقاق ہے۔

وَلَا يَخْرُجْنَ۔اور نہ وہ آپ نکلیں۔

یعنی مطلقہ عورتیں خواہ طلاق رجعی ہو یا بائنہ خود بھی اپنے گھروں سے نہ نکلیں کہ ان گھروں میں رہنا ان کا شرعی حق ہے جس کی تاکید کی گئی ہے اور وہ اذن سے ساقط نہیں ہو سکتا۔امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک انتہائی مجبوری اور ضرورت ہو تو

باہر نکل سکتی ہے کیونکہ ضرورت ممانعت کو مباح کر دیتی ہے۔ تاہم ایسا دن میں تو ہو سکتا ہے لیکن رات کو بالاتفاق ناجائز ہے۔

اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ۔

مگر یہ کہ کوئی صریح بے حیائی کی بات لائیں۔

ای ظاهرة هی نفس الخروج قبل انقضاء العدة کما اخرجه عبدالرزاق وغیره۔

اس سے ظاہر ہے کہ اس صورت میں مطلقہ عورتوں کو عدت گزرنے سے قبل نکالنا جائز ہے جیسا کہ عبدالرزاق اور دیگر اصحاب رحمہم اللہ نے نقل کیا ہے۔ لفظ اِلَّآ بمعنی الی غایت کے ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ واضح طور پر یا برملا بے حیائی کی مرتکب ہوں تو گھروں سے نکالنا درست ہے۔ قتادہ، حسن، شعبی، ضحاک، عکرمہ، حماد، لیث اور زید بن اسلم رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ ”بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ“ سے مراد زنا و بدکاری ہے۔ ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی یہی ارشاد ہے۔ تاہم بعض محققین کا فرمانا ہے: ”هو راجع الی لکل ما یوجب حداً من زنا او سرقه او غیرهما“ یہ حکم ہر اس بات پر لاگو ہوتا ہے جس پر حد واجب ہوتی ہے زنا اور چوری یا ان دونوں کے علاوہ ایسے امور۔ تو ان صورتوں میں نکالنا درست ہے۔ اگر عورت فحش بکے اور گھر والوں سے زبان درازی کرے تو بھی نکال سکتا ہے۔ اور یونہی اگر شوہر بدچلن ہو اور مطلقہ بائنہ اور اس کے شوہر کے درمیان کوئی رکاوٹ نہ ہو تو مرد کو اولیٰ یہ ہے کہ وہ مکان سے چلا جائے اور اگر نہ جائے تو عورت کو نکلنا جائز ہے۔

وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ۔ اور یہ اللہ کی حدیں ہیں۔

ای تلک الاحکام الجلیلة الشان۔ یعنی جو بیان گزرا اس کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ احکام جو جلالت شان و عظمت والے ہیں التی عینها لعباده عزوجل جو کہ اللہ تعالیٰ عزوجل شانہ نے اپنے بندوں کے لئے متعین و مقرر فرمائے ہیں۔

وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ

اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھے۔

ای حدوده تعالٰی المذکورة۔ یعنی جو بھی اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کرے گا یا ان میں کسی طرح کی مداخلت کرے گا یا ان کی رعایت میں کوتاہی کرے گا۔

فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ

بے شک اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔

ای اضربها کما قال شیخ الاسلام و نقل عن بعض التفسیر الظالم بتعریضها للعقاب و تعقبه بانه یاباه قوله سبحانه۔

یعنی اس کی وجہ سے ضرر اٹھائے گا جیسا کہ شیخ الاسلام کا قول ہے اور بعض تفاسیر میں ظالم سے بطور تعریض سزا کے لئے مستحق ہونا مراد لیا گیا ہے کہ وہ حدود سے تجاوز کی وجہ سے یعنی فرمان عزوجل شانہ کے انکار اور نہ ماننے کی وجہ سے مستوجب سا ہو گا یعنی اس کا ایسا کرنا گویا خود کو عذاب کے لئے پیش کرنا ہے۔

Marfat.com

لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰهَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا

تمہیں نہیں معلوم شاید اللہ اس کے بعد کوئی نیا حکم بھیجے۔

لَا تَدْرِیْ والخطاب فی للمتعدی بطریق الالتفات لمزید الاهتمام بالزجر عن التعدی لا للنبی صلی الله علیه وآله وسلم کما قیل، فالمعنی من تتعدی حدود الله تعالی فقد عرض نفسه للضرر فانک لا تدری ایها المتعدی عاقبة الامر لَعَلَّ اللّٰهَ تعالی یُحْدِثُ فی قلبک بَعْدَ ذٰلِكَ الذی فعلت من التعدی اَمْرًا یقتضی خلاف ما فعلته فیکون بدل بغضها محبة و بدل الاعراض عنها اقبالا الیها ولا یتسنی تلافیه برجعة او استیناف نکاح۔

لَا تَدْرِیْ۔ (تمہیں نہیں معلوم) کے خطاب میں متعدی (حدود سے تجاوز کرنے والے) کے لئے تعدی (حدود سے تجاوز کرنا) کے بارے میں زیادہ اہتمام کے ساتھ سختی (سزا) کی طرف خوب توجہ دلائی گئی ہے اور اس خطاب کا تعلق سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں جیسا کہ گزرا تو معنی یہ ہوں گے جو کوئی اللہ تعالیٰ کی حدود سے آگے بڑھے گا تو گویا وہ خود کو ضرر (نقصان، سزا) کے لئے پیش کرتا ہے تو اے حد سے بڑھنے والے! (ظالم) تجھے معلوم نہیں کہ معاملہ (طلاق) کا انجام کیا ہوگا۔

لَعَلَّ اللّٰهَ۔ (شاید اللہ) اس کے بعد جو وہ بطور تعدی کر چکا (طلاق بائنہ یا رجعی کے بعد) اللہ تعالیٰ اس کے دل میں کوئی ایسی بات پیدا کرے جو اس امر کے مقتضیٰ کے خلاف ہو پس اس کی نفرت (اس عورت، مطلقہ سے) محبت سے بدل جائے اور اس مطلقہ عورت سے علیحدگی کا قبولیت (رجعت) سے بدل جائے اور اس کی تلافی رجعت یا نئے سرے سے نکاح سے خراب (بدبودار) نہ ہو۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ مطلق طلاق بائنہ یا رجعی کے بعد پشیمان ہو یا مطلقہ عورت سے نفرت جو علیحدگی پر لے آئی تھی محبت سے بدل جائے اور وہ رجوع چاہے یا بصورت بائنہ تجدید نکاح چاہے تو عدت کے اندر ایسا کر سکے اور اگر اس نے عدت کی گنتی محفوظ نہ رکھی تو انقضائے عدت کے بعد پھر یہ معاملہ ختم ہو جائے گا لہٰذا عدت کا شمار رکھنا ضروری ہے۔

فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّ اَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَ اَقِیْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ یُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ۬ؕ وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ﴿۲﴾

تو جب وہ اپنی میعاد (عدت کی مدت) تک پہنچنے کو ہوں تو انہیں بھلائی کے ساتھ روک لو یا بھلائی کے ساتھ جدا کر دو اور اپنے میں دو ثقہ گواہ کر لو اور اللہ کے لئے گواہی قائم کرو۔ اس سے نصیحت فرمائی جاتی ہے اسے جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہو اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا۔

فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ

تو جب وہ اپنی میعاد تک پہنچنے کو ہوں۔

شارفین آخر عدتهن۔ یعنی جب مطلقہ عورتیں (رجعیہ) اپنی عدت آخر (ختم) ہونے کے قریب ہوں۔

فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ

Marfat.com

تو انہیں بھلائی کے ساتھ روک لو۔

ای فراجعوھن۔ یعنی تم ان سے رجوع کر لو۔ بِمَعْرُوْفٍ کا معنی ہے دستور کے موافق رجوع کرو اور تمہارے دل میں دوبارہ طلاق دینے کا خیال نہ ہو (اور ان سے باہم ہنسی خوشی زندگی گزارنے کی خواہش ہو اور نہ ہی تکلیف پہنچانا مقصود ہو تو تمہیں رجعت کا اختیار ہے۔

اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ

یا بھلائی کے ساتھ جدا کرو۔

بایفاء الحق و اتقاء الفرار مثل ان یراجعها ثم یطلقها تطویلا للعدة۔

اگر تم انہیں علیحدہ کرنا چاہتے ہو تو ان کا حق ادا کرو (مہر ادا کرو) اور ایذا رسانی سے بچو جیسے کہ کوئی مطلقہ رجعیہ سے رجعت کر لے پھر اسے طلاق دے دے تا کہ اس کی عدت کا عرصہ لمبا ہو جائے۔ یعنی ان عورتوں کو پریشان نہ کرو۔ اگر حسن معاشرت و موافقت کے ساتھ بسر مطلوب نہیں تو تم انہیں بغیر پریشان کئے حسن سلوک اور شرافت سے جدا کر دو اور ان کی راہ میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ کرو۔

وَّاَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ

اور اپنے میں دو ثقہ گواہ کر لو۔

عند الرجعة ان اخترتموها او الفرقة ان اخترتموها تبریا عن الریبة و قطعا للنزاع، و هذا امر ندب۔ تو مندوب ہے کہ خواہ تم ان عورتوں سے رجوع کرو اور خواہ تم ان عورتوں سے جدائی کرو تو دو عادل گواہ بنالو تا کہ شکوک وشبہات اور جھگڑا و فساد سے محفوظ رہو اور یونہی تہمت وغیرہ سے بھی بریت ہو، یہ دونوں گواہ فاسق نہ ہوں۔ یہاں گواہی کا حکم استحبابی ہے، واجب نہیں۔ اور علماء کا اس پر اتفاق ہے جب طلاق دینے کے لئے شہادت ضروری نہیں تو رجوع کے لئے کیونکر واجب ہوگی۔ اس کی نظیر وَاَشْهِدُوْۤا اِذَا تَبَایَعْتُمْ ہے کہ خرید و فروخت کے وقت گواہ بناؤ تو یہاں امر وجوب کے لئے نہیں بلکہ مستحب ہے۔

وَاَقِیْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ

اور اللہ کے لئے گواہی قائم کرو۔

ای ایها الشهود عند الحاجة خالصة لوجه الله۔ یعنی خالص اللہ کی رضا جوئی کے لئے گواہی دے جب اس کی ضرورت ہو یا اسے بلایا جائے۔ کوئی فاسد غرض نہ ہو بلکہ اظہار حق کے لئے ہو۔

ذٰلِكُمْ یُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ

اس سے نصیحت فرمائی جاتی ہے اسے جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہو۔

ای لانه المنتفع بذلک۔ یعنی اس شخص کو جو اس نصیحت سے فائدہ اٹھانے والا ہو اور وہ وہی شخص ہو سکتا ہے جو اللہ عزوجل اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو۔

واضح مفہوم ہے کہ نصیحت صرف مومن کے لئے نفع بخش ہے اور کفار تو بوجہ کفر سرے سے ہی نفع سے محروم ہیں بعض علماء

Marfat.com

نے اس ٹکڑے سے استدلال کیا ہے اور کفار احکام و شرائع کے ساتھ مخاطب نہیں۔

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا

اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا۔

قیل : المعنی من یتق الحرام یجعل له مخرجا الی الحلال۔ ایک قول ہے کہ اس سے مراد ہے جو حرام سے بچے گا اللہ عزوجل اس کے لئے حلال راستہ نکال دیتا ہے۔ ابو العالیہ رحمہ اللہ کا قول ہے: مخرجا من الشدۃ الی الرخاء۔ تنگیوں سے آسانی کی راہیں نکال دیتا ہے اور ایک قول ہے: من النار الی الجنۃ دوزخ سے جنت کی راہ نکال دے گا۔ کلبی رحمہ اللہ نے جو مصیبت کے وقت میں پرہیزگاری کرے اللہ اس کے لئے جنت کی راہ نکال دے گا۔ اسباب نزول میں بغوی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے خدمت نبوی میں گزارش کی کہ میرے بیٹے کو دشمن (کفار) پکڑ کر لے گئے ہیں اور میں محتاج ہوں تو ارشاد ہوا اللہ کی نافرمانی سے بچتے رہو اور صبر کرو اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ کے ذکر کی کثرت کرو انہوں نے تعمیل ارشاد کی چند روز گزرے تھے کہ ان کا بیٹا دشمنوں سے کچھ اونٹ ہمراہ لے کر آ گیا اور دشمنوں کی غفلت سے اسے بھاگنے کا موقع میسر آ گیا۔

ابو نعیم، ابو یعلیٰ اور الدیلمی رحمہم اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بطریق عطا روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ آیت تلاوت فرمائی تو ارشاد فرمایا: مخرجا من شبهات الدنیا و من غمرات الموت و من شدائد یوم القیامۃ۔ جو اللہ سے ڈرے تو وہ دنیا کی خرابیوں (تنگیوں مصیبتوں) اور موت کی سختیوں اور قیامت کے دن کی ہولناکیوں سے نجات دیا گیا۔ احمد، حاکم بیہقی رحمہم اللہ نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت کو پڑھتے اور بار بار پڑھتے رہے یہاں تک کہ وقف فرمایا پھر ارشاد فرمایا اے ابو ذر (رضی اللہ عنہ) "لو ان الناس کلهم اخذوا بها لکفتهم" اگر تمام لوگ اس بات پر عمل کریں تو ان سب کو کفایت کرے اور ایک قول ہے کہ جو پرہیزگاری کرے گا اسے سزا سے محفوظ فرمائے گا۔

وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ۔

اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں سے اس کا گمان نہ ہو۔

من الثواب۔ یعنی ثواب دے گا، غیب سے رزق دے گا، تقویٰ سعادت دارین ہے۔ اور یہ اہل تقویٰ کے لئے وعدہ ہے۔ بحوالہ بغوی تفصیل گزر چکی۔

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ

اور جو اللہ پر بھروسا کرے تو وہ اسے کافی ہے۔

ای کافیه عزوجل فی جمیع امورہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ پر جو بھروسا کرے گا تو وہ اس کے تمام کاموں کے لئے اس کو کافی ہو گا یا اس کا کفیل ہو گا۔ احمد نے زہد میں وہب سے روایت کی ہے۔ "یقول الرب تبارک و تعالی : اذا توکل علی عبدی لو کادته السموت و الارض جعلت له من بین ذلک المخرج" رب تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: جب میرا بندہ مجھ پر توکل (بھروسا) کرتا ہے اگرچہ آسمان اور زمین اس پر گھیرا کریں تو میں اس کے درمیان سے

اس کے لئے نجات کی راہ پیدا کردوں گا۔ ایک قول ہے کہ متوکلین کے لئے ذات باری دونوں جہانوں میں کافی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ

بے شک اللہ اپنا کام پورا کرنے والا ہے۔

ای یبلغ ما یریده عزوجل ولا یفوته۔ مراد یعنی حق سبحانہ وتعالیٰ جس شے کو چاہتا ہے اسے پورا فرماتا ہے اور جو مراد مطلوب ہوتا ہے وہ اس سے فوت نہیں ہوتا۔ ای نافذ امره عزوجل۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنا حکم نافذ فرمادیتا ہے۔

قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا

بے شک اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ رکھا ہے۔

قَدْرًا بمعنی تقدیراً ہے یعنی اندازہ اور تقدیر سے مراد اس شے کے وجود سے قبل ہونا ہے یا مراد ہے مقداراً من الزمان یعنی وقت کے لحاظ سے میعاد۔ واضح مفہوم ہے کہ طلاق وعدت کا وقت اللہ عزوجل کے مقررہ اندازہ کے مطابق ہے یا مراد ی ہے کہ ہر شے ایک اندازے کے موافق مقرر ہے تو اس تقدیر پر بات توکل سے متعلق ہے۔

وَالّٰٓـِٔيْ يَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآىِٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ ؕ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ۝

اور تمہاری عورتوں میں جنہیں حیض کی امید نہ رہی اگر تمہیں کچھ شک ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور ان کی جنہیں ابھی حیض نہ آیا اور حمل والیوں کی معیاد یہ ہے کہ وہ اپنا حمل جن لیں، اور جو اللہ سے ڈرے اس کے کام میں آسانی فرمائے گا۔

وَالّٰٓـِٔيْ يَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآىِٕكُمْ

اور تمہاری عورتوں میں جنہیں حیض کی امید نہ رہی۔

ای الحیض و قری ییأسن مضارعا (مِنْ نِّسَآىِٕكُمْ) لکبرهن و قد قدر بعضهم سن الیاس بستین سنة و بعضهم بخمس و خمسین۔

محیض سے مراد حیض اور ''یَىِٕسْنَ'' کو مضارع ییأسن بھی پڑھا گیا ہے۔ یعنی وہ عورتیں جو اپنے بڑھاپے کی وجہ سے حیض سے مایوس ہوگئی ہوں۔ بعض نے سن ایاس کا اندازہ ساٹھ برس اور بعض نے پچپن برس کہا ہے۔ درست بات یہی ہے کہ جس عمر میں بھی حیض منقطع ہو وہی سن ایاس (مایوسی کی عمر) ہے کیونکہ جہان میں عورتوں کی عادت مختلف اور متفرق ہے۔

اِنِ ارْتَبْتُمْ۔ اگر تمہیں کچھ شک ہو۔

ای ان شککتم و ترددتهم فی عدتهن او ان جهلتم عدتهن۔ یعنی اگر تمہیں شبہ وشک ہو اور ان عورتوں کی عدت کے بارے میں تردد ہو یا تم ان عورتوں کی عدت کے بارے میں نہ جانتے ہو یا بے خبر ہو۔ حاکم رحمہ اللہ نے با فادہ تصحیح نقل کیا ہے اور بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں اور ایک جماعت نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جب سورۃ البقرہ میں عورتوں کی عدت کے بارے میں آیت نازل ہوئی (وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ) تو اہل مدینہ میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ بعض عورتوں کی تو عدت باقی رہ گئی یعنی نازل نہ ہوئی اور قرآن میں صغیر السن (کم عمر والی عورتیں جنہیں ابھی حیض نہیں آیا) اور بوڑھی عورتیں جو بڑھاپے کی وجہ سے حیض سے مایوس ہو چکیں یعنی انتہائی عمر کو (سن

Marfat.com

ایاس) کو پہنچ چکیں اور حاملہ عورتوں کی عدت بیان نہیں کی گئی تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء القصریٰ (سورۃ الطلاق) کی یہ آیات نازل فرمائیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ایک قوم نے جن میں سے ابی بن کعب اور خلاد بن النعمان علیہم رضوان تھے جب حق تعالیٰ کا قول "وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ" سنا تو عرض کیا:

یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وآلک وسلم اس بی بی کی عدت کتنی ہے جسے ابھی حیض نہیں آیا یا وہ بوڑھی ہوگئی (حیض منقطع ہو گیا) تو وَالّٰٓیْٔ يَئِسْنَ نازل ہوئی تو کسی نے کہا کہ حاملہ کی عدت کتنی ہے تو وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ نازل ہوئی۔

اِنِ ارْتَبْتُمْ کے بارے میں ایک قول ہے: فی دم البالغات مبلغ الیاس اھو دم حیض او استحاضة فعدتھن۔ یعنی اس کا مطلب یہ ہے جب تمہیں بالغ عورتوں کے خون کے بارے میں جب وہ انتہائی عمر (سن ایاس) کو پہنچ جائیں یہ تردد ہو کہ آیا یہ خون حیض ہے یا استحاضہ ہے تو ایسی عورتوں کی عدت کتنی ہوگی۔ حیض کی کم سے کم مقدار تین یوم اور زیادہ سے زیادہ دس روز ہے اگر خون ان دونوں مقداروں سے کم یا زیادہ ہو تو وہ حیض نہیں اور اگر دس روز سے بڑھ جائے تو استحاضہ ہے یعنی بیماری ہے جو ایک رگ کا خون ہے۔ زجاج اور مجاہد رحمہم اللہ کا قول بھی اسی کے موافق ہے۔

فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ۔ تو ان کی عدت تین مہینے ہے۔

یعنی آئسہ، صغیرالسن کی عدت تین ماہ ہے۔

والمراد باللائی لم یحضن الصغار اللائی لم یبلغن سن الحیض۔ اور وَّالّٰٓیْٔ لَمْ يَحِضْنَ سے مراد وہ کم سن عورتیں ہیں جو ابھی حیض کی عمر کو نہ پہنچیں خواہ ایسی عورتیں کم عمر، عمر کے اعتبار سے بالغہ یا بلوغت کے قریب ہوں جب بھی ان کی عدت تین ماہ ہی ہوگی۔ یہ حکم تمام اقسام حرہ (آزاد) عورتوں کے لئے ہے البتہ باندیوں پر اس کا اطلاق نہ ہوگا۔

علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ باندی کی مکمل طلاق دو اور مکمل عدت دو حیض یا ڈیڑھ ماہ ہے اور بعض نے کہا کہ دو ماہ میں عدت پوری ہوگی کیونکہ طلاق حیض پر تقسیم لاگو نہیں ہوتی۔ اگر طلاق شروع مہینے میں دی تو عدت کا شمار قمری مہینوں کے اعتبار سے ہوگا اور اگر مہینہ کے درمیان کسی تاریخ کو طلاق دی تو عدت کا شمار دنوں سے ہوگا اور وقوع طلاق سے نوے روز گزرتے ہی عدت پوری ہو جائے گی۔

وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ

اور حمل والیوں کی میعاد یہ ہے کہ وہ اپنا حمل جن لیں۔

ای منتھی عدتھن۔ یعنی ان کی انتہائی عدت وضع حمل ہے خواہ وہ حمل مضغہ (لوتھڑا) علقہ (جما ہوا خون) ہو اور اس میں بھی کوئی تفریق نہیں خواہ وہ حاملہ مطلقہ ہو یا بیوہ (عدت وفات میں ہو جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور آپ کے صاحبزادے (عبداللہ) سے مروی ہے۔ مالک، شافعی، عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے ان سے نقل کیا ہے کہ ان سے ایک بی بی کے بارے میں سوال کیا گیا جس کا شوہر فوت ہو چکا تھا اور وہ حاملہ تھی کہ اس کی عدت کب پوری ہوگی تو فرمایا کہ جب اس بی بی نے اپنا حمل جن لیا تو بے شک اس کی عدت پوری ہوگئی اور اس کے لئے دوسرے مرد سے نکاح حلال ہو گیا تو انہیں انصار میں سے ایک مرد نے خبر دی کہ بے شک حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگرچہ اس بی بی کا مرحوم متوفی شوہر ابھی چارپائی پر ہو اور اسے ابھی دفن نہ کیا گیا ہو اور وہ اپنا حمل جن لے تو بلاشبہ اس کی عدت پوری ہوگئی اور

Marfat.com

39A

وہ حلال ہوگئی۔

ابویعلیٰ اور ابن مردویہ نے ابی بن کعب علیہم رضوان سے روایت کی ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گزارش کی اس آیت وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ کا اطلاق اھی المطلقة ثلاثا و المتوفی عنها۔ خواہ مطلقہ ثلثہ یا بیوہ ہو کیا دونوں پر ہوتا ہے تو فرمایا: ''ھی المطلقه ثلاثا و المتوفی عنها'' خواہ مطلقہ ثلثہ ہو یا بیوہ ہو یعنی دونوں کو شامل ہے۔ علماء کے نزدیک اسی پر اجماع ہے البتہ اس قدر ضرور ہے کہ اگر مطلقہ ثلثہ عدت طلاق میں ہو یا اسی دوران بیوہ ہو جائے یا حاملہ ہو اور بیوہ ہو جائے تو وضع حمل کے ساتھ خواہ عدت طلاق کے بعد ہو اس کی عدت پوری ہوگی اور نوے روز عدت طلاق یا چار مہینے دس روز (عدت وفات) گزرنے پر مکمل نہ ہوگی اور یہ حکم عام ہے اور یہ حکم سورۃ النساء کے حکم (عدت طلاق و وفات) کے بعد نازل ہوا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس مباہلہ کے لئے دعوت دیا کرتے تھے۔ تاہم بہرصورت تکمیل عدت وضع حمل سے ہوگی اور عدت کا بنیادی مقصد بھی یہی ہے۔

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا

اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے کام میں آسانی فرمائے گا۔

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ فی شان احکامه تعالی و مراعاة حقوقها۔

يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا بان یسهل عزوجل امره علیه و قیل : الیسر الثواب۔

وَمَنْ۔ تعلیل کے لئے ہے اور ایک قول ہے بمعنی فی ہے یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کے مذکورہ احکام کی قدر کرے گا اور ان کے حقوق کی رعایت رکھے گا اور پابندی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے کام اس کے لئے آسان کر دے گا اور کہا گیا ''الیسر'' (آسانی) سے مراد ثواب ہے۔

ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗۤ اِلَيْكُمْ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗۤ اَجْرًا ۝

یہ اللہ کا حکم ہے کہ اس نے تمہاری طرف اتارا اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کی برائیاں اتار دے گا اور اسے بڑا ثواب دے گا۔

ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗۤ اِلَيْكُمْ

یہ اللہ کا حکم ہے کہ اس نے تمہاری طرف اتارا۔

اشارة الی ما ذکر من احکام۔ اس میں اوپر گزرے ہوئے احکام کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی احکام جن کا بیان گزرا اور جو تمہارے پروردگار عزوجل نے تمہاری جانب اتارے ہیں اور جن کا مقصود یہی ہے کہ تم انہیں بجالاؤ۔

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ۔ اور جو اللہ سے ڈرے۔

بالمحافظة علی احکامه عزوجل۔ یعنی جو شخص اللہ سے ڈرے اور اس کے احکام وفرمودات کے خلاف سے بچے اور احکام کی حفاظت ورعایت کرے اور انہیں ادا کرنے میں محتاط ومستعد ہو۔

يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ

اللہ اس کی برائیاں اتار دے گا۔ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ کیونکہ نیکیاں گناہوں کو محو کر دیتی ہیں ظاہر

Marfat.com

39B
ہے۔ جو شخص اللہ عزوجل سے ڈرے اور احکام کی متابعت کرے اور ان کی حفاظت ورعایت میں کوتاہی نہ کرے تو یہ نیکی بالیقین ایسی ہے جو بندے سے مطلوب ہے تو حق سبحانہ وتعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گی اور اس کی خطاؤں کو محو کر دے گی انداز کلام میں رغبت دلا کر یہی بتانا مقصود ہے۔ اور کریم کے کرم سے بعید ہے کہ رغبت دلائے اور پھر نوازش نہ فرمائے۔

وَ يُعْظِمْ لَهٗۤ اَجْرًا۔ اور اسے بڑا ثواب دے گا۔

اعمش نے نعظم۔ بصیغہ متکلم بھی پڑھا ہے اور ابن مقسم نے يُعَظِّمْ بھی پڑھا ہے۔ مراد ہے بالمضاعفة یعنی کئی گنا (غیر معمولی) ثواب دے گا۔ یا اس کا ثواب بڑھا دے گا یا اس کے لئے ثواب کو شاندار بنائے گا۔

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ؕ وَ اِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَ اِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗۤ اُخْرٰى ؕ ⑥

عورتوں کو وہاں رکھو جہاں خود رہتے ہو اپنی طاقت بھر اور انہیں ضرر نہ دو کہ ان پر تنگی کرو اور اگر حمل والیاں ہوں تو انہیں نان نفقہ دو یہاں تک کہ ان کے بچہ پیدا ہو پھر اگر وہ تمہارے لئے بچہ کو دودھ پلائیں تو انہیں اس کی اجرت دو اور آپس میں معقول طور پر مشورہ کرو، پھر اگر باہمی تنگی پاؤ (دقت محسوس کرو) تو قریب ہے کہ اسے اور دودھ پلانے والی مل جائے گی۔

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ

عورتوں کو وہاں رکھو جہاں خود رہتے ہو۔

گویا ہمارے اس مفروضہ سوال کا جواب از سر نو فرمایا گیا جیسا کہ تقویٰ کے بارے میں بحث میں گزرا کہ ہم معتدہ مطلقہ عورتوں کے سلسلے میں تقویٰ کے ساتھ کیونکر عمل کریں۔ تو فرمایا گیا ای اسکنوھن بعض مکان سکناکم یعنی ان عورتوں کو اسی مکان کے بعض حصہ میں رکھو جہاں تم رہتے ہو۔ یہاں من تبعیضیہ ہے بعض کے نزدیک من زائد یا بمعنی فی بھی ہے جس کا مطلب ہے کہ اگر ایک مکان سے زائد نہ ہو تو اس کے نواحی میں سے کسی حصہ میں جیسا کہ قتادہ رحمہ اللہ سے مروی ہے۔ تاہم حسب حیثیت مکان دینا متفقہ ہے کیونکہ "اَسْكِنُوْهُنَّ" عام ہے۔

اَسْكِنُوْهُنَّ۔ کی ضمیر چونکہ مطلقہ عورتوں (جیسا کہ سورۃ مبارکہ کے آغاز میں ہے) کی طرف راجع ہے لہٰذا اس عام حکم کے تحت سبھی قسم کی عورتوں کے لئے یہی حکم ہے۔

مِّنْ وُّجْدِكُمْ۔ اپنی طاقت بھر۔

ای من وسعکم ان مما تطیقونہ۔ یعنی اپنی وسعت کے مطابق یا اس کے موافق جس قدر تمہیں استطاعت (توفیق) ہو۔

وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ

اور انہیں ضرر نہ دو کہ ان پر تنگی کرو۔

ولا تستعملوا معھن الضرار فی السکنی (لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ) فتلجئوھن الی الخروج بشغل

Marfat.com

المکان او باسکان من لایردن السکنی معه و نحو ذلک۔

اورتم ان عورتوں کے ساتھ وہ نامناسب رویہ اختیار نہ کرو جس سے انہیں سکونت میں دشواری ہو اور نہ ہی ان عورتوں کو نکل جانے پر مجبور کرو خواہ وہ خراب سکونت کے ذریعہ ہو یا ایسے لوگوں کی وہاں رہائش ہو جن کا وہاں رہنا ان عورتوں کے لئے تنگی و تکلیف کا باعث ہو یا اسی قسم کی کوئی اور تکلیف نہ دو جو انہیں نکلنے پر مجبور کر دے۔

وَ اِنۡ کُنَّ۔ اور اگر وہ عورتیں ہوں۔

ای المطلقات۔ یعنی مطلقہ عورتیں۔

اُولَاتِ حَمۡلٍ فَاَنۡفِقُوۡا عَلَیۡهِنَّ حَتّٰی یَضَعۡنَ حَمۡلَهُنَّ

حمل والیاں تو انہیں نان و نفقہ دو یہاں تک کہ وہ اپنا حمل جن لیں۔

فیخرجن عن العدة و اما المتوفی عنهن ازواجهن فلا نفقة لهن عند اکثر العلماء و عن علی کرم الله تعالی وجهه و ابن مسعود تجب نفقتهن فی الترکة ولا خلاف فی وجوب سکنی المطلقات اولات الحمل و نفقتهن بت الطلاق او لهم یبت۔

کیونکہ ان عورتوں کی عدت جب ہی پوری ہوگی جب وہ اپنا حمل جن لیں گی۔ آیت کا مقتضیٰ یہی ہے اور اس حکم میں آزاد اور باندی کی کوئی تخصیص نہیں اور یونہی اگر کوئی عورت جڑواں بچے جنے خواہ متعدد ہوں تو آخری بچے کی ولادت کے ساتھ عدت کی تکمیل ہو جائے گی۔ اور رہی وہ عورتیں جن کے شوہر وفات پا گئے تو اکثر علماء کے نزدیک ان کے لئے نفقہ واجب نہیں اور مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایسی عورتوں کا نفقہ ترکہ میں سے واجب ہوگا اور مطلقہ حاملہ عورتوں کے سکونت و نفقہ کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں خواہ عدت طلاق پوری ہو چکی ہو یا نہ پوری ہوئی ہو۔ یعنی نفقہ جس طرح حاملہ کو دینا واجب ہے اسی طرح غیر حاملہ کو بھی خواہ وہ طلاق رجعی دی گئی ہو یا بائن اور اگر شوہر رجوع نہ کرنا چاہتا ہو تو مطلقہ کے لئے سکونت کا مہیا کرنا واجب ہے اور اگر مکان کرایہ پر ہو تو شوہر کے ذمہ کرایہ لازم ہے۔

امام طحاوی اور امام دار قطنی رحمہم اللہ سے مرفوعا روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مطلقہ ثلاثہ کے لئے نفقہ و سکونت دونوں ہیں۔ اور حدیث شریف فاطمہ بنت قیس میں نفقہ و سکونت کی نفی ہے، سلف و خلف کے نزدیک مضطرب اور نا قابل قبول ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے رد کر دیا اور صحابہ علیہم رضوان کا اسی پر اجماع ہے۔

فَاِنۡ اَرۡضَعۡنَ لَکُمۡ

پھر اگر وہ تمہارے لئے بچہ کو دودھ پلائیں۔

ای بعد ان یضعن حملهن۔ یعنی جب وہ اپنا حمل جن لیں اور بچے کو تمہارے لئے دودھ پلانے پر تیار ہوں۔

فَاٰتُوۡهُنَّ اُجُوۡرَهُنَّ۔ تو انہیں اس کی اجرت دو۔

علی الارضاع۔ یعنی ان (مطلقہ) عورتوں کو دودھ پلانے کی اجرت دو، بچے کی ماں جب تک اس کے باپ کے نکاح میں ہو یا طلاق رجعی کی عدت میں ہو جب تک عدت کی تکمیل نہ ہو جائے اس کے لئے بچے کو دودھ پلانا واجب ہے۔ سورۃ البقرہ میں زیر آیت "وَ الۡوَالِدٰتُ یُرۡضِعۡنَ اَوۡلَادَهُنَّ" الخ میں اس کی تفصیل گزر چکی۔ جب عدت گزر جائے اجرت

Marfat.com

رضاعت جائز ہے کیونکہ جب مرد پر عورت کے مصارف واجب نہ رہے تو عدت کے لئے بچہ کی رضاعت پر اجرت درست ہے۔ اور ان حالات میں بچہ کو دودھ پلانا باپ کے ذمہ ہے اور ماں پر واجب نہیں لہٰذا باپ اجرت دے کر پلوائے البتہ اگر باپ فقیر ہے یا بچہ ماں کے سوا کسی اور کا دودھ ہی نہیں پیتا تو پھر ماں پر دودھ پلانا واجب ہے۔ اور غیر عورت کی نسبت اجرت پر دودھ پلانے کی زیادہ مستحق ماں ہی ہے بشرطیکہ بہت زیادہ اجرت طلب نہ کرے۔

وَأْتَمِرُوا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوفٍ

اور آپس میں معقول طور پر مشورہ کرو۔

یہ باپوں اور ماؤں سے خطاب ہے اور کسائی رحمہ اللہ کا قول ہے: ''وَأْتَمِرُوا'' کا معنی ہے: تشاوروا یعنی باہمی مشورہ کرو اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ تم میں سے بعض بعض کے ساتھ معقول طور پر مشورہ کریں اور مشورہ یہ ہے کہ نہ مرد عورت کے حق (اجرت رضاعت) میں سستی کرے اور نہ ہی کمی کرے اور نہ ہی عورت اس معاملے (اجرت) میں شدت روا رکھے اور حسن سلوک روا رکھیں۔ ایک قول ہے کہ معروف سے مراد ہے: الکسوة والدثار یعنی لباس و مالی معاوضہ۔ مقاتل رحمہ اللہ کا قول ہے جو اجرت مقرر و متعین ہو اس پر رضامندی اور حسن سلوک سے فریقین کے معاملے کو نبھانا مراد ہے۔

وَإِنْ تَعَاسَرْتُمْ

اور اگر تم باہمی دشواری محسوس کرو۔

ای تضایقتم ای ضیق بعضکم علی الاخر بالمشاجة فی الاجرة او طلب الزیادة او نحو ذلک۔

یعنی تم باہم مضائقہ کرو (تنگی پاؤ) یعنی تم میں سے کوئی دوسرے پر اجرت (دودھ پلانے) کے تعین و تقرر پر یا زیادہ اجرت مانگنے یا اسی طرح کے امور پر دشواری محسوس کرے تو پھر ماں کی نسبت غیر عورت سے دودھ پلوانا درست ہے۔

فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَىٰ

تو قریب ہے کہ اسے اور دودھ پلانے والی مل جائے گی۔

یہ بمعنی امر ہے فلترضع تو چاہئے کہ اسے دودھ پلوائے۔ یعنی اگر ماں دودھ نہ پلائے اور زیادہ اجرت طلب کرے تو کسی دوسری عورت سے دودھ پلوائے: ''فَإِنْ أَرْضَعْنَ'' کے تحت تفصیل گزر چکی۔

لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِنْ سَعَتِهِ ۖ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ ۚ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا ۚ سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا ﴿٧﴾

مقدور والا اپنے مقدور کے قابل نفقہ دے اور جس پر اس کا رزق تنگ کیا گیا وہ اس میں سے نفقہ دے جو اللہ نے اسے دیا، اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں رکھتا مگر اسی قابل جتنا اسے دیا ہے قریب ہے اللہ دشواری کے بعد آسانی فرما دے گا۔

لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِنْ سَعَتِهِ ۖ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ۔

مقدور والا اپنے مقدور کے قابل نفقہ دے اور جس پر اس کا رزق تنگ کیا گیا وہ اس میں سے نفقہ دے جو اسے اللہ نے دیا۔

والمراد لینفق کل واحد من الموسر والمعسر ما یبلغه وسعه۔

Marfat.com

مراد یہ ہے کہ خواہ خوشحال ہو یا تنگدست ہر ایک سے اس کی وسعت (گنجائش) کے موافق نفقہ وصول ہو۔ یہ نفقہ مطلقہ عورتوں اور دودھ پلانے والی عورتوں کو دیا جائے گا۔ کیونکہ شرعاً نفقہ کی کوئی مقدار مقرر و متعین نہیں لہٰذا مرد کی خوشحالی اور ناداری کو ملحوظ رکھنا لازمی ہے۔

ابن عربی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ یہ آیت باپوں پر وجوب نفقہ میں اصل (نص) ہے اور محمد بن المواز رحمہ اللہ نے اس قول سے اختلاف کیا ہے اور کہا کہ نفقہ میراث کی مقدار کے موافق ماں باپ پر واجب ہے۔

اور بعض کا قول ہے کہ عورت کی عسرت یا مالداری کا بھی لحاظ رکھا جائے، اگر عورت تنگدست مفلس ہو اور مرد خوشحال تو نفقہ زیادہ ہو اور اگر مرد اس کے برعکس ہو تو اس کی استطاعت کے موافق ہو۔

لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَاۤ اٰتٰىهَا

اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں رکھتا مگر اسی قابل جتنا اسے دیا ہے۔

ای الا بقدر ما اعطاها من الطاقة و قیل :ما اعطاها من الارزاق قل او جل۔

یعنی بقدر اپنی قوت و استطاعت کے جو اسے اللہ عزوجل نے دی ہے۔ ایک قول ہے جو کچھ اسے روزی میں سے دیا گیا ہے کم یا زیادہ۔ واضح مفہوم یہ ہے کہ نفقہ بقدر وسعت و استطاعت ہے اور زیادہ واجب نہیں۔

سَیَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ یُّسْرًا

قریب ہے اللہ دشواری کے بعد آسانی فرمادے گا۔

موعد لفقراء ذلک الوقت بفتح ابواب الرزق علیهم۔

اندریں حالت یہ تنگدست شوہروں کے لئے وعدہ ہے کہ جلد ہی اللہ عزوجل ان پر رزق کے دروازے کھول دے گا۔

یعنی معاشی تنگی کے بعد جلد ہی اللہ عزوجل ان کی مالی حالت میں وسعت پیدا فرمائے گا۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع دوم۔سورۃ الطلاق۔پ ۲۸

وَ كَاَیِّنْ مِّنْ قَرْیَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَ رُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِیْدًا ۙ وَّ عَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ﴿۸﴾

اور کتنے ہی شہر تھے جنہوں نے اپنے رب کے حکم اور اس کے رسولوں سے سرکشی کی تو ہم نے ان سے سخت حساب لیا اور انہیں بری مار دی

فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَ كَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ﴿۹﴾

تو انہوں نے اپنے کئے کا وبال چکھا اور ان کے کام کا انجام گھاٹا ہوا

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِیْدًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ یٰۤاُولِی الْاَلْبَابِ ۛۚ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۛ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَیْكُمْ ذِكْرًا ۙ ﴿۱۰﴾

اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے تو اللہ سے ڈرو اے عقل والو وہ جو ایمان لائے ہو بے شک اللہ نے تمہارے لئے عزت اتاری ہے

رَّسُوْلًا یَّتْلُوْا عَلَیْكُمْ اٰیٰتِ اللّٰهِ مُبَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ

وہ رسول کہ تم پر اللہ کی روشن آیتیں پڑھتا ہے تاکہ انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اندھیروں سے اجالے

Marfat.com

إِلَى النُّورِ ۚ وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا
يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ
فِيهَا أَبَدًا ۖ قَدْ أَحْسَنَ اللَّهُ لَهُ رِزْقًا ﴿١١﴾

کی طرف لے جائے اور جو اللہ پر ایمان لائے اور اچھا کام کرے وہ اسے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں جن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں بے شک اللہ نے اس کے لئے اچھی روزی رکھی

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ
مِثْلَهُنَّ ۖ يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوا أَنَّ
اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ
بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿١٢﴾

اللہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور انہی کے برابر زمینیں حکم ان کے درمیان اترتا ہے تاکہ تم جان لو کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے اور اللہ کا علم ہر چیز کو محیط ہے

حل لغات رکوع دوم - سورۃ الطلاق - پ ۲۸

وَ - اور	كَأَيِّنْ - کتنی ہی	مِنْ قَرْيَةٍ - بستیاں تھیں کہ	عَتَتْ - سرکشی کی انہوں نے
عَنْ أَمْرِ رَبِّهَا - اپنے رب کے حکم سے		وَ - اور	رُسُلِهِ - اس کے رسول سے
فَحَاسَبْنٰهَا - تو ہم نے حساب لیا ان سے		حِسَابًا - حساب	شَدِيدًا - سخت
وَّ - اور	عَذَّبْنٰهَا - سزا دی ہم نے ان کو		عَذَابًا - سزا
نُّكْرًا - بڑی بری	فَذَاقَتْ - تو چکھا	وَبَالَ - وبال	أَمْرِ - کام
هَا - اپنے کا	وَ - اور	كَانَ - ہوا	عَاقِبَةُ - انجام
أَمْرِ - کام	هَا - اس کے کا	خُسْرًا - خسارہ	أَعَدَّ - تیار کیا
اللّٰهُ - اللہ نے	لَهُمْ - ان کے لئے	عَذَابًا - عذاب	شَدِيدًا - سخت
فَاتَّقُوا - تو ڈرو	اللّٰهَ - اللہ سے	يٰأُولِي الْأَلْبَابِ - اے عقل مندو	
الَّذِينَ - وہ جو	اٰمَنُوا - ایمان لائے ہو	قَدْ - بے شک	أَنْزَلَ - اتارا
اللّٰهُ - اللہ نے	إِلَيْكُمْ - تمہاری طرف	ذِكْرًا - ذکر	رَّسُولًا - ایسا رسول
يَتْلُوا - جو	عَلَيْكُمْ - پڑھتا ہے تم پر	اٰيٰتِ - آیتیں	اللّٰهِ - اللہ کی
مُبَيِّنٰتٍ - کھلی کھلی	لِيُخْرِجَ - تاکہ نکالے	الَّذِينَ - ان کو جو	اٰمَنُوا - ایمان لائے
وَ - اور	عَمِلُوا - عمل کئے	الصّٰلِحٰتِ - اچھے	مِنَ الظُّلُمٰتِ - اندھیروں سے
إِلَى - طرف	النُّورِ - روشنی کی	وَ - اور	مَنْ - جو
يُؤْمِنْ - ایمان لائے	بِاللّٰهِ - اللہ پر	وَ - اور	يَعْمَلْ - کام کرے
صَالِحًا - اچھے تو	يُدْخِلْهُ - داخل کرے گا اس کو		جَنّٰتٍ - باغوں میں کہ
تَجْرِي - چلتی ہیں	مِنْ تَحْتِهَا - ان کے نیچے	الْأَنْهٰرُ - نہریں	خٰلِدِينَ - ہمیشہ رہیں
فِيهَا - اس میں	أَبَدًا - ہمیشہ تک	قَدْ - بے شک	أَحْسَنَ - اچھا کیا

Marfat.com

اَللّٰہُ۔اللہ نے	لَہٗ۔اس کے لئے	رِزْقًا۔رزق	اَللّٰہُ۔اللہ
اَلَّذِیْ۔وہ ہے جس نے	خَلَقَ۔پیدا کئے	سَبْعَ۔سات	سَمٰوٰتٍ۔آسمان
وَّ۔اور	مِنَ الْاَرْضِ۔زمینیں بھی	مِثْلَهُنَّ۔اتنی	یَتَنَزَّلُ۔اترتا ہے
الْاَمْرُ۔حکم	بَیْنَهُنَّ۔درمیان ان کے	لِتَعْلَمُوْٓا۔تاکہ تم جانو	اَنَّ۔کہ بے شک
اللّٰہَ۔اللہ	عَلٰی۔اوپر	کُلِّ۔ہر	شَیْءٍ۔چیز کے
قَدِیْرٌ۔قادر ہے	وَّ۔اور	اَنَّ۔بے شک	اللّٰہَ۔اللہ نے
قَدْ۔یقیناً	اَحَاطَ۔گھیر رکھا ہے	بِکُلِّ۔ہر	شَیْءٍ۔چیز کو
عِلْمًا۔اپنے علم میں			

مختصر تفسیر اردو رکوع دوم۔سورۃ الطلاق۔پ ۲۸

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ⑧

اور کتنے ہی شہر تھے جنہوں نے اپنے رب کے حکم اور اس کے رسولوں سے سرکشی کی تو ہم نے ان سے سخت حساب لیا اور انہیں بری مار دی۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ۔اور کتنے ہی شہر تھے۔

ای کثیر من اھل قریة۔یعنی بستیوں میں رہنے والوں میں سے اکثر لوگ۔

عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ

جنہوں نے اپنے رب کے حکم اور رسولوں سے سرکشی کی۔

تجبرت و تکبرت معرضة۔انہوں نے سرکشی کی اور تکبر کیا اور تعمیل حکم سے روگردانی کی اور رسولوں کی ہدایت سے منہ موڑا۔

فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا

تو ہم نے ان سے سخت حساب لیا۔

بالاستقصاء والتنقير والمناقشة فی کل تقير من الذنوب و قطمير۔

یعنی ان کی سرکشی، سرتابی میں اور تمام گناہوں یہاں تک کہ کھجور کی گٹھلی کے باریک چھلکے تک (معمولی عمل) کی بھی خوب چھان بین کی اور خوب حساب لیا اور شدید سزا دی۔بعض نے کہا اس حساب سے مراد آخرت کا محاسبہ ہے جو یقیناً ہوگا اس لئے صیغہ ماضی ذکر فرمایا۔

وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا۔اور انہیں بری سزا دی۔

ای منکرا عظیما۔یعنی بہت بڑی اور سخت سزا دی دنیا میں قحط و قتل اور آفات و بلیات میں مبتلا و رسوا کیا اور آخرت میں جہنم کا عذاب ہے۔

فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ⑨

Marfat.com

تو انہوں نے اپنے کئے کا وبال چکھا اوران کے کام کا انجام گھاٹا ہوا۔

فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا

تو انہوں نے اپنے کئے کا وبال چکھا۔

عقوبة عتوها۔ ان کی نافرمانی کی سزا انہیں دنیا میں دی گئی۔

وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا۔

اوران کے کام کا انجام گھاٹا ہوا۔

هائلا لا خسر وراء ہ۔ یعنی عقوبت دنیوی کے بعد آخرت کا عذاب دیئے جائیں گے کہ سراسر گھاٹا اور خسارہ ہی ہو گا اور آخرت میں ان کا معاملہ شدت وخسارہ ہوگا۔ یہاں بھی ماضی کے صیغے ذکر ہوئے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ عذاب قطعی وحتمی ہے گویا کہ وہ مبتلائے عذاب ہو چکے۔

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۚ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۛ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۙ﴿۱۰﴾

اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے تو اللہ سے ڈرواے عقل والو وہ جو ایمان لائے ہو بے شک اللہ نے تمہارے لئے عزت اتاری ہے۔

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا

اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔

مضمون کی یہ تکرار وعید کے لئے ہے اور بیان کے لئے جو تقویٰ کا موجب ہو جیسا کہ آگے ارشاد باری ہے:

فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ۔ اور اللہ سے ڈرواے عقل والو۔

كانه قيل : اعد الله تعالى لهم هذا العذاب فليكن لكم ذلك يآولى الالباب داعياً لتقوى الله تعالىٰ و حذر عقابه۔

گویا کہ فرمایا جارہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان (بستیوں والے کافروں) کے لئے یہ عذاب تیار کر رکھا ہے تو اے عقل والو کہیں تمہارے لئے بھی واقع نہ ہو، لہٰذا قرین عقل ہے کہ تم اللہ سے ڈرو (ایمان لاؤ اور عذاب الٰہی سے خوف رکھو) اور اس کی سزا سے خوف کھاؤ۔

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ وہ جو ایمان لائے۔

الَّذِيْنَ۔ بدل ہے اولی الالباب سے جس کا مطلب ہے کہ قرین عقل یہی ہے یا مقتضائے خرد یہی ہے کہ تم ایمان لاؤ یا یہ نعت موضحہ یا عطف بیان ہے جس کا مطلب ہے کہ عقل مندی یہی ہے کہ مومن بنو۔

قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا۔

بے شک اللہ نے تمہارے لئے عزت اتاری ہے۔

هو النبى صلى الله عليه وآله وسلم عبر به عند لمواظبته عليه الصلوة والسلام على تلاوة القران الذى هو ذكر او تبليغه و التذكير به۔

یہاں ذکر کے معنی عزت وشرف کے ہیں اور اس سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر پر مواظبت کرنے والے اور تلاوت قرآن میں ہمیشہ مشغول اور مداومت فرمانے والے تھے اور قرآن حکیم ذکر ہے یا اس سے مراد قرآن کریم کی تعلیم وتبلیغ اور تلاوت ہے۔ اور بعض کا کہنا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام مراد ہیں۔

رَّسُوْلًا یَّتْلُوْا عَلَیْكُمْ اٰیٰتِ اللّٰهِ مُبَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَ مَنْ یُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَ یَعْمَلْ صَالِحًا یُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ﴿۱۱﴾

وہ رسول کہ تم پر اللہ کی روشن آیتیں پڑھتا ہے تا کہ انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے، اندھیروں سے اجالے کی طرف لے جائے اور جو اللہ پر ایمان لائے اور اچھا کام کرے وہ اسے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں جن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں بے شک اللہ نے اس کے لئے اچھی روزی رکھی۔

رَّسُوْلًا۔ وہ رسول۔ ''رسول'' ذکر سے بدل ہے اور اس سے مراد ہے۔

ارساله بالانزال ترشيحاً للمجاز۔ یعنی رسول کو قرآن کے ساتھ بھیجا اور ایسا ترشیحاً مجاز کے لئے ہے۔ یا پھر اس لئے کہ رسول کا بھیجنا اس کا سبب ہو تو اس صورت میں اَنْزَلَ مجاز مرسل ہوگا۔ ابوحیان رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ظاہراً تو یہی ہے کہ ذکر سے مراد قرآن ہے اور رسول سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں پس یا تو نفس ذکر کو مجازاً لایا گیا (بولا گیا) یا رسول اس سے بدل ہے کہ مضاف حذف ہے یعنی ''ذکر رسول'' ہے اور ایک قول ہے کہ یہ صفت (نعت) ہے کیونکہ مضاف حذف ہے اور معنی یہ ہوں گے ''ای ذا رسول'' اے معزز رسول (عزت والے رسول)۔ کلبی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ رسول سے یہاں مراد جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ بعض نے کہا کہ کثرت ذکر مراد ہے۔

یَّتْلُوْا عَلَیْكُمْ اٰیٰتِ اللّٰهِ مُبَیِّنٰتٍ

کہ تم پر اللہ کی روشن آیتیں پڑھتا ہے۔

نعت لرسولا و هو الظاهر۔ یہ رسول کی تعریف وصف ہے اور ایسا واضح اور روشن ہے۔ ایک قول ہے کہ اسم ''اللہ تعالیٰ'' سے حال ہے اور حق سبحانہ وتعالیٰ سے نسبت تلاوت مجازاً ہے۔ جس طرح کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو امیر المدینہ کہا جائے اور اٰیٰتِ اللّٰهِ سے مراد قرآن ہے (وفيه اقامة الظاهر مقام المضمر علی احد الاوجه) اور ''مُبَیِّنٰتٍ'' اس سے حال ہے یعنی حال اس سے یوں کہ تمہارے روشن اور واضح ہیں جن کی کہ تمہیں احکام سے ضرورت ہوتی ہے اور ''مُبَیَّنٰتٍ'' بھی پڑھا گیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں واضح فرما دیا جیسا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کا قول ہے قَدْ بَیَّنَّا لَكُمُ الْاٰیٰتِ۔ واضح مفہوم یہ ہے کہ ''یَتْلُوْا عَلَیْكُمْ'' درحقیقت صفت رسول ہے اور مجازاً قرآن کی حالت وتعریف ہے۔

لِّیُخْرِجَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

تا کہ انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اندھیروں سے اجالے کی طرف لے جائے۔

حق سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد لِّیُخْرِجَ میں لام یا تو اَنْزَلَ سے متعلق ہے یا ''یَتْلُوْا'' سے اور فاعل ''یُخْرِجُ'' کی ضمیر اگر یَتْلُوْا کی طرف راجع ہو تو مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں یا پھر حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف راجع ہے۔ اور موصول سے

Marfat.com

مراد ذکر کے نزول کے بعد مومنین ہیں اور اس آیت کے نزول سے پہلے بھی یا پھر اس کا تعلق حق سبحانہ وتعالیٰ کے علم اور اس کی تقدیر سے ہے کہ بے شک وہ جلد ایمان لائیں گے۔ یعنی اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے لئے دعا کریں یا اللہ عزوجل کے لئے جو اس پر انہیں اپنے فضل سے اب ایمان واعمال صالحہ سے نوازش کرے۔ یا یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے علم وقدر کے مطابق ہر قسم کی گمراہیوں سے ہدایت کی طرف ایمان کے ساتھ نکالے۔ ایک قول ہے کہ اللہ انہیں کفر وجہل کی تاریکی سے ایمان وعلم کے نور کی طرف لے جائے۔

وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ﴿۱۱﴾

اور جو اللہ پر ایمان لائے اور اچھا کام کرے وہ اسے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں جن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں بے شک اللہ نے اس کے لئے اچھی روزی رکھی۔

یہ مومنوں کے لئے وعدہ ہے جنہوں نے ایمان لا کر اچھے کام کئے کہ وہ نعمائے جنت سے نوازے جائیں گے جو ایسی ہیں کہ نہ ختم ہوں اور نہ کبھی ان کا سلسلہ منقطع ہو بلکہ وہ نعمتیں دائمی اور ابدی ہوں گی۔ اور اہل جنت ان سے ہمیشہ ہمیشہ متمتع ہوں گے۔ کیونکہ وہاں کی زندگی دائمی ہے اور وہاں فنا وموت نہ ہوگی اور نہ ایسا کوئی خطرہ وکھٹکا ہوگا ہمیشہ مسرور رہیں گے۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿۱۲﴾

اللہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور انہی کے برابر زمینیں حکم ان کے درمیان اترتا ہے تا کہ تم جان لو کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے، اللہ کا علم ہر چیز کو محیط ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ

اللہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور انہی کے برابر زمینیں۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ۔ مبتدا اور ''خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ'' خبر ہے۔ ''وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ'' (ای و خلق مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ) یعنی اللہ کریم نے زمین سے اسی آسمان کے برابر پیدا فرمایا، کیونکہ مِثْلَهُنَّ فعل محذوف کے لئے مفعول ہے اور یہ جملہ اس سے پہلے جملہ ''خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ'' پر عطف ہے اور ایک قول ہے مِثْلَهُنَّ عَلٰى سَبْعَ سَمٰوٰتٍ پر عطف ہے اور زمخشری کا یہی خیال یعنی آسمانوں کی طرح سات زمینیں بھی پیدا کیں۔ اور مثلیت بعض اوصاف میں اشتراک کی تصدیق کرتی ہے۔ پس جمہور علماء کا فرمانا ہے یہ یہاں ہونے میں سات ہیں (زمینیں) اور ہوسکتا ہے سات طبق ہیں جن میں بعض بعض کے اوپر ہیں۔ ساری زمینوں کے درمیان اور ان کی ارضی مسافت وہی ہے جو آسمان اور زمین کے درمیان ہے اور تمام زمینوں میں بسنے والے اللہ کی مخلوقات میں سے ہیں اور ان کی حقیقت کو بجز رب ذوالجلال کے کوئی نہیں جانتا۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بلاشبہ یا تو وہ ملائکہ (فرشتے ہیں) یا جنات (آنکھ سے اوجھل ہونے والی مخلوقات) ابن جریر اور ابن حاتم رحمہ اللہ نے روایت کی ہے جس کی حاکم رحمہ اللہ نے تصحیح کی ہے اور بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں الاسماء والصفات میں ابی الضحیٰ کے طرق سے اس آیت کے بارے میں کہا: سات زمینیں ہیں ہر زمین میں نبی ہے تمہارے نبی کی طرح اور آدم آدم کی

Marfat.com

طرح اور نوح نوح کی طرح اور ابراہیم ابراہیم کی طرح اور عیسیٰ عیسیٰ کی طرح (علیہم السلام) ذہبی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہیں لیکن شاذ ہے اور مجھے معلوم نہیں کہ ابی الضحیٰ نے اس پر کبھی پیچھا کیا ہو (اسے تسلیم کیا ہو) اور ابوحیان رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی کی مانند بحر میں ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ اس حدیث کے وضعی (من گھڑت) ہونے میں کوئی شک نہیں اور یہ واقدی کی مرویات سے ہے جو بڑا جھوٹا ہے۔ آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں کوئی بات عقلی وشرعی طور پر اس کی صحت کے مانع نہیں دیکھتا اور اس سے مراد یہ ہے کہ تمام زمینوں میں مخلوق اصل واحد کی طرف رجوع کرتی ہے جس طرح ہماری زمین پر بنی آدم علیہ السلام کی طرف اور ان میں افراد ہیں جو سب لوگوں میں ممتاز ہیں جیسے نوح اور ابراہیم اور ان کے علاوہ ہم میں ممتاز ومنفرد ہیں۔ (علیہم السلام)

ترمذی میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز جبکہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے درمیان موجود تھے آپ نے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے اوپر کیا ہے۔ اصحاب بولے اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں فرمایا بے شک وہ ایک آسمان ہے چھت ہے ٹوٹنے سے محفوظ اور موج مکفوف (موج بستہ) ہے۔ فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے اور اس کے درمیان کیا ہے (کتنی مسافت ہے) بولے اللہ اور اس کا رسول زیادہ عالم ہیں۔ فرمایا تمہارے اور اس کے (آسمان) کے درمیان پانچ سو برس کی مسافت (راہ) ہے۔ پھر یونہی فرمایا یہاں تک کہ ساتوں آسمانوں کو گنا اور ہر دو آسمان کے درمیان اسی قدر فاصلہ جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ اس کے اوپر کیا ہے۔ بولے اللہ اور اس کا رسول بہتر عالم ہیں۔ فرمایا اس کے اوپر عرش ہے اور اس کے اور آسمان کے درمیان دو آسمانوں کے درمیان جتنا فاصلہ ہے۔ (ساتویں آسمان اور عرش کے درمیان بھی پانچ سو برس کی مسافت ہے) پھر فرمایا کیا تمہیں علم ہے کہ تمہارے نیچے کیا ہے۔ اصحاب بولے اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا زمین ہے۔ پھر فرمایا کہ تمہیں پتا ہے کہ اس کے نیچے کیا ہے بولے اللہ اور اس کا رسول خوب عالم ہیں۔ فرمایا بے شک اس کے نیچے دوسری زمین ہے اور (پہلی اور دوسری زمین) ان کے درمیان پانچ سو برس کی راہ ہے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات زمینیں شمار کیں اور ہر دو زمینوں کے درمیان پانچ سو برس کی راہ ہے۔ ابوصالح رحمہ اللہ کا قول ہے کہ یہ تکوینی طور پر سات ہیں یہ نہیں کہ وہ سات الگ زمینیں ہوں اور یہ ساتوں باہم پھیلی ہوئی ہیں اور ان میں سے کوئی کسی پر بلند (اوپر) نہیں ہے اور ان کے درمیان سمندر تفریق کرتے ہیں اور ان سب پر آسمان کا سایہ (چھت ہے)۔

اور اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی منقول ہے کہ زمین کو دوسری زمین سے نسبت وتعلق یوں کہ یہ سات براعظم ہیں جیسے امریکہ سے ایشیاء یا یورپ یا افریقہ۔ تاہم کہا گیا کہ ان میں باہم یہ سمندر الگ الگ کرتے ہیں اور اس کا قطع ممکن نہیں۔ اور ایک قول ہے کہ اس سے مراد سات اقالیم ہیں اور وہ مختلف ہیں حرارت و برودت، رات و دن وغیرہ میں۔ ایک قول ہے کہ زمین کی تخلیق آسمانوں کی مثل سے مراد ہے کہ خلق میں (ہونے یا بنانے میں) مثلیت ہے نہ کہ عدد میں۔ اور اس کے علاوہ کوئی اور زمین نہیں پس ایک زمین ہے جو آسمانوں کی مانند بنائی گئی ہے۔ اور قرآن حکیم سے اس امر کی تائید ہوتی ہے کہ قرآن حکیم میں زمین کا واحد ہونے کے سوا ہرگز ذکر نہیں ہوا۔ اگرچہ بخاری کی روایت کے تحت اس کا رد کیا گیا اور وہ یہ ہے:
''اللھم رب السموات السبع و ما اظللن و رب الارضین السبع وما اقللن'' اور یونہی حدیث صحیح ہے

Marfat.com

کہ ''من غصب قید شبر من ارض طوقه من سبع ارضین''

تاہم یہاں سات کی تشریح میں بھی وہی اقوال ہیں جن کا ذکر پیچھے گزرا۔ حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری (صاحب ہذا التفسیر القرآن) رحمۃ اللہ علیہ اس پر سورۃ البقرہ اور دیگر مقامات پر تفصیلی بحث فرما چکے ہیں جو علم ہیئت کے مفروضات وغیرہ پر بھی حاوی ہے وہ وہاں دیکھی جائے۔ تاہم میں کہتا ہوں کہ آیت میں ''وَّمِنَ الْاَرْضِ'' کا جملہ غور طلب ہے ارض واحد بولا گیا ہے یہاں من بیانیہ ہے یا تبعیضیہ، دونوں صورتوں میں سات طبقے ہی مراد ہیں جیسا کہ ابوصالح اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اقوال گزرے لہٰذا سات الگ الگ زمینیں مراد نہیں ہیں اور یہ مسئلہ ضروریات دین کا بھی نہیں ہے کہ منکر ومتردد پر فتویٰ جاری ہوتا، ہم یہ بات قوی معلوم ہوتی ہے کہ مثلیت عدد میں آسمان کی طرف نہیں بلکہ تخلیق میں ہے اور زمین میں ہفت طبق کا ہونا ہی مثلیت ہے۔ واللہ اعلم۔

یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ۔ حکم ان کے درمیان اترتا ہے۔

ای یجری امر الله تعالیٰ و قضاؤه و قدره عزوجل بینهن و ینفذ ملکه فیهن۔

یعنی اللہ تعالیٰ کا حکم اور اس کی قضا و قدر ان سب میں جاری ہے اور اس کی بادشاہی وحکومت ان میں نافذ ہے۔ ابن المنذر رحمہ اللہ اور اس کے علاوہ نے قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم اور اس کی قضاء وقدر ہر ایک آسمان اور ہر ایک زمین میں نافذ و جاری ہے جو اللہ نے اپنی تخلیق میں سے پیدا فرمائی۔ اور ایک قول ہے کہ اس کے حکم (ان کے درمیان اترتا ہے) سے مراد زندگی و موت، غنا و فقر ہے اور مقاتل رحمہ اللہ کا قول ہے: ''الْاَمْرُ'' سے مراد وحی ہے۔ یعنی جبرائیل علیہ السلام آسمان سے وحی لے کر زمین کی طرف اترتے ہیں۔

لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

تا کہ تم جان لو کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

یہ خَلَقَ یا یَتَنَزَّلُ سے متعلق ہے یا دونوں کا عموم مضمر ہے یعنی اس طرح کیا تا کہ تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے جیسا کہ اوپر ذکر گزرا۔ اور ایک قول ہے: **التقدیر اخبرتکم او اعلمتکم بذلک لتعلموا** یعنی تقدیر جس کی تمہیں خبر دی ہے یا تمہیں معلوم ہو جائے اس لئے کہ تم جان لو کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا

اور بے شک اللہ کا علم ہر چیز کو محیط ہے۔

تخلیق ونزول امر سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم جملہ موجودات مکونات اور معدومات وغیرہ کو محیط کل ہے یعنی محیط کل لامتناہی اور دائمی و ابدی ہے اور غیر فانی ہے اور ذات پاک کے ساتھ قائم ہے۔ اور وہ جس چیز کو چاہتا ہے اس پر مکمل قدرت رکھتا ہے۔

الحمد للہ آج سورۃ الطلاق کی تفسیر تمام ہوئی

یکم جمادی الثانیہ ۱۴۱۱ ہجری ۱۹ دسمبر ۱۹۹۰ بروز بدھ

سورۃ التحریم

اس سورۂ مبارکہ کو "سورۃ المحرم" اور "سورۃ لم تحرم" اور سورۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کہتے ہیں اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس سورت کا نام "سورۃ النساء" بھی ہے اور مشہور یہی ہے کہ یہ سورۂ مبارکہ مدنی ہے اور قتادہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ یہ ابتداء سے دسویں آیت کے شروع تک مدنی ہے اور باقی مکی ہے اور بالاتفاق اس کی بارہ آیتیں ہیں اور یہ پچھلی سورت سے یوں جڑ واں (متعلق) ہے کہ دونوں کا افتتاح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب کے ساتھ ہوا ہے اور پچھلی سورت عورتوں کو طلاق سے متعلق امور پر مشتمل تھی اور اس میں لونڈیوں کی تحریم کا ذکر ہے اور ان دونوں کے درمیان جو ملابست (باہمی تعلق) ہے وہ واضح ہے اور سورت الطلاق میں امت کی عورتوں کے جھگڑوں (خانگی و عائلی معاملات و خصومات) کا ذکر ہوا ہے اور اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کے معاملات کا اور اس سورۃ میں ان کا علیحدہ ذکر (انفرادیت) ان کے منصب وعظمت کے اظہار کے لئے ہے اور اسی لئے انہیں تمام عورتوں کے ساتھ ذکر نہ فرمایا اور اس سورۃ میں ان کا خصوصی ذکر کیا اور یونہی اس سورۃ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو جنتی بیویوں آسیہ بنت مزاحم زوجہ فرعون اور مریم بنت عمران کے ذکر پر اختتام فرمایا اور یہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

سورة التحريم مدنية

اس سورۃ میں دو رکوع، بارہ آیتیں، دوسو پینتالیس کلمے اور ایک ہزار ساٹھ حروف ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بامحاورہ ترجمہ رکوع اول-سورۃ التحریم-پ ۲۸

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبۡتَغِىۡ مَرۡضَاتَ اَزۡوَاجِكَ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ①

اے غیب بتانے والے (نبی) تم اپنے اوپر کیوں حرام کئے لیتے ہو وہ چیز جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی اپنی بیبیوں کی مرضی چاہتے ہو اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

قَدۡ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمۡ تَحِلَّةَ اَيۡمَانِكُمۡ ۚ وَاللّٰهُ مَوۡلٰٮكُمۡ ۚ وَهُوَ الۡعَلِيۡمُ الۡحَكِيۡمُ ②

بے شک اللہ نے تمہارے لئے تمہاری قسموں کا اتارنا مقرر فرما دیا اور اللہ تمہارا مولیٰ ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے

وَاِذۡ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعۡضِ اَزۡوَاجِهٖ حَدِيۡثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتۡ بِهٖ وَاَظۡهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيۡهِ عَرَّفَ بَعۡضَهٗ وَاَعۡرَضَ عَنۡۢ بَعۡضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتۡ مَنۡ اَنۡۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِىَ الۡعَلِيۡمُ الۡخَبِيۡرُ ③

اور جب نبی نے اپنی ایک بی بی سے ایک راز کی بات فرمائی پھر جب وہ اس کا ذکر کر بیٹھی اور اللہ نے اسے نبی پر ظاہر کر دیا تو نبی نے اسے کچھ جتایا اور کچھ سے چشم پوشی فرمائی پھر جب نبی نے اسے اس کی خبر دی بولی حضور کو کس نے خبر دی۔ فرمایا مجھے علم والے خبردار نے بتایا

اِنۡ تَتُوۡبَاۤ اِلَى اللّٰهِ فَقَدۡ صَغَتۡ قُلُوۡبُكُمَا ۚ وَاِنۡ

نبی کی دونوں بیبیو اگر اللہ کی طرف تم رجوع کرو تو ضرور

تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَ جِبْرِيْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ﴿۴﴾	تمہارے دل راہ سے کچھ ہٹ گئے ہیں اور اگر ان پر زور باندھو تو بے شک الله ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں
عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّ اَبْكَارًا ﴿۵﴾	ان کا رب قریب ہے اگر وہ تمہیں طلاق دے دیں کہ انہیں تم سے بہتر بیبیاں بدل دے اطاعت والیاں ایمان والیاں ادب والیاں توبہ والیاں بندگی والیاں روزے دار بیاہیاں اور کنواریاں
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿۶﴾	اے ایمان والو اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اس پر سخت کرے فرشتے مقرر ہیں جو الله کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انہیں حکم ہو وہی کرتے ہیں
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ؕ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۷﴾	اے کافرو آج بہانے نہ بناؤ تمہیں وہی بدلہ ملے گا جو تم کرتے تھے

حل لغات رکوع اول۔سورۃ التحریم۔پ ۲۸

يٰٓاَيُّهَا۔اے	النَّبِيُّ۔نبی	لِمَ۔کیوں	تُحَرِّمُ۔حرام کرتا ہے تو
مَآ۔جو	اَحَلَّ۔حلال کیا	اللّٰهُ۔الله نے	لَكَ۔تیرے لئے
تَبْتَغِيْ۔تو چاہتا ہے	مَرْضَاتَ۔رضامندی	اَزْوَاجِكَ۔اپنی بیبیوں کی	وَ۔اور
اللّٰهُ۔الله	غَفُوْرٌ۔بخشنے والا	رَّحِيْمٌ۔مہربان ہے	قَدْ۔بے شک
فَرَضَ۔مقرر کیا	اللّٰهُ۔الله نے	لَكُمْ۔تمہارے لئے	تَحِلَّةَ۔اتارنا
اَيْمَانِكُمْ۔تمہاری قسموں کا	وَ۔اور	اللّٰهُ۔الله	مَوْلٰكُمْ۔مددگار ہے تمہارا
وَ۔اور	هُوَ۔وہ ہے	الْعَلِيْمُ۔جاننے والا	الْحَكِيْمُ۔حکمت والا
وَ۔اور	اِذْ۔جب	اَسَرَّ۔چھپائی	النَّبِيُّ۔نبی نے
اِلٰى۔طرف	بَعْضِ۔بعض	اَزْوَاجِهٖ۔بیویوں کی	حَدِيْثًا۔ایک بات
فَلَمَّا۔پھر جب	نَبَّاَتْ۔بتادی اس نے	بِهٖ۔وہ بات	وَ۔اور
اَظْهَرَ۔مطلع کردیا	هُ۔اس کو	اللّٰهُ۔الله نے	عَلَيْهِ۔اس پر
عَرَّفَ۔جتایا	بَعْضَهٗ۔بعض اس کا	وَ۔اور	اَعْرَضَ۔چشم پوشی کی
عَنْۢ بَعْضٍ۔بعض سے	فَلَمَّا۔تو جب	نَبَّاَ۔خبردی	هَا۔اس کو
بِهٖ۔اس کی	قَالَتْ۔کہنے لگی	مَنْ۔کس نے	اَنْبَاَ۔بتایا

Marfat.com

كَ۔ آپ کو	هٰذَا۔ یہ	قَالَ۔ کہا	نَبَّاَ۔ بتایا
نِیَ۔ مجھ کو	الْعَلِیْمُ۔ جاننے والے	الْخَبِیْرُ۔ خبردار نے	اِنْ۔ اگر
تَتُوْبَآ۔ توبہ کرو	اِلَی۔ طرف	اللّٰهِ۔ اللہ کی	فَقَدْ۔ تو بے شک
صَغَتْ۔ مائل ہو گئے تھے	قُلُوْبُكُمَا۔ تمہارے دل	وَ۔ اور	اِنْ۔ اگر
تَظٰهَرَا۔ غلبہ کرو	عَلَیْهِ۔ اس پر	فَاِنَّ۔ تو بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ
هُوَ۔ وہ ہے	مَوْلٰىهُ۔ مددگار اس کا	وَ۔ اور	جِبْرِیْلُ۔ جبریل
وَ۔ اور	صَالِحُ۔ نیک	الْمُؤْمِنِیْنَ۔ مومن	وَ۔ اور
الْمَلٰٓئِكَةُ۔ فرشتے بھی	بَعْدَ۔ بعد	ذٰلِكَ۔ اس کے	ظَهِیْرٌ۔ مددگار ہیں
عَسٰی۔ قریب ہے	رَبُّهٗٓ۔ اس کا رب	اِنْ۔ اگر	طَلَّقَكُنَّ۔ وہ طلاق دے
دیں تم کو	اَنْ۔ یہ کہ	یُّبْدِلَهٗٓ۔ بدل دے اس کو	اَزْوَاجًا۔ بیویاں
خَیْرًا۔ بہتر	مِّنْكُنَّ۔ تم سے	مُسْلِمٰتٍ۔ مسلمان عورتیں	مُّؤْمِنٰتٍ۔ مومن
قٰنِتٰتٍ۔ فرماں بردار	تٰٓئِبٰتٍ۔ توبہ کرنے والیاں	عٰبِدٰتٍ۔ عبادت گزار	سٰٓئِحٰتٍ۔ روزے دار
ثَیِّبٰتٍ۔ بیاہیاں	وَّ۔ اور	اَبْكَارًا۔ کنواریاں	یٰٓاَیُّهَا۔ اے
الَّذِیْنَ۔ وہ جو	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے ہو	قُوْٓا۔ بچاؤ	اَنْفُسَكُمْ۔ اپنی جانوں کو
وَ۔ اور	اَهْلِیْكُمْ۔ اپنے گھر والوں کو	نَارًا۔ آگ سے	وَّقُوْدُ۔ ایندھن
هَا۔ اس کا	النَّاسُ۔ آدمی ہیں	وَ۔ اور	الْحِجَارَةُ۔ پتھر
عَلَیْهَا۔ اس پر	مَلٰٓئِكَةٌ۔ فرشتے ہیں	غِلَاظٌ۔ سخت دل	شِدَادٌ۔ طاقتور
لَّا۔ نہیں	یَعْصُوْنَ۔ نافرمانی کرتے	اللّٰهَ۔ اللہ کی	مَآ۔ جو
اَمَرَ۔ حکم دے	هُمْ۔ ان کو	وَ۔ اور	یَفْعَلُوْنَ۔ کرتے ہیں
مَا۔ جو	یُؤْمَرُوْنَ۔ حکم کیے جاتے ہیں		یٰٓاَیُّهَا۔ اے
الَّذِیْنَ۔ لوگو جو	كَفَرُوْا۔ کافر ہو	لَا۔ نہ	تَعْتَذِرُوْا۔ عذر کرو
الْیَوْمَ۔ آج کے دن	اِنَّمَا۔ اس کے سوا نہیں کہ	تُجْزَوْنَ۔ بدلہ دیئے جاؤ گے مَا۔ جو	
كُنْتُمْ۔ تم تھے	تَعْمَلُوْنَ۔ کیا کرتے		

مختصر تفسیر اردو رکوع اول۔ سورۃ التحریم۔ پ ۲۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ①

اے نبی تم اپنے اوپر کیوں حرام کئے لیتے ہو وہ چیز جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی، اپنی بیبیوں کی مرضی چاہتے ہو اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

Marfat.com

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ۔

اے نبی تم اپنے اوپر کیوں حرام کئے لیتے ہو وہ چیز جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی۔

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ندا ہے اور خطاب وندا سے آغاز کلام مخاطب کی تعظیم وتوقیر کے غایت درجہ اظہار کے لئے ہے اور اس کی نظیر قرآن حکیم میں عَفَا اللَّهُ عَنكَ لِمَ أَذِنتَ لَهُمْ ہے اور یہاں عتاب نہیں بلکہ کمال لطف وکرم ایک ایسی قسم سے روکا ہے جو ایک مملوکہ باندی کو شرف خدمت سے محروم کرنے والی تھی یا ایک حلال شے کے ترک کا باعث ہوتی۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی مثال قرآن حکیم میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا اونٹ کے گوشت کو صرف اپنے نفس کریم کے لئے حرام ٹھہرانا ہے باوجودیکہ وہ حلال تھا إِلَّا مَا حَرَّمَ إِسْرَائِيلُ عَلَىٰ نَفْسِهِ کا جملہ واضح ہے اس کی علت خواہ کچھ بھی ہو مگر وہاں نہ عتاب ہوا نہ منع فرمایا إِلَّا کا استثنیٰ واضح کر رہا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اس حرمت پر قائم رہے اور یہاں بھی سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب میں ''أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ'' فرمایا۔ یعنی اپنے نفس کے لئے اس شے کو حرام نہ فرمائیں جو اللہ نے آپ کے لئے حلال ٹھہرادی تو ظاہر ہے کہ اس ذاتی امر میں حضور مختار تھے اور اختیار کے استعمال سے روکنا جس سے ایک عظیم منفعت متاثر ہو، مشورۂ محبت ہے نہ کہ عتاب۔

مزید یہ کہ اگر آپ شہد کو صرف اپنی ذات کے لئے حرام ٹھہراتے یا قسم حرمت کھالیتے تو امت اتباع سنت میں اسی طرح شہد ترک کر دیتی جس طرح بنی اسرائیل نے اتباع یعقوب میں اونٹ کا گوشت ترک کر دیا حالانکہ انہیں معلوم تھا کہ یہ حرمت ان کی ذات کے لئے تھی اور حرمت عمومی وقطعی نہ تھی۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ پھر آیت کے آخر میں غَفُورٌ رَّحِيمٌ کیوں ہے تو میں کہتا ہوں: ''تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ'' فاعل کی طرف سے حال ہے اور باعث، تو باعث محل عتاب ہے نہ کہ فاعل لہٰذا غَفُورٌ رَّحِيمٌ باعث کے لئے تسکین ہے اور سیاق کلام میں واقعہ کی صراحت کے بعد إِن تَتُوبَا کا جملہ اس تسکین وتسلی کا راستہ ہے تو ''لِمَ تُحَرِّمُ'' کا معنی ہے کیوں حرام فرمائے لیتے ہیں یعنی آپ کا فیصلہ یوں نہ چاہئے مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ سے مراد ہے عَسَل یعنی شہد اور امام نووی نے اسی کو صحیح کہا ہے۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے جسے ابن المنذر، عبد بن حمید، ابن سعد اور بخاری رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام المومنین زینب بنت جحش کے ہاں جب رونق افروز ہوتے تو ان کے ہاں شہد (جسے وہ محبت سے پیش فرماتیں) نوش فرماتے اور اس کی وجہ سے آپ کا وہاں زیادہ وقت قیام ہو جاتا تو مجھے (حضرت عائشہ) اور حفصہ کو رشک ہوا اور ہم دونوں نے باہم یہ طے کیا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ہاں جلوہ افروز ہوں تو گزارش کی جائے کہ دہن اقدس سے ''مغافیر'' (شہد کی ایک قسم) کی بو آتی ہے، کیا مغافیر پیا ہے؟ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دونوں میں سے ایک کے گھر تشریف فرما ہوئے تو انہوں نے وہی بات کہی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں میں نے تو زینب کے ہاں سے شہد پیا ہے اور میں دوبارہ ایسا ہرگز نہ کروں گا (ولن أعود)

اور ایک روایت میں ہے اور میں نے قسم کھالی ہے تم کسی کو یہ بات نہ بتانا تو یہ آیت (سورت) اتری اور حضرت سودہ نے کہا کہ کیا جناب نے مغافیر پیا ہے؟ فرمایا: نہیں تو وہ بولیں تو یہ ریح کیسی ہے جو میں آپ سے محسوس کر رہی ہوں۔ فرمایا حفصہ نے مجھے شہد کا شربت پلایا ہے وہ بولیں شہد کی مکھیوں نے عرفط کا رس چوسا ہوگا تو آپ نے عَسَل (شہد) کو حرام کر لیا تو یہ

Marfat.com

آیت (سورت) اتری۔ اور وہ حدیث جو بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہد کا شربت حجرۂ حفصہ میں نوش فرمایا اور کہنے والی سودہ اور صفیہ ہیں۔ ابن المنذر، ابن حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ سے مروی ہے کہ حافظ سیوطی نے حضرت ابن عباس سے بسند صحیح نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سودہ کے ہاں شہد کا شربت نوش فرمایا پھر آپ جب حضرت عائشہ کے ہاں رونق افروز ہوئے تو انہوں نے عرض کی کہ میں آپ سے ریح محسوس کرتی ہوں تو ارشاد فرمایا کہ میں نے سودہ کے ہاں سے شہد کا شربت پیا ہے، بخدا میں اسے نہیں پیوں گا تو یہ آیت اتری، نسائی نے تخریج کی ہے اور حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے اور ابن مردویہ نے بھی انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک باندی تھی جس سے آپ نے تخلیہ فرمایا تو یہ حضرت عائشہ اور حفصہ اس وقت تک راضی نہ ہوئیں یہاں تک کہ آپ نے اس باندی کو اپنے اوپر حرام ٹھہرالیا تو یہ آیت اتری اور مشہور یہی ہے کہ وہ باندی حضرت ماریہ قبطیہ تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حفصہ کے ہاں ان کی باری کے دن ماریہ سے خلوت فرمائی تو حضرت حفصہ نے یہ دیکھ لیا اور ناراضگی ظاہر کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس پر راضی نہ ہوگی کہ میں نے اسے حرام ٹھہرالیا اور ایک روایت میں ہے کہ ایسا حضرت حفصہ کے گھر حضرت عائشہ کی باری کے دن ہوا اور کشاف میں مروی ہے کہ حضرت عائشہ کی باری کے روز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماریہ سے خلوت فرمائی اور حضرت حفصہ کو اس کا پتا چل گیا تو آپ نے حضرت حفصہ سے کہا کہ تم میری طرف سے چھپاؤ (راز نہ کہو) میں نے اپنے اوپر ماریہ کو حرام کرلیا ہے اور میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ میرے بعد ابوبکر و عمر میری امت کے والی ہوں گے تو انہوں نے (راز نہ رکھا) اور عائشہ کو خبر دے دی۔

اس باب میں احادیث باہم متعارض ہیں۔ خفاجی اور نووی نے شرح مسلم میں نقل کیا ہے کہ درست بات یہی ہے کہ یہ آیت شہد کے قصہ میں اتری اور ماریہ کے سلسلہ میں نہیں اتری۔ اور یونہی شہد کا شربت پینے کا واقعہ زینب کے گھر کا ہے۔ مغافیر میم کے پیش کے ساتھ مغفور کی جمع ہے اور قاضی عیاض فرماتے ہیں: **له رائحة كريهة ينضحه العرفط و هو شجر او نبات له ورق عريض** اس کی خوشبو ناپسندیدہ ہے اور شہد کی یہ قسم عرفط پر لگتی ہے اور عرفط ایک درخت ہے یا پودا اور اس کا پتہ چوڑا ہوتا ہے (اس پودے کے رس کا اثر شہد میں نمایاں ہو جاتا ہے) اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غایت درجہ نفیس و لطیف مزاج تھے اور بدبو (یا ایسی ریح جو ناخوشگوار ہو) آپ پر شاق ہوتی تھی۔

تَبْتَغِىْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ

اپنی بیبیوں کی مرضی چاہتے ہو۔

یہ جملہ مستانفہ ہے اور تحریم عسل (شہد) یا تحریم ماریہ کی علت و باعث کو واضح کرتا ہے اور اضافت (اَزْوَاجِكَ) جنس کے لئے اور استغراق کے لئے نہیں ہے اور اس امر میں فخامت ہے۔

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم وشان ہے کہ آپ کی نسبت یہ ترک اولیٰ واقع ہوا اور رحمت فرماتے ہوئے تحریم پر قائم رہنے سے محفوظ فرمایا اور بدوں عتاب و مؤاخذہ کے بخشش کا ذکر فرمایا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر الطاف الٰہیہ میں سے غایت درجہ لطف و کرم ہے۔

Marfat.com

40B

قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝

بے شک اللہ نے تمہاری قسموں کا اتار مقرر فرما دیا اور اللہ تمہارا مولیٰ ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ

بے شک اللہ نے تمہاری قسموں کا اتار مقرر فرما دیا۔

ای قد شرع لکم تحلیلها و هو حل ما عقدته الایمان بالکفارة۔

یعنی اللہ نے تمہارے لئے شریعت کا ضابطہ بنا دیا کہ تم اس کو حلال بنالو اور وہ یہ ہے کہ تم نے جس حلال شے کو حرام قرار دینے کی قسم کھائی ہے اسے کفارہ دے کر حلال بنالو۔ واضح مفہوم یہ ہے کہ کفارہ دے کر قسم توڑ دو اور قسم توڑنے کا گناہ کفارہ سے معاف ہو جائے گا۔

یہاں مراد یہ ہے کہ قسم ترک فرما کر شہد نوش کیجئے یا حضرت ماریہ کو بدستور خدمت سے سرفراز فرمایئے، اور بعض کا قول ہے کہ قسم کے بعد انشاء اللہ کہیے تاکہ حانث نہ ہوں، اس امر میں اختلاف ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقع پر کفارہ دیا یا نہیں دیا ہے۔ حضرت حسن کا قول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفارہ نہیں دیا کیونکہ آپ مغفور ہیں اور یہاں کفارہ کا حکم ''انما هو تعلیم للمومنین۔ صرف مومنوں کی تعلیم کے لئے ہے۔ علماء فرماتے ہیں آپ کا مغفور ہونا اس بات کو صحیح نہیں بنا دیتا کہ آپ نے کفارہ نہیں دیا کیونکہ بخشش خطا و گناہ پر ہے اور یہاں خطا و گناہ پر مواخذہ کا معاملہ ہی نہیں لیکن آپ کے فعل سے احکام دنیویہ کا مرتب ہونا ضرور ہے اور یہ امر مسلمہ ہے کہ آپ کا یہ فعل نماز میں سہو کی طرح ہے جس پر سجدہ سہو لازم ہے لہٰذا احکام کی ترتیب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل پر ہے اس لئے کہ اگر کفارہ دیا بھی ہو تو ''ذنب'' کا اطلاق ہی نہیں ہوتا اور مقاتل سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحریم ماریہ کے کفارہ میں غلام آزاد کیا اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے المدونۃ میں زید بن اسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صاحبزادے کی ماں یعنی ماریہ کو جو حرام ٹھہرانے کی قسم کھائی تھی، اس پر کفارہ دیا۔ اور امام شعبی سے بھی اسی کی مانند منقول ہے اور اس امر میں علماء کا اختلاف ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے: ''تو مجھ پر حرام ہے'' یا یوں کہے کہ مجھ پر کوئی شے جو حلال ہے وہ حرام ہے اور زوجہ (بیوی) کو مستثنیٰ نہ کیا تو اس کا کیا حکم ہے تو علماء کی ایک جماعت جن میں مسروق، ربیعہ، ابو سلمہ، شعبی اور اصبغ ہیں فرماتے ہیں: ''هو کتحریم الماء و الطعام لایلزمه شیء'' ایسا کہنا کھانے پینے کی تحریم کی مانند ہے اور اس پر کچھ بھی لازم نہیں (کفارہ نہیں) اور ابوبکر، عمر، زید، ابن مسعود، ابن عباس، عائشہ، ابن المسیب، عطاء، طاؤس، سلیمان بن یسار، ابن جبیر، قتادہ، حسن، الاوزاعی، ابوثور اور ایک جماعت کا فرمانا ہے یہ قسم ہے اور اس پر کفارہ ہے۔ اور ابن عباس سے بھی ایسی ہی روایت کی گئی ہے۔ حضرت امام شافعی کا قول ہے تحریم حلال قسم نہیں ہے، اپنی باندی کو اپنے اوپر حرام ٹھہرانے میں جو کفارہ ہے وہ نفس قسم کا ہے اور حانث (قسم توڑنے) ہونے کا کفارہ نہیں ہے اور تحریم طعام میں کفارہ قسم بھی نہیں ہے۔ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو خود پر حرام ٹھہرا لیا یا کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے اور اس سے نیت طلاق یا ظہار کی تو دونوں واقع ہوں گے اور حلت کے لئے ظہار کا کفارہ لازم ہوگا البتہ اگر یونہی کہہ دیا اور کوئی نیت نہ تھی تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ ایلاء ہوگا جب کہ امام شافعی کے نزدیک قسم کا کفارہ لازم ہوگا اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک رجوع کرنے کی صورت میں حانث ہوگا اور ایلاء کا کفارہ لازم ہوگا، چونکہ ایلاء

Marfat.com

بھی قسم ہے اس لئے کفارہ وہی ہے جو قسم کا ہے۔

لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ میں مطلق تحریم ہے اور اس تحریم کے ساتھ عورت باندی یا شہد کا کوئی ذکر نہیں اور قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ۔ فرمانے سے واضح ہے کہ تحریم کی یہ صورت قسم ہی ہے اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ''واللہ لا اشربہ'' اور ''واللہ لا اطؤھا'' وارد ہے جو واضح طور پر قسم ہے اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی قسم کا کفارہ دیا اور تحریم کے لئے کفارہ نہیں دیا۔ بخاری، مسلم، ابن ماجہ اور نسائی میں ابن عباس سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: ''من حرم امرأته فليس بشیء'' جس نے اپنی عورت کو خود پر حرام ٹھہرایا اس پر کچھ (کفارہ) نہیں۔ تاہم علماء کا اس امر میں بہت اختلاف ہے البتہ مذہب محقق یہی ہے کہ حلال کو اپنے اوپر حرام ٹھہرالینا قسم ہے اور اس پر کفارہ ہے۔ اور یہ مومنوں کے لئے ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں مخصوص ہیں کہ آپ کا کفارہ نفس قسم تھا تحریم پر نہ تھا۔ واللہ اعلم

وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ۔ اور اللہ تمہارا مولیٰ ہے۔

سيدكم و متولي امور كم۔

یعنی تمہارا بادشاہ اور تمہارے امور کا نگہبان ہے۔

وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ۔ اور اللہ علم وحکمت والا ہے۔

فيعلم ما يصدحكم فيشرعه سبحانه لكم۔

یعنی اللہ کو معلوم ہے جس میں تمہاری بھلائی ہے تو حق سبحانہ وتعالیٰ نے وہی تمہارے لئے مشروع کیا (ضابطہ وقانون بنایا) اور اس کا کسی امر کا حکم فرمانا اور کسی سے منع فرمانا اس کی حکمت بالغہ کے تحت ہے اور اس کا کوئی حکم حکمت سے خالی نہیں۔

وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ۖ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۳﴾

اور جب نبی نے اپنی ایک بی بی سے ایک راز کی بات فرمائی پھر جب وہ اس کا ذکر کر بیٹھی اور اللہ نے اسے نبی پر ظاہر کر دیا تو نبی نے اسے کچھ جتایا اور کچھ سے چشم پوشی فرمائی پھر جب نبی نے اس کی خبر دی بولی حضور کو کس نے بتایا فرمایا مجھے علم والے خبردار نے بتایا۔

وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا

اور جب نبی نے اپنی ایک بی بی سے ایک راز کی بات فرمائی۔

بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ۔ سے مراد حضرت حفصہ ہیں۔

هي حفصة على ما عليه عامة المفسرين۔ یعنی اس سے مراد حضرت حفصہ بنت عمر فاروق ہیں جیسا کہ عام مفسرین کا فرمانا ہے۔

حَدِيْثًا سے مراد ہے شہد کو اپنے لئے حرام ٹھہرانے کی قسم ہے اور بخاری ومسلم میں یہی آیا ہے یا حضرت ماریہ قبطیہ مصریہ کو خود پر حرام ٹھہرانا مراد ہے۔ علماء تفسیر کے نزدیک راجح یہی ہے۔ رہا اس کا مخفی رکھنا تو اس میں ظاہر حکمت تو یہی تھی کہ

Marfat.com

حضرت عائشہ صدیقہ ناراض نہ ہوں۔ ابن سعد کلبی سے منقول ہے کہ حضرت عائشہ کی باری کے روز جب کہ حضرت حفصہ کسی کام سے اپنے والدین کے ہاں تشریف لے گئی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی غیر حاضری میں ان کے حجرہ میں حضرت ماریہ کو خدمت سے سرفراز فرمایا ہی تھا کہ حضرت حفصہ واپس آ گئیں اور آپ سے عرض کیا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ لیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر ایسا ہی ہے تو تم اسے چھپانا کہ میں نے ماریہ کو اپنے اوپر حرام ٹھہرا لیا ہے اور یہ کہ میرے بعد عائشہ اور تمہارے والد لوگوں کے امیر ہوں گے۔ میمون ضحاک مجاہد کا بھی یہی قول ہے کہ ان دونوں باتوں کو مخفی رکھنے کا فرمایا تھا اور ان کی طیب خاطر کے لئے فرمایا اور اس لئے بھی کہ اور لوگوں کو اس نجی امر کا معلوم ہونا آپ کو پسند نہ تھا۔

فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ۔

پھر جب وہ اس کا ذکر کر بیٹھی۔

ای اخبرت۔ یعنی حضرت حفصہ نے حضرت عائشہ کو اس بات کی خبر دے دی۔

وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ۔

اور اللہ نے اسے نبی پر ظاہر کر دیا۔

ای جعل الله تعالی النبی صلی الله تعالی علیه وسلم ظاهرا علی الحدیث مطلعا علیه۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے یہ بات ظاہر کر دی اور اس پر مطلع فرمایا کہ حضرت حفصہ نے راز نہیں رکھا۔

عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ

تو نبی نے اسے کچھ جتایا اور کچھ سے چشم پوشی فرمائی۔

بَعْضَهٗ۔ ای الحدیث ای اعلمها و اخبرها ببعض الحدیث الذی افشته۔

یعنی وہ راز کی بات، یعنی آپ نے اسے (حفصہ) کو جان لیا اور انہیں راز کی بات کا کچھ حصہ جتلایا جو انہوں نے فاش کر دیا تھا۔

اور ایک قول یہ ہے کہ دونوں باتوں تحریم ماریہ اور امر خلافت میں سے ایک بات جتلائی اور دوسری بات کا ذکر نہ فرمایا اور کریم کا طریقہ یہی ہوتا ہے کہ وہ ساری بات نہیں جتلاتا۔ حسن، السلمی، قتادہ، طلحہ، کسائی اور ابی عمرو سے بروایت ہارون مروی ہے کہ انہوں نے عَرَّفَ کو تخفیف کے ساتھ پڑھا یعنی عَرَفَ اور عَرَفَ بمعنی جازٰی ہے یعنی عتاب فرمایا (سزا دی) یا ملامت کی یا بایں وجہ طلاق (رجعی) دی اور بعض سے چشم پوشی فرمائی یعنی دوسری بات ذکر نہ کی۔ بغوی سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلاق نہیں دی تھی بلکہ ایسا ارادہ فرمایا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ طلاق دی اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام نے رجوع فرمانے کے لئے مشورہ دیا یا ظاہر فرمایا کہ منشاء ربانی یہی ہے کہ حفصہ کو طلاق نہ دیں اور رجوع فرمائیں کہ وہ شب بیدار اور کثیرۃ الصوم (بکثرت روزہ دار) اور آخرت میں بھی ازواج مطہرات سے ہیں۔

فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا

پھر جب نبی نے اسے اس کی خبر دی بولیں حضور کو کس نے بتایا۔

Marfat.com

لتعرف ھل فضحتھا عائشة ام لا۔ تا کہ حفصہ جان لے کہ کیا عائشہ نے اسے فاش نہیں کر دیا؟ تو وہ بولیں سرکار کو کس نے بتایا یعنی حضور کو کس نے خبر دی۔

قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ۔

فرمایا مجھے علم والے خبردار نے بتایا۔

الذی لا تخفی علیہ خافیة۔ یعنی اس ذات کریم نے جس سے کچھ بھی چھپا نہیں (اللہ کریم نے)

اِنْ تَتُوْبَاۤ اِلَی اللّٰہِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُکُمَا ۚ وَ اِنْ تَظٰھَرَا عَلَیْہِ فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلٰىہُ وَ جِبْرِیْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِکَةُ بَعْدَ ذٰلِکَ ظَھِیْرٌ ۝

نبی کی دونوں بیبیو اگر اللہ کی طرف تم رجوع کرو تو ضرور تمہارے دل راہ سے کچھ ہٹ گئے ہیں اور اگر ان پر زور باندھو تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔

اِنْ تَتُوْبَاۤ اِلَی اللّٰہِ

نبی کی دونوں بیبیو اگر اللہ کی طرف تم رجوع کرو۔

خطاب لحفصة و عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنھما علی الالتفات من الغیبة الی الخطاب علمھا لغة فی المعاتبة۔

حضرت حفصہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں کو خطاب ہے کہ ان سے جو غیبت (اندر ہی اندر) میں ہوا اس سے رجوع کریں (توبہ کریں) اور خطاب میں جو مبالغہ ہے اس میں دونوں پر عتاب (سرزنش) ہے۔ بخاری و مسلم، ترمذی، احمد اور ابن حبان وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ مجھے اس بات کی عرصے سے خواہش تھی کہ میں حضرت امیر المومنین عمر فاروق بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھوں کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات سے وہ دو کون سی بیبیاں تھیں جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا:

اِنْ تَتُوْبَا۔ الخ یہاں تک کہ میں نے حضرت فاروق کے ہمراہ حج کا شرف حاصل کیا آپ راستے میں ایک طرف ہو لئے اور میں بھی آپ کے ہمراہ ہوا۔ آپ جب فارغ ہو کر واپس آئے تو میں نے وضو کے لئے لوٹے سے آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈالا اور عرض کی: امیر المومنین کہ ازواج النبی سے وہ دو کون سی تھیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اِنْ تَتُوْبَا" الخ ارشاد فرمایا: ابن عباس تم پر تعجب ہے وہ دونوں بیبیاں عائشہ اور حفصہ تھیں اور آیۂ تخییر کے بارے میں طویل حدیث بیان فرمائی۔

فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُکُمَا

تو ضرور تمہارے دل راہ سے کچھ ہٹ گئے ہیں۔

مالت عن الواجب من مخالفتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یحبہ و کراھة ما یکرھہ الی مخالفتہ۔

ان پر واجب تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منشاء و رضا کے خلاف نہ فرماتیں اور اسی امر کو محبوب رکھتیں جو آپ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مرغوب ومحبوب تھا اور اس کو مکروہ جانتیں جسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناپسند فرمایا نہ کہ یہ اس میں خلاف کرتیں۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ ماریہ قبطیہ مصریہ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عزیز تھیں یا زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں شربت شہد نوشی کے لئے توقف فرمانا خاطر اقدس کے لئے پسندیدہ تھا تو تمہیں لازم تھا کہ تم بھی اسے ہی پسند کرتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شہد یا ماریہ کی تحریم گراں تھیں اور یونہی افشائے راز بھی پسند نہ تھا تو جب دونوں بیبیوں سے ایسا واقعہ ہوا تو وہ راہ صواب سے ہٹ گئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کے سلسلہ میں صرف اپنی ذات ہی ملحوظ خاطر رہی اور معاملہ عادلانہ نہ رہا، حالانکہ ایثار چاہئے تھا تو یہ ترک اولیٰ واقع ہوا اور ان ازواج مطہرات کو توبہ کے لئے فرمایا گیا جس میں ان کی عظمت شان کا لحاظ ہے کہ وہ دوسری عورتوں کی طرح نہیں۔

كما قال الله الكريم لَسۡتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ۔ اور انہیں اپنے قلوب کو ایسی امور سے صاف رکھنے کا واضح ارشاد ہے اور یہ کریم کا کرم ہے کہ خواص کو آگاہ فرما کر محفوظ فرماتا ہے۔

وَاِنۡ تَظٰهَرَا عَلَيۡهِ

اور اگر تم ان پر زور باندھو۔

والمعنى فان تتعاونا عليه صلى الله عليه وسلم بما يسوءه من الافراط في الغيرة و افشاء سره۔ مفہوم یہ ہے کہ تم نے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرضی کے خلاف باہم تعاون کیا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نہایت غیرت اور راز فاش ہونے کی وجہ سے ناگوار خاطر ہوا۔ اگر تم یونہی کرتی رہیں تو اس میں فلاح نہیں ہے گویا یہ جملہ شرطیہ ہے اور یہ جزائے شرط ہے فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوۡلٰٮهُ۔ تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے۔

اى ناصره یعنی آپ کی نصرت فرمانے والا ہے۔ فاء تعلیلیہ ہے جس کا مطلب ہے کہ اگر تم دونوں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کے خلاف باہم تعاون کروگی تو تمہیں بھلائی حاصل نہ ہوگی کیونکہ اللہ ان کا مددگار، نگہبان ہے۔

وَجِبۡرِيۡلُ۔ اور جبرائیل (علیہ السلام)

اى قرينه۔ جو فرشتوں کے سردار اور رسول محتشم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رفیق وجانثار ہیں۔

وَصَالِحُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ۔

اى تابعه۔ یعنی آپ کے فرمان بردار جانثار مومن۔ بعض علماء نے یہاں اضافت عہدی مراد لے کر فرمایا کہ صَالِحُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ سے مراد انبیاء علیہم السلام ہیں جیسا کہ آل عمران میں میثاق کے ضمن میں ارشاد ہے: لَتُؤۡمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنۡصُرُنَّهٗ ابن مردویہ نے اسماء بنت عمیس سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ صَالِحُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ سے مراد حضرت علی المرتضیٰ ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔ گروہ امامیہ نے ابوجعفر سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت اتری تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے لوگو! یہ ہے صالح المومنین۔ ابن عساکر نے حسن بصری سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا صَالِحُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ سے مراد حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں اور ایک جماعت نے سعید ابن جبیر سے روایت کی "صَالِحُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ" بطور خاص حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہی کے حق میں اتری۔ ابن عساکر نے مقاتل بن سلیمان سے روایت کی کہ انہوں نے کہا صالح المومنین سے مراد ابوبکر صدیق،

عمر فاروق اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں اور ایک قول ہے کہ چاروں خلفاء راشدین مراد ہیں۔ طبرانی نے اوسط میں اور ابن مردویہ نے ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ دونوں صاحبوں نے فرمایا کہ یہ ٹکڑا (صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ) ابوبکر و عمر کے بارے میں نازل ہوا۔ عکرمہ، میمون بن مہران وغیرہ نے بھی اسی تفسیر سے اتفاق کیا ہے۔ حاکم نے ابی امامہ اور طبرانی، ابن مردویہ اور ابونعیم نے فضائل صحابہ میں عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ" کے بارے میں فرمایا: ابوبکر اور عمر۔ ابن عساکر نے کلبی کے طرق سے ابو صالح سے ابن عباس سے مروی ہے کہ انہوں (ابی) نے جب صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ پڑھا تو یہ بھی پڑھا ابوبکر و عمر۔ جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تائیدات الٰہیہ سے مدد کرتے ہیں اور وہ دونوں (ابوبکر و عمر) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وزیر ہیں اور امور رسالت کی تدبیر اور احکام ظاہری کے اجراء میں آپ کے مددگار ہیں۔ اس واقعہ تحریم کے تناظر میں بھی صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ سے مراد حضرت ابوبکر و عمر ہی واضح ہیں کہ وہ دونوں بیبیوں کے بزرگوار تھے اور اتباع رسول میں اس حد تک کامل قوی تھے کہ اولاد وغیرہ کسی شے کو خاطر میں لانے والے نہ تھے اور ہر قربانی کے لئے منتظر رہنے والے تھے۔

وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ

اور اس کے بعد فرشتے مددگار ہیں۔

مظاهرون له و معينون اياه كذلك۔ یعنی اللہ، جبریل اور نیک مومنوں کے بعد فرشتے بھی آپ کے اسی طرح ناصر و مددگار ہیں، معین حقیقی تو اللہ ہی ہے لیکن نصرت و تائید، حمایت و مدد کا مظاہرہ جبرائیل اور صالح مومنین اور حضرات ملائکہ کے توسط سے ہو رہا ہے اور اس میں ان سب کی عظمت کا اظہار اور بارگاہ رب العزت میں ان کی مقبولیت کا بیان ہے۔ اولیاء اللہ کا امداد فرمانا اور لوگوں کا ان سے استمداد کرنا اس آیت سے روز روشن کی طرح عیاں ہے اور اولیاء اللہ سے مدد مانگنے کو شرک بتانا دراصل اللہ کی کتاب سے بے خبری ہے اور شرک کی بے جا تاویل ہے حالانکہ مسلمانوں میں سے کوئی بھی اولیاء اللہ کو بالذات یا معین حقیقی نہیں مانتا البتہ مقربین بارگاہ رب العزت جان کر ان سے توسل کرتے ہیں۔ اسی آیت سے یہ مسئلہ بھی واضح ہوتا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام جن کا بطور خاص اور عام فرشتوں سے الگ ذکر کیا گیا ہے تمام فرشتوں اور تمام صالح المومنین سے افضل ہیں اور وہ علماء جنہوں نے صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ سے مراد حضرات انبیاء علیہم السلام کو مراد لیا اس عموم سے خاص ہوں گے اور جبرائیل سے مفضول نہ ٹھہریں گے کیونکہ اہل سنت کے ہاں یہ امر مسلمہ ہے کہ رسل ملکی رسل بشری سے افضل نہیں ہیں بلکہ رسل بشری کو رسل ملکی پر فضیلت ہے، لیکن جنہوں نے کہا کہ صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ سے مراد حضرات خلفاء اربعہ یا سچے مومنین ہیں تو جبرائیل کا ان پر تقدم و فضل ظاہر ہے پھر جبرائیل علیہ السلام رسل ملائکہ سے بھی ہیں اور رسل ملائکہ کی صالح المومنین پر فضیلت واضح طور پر ظاہر ہے اور عام فرشتوں کا ذکر صالح المومنین کے بعد کیا گیا ہے جس سے واضح ہے کہ صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ عام ملائکہ سے افضل ہیں اور یونہی خواص صالح المومنین خواص ملائکہ سے افضل ہیں، (بشرطیکہ وہ رسول ملکی نہ ہوں)

عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ۝

ان کا رب قریب ہے اگر وہ تمہیں طلاق دے دیں تو انہیں تم سے بہتر بیبیاں بدل دے اطاعت والیاں، ایمان والیاں،

ادب والیاں، توبہ والیاں، بندگی والیاں، روزہ دار، بیاہیاں اور کنواریاں۔

عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ

ان کا رب قریب ہے اگر وہ تمہیں طلاق دے دیں ان کے لئے بدل دے تم سے بہتر بیبیاں

ای ان یعطیه علیه الصلاة و السلام بدلکن۔

یعنی اگر وہ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہیں (ازواج مطہرات) کو طلاق دیں تو اللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمہارے بدلے (بہتر بیبیاں) عطا فرمادے گا۔ ''طَلَّقَكُنَّ'' میں جمع کا صیغہ ظاہر کر رہا ہے کہ سبھی بیبیاں مخاطب ہیں، اگرچہ خطاب حضرت حفصہ و حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کو ہے۔ تاہم سب کو خطاب بر سبیل التفات ہے۔ اِنْ حروف شرط ہے یعنی اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں طلاق دے دیں چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی بی بی کو نزول آیت کے بعد طلاق نہ دی تو گویا یہ امر واقعہ ہی نہ ہوا جب شرط نہ پائی گئی تو مشروط کیسے ہوگا۔ لہٰذا امہات المومنین کی فضیلت ظاہر ہوگئی کہ کوئی عورت ان سے افضل نہیں۔ اور سورۂ احزاب میں ارشاد باری ہے: لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اس پر مزید ہے کہ وہ بھی آیت تخییر کے بعد مذکور ہوا ہے، البتہ امہات المومنین کے درمیان بعض کو بعض پر فضیلت ضرور ہے جیسے خدیجہ و عائشہ کی فضیلت دیگر ازواج مطہرات پر واضح ہے اور گزشتہ امتوں میں جو افضل نساء العالمین گزریں جیسے آسیہ و مریم سلام اللہ علیہما تو وہ بھی آخرت میں ازواج مطہرات میں سے ہوں گی جیسا کہ سیوطی سے منقول ہے لیکن خدیجہ و عائشہ، آسیہ و مریم کے ساتھ فضیلت میں مشترک ہیں جیسا کہ چار پانچ کامل عورتوں کے ذکر میں احادیث میں گزرا لیکن خدیجہ و عائشہ رضی اللہ عنہما کی فضیلت مسلمہ ہے۔ یعنی آسیہ و مریم سے افضل ہیں۔ اور جمہور کا مذہب یہی ہے۔ احادیث میں وارد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حفصہ کو طلاق دی تھی یا ارادہ فرمایا تھا مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رجوع فرمالیا تھا۔ چونکہ ارادۂ طلاق کا وقوع نہ ہوا تو شرط نہ پائی گئی اور اگر دی تھی تو رجوع فرمالیا تو جب بھی وقوع نہ ہوا تو یہ اعتراض جاتا رہا کہ کوئی اور عورت ان سے بہتر و افضل ہوتی۔ لہٰذا ازواج مطہرات کی فضیلت عیاں ہے اور کوئی اور عورت ان سے افضل نہ تھی۔

مُسْلِمٰتٍ۔ اطاعت والیاں۔ ای مقرات۔ یعنی جھک جانے والیاں اور فرماں بردار۔

مُّؤْمِنٰتٍ۔ ایمان والیاں۔ ای مخلصات۔ یعنی مخلص ایمان والیاں یا ''مصدقات'' مراد ہیں یعنی اسلام کی خلوص و سچے دل سے تصدیق کرنے والیاں۔

قٰنِتٰتٍ۔ ادب والیاں۔ مصلیات او مواظبات علی الطاعة مطلقاً۔

یعنی نماز پڑھنے والیاں اور مطلقاً اطاعت پر قائم رہنے والیاں، ایک قول ہے عاجزی کرنے والیاں اور متواضع۔

تٰٓئِبٰتٍ۔ مقطعات عن الذنب۔ گناہوں سے بچنے اور پرہیز کرنے والیاں، ایک قول ہے اللہ و رسول کے حکم کی طرف فوراً پلٹ جانے والیاں۔

عٰبِدٰتٍ۔ متعبدات او متذللات لامر الرسول صلی الله علیه و آله وسلم۔

یعنی عبادت گزار اور حکم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بکمال اطاعت بجالانے والیاں یا عاجزی سے جھک جانے والیاں۔

سٰٓئِحٰتٍ۔ صائمات کما قال ابن عباس وغیرہ۔

Marfat.com

ابن عباس رضی اللہ عنہما اوران کے علاوہ اکثر علماء کا ارشاد ہے: روزہ رکھنے والیاں یعنی فرض روزوں کے علاوہ بکثرت نفلی روزہ رکھنے والیاں۔ اور ایک قول ہے: ذاهبات في طاعة الله تعالى اى مذهب الله کی اطاعت یعنی دین و شریعت کی خوب رعایت کرنے والیاں۔

ثَيِّبٰتٍ۔ بیاہیاں۔

یہ ثَيِّبٌ کی جمع ہے اى ترجع عن الزوج اى بعد زوال عذرتها۔

نکاح کے بعد شوہر سے بصورت طلاق الگ ہونے والی یا شوہر کی وفات کے بعد نکاح ثانی چاہنے والیاں، یعنی اپنے کنوار پن کے زوال کے بعد دوبارہ نکاح کی آرزومند۔

وَّاَبْكَارًا۔ اور کنواریاں۔

اَبْكَارًا۔ بکر کی جمع ہے۔ دن کے اول وقت کو بُكْرَةٌ کہتے ہیں یعنی ایسی عورتیں جو نا کتخدا (عَذْراء) ہوں۔ یہ عورتوں کی صفت ہے اور ان کے لئے امر افتخار بھی ہے اور ازواج مطہرات میں صرف عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کنواری تھیں باقی ثیب تھیں اور یہ جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا کے خصائص میں سے ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۞

اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اس پر سخت کرے فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انہیں حکم ہو وہی کرتے ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا۔

اے ایمان والو اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ۔

اہل ایمان سے خطاب ہے اور اپنی جانوں اور گھر والوں کو آگ سے بچانے کا مطلب ''بترک المعاصی و فعل الطاعات'' ووقاية الاهل بحملهم على ذلك بالنصح والتاديب' یعنی گناہوں کا چھوڑ دینا اور فرمان برداری کے کام کرنا اور اہل خانہ کو بچانے کا مطلب ہے کہ انہیں بھی ترک معاصی اور ترغیب طاعت پر تیار کرو اور انہیں نصیحت کرو یعنی دین کی تعلیم دو اور آداب دینی سکھاؤ۔

نَارًا سے مراد ہے: اى نوعا من النار یعنی عذاب نار کی ایک قسم۔ اور روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وآلک وسلم ہم اپنے نفسوں کو تو بچائیں گے لیکن اپنے گھر والوں کو بچانا کیونکر ہوگا تو سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تم انہیں ان تمام امور سے روکو جن سے تمہیں اللہ نے منع فرمایا اور انہیں ان باتوں کا حکم دو جن کے بارے اللہ نے تمہیں کرنے کا حکم دیا تو یوں اس سے ان کے اور آگ کے درمیان حفاظت ہوگی یعنی اس طرح بچیں گے۔ ابن المنذر، حاکم رحمہم اللہ نے بتصحیح اور ایک جماعت نے حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: ''علموا انفسكم و اهليكم الخير و ادبوهم'' اپنے آپ کو اور گھر والوں کو بھلائی کی تعلیم دو اور انہیں آداب سکھاؤ۔ اہل سے مراد بیوی، اولاد، غلام اور لونڈی ہیں۔ اور حدیث شریف میں ہے

Marfat.com

کہ اللہ اس بندے پر رحم فرمائے جس نے اپنے گھر والوں سے کہا: نمازیں پڑھو، روزے رکھو، زکوٰۃ ادا کرو، مسکینوں یتیموں ہمسایوں کا خیال کرو شاید اللہ تمہیں اس کے ساتھ جنت میں اکٹھا کر دے۔ اور کہا گیا ہے کہ قیامت کے روز سب سے زیادہ عذاب اس شخص کو ہوگا جس نے اپنے گھر والوں کو جاہل رکھا یا جس کے گھر والے جاہل رہے۔" لہٰذا آدمی پر اہل وعیال کی تعلیم وتربیت واجب ہے۔

وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ۔ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

اَلنَّاسُ۔ سے مراد کفار ومشرکین اور "اَلْحِجَارَةُ" سے مراد بت وغیرہ ہیں جس طرح دنیا کی آگ لکڑی وغیرہ سے بھڑک اٹھتی ہے جہنم کی آگ اس ایندھن (کفار ومشرکین اور بتوں وغیرہ) سے بھڑکے گی۔

عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ۔ اس پر فرشتے مقرر ہیں۔

ای انهم موکلون علیها یلون امرها و تعذیب اهلها و هم الزبانیة التسعة عشر قیل اعوانهم۔ یعنی وہ فرشتے اس آگ پر اللہ کی طرف سے موکل ہیں جو اس کے حکم کو نافذ کرتے اور اہل دوزخ کو عذاب دیتے ہیں انہیں زبانیہ کہتے ہیں جن کی تعداد انیس ہے اور ایک قول ہے کہ ان کے مددگار اور بھی ہیں۔ سورۂ المدثر اور العلق میں اس کی تفصیل ہے۔ انشاءاللہ وہاں ذکر ہوگا۔

غِلَاظٌ شِدَادٌ۔ سخت کرے (زور آور، رحم سے خالی)

غلاظ الاقوال شداد الافعال او غلاظ الخلق شداد الخلق اقویاء علی الافعال الشدیدة اخرج عبدالله بن احمد فی زوائد الزهد عن ابن عمران الجونی قال: بلغنا ان خزنة النار تسعة عشرما بین منکبی احدهم مسیرة مائة خریف لیس فی قلوبهم رحمة انما خلقوا للعذاب یضرب الملک منهم الرجل من اهل النار الضربة فترکه طحنا من لدن قرنه الی قدمه۔

یعنی انتہائی سخت بولنے والے اور انتہائی سخت کام (عذاب) والے یا انتہائی کھردی مخلوق تندخو بندے جو بڑے زور آور ہیں اور امور عذاب میں خوب سختی کرنے والے۔ عبداللہ بن احمد نے "زوائد الزہد" میں ابی عمران الجونی سے روایت کی ہے انہوں نے کہا: ہمیں روایت پہنچی ہے کہ جہنم کے داروغہ انیس ہیں اور ان میں سے کسی ایک کے دونوں کندھوں کے درمیان سو برس کی مسافت ہے۔ ان کے دلوں میں رحم نہیں ہے اور وہ صرف عذاب ہی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں ان میں سے جب کوئی اہل دوزخ میں سے کسی کو ضرب لگاتا ہے تو اس کو اس کے سر سے قدموں تک پیس کر رکھ دیتا ہے (سرمہ بناڈالتا ہے)

لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ۔ جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے۔

یہ فرشتوں کی دوسری صفت کا بیان ہے ای لا یعصون فیما امرهم به یعنی انہیں جس کام کا حکم دیا جاتا ہے وہ اس کو بجالاتے ہیں اور تعمیل ارشاد میں کوتاہی نہیں کرتے۔

وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ۔ اور جو انہیں حکم ہو وہی کرتے ہیں۔

ای الذی یامرهم عزوجل به۔ یعنی جس بات کا انہیں حق سبحانہ وتعالیٰ حکم فرماتا ہے وہ اسی کے مطابق عمل کرتے ہیں یہ جملہ پہلے جملے کی تکرار ہے اور بعض علماء کے نزدیک اس کا مفہوم گویا بطور مبالغہ ارشاد ہے کہ نفاذ امر میں ان فرشتوں کو

Marfat.com

رافت (نرمی) آڑے نہیں اور وہ امر الٰہی عزوجل کی پابندی کرتے ہیں۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْیَوْمَؕ-اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۠ ⁽⁷⁾

اے کافرو آج بہانے نہ بناؤ تمہیں وہی بدلہ ملے گا جو تم کرتے تھے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا۔ اے کافرو۔

یقال لهم ذلک عند ادخال الملائکة ایاهم النار حسبما امروا به۔ کفار سے اس وقت کہا جائے گا جب انہیں فرشتے دوزخ کی آگ میں داخل کریں گے جیسا کہ وہ حکم دیئے جائیں گے جب کفار آتش جہنم کی شدت اور اس کے عذاب کو دیکھیں گے تو عذر پیش کریں گے۔

لَا تَعْتَذِرُوا الْیَوْمَ۔ آج بہانے نہ بناؤ۔

الْیَوْمَ۔ پر ال عہدی اور اعتذار سے ممانعت اس لئے ہے "لانهم لا عذر لهم اولان العذر لا ینفعهم" کہ ان کے پاس کوئی عذر نہ ہوگا یا بہانہ تراشی یا درخواست عذر کچھ فائدہ نہ دے گی یعنی اب نہ عذر کا کوئی موقع ہے اور نہ ہی عذر قبول کیا جائے گا۔

اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ

تمہیں وہی بدلہ ملے گا جو تم کرتے تھے۔

فی الدنیا من الکفر والمعاصی بعد ما نهیتم عنهما اشد النهی و امرتم بالایمان والطاعة علی اتم وجه۔ دنیا کی زندگی میں تمہیں کفر و معاصی سے بشدت روکا گیا تھا اور تمہیں ایمان و طاعت کی بشدت تلقین کی گئی تھی (حکم دیا گیا تھا) لیکن تم کفر و معاصی پر ڈٹے رہے اور رسولوں کی ہدایت سے منہ موڑا اور ایمان و طاعت کا راستہ اختیار نہ کیا تو آج تمہارے لئے تمہارے کرتوتوں کا بدلہ ہے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع دوم - سورۃ التحریم - پ ۲۸

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًاؕ-عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ یُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَ یُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُۙ-یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗۚ-نُوْرُهُمْ یَسْعٰى بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ بِاَیْمَانِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَ اغْفِرْ لَنَاۚ-اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ⁽⁸⁾

اے ایمان والو اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے قریب ہے کہ تمہارا رب تمہاری برائیاں تم سے اتار دے اور تمہیں باغوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں بہیں جس دن اللہ رسوا نہ کرے گا نبی اور اس کے ساتھ کے ایمان والوں کو ان کا نور دوڑتا ہوگا ان کے آگے اور ان کے داہنے عرض کریں گے اے ہمارے رب ہمارے لئے ہمارا نور پورا کر دے اور ہمیں بخش دے بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ اغْلُظْ عَلَیْهِمْؕ-وَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُؕ-وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ ⁽⁹⁾

اے غیب بتانے والے (نبی) کافروں پر اور منافقوں پر جہاد کرو اور ان پر سختی فرماؤ اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور کیا

Marfat.com

ہی برا انجام

ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ امْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ کَانَتَا تَحْتَ عَبْدَیْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَیْنِ فَخَانَتٰھُمَا فَلَمْ یُغْنِیَا عَنْھُمَا مِنَ اللّٰہِ شَیْـًٔا وَّ قِیْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِیْنَ ۝۱۰

اللہ کافروں کی مثال دیتا ہے نوح کی عورت اور لوط کی عورت وہ ہمارے بندوں میں دو سزاوار قرب بندوں کے نکاح میں تھیں پھر انہوں نے ان سے دغا کی تو وہ اللہ کے سامنے انہیں کچھ کام نہ آئے اور فرما دیا گیا کہ تم دونوں عورتیں جہنم میں جاؤ جانے والوں کے ساتھ

وَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَکَ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ وَ نَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَ عَمَلِہٖ وَ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝۱۱

اور اللہ مسلمانوں کی مثال بیان فرماتا ہے فرعون کی بیوی جب اس نے عرض کی اے میرے رب میرے لئے اپنے پاس جنت میں گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے کام سے نجات دے اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات بخش

وَ مَرْیَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِیْۤ اَحْصَنَتْ فَرْجَھَا فَنَفَخْنَا فِیْہِ مِنْ رُّوْحِنَا وَ صَدَّقَتْ بِکَلِمٰتِ رَبِّھَا وَ کُتُبِہٖ وَ کَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِیْنَ ۝۱۲

اور عمران کی بیٹی مریم جس نے اپنی پارسائی کی حفاظت کی تو ہم نے اس میں اپنی طرف سے روح پھونکی اور اس نے اپنے رب کی باتوں اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی اور فرماں برداروں میں ہوئی

حل لغات رکوع دوم۔سورۃ التحریم۔پ ۲۸

یٰاَیُّھَا۔اے	الَّذِیْنَ۔لوگو جو	اٰمَنُوْا۔ایمان لائے ہو	تُوْبُوْا۔توبہ کرو
اِلَی۔طرف	اللّٰہِ۔اللہ کی	تَوْبَۃً۔توبہ	نَّصُوْحًا۔خالص
عَسٰی۔قریب ہے	رَبُّکُمْ۔تمہارا رب	اَنْ۔یہ کہ	یُّکَفِّرَ۔دور کردے
عَنْکُمْ۔تم سے	سَیِّاٰتِکُمْ۔گناہ تمہارے	وَ۔اور	یُدْخِلَکُمْ۔داخل کرے تم کو
جَنّٰتٍ۔باغوں میں کہ	تَجْرِیْ۔چلتی ہیں	مِنْ تَحْتِھَا۔ان کے نیچے	الْاَنْھٰرُ۔نہریں
یَوْمَ۔جس دن	لَا۔نہ	یُخْزِی۔رسوا کرے گا	اللّٰہُ۔اللہ
النَّبِیَّ۔نبی کو	وَ۔اور	الَّذِیْنَ۔ان کو جو	اٰمَنُوْا۔ایمان لائے
مَعَہٗ۔اس کے ساتھ	نُوْرُ۔نور	ھُمْ۔ان کا	یَسْعٰی۔دوڑتا ہوگا
بَیْنَ۔ان کے	اَیْدِیْھِمْ۔آگے	وَ۔اور	بِاَیْمَانِھِمْ۔ان کے دائیں
یَقُوْلُوْنَ۔کہیں گے	رَبَّنَآ۔اے ہمارے رب	اَتْمِمْ۔پورا کر	لَنَا۔ہمارے لئے
نُوْرَ۔نور	نَا۔ہمارا	وَ۔اور	اغْفِرْ۔بخش
لَنَا۔ہم کو	اِنَّکَ۔بے شک تو	عَلٰی۔اوپر	کُلِّ۔ہر
شَیْءٍ۔چیز کے	قَدِیْرٌ۔قادر ہے	یٰاَیُّھَا۔اے	النَّبِیُّ۔نبی

Marfat.com

جَاهِدِ-جہاد کر	الْكُفَّارَ-کافروں سے	وَ-اور	الْمُنٰفِقِيْنَ-منافقوں سے
وَ-اور	اغْلُظْ-سختی کر	عَلَيْهِمْ-ان پر	وَ-اور
مَأْوٰىهُمْ-ان کا ٹھکانا	جَهَنَّمُ-جہنم ہے	وَ-اور	بِئْسَ-برا ہے
الْمَصِيْرُ-ٹھکانا	ضَرَبَ-بیان کرتا ہے	اللّٰهُ-اللہ	مَثَلًا-مثال
لِلَّذِيْنَ-ان کے لئے جو	كَفَرُوا-کافر ہیں	امْرَاَتَ-بیوی	نُوْحٍ-نوح کی
وَّ-اور	امْرَاَتَ-بیوی	لُوْطٍ-لوط کی	كَانَتَا-تھیں دونوں
تَحْتَ-نکاح میں	عَبْدَيْنِ-دو بندوں کے	مِنْ عِبَادِنَا-ہمارے بندوں سے	
صَالِحَيْنِ-جو نیک تھے	فَخَانَتٰهُمَا-تو خیانت کی انہوں نے	فَلَمْ-تو نہ	
يُغْنِيَا-کفایت کیا	عَنْهُمَا-ان سے	مِنَ اللّٰهِ-اللہ کے حضور	شَيْئًا-کچھ بھی
وَّ-اور	قِيْلَ-کہا گیا	ادْخُلَا-داخل ہو جاؤ	النَّارَ-آگ میں
مَعَ-ساتھ	الدّٰخِلِيْنَ-داخل ہونے والے کے		وَ-اور
ضَرَبَ-بیان کی	اللّٰهُ-اللہ نے	مَثَلًا-مثال	لِلَّذِيْنَ-ان کے لئے جو
اٰمَنُوا-ایمان لائے	امْرَاَتَ-عورت	فِرْعَوْنَ-فرعون کی	اِذْ-جب
قَالَتْ-کہا	رَبِّ-اے رب	ابْنِ-بنا	لِيْ-میرے لئے
عِنْدَ-نزدیک	كَ-اپنے	بَيْتًا-گھر	فِي-بیچ
الْجَنَّةِ-جنت کے	وَ-اور	نَجِّنِيْ-نجات دے مجھ کو	مِنْ فِرْعَوْنَ-فرعون
وَ-اور	عَمَلِهٖ-اس کے عمل سے	وَ-اور	نَجِّنِيْ-نجات دے مجھ کو
مِنَ الْقَوْمِ-قوم	الظّٰلِمِيْنَ-ظالم سے	وَ-اور	مَرْيَمَ-مریم
ابْنَتَ-بیٹی	عِمْرٰنَ-عمران کی	الَّتِيْ-وہ جس نے	اَحْصَنَتْ-حفاظت کی
فَرْجَهَا-اپنی شرم گاہ کی	فَنَفَخْنَا-تو پھونکی ہم نے	فِيْهِ-اس میں	مِنْ رُّوْحِنَا-اپنی روح سے
وَ-اور	صَدَّقَتْ-تصدیق کی اس نے	بِكَلِمٰتِ-کلمات	رَبِّهَا-اپنے رب کی
وَ-اور	كُتُبِهٖ-اس کی کتابوں کی	وَ-اور	كَانَتْ-تھی
مِنَ الْقٰنِتِيْنَ-فرماں برداروں سے			

مختصر تفسیر اردو رکوع دوم-سورۃ التحریم-پ ۲۸

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ يُدْخِلَكُمْ
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ
بِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَ اغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ⑧

اے ایمان والو اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے، قریب ہے کہ تمہارا رب تمہاری برائیاں تم سے اتار

Marfat.com

دے اور تمہیں باغوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں ہیں۔ جس دن اللہ رسوا نہ کرے گا نبی اور ان کے ساتھ کے ایمان والوں کو ان کا نور دوڑتا ہوگا ان کے آگے اور ان کے داہنے، عرض کریں گے اے ہمارے رب! ہمارے لئے ہمارا نور پورا کر دے اور ہمیں بخش دے، بے شک تجھے ہر چیز پر قدرت ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ

اے ایمان والو اللہ کی طرف توبہ کرو۔

من الذنوب۔ یعنی مومنو! تم گناہوں سے توبہ کرو، توبہ پر تفصیلی بحث سورۂ نور میں گزر چکی۔

تَوْبَةً نَّصُوْحًا۔

ایسی توبہ جو آگے کو نصیحت ہو جائے۔

ای بالغة فی النصح فهو من امثلة المبالغة كضروب و صفت التوبة به على الاسناد المجازی و هو و صف التائبين و هو ان ينصحوا بالتوبة انفسهم فياتوا بها على طريقها۔

یعنی خلوص میں مبالغہ اور یہ مبالغہ کی مثالوں میں سے ہے جیسے ''ضَرُوْب'' اور توبہ کو ''نصوح'' کے ساتھ متصف کرنا بطور مبالغہ مجازاً ہے اور وہ توبہ کرنے والوں کا وصف ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ اپنے نفوس کی توبہ کے ذریعہ خیر خواہی کریں اور اس کے ساتھ اس کے طریق پر آ جائیں۔ ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس ضمن میں روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ ''توبۃ النصوح'' کیا ہے (یا اس سے مراد کیا ہے) ارشاد ہوا: ''ان يندم العبد على الذنب الذى اصاب فيعتذر الى الله تعالى ثم لا يعود اليه كما لا يعود اللبن الى الضرع'' کہ بندہ اپنے ان گناہوں پر جو واقع ہو چکے، نادم (شرمسار) ہو پس اللہ تعالیٰ سے معذرت چاہے پھر اس کی طرف (ان گناہوں کی طرف) نہ لوٹے جس طرح دودھ بکری کے تھنوں میں نہیں لوٹتا۔ اور حضرت عمر، ابن مسعود، ابی، حسن، مجاہد وغیرہم رضی اللہ عنہم سے اس کی تفسیر میں یونہی مروی ہے۔ ایک قول ہے: ''نصوحا من نصاحة الثوب ای خياطة ای توبة ترفو خروقک فی دينک و ترم خللک''۔

نصوحا نصاحة سے مشتق ہے اور اس کا معنی ہے کپڑے کا سینا یعنی سلائی کرنا مطلب یہ ہے کہ یہ تیرے دین میں تیرے شگافوں (پھاڑوں) کو رفو کر (سی) دے گی اور تیری گڑبڑ (خرابیوں) کو درست کر دے گی۔ ایک قول ہے کہ قول و عمل کے ساتھ خیر خواہی مراد ہے۔ اور یہ بھی جائز رکھا گیا ہے کہ توبۃ النصوح سے مراد یہ ہو کہ توبہ کرنے والے کے اعمال و افعال میں توبہ کا اثر نمایاں ہو اور وہ گناہوں سے باز رہے اور فرماں برداری کے کاموں میں لگ جائے۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ آپ نے ایک اعرابی کو یہ کہتے ہوئے سنا ''اللهم انی استغفرک و اتوب اليک'' تو آپ نے فرمایا اے شخص زبان کی تیزی کے ساتھ توبہ کرنا جھوٹوں کی توبہ ہے تو اس اعرابی نے کہا تو پھر سچی توبہ کیا ہے۔ مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ارشاد فرمایا سچی توبہ چھ باتوں کا مجموعہ ہے:

۱:- ''على الماضى من الذنوب الندامة'' زمانہ ماضی کے گناہوں پر ندامت (شرمسار ہونا)

۲:- ''و للفرائض الاعادة'' فرائض جو چھوٹ چکے ہوں دوبارہ ادا کرنا۔

Marfat.com

۳:- "ورد المظالم" کی ہوئی زیادتیوں کا ازالہ (غصب شدہ امور لوٹا دینا یا معاف کرا لینا یا راضی کر لینا)

۴:- "واستحلال الخصوم" دشمنیوں اور جھگڑوں کا مٹا دینا یا ختم کر دینا۔

۵:- "وان تعزم علی ان لا تعود" پختہ ارادہ کرنا کہ گناہوں کی طرف دوبارہ نہ لوٹوں گا۔

۶:- "وان تذیب نفسک فی طاعة الله کما ربیتها فی المعصیة وان تذیقها مرارة الطاعة کما اذقتها حلاوة المعاصی"

اور اپنے نفس کو طاعت الٰہی سے سجائے تربیت دے اسی طرح جس طرح اسے گناہوں میں تربیت کرتا رہا (پالتا رہا) اور یہ کہ اپنے نفس کو طاعت کی کڑواہٹ سے اسی طرح مزہ چکھائے جس طرح اسے گناہوں کی لذت سے مزہ دلاتا رہا۔ اور خواص کی توبہ کا یہی چلن ہے۔

عَسٰی رَبُّكُمْ اَنْ یُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَیُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

قریب ہے کہ تمہارا رب تمہاری برائیاں تم سے اتار دے اور تمہیں باغوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں بہیں۔

قیل : المراد انه عزوجل یفعل ذلک لکن جیء بصیغة الاطماع للجری علی عادة الملوک فانهم اذا ارادوا فعلا قالوا : (عَسٰی) ان تفعل کذا، والاشعار بان ذلک تفضل منه سبحانهٗ والتوبة غیر موجبة له وان العبد ینبغی ان یکون بین خوف و رجاء وان بالغ فی اقامة وظائف العبادة۔

کہا گیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ اسی طرح فرمائے گا یعنی توبہ کے بدلے تمہارے گناہ اتار دے گا لیکن یہاں بندے کے لئے بطور طمع ورغبت کے انداز میں فرمایا گیا ہے جیسا کہ بادشاہوں کی عادات میں سے ہے کہ جب وہ کسی کام کا ارادہ کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں (عَسٰی۔قریب ہے) کہ ہم یوں فرمائیں گے اور اس کے درمیان۔ جس امر کا اشارہ ہے کہ یہ سب حق سبحانہ وتعالیٰ کا فضل وکرم ہی ہے اور توبہ فی نفسہ گناہوں کی بخشش کا موجب نہیں اور بندے کو لازم ہے کہ وہ امید وخوف کی حالت میں رہے اگرچہ وہ وظائف وعبادات کے قائم کرنے میں خوب لگا ہو۔

حدیث شریف میں ہے ایمان خوف ورجاء (امید وخوف) کے درمیان ہے یعنی گناہوں پر عذاب وگرفت سے ڈرتا رہے اور فضل ومغفرت کی امید بھی رکھے نہ یہ کہ محض امید پر قناعت کرے اور نہ یہ کہ خوف زدہ ہو کر ہلاک ہوتا رہے کیونکہ اللہ پر کوئی امر واجب نہیں ہے چاہے بخشے چاہے عذاب کرے، اہل سنت کا مذہب یہی ہے۔ اور اس آیت کے تحت معتزلہ نے کہا کہ عقل کا مقتضی یہ ہے کہ اللہ عزوجل پر بندے کی توبہ کا قبول کرنا واجب ہے۔ جب کہ اہل سنت نے اس آیت ہی سے قبول توبہ کے عدم وجوب پر استدلال کیا ہے کیونکہ گناہوں کا کفارہ ہو جانا قبول ہی کا نتیجہ تو ہے اور ایسا طمع دلانے کیلئے بدوں قطع کئے بیان کیا گیا ہے۔ یعنی قبولیت اللہ عزوجل کا کرم ہے اس پر واجب نہیں۔

امام الحرمین اور قاضی ابوبکر نے کہا سن کر اور بطور وعدہ اس کا قبول کرنا واجب ہے لیکن دلیل ظنی کے ساتھ جب کہ اس آیت سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کیونکہ یہ نص قطعی ہے اور اس میں تاویل کی گنجائش نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جمہور علماء اہل سنت کا مذہب ہی حق ہے کہ جب بخشش وعذاب مشیت ربانی پر ہے تو توبہ کا قبول وعدم قبول بھی اسی کی مرضی پر موقوف ہے خواہ

Marfat.com

توبہ تمام شرائط کے ساتھ واقع ہو، لہٰذا توبہ کا قبول فرمانا اللہ کا کرم اور اس کا فضل ہے۔ اس آیت میں بندوں کو رغبت دلائی گئی ہے کہ توبۃ النصوح کریں۔ ظاہر ہے کہ کریم اور لامتناہی کرم والے کریم آقا کا غلاموں کو تحریض و رغبت دلانا اسی لئے تو ہے کہ ان پر نوازش فرمائے اور تحریض دلا کر نہ نوازنا کریموں کی عادت نہیں ہوا کرتی اور حق سبحانہ وتعالیٰ بے مثل کریم ہے اور اس نے رحمت کو غضب پر سبقت دے رکھی ہے تو پھر توبہ قبول نہ ہونے کا واہمہ کیوں پریشان کرے اور قرآن کریم میں یہ انداز بکثرت ہے جو بے انتہا لطف و کرم الٰہی کا مظہر ہے۔ لہٰذا توبہ کا بجالانا لازم ہے۔ رہا اس کا قبول ہونا نہ ہونا تو یہ اللہ عزوجل کا کام ہے بندوں کو اس سے کیا علاقہ انہوں نے تعمیل ارشاد تو کر دی اور ان کے لئے یہی کافی ہے۔ اور حق سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد کیا عظمت والا ہے "هَلْ نُجٰزِیْۤ اِلَّا الْكَفُوْرَ" اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اور معاملہ سب اسی کے فضل و کرم پر ہے یہاں تک کہ طاعات کے باوجود اور اعمال صالحہ کی وخرت و کثرت کے باوصف نجات کا مدار فضل باری پر ہی ہے جیسا کہ صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی کو اس کے اعمال دوزخ سے نہ بچا سکیں گے مگر اللہ کا فضل، عرض کیا گیا حضور! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی کیا؟ فرمایا مجھے بھی نہیں مگر یہ کہ اللہ اپنے فضل و رحمت سے مجھے چھپا لے۔ واضح مفہوم آیت یہ ہے کہ سچی توبہ کے بعد ممکن ہے کہ اللہ تمہارے گناہوں کو معاف کر کے ان کا بوجھ تم سے اتار دے اور تمہیں جنت میں داخل فرمائے اور نعماء جنت سے نواز دے۔

یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ۔ جس دن اللہ رسوا نہ کرے گا نبی کو۔

یَوْمَ۔ ظرف متعلق لیدخلکم اور "النَّبِیَّ" تعریف عہدی ہے والمراد به سيد الانبياء محمد صلى الله تعالى عليه وسلم والمراد بنفي الاخزاء اثبات انواع الكرامة والعز۔ اس سے مراد سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی ہے اور اخزاء (رسوائی) کی نفی اعلیٰ درجات (بزرگیوں) اور عزت کے اثبات پر دلالت کر رہی ہے۔ قاموس میں ہے کہ کہا جاتا ہے: "خزی الرجل لحقه انكسار اما من نفسه و هو الحياء المفرط و مصدره الخزاية" فلاں شخص اپنا حق پانے سے محض اپنے نفس کی کمزوری و خستگی (یا عاجزی) کی وجہ سے شرمندہ رہا (جھجک کی وجہ سے اپنا حق وصول نہ کر سکا) اور ایسا حیاء کی زیادتی (بے جا زیادتی) ہوتی ہے اور اس کا مصدر "الخزاية" ہے تاہم یہ لفظ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ان معنوں میں نہ لیا جائے گا اور آپ کے علاوہ پر اس کا معنی الاستخفاف (رسوائی بے عزتی) ہوگا اور اس کا مصدر "الخزی" ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اور دیگر انبیاء علیہم السلام کیلئے اس کے معنی بایں معنی ہوں گے کہ اس روز اللہ اپنے نبی کو کافروں کے سامنے (جو اس روز رسوا ہوں گے) معزز و بزرگ فرمائے گا۔ اس آیت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی امت کی غایت درجہ عظمت ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا تھا: "وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ" (الشعراء) اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہیں اس دنیا میں وعدہ کرامت ہے۔ یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ۔

اور خلیل و حبیب کے فرق پر واضح نص ہے۔ اور یونہی آپ کے طفیل اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سے اہل ایمان کے لئے پروانہ لطف و کرم ہے۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ۔ اور ان کے ساتھ کے ایمان والوں کو۔

Marfat.com

41

وَالنَّبِيَّ۔ پر عطف ہے۔ و فیه تعریض بمن اخزاهم الله تعالیٰ من اهل الکفر والفسوق، واستحماد علی المومنین علی ان عصمهم من مثل حالهم والمراد بالایمان هنا فرده الکامل علی ما ذکره الخفاجی۔ اور اس میں ان لوگوں پر تعریض (چبھتا ہوا اشارہ) ہے جنہیں کفار وفساق میں سے اللہ تعالیٰ ذلیل ورسوا فرمائے گا اور اہل ایمان کی غایت درجہ توصیف ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں محفوظ فرمائے گا اس بدحالی سے جو کفار وفساق کو پیش آئے گی اور ایمان سے یہاں مراد افراد کامل یعنی سچے مومنین ہیں جیسا کہ خفاجی نے لکھا ہے۔ فرد کے معنی چمکنے کے بھی ہیں جیسے کہا جاتا ہے افراد النجوم ادھر ادھر چمکتے تارے۔ اس مفہوم پر خفاجی کے نزدیک یہاں صحابہ کرام وخواص مومنین مراد ہیں واللہ اعلم۔

نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ

ان کا نور دوڑتا ہوگا ان کے آگے اور ان کے داہنے۔

ای علی الصراط۔ یعنی پل صراط پر۔

توحید ورسالت پر ایمان لانے کا نور اہل ایمان کے ساتھ ہوگا اور ان کے لئے راہ جنت پر چلنے میں مددگار ہوگا۔ کلبی رحمہ اللہ سے منقول ہے مومنوں کو ان کے اعمال کے موافق نور دیا جائے گا جس کی روشنی میں وہ پل صراط پر سے گزریں گے۔ بغوی رحمہ اللہ سے بھی یونہی منقول ہے۔ مسلم شریف میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہر شخص کو خواہ منافق ہو یا مومن ایک نور دیا جائے گا جس کے پیچھے وہ جہنم کے پل (پل صراط) پر چلیں گے پل پر کانٹے اور آنکڑے ہوں گے وہ پکڑیں گے اسے جس کو اللہ چاہے گا پھر منافقوں کا نور بجھا دیا جائے گا آگے اور دائیں سے مراد سب جہات ہیں اور ضحاک رحمہ اللہ کا قول ہے آگے نور ہوگا اور دائیں اعمال نامے ہوں گے۔

يَقُوْلُوْنَ۔ وہ عرض کریں گے۔

ای یقولون اذا طفئ نور المنافقین۔

یعنی مومنین عرض کریں گے اور ابن عباس اور حسن رضی اللہ عنہم سے مروی ہے ایسا اس وقت کہیں گے جب منافقوں کا نور بجھا دیا جائے گا۔ منافقوں کے نور کا بجھایا جانا ان کے حال کے موافق ہوگا اور اس کی تفسیر آیت هُوَ خَادِعُهُمْ الخ اور سورت الحدید میں گزر چکی۔

رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

اے ہمارے رب ہمارے لئے ہمارا نور پورا کردے اور ہمیں بخش دے بے شک تجھے ہر چیز پر قدرت ہے۔

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ’’یدعون تقرباً الی الله تعالی مع تمام نورهم و قیل: یقول ذلک من یمر علی الصراط زحفا و حبوا‘‘

پل صراط پر جب اہل ایمان منافقوں کا نور بجھتا دیکھیں گے تو تقرب الی اللہ کے لئے اپنے رب سے اپنے نور کامل کے حصول کی دعا کریں گے۔ اور ایک قول ہے کہ ایسا پل پر گزرنے والے قریب اور مقابل ہو کر کہیں گے۔ ایک قول ہے کہ مومنوں کے نور اعمال کے موافق متفاوت (کم یا زیادہ) فرق کے ساتھ ہوں گے اور وہ کامل نور کی درخواست کریں گے تاکہ

Marfat.com

اس کی روشنی میں سلامتی کے ساتھ پل کے پار ہوں۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ⑨

اے نبی کافروں پر اور منافقوں پر جہاد کرو اور ان پر سختی فرماؤ اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور کیا ہی برا انجام۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ

اے نبی جہاد کر کافروں پر۔

ای بالسیف۔ یعنی کفار کے ساتھ تلوار کے ساتھ جہاد کرو۔

وَالْمُنٰفِقِيْنَ۔ اور منافقوں پر۔

ای بالحجة۔ یعنی حجت ودلائل کے ساتھ اور ان کا پرزور رد وابطال فرماؤ۔

وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ۔ اور ان پر سختی فرماؤ۔

واستعمل الخشونة علی الفریقین فیما تجاهدهم به اذا بلغ الرفق مداه و عن الحسن اکثر ما کان یصیب الحدود فی ذلک الزمان المنافقین فامر علیه الصلوٰة والسلام ان یغلظ علیهم فی اقامة الحدود۔

اور ان دونوں گروہوں پر سختی کا برتاؤ کرو ان امور میں جن کے ذریعہ تم ان سے جہاد کرو کیونکہ نرمی حد کو پہنچ چکی یعنی اب انہیں رسوا کرو اور بالکل نرمی وترس نہ کرو۔ اور حسن سے مروی ہے کہ اس وقت تک (نزول آیت تک) منافقین پر حدود قائم نہیں کی گئی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا گیا کہ حدود کے قائم کرنے کے لئے ان پر خوب شدت وسختی کرو اور کسی قسم کی نرمی نہ کرو۔

وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ

اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور کیا ہی برا انجام ہے۔

ای و سیرون فیها عذاباً غلیظا۔ یعنی جہنم میں شدید وسخت عذاب سے دوچار رہیں گے۔

وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ۔ ای جهنم او مأواهم اور جہنم ہی ان کا ٹھکانہ ہے اور وہ کیا ہی بری جگہ ہے یا کیا ہی برا انجام ہے جسے بھگتیں گے۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ۭ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ⑩

اللہ کافروں کی مثال دیتا ہے نوح کی عورت اور لوط کی عورت وہ ہمارے بندوں میں دو سزاوار قرب بندوں کے نکاح میں تھیں پھر انہوں نے ان سے دغا کی تو وہ اللہ کے سامنے انہیں کچھ کام نہ آئے اور فرما دیا گیا کہ تم دونوں عورتیں جہنم میں جاؤ جانے والوں کے ساتھ۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ

اللہ کافروں کی مثال دیتا ہے نوح کی عورت اور لوط کی عورت۔

اس موقع کی مناسبت سے کافروں کی مثال دی ہے کہ ان دونوں عورتوں کو کفر اور اہل ایمان سے دشمنی کرنے کی وجہ سے عذاب کیا جائے گا اور ان عورتوں کو ان کا رشتہ قرابت یا پیغمبروں کی زوجیت کچھ فائدہ نہ دے گی۔ بحالت کفر انہیں یہ زوجیت و تعلق نفع نہ پہنچائے گا کیونکہ نفع صرف ایمان وطاعت والوں کے لئے ہے۔ نوح علیہ السلام کی عورت (بیوی) کا نام والعۃ تھا۔ مقاتل رحمہ اللہ سے اس کا نام والہتہ مروی ہے اور لوط علیہ السلام کی بیوی کا نام واہلۃ تھا اور ایک قول ہے: ''والھۃ'' اور مقاتل رحمہ اللہ سے ''والعۃ'' مروی ہے۔

كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ

وہ ہمارے بندوں میں دو سزاوار قرب بندوں کے نکاح میں تھیں۔

بیانا لحالهما الداعیه لهما الی الخیر والصلاح و لم یقل : تحتهما للتعظیم۔ یہ ان دونوں عورتوں کے حال کا بیان ہے کہ وہ دونوں خیر و صلاح کے ماحول میں تھیں یعنی پیغمبروں کے رشتہ نکاح و زوجیت میں تھیں اور ان کے قرب کا تقاضا تھا کہ وہ خیر وصلاح سے نفع اٹھاتیں ایمان وطاعت بجالاتیں اور ''تحتهما'' کا ارشاد بطور تعظیم کے نہیں فرمایا گیا۔ نوح اور لوط علیہما السلام کو ''عبد الصالح''۔

فَخَانَتٰهُمَا۔ تو ان سے دغا کی۔

بیان لما صدر عنهما من الخیانة العظیمه مع تحقیق ما ینافیها من موافقة النبی علیه الصلاة والسلام اماخیانة امراة نوح علیه السلام فکانت تقول للناس : انه مجنون، و اما خیانة امرأة لوط فکانت تدل علی الضیف۔

اس خیانت عظیمہ (بڑی دغا) کا بیان ہے جو ان دونوں عورتوں سے صادر ہوئی اور اس حق کے خلاف جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رفاقت کے منافی تھا (حق تو یہ تھا کہ وفاداری کرتیں مگر انہوں نے دغا کی) جہاں تک نوح علیہ السلام کی بیوی کا تعلق ہے تو وہ لوگوں سے کہتی تھی کہ نوح علیہ السلام (معاذ اللہ) دیوانے ہیں اور لوط علیہ السلام کی بیوی کی دغا یہ تھی کہ وہ آپ کے مہمانوں کی اطلاع دے دیتی تھی۔

اس کو حاکم نے بافادۂ تصحیح ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ ابن عدی بیہقی نے شعب الایمان میں، اور ابن عساکر نے ضحاک سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: ''خیانتهما النمیمة'' ان دونوں کی خیانت چغل خوری تھی۔ اور ایک روایت میں ہے: ''کانتا اذا اوحی الله تعالی بشیء افشتاه للمشرکین'' جب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر کوئی وحی اترتی (پیغام آتا) یہ دونوں عورتیں اسے مشرکوں پر فاش کر دیتیں۔ ابن المنذر نے ابن جریج سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''خیانتهما انهما کانتا کافرتین مخالفتین'' ان دونوں کی خیانت یہ تھی کہ وہ دونوں عورتیں دو سخت مخالفت کرنے والی کافرہ تھیں۔ اور ایک قول ہے: ''کانتا منافقتین'' وہ دونوں منافق تھیں۔ راغب کا قول ہے کہ خیانت اور نفاق مفہوم میں ایک ہی ہیں البتہ ''خیانت'' عہد وامانت کے اعتبار سے کہا جاتا ہے اور نفاق دین واسلام کے اعتبار سے بولا جاتا ہے پھر دونوں ایک ہی مفہوم میں داخل ہو جاتے ہیں تو رہی خیانت سو وہ عہد کو توڑ کر چھپ کر حق کی مخالفت کرنا ہے اور اس کی نقیض امانت ہے اور اس آیت کے اسی مفہوم پر علماء کا اجماع ہے اور اس کی تفسیر ''بدکاری'' سے نہیں ہے اور نہ ہی یہاں ایسا مراد ہے اور ابن عباس

Marfat.com

سے مروی ہے: "مازنت امراة نبی قط" کسی بھی نبی کی عورت کبھی بدکاری (زنا) کی مرتکب نہ ہوئی۔

فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا

فَلَمْ يُغْنِيَا۔ ای فلم یغن ذالک العبدان الصالحان والنبیان العظیمان۔ یعنی دونوں صالح بندے اور باعظمت نبی (نوح ولوط علیہما السلام) ان دونوں عورت کے کام نہ آ سکے۔

عَنْهُمَا۔ بحق الزواج۔ یعنی زوجیت کے حق کے باوجود ان دونوں عورتوں کو کام نہ آئے۔

مِنَ اللّٰهِ۔ ای من عذابه عزوجل یعنی اللہ عزوجل کے عذاب سے انہیں نہ بچا سکے۔

شَيْـًٔا۔ ای شیئاً من الاغناء او شیئاً من العذاب یعنی کچھ بھی فائدہ نہ دیا یا عذاب الٰہی سے کچھ بھی دفع نہ کر سکے۔
واضح مفہوم یہ ہے کہ وہ دونوں عورتیں سخت کافرہ یا منافق تھیں اور اسی حال پر ان کا خاتمہ ہوا جیسا کہ اس سے اگلے جملہ وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ سے واضح ہے اور کفر پر مرنے والے کے لئے سفارش نہیں ہے اور نہ ہی اس کے لئے کوئی رعایت ہے اور اللہ کے رسولوں سے اس ضمن میں سفارش محال ہے۔ بلکہ انبیاء ورسل کفار ومشرکین سے بیزار ہیں تو روز حشر ان کے لئے کیوں سفارش کریں کہ وہ یوم الجزاء ہے۔ ادراک موت کا وقت یا حشر کو جب ایمان لانا ہی بے سود ہے تو سفارش کیسی؟ لہٰذا وہ دونوں عورتیں انبیاء کے ساتھ باوجود قربت وتعلق کے اپنے کفر ونفاق کی وجہ سے ہر قسم کے نفع سے محروم ہو گئیں اور عذاب الٰہی سے نہ بچ سکیں۔

وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ

اور فرما دیا گیا کہ تم دونوں عورتیں جہنم میں جاؤ جانے والوں کے ساتھ۔

لهما عند موتهما او یوم القیامة و عبر بالماضی لتحقق الوقوع۔ ان دونوں عورتوں سے ان کی موت کے وقت کہا گیا یا روز قیامت ان سے یوں کہا جائے گا اور صیغہ ماضی کا فرمانا عذاب الٰہی کے تحقیق وقوع کے لئے ہے کہ یوں ہو گا (داخل جہنم ہوں گی) ان سے کہا جائے گا کہ تم دونوں اپنی قوم کے کافروں ومشرکوں کے ساتھ ہی جہنم میں داخل ہو جاؤ کہ اب تمہارا کفر کے باعث انبیاء سے تعلق مٹ گیا۔ اس آیت سے واضح ہے کہ مومن کو کسی کافر کا کفر ضرر نہ پہنچا سکے گا اور یونہی کسی کافر کو کسی مومن سے فائدہ نہ پہنچے گا۔ اور کفار کی سب ڈوریں (امیدیں) کٹ جائیں گی۔ بعض علماء کا قول ہے کہ اس میں امہات المومنین کے لئے بکمال خدمت وطاعت نبوی کے لئے اشارہ ہے۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۙ﴿۱۱﴾۔

اور اللہ مسلمانوں کی مثال بیان فرماتا ہے فرعون کی بی بی جب اس نے عرض کی اے میرے رب میرے لئے اپنے پاس جنت میں گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے کام سے نجات دے اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات بخش۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ

اور اللہ مسلمانوں کی مثال بیان فرماتا ہے فرعون کی بی بی۔

ای جعل حالها مثلا لحال المومنین فی ان وصلة الکفرة لا تضرهم حیث کانت فی الدنیا تحت اعدی اعداء اللہ عزوجل و هی فی اعلی غرف الجنة آسیة بنت مزاحم۔

Marfat.com

یعنی اللہ نے مسلمانوں کے لئے اس مومنہ بی بی کے حال کو مثال بنایا کہ کافر کے ساتھ ان کا تعلق انہیں کچھ نقصان نہ دے گا جب کہ وہ حیات دنیوی میں اللہ تعالیٰ کے دشمنوں میں سے ایک بڑے دشمن کے رشتہ زوجیت میں ہی تھیں اور وہ جنت کے بلند و بالا مقام (بالا خانے) میں ہوں گی اور ان کا نام آسیہ بنت مزاحم تھا۔

علماء تفسیر کا قول ہے کہ جب جادوگروں سے جناب موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ ہوا اور وہ مغلوب ہو گئے اور حق روشن ہو گیا تو حضرت آسیہ پورے خلوص سے ایمان لے آئیں جب ان کے ایمان کی خبر ان کے شوہر فرعون کو ہوئی تو وہ سخت غضب ناک ہوا تو آپ پر بہت شدت و سختی کی انہیں چلچلاتی دھوپ میں تختے پر کیلوں کے ساتھ (ہاتھوں اور پاؤں میں) ٹھونکوا دیا اور بوجھل وزنی چکی (یا پتھر) ان کے سینے پر رکھوا دیا جب فرعون کے کارندے ان کے پاس سے دور ہوتے تو ملائکہ ان پر سایہ فگن ہوتے۔ اس شدت کے باوجود وہ ثابت قدم رہیں اور استقامت کا عظیم مظاہرہ فرمایا۔

اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَكَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ۔

جب اس نے عرض کی اے میرے رب میرے لئے اپنے پاس جنت میں گھر بنا۔

جب فرعونیوں کے مظالم انتہائی شدید ہو گئے اور معاملہ حد برداشت سے گزر گیا تو جناب باری میں عرض گزاری کی کہ اے پروردگار میرے لئے اپنے پاس جنت میں گھر بنا۔ عِنْدَكَ سے مراد ہے: من رحمتک (اپنی مہربانی کے ساتھ) اس لئے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ مکان سے پاک ہے اور یونہی قرب و بعد مکانی سے منزہ ہے اور اس کا قرب بے کیف ہے کہ مکانی قرب و بعد یا مکان کیف ہے اور اللہ اس سے پاک ہے۔ اور بعض نے کہا کہ ''عِنْدَكَ'' سے مراد اعلیٰ درجات ہیں جو مقربین بارگاہ کو عطا ہوں گے۔ ابو یعلیٰ اور بیہقی نے بسند صحیح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرعون نے اپنی بیوی (آسیہ) کے دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں میں کیل گڑوائے (چومیخا کیا) پس جب وہ اور اس کے کارندے ان کے پاس سے ہٹتے اظلتها الملائكة عليهم السلام فقالت : ''رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَكَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ'' فكشف لها عن بيتها فى الجنة و هو على ما قيل : من درة تو فرشتے ان پر سایہ کرتے تو انہوں نے یہ دعا کی ''رَبِّ ابْنِ لِیْ الخ'' تو ان کے لئے ان کا جنت میں گھر انہیں دکھا دیا گیا یعنی دنیا ہی میں بطریق کشف دیکھ لیا اور کہا گیا ہے کہ وہ موتی کا بنا ہوا ہے۔ عبد حمید کی روایت میں ہے کہ انہیں (آسیہ) پشت کے بل چومیخا کیا گیا اور ایک بھاری بھرکم پتھر ان کے سینے پر رکھ دیا گیا اور ان کا منہ سورج کی طرف کر دیا گیا تو انہوں نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر یہ دعا مانگی۔ (رَبِّ ابْنِ لِیْ الخ) تو اللہ نے جنت میں ان کا گھر ان کے لئے ظاہر کر دیا جسے انہوں نے دیکھ لیا اور ان کی تکلیف سہل ہو گئی۔ حسن سے مروی ہے کہ اللہ نے انہیں جنت کی طرف اٹھا لیا تا کہ وہ اس میں کھائیں پئیں اور اس کی نعمتوں سے متمتع ہوں بعض نے کہا وہ زندہ جنت میں اٹھائی گئیں لیکن یہ درست نہیں۔ صحیح یہی ہے کہ ان کی روح قبض کر لی گئی اور انہیں بوجھ پتھر رکھنے کی اذیت نہ پہنچی۔

وَنَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ۔

اور مجھے فرعون اور اس کے کام سے نجات دے۔

اى من نفس فرعون الخبيثة و سلطانه الخشوم و خصوصا من عمله و هو الكفر و عبادة غير الله تعالى و التعذيب بغير جرم الى غير ذلک من القبائح۔

یعنی فرعون خبیث کی ذات اور اس کی سرکش حکومت سے نجات عطا فرما بالخصوص اس کے عمل سے (اور عمل سے یہاں مراد) یعنی کفر اور غیر اللہ کی بندگی اور بغیر جرم کے عذاب کی تکلیف سے اور اس کے لئے اس کی خرابیوں اور برائیوں سے (شر سے) خلاصی عطا فرما۔ ابن عباس کا قول ہے کہ "عمل" سے مراد "الجماع" ہے یعنی جنسی تعلق وقرب سے محفوظ فرما۔ اللہ نے ان کی التجا قبول فرمائی اور فرعون ان پر تصرف نہ پاسکا۔

وَنَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔

اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات بخش۔

من القبط التابعین فی الظلم قاله مقاتل وقال الکلبی : اهل مصر۔ یعنی قبطیوں سے جو اس (فرعون) کے ظلم میں اس کی پیروی کرتے ہیں اور کلبی کا قول ہے کہ اہل مصر سے محفوظ فرما۔ واضح مفہوم ہے کہ فرعون اور اس کی قوم (قبط) کے لوگوں سے جو ظالم تھے۔

وَمَرْیَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِیْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِیْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِیْنَ ﴿۱۲﴾

اور عمران کی بیٹی مریم جس نے اپنی پارسائی کی حفاظت کی تو ہم نے اس میں اپنی طرف کی روح پھونکی اور اس نے اپنے رب کی باتوں اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی اور فرماں برداروں میں ہوئی۔

وَمَرْیَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ

اور عمران کی بیٹی مریم۔

واو "اِمْرَاَتَ فِرْعَوْنَ" پر عطف ہے ای وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا و حالتها و ما اوتیت من کرامة الدنیا والاخرة والاصطفاء مع کون اکثر قومها کفاراً۔

یعنی اہل ایمان کے لئے ان کو (مریم) اور ان کی زندگی اور جو کچھ انہیں دنیا اور آخرت کی بزرگی عطا کی گئی اور ان کے پسندیدہ بنانے میں باوجودیکہ ان کی قوم کے اکثر لوگ کافر تھے مثال بنایا۔ کشاف میں ہے: اور اس عورت کی جس کا شوہر تھا (آسیہ) اور اس عورت کی جس کا شوہر نہیں تھا (مریم) کی مثالوں کا جمع کر کے ذکر فرماتے ہیں بیوہ اور کمزور عورتوں کے لئے تسلی اور ان کے دلوں کی تسکین ہے۔

الَّتِیْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا

جس نے اپنی پارسائی کی حفاظت کی۔

صانت و منعته من الرجال و قیل : منعته عن دنس المعصیة۔

اس نے خود کو محفوظ رکھا اور اپنی آبرو (ناموس) کو بچایا اور ایک قول ہے کہ اپنی ناموس کو گناہ کی گندگی سے محفوظ رکھا۔ یعنی خود کو برائی سے بچایا۔

فَنَفَخْنَا فِیْهِ۔ تو ہم نے پھونک دی اس میں۔

النافخ رسوله تعالی و هو جبریل علیه السلام فالاسناد مجازی و قیل : الکلام علی حذف

مضاف ای فنفخ رسولنا و ضمیر (فِيْهِ) للفرج : واشتهر ان جبریل علیه السلام نفخ فی جیبها فوصل اثر ذلک الی الفرج۔

پھونکنے والے اللہ کے رسول تھے اور وہ جبریل علیہ السلام تھے اور حق تعالیٰ کا فرمانا ''ہم نے'' مجازاً ہے کیونکہ تمام افعال اور یہ بھی کہ جبریل کے پھونکنے کا خالق بھی اللہ ہی ہے اور اپنی طرف نسبت ذکر فرمانے کا مطلب ہے کہ جبرائیل نے ہمارے حکم سے پھونکا۔ گویا ہم نے ہی پھونکا۔ اور ''فِيْهِ'' کی ضمیر شرمگاہ کی طرف راجع ہے یا اس سے مراد شرمگاہ ہے اور مشہور ہے کہ جبریل علیہ السلام نے سیدہ مریم سلام اللہ علیہا کی قمیص کے چاک گریبان میں پھونکا جس کا اثر شرمگاہ تک پہنچ گیا اور وہ حاملہ ہو گئیں۔

مِنْ رُّوْحِنَا۔ اپنی طرف کی روح۔

للتشریف والمراد من روح خلقناه بلاتوسط اصل۔ یہ اظہار فضیلت کے لئے ہے اور اس سے مراد ہے کہ ہم نے بغیر کسی توسط کے روح کو پیدا فرمایا۔ مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

وَصَدَّقَتْ۔ اور تصدیق کی۔

ای امنت۔ یعنی حضرت مریم ایمان لائیں اور ایمان تصدیق ہے۔

بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا۔ اپنے رب کی باتوں کی۔

لصحفه عزوجل المنزلة علی ادریس علیه السلام وغیره و سماها سبحانه کلمات لقصرها۔ حق سبحانہ وتعالیٰ کے صحائف پر جو حضرت ادریس علیہ السلام اور ان کے علاوہ حضرات انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئے اور حق تعالیٰ انہیں ان کے مختصر ہونے کی وجہ سے کلمات سے موسوم فرمایا۔ ایک قول ہے کہ ''کلمات رب'' سے مراد احکام وشرائع ہیں جو حق سبحانہ وتعالیٰ نے بندوں کے لئے مقرر فرمائیں۔ حسن اور مجاہد اور جحدری نے ''بِكَلِمَةِ'' پڑھا ہے جس سے مراد کلمہ توحید ہے لیکن یہ جب ہوگا اگر اسم جنس کا احتمال ہو۔ ایک قول ہے اس سے مراد خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ انه کلمة الله القاها الی مریم کیونکہ وہ خود کلمۃ اللہ ہیں جو سیدہ مریم کی طرف القاء کیے گئے۔

وَكُتُبِهٖ۔ اور اس کی کتابوں کی۔

بجمیع کتبه والمراد بها ما عدا الصحف مما فیه طول او التوراة والانجیل والزبور۔
یعنی تمام کتب سماویہ پر اور اس سے مراد صحائف انبیاء کو چھوڑ کر وہ کتب ہیں جو طویل ہیں (مختصر نہیں کیونکہ صحائف مختصر تھے) یا تورات یا انجیل اور زبور ہے۔ (ایک قول ہے کہ مراد لوح محفوظ کی تحریریں ہیں)۔

وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ

اور فرماں برداروں میں ہوئی۔

''مِنْ'' تبعیضیہ ہے اور ''قانتین'' میں تذکیر تغلیب کے لئے ہے۔ ای من عداد المواظبین علی الطاعة یعنی اطاعت وفرماں برداری پر مواظبت (ہمیشگی، کمربستہ رہنے والے) کرنے والے کثیر لوگوں میں سے ہوئی۔ ایک قول ہے کہ وہ قانتین کی نسل (اولاد) سے تھیں یعنی ہارون علیہ السلام جو موسیٰ علیہ السلام کے بھائی تھے، کی اولاد شریفہ سے تھیں۔ اس میں ان کی خاندانی تعریف ہے کہ فرع اصل کے تابع ہوتی ہے ''وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِيْ

خَبُثَ لَا یَخْرُجُ اِلَّا نَکِدًا ‘‘اس میں اشارہ ہے کہ سیدہ مریم مردان کامل سے تھیں باوجودیکہ وہ عورت تھیں۔
امام احمد نے مسند میں روایت کیا ہے کہ خواتین جنت کی سردار مریم ہیں پھر فاطمہ پھر خدیجہ پھر آسیہ پھر عائشہ۔ اور صحیحین میں ہے کہ مردوں میں بہت سے لوگ کامل مرد ہوئے لیکن چار عورتوں کے سوا کوئی عورت کامل نہ ہوئی وہ چار عورتیں آسیہ بنت مزاحم، مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور عائشہ کی فضیلت عورتوں پر اس طرح ہے جس طرح ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر ہے۔ ان کی باہمی تفصیل کا مسئلہ پیچھے بیان ہو چکا۔ البتہ ان عورتوں میں حضرت فاطمہ کا ذکر ہوا ہے وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جگر گوشہ ہیں ان پر کسی کو فضیلت میں مقدم رکھنا قرین انصاف نہیں ہے اور میرا مذہب یہی ہے۔ بعض آثار میں آیا کہ مریم و آسیہ جنت میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج میں سے ہوں گی۔ طبرانی نے سعد بن جنادۃ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’ان الله زوجنی فی الجنة مریم بنت عمران و امرأة فرعون و أخت موسی علیه السلام‘‘ بے شک اللہ نے جنت میں مریم بنت عمران، آسیہ زوجہ فرعون اور موسیٰ علیہ السلام کی بہن کو میری بیوی بنایا ہے۔ ان دونوں بیبیوں کے ذکر میں حضرت عائشہ و حفصہ کو ان کی طرح فرماں بردار ہونے کا اشارہ ہے اور رضائے رسول کے لئے مواظبت و شدت کی ترغیب ہے اور شہد و تحریم ماریہ کے واقعہ کے تناظر میں تعریض ہے۔ واللہ اعلم

الحمد للہ آج ۲۱ شعبان المعظم ۱۴۱۱ھ
اٹھائیسویں پارہ کی تکمیل ہوئی

Marfat.com

تفسیر الحسنات

پارہ ١٥

٢٨٤٤٢٦

علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور - کراچی - پاکستان

Marfat.com